

درختان

www.allpdfstuff.blogspot.com



انوار صدیقی

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.allpdfstuff.blogspot.com

حسب فرمائش!

مکتبہ القریش کے توسط سے ”غبیث“ اور ”برمجماری“ کے بعد ”درخشاں“ پیش خدمت ہے۔

برادر محمد علی قریشی کا اصرار ہے کہ میں ”درخشاں“ کے بارے میں کچھ لکھوں۔ عجیب سی بات ہے کہ یہ رسم اب متعدد مرض کی طرح عام ہو گئی ہے کہ مصنف اپنی ہی تخلیق کے بارے میں کچھ نہ کچھ لکھے اور تخلیق کار اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر کچھ نہ کچھ کی آڑ میں بہت کچھ لکھ جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اپنے دبی کو کوئی کھٹا کیوں کھے گا؟

کسی نہات دوراندیش اور معاملہ فہم دانشور نے بڑے عام فہم انداز میں یہ نکتہ خواندہ اور ناخواندہ لوگوں کے ذہن میں بٹھانے کی کوشش کی تھی کہ..... ”جس روز ہمارے عوام اس حقیقت کو سمجھ لیں گے کہ کالا اونٹ کالا اور بھورا اونٹ بھورا ہوتا ہے اس روز رنگ اور نسل کی تفریق ختم ہو جائے گی اور انسان ایک دوسرے سے پیار و محبت سے پیش آنے کا ہنریکھ لے گا کہ یہی انسانیت کا تقاضہ بھی ہے“ بہر حال ”درخشاں“ کے بارے میں سب سے پیشتر میں اس بات کا اعتراف ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کا مرکزی خیال میں نے کہیں اور سے لیا تھا، پھر رائی کا پہاڑ بنتا چلا گیا، کہانی کا کیوس اتنا وسیع و عریض تھا کہ ایک نئی ”طلم ہو شرما“ وجود میں آ سکتی تھی لیکن میں نے حسب عادت گریز سے کام لیا۔ جن دوستوں اور واقف کاروں نے میری سلسلہ وار کہانی ”انکا“ کا مطالعہ کیا ہے وہ اب بھی اس بات کے شاکی ہیں کہ میں نے اس سلسلے کو ختم کر کے دانشمندی کا ثبوت نہیں دیا اس لئے کہ ”انکا“ ہر دور کی اہم ضرورت ثابت ہو سکتی تھی۔ آج مجھے بھی اکثر ”انکا“ کی کمی کا احساس بڑی شدت سے ہوتا ہے..... وہ ہوتی تو دہشت گردوں کے سروں پر جا جا کر ان کو انسانیت کا درس دے سکتی تھی۔ سیاست برائے

www.allpdfstuff.blogspot.com

ہلے زار ہوتا ہے نگاہ پر وہ ایک سیدھا سادا اور مومن شخص
واقع ہوا تھا لیکن اُس کی شخصیت کی گہرائی اور اُس کے تجربے
کا اندازہ اُس کے جسد اور پیشانی پر برفِ آئے والی چینوں
بخنی لگایا جا سکتا تھا۔ اُس کی زحمت جیلے ہوئے لمبے کی طرح
اور بال جھوٹے تھے۔ عمر کی پہاں سے زیادہ سن بڑھنے کے
باوجود اس کے تو فی مجدد فیضِ برحق تھے۔ وہ ہر وقت مستعد اور
جانتا وچر بند رہنے کا عادی تھا۔ اس وقت بھی کوجب میں
رینگ سے لگا کھڑا لاہور لفظوں سے مجرموں کے علاج سے
نکلتا انداز ہوا تھا، ایسے اپنے مخصوص انداز میں دوسرین نظروں
سے نگلے دیکھی آئے والے خط سے کوسوں پر کرنے میں شہمک تھا۔
میں کچھ دیر تک مرثے پر ہنسا کھڑا رہا اور فادار کا نامی
میر سے قریب ہی موجود تھا۔ اُس کی ہنسی ہوئی دم ایک بار
میر سے بڑوں سے گھوڑی تو میں نہ جانتے کہیں سادی مان سے

لڑا تھا، میری عزت ٹوٹ گئی، میں نے نظریں بھی کر کے مانی
 کو دیکھا جو میرے اچانک پرتختے سے ایک لمبے کو خود بھی گونوا
 گیا تھا پھر جب اُسے اپنی منگی کا احساس ہوا تو اس نے اپنی
 زبان باہر نکال لی اور مجھے ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جس میں
 شرمندگی کا اظہار کوٹ کوٹ کر نظر آتا تھا۔ مجھے مانی پر بے اختیار
 پیار آ گیا، میں نے قدم سے جھک کر اس کے سر پر بھرت سے ہاتھ
 چڑھا کر اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں اور اس نے عقیدت
 سے میرے قدم پر اپنی نظریں مسلط کر دیں۔
 یہ بتانا ضروری تھا کہ مانی کو اس جڑی سفید میں اپنے ساتھ
 لینے میں میرے ارادے کو مطلع کوئی دوس نہیں تھا۔ یہ بات بھی
 دست ہے کہ مانی مجھے اپنی موجودہ تنہا اور انساں زندگی میں بہت
 عزیز تھا لیکن میں نے اچانک جس خطرناک سفر پر روانہ ہونے کا
 ارادہ کیا تھا اس میں مانی کو شریک نہیں کرنا چاہتا تھا، گھر سے
 روانہ ہوتے وقت میں نے اپنے ملازم کو مانی کے سلسلے میں سختی
 سے تاکید کی تھی کہ میری فریاد جو مانی کا فاس خیال دکھاتا
 اور اسے کسی قسم کی حلیف نہ ہو۔ پھر جب ملازم مانی کو میرے
 سلسلے سے بنا کر دوسرے کمرے میں لے گیا تو میں تیز قدم
 اٹھا کر اپنی شاندار عریض سے باہر گیا جہاں میرے ساتھی کا میں
 میرے مندرجہ ذیل ہونے کے بعد آتا دیکھ کر غریب مستعدی سے
 آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولا، میں اچھی کار کے قریب ہی پہنچا
 تھا کہ پشت سے ملازم کے چپنے کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی
 پھر میں نے مانی کو دیکھا جو بہت جلد میرے قریب آ کر میرے
 قدموں میں یوں ٹھٹھنے لگا جیسے وہ کسی قیمت پر میرا ساتھ چھوڑنے
 کو آمادہ نہیں ہے مجھے اس بے زبان مگر دغا دار جانور پر ترس آ گیا
 اور میں مانی بھی میرا دم سفر تن کیا۔
 دوسرے پراس وقت میرے ارد مانی کے سوا کوئی تیسرا فرد
 موجود نہیں تھا۔ میں نے نظریں افکار انسان کی طرف دیکھا جہاں
 گرسہ اوڑھے رنگ کے بادل سی لے جی پوری بھی گرج کے
 ساتھ برس پڑنے لگے پرتول مے تھے ہوا بھی تندیر تیز ہو
 رہی تھی میں نے اپنے آئینہ سر کی نگاہ بوڑھے ایٹلے پر ڈالی، جو
 کمزور دل دم کے نشیے سے مکا ہوا چنانچہ ایٹلے پر گم ہو گیا
 سلاکتہ میں غوغا، میں نے مانی کی زنجیر جھک سے نکال کر
 اپنے ہاتھ میں لے چھوڑا، اچانک جیسے کسی کی سمت مبادتھا کہ
 ایک موٹر پر اچانک جہاز کا نائب کپتان جیسے جو ڈھاک کا رہنے
 والا تھا، سامنے آ گیا۔ حسب معمول اس وقت بھی اس نے میرے
 بجائے پہلے مانی پر ایک کمری نظر ڈالی پھر اس کے ہونٹوں پر
 ایک پراسرار ہنسا اُبھرایا، جیسے اس کی خصوصیات کو میں

جی سفر کے آغاز ہی سے متعدد بار نوٹ کر چکا تھا، بدلے
 میں وہ مانی کو دیکھتے ہی کسی گہری سوجھ میں غرق ہو جاتا
 چہرے کے ہونٹوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ ابھرتی۔ پہلے میر
 خیال تھا کہ شاید جیسے کو کتنے پائے کا شوق ہو گا لیکن جی
 ملازمت میں وہ اس شوق کی تکمیل کرنے سے مجبور تھا مگر ایک
 روز جب میں نے یوں ہی برسبیل مذکورہ جہاز کے کپتان ایٹلے
 سے اس امر کا تذکرہ کیا تو بوڑھے کپتان کی کشادہ پیشانی پر ہلکا سا
 تاثرات کے اظہار کے طور پر بے شمار آؤٹی ترجمہ کی گئیں انھیں
 آئیں جہتہ تانے تک وہ اپنی تیز کارنگا ہوں سے مجھے کھوٹا
 رہا پھر کوٹ چبائے مجھے قدم سے مہم آواز میں کہا۔
 ”ہو سکتا ہے جیسے کوئی کامیابی کے جسم کے اندر جی کوئی پراسرار
 روح بھی نظر آ رہی ہو۔“
 کیا مطلب؟ ایٹلے کی زبان سے کسی جھگڑتی ہوئی پراسرار
 روح کا ذکر کسی کمرے سے دل کی دھڑکنیں اچانک تیز ہو گئیں۔
 میں نے اس بوڑھے کو روک روک کر نظروں سے دیکھا ایک لمبے کمرے
 دل میں یہ خیال ابھرا کہ شاید ایٹلے کو کسی طرح میرے سفر کی
 طعن و غایت کا علم ہو گیا ہے ممکن ہے میرے دوست مرنج
 کی کیکش نے ایٹلے کو ان دھندلاؤں جڑیوں کے بارے میں کچھ
 کی کیکش کی ہر جہاز پر تیار ہی بس منظر کے اعتبار سے پراسرار
 مشہور تھے اور جہاں ہم بدلے کا ارادہ بھی لکھتے تھے، ہو سکتا تھا کہ
 بوڑھے کپتان نے جو جڑی سدا کا طویل تجربہ رکھتا تھا بعض
 کیکش کی ذاتی ان جڑیوں کا نام سن کر ہمارے سفر کے بارے
 میں کچھ تاناکہ انداز کر لیے ہوں اور پھر میرا دھوکا کا ذکر صرف
 ایک اتفاقاً مطابقت ہو جس نے مجھے وقتی طور پر جھکتے پر
 مجبور کر دیا۔
 میں بدستور ایٹلے کو دفعتاً طلب نظروں سے گھمٹا رہا۔
 مقام میرے ذہن میں اپنے دوست کی موت کی ایک کھیاں
 بڑی سرعت سے ابھرا، جیسے ایک اینگلو انڈین پادری کا
 لڑکا تھا باپ کے انتقال کے بعد حالات نے اُسے خاد
 جیکب بنا دیا تھا، ایک مشکل صورت کے اعتبار سے وہ
 اینگلو انڈین کے بجائے انگریز تھا مگر اپنا چتا، وارنڈ اور
 مجھے مجھے ہم کلاہک جیسے بغول شرم کی کیکش کے اس کے
 پاس سولے مصل کے اندر جی چیز کی کمی تھی اور اس کی کو
 بڑا کرنے کی صرف ایک صورت تھی۔ جیکب کی بہن بھری
 کھڑکی کا آپریشن کر کے اس میں غوراً جیسے رکھ دیا جاتا۔
 بہر حال ہم تینوں ہی بہت گرسہ دوست تھے اور اسی لیے
 میں نے امریکا کے کیکش اور جیکب دونوں کو اپنا قریب
 سفر بنایا تھا۔ جب نہیں تھا کہ جیکب نے اپنی معصوم حیا

کا شہرت دیتے ہوئے کپتان ایٹلے کو میرے سفر کی پراسرار نعمت
 سے آگاہ کر دیا، ہر وار وہ بوڑھا پرتختال اس وقت جھگڑتی ہوئی
 دھوکا کا تذکرہ چھپ کر میرا جھبیلے کی کوشش کر دیا، ہوا
 میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے قدم سے دھرت بے میں اپنا
 سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ جھگڑا مانی کی ذات کا کسی
 جھگڑتی ہوئی روح سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟
 ”مانی کا نہ سہی لیکن جیسے کا جھگڑتی ہوئی دھوکا سے پرال
 بہت گرسہ تعلق ہے۔ ایٹلے نے لا پرواہی سے جواب دیا۔ اس کا
 دھوکا ہے کہ وہ دھوکا کو ملانے کا عمل جانتا ہے۔“
 ”تھاراکا خیال ہے؟ میں نے بوڑھے کو کھیتے ہوئے
 سوال کیا یہ کیا تم جیسے کے دھوکے کی تصدیق نہیں کر سکتے؟
 ”مجھے فطرتاً ہی کوشش مت کر دو میرے دوست، ایٹلے
 نے بڑے ساٹھ اور خشک بے میں کہا۔ جیسے میرا دم جیسے
 ہے گزشتہ اتھارہ سال سے وہ بھی اسی جہاز پر اپنے فرائض
 انجام دے رہا ہے۔ ہمارے درمیان آج تک کبھی کوئی اختلاف
 نہیں ہوا لیکن۔۔۔۔۔“
 ”لیکن کیا؟ میں نے ایٹلے کے اچانک فائرسش پر ہلنے
 پر بے یقینی سے دریافت کیا۔
 ”ذاتی طور پر میں ان فغول باتوں کا قائل نہیں ہوں۔“
 ایٹلے نے ملتے ہوئے جواب دیا۔ ”میں نے آج کبھی جیکب
 کو دھوکا کو ملانے کا عمل کرتے نہیں دیکھا۔ البتہ اس جہاز پر
 سفر کرنے والے اکثر شوقین یا سحرلے جیسے کے دھوکے
 کی تصدیق کی ہے۔“
 ”جیسے کی شخصیت کے بارے میں تمہاری ذاتی رائے
 کیا ہے؟ میں نے بات کو ذرا آگے بڑھانے کی کوشش کی۔
 ”نہایت دلیر اور تجربہ کا شخص ہے میرے ساتھ اس کا
 طرز عمل ہمیشہ دوستانہ رہا ہے۔ آج تک اس نے کبھی جھپٹیت
 کپتان کے مجھے اپنے عمل سے شکایت کا موقع نہیں دیا، خطروں
 کے وقت وہ ہمیشہ پیش پیش رہنے کی کوشش کرتا ہے۔
 موت دہری ہے شاید اسی لیے جیسے کبھی پراسرار نظر نہیں
 آتا مجھے اس کی عادت یہ یاد ہے۔“
 ”کیا وہ شادی شدہ ہے؟ میں نے یوں ہی دریافت کیا۔
 ”بارہ سال پہلے کی بات ہے۔ ایٹلے نے ذہن آلودہ تیل
 کی سلائی سے پائپ کی لاکھ کر کھیتے ہوئے ایک سرواؤ بھر
 کر جواب دیا۔ ”جیسے نے جزیرہ برائ کی ایک نوزائیدہ لڑکی
 حسین سے اپنی پند کی شادی کی تھی، اس وقت وہ بے انتہا
 محروم تھا لیکن اس کی خوشی بڑی عارضی اور ناپائیدار

ثبات ہوئی، شادی کے صرف دو روز بعد مانی سے جزیہ
 سرواؤں کے سفر کے دوران اس کی بیوی بے ہوش کے لیے اس سے
 روٹھ گئی۔ اس کی موت اس قدر اچانک اور غیر متوقع تھی کہ جہاز
 کے عملے کے تمام افراد حیران رہ گئے۔ اس روز میں نے پہلی اور
 آخری بار جیکب کو کسی معصوم بچے کی مانند پھوٹ پھوٹ کر اد
 بلک بلک کر روتے دیکھا تھا پھر اس نے خود اپنے ہاتھوں سے
 اپنی محنت کو سمندر کی تیار لہروں کے حوالے کر دیا اور۔۔۔۔۔
 ”اوکیا؟ میں نے جیسے بھری آواز میں پوچھا۔
 ”اس دن کے بعد سے جیسے نے دھوکا کو ملانے کا عمل
 سیکھنا شروع کر دیا، ایٹلے نے پائپ کی سرواؤ کو کھینچے گرائے ہوئے
 سرواؤ دیا، شروع شروع میں میں نے اسے دھوکے کی کوشش
 کی تھی لیکن جب اس کا لائق دھوکا کی حد تک پہنچ گیا تو میں
 نے اپنی زبان بند کر لی، یوں بھی ہم اپنی اپنی مرضی کے مطابق
 جہاز پر ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت نہیں کرنا، کمشنر
 وشرادوں اور حادثات کا پیشین گوئی بھی کیا تھی۔ بڑے ذریعہ
 یونے دوسال تک جیکب نے ہر وقت دھوکا کو ملانے کا عمل
 سیکھنے کا جھوٹا سرواؤ بھر دے اس لفظ آئے لگا تھا وہ اپنے
 شخص میں کامیاب ہو چکا تھا۔ ایک بار اس نے مجھ سے
 کہا تھا جی کراب وہ جب جانتا ہے اپنی روحی ہوئی محنت
 کو دوبارہ فریادی صورت میں حاصل کر لیتا ہے اور یہی وہ اس
 سے باتیں کرتا رہتا ہے۔ میں نے اس کی بات کا کوئی جواب
 نہیں دیا تھا، یوں پربل مسکرا کر چپک چپ جیسے کو غائب میری
 فائرسش گولان گولی تھی شاید اسی لیے اس نے دوبارہ بھی
 اس مسئلے پر مجھ سے گفتگو نہیں کی۔
 میں ایٹلے سے کچھ اور معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن عملے کے
 ایک کا دھوکے سے آکر ان دنوں کی بات کچھ بتا تو وہ مجھ
 سے معذرت طلب کرتا ہوا نہایت برقع نقادی سے ان دنوں
 کی جانب چلا گیا۔ بات آئی تھی ہوئی۔ اس کے بعد کچھ تر
 سفر کے سلسلے میں اور کچھ اپنے دوستوں کے ساتھ اتنا محظوظ
 رہا کہ جیسے کی ذات میں مزید دیکھیں گے اس کا لیکن اس
 وقت اچانک مدبیر ہوئی اور مانی کو دیکھ کر اس نے ہونٹوں
 پر بھر دھری پراسرار ہنسا اُبھرائی تو میں مضطرب نہ کر سکا اور ذرا خود کو
 کے قریب دھکے ہوئے ہوا۔
 ”میرے دوست اگر تم کو میرا مانی پسند آ گیا ہے تو میں
 خوشی سے تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔“
 ”شکوہ قلم سے اس نے بڑے مذہب انداز میں جواب
 دیا۔ آپ کا مانی حقیقتاً بہت خوب صورت ہے۔“

وہ اپنے زونٹوں پر جستم بکھرتے تھے نہایت خندہ پیشانی سے بولا۔
 ”میرے مہترم۔ جب کا مل خدا کے سوا کسی اور کو نہیں ہر سنا سکر
 قیاس کرنے پر کوئی پابندی کبھی نہیں ملتا نہ ملے گا جسے میں بھی
 میں نے پڑھے کئے لوگوں سے بہت بھڑکن دکھائے کالے جادو
 کے ہائے میں تو میں نے بے شمار لوگوں کو مسمم کھاتے سنا ہے۔
 مگر بات اپنے اپنے عقیدے کی ہے میں آواگون کے منے نہیں
 مانتا لیکن منہ دھرم کے بڑے بڑے ہندو پنجاری اس پر
 افتقاد رکھتے ہیں۔“

”میں فقیدوں اور افتقاد کی باتوں میں نہیں الجھتا چاہتا میر
 دوست۔ میں نے جیکس کے لیے کی کاٹ کو مسمم کرتے ہوئے
 دوستانہ انداز میں کہا۔ ”البتہ مانی میں تھاری بڑھتی ہوئی دلچسپی کا
 سبب فردو دریافت کرنا چاہتا ہوں۔“
 ”فی الحال میں آپ کو صرف اتنا بتا سکتا ہوں میرے مہترم
 مانی آپ کے لیے کسی موقع پر ایسی ڈھال ثابت ہوگا جو موت
 اور زندگی کے بھیاں کھیل میں بڑا اہم اور نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔
 جو بات یہ کہنا چاہتے ہو کہ مانی ہمیں کسی وقت موت کے منہ
 سے باہر نکال لے گا۔ میں نے تجیدگی سے پوچھا۔

”میں بھڑکی وقت تفصیل سے اس مسئلے پر آپ سے
 گفتگو کروں گا بشریکہ آپ پسند کر لیں۔ جیکس نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔ اس وقت میں فوری طور پر کپتان ایٹلے سے مل کر
 اسے یہ بتاتے جا رہا ہوں کہ آج کی رات بحری عقاب اولس
 کے سازفوں کے لیے بھاری ہے۔“

”ایٹلے مجھے پہلے بتی بنا چکا ہے کہ تم منقلب بحر شمالی
 کے خطرناک مانیکون سے بھی دوچار ہو سکتے ہیں۔ میں نے
 لا پرواہی سے جواب دیا۔

”جیکس نے مجھے دیکھنے کے بجائے ایک بار پھر مانی کو
 دلچسپ نظروں سے دیکھا پھر مسکراتا ہوا کنٹرول روم کی سمت
 چلا گیا۔ غالباً اس نے میری بات پر توجہ نہیں دی تھی بلکہ پھر
 دیدہ و دانستار نے میری ذات سے زیادہ مانی کے وجود کو
 اہمیت دینے کی کوشش کی تھی میں چند ثانیے اپنی جگہ مناسرت
 کھڑا رہا پھر قدم اٹھاتا ہوا اپنے کہیں میں آگیا۔ اس وقت شام
 کے چاند کا مل رہا ہوگا۔“

بحری عقاب ڈٹاک کے ایک بگڑے دل میں نالے
 کا انتہائی خوب صورت جہاز تھا جسے اس نے اپنے ذاتی اور
 خاص استعمال کے لیے تیار کرایا تھا لیکن جب اس کا مل گیا تھا تو
 اس نے اپنے لیے دوسرا جہاز بڑا لیا اور بحری عقاب کو کرائے

”تم چاہو تو اسے لے سکتے ہو۔ میں نے دوستانہ انداز
 میں اسے دوبارہ پیش کش کی تو وہ مسکرا دیا۔
 ”مجھے بالترجہ انور کے کا کبھی اس مذہب شوق نہیں
 ہوا کہ انہیں گلے کا ہا بنا لوں۔“ جیکس نے کہا پھر مانی کو
 منور دیکھنے لگا۔

”کی تحقیق میرے مانی میں کوئی خاص بات نظر آ رہی ہے۔“
 ”نہ اس کی عورت کو مسمم کرتے ہوئے دریافت کیا۔
 ”جی ہاں۔ وہ ایک سخت گری جندگی سے بولا پھر لا پرواہی
 سے کہنے لگا۔ ”آپ جس سے میری بات کو مذاق سمجھیں لیکن میں
 رٹے و توتے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ موجودہ سفر میں مانی آپ
 کے اور آپ کے ساتھیوں کے لیے بچہ اہم ثابت ہوگا۔ ہر
 تمہارے کسی خاص موقع پر مانی آپ تینوں کے لیے نجات
 جندہ بھی بن جائے۔“

”بہت خوب۔“ میں نے دلچسپی سے بولے تکتی سے کہا۔
 ”کیا میں یہ جیکس کو تحقیق مشفق میں جاننے کا شوق بھی ہے کہ
 ”جو مراد پاسرٹی سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں میرے مہترم
 درمغرب میں لیے افراد کی کمی نہیں جو جھوٹے موٹے شعیبد
 پر بھی ایمان لے آتے ہیں اور بڑی گردن کو منہ مانگی رقم دینے
 پر تیار ہو جاتے ہیں۔ جیکس نے کھل کر مسکراتے ہوئے کہا پھر
 غلط ہو کر بولا۔ ”ہاں میں نے مل ہی تفریح بیع کیلے دھوکا
 کھانے کے وہ میں گڑبگڑ لکھے ہیں۔“

”اوہ۔“ میں اس طرح چوڑکا جیسے اس کی یہ صفت پہلی
 بار میرے علم میں آئی ہو۔ پھر تھم ہلکے لیے جید کا نام آدنی
 ثابت ہو سکتے ہو شائد کسی روح کو طلب کر کے یہ بھی دریافت
 کر سکتے ہو کہ ہمارا یہ سفر کامیاب ہوگا یا نہیں اور۔ یہ کہہ کر
 جس مقصد کیلے یہ سفر اختیار کیا ہے اس میں ہمیں جس مذہب
 کا سیاق ہوگا۔“

”کیوں نہیں۔ وہ بڑے پُر اعتماد دلچسپی میں بولا۔ ”روحوں کو
 آنے والے حالات کا بخوبی علم ہوتا ہے لیکن۔ لیکن سیاح قسم کے
 لوگ اس قسم کی باتوں پر یقین نہیں رکھتے وہ اسے محض دقت
 گرداری کا شغل سمجھتے ہیں۔“

”کیا تم ہلکے لیے بھی اپنے اس فن کا مظاہرہ کر سکتے ہو کہ
 ”کیوں نہیں۔ بشریکہ آپ اسے پسند کریں۔“
 ”مانی کے سلسلے میں تحقیق روح نے کیا اخلاص دی ہے؟
 میں نے جیکس کو ذرا پھیرنے کی خاطر زہر خندہ سے پوچھا۔
 ایک لمبے کو جیکس کے چہرے کے اثرات میں کھنچاؤ
 پیدا ہو گیا اسے میری بات گراں گزری تھی لیکن اسے سہجی لگے

پر جلانا شروع کر دیا، اس میں ملے کے رہنمائی کروں کے علاوہ کچھ پر تعین نہیں کیا۔ ایک کامیاب دم اور دوسرے دوسرے ڈانگ اور ڈانگ نام بھی موجود تھے، دو معتد بہنیں بھی تھے جو غالباً مخصوص ملازموں کے لیے بنائے گئے تھے، وہ فزیکل جری عتاب سناہوں کیلئے ہمیشہ توجہ کا مرکز بن رہا تھا، میں اسے اپنی خوش قسمتگی کی کہ میں نے جس خطرات کا سفر کا راہ کیا تھا اس کے لیے مجھے جری عتاب بہ آسانی لگے۔ نہ صرف یہی نہیں بلکہ میرے بہترین اور عزیز ترین دوست کیلکشن اور جیکب بھی خلاف توقع اس سفر پر میرے ساتھ شریک بننے پر آمادہ ہو گئے تھے، شاید اس لیے کہ انھیں اس سفر کے دوران پیشہ سائنس دانوں کیلئے ان کے ہونڈا کی واقفیت کا دہم و گمان بھی نہیں تھا جن کا ذکر میں آگے کروں گا۔

ہم اس جری سفر کا آغاز سیلون سے ہوا تھا، ڈانگی سے قبل میں نے سفر کے دوران استعمال ہونے والے کامیاب نام وافر مقدار میں خرید لیا تھا، کیلکشن نے دواؤں کے علاوہ اپنا سر جری کا سامان بھی ساتھ لیا تھا جیکب نے اپنی مذہبی کتابیں خاص طور پر اپنے ہمراہ رکھی تھیں، اس کے علاوہ ہر کامیاب کے ان دیکھے جہاز میں بولی جانے والی مختلف زبانوں کی کتابیں بھی جیکب ہی کے ہونڈے پر خریدی گئی تھیں جیکب کا خیال تھا کہ زبان کا مسئلہ حل ہوجانے کے بعد وہ ان جہاز میں جہاں اپنی ایک مذہب کی کتابیں ہیں، چینی اور لوگ مذہب کے دور چاہتے تھے اپنی شخصیت سے انھیں محراب و مسجد کے برائے آسانی اپنے دہم میں ڈھال سکے گا۔ ہر جہاز میں ایسی کتابیں کو خریدنے کے حق میں نہیں تھا کیلکشن کی سفارش پر میں نے جیکب کی بات مان لی تھی، ان کتابوں کی اہمیت کا اندازہ مجھے بعد میں ہوا۔

ہر حال ہمارے سفر کا آغاز انسانی خوش گراہی اور دم میں ہمارا سیلون اور پھر فرینش سے ہونے لگا، ملہون ایک کامیاب نہایت فرحت انگیز تھا، ملہون کی زندگی سے ہم نے اندھن کے سالوں کے علاوہ دیگر کچھ ضروری اشیاء بھی خریدیں ملہون سے ملہون کیلئے کی سفارش پر ایک سیاتی جہاز بھی ہمارا شریک سفر بن گیا۔ اس جہاز سے کوآرسنیا کی محبت نے اپنی حدود سے نکل جانے کا حکم صادر کر دیا تھا، لیکن اسے کو سیاتی گوشت کی آہ و زاری پر دم نہ لگایا، چنانچہ ہم نے ان میں بوری کو ملازموں کی فرست میں شامل کر کے اپنے ساتھ لے لیا اور وہ جہاز میں ان کے تصرف میں لے دیا جو خاص ملازموں کے لیے ڈال تھا، جیکب نے وہی زبان میں اس سیاتی جہاز سے کو ساتھ

لینے کی مخالفت کی تھی لیکن کیلکشن نے انسانیت کے نام پر اسے چپ لینے کی تاکید کی تو وہ خاموش ہو گیا۔ ملہون سے ملہون کے سفر کے دوران کوئی ایسا قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا جس کا تذکرہ ضروری ہو ملہون سے ہمارا جہاز سووا (SUVA) کی طرف روانہ ہوا جو ملہون سے سترہ سو میل کے فاصلے پر تھا، خوش گراہی ملہون میں ایک ہمارا ساتھ ملا، ملہون کی بندرگاہ سے روانہ ہوتے ہی ہمارے جہاز کا کپتان نے میں خطرات کا طوفانوں سے مقابلے کیلئے تیار رہنے کی تاکید کر دی تھی، کیلکشن ہم پر طبیعت کا مالک تھا اس پر طوفانوں کے ذکر کا کوئی اثر نہ ہوا لیکن جیکب کی طبیعت طوفان آتے سے شہزادی بن کر رہنے لگی، وہ ہر وقت ہونڈوں کے درمیان کچھ بولتا تھا اور بار بار ان آسمان کی جانب نظر کرتا تھا جیسے خداوند سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا ہو۔

رات کے کھانے کے بعد ہم ڈانگ روم میں جمع ہو گئے، اس وقت بھی جیکب کا چہرہ زرد ہی رہا تھا اور ہونڈوں کی جنبشیں سنو آہستہ آہستہ جاری تھیں، ہمارا کیلکشن کا زور شروع ہو چکا تھا لیکن کیلکشن کی وجہ سے ہر ایک کیلکشن کی آگہی تھی اور ہر خیال تھا کہ سمندر میں سفر میں تیز بارشیں اتنی خطرناک نہیں ہوتیں جتنی تیز ہوائیں دھمت کا باعث بن جاتی ہیں، میں نے کسی پر آمادہ سے بیٹھے ہوئے ایک نظر اپنی دکان گھڑی پر ڈالی اس وقت رات کے سوا گھنٹہ کا کھانے کے بعد ضروری بار جب میں عطرے کی طرف گیا تھا تو موسلا دھار بارش لگنا لگا ہوا تھا، کپتان ایسے نے ہر شمال میں آنے والے سائیکلون کی تباہ کاریوں کے امکانات کے پیش نظر ہمیں محتاط رہنا تھا، میں نے مقابلے کا مشورہ دیا تھا لیکن جیسے نے ہرے واضح طور پر کہا تھا کہ آج کی رات جری عتاب اور اس کے مسافروں پر جاری ہے۔

ہر جہاز کے ایک مسلمان ملہون کی حریت سے میں کے عقیدے کا قائل نہیں لیکن نہ جانے کیوں مجھے جیسے کی پیش گوئی میں وزن محسوس ہوا تھا۔ اسی وجہ سے میں کھانے کے بعد اپنے دوستوں کے ساتھ ڈانگ روم میں آ گیا۔ اس طرح جیکب کی پریشانی بھی کچھ کم ہو گئی تھی لیکن جسے کی زبردستی بھی ایک ہزار تھی۔ میں نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کیلکشن کو قاب کرتے ہوئے پوچھا۔

”جیکب کے ہاتھ میں تھا، یہی کیلکشن ہے؟“
”اچھا، صاف صحت مند ہی ہے، بظاہر اسے کوئی کمی ماری نہیں آتی جیسے ہماری زبان میں ہمک یا خطر کا کہا جاتا“

لیے بھاری قرار دیا ہے۔ کیلکشن نے جیکب کو سبھی تے ہوئے کہا پھر وہی زبان میں بولا، تم نے شاید اس سیاتی جہاز کو نوک سے نہیں دیکھا، سرے پاؤں تک قیامت جی قیامت نظر آتی ہے، یہ جہاز عورت اور تین۔

”قیامت جی جیسے ہی عورت اور تین جہازوں میں نظر آتا ہے۔“

”اگر کچھ راہیں خیال ہے تو ہجرت فی جزیرے پر جہاز سے نیچے اترنے کی ذمت گوارہ کرنا، اس لیے کہ وہاں جہازیں قدرتی کم ہیں جہازوں سے واسطہ پڑے گا۔ کیلکشن نے جیکب کو چیلنج دے ہوئے کہا۔ میں نے تو یہاں تک سنا ہے کہ فی جزیرے کی تین لڑکیاں پادریوں کو اپنے عورت جہاز میں بچائیں کہ ہمیشہ کے لیے پادری بنائیں ہیں۔“

ابھی کیلکشن اور جیکب میں یہ دلچسپ نوک جھونک ماری تھی کہ کہ میں جیسے اچانک جھونپاں آ گیا، یقیناً کسی تیز لہر نے ہادی شدت سے جری عتاب کی قوت کو دکھایا تھا اور نتیجہ کے طور پر جہاز کے چکر لاکھانے سے ڈانگ روم کی پشت آ رہی تھی، اس پر جہاز چکر کر رہی تھی، ہر ایک کیلکشن میں سے وہیں ہیں جیکب کی پیش گوئی کے الفاظ کو گونجنے لگے، کیلکشن بھی غصے سے جھپٹا ہوا تھا اور جیکب کے سر کو دیکھ کر تو یہ عموماً ہر ہا تھا جیسے اسے صاف سمجھ گیا ہو۔ اس کے ہونڈوں کی بددھشت بھی تیز ہو گئی تھی۔

ہم نے خاموشی کا ہوس سے ایک دوسرے کو دیکھا لیکن جہاز اس کے کچھ تباہ خیال کر سکتے جہاز سے ایک جھکلا اور کہا، میں نے اگر گری کے مچھوں یا پانی کی گرت مچھولی سے نہ جانی ہوئی تو یقیناً نہ کہ بل فرس پر نزدیک گیا ہوتا، کیلکشن نے بھی نہایت چھری سے خود کو سنبھال لیا لیکن جیکب دوسرے جھٹکے کی ذمہ سے خود کو بچا سکا اور اپنی نشست سے اٹھ کر نیچے فرس پر گر پڑا تھا۔

”خداوند ادرم۔“ جیکب کی خوف زدہ آواز ہمارے کانوں سے مچھائی۔

جہاز کے دوسرا چکر لاکھانے لگا، جی جانی نے جہاز سے تیز لہر کے قریب خاموش مچھائی تھا کہ تباہ آواز میں جھونپاں شروع کر دیا تھا، حالات نے اس قدر اچانک اور غیر متوقع طور پر گھومتی تھی کہ کم تر ہزار گز گئے، پھر کیلکشن نے غائب جیکب کو فرس سے اٹھانے کیلئے اپنی نشست چھوڑ دی تھی کہ جیسے جیکب کے ساتھ وہ بھی لڑکھڑاتا ہوا فرس پر بچے، جیسے قانون پر دیگر ہو گیا۔ اسی کے ایک لمحہ جگمگا ہوا کہ میں نے دوا سے پر

”کیلکشن نے اچانک سے میرے کیلکشن کی طرف رستے ہوئے کہا، تم کو اس وقت جیسے کا خیال کیسے آ گیا؟“
”میں نے وہ دھوکا دہانے کا عمل جانتا ہے۔“
”میں نے کیسے معلوم ہوا؟“

”ہوئے کپتان نے بتایا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔“
”جہاز سے ترقی سے بولا۔“ جیسے مسکراتی میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لے رہا ہے، میں نے اس غرض سے ایسٹ کو ڈانگ روم کی کچھ جگہیں کو بائیں کچھ سکوں۔

”کے تھے میں دلچسپی، جیکب نے جہاز سے کہا پھر اس نے بنا کر اپنی رائے کا انکار کیا۔“ ہر سنا ہے جری ملازمت اختیار کرنے سے پہلے وہ میری سیٹی کا ملازم ہوا اور آوارہ کتوں کو پھونکھانے لگا، اس کے ذرائع میں شامل رہا ہو۔

”جہاز۔“ کیلکشن نے اسے کھنسنے کے لیے نہایت بھونک سے ڈانگ روم کا ہونا تو اس وقت تک ہمارے درمیان نہ ہونے اب کہ وہ جیسے جی کہیں نہ کہیں ٹھکانے لگا چکا ہوتا۔“
”تم سے اس سے زیادہ معیاری مذاقی کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔“ جیکب نے عقاب سے کہا۔

”جیسے کا خیال ہے کہ میرا، جی کسی موقع پر ہمیں موت کے منہ سے جانے میں جیکب کا راز ثابت ہوگا۔“ میں نے بدستور تبخیر کی کہا۔

”شعبہ بازی۔“ جیکب کیلکشن کو گھونسنے کے لیے بولا، اکثر انسانی ذکاوت اور نرمی بھی مریض کو دیکھنے ہی جادو اس کے معمول میں کمر بستہ رہتا تھا، جہاز کیلکشن نے میں صرف اپنی اہمیت بڑھانے کیلئے مگر میرے نزدیک نہایت گھٹیا اور پھر طریقہ ہے۔“

”ایک ماہر مریض کا فرض ہے کہ وہ مریض اور مریض دونوں کو دیکھ کر کوئی رائے قائم کرے۔“ کیلکشن مسکرایا اور کہا۔
”ہاں میں بولنے میں نام کر چکا ہوں وہ نہایت مستعد ہے۔“
”جیسے نے ایک اچھا بات اور بھی ہے جس کا تعلق آج رات سے ہے۔“ میں نے کیلکشن اور جیکب کی نوک جھونک نظر انداز کرتے ہوئے کہا، اس کا کہنا ہے کہ آج کی رات جہاز اور اس کے مسافروں پر بھاری گزرتے گی۔“

”جیسے اس کا اندازہ اس وقت ہو گیا تھا جب تم دونوں نے سیاتی جہاز پر چکر دی تھی۔“ جیکب کے لیے میں تبخیر کی تھی۔

”تم جہاز سے ہو جیکب کو ان میں بوری کو جہاز پر سوار ہونے لگی دن کے پہلے میں جیکب جیسے نے آج کی رات کو ہمارا

وہ لوگوں کے لئے ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں

”تم نے دیکھا میرے دوست یکیش میری دیلوں کے سامنے مجھ پر ڈالنے پر مجبور ہو گیا“

”خوش فہمی بنی اتحادی نہیں نے بھی کر سکی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔“ یکیش بنیادی طور پر سرجن ہے جیر جیڈ کو اس کی عادت بنے ذرا بچ کر رہنا، کیس ایسا نہ ہو کہ تم اپنی تبلیغی صلاحیتوں کو اس پر آزمانے کی کوشش کرو اور وہ تمہیں بھی چیر بھی ڈکڑ کھائے۔“

”جیر جیڈ تو یہ بتاؤ جیکس کے بارے میں اتحادی کیا رائے ہے۔“ جیکس نے بری عیب سوچی سے بات بدلتے ہوئے کہا ”کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم اس کی صلاحیتوں کا امتحان لے ڈالیں اگر وہ سچا ہے تو آئندہ ہمارے لیے بہت کارآمد ہو سکتا ہے“

”تم یکیش کو اس کو آدھ کر لے جیکس کو ملٹی مظاہرے کیلئے تیار کرنا میل کام ہوگا۔“

”جیکس جی یکیش کو رام کھنے کی کوشش کرتا ہوں۔“

جیکس بھی اُٹھ کر میرے ساتھ ہو گیا، ہم دونوں لاٹنگ دوم سے ایک ساتھ ہی نکلے، جیکس خامے خوش گوار موڈ میں تھا لیکن باہر نکلتے ہی اس کی نظر سب سے پہلے جس چیز پر پڑی وہ وہی سیاتی گورت تھی جسے ہم نے ملبوں کی بندرگاہ سے ساتھ لیا تھا۔ وہ اس وقت تنہا اپنے کیس کے سامنے کھڑی اپنی دروازہ زلفوں کو سٹولانے میں مصروف تھی جیکس زور زور سے اس سیاتی جیڈ سے کو منحوس قرار دے رہا تھا اس لیے خامہ ہے کہ اس گورت کو دیکھتے ہی اس کا خوش گوار موڈ یکدم چرچ ہو گیا۔ اس نے اس قدر سخاوت سے منہ ہٹا کر اپنا چہرہ دوسری طرف گھما کر گھبے بے اختیار نہی مگر پھر قبل اس کے کہ میں اس سے کچھ کہتا وہ نیز تیز قدم مارتا اپنے کیس کی طرف چلا گیا، چند ثانیے میں اپنی جگہ کھڑا جیکس کی ضعیف افواغ تادی پر مسکراتا رہا پھر مافی کے ساتھ اپنے کیس کی سمت بڑھ گیا۔



رات کے طوفان نے ہم سب ہی کی حالت فیر کر دی تھی چنانچہ ہم صوف و پیر کے کھانے کے وقت ایک ساتھ جمع ہوئے پھر اپنے اپنے کیسوں میں واپس چلے گئے۔ خدا کا شکر ہے کہ شام تک موسم اور خوش گوار رہا کیڈ اور گزشتہ رات کی ٹھکن اور خوں کا اثر بھی جا تا رہا شام کو چائے پینے کے بعد ہم کیڈز کے سامنے ریٹنگ کے قریب کرسیاں ڈال کر بیٹھ گئے، جہاں کا علاقہ صرف یکس کی اس وقت بھی مستند نظر آ رہا تھا بلکہ ہمیں جوں پر رشتہ بھی موجود تھی۔ ہم نے اس کے جہوں سے یہی اندازہ لگایا تھا

پانی لا کوئی تھوڑا آسان سے چکایا آ نکاش پراوٹے کالے ہالوں کی کوئی محدودی نظر آتی، دوسرے دن برٹ دھڑلے سے دھواں دھار نکاش کی خبر آ جاتی ہے۔“

”تم اپنے دلش اور اپنے دھرم کی بات مت کرو۔“ جیکس اور گیا۔ ”تمہارے دھرم میں تو آدھ گون (دوسرا جنم لینے کا عقیدہ) کو بھی مانا جاتا ہے۔“

”کیا ثابت کرنا چاہا ہے ہونا دور۔“ یکیش نے سپاٹ نظروں سے اُسے گھومتے ہوئے پوچھا۔

”تمہارے دھرم آدھوں کے مطابق آتما ایک شری کر چھوڑ کر آگروہ سے شری کر پنا سکتی ہے یا جنم لے سکتی ہے تو یک شری سے نکلے ہوئی کسی آتما کو جنم دھرم کے ذریعہ بنایا نہیں جا سکتا۔“ جیکس نے دلیل پیش کی۔

”گو یا تم دونوں اس بات پر ایمان لے آئے ہو کہ جیکس دھرم کو بھلانے کا شل جانتا ہے اور اس کے منہ سے جو بات نکلے گی وہ ہمیشہ سچ ثابت ہوگی۔“ یکیش نے ہم دونوں کو گھومتے ہوئے سیدھی سے پوچھا۔

”جیکس کا حال سوائے خدا کے کسی اور کو نہیں معلوم ہو سکتا لیکن جہاں جیکس نے گزشتہ رات کے بارے میں کچھ کہنا تھا وہ بھی غلط نہیں تھا، میں نے وہی زبان میں جواب دیا۔ نہ جانے کیوں میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ جیکس کی شخصیت یقینی طور پر بڑا سرا ہے۔“

”بہت خوب۔“ یکیش قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ ”جیکس منطقی ہے، ایک طرف تم لوگ خدا کے وجود کو معیوم برتران رہے ہو اور دوسری طرف یہ بھی تسلیم کرنے کے لیے مجبور ہو کر جیکس کی کہی ہوئی بات بھی غلط ثابت نہیں ہوئی۔“

”ہم اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے جیکس کا امتحان بھی لے سکتے ہیں۔“ جیکس نے تجویز پیش کی۔

”بائز معقول ہے۔“ میں نے جیکس کی تائید کرتے ہوئے تیزی سے کہا۔

”میرے لوگ بلیک۔“ جیکس کو بہت زیادہ مانتے ہیں جیکس یکیش کو گھومتے ہوئے پوچھا۔ ”تم ان کو کیا کہو گے؟“

”وہ بھی اتحادی ہی طرح احق کھلانے کے مستحق ہیں۔“ یکیش نے اُلٹے ہوئے جواب دیا پھر اُٹھے ہوئے بولا۔ ”میں چل کر اپنے کیڈز کا حال بھی دیکھنا چاہیے۔ خدا جانے وہاں کیا افواغی بنادی تو یہی منتظر ہو۔“

یکیش نے تکتا ہوا برہنہ کیا تو جیکس نے جوں پر فٹانہ مسکراتے اجڑائی، بڑی را کواری سے بولا۔

ہم دونوں کے سنبھالنے نہیں سنبھال رہا تھا اور چھاپڑیں کھاتا ہوا اباد ہادی گرفت سے نکل جاتا تھا، میں سوس کر رہا تھا کہ آہستہ آہستہ زدی اس کی گردن سے پیچھے اترتی آ رہی ہے ایسا لگتا تھا جیسے اس کے جسم کا خون غائب ہو رہا جا رہا ہو۔

جال کی ایک کھش نے مجھے انگریزی میں غائب کرنے سے تیزی سے کہا۔ اسے ایک لمحے کو جھوٹنے کی کوشش کرو تاکہ میں انکشن کے ذریعہ دو اس کے جسم میں پنچا سکوں اگر اسے فوری طور پر انکشن نہ دیا گیا تو اس کی حالت تشریف ناک مزید خراب ہو جائے گی۔

میں نے پھر لڑی فورت صفت کر دی مریض کا دوسرا ساق بھی پسینے پسینے ہو رہا تھا لیکن مریض کسی طرح ہمارے قابو میں نہیں آ رہا تھا، میں نے تجزیہ پیش کی کہ ایک ڈاؤن کو وقتی طور پر کپس کے اندر بٹا لیا جائے تاکہ مریض کو انکشن دیا جاسکے، ایک کھش نے میرے دھڑکنے سے متفق ہو کر ہاتھ کے اشارے سے دو تندرست آدمیوں کو اندر بلا لیا، پھر ہم چاروں نے مل کر مریض کو اس صدمہ جھوٹا لیا تھا کہ ایک کھش اپنا کام انجام دے سکتا، ایک کھش کے بوجہ مریض کی زندگی بچانے کے لیے ایک ایک لمحہ ڈرامائی ادا اہم تھا چنانچہ مریض کے قابو میں آتے ہی ایک کھش نے اسپرٹ میں ڈوبی ہوئی روٹی اس کے بالند کی تڑپتی ہوئی پھلی پر پھیری اس کے بعد کچھ بھی دما ہوا اس نے ایک لمحے کو ہم سمجھ کر کھڑا کر دیا کھش نے بازو پر اسپرٹ گھمانے کے بعد بڑی سرعت سے انکشن لگانے کی کوشش کی تھی مگر چاہا کہ مریض کے جسم نے اتنی سرعت اختیار فورت اور برقی رفتار سے جھٹکا کھایا کہ نہ صرف ہم چاروں کی گرفت سے نکل گیا بلکہ اس کا ہاتھ پوری فورت سے لہر کر ایک کھش کے منہ پر چڑھا، ضرب اتنی شدید اور غیر متوقع تھی کہ ایک کھش جھگڑوں کے بل فوشس پر بیٹھا تھا بہت کر دوسری طرف چاروں شانے چت گرا اور سرخ اس کے ہاتھ سے نکل کر کپس کی دیوار سے ٹکرا کر پش پش ہو گئی یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ ہماری عقلیں حیران رہ گئیں پھر قبل اس کے کہ ہم مریض کی جان بچانے کے لیے دوبارہ سنبھال کر کوئی بہیر اختیار کرتے وہ انھیں کھول کر انھوں کی طرح انھیں ادا ہر کی جانب دوڑا، اندازاً ایسا تھا جیسے کوئی فیسی فورت آئے کٹر لہر کر رہی ہو ہر کھش ہر ایک کی طرف چھٹ کچھ کچھ لوگوں نے اسے پھوٹنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ کسی خاص فورت کی طرح اٹھ اٹھ کر کھٹک رہا تھا ہر ایک کی طرف گیا اور ایک ہی جہت میں جھلک رہا تھا کہ ایک کھش

اس ملاح کے ساقی کے ساتھ بھی کوئی ایسا ہی معمولی حادثہ پیش آیا، یہ بینک اس کے لمبے لمبے میں قید کوئی ایسی خاص بات نہ ہو تھی جس نے میرے دل کی دھڑکنوں کو تیز کر دیا، سفر کے آخر پر ہی یہ بات جہاز کے پیشتر ملے معلوم ہو گئی تھی کہ ایک کھش مریض ہے چنانچہ سفر کے دوران اکثر اسے افراد کو اس کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی اور ایک کھش ہمیشہ نہایت بہت اور خندہ پیشانی سے ان کے کام آتا تھا لیکن اس وقت ملاح کی دیکھا کہ اس نے اسے بھی جانے کیوں گرد بڑا دیا تھا۔

ہم اسے پیچھے تیز تر قدم اٹھاتے ایک مختصر سے کہیں میں داخل ہوئے جہاں ایک ملاح فوشس پر پڑا ہوا ہے آپ کی مانند تڑپ رہا تھا، صورت شکل اور جسمانی اعتبار سے اسے بے حد تندرست دھڑکا لگتا تھا، ہوا کا اس کی صحت قابل رشک تھی لیکن اس وقت اس کے چہرے پر شدید کرب اور اذیت کے طے ملنے تاقرات ابھرتے تھے وہ کسی ذبح ہونے والے بکرے کی طرح آپ ہی آپ فوشس پر چھاپڑیں کھاتا تھا، اس کے دانت سختی سے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے اور منہ سے جھاک اٹھتے تھے، دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ہر طرح کے کرداروں کی تھیں یوں جیسے انھیں مسکینوں میں جھوٹا کپڑا دے دینے سے ملو کر دیا گیا ہو، ایک بات جو میں نے پہل نظر میں خاص طور پر محسوس کی وہ یہ تھی کہ کرب کی حالت سے دو چار شخص کے تمام جسم پر خون کی تشریف نظر آ رہی تھی۔ لیکن اس کے چہرے اور گردن پر ہلکی سی زدی چھائی ہوئی تھی۔

اسے یقیناً مرگ کا دورہ پڑا ہے۔ میں اس کے حق میں دعا کرتا ہوں۔ جیسے جہاز انداز میں کما چھ کیسوں سے باہر جا کر آسمان کی جانب چہرہ بلند کر کے ادا انھیں روند کر کچھ پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

کیسوں میں آدمیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی اس لیے ایک کھش نے میرے اور ہمارے ساقی کے علاوہ باقی تمام افراد کو باہر نکالا پھر ہر مریض ایک کھول کر وہ کوئی انکشن تیار کرنے لگا۔

”اگر کو صاحب۔ میرا ساقی ٹھیک تو مجھے لگا جائے گا یا“

”اوپر والے پر چھوڑ دے رکھو۔ وہ بہتر کرتا ہے۔ ایک کھش نے انکشن تیار کرتے ہوئے مریض کے ساقی سے کہا۔ اسے پوری فورت سے پھوٹا لہا کہ میں اسے ٹیک لگا سکوں“

میں نے جبکہ ملاح کے ساتھ مریض کو جھونے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے چہرے میں نہیں تھا، اس کے جسم میں کون نہ جانے کون سی ایسی شیطانی فورت پھیل رہی تھی کہ وہ

”میری طرح بتاؤ تم میرے ملاحات جمال سے کیا سارے کر رہے تھے وہ نہ تھا ہی گردن سے جھج جھج کر دھونے کا یہ ایک کھش نے اچانک سب کی گردن چوڑی۔

”حق میں نہیں تھیں اس قسم۔ میری گردن پر قوت آزمائی مت کرو۔“ جیسے گھوڑا گرتے ہوئے کما چھ اصل بات بھی اگلی ہی۔

”میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس قسم کی فوشس سے مجھے بھی کوئی دھکی نہیں رہی۔“ ایک کھش نے سب کی گردن چھوڑنے سے جواب دیا۔

”تم نے ابھی کہا ہی نہیں کی۔“ جیسے گردن سہلاتے ہوئے پھر کیا تم شادی یا یہ کہ فوشوں کو بھی فوشات کی فوش میں شامل کر رہے ہو۔

”شادی۔“ ایک کھش کے چہرے کی تبدیلی کی فوش دودھ ہو گئی تھی۔ ”مافی انداز میں مسکراتے ہوئے اس نے سب کی کمر باز و خوراک فوشوں سے دیکھا اور تمام واز میں پورے دیر دوست میں تھا کہ فوشوں میں کمر سے مجھے پر فورت زندگی کی ایک اہم فوش کا احساس دلایا۔ مجھے اپنی فوش میں شادی کرنا لینی چاہیے۔

”فوش میں آجائے میرے بھائی۔“ جیسے اس کے چہرے کے سامنے ہاتھ دلاتے ہوئے کہا۔ ہم اس وقت ہندوستان کی مریض پر نہیں بڑا کمال میں رہ کر رہے ہیں۔

”میں اس مافی حین سے معلوم کر دیا کہ ایک کھش نے بے حد فوشی سے فوشیں گھونٹنے سے کہا۔ اگر اس کی کوئی بہن ہو تو۔

”لعنت ہے تم پر۔“ جیسے ایک فوش بڑا منہ بنا کر تیرا سے کہا۔ اتنے فوش گرا دھم میں اتنی گھٹیا بات۔

میں سب ادا کھش کی دلچسپ چھیر چھاپڑیں فوش چھٹا مسکرا دھتا کہ ایک ملاح گھبرا ہوا ایک کھش کے قریب آکر بڑی لجاجت سے بولا کہ کو صاحب اگر آپ کو فوش نہ ہو تو میرے ساقی کو چل کر دے کچھ لیں۔ اس کی حالت بہت تیزی سے خراب ہو رہی ہے۔

”جسٹ۔“

ایک کھش فوشی آٹھ کھڑا ہوا، ایک مریض سے وہ اپنا اہم مریض ایک لایا پھر سب تیز تر قدم اٹھاتے اس ملاح کے ساتھ ہوئے، جہاز انداز میں فوشوں کی طبیعت اکثر خراب ہوتی رہتی ہے، بیشتر لوگوں کو پہلے سینہ زدی سفر سے دوران فوش یہ چکر لگنا شروع ہوا تھا، میں کچھ بار خود کی عادت کی بنا پر فوش پرازن کا بھی شکار ہو جاتا ہے جس میں

کو فوش بہ کسی نے فوشان سے دو چار نہیں ہوں گے۔ جہاز کا کپتان فوشوں دھم کے باہر چھوٹے سے جہاز سے فوش لایا۔ ہر فوش پر کپتان کا منہ کھڑا، ادا مریض بے ہوش ہوئے فوشوں سمندر میں غائب اپنی جہاز کے جیتے ہوئے فوش صورت ایام کی یاد آوازہ کرنے میں غرق تھا۔

مناجے جیسے کا خیال آگیا۔ وہ گزشتہ رات کے بعد سے اب تک کہیں نظر نہیں آیا تھا جیسے کا خیال آئے ہی میں نے انشاء اور انشاء میں جیسے دریافت کیا کہ کیا وہ ایک کھش کو دھون کو پھانے والا مل فوشے کے لیے آمادہ کر چکا ہے۔

جیسے لٹی میں اشارہ کیا۔ ایک کھش اس وقت دوسری طرف متوجہ تھا مگر اس نے سب کی گردن میں سر ملنے دیکھ لیا جیسے کو بھی اس کا احساس ہو گیا کہ اس کی پوری پوری فوشی ہے اس لیے اس نے خوراک لایا۔ ثابت کرنے کے لیے اپنے چہرے پر جڑنا فوش پید کرنے کی کوشش کی اس نے ایک کھش کو ادا زیادہ جو سخت پر جبر کر دیا مجھے سب کی معصوم ادا کاری پر جیسی آئی تو ایک کھش کا شہر بقیں میں مل گیا کہ اس کے ملاح فوش کوئی خاص فوش سازش ہو رہی ہے۔

”کیا بات ہے میرے عزیز دوست؟“ ایک کھش نے سب کی گردن کی سے غلط کرنے ہوئے پوچھا۔ کیا تم اپنی گردن میں کچھ طبیعت محسوس کر رہے ہو؟

”بالکل نہیں۔“ جیسے تیزی سے جواب دیا۔

”پھر ابھی تھا ہی یہ سادس کی طرح لمبی گردن جیسے کیوں کھا رہی تھی؟

”یونہی۔“ جیسے بات بنانے کی کوشش کی یہ معمولی سا درد ہے جانا ہے گا۔

”تم ترس دو کو معمولی کچھ ہے جو وہ فوشانک بھی ہو سکتا ہے۔“ ایک کھش نے پر تشویش لہجہ اختیار کر لیا یہ فوشان گرد جانے کے بعد جال نے فوشیں جس انداز میں پڑا دیکھا تھی اس وقت اسے بھی شبہ ہوا تھا کہ شاید فوشی گردن فوش جی ہے۔

”جو کم اس وقت خاصا فوش گرا ہوا ہے۔“ جیسے ایک کھش کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے موضوع بدلنے کی کوشش کی یہ ہر ایک کی خاص تنگ اور فوش فوش محسوس ہو گئی۔

”اور ہوا کی یہ فوشی فوشی گردن کے معمولی درد میں آکر جیت گئی تو فوشاے دہانے اٹھ جانے کا سبب بھی بن سکتی ہے۔“ ایک کھش پرستہ تجزیہ تھا۔

”نہایت ہے۔“ جیسے جھلکا گیا۔ کیا تم میری گردن کا پچھا نہیں چھوڑ سکتے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

اوپر سے گزرتا ہوا سمندر کی لہروں میں غم ہو گیا۔
 اس حادثے کی اطلاع بجلی کی طرح محلے کے افراد میں
 پھیل گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے محلے کے بیشتر لوگ غم سے بوجھ
 ہو گئے۔ وہ دینک پر جھکے اپنے اس سانحے کو دیکھنے کی کوشش
 کر رہے تھے جس کا نام نادر تھا۔ نادر جو کچھ دیر پیشتر اُن
 کے درمیان تھا لیکن اب سمندر کی لہروں میں کہیں غم ہو کر رہ
 گیا تھا۔ ہمیشہ کے لیے۔

کچن میں ایسے نے بیس منٹ کی کوشش کے بعد لوگوں
 کو واپس اُن کے کام پر ملنے کی تلقین میں کامیابی حاصل کر لی
 تھی ایک غصے بعد سب کچھ دوبارہ نارمل ہو گیا۔ محلے کے
 جذبات میں پیدا ہونے والی گرمی بھی سرد ہو چکی تھی لیکن نادر
 کے کہیں میں اس کے ساتھ رہنے والا دوست اڈگر بھی نہ تھا
 اپنے کہیں کے سامنے کھڑا منعم نگاہوں سے سمندر کی جانب
 گھومے جا رہا تھا، ہم دوبارہ اپنی کرسیوں پر واپس آ گئے۔
 ہم میں سے کسی نے اس حادثے کے بارے میں کوئی گفتگو
 نہیں کی غم صدمہ بیٹھے اپنی اپنی سوچوں میں غرق تھے اپنے
 اپنے طور پر اس پراسرار حادثے اور نادر کی حیرت انگیز موت
 کے بارے میں غور کر رہے تھے۔ کیکاش ہمیشہ سے خوش مزاج
 مہم خور اور ہنر مند ہونے کے ساتھ ساتھ ہم سب کے زیادہ طاقتور
 بھی تھا اپنے پیشے کے اعتبار سے اسے مشکل بھی کامیاب تھا
 لیکن اس وقت خلاف توقع وہ بھی گری فکرمندی کا
 شکار نظر آ رہا تھا۔ خاصی دیر تک ہمارے درمیان خاموشی
 جاری رہی پھر اُس نے گفتگو کی ابتدا کرتے ہوئے کیکاش
 سے دریافت کیا۔

”کیا تم نادر کی موت کے بارے میں کوئی آخری نتیجہ
 اخذ کر سکتے ہو؟“
 ”موت برحال موت ہی کہلائے گی۔ کیکاش نے ایک
 طویل سانس لیتے ہوئے کہا: ”لیکن نادر کا مرض ابھی تک
 بری سمجھ سے باہر ہے۔ پہلی نظر میں میری تشخیص یہی تھی کہ
 اُسے مرگ کا دورہ پڑا ہے لیکن دوسرے کی حالت میں یوں
 اچانک اُٹھ کر بھاگنا اور خاص طور پر خودکشی کا اقدام کرنا۔
 یہ تمام باتیں قابل توجہ ہیں۔ میں نے آج تک ایسا چھپو
 اور حیرت انگیز کیس نہیں دیکھا۔“

”خودکشی ہی کیوں؟“ جیسے ہاتھ ملے ہوئے کہا: وہ
 اگر یو آج کی حالت سے دوبارہ نادر کا ہر کوشش لوگوں پر
 حملہ کر سکتا تھا کسی اور چیز سے متاثر نہ تھا لیکن جس انداز
 میں اس نے اپنے دینک کے قریب پہنچ کر چھپا لگا لگا
 بعد کچھ ہوا تو آپ کے سامنے ہوا۔“

”نہیں صاحب۔ آج پہلی بار اُس کی حالت اچانک اب
 ہوئی تھی میں جیسے جیسے اُس نے بڑھان بکنا شروع کر دیا پھر
 دیکھتے ہی دیکھتے فزیشن پر گر کر توڑ پھوٹ لگا: اڈگر بھائی بھائی
 آواز میں بولا: میں فون ہی آپ کو خبر کرنے دوں گا تھا اُس کے
 بعد کچھ ہوا تو آپ کے سامنے ہوا۔“

”دورہ پڑنے سے پہلے اُس نے کچھ کھا یا پیا تو نہیں تھا؟“
 طلبہ نے کوئی ایسی شے جو زہریلی ہو اور جس سے محالے دست
 کی ذہنی حالت کو یک حالت بے قابو کر دیا ہو پیکاش نے آہستہ
 سے سوال کیا۔

”نہیں صاحب۔ اُس نے دوپہر کا کھانا اور شام کا قہوہ میرے
 ساتھ ہی لیا تھا۔“ اڈگر نے مرنے والے کو یاد کرتے ہوئے کہا: ”میں
 دونوں دنوں کے چار سال پہلے بحری عقاب پر ایک ساتھ ہی طیارہ
 اختیار کیا تھا، نادر کی بارہوی بلڈنگ کا مشق دوپہر کی حد تک
 تھا، جو کام چار آدمی مل کر نہ کر سکیں وہ اسے اکیلے ہی کر ڈالتا
 تھا لیکن اسے لے کر کینے کے لیے کھینچتا تو ہم لوگ اُس کے لیے پناہ
 جت کرتے تھے وہ تھا بھی ایسا ہی کہ اُس سے جنت کی جائے۔
 ہر وقت ہنستے بولتے رہتا اُس کی عادت تھی۔ مجھے تو ایسا لگ رہا
 ہے صاحب جیسے میرا ایک بازو لوٹ گیا ہو۔“

”کیا تھا دوست شادی شدہ تھا؟“ میں نے بھی گفتگو
 میں شامل ہوتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں صاحب۔ وہ شادی کے سخت خلاف تھا، کہا کرتا
 تھا عورت وہ دینک ہے جو اگر کہے کہ لوگ جاتے تو اسے بھی
 چاٹ جاتی ہے۔“

”پھر تو وہ اپنے قریب عورت کے وجود کو بھی برداشت
 نہ کرتا ہو گا؟“ جیک نے کہا: ”مرد جو ہمارے بات ہے ایسے لوگ
 تبلیغی کاموں کے لیے بڑے کا آدابیت ہوتے ہیں۔ کاشش
 وہ کچھ فیل اؤنڈ نہ رہتا۔“

”کیا تمہیں یقین ہے کہ نادر کی کبھی کسی سے دشمنی نہیں
 ہوئی تھی؟“ کیکاش نے کرسی پر سنبو بدلتے ہوئے دریافت کیا۔
 ”جو سکتا ہے کوئی حالت سے دوست کی موت کا سبب کوئی پرکاری
 عداوت ہو۔“

”میں سمجھا نہیں صاحب۔“ اڈگر نے تیزی سے چہرہ اٹھا کر
 کیکاش کو وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔
 ”ہم سکتا ہے کہ کسی دشمنی نے تمہارے دوست کو کالے جادو
 یا سفلی لائنڈ بنا دیا ہو۔“

کیکاش کے منہ سے پہلی بار کالے جادو یا سفلی کا نام اس
 کرسی سے تھلا وہ جیک کو بھی تعجب ہوا تھا لیکن کیکاش کی
 سنجیدگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ بدستور کھنگلنا بندھے اڈگر
 کو بوجھ لگا تھا بولنے والے جادو کے نام پر میں بڑا کتا جیسے اچانک
 کرنی بھولی ہوئی مگر اہم بات یاد آگئی ہو، کوئی ایسی بات جو
 اُس کے لاشعور میں محفوظ تھی اور کیکاش کے کمرینے سے شہ
 کے پڑوں پر ابھرا آئی ہو۔

ایکسے تک وہ کیکاش کو کیلیں جھپکائے بغیر گھورتا

رہا، اُس کی آنکھیں جھک رہی تھیں جیسے الجھی ہوئی دود کا سرا
 اچانک اُس کے ہاتھ آ گیا ہوا آہستہ آہستہ وہ تھرا دای طہ پر
 اچھی مٹھیاں بچھنے رہا تھا، اُس کے اندر یقینی طور پر کوئی طوفان
 سرخا رہا تھا، جذبات کی طغیانی نے اُس کے ہر سرے
 مغروریت کے چھیکے تاثرات کی سخت دھواں لے تھے، آہستہ آہستہ
 اُس کے اٹھایا ہوا منہاں کتاؤ سا میلہ ہر دہا تھا پھر اُس کے
 اپنے ہونٹ کے گوشے گرد آنتوں تلے رزنا شروع کر دیا۔
 ”اڈگر! کیکاش کی آواز آہستہ سے ابھری: کیا میرا

اندازہ درست ہے؟“
 ”جی۔“ وہ یوں بولا جیسے اچانک کسی جذبے نے اُسے
 ہر لوگوں کی موجودگی سے کچھ دیر کے لیے غبر کر دیا ہو۔ ”آپ
 نے کچھ کہا صاحب؟“

”کیا تم بدوحوں اور اُن کے انتقام پر اتفاق رکھتے ہو؟“
 کیکاش نے نئے زاویے سے اُسے ٹوٹنے کی کوشش کی۔
 ”روح اگر جسم کو توڑ کر رکھ سکتی ہے تو انتقام بھی لے سکتی
 ہے صاحب۔“ اڈگر نے اپنے معیار کے مطابق منطقی پیش کرتے
 ہوئے کہا: ”جسم انتقام لے تو تم دینا کو نظر آتا ہے لیکن روح
 کے انتقام پر کسی قانون کا عمل دخل نہیں ہوتا۔“

”گراؤ اڈگر صاحب کا خیال درست ہے۔ اس بار جیک نے بولا۔
 ”تمہارا دوست نادر کسی پرانی دشمنی کا شکار ہوا ہے۔“
 ”شاید۔“ اڈگر ہونٹ چپلتے ہوئے بولا۔ جیک نے دونوں
 ہاتھوں کی پٹھیاں زور زور سے پھینچنے لگا، اُس کی دونوں کٹپٹیوں
 کے قریب کیس چھو کر خامی ابھری تھی، غصے کی تہاڑت
 بھی چہرے پر دوپہنچ گئی تھی۔

”تم جانتے ہو کہ نادر کا دشمن کون تھا؟“ میں نے اڈگر
 کی حالت کو بدلتے دیکھ کر آہستہ سے پوچھا۔

”ہاں۔ اس بار بھی اُس کا جواب بڑا مختصر مگر معنی خیز تھا
 وہ فوری طور پر ہمارے سامنے کھل کر کسی بات کے افکار سے غریزہ
 کر رہا تھا لیکن اُس کے ہر کوشش کے تاثرات اس بات کی ترجمانی
 کر رہے تھے کہ وہ اپنے دوست کی پراسرار موت کے راز کو پا
 چکا ہے۔“

”کیا اس دشمن کا تعلق بھی بحری عقاب سے ہے؟“ میں نے
 لوہے کو پتہ دیکھ کر دوسری ضرب لگائی تھی اپنے سوال سے
 مایوسی نہیں ہوئی، نادر میں بڑا کتا جیسے اچانک
 لگا جیسے وہ مجھ سے زبان فاشوش سے دریافت کر رہا ہو کہ مجھے
 اس بات کا علم کس طرح ہوا اور اڈگر کی اس اضطراری کیفیت
 پر میرے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہوئے گئیں۔

”جس نے جوتیر پھن اندازہ سے اندیشہ میں چھوڑا

کمی نہیں تھی برتنہ کہ قانون کے میدان میں میرے مقابلے پر بڑے بڑے سودا اور درمیدان موجود تھے جو برسوں سے اسی پیشے سے منسلک تھے اور جن کی پیری کسی بھی مقدمے کی کامیابی کی ضمانت کبھی جاتی تھی لیکن میں نے بہت تیس ہزاری اور بہت کم مدت میں اپنی ممکنہ ادھب دزد کی انتھک کوششوں سے اپنا مقام بنا لیا اور صف اول کے قانون دانوں میں شمار ہونے لگا۔

میرے پاس بھی بڑی بڑی ہوتنوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی لیکن پھر اچانک ایک مقدمے نے مجھے ایسی شہرت بخشی جس سے الہ آباد میں میرے پر نام کا طوطی بولنے لگا۔ ایک عا زاد کی وراثت کا کیس تھا جس کی ایک فریق میرے والے کی بیوہ اور اُس کی اکلوتی لڑکی تھی اور دوسری فریق مرنے والے کے چند ایسے عزیز زاد تھے جو برصغیر پر بیوہ کو عا زاد سے بے دخل کر کے اُس کا حق بھی نصیب کرنا چاہتے تھے مجھے اندر ہی حالت کا اندازہ نہیں تھا، عام طور پر ایسے کیس بھی نہیں لیتا تھا جس میں مجھے کسی بیوہ یا یتیم کے خلاف کھڑا ہونا پڑتا ہو یا کوئی کیس میں نے جان لو جو کو اپنے ذمہ لے لیا یا اس لیے کہ بیوہ کا کیس الہ آباد کے سب سے بڑے بیرسٹر گھوش بڑی دلچسپی سے اور بڑی کے مقابلے پر آکر دو سہ بیرسٹریں ساتھ کو خراب نہیں کرنا چاہتے تھے پھر یہ فریق دوم کے پاس اتنا کور و رواد تھا جو دوسری تیسری پیشی ہی میں مقدمہ ختم کر دیتا۔

جس میں اس کیس کے سلسلے میں ہائی جرنل کی تفریق دوم کی غرضی کا کوئی ٹھکانا نہ ملا میرے رفا منشی نے مجھے دیکھنے کی برہنہ کوشش کی میرے دوست اور ہی خواہ برٹن نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی کہ کیس میں کوئی جان نہیں مفت میں جی بنائی سا کھاد و عزت کو داؤ پر لگانے سے کیا فائدہ وکالت نامہ واپس لے لو لیکن میں نے جرمو فریق دوم کو زبان دے دی تھی اس لیے اب میرے لیے پیچھے ہٹنا یا پشت دکھا کر اپنی شکست کا اعتراف کرنا ناممکن تھا۔

گھوش قانون کے میدان میں میرا سب سے بڑا حریف اور دشمن تھا بہت عرصے پہ دو دنوں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ابھی تک میں ایک دوسرے کے سامنے آنے کا موقع نہیں ملا تھا، گھوش اپنا ہر بلا بشار اور غرض مزاج آدمی تھا لیکن اُس کا باطن اُس کے ظاہر کے بالکل برعکس تھا، انتہائی کینہ بردار اور گندی ذہنیت رکھتا تھا دوسروں پر کچھ اور بھانسا انسان کو ذلیل کرنا اُس کی دل پسند بات تھی اور میں وہ ہر جو کچھ سے بڑا تھا اس لیے میں اس کا

اتھڑا کرتا تھا۔ ہر حال جس روز میں نے ہائی کورٹ میں اپنے وکالت نامہ داخل کر لیا اُس کے دوسری دن بڑی نے فوراً کر کے برا ٹھکانا ڈالنے کی کوشش کرنے ہوئے کہا۔

”جال بیٹے۔ میں نے سنا ہے کہ بیوہ کی عا زاد والے کیس میں تم نے دو سہ فریق کی پیری کرنے کی ہائی جرنل سے ”میں اُٹھ گیا۔ میں نے دل ہی دل میں سکرلے ہوئے کہا۔

”کیوں کیا کوئی خاص بات ہے؟“

”بیوہ کا کیس میں لڑ رہا ہوں۔ بڑی نے ٹھوس ٹھوس گھٹیا انداز میں اپنی بڑی کا اٹھارہ کتنے ہوئے کہا ”میرا مشورہ مانو“ اپنا وکالت نامہ واپس لے لو اس لیے کہ تم بھی بچے ہو غرضی قانون کے میدان میں ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے میں نہیں چاہتا کہ تمہاری ساتھ کرو جو بیوہ کیس میں کوئی ایسا شدید وجہ ہے کہ تمہاری پریکٹس کو نقصان پہنچ جائے“

”اُٹھ۔ آپ میرے رزلٹ میں اس لیے ہیں آپ کا ہمیشہ بہت احترام کرنا ہوں مگر مجھے افسوس ہے کہ ایک باد وکالت نامہ داخل کر لینے کے بعد تم سے واپس لینا چاہتا ہوں کہ خلاف ہے“ میں نے نہایت مؤدبانہ انداز میں کہا پھر کچھ طے کرتے ہوئے یوں کہ ”اگر بیوہ کے معاملے میں آپ کا کوئی ذاتی مفاد شامل ہے تو دوسری بات ہے آپ کے مفاد کی خاطر میں آپ کا برہنہ مان سکتا ہوں“

”تم بڑی توجہ ابھی کیس پر صرف کرتی تھوڑی دیر میں نے پوسے کیس کی تھوڑی سی شہرت کی۔ جناب جہاں جھول تھا اُسے پڑھ کر کے مجھے نے دلائل اور دفاع جمع کیے۔ پھر کچھ کرنا کچھ نہیں نے میرے پوری صورت حال اور کیس کے اہم پہلوؤں کے بارے میں آگاہ کیا مگر جہاں کی غرضت میں بھی تھوڑی دیر کی اور ان کے بیانات پوری طرح انھیں فروا فروا طلب کر کے ذہن نشین کر لیے۔ نو فیک کیس کی صورت ہی کچھ ایسے انداز میں بدل دی کہ پہلی ہی پیشی پر جرنل مل کر رہ گیا۔

”جی کیس میں مقدمے کی باد جیت کا انحصار دلائل اور ٹھوس ثبوت پر ہوتا ہے اور کسی بھی صورت میں ایک مایا پس کیس یا برسرِ کور مقدمے کو اپنی اتنا کٹر نہیں بنالینا چاہیے ورنہ وہ جذباتی ہوجاتا ہے اور جذبات کی زد میں بہک کر اکثر ایسی باتیں غلطیاں کر بیٹھتا ہے جو مقدمے کی باطل کو یکسر مٹ کر دیکھ دیتی ہیں کچھ ہی روز پیش نہ کر دے کیس میں بڑی کے ساتھ جی دیکھیں اور ہی میں میں بلا کسی جھجک تسلیم کرنا ہوں کہ بڑی میرے مقابلے میں کیس زیادہ تجربہ کار اور اندیش اور گٹھنگ قسم کا کھڑا تھا، بیوہ کے کیس کے سلسلے میں اُسے مزوت سے کچھ زیادہ ہی اس بات کا اعتقاد تھا کہ وہ جب چاہے گا کیس جیت لے گا جتنا تجربہ مجھے عقہہ لطف کی خاطر دیکھ دیتا ہا لیکن اُس کا ضرورت سے زیادہ اعتماد ہی اُسے دوا اور دیر چھ سال بعد جو کیس کا فیصلہ ہوا تو وہ میرے دواؤں کے حق میں تھا۔

”اگر دیکھتے ہیں قدر خوشی ہوئی اُس کا انداز میرے سوا اور کون لگا سکتا تھا“ وہ اخبارات جو بڑی کے خلاف تھے میری شان میں دواؤں قیدیہ چھاپے سے تھے مجھے بڑی سے مبارکباد کے پیغام موصول ہوئے تھے بڑی کو اپنی شکست کا اتنا افسوس ہوا کہ اُس نے کوہٹ آنا مانا بند کر دیا وہ دیکھا اور برسرِ جو بڑی کا کاشا نہ بن سچے تھے انہیں بڑی کے خلاف زبان کھولنے کا ہانا نہ تھا گناہ تو فیک کیس میں ہی مقدمے نے مجھے غرضت سے اٹھی کوشش پر بھی دیا تھا لیکن میری یہ خوشی بھی بہت عارضی ثابت ہوئی غرضتوں کے ان ہی ایام میں مجھے ایک دن اچانک وہ غرضت برسرِ پڑی جس نے مجھے میرے سر پر جڑے پیشے سے بدل کر دیا۔

گوری سے میرے والد کے سب سے دیرینہ ملازم دیوان جی نے مجھے میرے والد کی اچانک موت کی اطلاع دی تو دیرینہ میری نگاہوں میں اندھیر ہو گئی، میں اسی حالت میں دفتر سے اٹھ کر گوری کے لیے رات بھر بیٹھا مجھے اپنے والد کی موت کا گمراہ

ہوا تھا، رسومات وغیرہ ختم ہونے کے بعد ایک روز دیوان جی نے عا زاد کے سلسلے میں والد صاحب کا وصیت نامہ میرے حوالے کیا تو میری آنکھیں ساون عا زاد کی طرح برس برس والد صاحب نے اپنی تمام عا زاد و منقولہ وغیرہ منقولہ میرے ہی نام کی تھی میرے سینے پر سے غم کا بوجھ کچھ ہلکا ہوا تو مجھے ایک نیا غم سنا پڑا، دیوان جی نے مجھے دینی زبان میں بتایا کہ بیوہ والے مقدمے میں میری کامیابی کی خبر میرے والد کے لیے ملک ثابت ہوئی تھی اس لیے کہ میری جیت نے ایک بیوہ کے لیے ہلکے آسٹانے کو اٹھارہ دیا تھا، اس کے علاوہ میرے والد کو اس بات کا علم بھی تھا کہ کہیں تو گرنے کے بیوہ کے خلاف مقدمہ دائر کیا تھا وہ ایمان اور جھوٹے لوگ تھے انھوں نے مجھ کو کاڈت تیار کرانے تھے جہاں کی کامیابی کی ضمانت بن گئے۔

میں ماتھل کر رہ گیا۔ جو تیرکانے سے نکل چکا تھا واپس نہیں آسکتا تھا، تقدیر میرے حق میں جو فیصلہ صادر کر چکی تھی وہ اُن تھا میری بیانی یا بڑی زندگی میرے مرمم اب کی روح نشین تو بیچتا کتنی تھی لیکن میری بیوی کے داغ کو وہ نہیں سکتی تھی شاید اس لیے کہ میں نے زندگی کی ابتدا ہی میں اپنے لیے غلط راستے کا انتخاب کر لیا تھا، میرے والد کی غرضت کا نتیجہ ہوا میری غلط تھی ہر حال جھوٹ اور محروم قریب سے شہید تفت تھی بیکہ میرے پیشے کی بنیاد ہی جھوٹ پر تھی ایک بڑے ہونے کے ہلکے اپنے موکل کا کوئی کمزور ملازم تھا، لوگ قتل کرتے تھے مجھے اُن کو قانون کی نگاہ میں مذکور ثابت کرنا پڑتا۔ روگنا دکرے اور مجھے انھیں بے گناہ ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑا۔ اُسے اسی بات کا معادہ تھا تھا۔ میں نے سر نہ کر غلط اور مجھ سے مقدمے میں اپنا دامن بچا دیا تھا لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ اس پیشے میں زندگی کی سب سے اہم کامیابی ہی میری بیوی کا باعث بن جائے گی اور والد صاحب کیون ناموش سے مجھے داغ عافیت کے کو نیا سے مزے ہو گئے ہیں۔ ہر حال باپ کی موت کے غم اور صدمے سے میرا دل اتنا بڑا ہوا کہ میں نے وکالت کا پیشہ بیٹھنے ترک کر دیا کہ فیصلہ کر لیا، لوگ میرے اس فیصلے پر سخت بد زبان ہو گئے۔ میرے چوتھے دوستوں نے مجھے سمجھا دیا کہ میرا فیصلہ بالکل سچے لیے پڑ رہا ہے لیکن میرا فیصلہ بالکل تھا، اس میں کسی چمک یا تیرمیر کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

وقت کے ساتھ میرے دل کے زخم بھی مند مل جاتے گئے میں الہ آباد کی رطوبت ترک کر کے کوئی آگیا۔ دولت کی فراوانی بہتوں کو مکاش کیے ہوئی ہے جاگیر سے ہونے والی آمدنی کے

کودہ ہادی پیشین محنت قبول کر لے گا مگر جب یکیشاں نے ہادی بھری تو میں بھی خوشی سے اچھل پڑا۔

میں نے دوسرے ہی دن سے اسپتال کی پرانی عمارت پر نئے بریسے کام شروع کر دیا، یکیشاں ایک ماہ بعد ملازمت چھوڑ کر سب وعدہ میرے پاس آ گیا پھر میری ادیکیشاں کی مشترکہ کوششوں سے وہ اسپتال جدید ترین عمارت میں تبدیل ہو گیا اور اس کا شمار بہت جدید ایسے میاری اسپتالوں میں گئے لگا کر دور دراز کے مریض بھی وہاں علاج کی غرض سے آتے گئے، تین ہادی کے برفضا اور بڑے سکون ماحول اور بڑے یکیشاں کی دیرینہ شہرت نے اس اسپتال کو بہت جلد اپنی کامیابی حاصل کر لی کہ ہمیں اسپتال کے لیے دوسرے قابل ادب تجربے کا ڈاکٹروں اور نرسوں کا بھی بندوبست کرنا پڑا۔

میری خدمات نے میرے علاقے کے لوگوں کو ہرگز یہ بنادیا، ان کی زبانیں جو بھی میرے خلاف نہر گھبرا کر تھیں اب میرا کمر بڑھتے گئے ہیں میں یکیشاں اور جبیک کے آجائے سے بے انتہا مسرور تھا، یکیشاں جو میری ہی طرح تنہا تھا اس لیے میرے لئے بغیر ہی اس نے حویلی کے ایک کمرے پر اپنا قبضہ کر لیا تھا، ہم دونوں رات گئے ہم ساتھ بیٹھے اور دنیا جہاں کی باتیں کیا کرتے، جبیک بھی ہادی مضمون میں بڑا مہر کا شریک رہتا لیکن سلوا کے ڈوسے وہ کوئی نئی بات نہ کر سکتا، میرے فریڈ ہی بعد چلا جا، ایک دن جبیک نے اچانک بیٹھے بیٹھے ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یاد بھال کرنا تم دونوں کو اس طرح زندگی گزارنے کو کچھ عجیب سا نہیں لگتا؟“

”کیا مطلب ہے تم میں نے مشروب کا گلاس درمیان میز پر رکھتے ہوئے جبیک کو دفعتاً طلب نظروں سے گھوڑا۔“

”دب فیکم نے تجھیں بہت کچھ شے دکھائے تھے اسے پاس دھلت ہے جا ملو اسے لیکن عورت کے بغیر زندگی ممکن نہیں کسی جاگسٹی یہ سیکھنے سیکھنے کے بادی بادی لگے اور یکیشاں کو دیکھتے ہوئے کہا ”میرا مشورہ ہے کہ تم دونوں اب شادی کر دو“

”شادی۔“ یکیشاں نے ابتداء ایک تنگ شکاکانہ توجہ دیکھ کر کہنے لگے ”تو یہ کیا؟ جھگڑا کئے لیے کوئی اور بات کر دو۔“

”کیوں۔“ کیا میں نے کوئی غلط بات کہہ دی ہے؟

”میرے باب کی تو یہ یہ سیکشن نے سکر کرکھانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے جواب دیا، ”بھائی جبیک تھا اسٹوڈیو لینے کے بعد کوئی نہر گھبرا، اب شادی کی مخالفت کے آجائے۔“

میں تھا سلوا کے ہاں کر دینے کے بعد جبیک نے دھتے بھی اٹھا کر نہیں کر سکتے تھے لہذا ایک مہینے بعد ہی جبیک اور سلوا کو دوسری شہر متعلق کو مین آباد آگئے میری خواہش تھی کہ جبیک اور سلوا کے ساتھ ہی حویلی میں قیام کر لیں لیکن جبیک نے میری اس پیشین محنت کو کسی طرح قبول نہیں کیا اور میری حویلی کے قریب ہی ایک چھوٹا سا خوب صورت کالج نامہ مکان کر لے کر پرے کر سلوا کے ساتھ آباد ہو گیا۔

جبیک اور سلوا کے آجائے سے مجھے بے حد خوشی ہوئی، ہم روزانہ کچھ وقت ساتھ گزارتے اور اپنے باہمی کے نقصان کو دیکھ کر فکرتے لگا کر تے ایک دن میں نے سوچا کہ میں یکیشاں کو بھی حسین آباد لایا جائے، کالج کے زمانے میں جہیز میں دست تھے، تین آباد میں لوگوں کے علاج معالجے کوئی مفصل بندوبست بھی نہیں تھا، جبیک نے میرے خیال کی بڑبڑ تانیہ کی لیکن ساتھ ہی بھی کہا کہ یکیشاں اب سر میں چکا ہے اور کڑی کے مرگادی، اسپتال میں تعینات ہے شاید وہ اتنی بڑی جگہ چھوڑ کر چھوٹی جگہ آباد نہ کرے جبیک نے خیال کسی حد تک دوست قیامین لگے اپنی دوستی پر اٹھا دیا تھا چنانچہ میں نے یکیشاں کو ایک تفصیلی خط لکھا پھر جبیک کی شادی کی اطلاع دیتے ہوئے بھی لکھا کہ وہ سب سے بڑی شہریت پر ہیں آباد ہائے اور اس حکومت میں ضرور شرکت کرے ہرگز سے سلوا اور جبیک کی شادی کی خوشی میں دی ہے میں نے یہ خط اپنے ایک ملازم کے ہاتھ دوستی روانہ کیا تھا، دوستوں کی شادی کا جواب لیا کہ وہ دور دور کی جگہ ہے کہ جبیک کی شادی پر جگہ بگڑا کر کے اسے پہنچ رہا ہے۔

سنیو کی شام کو ہم تینوں دوست ایک جائے تو میری حویلی میں خوشیوں اور مسرتوں کا طوفان اٹکا، جبیک اور یکیشاں کی لوگ جھوم پڑے، سلوا بھی دل کھول کر تھمتے بھیرتی رہی پھر کھانے کے بعد وہ جبیک کو ہمارے بے حد اصرار پر حویلی میں چھوڑ کر اپنے گھر چل گئی تو ہمارے درمیان بے تکلف احمال میل بر گیا، میں نے اپنی خوش گپیوں کے دلوان یکیشاں کو بتایا کہ حسین آباد میں کوئی ڈھنگ کا اسپتال نہیں ہے جس کی وجہ سے مقامی لوگوں کو کراہت و شہوت تکلیف اور اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، میرا اشارہ پکارا اسے شدہ پرانے شہر کے تحت جبیک نے یکیشاں کو کہتے ہوئے اس بات کی پیشین گوئی کیا کہ اگر وہ اسپتال چلانے کی ذمہ داری قبول کرے تو میرے اسپتال کی بڑبڑ عمارت کو جدید مادہ ماؤنڈ شکل بھی دی جا سکتی ہے، یکیشاں ہادی سا پیش کو سمجھ چکا تھا، جبیک کو امید نہیں تھی

وقت یا تو مطالعہ میں گزارتا یا پھر صبح دس بجے فطرت کے سیریاں سے لطف اندوز ہونے کے لیے سیر کرنے کی غرض سے دور دور نکل جایا کرتا۔

حسین آباد میں کچھ عرصے تک میں رہے سکرن سے رہا لیکن پھر وہاں بھی تنہا ہی لگنے لگا، ماس ڈائی ایک نوجوان اور دولت مند عمارت کی کوثر نشینی کا شہر تعجب غیر بات تھی کہ وہاں بھی میرے پاسے میں چھوٹا سا شہر شروع ہو گیا، کچھ گھر گرا نے جو پلازمہ دوسروں کو بدنام کرنے میں لکھتے محسوس کرنے کے عادی ہوئے ہیں یہ افراد جھپٹا شروع کر دی کہ میں نے حویلی کو عیاشی کا ڈھنچکا بنا رکھا ہے۔ برہنہ کر خفا فاق علاقے کی شہر آبادی میرے حق میں تھی لیکن مجھے بھال یہ نوجوان لاقی ہو گئی تھی بے کار دینے کے بجائے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کی زبان بند ہو سکے اور میں سکون کا سانس لے سکوں۔

ان ہی دنوں جب میں اپنی تنہائی دور کرنے کی تدبیر سوچ رہا تھا مجھے ایک دن اپنے دوست جبیک کا خط ملا جو اپنے باپ کے انتقال کے بعد اب فادر جبیک بن چکا تھا اور کڑی کے ایک گھر کا بادی تھا، جبیک کے پاسے میں لگے اس بات کا اطمینان نہیں تھا کہ وہ مجھ سے اس قدر قریب ہے، حسین آباد میں بھی ایک پرانا اور چھوٹا سا گھر موجود تھا لیکن کسی بادی کے نہ ہونے کے سبب پرانا تھا چنانچہ علاقے کے عیسائی گھر لے کر کسی ٹھکانے کے لیے کڑی جا کر تے تھے، میں نے دل میں ایک اچھیر کر تپ کی اور فوراً ہی جبیک کو لکھا کہ وہ اپنی بڑی سیت حسین آباد آجائے، تیسرے روز جبیک میرے پاس تھا اس کی سوری سلوا کو کہہ کر بڑی خوب صورت اور صحت مند تھی لیکن انسانی شہتی مزاج واقع ہوئی تھی اور ہر گھر جبیک کی دھڑکنے سے گھٹنے دھتی تھی کہیں وہ بے نگاہ ہو کر کسی دوسری لڑکی یا عورت کے حال میں نہ عینس جائے بادی ہونے کے لئے جبیک کا واسطہ اکثر و بیشتر عیسائی لوگوں اور عورتوں سے پڑتا رہتا تھا۔

مجھے سلوا کی فطرت کچھ پسند آتی لیکن اس کی ہی فطرت میرے کام نہ آتی۔ میں نے جبیک کو جب حسین آباد میں منتقل قیام کرنے کی پیشین گوئی کی اور کہا کہ میں اس کی خاطر تمھاری گرا گھر کی حالت اذیر نو بہتر بنا دوں گا اور کہہ اسے ہزار روپے ماہوار تناسبات دیتا رہوں گا تو جبیک میری پیشین گوئی سے بے چین ہو کر گیا، غالباً میری دیرینہ دوستی کی وجہ سے اسے یہ غلط فہمی نہیں تھی لیکن سلوا نے فرما دیا تھا کہ میں نے کچھ نہیں کیا، چونکہ واقعی طور پر کوئی اور مصروفیت نہیں تھی اس لیے میں اپنا بیشتر

معاذہ والد صاحب کی چھوٹی ہوئی دولت اور مال دوسرے لیے اس قدر کافی تھی کہ اگر میں چاہتا تو تمام عمر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر آرام سے گزار سکتا تھا لیکن آدم طبعی سے میرا دل بہت جلد ہی ہی اٹ گیا، ماہر کے کاموں سے مجھے شروع ہی سے نفرت تھی اس لیے میں نے اس کا انتظام دیوانہ جی کے سپرد کر دیا اور خود وقت گزارنے کے لیے لکھنے کو اپنا مشغلہ بنایا، میرے پاس ایک شہریت دور تھی لہذا میری پہلی کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی دوسری کتاب بھی بازار میں آتے ہی غائب ہو گئی میری بڑھتی ہوئی شہرت نے اخبار والوں کو میری طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا، میں نے ان کے لیے جرات مندانہ مضامین لکھنے شروع کیے جو غلطی جھ سے ایک بار مسرور ہو گئی تھی اس کے علاوہ اتنا دل کی خاطر میں نے سماج کے مسئلے ہونے، ماسوں کو اپنا مضمون بنایا تھا، غلام، جس میری شہرت اخبارات میں لکھنے کی وجہ سے بہت زیادہ ہو گئی تھی لیکن اس طرح ایک طرف اگر میں نے پڑھے لکھے اور سمجھ دار لوگوں میں اپنا ایک مخصوص اور اعلیٰ مقام بنایا تھا تو سماج کے طاقتور اور مدبرانہ ذہنیکیدانوں کو اپنا دشمن بھی بنا لیا تھا۔

وہ اخبارات جو بڑے سزاواروں کے ہاتھوں بکے ہوئے تھے انھوں نے میرے خلاف ہم شروع کر دی میرے مضامین کو عوام کے سامنے غلط دنگ سے کر سیکشن کرنے کی کوشش کی، عیاشی پھر پھرتی اور آوارگی کے الزامات تراشے، بیان ک کھانیا کہ میں نے کالٹ کا پیشہ باپ کی موت کے بعد اس لیے ترک کیا کہ ان کی چھوٹی ہوئی دولت کو لٹاؤں اور میری زندگی یہ سب الزامات برہنہ کر کے بے بنیاد اور انتہائی گندہ ذہنوں کی پیداوار تھے لیکن میں نے دل برداشتہ ہو کر لکھنے سے بھی تو یہ کر لی اور ماہر سے دور جا کر اپنے عمل نامہ مضامین مکان میں بیٹھ لگا۔ جو حسین آباد میں واقع تھا، وہاں کی آبادی تقریباً تین ہزار کے لگ بھگ تھی اور وہاں ہر مذہب کے لوگ رہتے تھے۔

میری حسین آباد والی حویلی اتنی بڑی اور وسیع و عریض تھی میں جیل ہوئی تھی کہ اس کے بعض حصے دیکھنے کی فرصت بھی نہیں حاصل ہو سکی، حویلی کے دو جانب وسیع باغ تھے اور قریب ہی ایک بھلی جگہ بھی تھا جو سکا گاہ کہلاتا تھا، یہ جگہ سب سے زیادہ علاقہ تھا اس لیے بیان قدرتی حسن کی بہت تھی اور بہت حسین نظارے بھی دے دیتے تھے، مجھے شکار سے بھی بھی کوئی دل چسپی نہیں تھی بلکہ میں خوب صورت پرندوں اور جڑوں کو معنی شوق کی تکمیل کی بنا پر دلدارا بندہ نہیں کرتا تھا اس لیے میں نے حسین آباد میں بیٹھ کر جھلکاؤں بھی نہیں کیا، چونکہ واقعی طور پر کوئی اور مصروفیت نہیں تھی اس لیے میں اپنا بیشتر

صبح میں سوکرا اٹھا تو رات کے خواب کا اثر میسر
 دُوبن پر بستر ہمارا ہی تھا میرا جسم بوجھل برہن ہوا تھا
 وہ تھا اور بری طرح ٹوٹ رہا تھا میری کچھ میں نہیں آتا تھا
 کرتے کیا ہوتا جا رہا ہے میری رفیقہ صحت کو کچھ سے محروم ہو
 ڈنٹے ہوئے دنیا سے منہ موڑے ہوئے چھ ماہ سے بھی زیادہ
 عرصہ گزر چکا تھا لیکن اس کی یادوں کی جگہ ابھی تک میرے
 وجود سے لپٹی ہوئی تھی میں برہن اسے اپنے سے ذریعہ محسوس
 کرتا تھا اس کی باتیں میرے کانوں میں بیشتر وقت گونگنا کرتی
 تھیں اس کے قدموں کی آہٹ اور معطر لباس کی سرسراہٹ
 مجھے قدموں پر تعاقب کرتی رہتی اور کبھی کبھی تو میں اسے خود
 سے اس قدر قریب محسوس کرتا کہ جوں جوں اٹھنا لیکن وہ مادی صورت
 میں میرے لیے ناپید ہو چکی تھی صرف میری محبت کی شدت میں
 اسے رہا اور لباس بدل بدل کر میرے تصور میں ابھر کر
 کر دیتی تھیں۔

خاصی دیر تک میں بستر پر لیٹا اپنی بے چین زندگی کے
 بلے میں سوچتا رہا پھر اس خیال سے کرنا بد رات اس کا
 قرب بھی محض میرے خیالات کا ایک خیالی میلا ہوا میں نے
 بستر چھوڑ دیا، طویل آنکھوائی لیتا ہوا اٹھا، سب کچھ میری
 نظرساں جلد پاؤں پر پڑی جس پر میں نے گزشتہ رات سے اپنی
 پرالواری اور مستند و بجز داستان کھینچی شروع کی تھی میں نے
 آگے بڑھ کر دیکھے، نئے صفحات پر اب تک نظر ڈالنا ایک بار میرا
 دل چاہا کہ اس ہولناک داستان کو صرف اپنے سینے کی گرائفوں
 میں دھنسنے دوں کبھی اور کوئی ناخوش کی جھنک بھی نہ مجھے دوں
 مجھوں سے میرا سینہ ڈگڑا کر رہا تھا میرے وجود سے جو تک
 کن کرچٹ گئی تھیں اور آہستہ آہستہ مجھے اندر ہی اندر کھسکا
 کرتے جا رہی تھیں لیکن میں نے ایسا نہیں کیا، پاؤں اٹھ کر
 احتیاط سے الماری میں بند کی پھر غسل خانے میں نہانے کے
 ارادے سے چلا گیا میں نے طے کر لیا تھا کہ اپنی داستان خرد
 فہم نہ کوئی گناہ کر مجھانے کی صورت میں لوگ میری موت کو
 محض دلچسپی خیال نہ کریں۔

مانٹنے کی میز پر چھ بیٹیوں دوست جمع ہوئے تو کیا لاش
 مسکرا رہی تھیں جبکہ خطاب توقع کچھ عجیبہ نظر آ رہا تھا
 میں نے سوچا شاید ان کے درمیان پھر کوئی نوک جھجک ہوئی
 بہرہ دونوں ایک دوسرے کو کچھ میرے اودستائے بغیر زندہ
 نہیں رہ سکتے تھے کچھ دیر کے لیے وہ عجیبہ ہوجاتے پھر کچھ دیر
 بعد ہی جوں سے نکلتے دوستوں کی طرح منہ پر لڑ گئے جیسے
 ان کے درمیان کچھ کسی شخص نے سرکے جنم ہی نہ لیا ہو۔

اُس کی آواز منیبہ کانٹن میں رس گبول رہی تھی اور
میں گہری فینڈ کی آغوش میں غم ہو کر دُنیا و ما فیہا سے
غیر ہو گیا۔

”میں اب اعازت جاہلوں کا“ وہ جھینپے ہوئے بلولا۔
 ”اگر سچ سچ سناؤ انہی تو تم لوگوں کے سامنے اور بکر بکر ہو گی۔“
 جب تک جانے کے بعد بھی میں اور کیا کشش اس کے پاس
 میں کر کے بنتے ہی بے تفریق بناؤ اسی رات گرنے کے بعد
 کیا کشش بھی جائیاں لیتا ہوا، تھکا لاس لیے کر کے بیچ ہسپتال
 بھی جانا تھا۔ اس روز میں نے جی تھوڑ کر ٹیکس کی شادی والی
 بات پر اس کا خرافق اڑا یا تھا لیکن اسی رات جب میں اپنے
 نرم گرم بستر پر سونے کے ارادے سے دلاڑ ہوا تو پہلی بار تنہائی
 کا احساس مجھے کسی کوڑیلے، ناگ کی طرح ڈونے لگا۔ مجھے اپنے
 گود و پیش سے بڑا ہی ہوسنے لگی، بڑی دیر تک میں بستر پر لیٹا
 کر دھیں لیتا رہا، مجھے اپنے جسم پر لا تعداد مسرج اور دھیمی می می جھونپیاں
 رنگینی محسوس ہر دھیمی میں نے اٹھ کر غنڈے سے پانی سے اپنا
 خشک کلا تر کیا اور سحر سے جلا کر پٹی تنہائی کو بھانے کی خاطر
 ایسی خواب گاہ میں چیل قدمی کرنے نکلا۔ پھر۔ پھر میں نے اس
 رات ایک اہم فیصلہ کر لیا۔ شادی کرنے کا فیصلہ اور اسی فیصلے
 میری زندگی میں ہول، ہک اور اذیت ناک انقلاب پیدا کر دیا۔
 میری منہ زنی حقیقت زندگی کا سچ محسوس ہوا۔ مجھے وطن سے دور و بیدار
 کر دیا اور۔ اور۔۔۔

میسے کہیں میں لگی ہوئی دلوں گھر گھڑی نے ایک خوش گواہ

یرو فیسر محمد اشرف قیمت: 90/-

”اوردو اور دے خوف ہم جو بھی موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سکرانے کا عادی بننا ہے۔ یہ کیا کش بولا؟“ سناح اگر موت سے براہ راست ہونے لگیں تو پھر وہ دنیا کے ان عجائبات کی سرینیس کر سکتے۔ ہوا کا بید ہونے میں۔

”آپ نے درست کہا میرے عزیز، لیکن جان بڑھ کر غلط کو دعوت دینا اور آنکھوں کو اندھے کنوں میں جھلا کر دیکھنا بھی میرے نزدیک دانش مندی نہیں۔ اس بار ایشلے نے بدلے خشک لیے ہیں۔ کیا؟“ میں آپ کو یقین دلاؤں کہ ہماری جانب سے آپ حضرات کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ ”میرا خیال ہے کہ ہم اپنا ایک بند گاہ سے جزیرہ ہوائی کا سفر اختیار کریں اور اس کے بعد موسم کے تیز دیکھنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ میں نے بڑھے کپتان کے لیے کی تجویز کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ شاید ایشلے کو کیا کش کی بات ناگوار گزری تھی۔

”میں نے سنا ہے کہ جزیرہ ایٹر کے کھنڈرات تیار بننے سے قبل کے دور کی بہترین یادگاریں ہیں اور وہاں کی ہر چیز صرف ایک ناقابل اعتبار امر اور اپنے اندر رکھتی ہے بلکہ برعکس سے قابل دید بھی ہے۔“ کیا کش نے اپنی معلومات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”آپ نے درست سنا ہے میرے عزیز۔ ایشلے بستر پر سنبھل کر بولا۔ لیکن ایک جزیرہ ایٹر پر ہی کیا خوف ہے؟ اس وسیع و عریض دنیا میں کہ درجنوں ایسے حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں عقل جن کی کوئی تو جیسے پیش کرنے سے قاصر ہے اور ہزاروں مقامات ایسے بھی موجود ہیں جہاں بھی ایک علم اور تہذیب کی روشنی نہیں پہنچ سکی۔ افریقہ کے گھنے جنگلات اور دور دراز علاقوں میں آج بھی وہی تہذیب پرورد ہے جو ہزاروں سال پہلے تھی۔ ہم جس سمنڈ کی لہروں پر سفر کر رہے ہیں اس کے نیچے بھی ایک پراسرار عجیب و غریب دنیا موجود ہے لیکن اس پر امر اور ادراہ دنیا کی سیر کرنے کی خاطر ہم دیہہ و دانستہ اگر اپنا جہاز کوڑوں کوئیے نزدیک یہ عمل دانش مندی کے معانی ہوگا۔“ سناحوں اور جہاز دانوں کے بھی کچھ اصول مقرر ہوتے ہیں۔

بوزے کپتان کی باتوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنے وسیع تجربے کے آگے کیا کش کے کٹاوتی اور سطحی تجربے کی باتیں سن کر جھجکا تھا، کیا کش نے بھی ایشلے کی بات سن کر برا سامنے بنایا اس لیے کہ ہم نے بے رحمان بڑی عقاب کو دور ماہ کے لیے کرائے پر حاصل کر لیا تھا اور اس عرصے میں اسے

کرایہ جزیرہ ہوائی سے واپسی پر چاروں درمیان کے کچھ اور جزیروں مثلاً کریسٹم اس اور فانینگ (CHRISTMAS AND FANNING) کو بھی دیکھ لیں گے۔ اس کے بعد ہم خاص طور پر ایٹر جزیرے پر جا رہیں گے اور پھر کوئل سی کو عبور کر کے ہم تیر تھی بھی جانا پسند کریں گے۔

میں یاد کر کے اپنے سفر کے مقامات گنا ناما دیا، بڑی عقاب کا بوزہ پرتگالی کپتان نہایت خاموشی اور نکتہ سے میری باتوں پر غور کرتا رہا، اس کا چہرہ کبھی اندھنی جذبات کی ترجمانی سے عیسوی اداسی نظر آتا تھا لیکن جب میں خاموش ہو کر اس سے بچے بہت طویل دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہتر ہے کہ آپ بڑی عقاب اور اس کے علاقے کی خدمت پر دہ ماہ کے لیے حاصل کر لیں۔ میں اس لیے ہمارا فرض ہے کہ آپ کے برعکس ہلاسی جون و پیرلے کیس کی جگہ لیکن بحیثیت کپتان کچھ پر یہ قدر داری بھی عائد ہوتی ہے کہ آپ حضرات کو سفر کے دوران پیش آنے والی مشکلات سے قبل از وقت آگاہ کر دوں۔“

”کیا تھا؟“ یہ خیال میں کوئی بڑی سفر پر مشکلات کے بھی ختم ہوا ہے؟“ کیا کش نے جو طبیعت ہی ہم جو واقع ہوا تھا ایشلے سے سوال کیا۔

”آپ نے میری بات کا غلط مطلب لیا ہے میرے عزیز۔ ایشلے نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ مشکلات سے میری مراد موسم سے تھی جو بدلتے رہتے ہیں۔ بڑی سفر کے دوران ہمیں سیزن اور موسم کے متوقع تغیرات کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے۔“

”نہیں کیا اندازہ ہے سنا؟“ میں نے بڑھے کپتان سے دریافت کیا۔ ”کیا میں نے جو پروردگار مرتب کیا ہے اسکے دوران موسم کا کنٹرول کر سکتے ہیں؟“

”میں آپ کو سفر کے انتظامات کا مشورہ دوں گا میرے عزیز۔ ایشلے نے اپنا ایک بھر پور تجربے کے ساتھ بات انداز میں جواب دیا۔ ”اپنا ایک بند گاہ سے جزیرہ ہوائی جانے کے بعد اگر ہم ایٹر آئی لینڈ کی طرف اپنا رخ کریں تو ان متوقع طوفانوں سے بچ سکیں گے جو ہمارے لیے پریشان کن ثابت ہو سکتے ہیں۔“

”سری موت میں ہیں، ہمیں وقت بچانے کے لیے جزیرہ ایٹر کا پروردگار ترک کرنا ہوگا۔“ لیکن یہ صرف میرا مشورہ ہے ہم دو ماہ تک ہمارا آپ کا برعکس ماننے کو تیار ہیں اس لیے کہ کھار اور سچا ہمارا زماں سائیکلون اور سخت دونوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر ہفتہ ہمارا تہذیب ہے۔“

جاتے جو ہمارے شہادت کو تقویت پہنچا سکتے۔ مگر میں نے اس خیال کی تردید کر دی۔ مبادا کہ جس کو اس کی جھجک مل جاتی اور وہ ہم دونوں سے اور زیادہ غلط ہو جاتا۔ اس کے علاوہ میرا خیال تھا کہ اگر اب کسی قیمت پر اپنی زبان میں کھولے گا۔ ہماری باتوں سے قائل کا ایک دھندلا سا سراغ مل جانے کے بعد ہی اس کی آنکھیں انسانی جہازوں سے جھک اٹھیں تھیں اور وہ جیسے کو دیکھتے ہی ہمارے قریب سے ہٹ گیا تھا جہانے کیوں مجھے وہ کہہ رہی خیال آ رہا تھا کہ اگر کسی نہ کسی طرح اپنے مرحوم دوست کا انتقام جیکس سے ضرور لے چکر کپتان میرے ذہن میں ایک اور خیال بڑی ہمت سے ابھرا۔ ”آرکٹکس رات ہونے سے پیشتر ہی آگے گئے جیسے کہ ٹھکانے لگا دیا تو ہوا، ایک لمحے کو میں الجھ کر دیکھ کر سوچا کہ یہ لمحے مجھے خود اپنی حماقت پر شرمندگی ہونے لگی۔“

اگر یہ بات درست تھی کہ جیکس نے یہ باتوں کے ذریعہ ناموں کے ذہن کو تسخیر کر کے اسے ہولناکی موت سے بچا کر دیا تھا تو پھر اس کے تامل رحوں نے اسے یہ بھی ضرور بتایا ہوگا کہ بڑی عقاب پر ناموں کا ایک دوست اسے مار ڈالے گی خدا رکھتا لگاٹے بیٹھا ہے، تھی بات تھی کہ اگر جیکس ناموں کی موت کا درد اٹھا تو وہ حالات سے غافل بھی نہیں رہا ہوگا لیکن ان تمام باتوں کے باوجود اس بات کے امکانات کو بھی جو طور پر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا کہ جیکس کی زندگی کو اگر کسی طرف سے فائدہ ملے گا خطہ لاقی ہو چکا تھا۔

ہم نامتے سے قانع ہو کر غصے پر آمگے، سمنڈ کی قوت پر ہر پر سکون اور خاموش تھا، ہوا بھی زیادہ تیز نہیں تھی نہایت خشک اور خوش گوار تھی، نامتے کے بعد جیکس کا ہر دو بھی جیکس ہو گیا، ہمارے درمیان آئندہ سفر سے متعلق گفتگو ہر دو بھی تھی کہ ایشلے آگیا۔

”صبح جزیرہ ایٹر پر۔“ اس نے میرے قریب آکر کہا پھر سمنڈ کی جانب دیکھتا ہوا بولا۔ ”میری آمد آپ لوگوں کے لیے کسی مصلحت کا باعث تو نہیں تھی؟“

”نہیں سنا؟“ میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ”پہلے درمیان کوئی لازم و نیاز کیا؟“ میں نے سفر سے متعلق گفتگو ہر دو بھی تھی۔

”میں جیسی دوبارہ ت کرنے کی غرض سے آیا تھا کہ فی جزیرے کی سیر کے بعد آپ لوگوں کا کیا پروگرام ہے؟“

”جزیرہ جی کے بعد ہم ہوائی جزیرہ بھی دیکھنا چاہیں گے۔“ میں نے اپنے ذہن میں طے شدہ پروگرام کو دہرائے ہوئے

دھوکے میں وہ تھا کہ کہیں برعکس ہی ہو۔

”ہاں وہ مجھے ناگوار ہی سمجھ کر آئی تھی لیکن خود کہیں آئی؟“ اگر میں دودھ تو اپنے شہر کو گول لینے بھیج دیتی۔

”یہ بھی ممکن ہے کہ اسے مرود کے علاوہ کوئی اور بھی تکلیف لاحق ہو۔“ میں نے جیکب کی نظریں بچا کر کیا کش کو آنکھ ملتے ہوئے بھینک لیا۔

”مثلاً وہ کی تکلیف کیا کش نے میرا اشارہ سمجھتے ہوئے جیکب پوچھا۔ ”بہر حال کیا تم نے اسے گول لے دی تھی؟“

”دب ٹیپر کی فٹ، اگر وہ میرے دھندلانے پر فوجا جیسے کہیں کے سامنے سے چلی نہ تھی ہوتی تو میں شاید جھگڑا ہوتا کہ ہمیشہ کے لیے اسے مرود سے نجات دلا دیتا۔“ جیکب ہوش پڑتا ہے۔ ”میرا خیال ہے کہ بات کا یقین کرو، وہ عورت نہ صرف یہ کہ محسوس ہے بلکہ بدکردار بھی ہے۔“

”مگر باقی امانت صبح سے اسی وجہ سے سوجا ہوا ہے کہ رات ایک ایسی صورت نے جو شرب خرابی کے لباس میں ہوں تھی تھا کہ کہیں کے دور اسے پر دستک کیوں دی کیوں یہی بات ہے نا؟ کیا کش نے پوچھا۔

”تم نے سمجھ لی بات کچھ لمبے ہوا ذرا سوچو، اگر سولہ یا زائد ہوتی تو؟“

”لعنت ہے تمہاری سوچ پر۔“ کیا کش جھجکا۔ ”میری کمرے کے بعد بھی غلامی کی لوہاں نہیں تھی۔“

”بات غلامی کی نہیں میری حیثیت کی ہے۔“ جیکب نے بھی تھلا کر کہا۔ ”تم لوگ یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ اگر کسی کو میری شخصیت اور میرے کردار پر انکلی اٹھانے کا موقع مل گیا تو میری سالہا سال کی محنت اکابر ت جائے گی۔“

”میں سمجھ رہا ہوں بات کی نزاکت کو۔“ میں نے درمیان میں مدد سے بولتے ہوئے کہا۔ ”میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے کہ ہمیں اگلی بند گاہ پر اس مہیا جہاز سے کربا زے آباد دینا چاہیے۔“

”میرا خیال اس کے برعکس ہے۔“ کیا کش بولا۔ ”جیکب طویل سفر میں کسی عورت کا ساتھ ہونا اشد ضروری ہے۔ اس سے فتنے بچنے، احباب کو سکون ملنا ہے۔“

جیکب نے گھڑ کر کیا کش کو دیکھی لیکن بات نامتے آ جانے کی وجہ سے مختصر ہو گئی۔ میں نے دوبارہ ناموں کی بڑھارو موت کا مسد جھپٹ دیا۔ کیا کش کا خیال تھا کہ کہیں میں جا کر رخصت کر دینے کا عمل دیکھنے سے پیشتر آگے کوڑا کر دیا جائے اس طرح ممکن تھا کہ جیکس کے بالے میں کچھ اور ایسے ثابت مل

یہی درخشاں نے مجھے طویل سفر کا حکم دیا تھا۔
ایسے کی باتوں نے مجھے سفر میں آئندہ پریشانیوں سے بچانے کے لئے
انہیں کے بارے میں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا، شاید وہ بھی
میرے یہی کتنا چاہتا تھا کہ میں وہ سیدھے مقصد اور سیدھے معنی سفر کو
کرنا چاہیے، نہ کہ اس سے میرے سفر کا جو بڑا حصہ تھا اور
باد کرنا چاہتا تھا کہ مجھے کسی سامنے کے پیچھے جھگڑنے پر مجبور
کرنا چاہیے، لیکن کیکلش کی باتوں نے اسے ناراض کر دیا تو وہ خاموش
ہو گیا تھا، بالکل اس سبب کی طرح جس کی طاقت اوروں کے اندر بھی
ہزاروں جھانک اور خوفناک طوفان چلے ہوتے ہیں۔ مریوں کی
خاموشی اور سکون میں ایک قریب برتا ہے۔ سرب کی اندھیرے
پانی کچھ کمر اور بھانک شروع کر دیتا ہے لیکن اس کی پائین قدم
نہیں مڑتی تھی اور بڑھ جاتی ہے۔

میں بھی شاید سرب کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا تھا زندگی
کا ستریں ایک ایک کر کے مجھ سے روٹنے لگے تھے، جی تھیں انہوں نے مجھے
جو ذمہ فیلے تھے اس سے میرا سبب لڑائی ہو گیا تھا اس لیے سرب کے
پیچھے اندھا دھند بھاگنے میں بھی میرے لیے ایک کیلٹ تھا، ایک
کسکتی تھی، قریب ہی سہی سراسر قریب میں تھیں کے بجائے
میری کھوئی ہوئی جنت کی کچھ سیسوں یا اس پر شدہ تھیں، اگر
دھوکا تھا تو میں نے خود اسے دیدہ و دانستہ کھانے کی کوشش
کی تھی، اچانک مرسوں کے دھوکوں سے بخود لپٹے ہیں اس کے
مغالبے میں یہ دھوکا بھی میرے لیے بہت کم اذیت، ایک بھٹا۔
امیدوں کے سہارے کچھ دقت تو گزرتی رہا تھا، البتہ میں نے اپنے
دو بچے دوستوں کو ساتھ لے کر شاید خود مرضی کا ثبوت دیا تھا۔
مجھے اپنی زندگی پر اطمینان تھا لیکن مجھے اس بات کا حق تو نہیں
تھا کہ اپنے دوستوں کو بھی اپنی برائیوں میں کچھ تباہی نہ فرماں
کر لیتا، کیکلش کی بات جلد تھی وہ بھی میری ہی طرح سفر پر
تھا اس کی بیوی بھی اسے اچانک داغ ملاقات نے گئی تھی
لیکن کیکلش نے تو ابھی تک اس سفر کا آغاز ہی نہیں کیا تھا
جو شادی کے بعد دو سفر پر مل کر ایک ساتھ شروع کرتے ہیں۔
بلا ذہن ہی باتوں سے اچھوٹا تھا کہ میرے کہیں کے
دروازے پر کسی نے ہنسنے سے دست دئی میرے معاملات کا خیر
منتظر ہو گیا، ابھی کچھ دیر پیشتر ہی ہم تینوں دوست کھانے کی
پیمز پر موجود تھے اس لیے دست دینے والا یقیناً طوط پر کیکلش یا
کیکلش کے سوا کوئی اور تھا۔ میں نے ایک لمحے کو سوچا لیکن ہے
وہ آزاد میرا دم ہی ہو لیکن جب دوسری بار دستک کی آواز سنی
دی تو میں بستر سے اٹھا، کہیں کا دروازہ کھولا تو ڈر لپک لپکتی
تیزی سے اندر داخل ہوا کہ ایک لمحے کو میں سمجھا گیا، اندھا بھرے
اجازت لیے بغیر اس نے کہیں کو اندر سے بولٹ کر دیا۔ اس کے

تھیں ایسے کے سامنے طاقت کی باتیں نہیں کرنی چاہیے تھیں۔
طاقت ہی سہی لیکن رعب و غلبہ کی قسم لے لے کر سب سے
سکون ملا ہے کہ بہت جلد ہم اس شخص اور اپنی زندگی پر سب سے
نجات حاصل کر لیں گے۔
اگر تم نے مزید طاقت کی بات کی تو میں اس سیاتی جوڑے
کو اپنا سامان بنا کر سفر کی دعوت دیتے پر آمادہ ہو جاتا ہوں گا۔
میں جانتا ہوں کہ آگے ہاتھ جوڑ کر دم کی درخواست پیش کرتا
ہوں۔ جبکہ دینے والی آواز میں ہاتھ باندھتے ہوئے کس تو
کیکلش بھی اپنی ہنسی مضبوط نہ کر سکا۔

دوسرے کھانے کے بعد میں آرام کرنے کی غرض سے اپنے
کہیں میں آ گیا، ایسے کی باتوں نے میرے ذہن کو اور الجھا دیا تھا۔
ایک سال کی کیفیت سے مجھے درجنوں کی واپسی کا یقین نہیں تھا
ہندو دھرم میں آگاہی کا تصور مرد و مراد ہے ان کے عقیدے کے
مطابق روح بھی نہیں مرقی، موت ایک عارضی تبدیلی ہوتی ہے اور
روح ایک جسد عاقل کو چھوڑ دینے کے بعد پھر کسی اور جگہ رہا اور
جسم میں رہاں آجاتی ہے، کیکلش نے مجھے یہی بتایا تھا لیکن
میرا عقیدہ اس سے مختلف تھا پھر کچھ اس بات کا یقین کیوں
تھیں کہ آگاہی کا درخشاں مجھ سے پیشتر کے لیے روٹنے لگا تھا کہ
میرا ساتھ جوڑے پر سہ چھوڑا اور پھر مجھے تھے یہ اور بات تھی کہ
میں اس کی یاد کو بھی ایک اپنے دوجوے لپٹاؤں تھے، یہ تھا یہ جنت
کی شدتیں تھیں جو میری ماضی کی حسین باتوں کو کرتا ہے کہ میرے
نقص لیکن موت کی شدتیں مرنے والوں کو نئی زندگی تو نہیں عطا
کر سکتی تھیں پھر میرے والوں کے تعاقب میں کیوں بھاگ رہا
تھا؟ کیا موت اس لیے کہ اس نے مجھے اس بات کا یقین دلایا
تھا کہ ہادی عبادی ماضی ہے اور ہم دوبارہ پھر ملیں گے؟

ہو سکتا ہے میری زندگی نے میری جنت کی شدتوں کا اندازہ
لگا لیا ہوا اور محض سکون دل کی خاطر اس نے مجھے دوبارہ ملاقات
کی نوعیت پر مجبور کیا، ہمیشہ سچ تو نہیں ثابت ہوتے، کبھی بھی ان
کی تعبیریں بڑی بھانک اور بول ہلکا ثابت ہوتی ہیں یا ان
باتوں کو سمجھنا تھا لیکن پھر بھی شاید اس لیے سفر پر نکل کھڑا ہوا
کہ میرے والوں کی آخری خواہش تھی اس کی آرزو تھی جس کی
تجلیں کی خاطر میں نے خود کو مصلاات کے دھاروں پر چھوڑ دیا تھا
جب میں نے زندگی میں اس کی کسی بات کی تھی نہیں کی، اس کے
کسی تصور کو نہ نہیں کیا۔ اس کی کسی خواہش کو رو نہیں کیا تو
پھر اس کے مرنے کے بعد اس کی روح کو صدمہ میں کو پھنسا سکتا
تھا؟ یا ماضی ہے میں ایک ایسے سفر پر نکل کھڑا ہوا تھا جس کی
کوئی منزل مین نہیں تھی پہلے سے کوئی تھا، مے نہیں تھا میں سفر
بلا سفر کے ہوا کہ نہ تھا اس لیے کہ اس نے۔ میری کامیابی نے،

چونکا دینے والی حیرت انگیز کمائیوں کا مجموعہ

قاتل فقیر

انتخاب

طارق اسماعیل ساگر

قیمت -/60 روپے

مکتبہ القریش

اردو بازار - لاہور 2

اپنی مرضی کے مطابق منتہا کرنے کا حق رکھتے تھے۔
میں حالات کی نزاکت کو سمجھ رہا تھا، ایسے کے معاملات
کھل کر کوئی حکم جاری کرنے کی صورت میں بھی سفر کے دوران
نہیں بے شمار خطرات کا سامنا کرنا پڑ سکتا تھا اس لیے کہ اس کی
جیتیت پر حال ناخدا کی تھی دوسری طرف اگر میں کیکلش کو کپتان
کے سامنے سمجھانے کی کوشش کرتا تو وہ بھی میری باتوں کا پرمان
سکتا تھا، ابھی کوئی درمیانی راستہ نکالنے کے بارے میں غور کر
ہی رہا تھا کہ کیکلش نے ایسے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”سب عظیم کی قسم، میں بھی موت سے نہیں ڈرتا لیکن تجھ کو اس اور
”ناہیدہ“ دونوں سے ہمیشہ دور رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔“
”ناور جبکہ۔“ میں آپ کا اشارہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔
”بڑے کپتان نے پامپ کا ایک بخش لے کر کیکلش کی سمت
دھماکتا طلب نظروں سے گھومتے ہوئے کہا: کیا آپ کس خیال
میں ہیں نے کوئی غلط بات.....؟“

”نہیں میرے دوست۔“ جبکہ جلدی سے بولا، تم میرا
مطلب نہیں سمجھو گے، میں میرا اشارہ اس سیاتی جوڑے کی طرف
تھا جو ہمارے ساتھ اس جہاز میں سفر کر رہا ہے اور.....“
”میں رات اس سیاتی عورت نے شب خوابی کے بائیک
لباس میں آدھی رات تھے ناور جبکہ کے سکون کو برقرار کرنے کی
کوشش کی تھی۔“ میں نے جبکہ کا جملہ تیزی سے کاٹتے ہوئے کچھ
ایسے انداز اور لہجے میں یہ بات کہی کہ بوز کپتان بھی زیر لب
مسکرائے پر مجبور ہو گیا۔

”اوہ۔“ ایسے نے اپنی ہنسی مضبوط کرنے مجھے اور جبکہ کے
چہرے پر بھرنے والی جھلک اس کو محسوس کرتے ہوئے کہا: اگر مجھے
معلوم ہوتا کہ وہ عورت اچھے کردار کی مالک نہیں ہے تو میں اسے
اس سال کے ساتھی کو بھی بحری تعاقب پر تیار نہ دیتا۔“

”مجھے بھی صرف یہی شکایت ہے میرے دوست، جبکہ کے
معلوم ہوتی ہے نا کہ ایسے کو مخاطب کیا ہے تم نے جسے بنا دیا ہے
میں اس سے بھی زیادہ سخت پر مجبور ہو گیا ہوں اور میرے دونوں
معلق دوست میری سب سے کسی کو سمجھنے کے بجائے مجھ پر فقرے
چست کرنے سے باز نہیں آتے۔“

”آپ ٹھنک رہے ہیں ناور جبکہ میں اس عورت کو نہ صرف
یہ کہ تہیہ کر دوں گا بلکہ اگلی ہندو گاہ پر اسے آنا بھی دوں گا۔“
اور ایسے کی بات سن کر جبکہ کے سکون کا اتنا احساس لیا
تھا کہ اس کی پوزیشن اور صفحہ مزین بھی ایسے مسکرائے ہوا اپنے
کہیں کی طرف چھو گیا تو میں نے بھی اطمینان کا احساس یا لیکن
کیکلش جبکہ پر برس پڑا۔

۔ اگر تم نے کسی دوستے شخص کو اعتماد میں لے کر جسکے ترقی کرانے کی کوشش کی ہے تو یہ ملزم تھا دی حمایت ہوگی۔ یہ ہے ہوا میں تیرملائے ہوئے نہایت بھید کے۔ اگر وہ شخص بڑا لیاکارتراپی جان بچانے کے لیے یقینی طور پر تمھاری ساری ساش کر لے لقا کر کے گا۔

۔ ایسا نہیں ہوگا صاحب!۔ اگر گرنے لگڑی پر وہ بارانہ ڈالے ڈالے اس وقت دو بج کر گیا وہ منٹ ہوئے تھے وہ دروازے کی سمت جانے لگے پتا چھوڑ دیا اسے کارلٹ گرنے میں گھوم کر گئے لگا۔ کیا میں یقین رکھوں کہ آپ میرے اعتماد کو نہیں نہیں پس پوچھیں گے؟

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، منٹ ڈاگر کوپاٹا نظروں سے گھوڑا، وہ میری خاموشی کو میری غیر رضامندی سمجھتے ہوئے تیزی سے دروازہ کھول کر کہیں سے باہر نکلا، میرا ہی پتھر اپنی جگہ آٹھیں کھولے چپ چاپ بیٹھا تھا، میں نے اٹھ کر کہیں کر دوبارہ لولٹ کر لیا، ڈاگر کی آمادہ اس کی باتوں نے میرے سکون کو مزید دہم برہم کر دیا تھا، جس انداز میں اس نے بے جا ایک قابل اعتماد سمجھا تھا وہ میرے لیے کچھ کم تعجب نہیں تھا اس کی باتیں عجیب اور غمگین تھیں اس نے مجھے گڑا بنا کر اپنی پوزیشن مضبوط کر لی تھی، اگر میں اس کے اعتماد پر اور اترا تو جاشہ اسے غم نہیں سمجھا جاسکتا تھا لیکن اس کا یہ یقین کہ قاتل بھی قانون کی گرفت میں آجائے گا، باوجود اپنی زبان بند رکھے گا اس کی خوش فہمی ہی کا جاسکتا تھا یا جوش یا ڈاگر نے بھی جسکے کولتے سے بنانے کے لیے کوئی الزام اور پراسرار طریقہ ہی اختیار کیا ہوگا وہ وہ اتنا بڑا اعتماد کیسے ہو سکتا تھا؟

میں ابھی ڈاگر کی باتوں سے ذہن میں ابھرنے والی اب ہی گتھیں کو سلجھنے میں میں منہمک تھا کہ اچانک کہ میں ٹوٹی ہوئی ایک اذیت ناک بچہ میرے کانوں میں گونجی انداز کچھ یوں تھا جیسے کسی تیز رفتاری کو اچانک دس بارہ آدمیوں نے گھیسے اس کے کہ اٹھلیدیدہ سے ذہن کرنے کی کوشش کی بڑبڑج سن کر میرا بے اعتدال اچھل پڑا، قاتی بات تھی لیکن اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ ابھرنے والی بچہ پوری شدت سے بلند ہو کر اچانک ہی گتھیں میں گئی۔

اسی لمحے ٹوٹی لے جھونک شروع کر دیا۔ میں نے ایک کرتی کے نیچے سے چاہتا ہوں نکالا وہ جب میں ڈالنا ہوا باہر نکلا جہاں میرے کہیں سے باہر جانے لگا، دم والے راتے پس وہ بارہ افراد کا جھوم پٹلے ہی سے اکٹھا تھا، میں تیزی سے قدم اٹھا، مجھے کے قریب پہنچا تو حیرت سے میری آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔

پندرہ منٹ ہو چکے ہیں یعنی میں آپ کے پاس ٹھیک ایک بج کر ڈیڑھیس منٹ سے موجود ہوں اب اگر اس عرصے میں کوئی تیر شخص جسکے ناپاک دیو کو ختم کر دے یا جسکے از خود کسی حادثے سے دوچار ہو کر مر جائے تو کیا آپ یقین کر لیں گے کہ اسے میں نے موت کے گھاٹ اتارا ہے؟

ڈاگر کے بڑبڑوں پر ابھرنے والی شیطانی مسکراہٹ دیکھ کر میں اچھل پڑا، اس نے یقیناً جسکے کے خلاف کوئی خطرناک منصوبہ بنایا تھا اور مجھے بھی بلا واسطہ اپنا گواہ بنا چاہتا تھا، میرے ذہن میں بجلی کو نہ اٹھی، ڈاگر نے نہایت خوبصورتی اور جلال کے لیے اپنے ساری ساش میں شریک کرنے کی کوشش کی تھی میرا دل تفریق اندیشوں سے دھوکے لگا، میں نے ڈاگر کو بھڑکھڑا، اس کے بڑبڑوں پر بدستور بڑی معنی خیز اور زہریل مسکراہٹ چھلکی ہوئی تھی، میں نے خود کو پرے ڈال دیا کرتے کی بھر پور کوشش کرتے ہوئے کہا۔

۔ میرے نادان دوست تمہیں سے تم نے جسکے کے خلاف جو ترقی منصوبہ بنایا ہے اس میں کامیاب بھی ہو جاؤ لیکن تم شاید یہ بھول رہے ہو کہ تم ایک ڈیڑھ شخص کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف بھی کر چکے ہو۔

۔ میں تسلیم کرتا ہوں صاحب لیکن مجھے آپ پر پورا پورا اعتماد ہے۔ وہ ایک نکتہ خبیثی سے بولا، مجھے یقین ہے کہ آپ میرے خون گڑا ہی نہیں دیں گے۔

۔ اس یقین کی کوئی وجہ خود ہوگی، میں نے تعجب سے پوچھا۔

۔ جی ہاں! ڈاگر نے ہنر چاہتے ہوئے میری نظروں میں نظری ڈال کر کہا: آپ ادا آپ کے دست، نام کی جرت ناک موت کے معنی شاد ہیں اس وقت تک میرا ذہن جسکے کی موت نہیں گاتھا، میں ناموں کی موت کو شہیدانہ روی سمجھتا تھا لیکن جب آپ نے مجھ کو یہ یاد دلائی کہ کسی شخص کا حوالہ دینا اور اس کا شکک اٹھا، صاحب! ایمان سے کیسے لگا لیا آپ لوگ بھی جسکے کی شخصیت کو مشکوک نہیں سمجھ رہے ہیں؟

۔ تمہیں جسکے کی ترقی کرنے کے لیے ایک منصوبہ بنایا ہے؟ میں نے ڈاگر کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا، اس کی دلیل اتنی مقبول تھی کہ میں نے اسے ٹال جانا ہی مناسب سمجھا تھا۔

۔ مجھے افسوس ہے صاحب کہ میں قبل از وقت آپ کو اپنے منصوبے سے آگاہ نہیں کر سکتا، بھال میں آپ کے سامنے اعتراف کرتا ہوں کہ میں جسکے کو ہر قیمت پر مارا کر ہی دم لوں گا خواہ اس کے لیے مجھے خود اپنی جان کی بازی نہیں نہ لگانی پڑے۔ ڈاگر ٹھوکی آواز میں بولا۔

یقیناً بڑبڑاشت نہیں کرتا کہ اس عمل کے سلسلے میں کوئی اس کا مذاق اڑائے، اس نے ناموں سے کہا تھا کہ اسے وہ مذاق بہت مہنگا پڑ سکتا ہے۔

۔ اگر کیا تھا ان خیال ہے کہ جسکے نے کسی بددع کے ذریعہ ناموں کو موت کے گھاٹ اترا دیا ہے؟

۔ یہی بات ہے صاحب!۔ لیکن تم اس قتل کو نہایت کیوں کر کر دے؟ میں نے کہا۔

۔ میرا مطلب ہے کہ موت کے بغیر اسے جیسا کہ طرح قاتل پھیرا جاسکتا ہے؟

۔ بددعوں کے خلاف دنیا کا کوئی قانون ثبوت نہیں پیش کر سکتا، اس باڈا ڈاگر کا لہجہ بڑا سرد اور سفاک تھا۔ اگر

جسکے بھی کسی ایسے حادثے کا شکار ہو جائے جس کا ثبوت مل سکے تو کیسی لمبے کی؟

۔ کیا مطلب؟ میں نے پوچھتے ہوئے دریافت کیا۔

۔ جس وقت ناموں پر دیرانگی کا دورہ پڑا تھا اس وقت جسکے جہاز کے ایک ڈیڑھ اور افسر سٹریٹسٹن کے ساتھ انجین دم میں موجود تھا، میں نے اس بات کی تصدیق بھی براہ راست سٹریٹسٹن سے کر لی ہے۔

۔ ادا اس کے باوجود تم جسکے کو قاتل سمجھ رہے ہو؟

۔ ہاں صاحب!۔ اس لیے کہ جسکے بڑا دل آدمیوں کی موبروگی میں بھی کوئی حرکت کے بغیر ہے چاہے مار سکتا ہے، ڈاگر نے کہا۔ بددع میں نظر تو نہیں، میں لیکن عمل کرنے والے کے اشاروں پر ناپائے کے لیے ضرور مجبور ہوتی ہیں۔

۔ تمھاری باتیں میرے لیے مہر سے کم نہیں ہیں میرے کرانے ہوئے بولا۔ اگر اس بات کو مان لیا جائے کہ جسکے ہی نے کسی بددع کے ذریعہ ناموں کو اس کے مذاق کی عزت ناک مزادی سے نوکیلا وہ نہیں بھی۔ میرا۔ نہایت کہ جسکے کو رد میں اس بات کو بھی جہاز کو سستی میں کہ تم اسے قاتل سمجھ رہے ہو۔

۔ جسکے کے فزقوں کو بھی اس بات کا علم نہیں ہو سکتا۔ ڈاگر نے مسکراتے جواب دیا۔ میں نے بھی اسے قتل کرنے کا جو منصوبہ بنایا ہے وہ ابھی جگہ ممکن ہے اور میرے خلاف بھی قتل کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا جاسکتا۔

۔ مگر نام جسکے کو قتل کر دے گا۔ میں نے پوچھتے ہوئے اسے گھورا۔

۔ اس وقت وہ میرے دو بج کر ٹھیک میں منٹ ہوئے ہیں۔

اس نے میرے کہیں میں لگی ہوئی گھڑی کو بغور دیکھتے ہوئے

ایک ایک لفظ جھاکر کہا: مجھے آپ کے کہیں میں آئے تقریباً

جسے پر ہرشت ادا دیوانگی کے نطے چلے تاخیرات ہو جوتھے میں نے کوئی نہ نکالت کو بڑی سرمت سے عسوں کیا گونے میں حالات ادا ماضی کے اندھ بنک حادثات نے مجھے خود اپنے منہ سے بھی اعتماد دینے کا عادی بنا دیا تھا، جتنی دیر میں اگر نے کہیں کر لولٹ کیا میں تیزی سے لپک کر اپنے بستر کے پاس آگیا جہاں تھیک کے نیچے میرا راج کو لٹ بیٹوں موجود تھا، کسی شخص سے لٹنے کے لیے اب میں پوری طرح تیار تھا، ڈاگر اور میرے درمیان گورک میں گزے زیادہ فاصلہ نہیں تھا مگر جتنی دیر میں کوہ چھ پر حملہ ہونے کے لیے چھلانگ لگا تا میں پتھوں چھپنے کے نیچے سے نکال کر اس کا جسم بے آسانی چھلنی کر سکتا تھا میری مٹائی نکالیں ڈاگر بڑی جلدی میں تھیں دل اندر ہی اندر دھوکہ دے رہا تھا لیکن میں نے چہرے سے کچھ ظاہر نہیں ہونے دیا۔ پھر وہ جیسے ہی دروازہ کو لولٹ کر کے گھوما، میں نے تیز آواز دیتے ہوئے اسے میرے لیے میں پوچھا۔

۔ تم اس وقت مجھے ذہنی طور پر بہت زیادہ پریشان اور لہجے ہوئے دکھائی دے رہے ہو؟

۔ صاحب!۔ اس نے تیرا امید لگا ہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے دلی زبان میں کہا: مجھے آپ کے کچھ فردی باتیں کرنی ہیں۔

۔ جسکے کے سلسلے میں؟ میں نے سوال کیا تو اس نے

بڑی سرمت سے اثبات میں مسکراہٹ دے دی۔

کچھ دیر خاموشی کا وہ فزق راز داری سے بولا۔ صاحب! مجھے شبہ ہے کہ میرے دوست ناموں کو کسی جسکے نے کسی بددع کا نشانہ بنایا ہوگا۔

۔ تمھارے پاس کوئی ثبوت ہے اس بات کا؟ میں نے ڈاگر سے سہاٹ لیے میں سوال کیا، اس کی جانب سے متوقع خطرہ دور ہو جانے کے بعد میں اطمینان سے اپنے بستر پر لیٹ گیا۔

۔ ثبوت تو نہیں ہے صاحب لیکن موت سے صرف ایک روز قبل ناموں نے جسکے کا مذاق اڑایا تھا، ڈاگر نے سرگوشی کرتے ہوئے جلت کر دروازے کی سمت کچھ ایسی مشکوک نظروں سے دیکھا جیسے اسے شبہ تھا کہ باہر کوئی دروازے سے لگا کھڑا اس کی باتیں سن رہا ہے۔

۔ دوستوں کے درمیان تو ہنسی مذاق کا سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے۔ میں نے اس بار اپنے حوالی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا کہ جسکے کے ایک گرتے میں خاموشی سے بیٹھا ہم دونوں کی باتوں کو لیے صد غور سے کان لٹکے سن رہا تھا۔

۔ آپ نہیں سمجھے صاحب! ناموں نے دعوں کو جلاسنے والے عمل کے سلسلے میں جسکے کا مذاق اڑایا تھا۔ ڈاگر نے اپنے نفس پر قابو پاتے ہوئے کہا: جسکے اس بات کو کسی

WWW.PAKSOCIETY.COM

پھر کچھ توقف کے بعد اس کی ٹھوس آواز مہم سڑوں میں سرسرا کر
 برتی گئیں میں گونجنے لگی وہ گلوبک کا غلاب تھا۔
 ”مقدمہ دروز میں تھا راکٹر گراڈا جوں کو آج ہر دم نے مری
 دعوت پر نیچے آنے کی زحمت گوارا کر لی۔ جس تھا سے دو میان
 جھگڑنے والی ایک روح جس کا جسمانی ہام مارا تھا کاشو برکس اور
 اسے کھوٹنے کے بعد میں نے تھا را سراغ پایا ہے میں آج پھر
 تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کہیں میں اپنی ملازمہ موجودگی
 کا کوئی ایسا ثبوت پیش کرو کہ میرے زمانہ اس وقت میرے
 ساتھ بیٹھے ہیں تھا سے وہ راکھا شاو دیکھ سکیں اور اس پر یقین
 کر سکیں۔ میں ماریا کے ہشتے سے تم سے غائب ہوں تھا کسی
 درجہ مجھے یقین ہے کہ تم جس کو ماریا میں نہیں کر دو گی۔“
 جسکین ٹھوس آواز میں لڑتا رہا پھر میسے ہی وہ فائز
 ہوا کہیں کے مغربی گوشے میں رکھی ہوا تھا آپ ہی آپ بچے
 لگا کھنکھاتی پڑنے لگے ہونے جسکین کے کہنے وہاں سے اتر کر میں فضا
 میں گریویشن کرنے لگے جیسے کسی نادیدہ جسم نے انھیں پس کر
 باقاعدہ دھس مڑھ کر دیا ہوا پھر انھیں آواز ہی گونجنے لگیں
 اس کے بعد دیواروں پر موجود جانوروں کے ڈھانچے اور پھر بھی
 متحرک ہونے لگے، جسکین کی نظریں بدستور غلوب پر جمی ہوئی
 تھیں البتہ اب اس کے ہونٹ حرکت نہیں کر رہے تھے۔
 میں نے تھوکر نکل کر اپنے خشک گٹے کو تر کرتے ہوئے
 جب تک کو کھنکھانے سے دیکھا، اس کے چہرے اور پیشانی پر بھی
 پسینے کے قطرے چھلک رہے تھے لیکن کیکش اس وقت بھی
 سنبھہ نظر آ رہا تھا پھر جب جسکین نے دھن غلوب کی لاٹھ
 آف کر کے دوسری تیاں روشن کیں اور کیکش کی جانب داو
 طلب نظروں سے دیکھا تو کیکش نے براس منہ بنا کر جواب دیا۔
 ”یہ درست ہے کہ تم نے کچھ حیرت انگیز حرکتوں اور عمل کے
 ذریعے وقتی طور پر ہمارے ذہنوں کو تسخیر کر لیا مگر میں اب بھی۔۔۔“
 ”ڈاکٹر بیڑیہ جسکین نے تیزی سے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔
 ”بڑھ چیز یا عمل جو قابل یقین ہو پر اسرار لکھا ہے لیکن اسے
 شعبہ انکا جوں کا زرب تو نہیں کہا جاسکتا، ان باتوں کے پیچھے
 کوئی نہ کوئی عسکر ضرور ہوتا ہے۔“
 میں جانتا تھا لیکن اس جوں کو درجوں کی پراسرار مزہنگی
 بھی نہیں کہاں۔ کتا کیکش نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔
 ”ہر سکتا ہے کہ اس وقت ہم نے جو کچھ دیکھا وہ پہلے سے کسی
 خاص طریقے سے ترتیب دیا گیا ہوا در ہمارے انہماک اور ذہنوں
 میں پہلے سے موجود ہوا ہوں نے اسے ایک شکل دی ہوئی ہوتی
 کی آواز اور کھوپڑیوں کی حرکت کسی برقی عمل کا اثر بھی برکتی

ستہ۔ ہا کیڑوں کا نقص تو انہماک میں سب کچھ ممکن ہے
 ”میرے مترجم نے جسکین نے اپنا ٹیلا ہونٹ داغوں
 کاٹتے ہوئے پوچھا کیا کوئی ایسا طریقہ بھی ہے جو آپ کو یہ
 باتوں کا یقین دلا سکے؟
 ”درجوں کی موجودگی کو ثابت کرنا تھا راکام ہے یہ
 نہیں اس لیے طریقے کا انتخاب بھی تھیں خود کرنا چاہیے کیلئے
 نے پھر ذاتی سے جواب دیا۔
 ”جھک ہے یہ جسکین اچانک اپنی کرنسی سے اٹھتا
 بولا پھر دو واڑے کے بائیں جانب رکھی ہوئی الماری کھول
 کر اس میں سے پلان چوٹ نکال لایا۔ یہ ایک عجیب سا آرا
 تھا جو دو پہلوں اور ایک پنسل پر قائم تھا اور جب کوئی شخص
 اس پر اپنا تکی رکھتا تھا تو پنسل خود بخود حرکت کرنے لگتی تھی چلا
 چوٹ کو میز پر کیکش کے سامنے رکھتے ہوئے پہلے جسکین۔
 اس آلے کے بائیں میں تفصیل بتاتی پھر جیڑی تیز نظروں سے
 گھوٹا ہوا بولا ”ڈاکٹر کیا آپ کو یاد ہے کہ اس سفر پر روانہ
 ہونے سے پیشتر اپنے آخری آپریشن کس کا کیا تھا؟“
 ”وہ ایک انتہائی غریب صورت اور حسین عورت تھی
 اور آپریشن کے بعد اسے سینے کے کینسر سے نجات مل گئی تھی
 اگر یہ آپریشن نہ ہوتا تو کینسر کی بڑی اسے زندگی سے محروم کر
 دیتیں کیکش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔
 ”کیا آپ کو اس عورت کی شکل اچھی طرح یاد ہے؟“
 ”کیوں نہیں۔ وہ ہندوستان کے ایک کردار تھی، اگرچہ
 بوری تھی اور آپریشن کے بعد ہمارے دو میان باہل خاندانی تعلقات
 استوار ہو گئے تھے۔“
 ”اب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس معزز خاتون کا
 نام چھپا کر کاغذ پر لکھیں اور اپنے پاس محفوظ رکھیں؟“
 کیکش نے جیسے قلم نکال کر اپنا ہاتھ میز کے نیچے کر کے
 اپنی تھیلی پر آٹا تھر لکی تھے قریب بیٹھے ہوئے کے سبب
 میں نے بھی پڑھ لیا تھا، نام گھٹے کے بعد کیکش نے اپنی تھی
 بند کر لی جبکہ جو کچھ دوسری جانب تھا اس لیے وہ کچھ دیکھ
 نام کو نہ پڑھ سکا سبب یہ کہ جسکین نے جو کچھ بھی پیش کیا
 تھا جب تک اس سے بری طرح متاثر اور غریب نظر آ رہا تھا۔
 ”اس مریض کا نام میری تھیلی پر محفوظ ہے یہ کیکش
 نے جسکین کو دیکھتے ہوئے پوچھا؟ اب لکھنے کا کیا ہوگا؟“
 ”اب آپ اپنا ہاتھ اٹھ کر پنسل پر آہستہ سے رکھ
 دیں اور کچھ دیر کے لیے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اس وقت
 تک دوبارہ آنکھیں نہ کھولیں جب تک میں آپ سے ایسا کرنے

کو نہ کہوں۔“
 کیکش نے مسکرا کر جسکین کو دیکھا پھر پلان چوٹ والی
 پنسل پر ہاتھ رکھ کر ”تھیم“ بند کر لیں جسکین کے ہونٹ اچانک
 دوبارہ متحرک ہو گئے وہ کوئی عمل پڑھ رہا تھا اور اس باور اس
 کی نظریں اس سادہ کاغذ پر مرکوز تھیں جس پر اس نے پلان
 چوٹ رکھا تھا کہیں میں جاری سانسوں کے علاوہ اور کوئی
 آواز نہیں سناں تھی یہی تھی پھر اس وقت میری حیرت کی کوئی
 اختتام نہ رہی جب پنسل نے آپ ہی آپ سادہ کاغذ پر حرکت
 کرنا شروع کر دی اور ہمارے دیکھنے ہی دیکھتے کاغذ پر ایک
 حسین اور خوب صورت عورت کے چہرے کے نقشہ کشا اچانک
 ہوا شروع ہوئے، تصویر بڑی تیزی سے مکمل ہو رہی تھی میرے
 علاوہ جب تک کی کہیں بھی جھپکنا بھول چکی تھیں پھر اس وقت
 تو میں حیرت سے اچھل پڑا جب تصویر مکمل ہونے کے بعد
 پنسل نے تھوکر ہر کر اس کے نیچے آٹا تھر کے نام کے حروف
 مکمل کر دیے۔
 جسکین کے کہنے پر جب کیکش نے اپنی آنکھیں کھولیں
 اور تصویر پر نظر ڈالی تو اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی گئیں
 وہ گئیں اس نے جو کہ کر جسکین کی جانب دیکھا جس کے ہونٹوں
 پر خفاہ مسکراہٹ دھن کر رہی تھی۔
 ”اب کیا خیال ہے عزم ڈاکٹر، کیا آٹا تھر کی اس
 تصویر کو بھی آپ نگاہوں کا قریب یا شہدہ بازی کہیں گے؟“
 ”نہیں۔ یہ بہرہواری عورت کی تصویر ہے جس کا آپریشن
 میں نے آج سے تقریباً تین سال پہلے کیا تھا کیکش نے
 آواز کرتے ہوئے کہا۔ ہر چند کہ میں درجوں کی پراسرار کارکردگی
 کو نہیں مانتا لیکن۔۔۔“
 ”آج آپ کو بہر حال اس کا اعتراف کرنا پڑ رہا ہے۔“
 جسکین نے تیزی سے جملہ مکمل کیا، اس کے ہونٹوں پر بدستور
 خفاہ مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔
 ”ہاں۔ میں اب اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔“
 کیکش نے اپنی شکست تسلیم کر لی۔
 ”دب ٹیمم کی رقم۔ حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک
 ہوئے جیسے جسکین کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ کیا نام اپنے عمل
 کے ذریعے میری مرموز بوری ستوا سے میری ملاقات کر سکتے ہو؟“
 ”کسی شخص میں روح کو طلب کرنا میرے اندکان سے باہر ہے
 فادر جب تک البتہ اگر آپ اپنے کسی سوال کا جواب پوچھنا چاہیں
 تو پلان چوٹ کے ذریعے معلوم کر سکتے ہیں یہ آپ کے ہونٹوں
 کا جواب دے سکتا ہے۔“

”اور اگر تم ستوا سے ملاقات پر لبذ ہونٹوں میں بحیثیت
 مریض بھی مفاد ہی یہ خواہش لوری کر سکتا ہوں لگا کیکش
 نے اپنی جھپٹ مٹانے کی خاطر جب تک کچھ پھیرا۔“ مجھے صرف
 تھا ہی شہرنگ پر ایک تیز تر رنگا نایا ہے گا، دوسرے ہی لے
 تم ہیشہ کے لیے ستوا کا قریب حاصل کر لو گے۔“
 ”اس کے بعد میں بدروح بن کر تھا را جینا بھی دو پھر
 دہل گا اور دو سالے حساب کتاب بے باقی کروں گا جو موجودہ
 صورت میں میرے لیے ممکن نہیں، جیکب نے پلٹ کر کہا۔
 ”یہ تھا ہے بس کی بات نہیں مرنے کے بعد ستوا بھاری
 روح کو بھی اپنا تھا نہ لے گی کیکش نے جڑے جواب دیا۔
 خامی و سبک ہمارے درمیان اسی قسم کی چھڑ چھاڑ ہوئی
 رہی جسکین نے اپنی حیرت انگیز جاوہی مشین سے ہمارے
 بے شمار سوالوں کے جواب دیے جو حیرت و حیرت و حیرت ثابت ہوئے
 میرے جی میں آئی کہ اپنے سفر کے انجام اور اپنی درخشش کے
 بائیں میں بھی دریافت کروں کہ آیا وہ مجھے دوبارہ حاصل ہو سکے
 گی یا نہیں مگر میں نے اس سوال کو کچھ کسی دوسرے وقت کچلے
 ملوئی کر دیا۔ جب کیکش کو کیکش کی موجودگی میں کوئی ایسا سوال
 کرنا مناسب نہیں تھا بوا انھیں یہ ملاقاتی اڈلنے کا موقع فراہم
 کر دیتا۔
 ہم جسکین کے کہیں سے باہر آئے تو ہوا کے مڑاؤ خشک
 جھونکوں نے ہمارا استقبال کیا، سمند کی لہروں کا شور آج روز
 کے مقابلے میں کچھ زیادہ تھا شاید اس لیے کہ جہاں کے تاریخ
 برہمنی جا رہی تھی ہمارے درمیان وٹھے سے گزرتے ہوئے بھی جسکین
 کے عمل پر ہونٹ بوری تھی اچانک جب کیکب کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
 ”میں جسکین کی پراسرار تہیں سے ایک سوال تو کرنا بھول ہی گیا۔“
 ”اچھا ہوا جو تم نے خود کو ایک حماقت سے باز رکھا۔“
 کیکش نے سنجیدگی سے کہا۔
 ”میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ نام کے بعد ڈاکٹر کی موت
 کیوں کر واقع ہوئی؟“ جب کیکش کے گلے کو نظر انداز کرتے
 ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔
 ”کیوں؟ کیا تھا خیال میں نام کے بعد بھاری
 موت واقع ہوئی چاہیے تھی؟ کیکش نے دوبارہ چوٹ کی تو
 جب تک بھلا کیا۔
 ”آخر تم یہ بڑھت میرے ہی نیچے کیوں پڑے جیتے ہوئے؟“
 ”تھیں یہ احساس دلانے کی خاطر کہ بھاری اکثر و بیشتر
 باتیں حماقت انگیز ہوتی ہیں۔“
 ”کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں گونگا بن جائوں؟“

جاگد کاردارث بننا؟ کیا میرے رویہ دیرینہ دشمن جو پہلے میرے والد کی موت کی دعا مانگتے تھے ادباً اپنے موت سے بہکنا د کر لے گئے لیکن مضطرب اور بے چین تھے؟

باپ کی تربیت نے میرے کردار کے بیڑوں میں ڈیڑھ ڈال رکھی تھیں وہ عیش و عشرت، بے پند نہیں تھے جو مجھ جیسے امیر زادوں کے لیے تعصبات ہوتے ہیں، مجھے تو ایک ایسے حسین ہمسفر کی عزت تھی جو موت میری سامنے موتی، زندگی کے ہر نشیب و فراز میں میرا ہاتھ تھا، میری میری راز دار ہوتی، میرے دل کی گزریوں میں جہاں کہ میرے احساسات کو جان سکتی، میرے غموں کے بوجھ کو بانٹ سکتی میری عکاس ہوتی اور جب میں دنیا کے جنگاموں سے تھکا ہوا راتنام کو گھر واپس آتا تو اس کی ٹھنڈی اور سستی زلفوں کی ٹھنڈی چھاؤں تلے آرام کر سکتا اس کی لیے پایاں بستی ٹھنڈی کر دینا وہاں سے بے خبر ہوتا، خرابیوں کی حسرتیں وادیں میں کہیں اس طرح گم ہوجاتا کہ کئی بار مرغ نہ پاسکتا تھے ایک ایسی خرابی زندگی کا راز تھی جو میرے دود کا

دوران بن سکتی، میرے غموں کا دھارا کر سکتی اور میری دولت اور جاہ واد کے لیے وارث پیداکر سکتی جو میرے بڑے چاہے کا سہارا ہوتی اور میرے دشمنوں کے ارمانوں پر ایسی ہتی بن کر فوجی کران کے خواب ہمیشہ کے لیے مل کر فکرتسری ہوجاتے۔

لیکن میں اب اس کے کئے کا بدو نہیں کر سکتا تھا اس لیے کہ میں دنیا میں تنہا تھا اور میرے دشمنوں کی تعداد بے شمار تھی جو مجھے قدم قدم پر ڈرنے کے لیے کڑیوں والے پیچھے تھے، میں میں گھر میں بھی شادی کا بنیام جھپٹتا میرے دشمن اس گھر کی خرابیوں کو بھی پامال کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے، میں چربی چھپے شادی کر لیتا تو میرے اوپر پھر سے آنکھیں اٹھنی شروع ہوجاتیں میرے لیے لوگوں کی کوئی کمی نہ تھی والد کی موت کے بعد ہی سے میرے دشمنوں نے مجھے اپنی حسرتیں اور کوشش کی خوب صورت زلفوں کے حال میں پھانسنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی میرے لیے اب ایک بے شمار دشمنوں کی پیشکش تھی۔

دشمن، جن کے پیچھے ہونے تھی، خود غرضی تھی شادیاں جالیں پریشیدہ نہیں میں نے ان تمام دشمنوں کو نفرت اور حقارت سے ٹھکرا دیا۔

دنیا سے کٹ کر میں نے خود کو اپنی جوبلی ایک محو و کولیا تھا لیکن اب یہاں بھی تنہائی کا احساس مجھے دوسرا ہوا تھا، جبکہ شادی کے مشورے نے میرے ذہن میں ایسی ٹپیں برپا کر دی کہ میرا جی ہر چیز سے اجاٹ ہو گیا، میں نے سر ہاکیوں سب کچھ چھوڑ کر گوتم بدھ کی طرح بن اس لیے لوں کسی جنگل میں جا کر گیان حاصل کروں اور ہر جہاں ہر چیز سے کٹا

میں میں برائے نوجوان پر ایک ایسا وقت ضرور آتا ہے جب ہر حسین سالہ کا احساس بڑی شدت سے ٹوٹ کر برتا، جبکہ ایک باتوں نے مجھے بھی میری تنہائیوں کا احساس دلا میرے ذہن میں ایک بار پھر اضطراب کی کیفیت پیدا ہو، جتنی میں نے وکالت کا پیشہ ترک کر کے کھانا شروع کیا تھا حالات نے میرے ظلم کی موٹا کھانڈیوں پر پابندی عائد کرنا تو میں نے وقت سے غافلہ کرنے کے باوجود میں نہیں سوچا، ناچا تھا میری خرابیوں میں تازہ اور گرم خون موجود تھا، ناچا تھا تو وہ نیا دلوں سے بغاوت کر سکتا تھا، ان کو مڑنا نہ چاہتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا اس لیے کہ جو لوگ مجھ پر غور کر سکتے تھے ان میں بہت سے دلچسپ تھے ان میں بہت سے دلچسپ باتیں تھیں، یہ میرے اپنے تھے جو دشمن بن کر مجھے برباد نہ چاہتے تھے اور ان کی ناپاک اور گھناؤنی سازشوں کے پھرت ایک ہی جذبہ کار فرما تھا۔ وہ میرے دشمن اور میری

دولت کے پیادے تھے۔

والد صاحب نے اپنی زندگی میں جو مصیبت کھوئی تھی اس کی دوسرے میرے سہارا اور کوئی ان کی گھبرائی ہوئی جاہ واد میں شریک نہیں ہو سکتا تھا، انھیں ہونا بھی نہیں چاہیے تھا اس لیے کہ وہ ہمارے قریبی عزیز واد نہیں رہتے زندگی کے کسی مڑ پر انھوں نے ہمارے دکھ درد میں سببہ دل سے شریک ہونے کی کوشش نہیں کی تھی، ہمیشہ میرے والد کی موت کی دغا میں مانگی تھیں، تاکہ وہ ان کی بے پناہ دولت اور جاہ واد کو ہرباب کر سکتے لیکن میں نے جنم لے کر ان کی آرزوؤں پر پانی پھیر دیا۔ چنانچہ وہ مجھ سے محبت کس طرح کر سکتے تھے وہ میرے خلاف ہر کچھ بھی کر رہے تھے اگر میں حق بجانب تھے اس لیے کہ قدرت نے میری تقدیر اور میرے تعبیب میں جو کچھ دراز اول رقم کر دیا تھا وہ ہر قیمت پر بولوا کر اٹھاتا، مشیت الہی کی کلمات تو میں کچھ نہیں کر سکتا تھا پھر ہر دوسرے کلمات بھی بکھر کر میرے لیے بے سود ہی تھا۔

خدا نے مجھے میری حیثیت سے بڑھ کر نوازا تھا، مجھے دنیا کی ہر سائنس دیا کر دی تھی، کروڑوں روپے تنگ میں جمع تھے، لاکھوں کی جاہ واد تھی، ماہر کی عیسیٰ آمدنی تھی، رہنے کے لیے شان دار حویلی تھی، گھوڑے چرنے کے لیے کاروبار تھیں قدرت کے لیے ملازم ہر وقت میرے دایک، اشرافے کے منتظر رہتے لیکن اگر کے باوجود میں تنہا تھا، دولت تمام کو راحت دیا کر سکتی تھی لیکن روح کی تسکین کے لیے میرے پاس کیا تھا؟ میری زندگی کا نقشہ کیا تھا؟ وہ دوسرا کون تھا جو میرے والد کی دولت اور

مہم جوئی فرار اور

انسانی عزم و ہمت

کی لازوال داستانیں

برف کا جہنم

انتخاب

طارق اسماعیل ساگر

قیمت: -/60 روپے

مکتبہ القریش

اردو بازار - لاہور 2

ایسی صورت میں اور زیادہ مضمرے اور مضمرے نظر آئیں گے۔

محمد مدین چھلانگ لگا دوں۔ یہ عجیب بیچ اٹھا۔

پتلی ہاتھوں ایک تانٹھ مندی کی بات کی ہے لیکن مجھے شبہ ہے کہ اس پر عمل نہیں کرو گے۔

یار جمل۔ یہ عجیب ہے مجھے غائب کر کے اکتے ہوئے انداز میں کیا کام کوئی ایسا طریقہ نہیں بتا سکتے کہ اس شخص کی فصول باتوں سے کسی طرح میری جان محفوظ ہو جائے؟

سلو باہمی میسی کوئی روشنی دکا شش کر کے کیا شش کے بلے باز دو گئے یقین ہے کہ اس غریب کو تھرا لارو کی خود اپنا ہر شش بھی نہیں ہے گا۔ میں نے شجہ کی سے مشورہ دیا، شجہ نے ایک مرد آہ بھر کر اسان کی سمت دیکھا پھر سب اختیار کر لیں۔

عیشے پر کچھ ہر ایک جمل قادی کرنے کے بعد ہم اپنے اپنے کیبنوں میں آ گئے، جبکہ ایک بات کہ میں ہر جہز کہ نہیں میں آؤا گیا لیکن اب مجھے خود بھی احساس ہو رہا تھا کہ اگر کسی موت کے سلسلے میں جس سے معلوم کرنا چاہیے تھا، ہو سکتا تھا کہ اس کی حیات بچ کر جان چٹ خود اسی کے خلاف خود میری ثروت مہیا کر دیتی تھی ہم میں سے کسی کو بھی اس وقت اس کا خیال نہیں آیا تھا، شاید اس لیے کہ عیشے نے ہمارے ذہنوں کو اس قدر الجھی لیا تھا کہ ہم اگر کسی موت کو بیکر فوٹو شس کر بیٹھے تھے یہ بھی ممکن تھا کہ عیشے نے درجنوں کے ذیلیے ڈوگر اور مارن کی اموات کے سلسلے میں ہماری زبانوں پر تالے ڈال دیے ہوں ہر حال میں نے طے کر لیا تھا کہ کسی دوسری ملاقات میں جس سے پہلے بتیہ سرائوں کے جواب ضرور طلب کروں گا خاص طور پر اپنے سفر کے انجام کے بارے میں۔

بستر پر سونے کے ارادے سے لیٹا تو مجھے اپنی اس موٹی کاٹی کا غیظ، کیا جس میں میں نے اپنی زندگی کی دستان کھانا شروع کی تھی، کچھ سوچ کر میں اٹھ بیٹھا، کاٹی اور تیز کال کو زیر پر گیا اور اپنی المناک داستان کا بقیہ قصہ کھنے بیٹھ گیا جانے کون میری یہ خواہش تھی کہ جلد از جلد اپنے ماضی کے حالات کو نظر بند کر کے اسے حال سے ملا دوں، تاکہ میرے مرنے کے بعد لوگوں کو میری زندگی کے ان نشیب و فراز کا علم ہو سکے جو بولنے مجھے اپنی ہاکی پر اپنے وطن اپنی بے پناہ دولت عزت و شہرت اور خود اپنے آپ سے بھی بگاڑ بنا دیا تھا۔ میں نے پورے اہماک سے قلم سنبھالا اور کھانا شروع کیا۔

شادی کا فیصلہ کرنا قطعی طور پر ایک فطری بات تھی۔

کون لیکن عقل کتنی ہے کہ زندگی سے فرار حاصل کر کے بے مہین
روح کو تار میں غلامیوں میں ترک دینا اسلام میں جائز نہیں
میں دینا سے بغاوت کر سکتا تھا، حالات کو مزید زور دے دینے
کی طاقت رکھتا تھا لیکن باب کی دی ہوئی تعلیم اور تربیت کے
پیش نظر اپنے مذہب سے دور نہیں جاسکتا تھا۔ پھر۔
اچانک ایک دن میں نے فصد کر لیا کہ کچھ دنوں کے لیے
اپنے ملک ہی سے دور چلا جاؤں اور کچھ عرصہ کون سے کواد
دون یہ ملے کر کے میں نے سفر کی تیاریاں شروع کر دیں اور
کیا کاش اور عجیب کو حیران چھوڑ دیا کہ روز سفر پر روانہ ہو
گیا، جانے سے پہلے میں نے ویلان جی کو تمام ضروری باتیں
کر دی تھیں خاص طور پر اس بات کی کہ میری عدم موجودگی
میں میرے دوستوں کا زیادہ خیال رکھا جائے اور انھیں کسی قسم
کی شکایت کا موقع نہ دیا جائے، اپنے دوستوں کو میں نے صرف
یہی بتایا تھا کہ کسی ضروری کام سے باہر چلا جاؤں اور جلد ہی
واپس لوٹ آؤں گا۔
وہیں میں نے کوئی منصوبہ تھا نہ قبل از وقت کسی منزل کا
تعیین کیا تھا، جہاں گردوں کے لیے اس کی ضرورت بھی نہیں
ہوتی، یہ میرے میزبان باریٹ لاکرنے کے زمانے ہی میں جبر
چکا تھا وہاں کی انجینی فضاؤں میں صنعتی آلودگی کا سوا
کچھ بھی نہ تھا، ہریز بکاؤ مال بھی تھے جب چاہت فرمایا جاسکتا
تھا اور جی اچاٹ ہو جانے کے بعد پرانے کھلونوں کے مانند
توڑ کر جھپٹا جاسکتا تھا، وہاں کا ہر تعلق مادی تھا جس کا روح
کی گراموں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا، ہر شے کے لیے
ایک قیمت مقرر تھی جس کے پاس دولت برتی وہ جذبے کے
عادی ان شتوں کو جس وقت چاہتے خرید سکتے تھے فوئیکہ
وہاں کی فضا بھی پسند نہیں تھی اس لیے میں نے پہلے کلکتہ کا
رہ گیا، جب کلکتہ میں دل نہ لگا تو رما کی راہ لی۔
برائیاں تھا کہ دنوں میں وہ کچھ دنوں کے لیے میرا
دل ہل جائے گا، بدھ مت کے بچہ ڈاؤن کے ہاں میں
نے بہت کچھ سنا اور پڑھ رکھا تھا، میں انھیں قریب دیکھنے کا
آرزو مند تھا، میں جانتا چاہتا تھا کہ بدھ مت کے پیادوں
نے زندگی کے کسی سیکو کو اختیار کر کے خود کو دنیا کی آغوش
دور کر لیا ہے وہ ہزاروں سال سے اس قدر پرمکون کیے نظر
آتے ہیں کیا ان کی زندگی میں کبھی کوئی چیلنج نہیں ہوتی، کبھی
مدد بزرگ کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی، میں ان کے سکون اور
ظہار کا راز جانتا چاہتا تھا لیکن جب میں نے ان کے ڈاؤن کی
چار دیواری کے اندر قدم رکھا تو وہاں بھی جسے جہم کا روبرو

جاری تھا، آیتام بچہ ڈاؤن میں تو ایسا نہیں تھا لیکن
منت کی آڑ لے کر وہاں تو کھین کھینا جاتا تھا اسے دیکھ
محسوس کر کے میرا ذہن جھک گیا۔
برلے دل آتا تو میں نے واپس ہندوستان کر
کچھ کیا، مڈاس میں چند روز بسر کرنے کے بعد میں سپر
میاں بھی سبب معمول میں سے ایک اعلیٰ درجے کے پرواز
تیار کیا، ایک گاڑی کی خدمات حاصل کیں جس سے شام
خاص مقامات کی سیر کرتا پھر رات کو آکر ہوٹل میں پڑ
ایک بھٹے بعد میں نے سیلون کو بھی خبر دے دیا کہ جا رہا
قدت کو کچھ اور منظور تھا۔ رواجی سے ایک روز قبل یہ
مقامی اخبار میں پریم ناٹھ جی کا نام دیکھ کر چونکا، اچھا
والد صاحب کے وزیر ہندوستان میں تھے اور بھٹے جو
بیار کرتے تھے، ان دنوں وہ سیلون میں سفیر کی حیثیت
تعمینات تھے کچھ پانی یادوں نے ذہن میں کوٹ لی آ
نے ہوئی سے سفارت خانے فون کیا۔ پریم ناٹھ جی پہلے
آواز سن کر ہونے پھرے چپان جانے کے بعد اس بار
برہم ہو گئے کہ میں نے کسی ہوٹل میں قیام کرنے کی بہت فکر
کی میں نے انھیں اپنی اعلیٰ کا یقین دلانا چاہا اور اپنی
کے ہاں میں بتایا تو انھوں نے نہ جانے کیوں دوسری جانب
سلسلہ منقطع کر دیا میرے دل پر ایک جھٹ سی ٹکی
پریم ناٹھ جی سے ایک غلط ایسی بے رحمی کی توقع نہیں تھی وہ
میرے بہت چاہتے تھے، میں انھیں چاہا جی کا کہتا
اور۔ اور چاہی جی بھٹے ہر شے پر ہمال کمر کرنا طلب کرتی تھی
بالل مال کی طرح محنت کرتی تھیں لیکن وقت اور حال
کے ساتھ ساتھ شاید پریم ناٹھ جی اور چاہی جی کی محنت بھی
گھٹی تھی۔
ایک میں تھا جو نہیں بدلتا تھا، آج بھی میرے سوچے
انداز دیا جی تھا جیسا پہلے تھا، فون کا دیسیور رکھ کر میں جا
کے ہاں میں سوچنے لگا وہ بھٹے آج بھی یاد تھیں وہ بھٹے
حسین اور غرب صورت تھیں ان کے تراشیدہ ہونٹوں پر پیشہ
بھری مسکراہٹیں تھیں کہ کیا کرتی تھیں ان کی عادت تھی کہ سر سے
بے حد پیار اور بڑی اپنائیت سے ملتی تھیں اور ان کی آنکھیں
اگر بنگال کا سوراقتی کرنی حقیقت رکھتا ہے تو وہ چاہی جی
کی آنکھوں میں موجود تھا کس قدر پیاری پیاری اور سوزو اور
تھیں، بھٹے بھٹت تھیں اپنا بنا لیتی تھیں اور ان کے پیار کی
پریشانی تھی جس نے بھٹے پریم ناٹھ جی کو فون کرنے پر مجبور
کیا تھا، میں سیلون چھوڑنے سے پہلے چاہی جی سے ملنا چاہتا تھا

کے نام بھٹن توڑ کر ملک عدم کو روانہ ہو چکی تھیں، اس خبر کو
سن کر میری پکوں کے گوشے بھی ہلکے گئے۔
ابھی میری آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی باقی تھی کہ میرے
سلے کا دروازہ کھلا اور ایک کم نور درگیا۔ فحش لیاہٹوں پر اچانک زندہ
ہو کر میرے سامنے گئی تھیں وہ بھٹن دھوپ ڈی ناک نقشہ، وہی مسہ
میں ڈولی ہوئی تو بیدار خوابیدہ ہی، آنکھیں بالکل ویسی ہی سیاہ
اور لانی و لغین، ناگہی کی طرح شانوں پر بھجری ابدل کھاتی ہوئی
میں اسے میرے سر زدہ نظروں سے گھومنے لگا جیسے
میں کوئی خواب دیکھ رہا تھا پھر پریم ناٹھ جی کی آواز میرے
کانوں میں گونجی تو میری محویت کا غلبہ ٹوٹ کر کمرچیوں کی طرح
دیرہ دیرہ ہو گیا۔
"تم بھی اسے دیکھ کر دھوکا کھا گئے۔ بھٹے دشواں تھا کہ
ایسا ہی ہو گا، پریم ناٹھ جی نے مسکراتے ہوئے کہا پھر وہاں سے
کے قریب کھڑی لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے بولے "ادھوا
کابل بیٹی۔ ان سے ملنے میرے بہت ہی پیارے اور سوگ
باشی پریم ناٹھ جی بیٹے ہیں۔
"تسلیم میں نے اس کے احترام میں کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
"نہتے، وہ ہاتھ باندھ کر لوبی پھر لوبی بن کھاتی تھی
اور پھولوں سے لدی محبتی شاخ کی طرح جھک کر باپ کے
توبہ بیٹھ گئی۔
"میں جال بیٹے اسے ناہو ہوا اپنی ماں کی تصویر پر پریم ناٹھ جی
نے مسکراتے ہوئے مجھ سے سوال کیا۔
"میں تریوں محسوس کر رہا تھا جیسے جاگتے ہیں خواب دیکھ
رہا ہوں، میں نے جیسے ہوئے جواب دیا، ایسی جیت انگیز محبت
شاد و ناہو ہی دیکھنے میں آتی ہے، رائی برابر بھی ترفن نہیں
محسوس ہوتا۔
"اب شاید آپ رائی کا پرست بنانے کی کوشش کر رہے
ہیں، کاحل کی مترنم آواز گونجی اور میرے کانوں میں دس
گھول گئی۔
"دیکھا تم نے، پریم ناٹھ جی بیٹی کی بات سن کر ٹپٹے۔
"بالکل اپنی ماں کی طرح شوق و جھیل جی ہے اب یہ تھیں
سیلون کی سیر کر لے گی، اپنی ماں کی طرح اسے بھی گھومتے
پھرے اور نہٹے علاتے دیکھنے کا بے حد شوق ہے۔
"یہ تو بڑی اچھی بات ہے چاہا جی، میں نے بے تعلقی
سے کہا، "گاٹھ کے پیسے بھی بچ جائیں گے۔
پریم ناٹھ جی کے علاوہ کابل بھی میرا جواب سن کر مسر
دی تھی۔

چاچا جی میں کابل کو حاصل کرنے کی خاطر...

نہر دارا پب ہو جاتا وہ دوبارہ بھڑک اٹھے تین کسی قیمت پر کابل کو تیرے حوالے نہیں کر سکتا، پانی اپنا دینی اگر تو میرے مقرر (دوست) کا لڑکا نہ ہوتا تو میں تیری زبان لگی سے کھینچ کر اپنے چرنوں تلے روند ڈالتا۔ تیری بھلائی اسی میں ہے کہ جب چاہتے اپنا سامان لے کر میرے گھر سے چلا جاتا۔ جتنی جلدی ممکن ہو سیلون سے بھی دور چلا جائیں تو تیرے سختی میں اچھا نہیں ہوگا۔

میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلا جاتا ہوں چاچا جی۔

نہر دارا جوتو نے اب مجھے چاچا جی کہا: وہ گرج کر بولے۔

جہا۔ دور ہو جا میری نظروں کے سامنے سے۔

میرے لیے اب کچھ کہنے سننے کی گنجائش نہیں تھی پر نہ تو

سننے والوں کے سامنے میری جہلے مڑتی کی تھی وہی بہت

تھی شاید اگر میں مزید کچھ کہنے کی کوشش کرتا تو وہ مجھے دھکے

لے کر اپنے گھر سے نکال دیتے چنانچہ میں نے جلدی جلدی سامان

سمیٹا اور وہاں سے چل دیا۔ پریم اٹھ کر بوڑھے ملازم ملازم پرشاد

نے میرے ساتھ اتنی مرہائی کی تھی کہ میرے لیے ٹیکسی لا دی

تھی چھر جب میں ٹیکسی میں بیٹھنے لگا تو اس نے میری گز میں

ایک دھڑکا کاغذ پھینکا اور پلٹ کر تیزی سے اندر چلا گیا۔

ٹیکسی میرے پیچھے چلی ہی پڑی میں نے دباؤ خود کو

اسی ہوٹل کا پتہ بتایا جہاں میں نے شروع میں قیام کیا تھا،

دام پرشاد کا چھینکا ہوا کاغذ کاغذ میرے ساتھ تھا میں نے اسے

بیراہل بری طرح دھڑک دیا تھا، میں جانتا تھا کہ اس کاغذ کے

مکھڑے میں کابل کا کوئی پتہ ہوگا، اسی لیے میں اسے کھولنے

ہوئے ڈر رہا تھا، کاغذ کاغذ مختصر مختصر میری موت اور زندگی

کا مسدود کیا تھا۔ کابل نے باپ کے سامنے جس طرح خاموشی

اختیار کر لی تھی اس سے یہی ظاہر ہوا تھا کہ وہ باپ سے خوف زدہ

ہو گئی ہے لیکن دوسری طرف اس نے مجھ سے بھی محبت کے

سیکڑوں عہد پیمان کیے تھے، بڑی دیر تک میں کاغذ کے گوشے

کوالت پلٹ کر دیکھتا رہا پھر اسے کھول کر دیکھا۔ پیغام بڑا مختصر

تھا۔ کابل نے صرف اتنا لکھا تھا کہ جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہ

کر بیٹھنا، میرا انتظار کرنا۔

سیلون میں اب ایک منٹ کے لیے میرا کیکے کو جی نہیں

چاہتا تھا، اگر کاغذ کاغذ مختصر مختصر میرے قدموں کی زنجیر بن

جاتا تو شاید میں دوسرے جی دن اپنی قسمت کی پھینسیوں کو

کھینچنے وہاں سے کسی اور ملک کے لیے روانہ ہو جاتا لیکن کابل

پر اسرار اور خوفناک کہانیوں کا مجموعہ

آدم خور مکڑا

انتخاب

طارق اسماعیل ساگر

قیمت - 60 روپے

مکتبہ القریش

اردو بازار - لاہور 2

ہانا میرے انتشار کی بات نہیں تھی اس نے انتظار کرنے

جاتی اور میں مرتے دم تک اس کا انتظار کرنے کو تیار تھا۔

میں نے خود کو ہوٹل کے کمرے تک محدود کر لیا، مجھے ہنگاموں

نہ بدلتے ہوئے تھی خیال دار نہ کم میں اپنے کمرے میں

چراغ دیا اس دوران نہ تو کابل نے کوئی پتہ نہ بھیجا نہ فون پر

سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ میری امیدیں لمحوں لمحوں

پر تھیں چھر میں نے سوچا کہ کابل کو بھلا کیا خبر ہوگی کہ

میں کمان قیام کیا ہے ہو سکتا ہے وہ میری تلاش میں جھگڑتی

ہی ہوں اس خیال نے میرے لیے سے سکون کو بھی برادر کر

جی رہی تھی میں نہیں ادا تھا کیا کیا کروں پریم اٹھ کر گھر فون

اقیامت کو دعوت دینے کے مترادف تھا اور اس کے سوا

ان کا حال اس حال معلوم کرنے کا کوئی دوسرا ذریعہ بھی نہ تھا۔

گزرتے وقت کا ایک ایک لمحہ میرے لیے بڑا اذیت ناک

ہاں نے دور دراز انتظار کیا پھر بائیس ہو کر سیلون کو نہیں راد

نے کا رادہ کر لیا پھر روز بعد میں نے فیو کیا اور کچھ تبدیل

کیا پی سیٹ کب کرانے کی خاطر ہوٹل سے جانے کا رادہ

بی رہا تھا کہ دو روزے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

مکھڑے سے۔ اندر آجاتا وہ میں نے یہ سوچ کر کہ کوئی ہوٹل

ہل رہا ہوگا بھلائے ہوئے لیے میں کہا۔

وہ سہ ہی گئے دروازہ کھلا اور دام پرشاد گھر لایا

بہت سامنے موجود تھا، میرا دل ایک لمحہ دھڑکنے لگا۔

دام پرشاد وہم جو میں نے تیزی سے اس کے قریب جاتا

رہے کہا: سب غیریت تو ہے؟

دام پرشاد نے بروہی نظروں سے میرے چہرے کی

ست دیکھی پھر اپنی بندھی سے ایک لفافہ نکال کر میری طرف

جھانپا میں نے تیزی سے لفافہ جھانک لیا۔ اندر سے کابل کا کھٹا

اپنیام ملا۔ جہاں مجھے امید ہے کہ ابھی تک میرا انتظار کر رہے

ہے کچھ مجبور ہیں تھیں جو میں تم کو پہلے کچھ نہ کھدے لیکن اب

الات انتظار ہو گئے ہیں دام پرشاد میرے چہرے کا آدنی

ہاں لیے اس کو کھانے پاس بیٹھ رہی ہوں کہ تم ہے اس

بہ زیادہ نہیں کھدے سختی میری بات دھیان سے سنو کل شام

ٹیک سات بجے بند کراہ پر سامان سمیت میرا انتظار کرنا

فی اسادانہ بدلت میں نے کر لیا ہے۔ تم نرا کشن مت ہونا

اجل کر دنیا کی کوئی طاقت تم سے جدا نہیں کر سکتی۔ موت

جی سہیں۔

میں خط پڑھنے میں اتنا غرق تھا کہ مجھے کسی بات کا ہوش

نہ تھا، کابل کا خط پا کر میں اساتوں پر اڑ رہا تھا اس سے

مجھے زندگی کی نوید تھی میں بار بار اس خط کو پڑھتا رہا پھر

نظر اٹھا میں تو دم پرشاد وہاں موجود نہیں تھا میں ہاتھ

خازہ نکال دیا پرشاد سے میں اپنی کابل کے ہاں سے بہت

کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن وہ غائب کچھ دیر تک کروا پس

چلا گیا تھا۔

کابل کا خط پالنے کے بعد میری سرتوں کا کوئی ٹھکانا

نہ تھا، ملاپ کی گھڑیوں نے عارضی جلدائی کے لمحات کو بڑا

کٹھن بنادیا تھا، کل تک میں کتنا اداس کس قدر بائیس ہفت

لیکن محبت کے ایک حقیرانہ سے مجھے میرے مروتہ جسم میں نہی

موج چھوٹ کر دی تھی میں نے سوچا کہ کابل کو فون کروں فون وہ

دیسر کرئی تو دو چار بائیس کر لیتا، کوئی اور کال دیکھ کر تو میں

فون بند کر سکتا تھا لیکن میں نے اپنے دل کو سمجھا دیا، آہنی بے چینی

بھی ابھی نہیں اور وقت گزارنے کے لیے اپنا سامان کب کرنا

شروع کر دیا، میرے لیے ایک ایک لمحہ رازنا مشکل ہو رہا تھا۔

خدا فاکر کے وقت گزارا، اگلے روز میری بے چینی قابل

تھی میں نے ساڑھے پانچ بجے ہی ٹیکسی منگوا لی پھر ٹھیک جگہ

بجے بند کراہ پہنچ گیا، کابل نے سات بجے کا کھٹا تھا میں سامان

لٹکھ کر اسے جہم میں تلاش کرنے لگا مگر اس کے آنے میں بھی

دیر تھی بر حال میں نے یہ معلوم کر لیا کہ جہاز اس وقت کرا

پر لنگھتا راز تھا اسے ٹھیک ساڑھے سات بجے بمبئی کے لیے

روانہ ہونا تھا، میں نے کابل کے انتظار میں چل تھی شروع

کر دی میری نگاہیں بار بار کونوں کے جہم کی جانب اٹھ جاتی

تھیں وقت چھوڑتی کی رفتار سے گزر رہا تھا، مسافروں نے

جہاز پر چڑھنا شروع کر دیا تو میرا اضطراب بڑھنے لگا۔ ہونے

سات بجے ایک نو وارد ہو گئی تھی ہی باشندہ نظر نہ تھا

اجا کہ میرے سامنے آگیا کہ کیا، اس کا انداز اس قدر ہنر د

تھا کہ مجھے غصہ آگیا، جن نظروں سے وہ مجھے گھور رہا تھا اس

یہی ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی مسافر ساں ہوا اور میں کوئی عادی

جہم ہوا چاہا کہ لنگھتا ہوں پتہ لیا گیا تھا مجھے اس کی حرکت

سخت گراں گزری تھی میں نے تیرہویں پرل ڈال کر اسے بھی نظروں

سے دیکھا، کچھ ہلونا چاہا لیکن نو وارنے پیل کر دی۔

کیا مسٹر جمال مغز آپ ہی کا نام ہے؟

جی۔ جی میں اپنا نام سن کر چڑکا۔ جی ہاں میں مل ہنر

ہوں لیکن آپ؟

مجھے یہ لفافہ آپ کب پہنچانے کا حکم ملا تھا۔ اس نے

ایک لفافہ میری جانب بڑھاتے ہوئے کہا: اس میں آپکے

کاغذات اور کٹ موجود ہیں۔

”مشکوٰۃ“ میں نے انا فلاس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے جیسے پھرتی ہے پوچھا: ”باقی کو کمال نہیں؟“

”اے اے! سو رہی ہے باقی باتوں کا کفری علم نہیں۔ اس نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر تیزی سے گھوم کر مجھ میں گم ہو گیا۔ میں سو سو گھومتے ہوئے دل سے انا کو کھولا اس میں فرسٹ کلاس کے کپڑوں کا بیٹھی ایک کلاکٹ موجود تھا بند کلاک پر لگے ہوئے اسپیکر پر آباد اعلان ہو رہا تھا کہ مسافر پریشانی سے بچنے کی خاطر جلد از جلد افسر باطلے سے مل کر جہاز پر پہنچنے کی کوشش کریں میں نے دستی گھڑی دیکھی۔ سات بجنے میں دو منٹ باقی تھے میں نے ایک بار پھر جیم پر نگاہ ڈالی لیکن کابل کا دور دورہ کوئی نشان نہیں تھا، اچانک ایک سرور ڈھن میں ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا۔ کیس! ایا تو نہیں کہ کابل کی ڈیس پر یہ ہاتھ نے مجھے دھوکا دے کر سلوں سے بھاگنے کے لیے چال چلی ہو۔ اس خیال سے میرا دل ڈبنے لگا لیکن چہرہ خیال زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اس لیے کر پڑا پھٹ کے گھر سے روانہ ہوتے وقت بھی دم پریشانوںے کابل کا پیغام لے دیا تھا اند بند کلاک دیکھ کر پہنچنے کا پیغام بھی دہی لایا تھا، میں نے اپنے دل کو سمجھا یا پھر اس خیال سے کہیں کابل پہنچے ہی سے جہاز میں نہ موجود ہو اور اس نے مجھے دوسرے پہنچنے کی تاکید اس لیے کی ہو کہ بند کلاک پر یہ گھر دونوں کا ایک ساتھ دیکھا جانا جلتے لیے پریشانیوں کا سبب بھی بن سکتا تھا میں نے جلدی جلدی ضروری کا ڈروائی منکل کر لی اور سامان کیست اپنے کہیں میں آگیا لیکن کابل وہاں بھی نہیں تھی۔

میں سامان کہیں میں دھوکا کر باہر نکل آیا میری لہجہ ناہی نہ تھی میری لگا ہواں جہاز پر اور پہنچے کھڑے ہوئے لوگوں میں کابل کو تلاش کر دی تھیں گزرتا ہوا ایک ایک پل میری دوشتوں میں اضافہ کر رہا تھا پھر جب جہاز اور اس کے ملائے والی ٹریلر پر ہائی ٹینک تو میں تڑپ اٹھی، جہاز کے روانہ ہونے میں اب صرف دس منٹ باقی تھے لیکن کابل میں آئی تھی میرا دل ڈبنے لگا، چکوں کے نیچے باؤسی کا گھپ اندھیرے میں جھانکے گئے میرے ساتھ کہیں نہ کہیں کوئی دھوکا ضرور ہوا تھا لیکن میرا دل تیسریم کرنے کو تیار نہیں تھا کہ کابل نے میرے ساتھ دیدہ و دانستہ بلے دفائی کی ہوگی۔

ٹھیک ساڑھے سات بجے جہاز کو حرکت ہوئی اور آہستہ آہستہ وہ ساحل سے دور ہونے لگا مسافروں اور بند کلاک پر کھڑے ہوئے لوگوں کے درمیان اوردی الوی سلام کا سلسلہ جاری تھا، ہاتھ بٹا ہوا کہ وہ ایک دوسرے کو دھت کر رہے تھے میری امیدیں

ایک ایک کر ٹوٹ چکی تھیں میں بلیک پر جھکا کھڑا ان پر دیکھ رہا تھا جو جہاز اور ساحل کے درمیان تڑپ ہی تھیں یوں عکس ہو رہا تھا جیسے میرا سانس گھٹ کر رہ جاسے نے سوچا لیکن نہ خود کو بھی سمجھ کر ان موجوں میں گم رہا دوں ساحل تک تڑپ کر رہا تھا تھیں اور سر نہ کر رہے تھیں دوسرا آجاتی تھیں۔ بہت دیر تک میں بلیک تھا سے کھڑا تھا اور ستر ٹریلر پر چڑھ کر تار با پھر جب بند کلاک کے برقی فٹچے لگے تو میں گھسیٹے ہوئے مسافر کی طرح گردن ڈالنے اپنے میں آگیا اور تب۔ تب مجھے یوں لگا تھا جیسے میں کوئی آدھو ہوا ہوں مجھ پر شادی مرگ کی کیفیت طاری ہوئے گئے نے جلدی جلدی آنکھیں مل کر مڑ کر کیا معرودہ خواب نہیں وہ حقیقت تھی جو میری کابل کے دل میں میسر کر گئی تھی۔ اندھیرے سے اسے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

”تم۔ کابل تم؟ میں نے جیت سے اس کے قریب ہوئے پوچھا۔

”ہاں جال! میں یہاں تھا دی کابل۔ اس نے بڑے دل آویز انداز میں کہا: ”کیا تھیں تھیں نہیں آ رہا؟“

”کابل۔ تم نہ آئیں تو میں....“

”جی۔ اس نے میرے ہنر میں پوچھ کر رکھ کر تیز کر کہا: خوشی کے تو میں پر ایسی بری باتیں منے نہیں نکالا۔ کابل۔ میری زندگی میں نے خود ہو کر پہلی بار اپنی آنکھوں میں دیر شدت سے جھینچ لیا۔ آنا تو میرا ہمارے دل کو دھوکے میں آس میں مٹا گئے تھیں۔ کانا۔ کا ذرہ ذرہ ہمارے ہم آغوش ہوئے پر جھوم اٹھا۔

بہسی پہنچ کر ہم نے ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں قیام کیا۔ دوسرے دن کابل اپنا دھوم بدل کر مسلمان ہو گئی، میں اسے سمجھنے کی کوشش کی مگر اس کے ارادے اٹل تھے وہ مرضی اور خوشی سے مسلمان ہونے کا ارادہ کر کے آئی تھی اس یاقا مد اور خوشی قدیم اٹھا تھا، میں نے اس کا نام درختان جوڑ لیا ہے اس نے بخوشی قبول کر لیا۔

کابل سے درختان پہنچنے کے بعد ہم نے اسلامی طریقے سے دو معرذہ گواہوں کی موجودگی میں شادی کر لی وہ رات میری زندگی کی حسین ترین رات تھی اس رات دوسرے چہن رجسٹر ایک ہوئی تھیں اس رات میں نے درختان کے ساتھ مل کر ایک نئی زندگی کے سین۔ ہر کا خوب صورت آغاز کیا، درختان اس رات اپنے ماں باپ کی یاد بھی آئی جو فطری بات تھی لیکن مجھے پالنے کے بعد وہ بھی بہت مسرور تھی۔

میں نے شادی کے دوسرے روز کیا کش اور جیکب کو بھی اس کی اطلاع کر دی دیوان جی کو پیغام روانہ کیا کہ خولی کو منے کرے آرتھ کیا جاسے۔ تاکہ درختان کا شان دار استقبال ہو سکے، درختان کو پالنے کے بعد مجھے ایسا عکس ہو رہا تھا جیسے تمام کائنات کی خوشیاں اور خوشیوں کو کر کے وہاں میں آگئی ہوں وہ جاگتی ہوئی تو میں اس کے سامنے بھاگ کر کی پرسش کر رہا تھا، وہ مسکراتی تو میں اس کے خواب دیکھ کر پرہوں اس طرح کھتا رہتا جیسے وہ سب کچھ ایک خواب ہو۔

میں درختان کے ساتھ لوہے بند درختان اور پوری دنیا کی سرگرداں جانتا تھا لیکن درختان بعد بھی کہہ پلے وہ اپنے اہل گھر جانے کی چھوڑ کر دوسرا پروگرام ترتیب کیا جانے لگا۔ چنانچہ میں نے دیوان جی کو اپنے پہنچنے کا تار دوا دیا اور تیسرے ہی روز وہ حسین آباد پہنچ گیا جہاں کیا کش اور جیکب نے توقعات سے بڑھ کر ہمارا نشان دار اور پتہ پکا خیر مقدم کیا، سولہ دنے مگی ہوں کی طرح آگے بڑھ کر درختان کو گلے لگا لیا۔

دیوان جی نے میرے حکم کے بموجب خولی کا نقشہ ہی بل ڈالا تھا، ہر چہ کر کے سرے سے ترتیب دیا گیا تھا اور نہایت سلیقے سے سجایا گیا تھا میرے ملازمین بھی میری شادی پر بہت خوش تھے، میں ان سے بڑی گرم جوشی سے ملا چہرہ درختان اور اپنے دوستوں کے ساتھ انداز کیا۔

”جنگل ان تمام جہاں تم تو اتری کے بجائے دیوی اٹھا لائے تو کیا کش نے درختان کی تعریف کرتے ہوئے کہا: میں نے تو سنہوں میں بھی نہیں پہنچا تھا میری بیوی اپنی سند اور رکول ہو گی۔ جنگل ان سلاطین دونوں کی جڑی بنائے لکھے۔“

”تو کسے کے بیوی میں انجور والی مثال صادق آ رہی ہے۔“

”بیگم نے سروا بھر کر شرمی سے کہا: میں بھی تھا لے انتخاب کی داود تیا جس اوردیہ نصیحت بھی کرتا ہوں کہ بجائی کی قدر آئی طرح کرنا جس طرح....“

”خبردار جال! کیا کش تیزی سے بول پڑا: اس یادری کے سائے سے بھی دور رہنا اور تم بھی جورو کے غلام بن جاؤ گے۔“

”پریت کے پاؤں پالنے میں نظر آجاتے ہیں کیا کش جی۔“

”جیکب خجندہ کی سے بولا: میں تو خیر جوہوں وہ ہوں لیکن جہاں۔ تم ان ملتے کو بھی دیکھ لینا، میرا دعویٰ ہے کہ میری اتنی خوب عملات اور حسین ہونو مرد....“

”مرد نہیں رہتا۔“

”فاور جیکب بن کر میری کے طلوعے پائے لگا ہے۔“

”کیا کش نے بیہوشہ کہا تو میں مسکرایا جیکب بھی جھینپ کر رہ گیا۔“

درختان اور سولہ بھی ہمارے قریب آگین سلویانے بھی مجھے ہارکا ہوا دی اور بڑی حسرت سے کہا کہ درختان اتنی خوب صورت اور حسین ہے کہ اس دنیا کی مخلوق نہیں مکتی، یہاں کے دیس کی راج کماری گنتی ہے درختان اپنی تعریف سن کر مسکرا دی پھر اس نے اپنے حسن اخلاق سے فوراً ہی کیا کش اور جیکب کو بھی اپنا گزیہ بنالیا، کچھ دیر بعد مہینت کا ساحل حتم ہو گیا اور ہم سب مل کر ایک ساتھ لیں منتھے لگا رہے تھے جیسے برسوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔

دوسرے روز جیکب اور کیا کش نے مل کر ہماری دعوت کا اہتمام کیا، اس پر تکلف نہ تھی میں نے آباد اور کڑی کے خاص خاص لوگوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا اور کچھ سرکاری افسروں کو انرا بلائے بھی بلایا گیا تھا، رات گئے تک دعوت کا سلسلہ جاری رہا میرے دوستوں نے مجھے اپنی پرمیوں مبارک باد اور قیمتی تحائف سے نوازا پھر وہ ایک ایک کر کے دھت ہونے لگے، میں کیا کش اور جیکب کے ساتھ مل کر مہمانوں کو دھت کرتے میں لگا ہوا تھا کہ دیوان جی نے آکر مجھے ایک طرف بلایا پھر ہنستے ہوئے۔

”سرکار! چتر کوٹ کے ڈپٹی کمشنر صاحب آپ کو تنیلے میں بلا رہے ہیں۔“

میں نے دیوان جی کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دی اور ان کے ساتھ اند چلا گیا جہاں ڈپٹی کمشنر آئندہ کار اور پنڈت اوم پرکاش ایک کمرے میں میرے منتظر تھے، آئندہ کار کو میں پہلے سے جانتا تھا، ہمارے درمیان کوئی متعلق راہ دوہ نہیں تھی لیکن جاگیر کے سلسلے میں وہ میں بار ملاقات کے دوران اچھی خاصی سلام دعا ہو گئی تھی پنڈت اوم پرکاش کو کیا کش نے مدعو کیا تھا۔ اس لیے کہ وہ کڑی کے سب سے بڑے پنڈت تھے اور ہندوؤں کے طبقے میں ان کی بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

میں کمرے میں داخل ہوا تو ڈپٹی کمشنر آئندہ کار نے ہاتھ دھوئے مجھے سے مصافحہ کیا لیکن پنڈت اوم پرکاش نے مجھے دیکھتے ہی کچھ ایسا کر دیا سامنے بانکر نظر پھیل کر میرا ہاتھ خٹکے بغیر رہ سکا۔ میں نے زیادہ توجہ اس لیے نہیں دی کہ مجھے معلوم تھا کہ پنڈت چہاری تم کے لوگ علاقے میں ہونے والی دھتوں میں شریک ہونے سے انکار تو نہیں کرتے لیکن جہاں مسکو عزیز مذہب اور دھم کا آجائے وہاں کچھ زیادہ ہی جھوت چھات کا مظاہرہ شروع کر دیتے ہیں تاکہ آپ اپنے طبقے میں ان کی زیادہ شہرت ہو سکے۔

ہے۔ میں نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے سر آوازیں پوچھا۔
 ”آپ کو اگر یہ وقت مناسب نہیں لگتا تو کل صبح آپ
 میرے دفتر شریف آئیں۔“ آئندہ کارنے میری جھلاہٹ دیکھ کر
 ذرا سبب سکرانے ہوئے کہا۔
 ”بتر ہے۔ میں فائنٹ پیس کر لوں گا۔ کل میں آپ کے
 دفتر آ جاؤں گا۔“
 ”اگر وقت نہ ہو تو اپنے ساتھ ثبوت کے طور پر مزدوری
 دتا دینا بھی لے آئیے گا تاکہ بعد میں دوبارہ پریشانی نہ اٹھانی
 پڑے گی۔“
 ”آل رائٹ“ میں نے بات ختم کرنے کی غرض سے خون
 کے گھونٹ پیئے ہوئے ساٹ آواز میں جواب دیا۔
 ”اگر انکار یا غلط فہمی ہو تو اپنی مسز کو بھی ساتھ لے آئیں گے
 ان کا بیان بھی درکار ہوگا۔“ آئندہ کارنے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ
 بار بار انگ پرتیل چمک رہا تھا۔ میں اس خوشی کے مرتعے پر کوئی
 بد مزگی نہیں چاہتا تھا لیکن مجھے یہ اندازہ بھی ہو رہا تھا کہ وہ
 آسانی سے تھیں نہیں گے اور میں بات کو جتنا سخت کرنے کی
 کوشش کروں گا وہ اتنا ہی شیر ہوتے جاؤں گے چنانچہ میں نے
 کچھ سوچ کر کہا۔

”مسز آئندہ۔ آپ شاید بھول رہے ہیں کہ میں بار بار یہ
 بھی ہوں۔“
 ”اوہ۔ آئی سی۔“ ڈپٹی کمشنر تنیدہ ہو گیا۔ ”یہ بات تو میں
 بھول ہی گیا تھا اچھا، اب اجازت چاہتا ہوں۔“
 ”دن سنٹ۔“ اس بار میں نے الفاظ جیتائے ہوئے کہا۔
 ”آپ کو اگر زحمت نہ ہو تو پوچھنے کے وقت سے میرے نام کا
 ایک نوٹس مزدور جاری کر دینے کا اس لیے کہ میں بغیر نوٹس
 کے کسی دفتر میں جا کر اپنا وقت برباد کرنے کا عادی نہیں
 ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نوٹس اور سن آدس جاری ہونے سے
 ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی فائل پر آ جاتا ہے اور اس
 کی رد واد اخذ والوں کو بھی یہ آسانی ملتی رہتی ہے۔“

”میں بھی نہیں،“ آئندہ کار نے جو سمجھ کر ہوئے مجھے گھورا۔
 ”میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی تھی جو سمجھ میں نہ
 آئے۔ میں تلخ آواز میں بولا۔ ”تالی ایک ہاتھ سے تھمیں بھی
 اس کے لیے دوسرے ہاتھ کا ملانا بھی ضروری ہوتا ہے۔“ میرا
 مطلب یہ ہے کہ اگر پریم ناتھ خود اپنی بدنامی چاہتے ہیں اور
 اپنی شہرت کا ڈھنڈورا پیٹنا چاہتے ہیں تو پھر مجھے خاموش
 رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ان کو نوٹی نوٹیت
 کی کوئی ذاتی دتا دینا بار بار کا جھگڑا ٹھٹھانے کے لیے ایک بار اخبار

بل کرکنا۔ سیلون میں میجر کے عہدے پر تعینات ہیں۔“
 ”خوب اپنی طرح واقف ہوں۔“ میں ہونٹ کلاتے ہوئے
 بولا۔ ”وہ میرے والد کے بڑے پیارے اور پرانے دوستوں میں
 سے ہیں۔“
 ”پھر تو آپ پریم ناتھ کی بیٹی کا بھل کا نام بھی ضرور
 ہوگا۔“ آئندہ کار نے الفاظ چیلنے ہوئے دریافت کیا۔
 ”جی ہاں۔ میں قد سے بڑ ہو گیا۔“ آپ جس کا بھل کا ذکر
 کر رہے ہیں وہ سلمان ہو چکی ہے اس کا نام اب درخشاں ہے۔
 وہ میری بڑی بہن ہے۔ فرمائیے اور کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ آہ۔
 ”میں اطلاع فراہم کر آئے۔ زبردستی کا بھل کو سلمان کر
 اس سے شادی کر لی ہے۔“ ڈپٹی کمشنر نے آواز اونچی اٹھانے
 کی کوشش کی۔

”مسز آئندہ۔ میں نے اسے خرخرناظر سے گھورا۔“ اگر
 آپ بیان دگ میں جنگ ڈالنے آتے ہیں تو میں اس کے لیے
 بھی تیار ہوں اور اگر آپ کا مقصد قانون کے دائرے میں رہا
 واقعات کی چھان بین کرنا ہے تو میں صبح آپ کے دفتر بھی
 آ سکتا ہوں۔“

”اپنی عزت پر اس آداب تو تم کیسے ناجائز اٹھتے۔“ پینڈت
 اوم پرکاش نے اٹھتے ہوئے تیز آوازیں کہا۔ ”دوسرا دن،“
 کا بھی کچھ دھیان ہے نہیں۔“

”پینڈت جی۔“ میں نے بڑی مشکل سے اپنا منہ مضبوط
 ہونے کہا۔ ”آپ کو میرے معاملات میں دخل دینے کا کوئی
 اختیار نہیں۔ اگر آپ اپنی زبان بند رکھیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔“
 ”کیا کرو گے تم میرا پینڈت نے لال پیلا ہوتے ہوئے
 پوچھا۔ کیا کاموں سے دھکے دے کر ٹھکرا دو گے؟“

”مسز آئندہ۔“ میں نے قدرے سخت لہجے میں ڈپٹی کمشنر
 سے احتجاج کیا۔ ”پینڈت جی کو روکنے کی کوشش کیجئے ورنہ میں
 بھی تلخ کلامی پر آمادہ ہو جاؤں گا۔ اگر آپ کی کوئی عزت ہے تو
 آپ کو میری عزت اور حیثیت کا خیال بھی دیکھنا چاہیے۔“
 ”محالات کی نزاکت کو سمجھنے کی کوشش کیجیے مسز آئندہ۔“

آئندہ کار نے مجھے آپ سے باہر ہونا دیکھ کر پینڈت اوم پرکاش
 کو اشارے سے خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہوئے کہا۔ ”میرا پاس
 اس بات کی تحریری رپورٹ موجود ہے کہ آپ نے ایک بیڑا لڑکی
 کو دروغا کر پٹا مسلمان کیا جس سے شادی کر لی۔“
 ڈپٹی کمشنر نے مجھے اختیار دے کہ واقعات کی چھان بین کروں۔“
 ”اور چھان بین کے لیے آپ نے اسی وقت کا انتخاب کیا

”میں آپ کو شادی کی فلی مبارکباد پیش کرتا ہوں مسز
 جمال۔“ ڈپٹی کمشنر نے بڑی گرم جوشی سے مجھے مبارکباد
 دیتے ہوئے کہا۔

”شکریہ مسز آئندہ۔“ میں نے بھی مسکرا کر جواب دیا پھر پوچھا۔
 ”فریٹیں ہیں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟“

”اس خوشی کے موقع پر مجھے اپنی سرکاری حیثیت کا
 انکار کرتے ہوئے کچھ عجیب سا لگ رہا ہے لیکن میں آپ کے کچھ
 ضروری باتیں دریافت کرنے کے لیے مجبور ہوں۔“

”تکلف چھڑ دیے آئندہ جی۔“ میں نے ڈپٹی کمشنر کے لیے
 کی تنیدگی کو غور سے دیکھ کر ہنس کر کہا۔ ”آپ جو دریافت کرنا
 چاہتے ہیں خوشی سے دریافت کیجیے۔“

”آپ کی بڑی کام کیا ہے؟“ ڈپٹی کمشنر نے سگریٹ
 نکال کر دھلاتے ہوئے پوچھا۔

مجھے آئندہ کار کے سوال پر ایسا لگا جیسے مجھے میں کسی
 نے میرے کپڑے اتار لیے ہوں میں نے حالات کی نزاکت کو
 محسوس کرتے ہوئے پینڈت اوم پرکاش کے چہرے پر
 نظر ڈالی جو بدستور دن بھلائے مجھ تھا۔ آئندہ کار کے سوال کے
 ساتھ ہی پینڈت جی کی کتاب دہشتی پر لا تعداد آدلی تریجی
 تنکیں بھی اچھڑائیں۔ میں سمجھ گیا کہ میرے سر پر پریم ناتھ جی
 نے مجھے ہراساں کرنے کی خاطر غالباً اپنا اثر و رسوخ استعمال
 کرنا شروع کر دیا ہے۔ مجھے اس بات کا اندازہ پہلے نہیں تھا۔ میرا خیال
 تھا کہ پریم ناتھ کو اس بات کی خبر ضرور مل گئی ہوگی کہ کا بھل اب
 کا بھل نہیں بلکہ اپنی مرضی سے درخشاں بن چکی ہے اور اس بات
 کے علم میں آجائے کہ بعد پریم ناتھ کو بات بڑھا کر خود اپنی
 جگہ بنائی نہیں کرانی چاہیے تھی لیکن شاید وہ بھی اپنی دھم
 برادری کے ہاتھوں مجبور ہو کر حماقت کرنے پر آمادہ ہوئے تھے
 ایک لمحے کو میں فزوس مزدور ہو گیا لیکن پھر میں نے بڑی تنیدگی
 سے ڈپٹی کمشنر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

”میں آپ کا مطلب نہیں سمجھتی مسز آئندہ۔“
 ”میں نے آپ کی بیوی کا شہد نامہ دریافت کیا تھا۔“ آئندہ کار
 نے تنیدگی سے اپنا سوال دہرا دیا۔

”میرا خیال ہے کہ آپ نے دعوت نامہ پڑھنے کی ضرورت
 نہیں سمجھی تھی ورنہ میری نیگم کا نام دریافت کرنے کی ذمہ داری
 ضرور پڑ جاتے۔“ میں نے زبردستی سے ڈپٹی کمشنر کو گھورتے ہوئے
 جواب دیا تو وہ سہما کر دگ۔ ”پینڈت اوم پرکاش اپنی گنجی کھوپڑی
 سہلانے لگا۔“

”آپ پریم ناتھ جی کا نام تو سنا ہوگا۔“ ڈپٹی کمشنر نے پتیرا

کائنات

ایم اے راحت قیامت: 100

مشہور ہو گئے تھے۔

دور دراز کے علاقوں تک شہباز خان کی دھماکے جی ہوتی تھی کیا مجال تھی کہ کوئی پرندہ بھی اسی کے بغیر اس کے علاقے میں پرواز کرے، شروع شروع میں اسے اپنی دھماکے جملے کیلئے بڑے بڑے پاؤں پہلے پرے سے ان کوکل سے مٹانا پڑتا تھا جو پہلے سے اپنے قدم جمانے ہوتے تھے کسی کے منہ سے ترن لڑا جھپٹ لیتا بچوں کا کھیل شہباز خان کا پناہ گاہ بننے کے لیے ابھی خاصی محنت کرنی پڑی تھی، متعدد بار اسے حریفوں کے ہاتھوں گری چٹ بھی برداشت کرنی پڑی تھی لیکن وہ جتن کا پکا تھا، اس نے بہت نہیں ہاری۔

دوسرے بدعاشوں اور غنڈوں کی طرح شہباز خان کی میں چھپ کر دار کرنے اور دشمنوں کا صفایا کرنے کا عادی نہیں تھا وہ لاکھ لاکھ اپنے دشمن پر حملہ کرنے کا عادی تھا اس کا کٹنا تھا کہ لوگوں پشت سے وار کرتے، وہ مرد نہیں، نہ نئے ہوتے میں چنا چو شہباز کو مرنے کے لیے ابھی خاصی مدد جہد کرنی پڑی تھی تب کہیں جاکر اس کا سکہ چنا شروع ہوا تھا بڑے بڑے بدعاشوں نے شہباز کے نام کے آگے کان پکڑ کر تو بول رہی تھی اور اس کو بڑا مان لیا تھا۔

عمی برسوں تک اس کے نام کا ہکا دوڑ دوڑ تک بچتا رہا پھر شہباز کی زندگی میں بھی ایک انقلاب آیا خراب اور بڑے کے ساتھ تھا اسے جوان اور خوب صورت لڑکیوں کی بھی لڑ چھٹی تھی اس میدان میں بھی وہ خاصی شہرت حاصل کر چکا تھا بھڑو کی اسے پسند آتی وہ اسے حاصل کیے بغیر وہ نہیں لیتا تھا۔ اس کے ڈار اور خوف سے شریف لڑکیوں نے گھر سے باہر نکلا چھوڑ دیا تھا لیکن شہباز کے گھر کے اسی نے کسی طرح غریب بیٹے تھے کہ نکلاں گھر کے اندر ایک نئی کلی نے جگنا شروع کیا سب اور شہباز خان پہل فرصت میں اس کی کو بچوں کے ہاتھ کے مندرے بنا شروع کر دیا۔ اسے اپنے ارادوں میں بھی ناکامی کا مزہ نہیں دیکھنا پڑا تھا بڑا کاٹ و میان میں آتی اسے شہباز کے گھر کے ٹھوکر مار کر دوڑ کر دیکھتے تھے۔

شہباز خان کا نام اور کام زور شور سے مل رہا تھا والد صاحب کی جائزے قریب ہی وہ ایک گاؤں میں دوکڑوں کے مکان میں تنہا رہتا تھا۔ اس کے بزرگوں باغیچے میں دلہا کے باغ میں عیسیٰ کو کوئی عزیز تھی ایک دو بار کچھ لڑکوں نے اس سے دریافت کرنے کی کوشش کی تھی لیکن شہباز نے ہر بار لڑکھوں پر تازہ کر کے ایک ہی جواب دیا: میں آسمان سے

آئو کی کاش باجیک کے وہ وہ واقف نہیں کیا میں حالات ادبگ، بھگنا چاہتا تھا مجھے یقین تھا کہ کام پر کاشن کی کاشن اور صحت حال سے فرد مطلع کرے گا کی کاشن میرا دوست تھا۔ لیکن وہ بہر حال ہندو تھا: کچھ لوگوں کے لیے دوستی دنیا کے تمام رشتوں سے زیادہ اہم ہوتی ہے دوستی کی خاطر وہ سب کچھ قربان کر دیتے ہیں لیکن کچھ لوگ مذہب کو دوسری تمام باتوں پر ترجیح دیتے کے عادی ہوتے ہیں میں کی کاشن کو آزادنا چاہتا تھا کہ وہ کسی شہادت گزار میں ہے۔ حریفوں کے ایک حصے میں سے ساتھ اپنے اور دوستی کے مقدس رشتے کی بنا پر مجھ سے مجھ سے سب زیادہ قریب تھا۔ وہ چاہتا تو بڑی آسانی سے رات کے گھپ اندھ کے میں منتخب میری پشت میں چھو گھپ سکتا تھا مجھ سے سب سے کاشن کے سلسلے میں سر پہنا چاہیے تھا مگر میں نے ایسا نہیں کیا مجھے اپنی دوستی پر اعتماد تھا اور میں نے اسی اعتماد کو آزمائش کے لیے خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔

دلوان جی جاگیر کے سب پرانے اور قابل اعتماد ملازم تھے والد صاحب بھی ان پر انڈھا اعتماد کرتے تھے چنا چو میں نے بھی دلوان جی کو جاگیر کے کاموں کے سلسلے میں مکمل طور پر مت سناہ و سفید کا مالک بنا رکھا تھا ہر معاملے میں مجھے مشورہ کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے اور میں ہر بار یہی جواب دیتا تھا کہ وہ جو مناسب سمجھیں کریں میری طرف سے کلی اختیار ہے دلوان جی کا کل نام خان شہباز خان تھا ہماری ملازمت اختیار کرنے کے پہلے وہ پولیس میں ہیڈ کانسٹیبل کے عہدے پر تعینات تھے اپنے سرکاری عہدے اور امتیازات سے متنا فائدہ دلوان جی کے اٹھا یا تھا وہ شاید ہی کسی اور نے اٹھا یا ہو سکتا تھا شہباز خان صرف نام ہی کے نہیں کام کے بھی شہباز تھے انھوں نے اپنے علاقے میں بھی بزم کو پروان چڑھنے کی اجازت نہیں دی بڑا رعب اور وہ بد بختان کا لیکن دوسرے علاقے میں بشتہ ہوئے کے آؤئے ناچار خوشراب غلے اور کالے وہجہ خان شہباز خان جی کے دم سے زندہ تھے۔

والد صاحب کے کہنے کے بموجب خان شہباز خان نڈر بے خوف اور جان دار آدمی تھا۔ ایک وقت میں بھی اس کا نام طوط تھا لیکن کوئی خاص ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے اس پر کوئی آنی تھی۔ وہ خود بھی کتا تھا اور دوسروں کو بھی کھلانے کا عادی تھا لیکن کسی کی دھونس اور ہتھیاری طاقت کرنا اس کے اصول کے خلاف تھا اسی وجہ سے انھیں بھی اس کے مزے نہ تھے مگر یہ نہ تھے تھے اور یہی وجہ تھی جو تھنا ناچانچ کے بجائے شہباز خان دلوان جی کے ہاتھ سے ملائے میں

واقعہ پیش پیش نہ آئے جو درخشش کے لیے بھی باعث پرشانی ثابت ہو۔

میں نے دلوان جی کے علاوہ دوسرے تمام ملازمین کو بھی اس بات کی سختی سے تاکید کر دی تھی کہ کسی امینی کو حریف کی مدد دیں میری اجازت کے بغیر داخل ہونے والے ہیں نہ ملاقات کا کوئی بھی حریف کے باہر قائم کر دیا تھا سکہ کو قدم حریف کے اندر نہ سکیں جو ہمارے گھس کے لیے خوش ثابت ہوں اور ہماری باروں کو ماراج کریں میں بھی جی جیت پر ان باتوں کو درخشش کے کانوں تک نہیں پہنچنے دینا چاہتا تھا ورنہ وہ سراسر ہوجاتی میری زندگی اسے اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز تھی اسی لیے اس نے اپنا دشمن دولت و دھرم اور گھر بار چھوڑ کر مجھے اپنا لیا تھا اس نے میری خاطر جو قربانیاں دی تھیں وہی بہت تھیں یہ وہ سازشوں سے آگاہ کر کے میں اسے کسی نئی آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

کی کاش اور جبک والی دعوت نے مجھے غماز پر جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ میں ڈوچی کشترا آندھما سے خائف نہیں تھا اسے بھی میری حیثیت کا بخیر اندازہ تھا وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر معاملہ عدالت تک پہنچا اور درخشش نے اپنی مرضی سے مسلمان ہونے کا بیان عدالت کے روبرو دے دیا اور اسلام قبول کرنے کی سند پیش کر دی تو آندھما کی کرسی پر بولنے کی آندھما کا خاصا سمجھ اور اور ہر شہادت بخلاہ اور افسوس نہ کی وجہ کسی طرح دھونس دھڑلے سے کام کھانا چاہتا تھا اسی لیے اس نے دعوت کے درمیان مجھے ہراساں کرنے کی کوشش کی تھی اور آٹھیں لال پٹی کر کے اپنا توبہ جاکر مانا تھا۔ مگر جب میں بھی پیچھے ہٹ گیا تو وہ ہڈت آدم پر کاشن کر کے کڑھا موٹی سے چلا گیا۔ بات بڑھ جانے کی صورت میں اس کی شخصیت پر خوف بھی آسکتا تھا میں اس پر ہنگ مروت کا دعویٰ کر دیتا تو اسے طمان چائی شکل ہوجاتی۔ اس نے موتے کی نزاکت کو بھانپ لیا اسی لیے تیزی سے چلا گیا اور اب مجھے اپنی غلطی کا اس پر ہر دہا تھا مجھے وہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے تھا مگر یہ گفتگوں و زوائد کے مصداق عمل کرتا تو وہ دباؤ کھن کر سکتے آئے کی جرات نہ کر سکتے لیکن وقت گزر چکا تھا اب اس کو بچھٹنا نا یا کف افسوس ملنا پڑا تھا بہر حال میں نے طے کر لیا تھا کہ اگر وہ بارہ میری عزت پر چڑھ کر نے کی کئی کوشش کی تھی یا میری عزت کو مر بار اڑا لیا تو میں بھی خاموش نہیں رہوں گا۔ انڈت کا جواب پچھر سے دوں گا۔

میں نے آندھما کو ہڈت آدم پر کاشن ملای گفتگو

کاشن کو درخشش کے دل میں حاصل کر کے مجھے جو کاشن سکون ملا تھا وہ اسے برا کرنا چاہتے تھے۔ بڑے احمق اور نادان لوگ تھے، آنا بھی نہیں جانتے تھے کہ اب جمال اور درخشش ایک جان دو طالب ہیں پچھتے بھاری خوشحال اور غم شکر تھے یہ کیسے ممکن تھا کہ جسم کے ایک حصے کو گزند پہنچا اور دوسرے کو مطلق اس میں نہ ہوتا۔ جانے وہ کس انداز میں سوچ رہے تھے۔

میرا خیال تھا کہ شادی کے بعد پریم ناھد دانش مندی کا بیٹہ ہوتے ہوئے خاموشی اختیار کر لیں گے۔ وہ بڑھے تھے مجھے بوجھ لگتے تھے جب ہی تو اعلیٰ عہدے پر تعینات تھے انھیں سمجھ لیتا چاہیے تھا کہ تیرکان سے نکل چکے اسے واپس لانے کی کوشش بے سود تھی۔ ان کا ترسٹ یوں بھی خالی ہو چکا تھا انھیں بھتیا دارال میں نے چاہیے تھے کاشن باغ تھی بوشیار تھی تعلیم یافتہ تھی اس نے اپنی زندگی اور اپنے مستقبل کیلئے جو فیصلے کیے تھے بہت سوچ سمجھ کر اپنی مرضی اور خوشی سے کیے تھے، دنیا کا کوئی قانون اسے اس کی مرضی کے خلاف زندگی گزارنے پر مجبور نہیں کر سکتا تھا یوں بھی کاشن سے درخشش کی کراس نے پرانے رشتوں کے درمیان مذہب کی دیوار حاصل کر لی تھی مگر وہ شاید ولایت ہو گئے تھے جب ہی تو ہماری زندگی میں خوشیوں کے بجائے ڈر گھولنے کی کوشش کر رہے تھے۔

پریم ناھد نے ہماری شادی کو اپنے دھرم کی آن کا مسئلہ بنا لیا تھا شاید اسے اس کے حلقے کے ہڈت بھاریوں نے کسا دیا تھا دیوی دیوتاؤں کی لازوال اور لائی تو توں کے احساس نے غالباً ان کی آنکھوں پر پٹیوں باندھ دی تھیں یا پھر محبت نے انھیں فطرت دلائی تھی اور اس بات کا دباؤ ڈالا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو میں ایک دوسرے سے میلہ نہ کر دیتا۔

غرضیکہ وہ اوجھا دار کرنے پر آمرا تے تھے۔

میں نہیں چاہتا تھا کہ درخشش کو حالات کا علم ہو اور اس کا معصوم وجود خزان کی پیش محسوس کر کے کھلائے گے اس لیے میں نے دعوتوں کو قبول کرنے کا سلسلہ ہی ختم کر دیا۔ میری جاگیر دو علاقے کے لوگ چاہتے تھے کہ مجھے دھوکے میں نہ ان کے لیے اسپتال کی تعمیر کے سلسلے میں جو کچھ کیا تھا وہاں کا انھما عقیدت کو بجا پہنچتے تھے اس کے لیے انھیں موتے کی کاشن تھی اور میری شادی نے وہ موقع انھیں فراہم کر دیا تھا، مگر میں ان کے غلوں کو اپنے اندیشوں کے پیش نظر بڑی خوب صورتی سے مٹاتا رہا کسی بات کا ہانہ نہ کر کے دھوکے سے پہلو تھی کہ جاتا تھا مبادا کہ بھر کوئی ایسا ناخوشگوار

شروع شروع میں والد صاحب اس کی طرف سے محتاط رہے اس کی ایک ایک نقل و حرکت پر بڑی بڑی نگاہیں پڑیں وقت نے یہ ثابت کر دیا کہ شہباز خان نے خود کو کبھی رمل دیا ہے اور باقی روزہ شروع کر دیا ہے والد صاحب کا اعتماد بحال ہوا تو انھوں نے شہباز خان کو ترقی دینی شروع کر دی۔ اسے صرف دیوان جی کے ہاں سے یاد کیا جاتا تھا اس لیے کہ شہباز خان کو اس نے خود اپنے ہاتھوں سے مار کر دفن کر دیا تھا اور صرف دیوان جی رہ گیا تھا۔ دیوان جی جیسے میں نے پوری جاگیر کیلئے ہادی سوہنہ رکھی تھی۔

آئندہ کارآمد پنڈت اوم پرکاش کے سلسلے میں بھی دیوان جی نے مجھے اخلاقی تعلیم دی تھی پھر یہ اس نے ہمارے درسیان ہونے والی گفتگو میں سن لی تھی وہ اس بات کو بھی محسوس کر لیا تھا کہ میں کیا کشتیں اور عجیب والی دعوت کے بعد سے بہت زیادہ محتاط ہو گیا ہوں میں نے لوگوں سے ملنا جلنا بھی بند کر دیا تھا، دعوتوں میں شرکت سے بھی کڑے لگا تھا۔ دور دراز تک وہ نظریں جھکا کر خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہا، تیس روز میں صبح کے وقت باغ میں چل فٹ پیڈ کر رہا تھا کہ اچانک کسی سے پاس آ گیا اور ہاتھ باندھ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

”کیسے دیوان جی! کوئی خاص کام یا پم میں نے نجد کی سے دریافت کیا۔“

”چھوٹے سرکار! مجھے آپ سے چند فری باتیں کرنی ہیں۔ اس نے قدم سے تال سے کہا۔“

”جاگیر کا کوئی معاملہ ہے یا میں نے پوچھا۔“

”جی نہیں،“ اس کا جواب بڑا مختصر اور نامکمل تھا۔

”کچھ پیسوں کی ضرورت تو نہیں درپیش ہو گئی ہے؟ میں نے اصل بات معلوم کرنے کی خاطر قیاس آرائی شروع کر دی۔“

”آپ کا دیا ہوا پیسہ بے حد بہت کچھ ہے جھوٹے سرکار! دیوان جی بولے، ہانک کا کام ہے جو اس نے آپ لوگوں کے سامنے تلے تلے عزت دی ہے۔“

”کیا مجھ سے کوئی شکایت ہے یا میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔“

”میرا آئی کمان عمال کا رگڑا کھانا کھائیں اور پھر اس کو دیوان جی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا: ”مجھے کوئی شکایت نہیں چھوٹے سرکار! دیکھ۔“

”لیکن میں نے تلے تلے عزت دی ہے۔“

”آپ جو کچھ کھانا چاہتے ہیں کہہ دیجئے۔“

”چھوٹے سرکار! دیوان جی نے پہل بار مجھ سے نظریں ملاتے ہوئے کہا: ”میرا خیال ہے کہ اب اس جاگیر اور دیوان جی کو میری خدمت

کا اہل نہیں بننے لگے گی۔“

شہباز خان نے قریب پینچ کر اسے اپنے ہاتھوں کے منہ جھکا، میں سینے کی کوشش کی تو بند پڑی تیز سے جھلکی اٹھ کر دوڑنے کے لیے جانب بھاگ گیا شہباز نے اسے چرٹنے کے لیے دوڑنے بھاگنے کی دعوت گوارا نہیں کی مقدمہ لگانا شروع کر دیا تھا۔ بند ہاں سے پہلے دوسری لڑکیوں نے بھی فرار کی راہ اختیار کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکی تھیں شہباز جب اندر شکار کر رہا تھا تو اس کے دو خاص آدمی باہر رہتے رہتے اور فرار ہونے کے ارادے سے باہر چلنے والی لڑکیوں کو دوبارہ پکڑ کر اندر ان کی قربان گاہ میں پہنچا دیا کرتے تھے شہباز کو یقین تھا کہ بندیا بھی بچ کر نہیں جائے گی چند لمحوں میں اس کے وفادار اور تجربہ کار ساتھی اسے بے بس کر کے دوبارہ اس کے قدموں میں لا ڈالیں گے۔ اسی خیال کے تحت اس نے مقدمہ لگانا شروع کر دیا پھر آگے بڑھ کر وارڈ کا کلاس بھر لے لگا۔ وہ بندیا کو مائل کرنے سے پیشتر پوری طرح نشے میں ڈوب جانا چاہتا تھا لیکن دوسرے ہی لمحے شہباز خان کا لاش پھرن ہو گیا۔ اس کے دونوں ساتھی گھبرائے ہوئے اندر داخل ہوئے پھر انھوں نے خبر دی کہ بندیا نے ان کے گھر سے بچنے کے لیے کچھ کنوئیں میں چھلانگ لگا دی ہے۔

دارو کا لاش شہباز خان کے ہاتھوں سے پھینک دیا گیا۔ اہل نے باہر جا کر بندیا کو کنوئیں سے باہر نکال دیا لیکن وہ اس کی تشرک سے بہت دور جا چکی تھی اس نے سر کر شہباز خان کو اتنی کھری اور اذیت آئی کہ شکست دی تھی کہ شہباز خان قتل کر دیا گیا اس کے گروں سے راتوں رات بندیا اور اس کی لاشوں کو اس طرح ٹھکانے لگا دیا کہ ان کا سراغ پانا مشکل تھا لیکن شہباز خان وہ مینوں بندیا کی دی ہوئی شکست کے احساس سے ہلکا کرانہ ہانکا اس کے کانوں میں ہر وقت بندیا کی آواز دہرائی گونجتی رہتی تھی جسے وہ بیچ ذات سمجھتا تھا اس نے اپنی مصیبت کی صفات کی خاطر اپنی موت کو گنگے لگا کر شہباز خان کی تہی ہوئی گروں پر ایسی لاشیں ضرب لگائی تھیں کہ وہ بھلا ایسا اور بھی۔ پھر شہباز خان کے اندر سب ہوا انسان جاگ اٹھا۔ اس نے اپنے ابا بچا کا لازمات سے استغفہ مانے دیا کچھ دنوں بیکار رہا پھر اس نے والد صاحب کے ہاں ملازمت اختیار کر لی۔ ملازمت کی درخواست کرنے سے پیشتر اس نے والد صاحب کے سامنے اپنا پورا ماضی کھول کر کہنا تھا وہ اپنے ماضی پر شرمندہ تھا۔ وہ عزت کی زندگی گزار کر اپنے گناہوں کے بوجھ کو کچھ ہلکا کرنا چاہتا تھا پھر والد صاحب نے اسے مایوس نہیں کیا اور ملازم رکھ لیا۔

تھا اور دین کے معاملے میں ناموسے کئی بار دوسروں کے ذیل بھی کر چکا تھا چاہے اس نے رامو سے اپنا انتقام لینے کی نیت شہباز کے لان بندیا کی انتہی جوانی کے دور سے بھر لی تھی۔

شہباز کا اشارہ پارکس شخص کی آنکھیں جھپک اٹھیں اسی رات وہ وہ آدمیوں کے ساتھ رامو کے گھر جا پہنچا اور بندیا کو اٹھا لیا رامو نے راحت کی کوشش کی تو پوری قوت سے ایک لمحہ اس کے سر پر پڑا اور وہ ہمیشہ کے لیے بیپ اختیار کر کے اپنے آنکھ کی فرسش پر دھیر ہو گیا۔ بندیا کے منہ میں کڑا جھوٹا کر دھانا باندھ دیا گیا تھا۔ کام اس قدر ہوشیار اور خاموشی سے کیا گیا کہ کسی کو قانون کا نثر نہ ہوئی اور بندیا کو شہباز خان کے کمرے میں لا ڈال دیا گیا۔ شہباز نے بندیا کو بھی پکڑ لیا تھا، اس نے اپنے آدمیوں کو انعام کے لیے درخواست کیا پھر کمرے کی کندھی پر چڑھا کر دوبارہ نوڑے پر بیٹھ کر دار کی جسی لگاتے لگا۔ اس کی نظریں بندیا کے حسین سراپا پر جمی ہوئی تھیں جو اس کے سامنے فرسش پر بندھی پڑی تھی لیکن بڑی حماقت جبری نظروں سے شہباز کو گھور رہی تھی۔

شہباز خان دیرپش ہو کر اٹھا اور اس نے بندیا کو بندش کی قید سے آزاد کر دیا پھر اس کے منہ سے کڑا بھجی نکال چھینکا۔ وہ شہباز خان کے جسمانی پھیلاؤ کو کسی قسمی نظروں سے دیکھ رہی تھی شہباز عجزی کا کوئی مقابلہ نہیں تھا اس لیے بندیا کی آنکھوں میں حماقت کے بجائے رحم کی درخواست چلنے لگی۔ اس نے شہباز خان کے آگے ہاتھ بڑھ کر غور و مخور کاٹنے کی کوشش کی اسے دیوی دیوتاؤں کے نام پر خطرات کی آواز سے باز رکھنے کے لیے منت سماجت کرنے لگی۔ شہباز خان کو کچھ بڑا دیتا اور بندیا کو عجیب سی نظروں سے گھورتا آگے بڑھا تو بندیا نے اسے خدا اور سنی کا واسطہ سمجھ دیا لیکن شہباز خان ایسے خوب صورت شخصوں پر گورنگا اور وہ ہر لمحہ کا عادی تھا۔ وہ آہستہ آہستہ لوٹھکھٹے قدموں سے آگے بڑھتا رہا۔

بندیا خوف زدہ انداز میں پیچھے ہٹتی رہی ہاتھ جوڑ کر انہی کوئی ہی خوف و وحشت نے اس کے چہرے پر بخون کی ناز بڑھادی تھی اس کا شخص بدترتیب ہر دو ہاتھ لیکن اسی بے ترتیبی نے اس کے سن کر جا رہا نہ لگا دیے تھے وہ چھٹی پھٹی نظروں سے شہباز کو دیکھتی رہی پھر اس کا دل اچھل کر معلق میں آ گیا وہ دلوارے ہو کر کرک کھی تھی۔ پیچھے جانے کا راستہ ختم ہو گیا تھا آگے اس کی بربادی تھی میں جھوٹی لڑکھائی آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھ رہی تھی اب ایک بندیا نے ایک اہم فیصلہ کر لیا: وہ مر جانے کی لیکن اپنی عزت کو کسی رتبہ

اولوں کے ساتھ چھپا تھا۔ میرے آگے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ لوگوں نے اس کے ہاں میں عجیب غریب باتیں مشہور کر دی تھیں مگر شہباز نے ان باتوں کا کوئی فرض نہیں لیا اس لیے کہ یہی باتیں اس کے لیے فائدہ مند ثابت ہوئی تھیں لوگ اس سے خائف رہنے لگے تھے اور ان کا یہی خوف شہباز کے لیے علاقے میں اور علاقے کے باہر قدم چمانے میں بڑا آہستہ ثابت ہوا پھر جب اس نے ایک بار دشمنوں کو زیر کر لیا تو رادی نے اس کے حق میں یقین کھنکھنایا شروع کر دیا تھا۔

ڈیوٹی سے فراغت پانے کے بعد شہباز کو شہباز خان لینے کے لیے مکان کے سامنے کھلے میدان میں اپنی غصہ چھٹا تھا۔ اس کی غصہ میں اس کے گروں کے علاوہ اکثر دوسرے علاقے کے افراد پولیس کے ٹیبلٹس کے کارندے بھی نظر آتے شہباز کے کنوئیں کے قریب نہر کے دھوخت کے نیچے اپنی چار پائی پر لینا کارندوں کی رپورٹ اور کارندوں کی سنسار اور وہیں ہاتھ کے ہاتھ فیصلے بھی جاری کرتا رہتا تھا۔ اس کے اندر ہلاکی ڈھنست اور چالاک مہر جو بھی ذاتی طور پر وہ صرف چار چار میں پڑھا پڑا تھا لیکن جب باتیں کرتا تھا تو اس میں محسوس ہوتا تھا جیسے عالم فاضل اور دشمنی قابل کے تمام استقامت پاس کر کے ہوں قیادت جسامت اور دغا خالی کے اعتبار سے بھی وہ برتر رہتا تھا۔ برے برے بال اور ٹیگریز کو کچھوں نے اس کی شخصیت کو اور عرب اور نایا تھا لیکن زندگی کے ایک ہی انقلاب نے اس کی کاپیٹ کر رکھ دی۔

دیوانوں کی بات تھی جب شہباز خان کے ہاں ہاں ہاں نصیحت الہامیہ پر چھپا تھا۔ اس روز وہ اچھی خاصی ترنگ میں جھپکا تھا جب ایک گرسے نے موقع پا کر اس کے کانوں میں رامو کی لاشی کوئی لاش کا چھوٹا ہوا جو جوانی کی سرحد میں قدم رکھ چکی تھی شہباز ایک دوبار پیٹے بھی بندیا کا ہاں اس کچھ تھا وہ کسی نیکی ذات پر ہاتھ ڈالنا مناسب نہیں سمجھتا تھا مگر اسی روز شہباز کے خاص گرسے نے کچھ ایسے لہجہ انداز میں ہرن کاٹ کاٹ کر بندیا کا ذکر کیا کہ شہباز کا نشانہ وہ آتش ہو گیا۔ اس نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ بندیا بھی اس کے آنکھوں میں فرو چھپے گی اور پھر وہی جی جھپکتی جوانی کی کوئی ذات بات نہیں ہوئی، جوانی صرف جوانی ہوتی ہے وہ اگر سرکش بھی ہو تو اسے زیر کرنے میں زیادہ لطف آتا ہے۔

شہباز نے اسی گرسے کو حکم دیا کہ وہ دو تین آدمیوں کے ساتھ رات کا اندھا چھیلے ہی جائے اور جب چپانے بندیا کو اٹھانے کے لیے فوراً ہی اپنی بھری اس لیے کہ وہ رامو کا مقرر فی

طنز و مزاح

مظفر بخاری	125/-	تج در پنج
مظفر بخاری	75/-	قصہ مختصر
مظفر بخاری	90/-	ایک سوا یک (کالم)
مظفر بخاری	100/-	گستاخی معاف
مظفر بخاری	100/-	ایک سو نو (کالم)
مظفر بخاری	200/-	چمن کو چلے

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور نمبر 2

بروز تیز رفتاری جاری تھی جب وہ تمام دروازے کھولا تو ایک دو ہزار تین پچھلے لگا۔ اس کے چہرے پر الجھن اور غصے کے نلے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے میں اس کے چہرے کے آثار پر ڈھاؤں بغور نگاہ ڈالی ایک کیکش ٹٹلے ٹٹلے دک گیا۔

”جان تعین ابھی لڑی طرح حالات کا اندازہ نہیں ہے۔ اس نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ پنڈت ادم پر کاش اور اس کے چیلے تھکے ساتھ رہے پانے پر عاذا دانی کا منصوبہ بہت دے ہیں۔“

”کیا چاہتے ہیں وہ مجھ سے؟ میں نے سپاٹ آواز میں پوچھا۔“

”وہ کام کی واپسی چاہتے ہیں۔“

”کابل نہیں۔ دوشان میں نے ٹھوس آواز میں جواب دیا پھر لڑا۔“

”تھکے کیا اندازہ لگا یا ہے میرے بلے میں؟“

”کیکاش نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے حد تعجب سے دریافت کیا تو کیا میں اتنا بچ ہو سکتا ہوں کہ تم کو بجائی کی واپسی کا مشورہ دوں گا؟“

”میں نے.....“

”نہیں؟ اس نے بڑے کرب میں ڈبلے جلیے میں مری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ پتلے سے سوال کا جواب دو۔ کیا تم

”عماذ جگ پر ٹٹلے دہنا ہی مردانگی کی دلیل ہے۔ میں سوچتا دکھا کر بجائے والے بڑول کھاتے ہیں؟ میں ہکا کر لڑا۔“

”بہت خوب؟ کیکاش نے آلی بجاتے ہوئے کہا تم نے اپنا کھٹے کھانے کا کام پھر شروع کر دیا ہے۔“

”میں نے خیال میں سیر تفریح کے لیے کون سا بیاضی عام زیادہ مناسب ہے گا؟ میں نے کیکاش کی باتوں کو سو کرتے ہوئے پوچھا۔ میں جان رہا تھا کہ وہ مجھے حسین ہاؤس کے دور جانے کا مشورہ کیوں نہ رہا ہے شاید اسے بھی حالات اہم ہو گیا تھا یا پھر اس نے عموں کو لیا تھا کہ اگر کسی میں آیا ہوں تو مجھے زیادہ خطرہ پیش آ سکتا ہے۔“

”نہیں! تال چلے جاؤ۔“ وہ بے پردائی سے بولا۔ آج کل بڑول بھی ہے اور وہاں میرے واقف کاروں کے دو ایک دانشمندان بھی ہیں جنہیں کوئی دشواری پیش نہیں آئے لہذا وہی مون بھی شان دار ہے گا۔“

”خاد کی آگ جب پھیلتی ہے کیکاش تو صحت میدانی ملازمین تک عذر و نیس دیتی، صبحا اور بہاڑ بھی اس کی زد میں جاتے ہیں میں نے کیکاش کو معنی نیر نیر غزل سے دیکھتے ہوئے دھجھکاؤ بتاؤ۔ تمہارے کیا سنا ہے؟“

”کیکاش نے میرے سر پر ہاتھ پکڑے۔“

”ہمے کہا ہے؟“

”ایہا نکا بھاری کھوڑی پر بغراط کہاں سے سوار ہو گیا، کیلے پکڑاؤ؟“

”بے پروا کی نہیں بڑے پتے کی بات لہجہ دہروں؟“

”اس نے سیدھی برقرار دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ بتاؤ کہ پنڈت.....“

”اگر کال کے تم سے کیا باتیں کی ہیں؟“

”اوہ؟ کیکاش ہک ٹٹلے تجرید ہو گیا۔“

”جو تمام باتوں کی خبر ہو گئی ہے؟“

”مجھے اسی روز خبر ہو گئی تھی میرے دوست جس دن انڈیا کا وہ پنڈت ادم پر کاش کو قتل کی دعوت میں آکر سیال پراجا ہن ہوئے تھے؟“

”وہ ادم پر کاش نے براہ راست مجھی تم سے کچھ کہا تھا۔“

”کیکاش نے ہر پتے ہوئے سوال کیا تو میں ہر پتے کر اسے دعوت ملے روز کی باتوں کا کالم نہیں ہے۔ وہ میرا دوست تھا میرا ساتھ کبھی چھٹ کے کچھ دہنا تھا۔ میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ مناسب نہیں سمجھا ادا انڈیا کے اسے تمام گفتگو ختم سے آخر تک دہرا گیا تھا۔ کیکاش میری باتوں کو بہت لڑنے سن رہا تھا۔ اس کے چہرے پر خون کی گرکوش

”آپ کے خیال میں میں پنڈت ادم پر کاش کے ساتھ کیا جتنا اعتماد کرنا چاہیے؟ میں نے دیوان جی سے پوچھا۔“

”اس سے پتلے کہ وہ کوئی خیرات کرے نہیں اسے دینا چاہیے کہ تم نے بھی ہاتھوں میں چڑیاں نہیں ہیں؟“

”پنڈت دیوان جی بولے۔“

”آپ نے حکم دینا میں پنڈت جی! اس زبان میں کچھ اداں کا کردہ دوبارہ سوچی کی طرف نظر اٹھائی کی ہر بات بھی نہیں کریں گے۔“

”ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے سیدھی سے کہا۔“

”ہاں اگر ان کی طرف سے کوئی بات ہوئی تو پھر دیکھا جائے گا۔“

”دیوان جی تھوڑی دیر تک مجھے پنڈت بجا دیوں گے کہ آپ میں اپنے تجربات سے فائدے لے کر پھر سے مجھے یہ وعدہ لینے کے بعد واپس ہونے کا کردہ دوسری جانب سے کرنی کا وہاں شروع ہوئی تو وہ بھی پرکوش نہیں رہیں گے۔ اسی رات جب میں کھانے سے فارغ ہو کر دوشان سے ساتھ اپنی خواب گاہ میں جا رہا تھا کیکاش نے مجھے روک لیا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے سے اسپتال کے سلسلے میں کچھ اہم اور ضروری باتیں کرنا چاہتا ہے۔ میں دوشان کو خواب گاہ تک چھوڑ کر کیکاش کے ساتھ اس کے کمرے میں آ گیا۔ کیکاش غلاب تفریح کے زیادہ ہی تجرید نظر آ رہا تھا۔ میں آگیا کیکاش غلاب تمہارے بغیر کسی متنبہ کے مجھے غلاب کرتے ہوئے کہا۔“

”بال! میں چاہتا ہوں کہ تم مجھی کا ساتھ ملے کہ کچھ دنوں کے لیے حسین آباد سے کہیں دور چلے جاؤ۔“

”تجربت؟ میں نے پوچھا۔“

”کیکاش نے مجھے صوف ہی مشورہ دینے کے لیے بلا یا تھا؟“

”ہاں؟ کیکاش بولا۔“

”خاد کی بعد تمہیں میری من منلے کے لیے دو روز علاقوں کا تفریحی سفر اختیار کرنا چاہیے۔ اور تم ہر کوئی میں گھس کر کھٹے ہو جھگڑاؤں سے بچیں سب کچھ دے دکھا ہے۔ میری ماں کو کس بھی سی بیاضی ملانے کی طرف نکلی جاؤ۔ کیکاش نے اپنا ہی منکر تے ہوئے کہا۔ یہی دن تو سیر تفریح کے ہونے میں ہے پتے پتے ہونے شروع ہو جائیں تو پھر کھٹے جبرے کا مزہ کر کرنا ہو جائے گا۔“

”یہ مشورہ تمہارے لیے بھی ملے سکتے تھے؟ میں نے کیکاش کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔“

”بچ بتاؤ۔ کال کوئی خاص بات ہے؟“

”تم کو زیادہ ہر بات کے نیچے ادا رہنے بیٹھ جاتے ہو۔“

”کیکاش نے دوشان بلے میں صوب دیا۔ میں مقید تفریح کے لیے کسی پر فضا مقام پر جانے کا مشورہ نہ دہروں۔ نام پر نہیں بھیج دلا پھر تھا دی جان بجلی جاری ہے۔“

کی ضرورت نہیں رہی۔ میں آپ سے دعوت لینے آیا ہوں۔“

”دیوان جی! میں پوچھتے ہوئے بولا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آپ کو کس بات سے یہ احساس ہوا کہ مجھے باہر کر آپ کی ضرورت نہیں رہی کہیں کیکاش یا جیکب کی نصیحت سے آپ کی دل فتنی نہیں ہوئی؟ اگر اسی بات سے تو میں.....“

”مجلے کے لیے مجھے کھانا داس کے آگے کچھ کہہ کر مجھے مشورہ نہ کیجئے گا۔“

”دیوان جی! مجھے کھانا دے رہے ہوئے تیزی سے کہا۔“

”کچھ چہرے تو چلے۔ آخر بات کیا ہے؟ میں نے نرمی سے دریافت کیا۔“

”دو سال بھر سے ایک فعلی سرزد ہو گئی ہے۔ دیوان جی! نظریں جھکا کر بولے۔“

”میں اس کی تلافی کرنا چاہتا ہوں۔“

”محل کرات کیجئے دیوان جی! میں ابھی تک کچھ نہیں سمجھ سکتا۔ میں نے صفا صفا طلب نظروں سے پوچھا۔“

”دعوت دہلے روز میں نے آپ کی اور اپنی مشترکہ کراہی کی باتیں سن لی تھیں۔“

”دیوان جی! سیدھی سے بولے۔“

”اوہ؟ میں نے مسکراتے ہوئے پردائی کا منہ کر لیا۔“

”تو یہ بات ہے۔“

”یہ بات اتنی معمولی نہیں ہے مجھے سزا دے دیوان جی! نے بدستور سیدھی سے کہا۔“

”ہماری خاموشی چلنے و سمن کراد اچھلے کوئے کا موقع فراہم کرے گی آپ ان پنڈت بجا دیوں کو مجھ سے زیادہ نہیں جانتے۔ اگر ابھی سے ان کی گوش مال نہ کی گئی تو یہ ہمارا جینا حرام کر دے گا۔ آپ کا ان دلوں کے من گنا ٹھیک نہیں ہو گا کیوں میں خوب جانتا ہوں کہ ایسے لوگوں سے کس نشان میں بات کی جانی ہے؟“

”والدہ صاحب نے مجھے آپ کے نام سے سب کچھ بتا دیا تھا۔“

”دیوان جی! میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔“

”میں آپ کی وفاداری کی قدر کرتا ہوں مگر آپ یہ کیوں بھول رہے ہیں کہ میں ہرگز مری ہوں اگر انڈیا کے کسی طاقت کا اثر دیا تو میں اس کے دانت مجھے کڑوں گا۔“

”ایسے معاملات تاؤن یا کوٹ پھری کے ذریعے نہیں سلجھتے جاتے چھوٹے سزا دے دیوان جی! نے ہر پتے پتے جواب دیا۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ انڈیا کے صرف اپنی حیثیت کی آٹے کر آپ کو ڈرانے و دھمکانے کی کوشش کی تھی لیکن ان پنڈت بجا دیوں کا کچھ کراد ہی ہوتا ہے۔ یہ ہمیشہ چھپ کر انڈیا کے کسی نیچے سے عا کرتے ہیں اور وہ بھی ہرگز مشورے کا ادم سے چٹنے بجلا جھگڑاؤں سے انڈیا کے اتنے ہی سیاہ ادا کالے ہوتے ہیں۔“

دوستی کے مقدس رشتوں کو ذات پات سے کم تر سمجھتے ہو؟ کیا اس دھرتی پر پیار و محبت اور دوستی سے زیادہ بھی کوئی اصول ہے موجود ہے؟

”مجھے غلط مت سمجھو کیا کیش“ میں نے جلدی سے کہا۔

”میں نے صرف تم سے مشورہ طلب کیا تھا“

”میں بھی دوست ہوں نہ کیا کیش بھلا تے ہوئے بولا۔

”ایک ڈاکٹر ہوں اور بہن بھی ہوں میں سے کدو بھولیں ہی نہیں

کی زندگیوں کو قحطی میں ان مریضوں میں ہر رنگ و نسل اور ذات

پات کے لوگ جوتے ہیں لیکن جلتے ہمارے ہمارے کدو کا دھرم کا پتہ

ہے۔ مریض کی پسے دل سے سبوا کرنا اور اسے زندگی کی خوشیوں

سے بھنا کر دیا ہوا نہیں کرتے وہ انسان نہیں دیکھ رہے ہوتے

ہیں نہ کیش جوتے ہیں اور میں۔ میں تو تمھارا دوست ہوں“

”اگر میری شخصی بات سے تمھیں دکھ پہنچا ہے تو میں معافی

چاہتا ہوں لیکن حالات نے میرا ذہن بری طرح الجھا رکھا

ہے۔ میں نے کیا کیش کے غلوں کو غموں سے کرتے ہوئے کہا۔

”میری جگہ تمھو نے تو شاید بھی گڑبڑا جانتے“

”تمھنے کیا سوچا ہے؟

”میں اپنی خوشیوں کو انسانی آسانی سے غلوں کے حملے

نہیں کریں گا۔ میں نے سر دھلیے میں جواب دیا۔ میں اپنے

دشمنوں سے ڈٹ کر کھتا ہوں گا۔ میں آندھکا کو بتاؤں گا

کہ میرے مقابلے میں اس کی کیا حیثیت ہے نہ بدت۔

اگر پرکاش نے آگودھرم کرم کا چکر چلایا تو میں اسے بھی دیکھ

لوں گا۔ میں نے اب تک بہت برداشت کیا لیکن اب۔

زندگی میں پہلی بار میں نے سکون کا سانس لینے کی کوشش

کی ہے تو وہ میرا سکون برباد کر دینا چاہتے ہیں معرکہ کی قسم

میرے دوست انھوں نے بالائے صفر کو مجھے میں غلطی کی ہے۔

بات اگر صرف میری اپنی خوشیوں کی بوق تو شاید میں دکان بچا

کرنا کر رکھ لیتا۔ اس کے سامنے مجھے کیا دیتا لیکن درخشاں

کی خوشیاں مجھے اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہیں اس لیے

جو باتھاس کی خوشیوں کی طرف بڑھیں گے کاٹ دیے جائیں

گے جس گندی اور ناپاک زبان پر درخشاں کا مقدس نام آئے

گا میں اس زبان کو گدی سے گھسیٹ کر اپنے جوتے تلے اسل

ڈالوں گا۔ میں آخری سانسوں تک ان کے مقابلے پر ڈھما

دہوں گا“

میں جذبات کی رو میں بہتا رہا۔ کیا کیش خاموشی سے

میری باتیں سن رہا ہے؟ میں خاموش ہوا تو وہ بولا۔

”نہت اوم پر کیش آج میرے پاس اسپتال آیا

تھا کوئی اور پاس پر دوس کے علاقوں میں وہ سب سے

مانا جاتا ہے۔ وہ مجھے بھی نے کی کوشش کر رہا تھا کہ میر

طرح درخشاں بھائی کی پریرم نا تو مجھی کے پاس جانے کے

تیار کروں“

”تم نے کیا جواب دیا؟

”میں نے اوم پر کیش کو باور دلانے کی کوشش

کہ کوئل اپنی مرضی سے سلمان ہوئی ہے اور دوسری حیثیت پر

باس کے گھر واپس جانے پر تیار نہ ہوگی“

”پھر؟

”پھر کیا۔ وہ مجھے یہ دھمکی دے کر چلا گیا کہ اگر کچھ

انگلیوں سے نہ نکال کر وہ دوسرا طریقہ اختیار کریں گے“

”اور تم اسی لیے مجھے حسین آباد سے دوپیلے جا

مشورے سے نہ گئے“ میں نے نہ رنہ سے بولا۔ ان باتوں

کچھ حاصل نہ ہو کر کیا کیش اگر نہت اوم پر کیش اور

نے مجھ سے دشمنی کی کھان لی ہے تو پھر میں بھی خاموش

رہوں گا“

”میں کتنا ہے ساتھ میں میرے دوست لیکن مقبر

ان کی طاقت کا اندازہ نہیں کیا کیش نے سنجیدگی سے

دیا پھر میری نگاہوں میں ابھرنے والی نفرت اور حقارت

غموں کرتے ہوئے تیزی سے بولا۔ میری بات سمجھنے کی

کو جمال موت کی خاطر ایک شخص جان بوجھ کر دھوکا

سے مقابلہ کر سکتا ہے لیکن تا وہ اور گندی قویں جہاں

ہوں وہاں انسان بے بس اور مجبور ہو کر رہ جاتا ہے“

”بائری میرے مذہب میں سہا ہے کیا کیش“

انھنے ہوئے کہا۔ قدرت نے ہر فرعون کے لیے ایک موم

پیدا کیا ہے“

پھر میں کچھ دیر بعد واپس اپنی خواب گاہ میں آ گیا

درخشاں میری منتظر تھی۔ میں نے اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ

لیں تاکہ وہ میرے اندر کا راز نہ پھانپ سکے۔ میں اسے

کی سازشوں سے لاعلم رکھنا چاہتا تھا اس لیے کہ اس نے

اجا زندگی کو بڑی ذرا نیاں دے کر آبار کیا تھا۔ میری کاہنا

دی تھی اس لیے ہر شے کو نئے سرے سے آراستہ کیا تھا۔

کوئی ترتیب دی تھی۔ اس نے ہر شخص کو اپنا گرویدہ بنا لیا

میرے علاوہ حریف کے تمام ملازم بھی اس کے اشاروں پر

بے نیکی تیار رہتے تھے۔ وہ آواز بھی کی طرح حریف میں اڑ

بھرتی اور میں اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا۔ دن بھر میر

ساتھ مل کر کام کام آہم دیتے شام کو سونے تک اور کچھ

درخشاں گپیاں نہیں پھر ہم سب کو نصحت کر کے

اب گاہ میں آجیتے۔

اس وقت بھی میں کیا کیش کے پاس سے اچھ کر نکل گیا

من ہر انور درخشاں نے مسکرا کر خندہ پیشانی سے میرا

بال کیا تھا۔

کیا دل سے ہونے والی کھٹکے تھے میرا سا روموڈ چوٹ

خائیں درخشاں کی ایک ادا ایک ملامت نے میرے

چہرے پر غشی وہ اپنی مثال آپ تھی اس کی آنکھوں کے

بیکے خارا کی ایک جھلک نے مجھے بھی مدہوش کر دیا۔

صبح میری آنکھوں سے دیر سے کھلی میرے ذہن پر بات

نس سے ہونے والی گفتگو اور درخشاں کی لازوال محبت کا

راہنما تھا۔ درخشاں کی آواز دہائی سے ابھری تو

جلدی سے بستر چھوڑ کر غسل خانے میں گھس گیا۔ وہ ملازم

نے کی میر گھوڑی تھی میں جلدی جلدی اپنا صیغہ درست

باہر آ کر وہ کولے پر لٹا تھا۔ ٹیکے میں سے کھڑی ہو گئی۔

”جانتے ہو اس وقت کیا کچ رہا ہے؟ اس نے مجھے

بھری نظروں سے گھونٹتے ہوئے پوچھا۔

”سارے نو“ میں نے دیا دہائی پر غلی کلاک کو کھینچوں

”ہوئے نہایت سادگی سے جواب دیا۔

”میری بارنائے کی مگر لڑائی فنی ہے“ اس کے ہونٹوں

ملاہٹ آئینہ خفگی ابھرائی۔

”کل سے جلدی انھنے کی کوشش کروں گا“ میں نے

کہ کر لیا۔

پہلوں دووں ہنتے مسکراتے ہنتے کی میر پر آگے نہاتے

فراغت پلنے کے بعد درخشاں سلاطے سے ملنے کے ارادے سے

نے گئی تو میرا دل دھڑکنے لگا۔ حریف اور جیک کے مکان کا مدنی

لڑکھا آواز یہ بھی نہیں تھا لیکن نہ جانے کیوں میں نہیں

نا تھا کہ درخشاں حریف سے باہر قدم نکالے حالات کے

باغ میں ایک ڈراسا بھی خطہ مول لینے کو تیار نہیں تھا اور

ل کر میں نہیں بتا سکتا تھا کہ باہر ہمارے دشمن گھات لگا

ہو میں ایک دوسرے سے جدا کر دینے کے منصوبے بنا رہے ہیں

میں نے درخشاں کو روکنے کے لیے باتوں میں الجھا لیا

کی بھی نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح اسے باہر جانے سے

مانکر لیکن پھر قدرت نے میری مشکل حل کر دی۔ سلاطے

پر کسی کام سے آگئی تو میں نے سکون اور اطمینان کا لمبا

کنا لیا پھر ان دونوں کو چھوڑ کر باہر آ گیا۔ میرا ذہن پرستور

پر آگندہ ہوا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اگر اس وقت سلاطے آتی

تو درخشاں کو روکنے کے لیے کیا باز تراشنا اور بالانے آ کر کب

تک تراتے جا سکتے تھے تب تک حالات کی پردہ پوشی کی جا

سکتی تھی میں بہت دیر تک انھی خیالوں میں الجھا رہا۔ پھر

اجا تک میں نے ایک فیصلہ کر لیا۔ اندہ جا کہ میں نے لباس بدلیں

کیا باہر آ کر کڑی عطا کی اور ڈائیڈ کو بڑی کشتی آفس چلنے

کی ہدایت کر کے آدھے سیٹ کی پشت گاہ سے ٹیک لگا کر

آنکھیں بند کر لیں۔

وقت اور حالات نے میری شرائط میں دوڑتے ہو

کی کرکٹس اچانک ہی نیکر دی تھی۔ پیرم ناخہ کی جانب سے

مجھے پریشان کرنے کی ابتدا ہو چکی تھی میں خون کا گھونٹ پی کر

میر کر گیا تھا۔ میں آندھکا سے اچھی طرح واقف تھا۔ خوب

جاننا تھا کہ وہ کس نامشن اور کس کنیڈے کا اندیشہ اس کی

شخصیت اس کی حیثیت کے مقابلے میں بڑی گھسیٹتی تھی اس

کی ترقی کا راز اس کی ذاتی اہلیت نہیں اس کی بوری تھی جو

نہایت بے باک اور موڈرن واقع ہوئی تھی۔ آندھکا نے ترقی

کے قہقہے ملاج کے لیے کیے تھے وہ سب اس کی بوری کارڈی نرلا

کے بدلہ تھے۔ مگر اسے شادی سے پہلے آندھکا صرف

پریس انسپکٹر تھا لیکن نرلا اس کی زندگی میں کشمیری نرلا

ہوئی صرف بیچ سال کے مختصر عرصے میں وہ آندھکا سے ڈوٹی

کے کٹر سے عہد سے تک جا پہنچا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اپنے سامنے

دوسروں کی کوئی عزت اور وقعت نہیں سمجھتا تھا لیکن مجھے

معلوم تھا کہ وہ باہر سے جتنا دلیر اور مددگار آتا ہے۔ آندھکا

اتنا ہی بڑوں اور کار کا تھا اسی لیے میں نے اس وقت اچانک

اس سے ملاقات کرنے کی کھان لی تھی۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ

درخشاں سے میری شادی کے سلسلے میں بھی کھان فانی نوش

بھیجے کی طاقت نہیں کرے گا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو خود کو سگے

گلے بھینز میں جھپٹا لیتا۔ میں اسے عدالت کے کمرے میں

کھڑ کر کے جتنا ذلیل و سوا کرتا اسے اس کا احساس بے ہی ہو

گیا تھا۔ وہ بیرونی حیثیت سے میری کا کردگی سے بخوبی واقف

تھا اسی لیے اس نے دعوت سے جانے کے بعد خاموشی اختیار

کی تھی لیکن کیلاش سے نہت اوم پر کیش کے گنہ عوام

معلوم ہو جانے کے بعد میں نے خود پہل کرنے کی کھان تھی۔

میں جانتا تھا کہ اس طرح کماؤ کم اپنے دشمنوں کو اس بات

کا احساس دلاؤں کہ میں نے ہاتھوں میں چڑیا میں بین دھکی

ہیں میری خاموشی میرے دشمنوں کے حوصلے بڑھا سکتی تھی

چنانچہ میں نے اچانک سامنے آکر ان کے حوصلے پست کر دینے

کا ارادہ کر لیا تھا میں ان کو یاد دلانا چاہتا تھا کہ اگر انھوں نے میری جانب ایک اینٹ پھینکی تو میں اس کا جواب اس پتھر سے دوں گا کہ ہانا دیر اور سخی قوتوں کا معاملہ تو مجھے اس کے بدلے میں زیادہ تجربہ نہیں تھا مگر میں نے اتنا مزہ دیکھا کہ ان گندی طاقتوں کا مقابلہ بھی گندی ہی طاقتوں سے کیا جاسکتا ہے ہم ان کے اس وقت تک میسر علم میں ہی بات تھی۔

حسین آباد سے روانہ ہونے کے تقریباً دو گھنٹے بعد میں دوپہی کشتر آتش میں موجود تھا۔ میں نے چپراسی کے دلے اپنا وزینک کارڈ اندر بھجوا دیا۔ میرا خیال تھا کہ آئندہ مجھے ملنے کی کوشش کرے گا یا پھر مجھے اپنے دو دروازے کے باہر انتظار کروا دے گا۔ دوسروں پر اپنی برتری کا رعب جانے کی کوشش نہ خود کرے گا لیکن ایسا نہیں ہوا اس نے مجھے فوراً ہی اندر بلا لیا۔ ڈرائیو نے گاڑی کا دروازہ کھولا تو میں نیچے اتر آیا۔ دوپہی کشتر کے دفتر میں میسر کے کچھ واقف کار بھی موجود تھے جو میسر کے اصرار میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں گردن کے اشارے سے ان کے سلام کا جواب دیتا اندر پہنچا تو آئندہ کار اپنے کمرے میں تنہا نہیں تھا۔ اس کی کشمی بری نرملہ بھی وہاں موجود تھی جس نے بڑی گرم ہوشی کے ساتھ شتر کی نظروں سے میرا استقبال کیا۔ مجھے اس بات کا اعلان لگانے میں خود ہی نہیں ہوئی کہ میری فوری طلبی کی اصل وجہ نرملہ تھی۔ غالباً آئندہ کار سے یہ طاقت سرزد ہو گئی تھی کہ اس نے نرملہ کو میسر کے بلے میں لکھ لیا تو ایسا تھا چنانچہ نرملہ مجھے دیکھنے کے لیے بے چین ہو گئی اور اس کی اما پر مجھے فوراً طلب کر لیا گیا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر آئندہ کار کے چہرے پر بھی ناگوار دیکھنے کے بجائے ہنسنے کی تاثر نمایاں ہونے چاہیے تھے۔ مجھے یہ فائدہ ملا کہ وقت بھی آئندہ کار نے مروہ میری کامنڈاری کی البتہ نرملہ مجھے وجہ نظروں سے دیکھ رہی تھی میں کرسی پر بیٹھ گیا تو آئندہ کار نے اپنی نشست پر گھسٹاتے ہوئے نہایت سرد اور خشک بلے میں لوپھا۔

”فرمائیے سر، حال ایسے زحمت کی آپ نے؟“
میرا خیال ہے کہ میں ناوقت آ گیا ہوں۔ میں نے آداب مخلص کا لحاظ رکھتے ہوئے جان پر لڑھک کر نرملہ کی محبت دیکھا تو آئندہ کار ایک لمحے کو تھکا گیا لیکن پھر فوراً خود پر قابو پاتے ہوئے بولا۔
”یہ میری مسرت نہیں۔ کماری نرملہ آئندہ کار کے کماری پر ہمساز ہو گیا تھا۔“
خوشی ہوئی آپ کے دل میں نے بڑا راست نرملہ کو مخاطب کیا۔

”مجھے بھی آپ کو دیکھنے کا شرف تو تھا۔“ نرملہ ہونے جواب دیا۔ آئندہ اس وقت جلدی میں تھے آپ کا کارڈ دیکھ کر آپ کا نام بڑا یاد دلایا۔ آئندہ کیوں جھوٹی جھیرا مطلب کہ میں نے اخبارات پر بڑی کے مقابلے میں آپ کی شان و ارجحیت کی مزہ نہیں مگر بعد میں یہ جان کر دکھ ہوا کہ آپ نے اپنا کبھی پیشہ کے لیے ترک کر دیا۔“

”اس وقت حالات کا آقا مناسب تھا کہ میں اڑ کر دنیا لیکن اب یہ میں نے ڈرا کر کرنا سوچ دیا دوبارہ پرکھیں شروع کروں۔“
”ادھر شہر آشور۔“ نرملہ نے بے تکلفی سے کہا پھر بلے میں بولی میرا خیال ہے کہ پرکھیں دوبارہ شروع کر لیں آپ کو شادی کے بعد آیا ہے؟
”جی ہاں۔ میں نے کرسی پر سنبھلنے والے جواب انسان کو بہت کچھ گزرتے پر مجبور کر دیتی ہے۔“
”آپ بڑے دلچسپ اور زندہ دل معلوم ہوتا فرما سکرائی۔“

”دورہ فرازی ہے آپ کی۔“ میں نے اخلاق کا پھر منہ لگایا۔ آئندہ کار کو دیکھتے ہوئے بولا۔ میں اس وقت ایک چھوٹی سی زحمت لینے کے ارادے سے حاضر ہوا تھا۔ تو میری شکایت کی ایک نقل دو کار سے ہم آپ کی عدالت سے خلاف غالباً پریم نا تھا جو نے پشیم کی ہے۔“
”جی۔ آئندہ کار اچھل چلا پھر بول کر بولا۔ میں پریم نا تھا کہ نام کب لیا تھا۔“
”خیال ہے میرا۔ میں نے لے لے پوری سے جواب دیا۔“
”اے گی تو اصل آدمی کو نشان دہی بھی ہو جائے گی۔“
”فی الحال میں نے اس درخواست کے بدلے میں کہ فیصلہ نہیں کیا۔ آئندہ کار نے سیٹ بلے میں جواب دیا۔“
”کارڈوائی کی ضرورت محسوس کی تو آپ کو نوش فرمائے کر جائے گا۔“

”درخواست کی نقل کے بدلے میں کیا فیصلہ صادر ہے۔ آپ نے میں نے نرم بلے میں دریافت کیا۔ اگر اس کا پل جانے تو میں بھی ذرا اجرائی کارڈوائی کی کچھ تادی بھی اس شکایت کو باقاعدہ فائل پر نہیں لایا۔“
”لے نقل کی فراہمی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ آئندہ کار میں فاسری موجود تھی۔“
”مگر اب تک بے فائدگی سے کام لیا گیا ہے۔“

ادھوں بلے میں طنز کیا۔

”میرا حال؟ اس بار نرملہ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے۔“
”نا ہے۔ آپ نے کسی ہندوئی سے شادی کر کے لے کر لیا ہے۔“
”پیشے کے اعتبار سے آپ مجھے اس وقت بھی برسر حال تھی ہیں۔ میں نے سکرانے ہوئے کہ قانونی باتوں میں لفاظی نہ کرنا۔“
”کیوں؟“
”اے لیے خود ہی سی نرمیز کرنا چاہوں گا۔ میں نے جس سے شادی کی ہے وہ پہلے مسلمان ہوئی تھی اس کے بعد یہ کلاخ میں آئی ہے۔“
”عورت برہمن میں عورت ہی رہتی ہے۔ دھرم بدل جانے لے کس میں کوئی کمی نہیں آ جاتی۔“
”لیکن کچھ شیشوں میں ہاں خدو آ جاتا ہے۔ میں نے ابراہیم کا د پر چوٹ کی کچھ لوگ اسے اپنی ان کا مسئلہ نہ ہیں اچھ لوگ بلا وجہ میں ان کو پس جاتے ہیں اور ہی بنائی سنا کہ کاتیا ناں کر لیتے ہیں۔“

”آئندہ کارنا ہے کہ اس لوگ کو زبردستی مسلمان ہونے پر دیکھا گیا ہے۔“ نرملہ نے نہایت سنجیدگی سے بلے میں کہا۔ میں ل شادی کو کوئی عجیب نہیں سمجھتی لیکن کسی لوگ کو مجبور کرنا تو ایک مردانہ خیال نہیں ہے۔“
”میں آپ کے خیال کی قدر کرتا ہوں نرملہ داری۔ میں زلائی کا امید کرتے ہوئے جواب دیا۔ کچھ تشویش لانیے نا۔“
”فرامی جائے آپ میری بری سے تعین کر سکتی ہیں کہ زبردستی مسلمان بنایا گیا ہے یا وہ اپنی مرضی سے مسلمان ہوئی تھی۔“
”مزہ دہ آؤں گی۔“ نرملہ مسکراتے ہوئے بولی۔ مجھے ایک ناں آپ سے کچھ مشورہ کرنا ہے۔ آپ کی مسرت ملاقات ہو جائے گی۔“

”مجھے آپ کے دل میں مسرت ہوگی۔“
”میرا حال؟ نرملہ نے کچھ توقف سے کہا۔ آپ کا کیا خیال ہے۔“
”کیا مسرت کی بھی کوئی ذات پات یا دین دھرم ہوتا ہے؟“
”شادی بیاہ کے معاملات میں یہ باتیں میسر نہ ہوتی۔“
”بے شک سوا کہ نہیں۔ میں نے کہا۔ دو دلوں کا ملاپ نہ دنیا والوں کو اتنا برا کیوں لگتا ہے۔“
”جہاں دھرم کی بات آجائے وہاں لوگ مذہباتی بھی ہو تے ہیں۔ آئندہ کار نے پائپ جلاتے ہوئے کہا۔“
”فرقے دارانہ اور امتیاز پرستی تو نہیں ہوتے۔ ان فسادات اور بوجھوں کے پائپ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔“

”میں یہاں آپ کے اتفاق کرنا ہوں لیکن صرف اس حد تک کہ ان فسادات کا جو تک نہیں ہوتا۔ جو فساد فرقہ وارانہ ہوتے ہیں ان کے پیچھے لقیات کے گندے عوامل کا رفرما ہوتے ہیں کچھ ایسے سیاسی یا ذاتی اعتراض و مقاصد ہوتے ہیں جو گندے ذہنوں کی پیداوار ہوتے ہیں ان جھگڑے فساد میں بہت سے لوگ اپنا آؤ بھی میدھا کر لیتے ہیں کچھ بے موت بلے جاتے ہیں لیکن دونوں ہی صورتوں میں ذہن کے بیچ دلوں کے اندر جو شے جلتے ہیں جو رفتہ رفتہ پروان برہتے رہتے ہیں۔ میری ہی مثال لے لیجئے۔ میں نے آئندہ کار کو گھڑتے ہوئے سیٹ آواز میں کہا۔ پریم نا تھا جی غامضے ٹھکے اور کچھ داری ہیں یہ فساداتی مسئلہ پر تعینات ہیں آخری سوچ بوجھ بھی دیکھتے ہیں کہ کابل کے درختاں ہوجانے کے بعد وہ قانونی طور پر بے بس ہو گئے ہیں لیکن جس قسم کے اچھے داران کی جانب سے کیے جاتے ہیں اسے آپ کیا کہیں گے۔“
”کابل۔“ نرملہ نے چٹخا دے لیتے ہوئے کہا۔ ”باؤسریٹ“ کتنا خوب صورت نام ہے۔“

”خود بھی وہ اپنے نام ہی کی طرح خوب صورت ہے۔“
”گڑبٹ۔“ نرملہ نے تیزی سے کہا۔ ”آپ پہلے آدمی ہیں جس کے منہ سے میں بری کی تعریف سن رہی ہوں۔“
”اس نے تنکیدیوں سے اپنے مشورہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔“
”جی اگر اپنا پتہ سن لیں سب کچھ چھپا دے کر لے پھر بھی اس میں کوئی نہ کوئی برائی ضرور ملاکس کر لی جاتی ہے۔“
”اپنے اپنے خوف اور اپنی اپنی سوچ کی بات ہوتی ہے۔ نرملہ داری۔ میں نے منہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ وقت اور کام نکل جانے کے بعد آنکھیں پیر لیں تو ان کل کے مردوں کا شیوہ دین چکا ہے۔“

”میرا حال؟ آئندہ کار نے جلدی سے درمیان میں لے لیتے ہوئے مجھ سے کہا۔ دو گروں کی سوچ اودان کے ذہن پر ابھرنے لگی۔“
”عظیم اہمیت اور جاہل آدمی کے درمیان ہر حال کوئی نہ کوئی فرق ضرور ہونا چاہیے۔ میں خند گئے بولا۔“
”دولت اور شہرت پاس ہر انسان کو اپنی عزت کا احساس بھی زیادہ ہوتا ہے۔ آئندہ کار نے نہایت جھوٹی مثال دی۔“
”ایسا شخص ہر بات کو اپنی ان کا مسئلہ بنالیتا ہے۔“
”مردوں کا لاج بھی اکثر انسانوں کو ان کی سطح سے گزرتا ہے۔ میں نے تم کی ہر ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔“
”اچھی ایک کوئی ایسا چاہتا بھی ایجاد نہیں ہوا جو عزت شہرت اور دولت کو تول کر اس کا کوئی معیار مقرر کر سکے جس سے ایک فریق جو

گنگا کے

پجاری ناگ

اے حمید

جس دیش میں گنگا بہتی ہے۔ اس دیش کے
 پراسرار بت خانوں کیلاش پر بت کے
 مندروں جنوبی بھارت کے ہوس پرست
 پجاریوں کی خفیہ عشرت گاہوں اور
 بندھیاہل کے خطرناک جنگلوں میں ایک
 پاکستانی نوجوان کے حیرت انگیز ایڈوینچر سفر کی
 جی داستان

قیمت: حصہ اول = 150/
 حصہ دوم = 200/

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

راہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔
 استری مرد کی عزت بھرتی ہے اور اپنی عزت بچانے
 لیے منشی سب کچھ کر گزرتا ہے۔ نہ مڑلانے سہمے کما۔ ایسا
 ریاست کے ایک پاپ نہیں بلکہ کچھ ہے۔
 بہت بہت شکوہ نرلا دہری ایس مرن ہی جواب دینے
 ان غلطیاں حاضر ہوا تھا۔ میں نے نرلا کو تشکر آمیز نظروں سے
 دیکھتے ہوئے کہا پھر پلٹ کر نجد کی سے آئندہ کار کی سمت دیکھا جو
 نرلا کے جواب پر اندہ ہی اندہ نرلا دہریا تھا جھلس کر رہ گیا تھا لیکن
 سہارے ہڑت چپا کو چپ بوجھانے کے وہ اور بھی کیا سکتا تھا
 بچے اس کی لیے ہی دیکھ کر مسرت ہو رہی تھی۔
 میں اب اجازت جا ہوں گا مسٹر آئندہ میں نے ڈچی
 نرلا کو غائب کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا یہ میرا وعدہ ہے کہ
 پہل مری جانب سے نہیں ہوگی لیکن اگر میرے مکان کو براہ کرنے
 کی کوشش کی گئی تو اپنے بچاؤ کے لیے اور زندہ رہنے کے لیے
 مجھے لڑنا پڑے گا۔
 پھر میں آئندہ کار سے معافی کے داپس آگیا۔ اس کی
 آنکھوں میں چھلنے والا غلطیاب میرے لیے پڑا نیکو شخص
 ثابت ہوا۔ میری کھری کھری بائیں سن کر رہا لکھ گیا تھا وہ ایک
 زندہ لاف تھا۔ چلائے میں اس دمان پروردار کھانا اس کی دہریا
 تھی لیکن حالات کے مجبور ہو کر اس نے جس میں دہریا کی کا شرت
 دلت دلے ڈر دیا تھا۔ وہ اس کے لیے اب مزدور بن گیا تھا۔
 جلد بازی میں شاید وہ بھول گیا تھا کہ جمال منفر بار لٹ لائے
 دہریا طور پر دکان سے ملے تھے۔ اختیار کر لی تھی لیکن وہ مرا
 نہیں۔ زندہ تھا۔
 آئندہ کار کے کمرے نکلنے وقت میں نے خاص طور پر اس
 کے چہرے کے تاثرات کو دیکھا تھا۔ میری اچانک آمد اور بے جا
 باتوں نے اسے ذہنی طور پر الجھا دیا تھا لیکن نرلا کی حالت اس
 کے برعکس تھی شاید اسے مکمل حالات کا اندازہ نہیں تھا یا پھر وہ
 ان تشنگ باتوں میں الجھ کر اپنے جسم کی تڑپاؤں کی اور چہرے کی
 تشنگی کو مٹا رہا تھا۔ کراہا ہوا تھی میرے کمرے سے نہایت
 لائق وقت بھی اس کی لیے ایک اور سرکاری نظروں سے دروازے
 تک میرا تعاقب کیا تھا۔ ان نگاہوں میں کسی اطمینان کا نہیں
 بلکہ اپنا ریت کا اظہار تھا۔ شاید وہ چہرے اور سادہ نظریں پر گرا۔
 شخص سے اپنا ریت اور بے تعلقی کا اظہار کرنے کی عادی ہو
 چکی تھیں۔

اپنا ہک لے ایسا محسوس ہوا جیسے میرے سر کیس کے دروازے

کی گندی پیداوار ہوتا ہے لیکن دشمنوں کو موت کے
 آواز کو مانتا ہے۔ آپ جس قانون کی بات کر رہے ہیں؟
 وہ بھی اندھا ہوتا ہے لیکن پھر بھی ان قوانین سے
 جن کی مثالیں میں نے دی ہیں مگر آپ کا قانون ان
 قوانین کے خلاف کوئی فرد ہر عام نہیں کر سکتا
 میں نہیں نہیں۔ ڈچی کشن نے چھلانے ہوئے
 درمیان سے کاٹ دی۔ آپ کتنا کیا جاہ ہے یہ
 میں آپ کو قبل از وقت حالات سے باخبر
 بناب والا میں نے جیشہ و راز لب و لہجہ اختیار کر
 کہا۔ ہر سکتا ہے کل حالات اچانک غراب صورت
 لیں اور قانون کو بنا دے جس کی ایک فرقہ سے شکایت
 میں اس جگہ کی وضاحت چاہوں گا۔ آئندہ
 الفاظ چاہتے ہوئے اسرار ادا نہیں کیا۔
 پنڈت ام پرکاش جی آپ کے ساتھ میر
 میں بھی آپ کے گھٹیا طریقے اختیار کرنے کے منصوبہ
 ہے۔ میں دینگ آواز میں بولا۔ اس ڈر وکوت پر
 آپ کی موجودگی میں بھی مجھے گستاخی کی کوشش کی تھی
 اب اس نے سر جی کی کاش سے مل کر یہ مطالبہ
 میں اپنی بیوی کو اس کے گھر واپس بھیج دوں بصورت
 انجام بہتر ہو گا۔
 کیا سر جی کی کاش تحریری طور پر اپنا بیان دے سکے
 میں فی الحال اپنے کسی دوست کو آواز میں نہیں
 جاتا۔ البتہ اگر آپ چاہیں تو میں جمال ہنز بار لٹ لا
 باقاعدہ تحریری بیان دے سکتا ہوں اور ان پڑوں کی
 بھی کر سکتا ہوں جو یہ بات کے گندے شے میں اس کا
 لینے کی کوشش کر رہے ہیں میں نے اس بار سخت
 کہا پھر فوراً ہی معنی تیز انداز میں آئندہ کار کی دھکی دگ
 لکھتے ہوئے بولا۔ بات اگر آگے بڑھی تو میں بھی دوسروں
 باغی کر کے نقاب کرنے سے گریز نہیں کروں گا۔
 آپ چنتا نہ کریں جمال صاحب۔ آئندہ کار کے
 نرلا نے نجد کی سے جواب دیا۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ
 اس مسئلے میں آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر
 رہا۔ شکوہ نرلا دہری۔ میں نے لکھتے ہوئے کہا یہ
 یہی چاہتا ہوں کہ اگر میرے ساتھ انصاف نہ کیا جائے
 سہ انصافی سے بھی گریز کیا جائے میں اگر دوسروں کی مجبور
 سمجھوں ہوں تو دوسروں کا بھی فرقہ ہے کہ دمان حالات
 کی کوشش کریں جو انسان کو مجبور شرافت کو خیر ہوا کہ

اپنے آپ کو دوسرے فرقے کے مقابلے میں زیادہ دولت مند
 اور شہرت یافتہ سمجھتا ہوں اس سے کہیں زیادہ کٹر ہوا ایسی
 صورت میں آپ کی کہیں گے؟
 میں آپ کے ساتھ بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ آئندہ
 کا نرلا کو افسرانہ شان پر آواز دیا۔ ہر حال میں مشورہ ہے کہ اگر
 موجودہ معاملے میں آپ نکلنے سے دل و دماغ سے کام لیں تو
 زیادہ مناسب ہو گا۔
 گو یاد دہری لفظوں میں آپ مجھے بحیثیت ڈچی کشن
 یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ کوڑی کے لوگ میرے مرنے لگے کی
 کوشش کریں اور میں خاموش رہوں مذہب کے نام پر شیعہ
 بازی کرنے والے بازادی لوگ میرا سکون برا کرنا چاہیں اور
 میں چپ بیٹھا دیکھتا رہوں مجھ سے طاقت کے نام پر یہ مطالبہ
 کیا جائے کہ میں اپنی بیوی کو زبردستی گھر سے دھکے مار کر اس
 لیے نکال دوں کہ اس کے باپ کو یہ رشتہ پسند نہیں میں بیگنیت
 تیز ہو گا۔ ڈچی کشن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گرجا وار
 آواز میں بولا۔ اگر کوئی ایسا یہ مطالبہ آپ سے کیا جائے تو آپ
 کے دل پر کیا کرنے کی؟
 میں بھی نہیں مشورہ۔ آئندہ کار کے جائے نرلا نے تجھے
 لئے پوچھا۔ کیا پیرم نا تھ جی یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنی دھرم
 پتی کو ان کی خاطر چھوڑ دیں؟
 جی ہاں۔ دوسری صورت میں عرصہ حیات میرے راہ پر
 تنگ کر دیا جائے گا۔ میں زہریلے ناگ کی طرح بل کھا کر لوں گا۔
 پیرم نا تھ اور اس کے نامت افسروں نے غالباً مجھے بزدل
 سمجھ لکھا ہے۔
 تو آئیسی نہ مڑلانے اپنے شوہر کی طرف دیکھتے دے کہا۔
 یہ تو میری نا انصافی کی بات ہے آئندہ
 میں قانونی پوزیشن سمجھتا ہوں میں حال آئندہ کار نے
 پہلی بار غالباً نرلا کی وجہ سے ایک اہم شخصیت کا اعزاز
 کرتے ہوئے کہا۔ دنیا کا کوئی قانون کسی باغی کو اس کی مرضی
 کے خلاف زندگی گزارنے پر مجبور نہیں کر سکتا ایسی صورت
 میں کہ جب اس نے اپنا دھرم بدل کر باقاعدہ شادی بھی کر لی ہے
 کچھ قوانین اور جی میں مشورہ پتی کشن میں نے نہایت
 چیتے ہوئے سب سے باکی سے کہا۔ پنڈت جیادلوں کا قانون ہوندا
 اور دھرم شالوں میں دیوی دیوتاؤں کے نام پر دھرم کی آڑ
 لے کر دھکیا جاتا ہے۔ مجبور اور دھرموں کا قانون جو ہر ترک
 جھلا (ایک صاف کپڑے) پر کس جاکو دھرم کو تیار و بر باد
 کر کے لے لیتا ہوتا ہے۔ اور سبھی قانونوں کا قانون جو گندے ہون

نہجے ان گنت فریب دینے لگے میری معصوم درخشاں بھی ایک ایسے ہی ذہیب کا شکار ہو کر موت کے چنگل میں جا پھنسی تھی اس کی موت کے بعد سے گزری طافرتوں نے میرا بیچا چھوڑ دیا تھا لیکن شاید اب ایک بار پھر وہ میری اور درخشاں کی ملاقات کے درمیان حائل ہوا چاہتے تھے۔ درخشاں نے مجھ سے دور دراز سفر کے بعد موت کے درپ میں لے کر کہا تھا پھر وہ سانپ کے روپ میں کیوں آئی تھی؟

سیاہ سانپ کی حقیقت کو آڑنے سکے میں نے اچانک اپنے چہرے پر کڑی مسکائی کے تاثرات نمایاں کر کے اٹھ بیٹھ اٹھا کر دوبارہ اس پر تان لیا۔ میری اس اچانک حرکت پر درخشاں کی آنکھوں میں بھی خوف کی جھلکیاں ابھرا میں اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میری درخشاں نہیں بلکہ کوئی سفیل طاقت ہے جو درخشاں کے عذاب لگے خوب صورت فریب ہے کہ موت سے بھگا کر آج چاہتی تھی معرکہ برمال درخشاں کا ڈپ دھا کر سنے آئی تھی اس لیے میں نے فائر کرنے میں جلد بازی نہیں کی بلکہ کافی ہونی سزاؤں میں بولا۔

”اگر تم درخشاں ہو تو اندھا جاؤ ورنہ میں تمہیں شوت کر دوں گا“
سیاہ سانپ غصہ بھرا ہوا کہہ کر نہ میں پرچھن مارا۔ کھولی کے خیال نے اسے سرائے پر مجبور کر دیا تھا مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میرا کوئی پراواؤش ہے جو مجھے درخشاں کی پرچھائی میں سے بھی وہ دیکھنے کے لیے ابھی تک میرا تعاقب کر رہا تھا میری آنکھوں میں خون اتر آیا۔ میں نے اللہ کا نام لے کر ٹریگر دبا دیا۔ فائرنگ آواز کے ساتھ ہی سیاہ سانپ ٹڑپ کر گرا پھر اچانک میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں نے کہیں سے باہر نکل کر اس کا تعاقب کرنے کی طاقت نہیں کی تھی ماضی کے شرار و افعات اچانک میرے ذہن کے پردوں پر جا بھرا۔ پس میں گڑ بھونے لگے میرے سڑل کی دھوکیں بولنے شباب پر تھیں آنکھوں کے سامنے۔ اور یہی چیلنے لگی تو میں نے بڑھ کر کہیں کے دروازے کو دوبارہ بولت کیا پھر لوٹھکاتا ہوا اپنے بستر پر اٹھ بیٹھا۔ جسم پیٹنے سے شرابو ہر دو تھا میں نے آہستہ سے خود کو پوسکھنے دیکھے کے لیے آنکھیں موند لیں۔

صبح اٹھنے کی میری پر سبک خلافت توفیق خاموش نظر آ رہا تھا۔ میں نے کپڑے کش کر وضاحت طلب نظروں سے دیکھا لیکن اس نے اشارے سے مجھے یہی سمجھنے کی کوشش کی کہ وہ بھی سبک کی خاموشی کی وجہ سے لاعلم ہے۔ سوچ کر کہہ کر کہیں ہے وہ رات دیر تک جاگتا رہا۔ مراد منہ کا خارا ابھی تک اس کے ذہن پر موجود ہو رہا ہے اسے چھیننا مناسب نہیں سمجھا ذاتی طور

درمانی فاصلہ نہیں اس خوف دہرہ ہو گا۔ وہ مجھے اپنے سارے بچہ کر غصہ ایک انداز میں پھینکا رہا تھا اور سارا دہرہ تھا لیکن حصار کو لگا دیا داخل ہونے سے قاصر تھا۔ میں نے مل کی دھڑکن پر تڑپا بولتے ہوئے پتھریل پر اپنی گرفت مضبوط کی۔ جلدی سے سرپ کے من کاٹنا نہ لیا۔ ٹریگر دبا جاتا تھا کہ ایک کشت پتھریل پر میری گرفت وسیع ہو گئی۔ میرے تنفس کی رفتار تیز ہو گئی۔ میں بھی پھٹی پھٹی ہوں سے سانپ کے من کو دیکھنے لگا جس کے اندھے اپنی درخشاں کی مصیبت جاگتی صورت نظر آ رہی تھی وہ موت کے سرکالے کے کھن میں جیسے محسوس ہو کر وہ گئی تھی۔ وہ میری درخشاں ہی تھی جسے میں لاکھوں میں شناخت کر سکتا تھا۔ میں کوئی غراب نہیں دیکھ رہا تھا حقیقت سے وہ چار تھا میری نظروں لگے دھوکا نہیں ہے یہی نہیں پھر درخشاں کے بہنوں کو جنبش ہوئی اور اس کی ٹانگوں آواز میرے کانوں میں گونجنے لگی۔

”جہاں اس قدر خوف ہے کیا دیکھ لے ہو کیا تھیں اپنی نگاہوں پر یقین نہیں آ رہا ہے؟“
”درخشاں... میں... ہم... سانپ... میں نے بڑھ الفاظ بولنے شروع کر دیے۔

”ہاں جہاں تم سے ملنے کے لیے تھیں ایک نظر دیکھنے کے لیے طرح طرح کے روپ اختیار کرنے پڑتے ہیں لیکن یہ روپ عادی ہیں میں تمہارے سامنے آنے نہیں بلکہ یقین دلانا چاہتی ہوں کہ ہم ایسی دنیا میں ایک بار پھر ملیں گے“

”درخشاں! میں نے دیکھتے ہوئے کہا“ تھیں تلاش کرتے کرتے میں بہت تھک گیا ہوں“

”ہمت سے بھر کر جال! ہم بہت جلد ایک جہاں میں گئے اس نے بڑی اپنا نیت سے کہا پھر شکایت بھرے لیے میں ملی۔ تم مجھے اتنی دھوکیں کھڑے ہو۔“
”بھئی تھیں شاید میرا یہ روپ پسند نہیں آیا“

”درخشاں... درخشاں... میں نے اپنے بال نوچتے ہوئے کہہ کر کہا“ میں بالکل جرحاں کا درخشاں“
”میرے فریب آؤ جال! ڈرو نہیں“

درخشاں کی آواز میں کس سے دل کی کیفیت ڈراؤن ہو رہی تھی میں نے ایک قدم آگے بڑھایا پھر ٹھنک کر رک گیا۔ میرے دل نے کہا۔ اگر وہ درخشاں ہے تو حصار کے اندر آئے کیوں گزیر کر رہی ہے جہاں سے پہلے بھی وہ میرے فریب آگے تھی پھر آج میں جیکھا رہی تھی اچانک میرے سر کے بدن میں خوف کی ایک سرور لہر دو گئی۔ ماضی میں بھی میرے دشمنوں

میں کو بھی اور میں بے اختیار چڑخڑا کر اٹھ گیا۔ لیکن میرے لیے جھنجھوڑ کر سونے سے بیدار کر دیا ہو۔

آواز پر تھک کر بڑی مدد اور کمزور تھی لیکن میں نے اس صاف طور پر سنا تھا۔ کچھ سوچ کر میں نے نیچے کے نیچے اپنا پتھریل نکال کر دھم میں مضبوطی سے پھڑا دیا۔ وہ جھن جھن جھن مراد دروازے کے قریب آ گیا۔ میرا دل بھی بلاشرعاً پریشانی تھا اس لیے کہ بھری جہاز پر مجھے کسی سے اپنی جہاں مطمئن کوئی خدو نہ تھا کسی سے میری دشمنی بھی نہیں تھی ہر طرح کی توقع کی جا سکتی ہر حال شاید ماضی میں کدھ ہے ہر ہل ناک واقعات اس وقت میرے ذہن پر تازہ و آشنا انداز ہو جس کا پتھریل لے کر دروازے کی سمت جا رہا تھا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر میں نے اپنا کان اس سے مارا دوسری جانب کی گن گن لے سکھ کہیں کے اندھے ا خطرہ دیکھیں نہیں آ سکتا تھا اس لیے لیکن آیت الاکرسی کا ورد کرتا تھا اور حصار کھینچنے بیٹھ سونے کا مادی نہیں تھا۔ دیکھنے کے لیے مجھنے سے پہلے ہی میں نے حصار کھینچ دیا تھا۔ یہ مسلمان کی حیثیت سے میرا فقیہ ہے کہ حصار کے اندر وہ کی کوئی دیدہ یا نادیدہ قوت کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ”دشمن تک میں دروازے سے کان لگا کر کھڑا رہ سے صرف وہیوں اور ہواؤں کے طے جلد شور کی آواز سنائی دے رہی تھی مجھے اپنی بزدلی پر غصہ آنے لگا۔ میں دروازے کے ذ سے بھڑکا بیٹھنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ دشمن کی بارگاہ آواز پھر سنائی دی اس کا لگا تھا جیسے کوئی صرغٹ اٹھیں کے پ دروازے کے پہلے جھٹے ہو دشمن نے دہرہ دھک دینے کے لیے وہ انداز بھی نہ صرف پر تو بلکہ جلد بھٹ فریب تھا پھر ہم میں نے نیت آہستگی سے دروازے کے بولٹ گرائے اور کہنے دروازہ کھول دیا معرکہ دہشت سے ہی میں خوف و دہشت سے لے اچھل کر دو قدم پیچھے جھکی ہو گیا۔ جو کچھ میں نے دیکھا وہ بھی تعجب کی چیز تھا۔

کہیں کے دروازے کے باہر ایک سیاہ رنگ کا سانپ کٹھن بٹھے بیٹھا تھا اور اپنا چھن کا ڈپ میری جانب متوجہ تھا جس دشمن کی آواز میں سن رہا تھا وہ یقینی طور پر میری ہر کی دشمن تھی اگر میں فوراً ہی اچھل کر نیچے بہت گیا ہوتا تو شاید موت کا وہ پرکارہ ہو جوتے چاند کی روشنی میں صاف نظر آ رہا تھا مجھے دس چکر ہوتا تھا میرے خوف کی یہی وجہ تھی اور قدرت مجھے کچھ دنوں اور زندہ دیکھا جاتی تھی۔

میری نگاہیں سانپ پر جمی ہوئی تھیں میرا انداس کا

پر کوئی آہستہ آہستہ دھک دے رہا ہو میں نے انتظار ہی طور پر اٹھ کھڑا ہوا۔ علم اور کالی بند کر کے جلدی سے انداز میں لگا پیر بستر پر بیٹھ کر دروازے کی سمت دیکھنے لگا۔ مجھے خود بھی اپنی اس منطقی کیفیت پر تعجب ہو رہا تھا کہ کی آواز سن کر مجھے اسی طور پر دروازے کے قریب جانا چاہیے تھا معرکہ جہنم وہ کون کی قوت تھی جو مجھے دروازے کے قریب جانے سے روک رہی تھی۔

بحری عقاب آہستہ آہستہ جھپکے لے رہا تھا جس کا وارح مطلب یہی تھا کہ ہر سرحد کی ہوجوں میں تامل موجود ہے میں نے دیوار پر بھی گھڑی پر نظر ڈالی اس وقت رات کے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کا تھا۔ میں ڈانسی گھٹنے میں آنا مستغرق ہو گیا تھا کہ وقت کا اندازہ نہ دیکھ کر دشمن کی وہ آواز دھمکنے کے باوجود اس قدر پر کار تھی کہ میری غریب فریاد گئی۔

میں باہر پر مچا دروازے کو کھینچا جا رہا تھا۔ میرا یہ فعل یقینی طور پر مچا رہا تھا اور پکا تھا اس لیے کہ باہر اگر کوئی تھا تو دروازہ کھینچ کر نظر نہیں آ سکتا تھا پھر میں جلد دروازے کو کہیں جھکی باندھ گھوڑ رہا تھا۔ باہر سے ہوجوں کا شور بھی صاف سنائی دے رہا تھا۔ دشمن کی آواز میرا ذہن بھی پرستی ہے میں نے اپنے ذہن کو کشتی دینے کی کوشش کی۔ ڈانری میں میں نے اپنی ماضی کی داستان جہاں تک کہ تم کی تھی اس کے آتے جو واقعات اور حادثات رونما ہوئے تھے وہ آج بھی میرے لیے ناقابل فراموش تھے اگر ان پر اسرار اور حیرت انگیز واقعات کا ذکر کریں اور نہ کیا ہوتا تو شاید میں تمام جوانوں پر یقین نہ کرتا لیکن وہ سب کی سب میرے ساتھ گزرتے تھے میری آنکھیں میں ہل ناک واقعات کی پٹریں دیدہ گواہ تھیں میں ان پر اسرار بانیوں کو بھلا کیسے فراموش کر سکتا تھا جنھوں نے آج تک مجھے کرب اور آذیت دو جا کر رکھا ہے ان حادثات کا ایک ایک نقش آج بھی میرے ذہن کے نہاں خانوں میں محفوظ ہے۔

شاید ان ہی ناقابل ترمیم واقعات کا اثر تھا جو میرے لاشعور میں لپے ہوئے رہا ہوں نے اس دشمن کو میرے شعور میں بیدار کر دیا تھا۔ وہ یقیناً میرا دم تھا۔ میں نے خود کو کچھ یا چھ کہیں کی لاش آت کر کے سونے کے ارادے سے بستر پر دروازہ پر گیا۔ باہر سرحد کی لہری بحری عقاب سے ٹکرا کر شراباں شراباں کی جھڑپوں پر بیدار رہی تھیں وہ لہری ان کو میرے کانوں میں گونج رہی تھیں۔ مجھ پر آہستہ آہستہ شعور کی جلدی ہو رہی تھی میری آنکھوں کے چپوئے بوجھل ہونے لگے۔ منہ کا خار مجھے تھپک تھپک کر سلا رہا تھا کہ دشمن کی آواز پھر میرے کانوں

انسانی تاریخ کا ایک انوکھا سفرنامہ

عاطون

اے حمید

چار جلدوں میں پیش کی جا رہی ہے

اہرام مصر سے فرار =/150

اندلس کی آخری شمع =/125

ہڑپہ کی ناگن =/125

عاطون موت کے دروازے پر =/200

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

میں رہا عظیم سے یہی دعا کروں گا کہ یہ دن آسانی اور
خیر نوبی سے گزر جائیں۔

بھائی جیکب: کیا کاش نے موٹ جیتنے کے لئے
کیا تم نے ملے کر کیا ہے کہ جب تک وہ خوش ہو جا جاؤ پھر
موجود ہے تم اسی طرح منہ چلائے ہیں اور کرتے رہو گے ہاں
سے تو میرے کہہ دو روز کے لیے اپنے کیمین میں بند ہو کر بیٹھاؤ
تم سرخون پر سے دوست ہر رات کی نفی کرنے کیلئے
اپنی مدد کل سانس کو دریاں میں گھسیٹ لاتے ہو اس لیے تم
سے کچھ کہنا ایسا ہی ہے جیسے گڑھے کے آگے میں بجانا جیکب
نے بڑا سامنے بنائے ہوئے کہا۔

• عمارد میں آؤ پڑو یہ نہیں چلتی میرے بھائی؟
کیکاش نے ہڑپہ پرستی سے جواب دیا: "جیسے کے آگے میں
بجانا صبح عمارد ہے۔"

"مقل کے مقابلے میں تم جیسے کو بھی سلامت کے اعتبار
سے بڑا ملتے ہو اس لیے تم سے سامنے زبان سے کرنی بات
نکالنا بے سود ہی ہے۔" جیکب تجویز کی سے بولا۔

• میرا اندازہ اگر غلط نہیں ہے تو کل رات پھر جیکب کے ساتھ
کوئی حادثہ گزرا ہے میں نے کہا پھر براہ راست جیکب سے
پوچھا: "کیوں جیکب؟"

• عمارا اندازہ بالکل درست ہے لیکن میں کل سانس...
• سیدھی طرح بتاؤ کیا بات ہے؟ کیا کاش نے موٹ
جیکب کی گردن پر ایک ہاتھ سے گرفت مضبوط کر کے کہے۔
• اگر آپ تم نے میری مدد کیلئے سانس کی فشان میں ایک صحت
بھی کہا تو گردن توڑ کر رکھ دوں گا۔

• "بھائی! ہوں۔ گردن تو چھوڑ دو۔" جیکب نے تیزی سے کہا۔
پھر کیکاش کا ہاتھ بنا کر گردن سہلاتے ہوئے بولا: "کل رات
تو بھائی بڑھ پڑے دو بچے اچانک کرنی میں سے کیوں سے
اس طرح نکلا آیا تھا جیسے نئے میں دھت ہو۔" دروازے پر
کھڑے ثابت کی آواز سن کر میری آنکھ کھل گئی پہلے میرا اندازہ
سو فیصد یہی تھا کہ وہ ملے گا کوئی فرد ہو گا جس نے ضرورت سے
زیادہ پی لی ہوگی اور نئے میں پوکش دھماکے کر کے میرے
کیوں سے نکلا گیا ہو گا لیکن بعد میں مجھے اپنے خیال کی تائید کرنی
پڑی اور پھر پوری رات میں نے جاگ کر گزاری ہے۔

• "کیوں؟ کیا کاش نے دیکھی تھیں؟" جیکب نے پوچھا۔
کل رات وہ شب خرابی کے لباس کے بغیر ہی آگئی تھی۔
• "وہ موتی تو نقیب مانو میں کل رات ہی اس کا گلا گھونٹ
کر بیٹھ گئے اس کی خوست سے نجات حاصل کر لیتا۔"

اے اپنے نوکیلے پنجوں میں دلوں کو کڑھال کو دیتی ہے اور یہ
تھیل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک ہاں کی کامل نہیں
اکٹا جاتا اس کے بعد وہ ایک ہی وادی میں اپنے شکار کو موت
کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔ میری حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔
جکین ابھی مجھ سے تھیل لے رہا تھا۔ خوف زدہ کر کے وہ تھیل سے
دھاتھ۔ اسے معلوم تھا کہ میرے لیے پناہ کی کوئی محفوظ جگہ
نہیں ہے۔ میں راہ فراہم کرنے سے قاصر تھا، پوری طرح اگر
کے دم و دم پر تھا لیکن اب شاید وہ موت اور زندگی کے اس
تھیل کو تیز کر دیتے۔ پھر مجبور ہو جائے گا۔ اس نے گزشتہ رات
جس روح کو سائب کے رہا میں میری موت کا پرکار دینا کر
بھیجا تھا میں نے اسے زخمی کر دیا تھا۔ مجھے شک ہے کہ کاش کوئی
دیکھی نہیں ہے۔ یہی کیوں اتنا ضرور دھاتا تھا کہ چوتھا کھا یا ہوا
شکار ہریشہ خطرناک انداز میں پلٹ کر حرکت کرتا ہے جیسے
اب مجھے کسی رعایت کا مستحق نہیں سمجھے گا اس کا دوسرا وار
یقینی طور پر پناہ دیا اور بھڑوڑ ہو گا۔

• "تمہارے قاتل ہو کر تم پر عرش پر آگئے۔ سنو کی موت
میں اس وقت بھی دریا زبے کا امتداد موجود تھا لیکن اتنا
زیادہ بھی نہیں کہ ہم کیمین کے سامنے بھی ہونی کر سکیں۔ پھر نہ
جیتھ سکتے۔ ہوا صحتی زیادہ خشک تھی آسمان بالکل صاف
تھا۔ عرش پر آجستہ آجستہ زندگی بیدار ہو رہی تھی پھر عتاب
کے حملے کے افراد بیدار ہو کر اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے تھے۔
• کیا تجھے سائب سونجھ گیا ہے؟ کیا کاش نے جیکب
کی طویل خاموشی سے آگاہ ہے؟ میرے کہنا سائب کا نام سن کر میں
بھی چونک اٹھا۔ کیا کاش بدلتا جیکب کو گھومتے ہوئے بولا۔
• "کچھ پتہ تو نہ ملے کہ آخرات کیا ہے؟ کیا سابی عورت نے کل
رات پھر شب خوابی کے لباس میں مجھ سے دروازے پر
دنگ دی تھی؟"

• "نہیں۔" جیکب نے ایک مڑاؤ ہو کر جواب دیا: "کل رات
مجھے دنگ کی آواز نہیں سنائی دی تھی لیکن میں لوٹے ڈھونڈ
سے کر سکتا ہوں کہ وہ سابی جوڑا ہلے لیے ہے۔ عہد خوش
ثابت ہو رہا ہے۔"

• "میرا خیال ہے کہ تمہارا دماغ بالکل ہی مفلج گیا ہے۔ کیا کاش
بھلا کر بولا: "بلاد جیسی کے پیچھے پڑنا اگلا کھانے کے خلاف ہے۔"
• "کشتان ایٹھ نے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ اس بوڑھے کو اگلی
بند گاہ پر بحری عتاب سے آواز دے گا۔" میں نے گفتگو میں
حصہ لیتے ہوئے کہا: "میرا خیال ہے کہ وہ روز بعد فی جڑ پتہ
پڑسٹ کر انداز ہوں گے۔"

پرمیں الجھا ہوا خدات والا سیاہ سانپ ابھی تک میرے
ذہن میں کندلیاں مارتے بیٹھا تھا اور میں اسے غضبناک انداز
میں جھپکاتے سن رہا تھا۔

• ایک مڑے بعد پھر ماضی کے زخم تازہ ہونے لگے۔ جیتی
باتل کے تجربے نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ بحری
غضب پر میری دشمن ضرور موجود ہے۔ کوئی ایسا واقف کار
وہی ہو میری سابقہ زندگی کے واقعات سے بڑی واقف تھا
اور مجھے درخشاں سے دو روز گھنٹے کے لیے میرے خون کا پیاسا
ہو رہا تھا لیکن وہ کون تھا؟

• "جکین۔" میرے ذہن میں اچانک نائب کشتان کا
نام ابھرا۔ یہ وہ گمراہ شخصیت کا ایک خفاہر دھول کو ملانے
کا مل جاتا تھا۔ پلانر کثیف کے ذیلیہ ہر بات کا جواب
طلب کر سکتا تھا۔ جکین سے میرے دشمنوں نے سیلون سے
روانگی کے وقت اس کی خدمات حاصل کر لی ہیں اور اب
وہ آجستہ آجستہ مجھے اپنے جال میں پھانسا رہا ہے۔ ہمدردی کے
ذیلیہ وہ صرف میرے ماضی کو کھنگال سکتا تھا بلکہ وہ جگہ
بھی دریافت کر سکتا تھا جہاں درخشاں نے ایک نئے انداز
اور ایک نئے ردب میں مجھ سے دوبارہ ملنے
کر لیا تھا۔ یقیناً وہ جکین ہی ہو سکتا تھا۔ ہو میری موت کا
خواہش مند تھا۔ میرے دشمنوں نے اس کی خدمات حاصل
کرنے کیلئے بلاشبہ مجاری بند ہی ہوگی۔ مجھے اس بات پر
بھی حیرت تھی کہ گزشتہ رات ملانی نے مجھے کسی بد روح کی بوچھاڑ
کا نوٹس نہیں لیا، بے خبر ہونا رہا۔

• میرے ذہن میں آدھیاں چلنے لگیں حالات نے مجھے
اس بار میں بھنور میں چھنسا دیا تھا اس سے بچ نکلتا میرے لیے
دشوار تھا۔ بحری عتاب پر جکین کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔
• علاج سے لے کر کشتان تک سب ہی اس سے رد و تحوں کے
عمل کی وجہ سے کڑھاتے تھے۔ بات کسی شہر کاؤں بالک کی ہوتی
تو میں زندگی چلانے کیلئے دوڑ دوھوپ کر سکتا تھا۔ ایک جگہ
سے دوسری جگہ ڈار ہو سکتا تھا لیکن سہرا پیرنے والے
جہاز کی دنیا بڑی محدود ہے اور جکین اس دنیا کا بلا شکر تیر ہے
بادشاہ تھا۔ یہی پوری طرح اس کے دم و دم پر تھا۔ یہی حالت
اس جہاز کے اندر تھی جو غوغا رملی کے بچوں میں کھلوانا
جاتا ہے وہ دل بھر کر اس سے کھینچتے ہیں۔ ایک لکڑی کا آواز
چھوڑ دیتی ہے وہ سہا سہا بھٹا ہوتا ہے پھر زندگی کو موت
کے بلے دم ہاتھوں سے پھانسنے کی خاطر اچانک بھاگ کھڑا ہوتا
ہے لیکن اسے پناہ نہیں ملتی۔ بل کی ایک ہی جست میں دوبارہ

”بھرتہ میں نے سبک دیا، واپس گیا تھا، رات بھر جاگتے رہنے کی وجہ سے کیا تھا؟“

”مجھ سے یہ طاقت مرزا ہو گئی کہ میں نے اٹھ کر کہیں کا دروازہ کھول دیا تھا، جب تک نے جانے کیوں بھر پھری تھے مجھے کہا، وہاں میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے جو تھے میں صحت پر بھروسہ ہے میں نے سوچا تھا کہ اسے اس کہیں تک جا کر چھوڑا، افسوس کا مبادا کر وہ اس کیفیت میں سمندر کی لہروں پر چل قدمی کا ارادہ نہ کر لے لیکن جاننے ہو چکا ہوا ہے۔“

”کیا بڑا بڑا میں نے تیزی سے پر چھا، کیا کش کے ہنر میں پرمسکراہٹ تھیں، وہی تھی وہ جبکہ کو کھٹے جا رہا تھا۔ وہاں مجھے کوئی ذی روح نظر نہیں آیا، یہ جب تک نہایت سنجیدگی سے جواب دیا، ”البتہ کسی کے کرانے کی آواز بڑے واضح طور پر میرے کانوں میں آ رہی تھی میں نے ادھر ادھر دیکھ لیکن وہاں کسی کا نشان بھی نہیں تھا۔“

”نکس ہے کوئی اپنے کہیں کے اندر کرا رہا ہو، کیا کش نے تیزی سے کہا، ”تم نے گواہ دی اور احمق ہو جاتی سی بات سے ڈر کر بات بھر جاگتے تھے۔“

”اب غلطی کی قسم وہ میرا دم نہیں تھا، جب تک قسم کھاتے تھے جواب دیا، ”وہ آواز میرے کہیں کے بہت نزدیک سے آ رہی تھی میں نے اس آواز کا تعاقب بھی کیا تھا۔ خدا نے بڑی بڑی بات کا سایہ مجھ پر برقرار رہے مجھے میں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی میرے کہیں کے دروازے کے بائیں جانب لپٹا رہے گا، جیسا کہ ہرگز نہ ہو، جیسے وہ زخمی رہا ہو اور اس نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہوں اسی لیے وہ مجھے دیکھنے سے قاصر تھا۔ میں دوسرے ایک اس کی آواز میں سننا رہا پھر میں نے دل پر ہر کر کے اس ناویدہ زخمی کو مخاطب کرتے ہوئے بلا کر۔“

”کون ہے؟ اور پھر؟“ جب تک نے دوبارہ بھر پھری لے کر کیا کش کو گھومتے ہوئے کہا، ”کیا تم یقین کرو گے کہ میرے ہٹا کر تھے ہی وہ آواز ایک لحظہ مستم ہو گئی تھی؟“

”جب تک بات سن کر کیا کش کے ہنر میں پرمسکراہٹ تھیں

”جوں درست تھا، وہ ناویدہ قوت جو سانپ کا دل پہ اختیار کر کے مجھے ڈسنے آئی تھی میری گولی سے زخمی ہوئی پھر لگا ہوں سے اوچھل ہو گئی اس کے بعد غائب ہوئی پھر اسے طاقت جب تک کہیں سے نکلا گئی اور جب تک کہ وہ کی آواز تھی وہ بھی اسی ناویدہ قوت کی رہی ہوگی۔ لیکن وہ کون؟ قوت تھی؟ کیا وہ تجس کی شرارت تھی؟ میرا دل نہ زور سے دھوکا رہا تھا۔“

”میں یقین بنی کہ اسے ایک شہدہ دل کا بشر کے تھرا، مذاق نہ سمجھو۔“ کیا اس نے اپنی شرارت کو سید کی میں تبدیل کر کے ہوئے جب تک کہ اسے مجھے عرصے کے لیے یہ چھوٹا جادو کو تم پا دیا۔“

”پھر؟“

”سنسنی خیز انداز کے پھر اس نے دل کے کھنا شروع کر دے مجھے یقین ہے کہ عیشیت، دلہن بنگا، تم زیادہ کا سیاب ثابت ہو سکتے ہو۔“

”لعنت ہو تمہاری سنجیدگی اور تمہارے مشورے پر؟“ جب تک تمہارا کر لیا پھر مجھے کہنے کی میں چلا گیا کیا کش اس کی بھلاہٹ پر مسکرا رہا تھا۔

”میرا خیال ہے کہ جب تک جو کچھ کہہ رہا تھا وہ صرف مذاق نہیں ہے۔“ میں نے اجرت سے کہا۔

”کیا تم بھی اس قسم کی فضولیات پر یقین رکھتے ہو؟ کیا کش نے مجھے بہت سے گھورا۔

”کیوں کیا تم بھول گئے ہو کہ ماضی میں اس قسم کے شرارت حادثات میرے ساتھ پیش آچکے ہیں؟“

”وہ نہایت بجا رویوں اور عقل کرنے والوں کی شرارت تھی؟“

”کل رات جب تک نے جو کچھ محسوس کیا وہ بھی پرانے واقعات کے سلسلوں کی ایک کردی ثابت ہو سکتی ہے۔“

”لیکن اب انھیں تمہاری ذات سے کیا دلچسپی باقی رہ گئی ہے؟“

”میری ذات نہ سہی لیکن وہ نشان کی ذات سے ان کی دلچسپی بڑھ جاتی تھی، میں نے اسے مرد آہ بھر کر جواب دیا، ”تم کو یاد ہو گا کہ اس نے مرستہ وقت کیا کیا تھا۔ ہم اسی دنیا میں بہت جلد دوبارہ پھر ملیں گے۔“

”میں نہیں مانتا۔“ کیا کش نے تیزی سے بولا، ”تم نے شادی سے قبل وہ درخشاں نہیں کاہل کی۔“

”ہو سکتا ہے مرستہ وقت اسے آواگن کے عقیدے کا وہ بیان آگیا ہو اور اس نے تمہارا دل بھلانے کے لیے وہ بات کہہ دی ہو۔“

”اگر وہ بات صرف میرا دل رکھنے کو کہی گئی ہوتی تو پھر

”سے دشمن مجھے کل رات موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش بھی نہ کرتے۔“

”کیا یہ کیا کش اچھل پڑا، وہ نہایت سنجیدگی سے مجھے...

”ہوئے لگا۔“

”ہاں جیسے دوست میں نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

”جیسے جس ناویدہ قوت کی کراہ کی آواز سنی تھی وہ میرے ہتھوں کی گولی سے زخمی ہوئی تھی۔“

”کیا کش کے اصرار پر میں نے اسے گھر کے دروازے کے قریب سے گولی لگا دی وہ بڑی دیر تک خاموش رہا، گولی پر پہلے نہ لگا۔

”تندرہ باد اس نے مجھے ایسی لہروں سے بھی گھورا جیسے اسے میری میم لڑائی پر شہید ہو چکا ہو، سوچ کر بولا۔

”اگر تمہاری بات تسلیم کرنی چاہتے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تم اب تک زندہ کس طرح ہو چکا ہو؟“

”پھر اس وقت جو تم پر بات کو حملہ آور ہونا چاہتی تھی وہ ان کی مدد میں بھی نظر آئے بغیر تمہیں ختم کر سکتی ہے۔“

”اس کا جواب بھی وہی گدی تو نہیں لے سکتی ہیں جو میرے دے آزاد ہیں۔“ میں بھلتے ہوئے بولا، ”ہر حال“

”اب بات یقینی ہے کہ وہ مجھے اس سفر سے باز رکھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔“

”جمال؟“ کیا کش نے بڑی اپنائیت سے کہا، ”اگر تمہارا یہی خیال ہے تو پھر تمہیں اپنی زندگی بچانے کی خاطر یہ سفر فوراً ترک کر دینا چاہیے، ایک دوست کی نیکی سے میں بھی تم کو یہی مشورہ دوں گا۔“

”شکریہ، میں نے نہ ہر خند سے جواب دیا۔

”کیا مطلب؟ کیا تمہیں اپنی زندگی عزیز نہیں ہے؟“

”موت میری ہے میرے دوست، جہاں اور جس گھڑی کو وہی چاہی ہے انسان اس سے فرما نہیں کر سکتا، میں نے

”سمندر کی مندرم لہروں کو دیکھتے ہوئے کہا، ”وہ میری زندگی کا سوال تو تم جانتے ہو کہ وہ درخشاں کی صورت میں مجھ سے

”دوڑھتی ہے۔“

”ہم کہیں سے مستقبل کے بارے میں معلوم کر سکتے ہیں۔“

”کیا کش نے تھوڑے وقفے سے مشورہ دیا تو میں اس کی

”محبت کی تہہ توں کو محسوس کر کے مسکرایا۔ وہ جادو ٹوٹا اور

”مستقبل میں وہ کوئی فضولیات میں شام کر رہا تھا لیکن میری

”خاطر آج وہ خود مجھے جس کے لئے کا مشورہ دے رہا تھا۔

”اس نے پیار بھری لہروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”آشنا، تمہاری تصویر اپنی نگاہوں سے دیکھ لینے کے بعد میں

شیو سینا کے دہشت گرد

اے حمید ایڈوینچر قلم سے

بھارت میں ایک محب وطن پاکستانی کی

لرزہ خیز اور سنسنی خیز داستان

چار جلدوں میں

قیمت: مکمل سیٹ = 600 روپے

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

بھی اس کا خائل ہو گیا ہوں۔

• بیچارے کی کلاش میں نے اسے مالتے ہوئے کہا۔
• گزری ہوئی باتوں کے بارے میں کچھ بتا دینا اور بات ہے
لیکن مستقبل کے بارے میں سوائے خدا کے اور کوئی کچھ نہیں
بتا سکتا۔

• ان راجاؤں کو کیا کہو گے جنہوں نے اپنے آپ کو
مطہن کرنے کے لیے بڑے بڑے نجی جوتھی اور رعلی کے باہر
پال گئے ہیں؟

• وہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کیلئے ہوتے ہیں مستقبل
ان کی نگاہوں میں روشن ہوتا تو وہ دوسروں کی ملازمتیں کرنے
کے بجائے خود اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوئی سبیل تلاش
کرتے اور راجا جانوں کی طرح غائب ہونے کی گزار
دہے ہوتے۔

• پھر بھی ہو سکتا ہے کہ جسکین میں ہمارے سفر کے بارے
میں کچھ بتا سکے۔

ایٹلے کے اجاڑنے سے ہمارے درمیان جسکین کا مسئلہ ختم
ہو گیا۔ میں خود بھی اس منہ میں کلاش یا جسکین سے کچھ نہیں
کنا چاہتا تھا ذاتی طور پر میں نے اسے کر لیا تھا کہ جسکین کو
مٹولے بناؤں اسے نہیں بیچوں گا۔ اگر وہ میری جان کا لاگو
تھا تو اسے اسے بنا دینا چاہتا تھا کہ وہ میری نظروں سے پوشیدہ
نہیں ہے۔ میں نے اسے پہچان لیا ہے۔ میں اچانک اس کے
سامنے جا کر اسے خشت درگاہ دینا چاہتا تھا۔ میں نے ماضی میں
اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا تھا۔ میں کلاش کو
گرفتہ رات کے واقعات بھی سمجھی۔ بتانا لیکن مجھے جسکین پر
دم لگایا تھا۔ میں کلاش کو مطہن نہ کرنا تو کبھی دنوں تک وہ
ناویدہ قوت کی زنجی کڑا کا حوالہ دے کر جسکین کی عافیت
تنگ کرتا دیتا۔ ایٹلے نے اس وقت اچانک نواور ہو کر میری
ایک بڑی شکل مل کر دی تھی۔

کلاش کی کیفیت میرے برعکس تھی وہ ایٹلے کی قوت
مداغت پر غور کر رہا تھا۔ اسی لیے اس نے ایٹلے کو آتا
دیکھ کر یہی اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کر لی لیکن میں
نے جان بوجھ کر ایٹلے کا تیر مقدم مسکراتی نظروں سے کیا۔ ہاتھ
کے اشارے سے میں نے اسے غالی کر دیا۔ میں نے اس کی دعوت کی
تو وہ ایک لمحے کی کلاش کو دیکھ کر خشک ہو کر رہ گیا۔ یہ جیتنے
ہوئے بولا۔

• میرا خیال ہے کہ اس وقت میں یہاں آپ لوگوں کیلئے
کسی مداخلت کا سبب نہیں بنی ہوگی۔

• اہ! مسٹر ایٹلے! تم یہ کلاش نے اس کی آواز
چوتھے ہوئے اس کی قوت دیکھی پھر سکتے ہوئے کیا ہے۔
تم کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر ہاتھ میں اپنے اندر وزن رکھتی
ہو تو تمہاری عمر بہت طویل ہوگی۔

• تم سے رات کو کوئی خدمت ہے؟ ایٹلے نے کلاش
بڑی گرم ہوشی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
• کوئی خاص بات نہیں وہاں میں تم سے سفر کے
میں گفتگو کرنا چاہتا تھا۔

• آج آپ کے ساتھ فادر جسکین نظر نہیں آسے؟
ایٹلے نے کلاش کی بات کو بڑی خوبصورتی سے نظر
کرتے ہوئے کہا۔ انھیں اب توسیاتی قانون سے کوئی شک
نہیں۔ ویلے میں نے ان دونوں میان بری کی کتبیں کر دے
کہ وہ آئندہ غلط روئیں۔

• تم نے ہر ایک مسٹر ایٹلے کی کلاش بولا۔ ایک اچھا
تفریح ہمارے ہاتھوں سے جاتی رہی ہیں تو سوسچر مباحث
سیا ہی غفلتوں کی طرح اس بات پر آمادہ کر لیا جاتا کہ
جسکین میں اپنی دلچسپی کا اظہار شروع کر دیتی۔ جھگڑا
سوگند سفر نہایت دلچسپی اور آسانی سے گزر جاتا۔
• اہ! یہ بھی ممکن تھا کہ فادر جسکین خود مسٹر ایٹلے
لگا کر اس سے غور فلامی حاصل کر لیتا یا پھر اس دعوت کو جا
سے مار ڈالتا یا اسے مسکرا کر کہا۔

• میرا ذاتی اندازہ بھی یہی ہے کہ فادر جسکین نہایت
تکمل اور ہر چیز کا شخصیت کے مالک ہیں۔ ایٹلے نے
خیال ظاہر کیا کہ پھر موضوع بدلتے ہوئے بولا۔ میں اس وقت
وہاں آپ لوگوں کو شکار کی دعوت دینے کی غرض سے جا
ہوا تھا بشرطیکہ آپ حضرات پسند کریں۔

• شکار کی کلاش نے تعبیر پہنچائی کیا بھری قضا
اس وقت کسی شکار اور گھنے جنگل کے درمیان سے گزرا۔
• آپ دنجپ آوی ہیں سرور میں کلاش نے بڑے
پڑنگائی کتبان نے جواب دیا۔ شکار سے میری مراد وہیل
شکار تھی ہم اس وقت سمندر کے جس صفے سے گزر رہے ہیں
چھوٹی وہیل سے بھر پور پکے چھلیوں کا شکار میرا پسندیدہ
ہے اس لیے میرے ساتھیوں نے بطور خاص آج اس کا
اتہام کیا ہے اگر آپ بھی شریک ہونا پسند کریں تو یہ سید
خوش قسمتی ہوگی۔

• کیا خیال ہے جملہ ہوجائے شکار؟
• تم بڑے شوق سے شکار کیوں نہیں دیتی؟ میری ایک

اہ! ہم نشانہ لیتا ہوں۔ میں نے کلاش کو مالنے کی خاطر
کہا۔ البتہ تم جسکین کو فادر ساتھ لے جاؤ اس لیے کہ اس کے
بغیر تھیں وہ نہیں آئے گا۔

• اہ! اگر جسکین کو دیکھ کر چھلیوں نے جال میں پھنسے
انکار دیا تو فادر کلاش نے ہنستے ہوئے کہا پھر وہ جا کر جسکین
کو زبردستی بچھو لایا تھا۔

کلاش اب جسکین ایٹلے کی دعوت پر شکار کھیلنے کیلئے
وٹنے کے سامنے والے صفے کی جانب چلے گئے تھیں نے اطمینان
کا سانس لیا کہ میرے لیے میں انھیں کراپے کہیں میں چلا گیا
• اگر کلاش یا جسکین میں سے کوئی فادر کسی وجہ سے غلے
دیکھتے آئے تو میری بات غلط ثابت ہوئے مل تھا کہ اصل
پھل کا شکار اس قدر دلچسپ اور فرصت طلب ہوتا ہے۔ یہ
لیے جسکین سے تمنا میں ملاقات کرنے کا یہ بہترین موقع تھا۔
میں اس سے مل کر اپنے ذہن کی کچھ الجھی کر رہی تھی کہ کنا چاہتا
تھا بھی اندازہ لگنا چاہتا تھا کہ وہ کتنے پانی میں ہے اور کتنے
سیر ساتھ جو ہر مسر اور حیرت انگیز حادثہ پیش آیا تھا اس
میں جسکین کا کسی قدر ہاتھ ہے۔

• نصف گھنٹہ اپنے کہیں میں گرانے کے بعد میں باہر نکلا
اور تیر تیر قدم اٹھاتا جسکین کے کہیں پر جا پہنچا لیکن مجھے اپنی
حالت کا احساس اس کے کہیں پر پہنچنے کے بعد ہی ہوسکا تھا۔
ایٹلے کی فیر موجودگی میں جسکین کا کنٹرول دم میں ہونا لازمی
بات تھی چنانچہ اس وقت وہ کنٹرول دم میں ہی کسی تھا۔ میں نے
ایک لمحے کو مر جا کر دایس جا کر کلاش اور جسکین کے ساتھ شکار
میں مصروف ہو جاؤ لیکن پھر اس ارادے کو ترک کر کے میں
کنٹرول دم کی جانب قدم بڑھانے لگا۔

• جسکین دل تمہارا نہیں تھا۔ بھری عتاب کا فزٹ انجینئر
باسٹن بھی اس کے ساتھ تھا۔ دل کے درمیان کسی بات پر
زور دار بحث ہو رہی تھی جو میرے بیچ جانے سے ختم ہو گئی۔
• جسکین نے مجھے دیکھ کر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
• میرے مترس۔ آپ کیا آپ کو شکار سے کوئی دلچسپی
نہیں ہے؟

• این فزٹ اور شوق کی خاطر کسی کو جان سے مارنا میرے
نزدیک نہ رہی ہے۔ جسکین نے میں نے مرتے کی نسبت سے
تکلف جیتے ہوئے لیے میں کہا۔

• اپنا اپنا نظریہ ہے میرے مترس۔ جسکین نے ایک نظر
مسٹر باسٹن پر ڈالے ہوئے جواب دیا۔ کچھ لوگ دوسروں کی
جان لیا کرتے ہیں اور کچھ اپنے اپنے اعتبار سے کسی کی روح

کہا۔ اپنا اپنا نشانہ سمجھتے ہیں۔

• تم اپنا شمار اس صف میں کرو گے؟ میں نے جسکین کا جواب
سن کر پوچھتے ہوئے دریافت کیا۔ میرا مطلب ہے کہ کیا کسی
بیاری معاملے کی امید تھیں کسی دوسرے کی جان لینے پر
اکا سکتی ہے؟

• ابھی تک کسی ایسے تجربے سے میرا واسطہ نہیں پڑا۔ جسکین
مسکرتے ہوئے بولا۔ لیکن ہے بخودی رنم کی لالچ کچھ گناہ پر کا
بھی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کسی انسان کو قتل کر دینا سب سے
بڑا اور ناقابل معافی گناہ ہے اور دولت کی ہوس کی خاطر کسی کر
موت کے گھاٹ آنا ناممکن ہے۔ نزدیک وہی خلاشی کی دلیل
ہے۔ دل ان گناہات اور ان کی آجائے تو پھر مستقبل ان
کو آدم خورد دندان سے بھی زیادہ خوفناک اور بے رحم بنا دیتا ہے۔

• باسٹن کی موجودگی میں جسکین سے کھل کر بات نہیں کی
جاسکتی تھی اس لیے میں ابھرا دھڑکیا تیس کرتا رہا پھر حسب
باشٹن کچھ دیر بعد چلا گیا تو میں نے جسکین کی امتیاز کرتے ہوئے کہا۔
• مسٹر جسکین! میں کسی وقت بالکل تمنا میں تم سے ملاقات
کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ملاقات قطعی نجی اور ذاتی نوعیت کی ہوگی۔

• میں یہی چاہوں گا کہ اس ملاقات کا ملم میرے دوستوں کو
بھی نہ ہو سکے۔
• اگر میں آپ کے کسی کام آسکا تو میری خوش قسمتی
ہوگی۔ جسکین نے میرے ہر کے تاثرات کو پڑھنے کی
کوشش کرتے ہوئے کہا۔ کیا آپ کو کوئی اہم مسئلہ درپیش ہے؟

• ہاں۔ میں نے گری بھید کی اختیار کرتے ہوئے جواب دیا۔
• اس مسئلے کا تعلق میری موت اور زندگی سے ہے۔

• نہیں۔ جسکین نے جواب سن کر چوکا۔ آپ۔ میرے
ساتھ مذاق تو نہیں کر رہے ہیں؟
• یہ مذاق نہیں حقیقت ہے میرے دوست۔ میں نے
اس کے ہر کلمے پر نظریں جلاتے ہوئے کہا۔ یہ میری
خوش قسمتی ہے کہ میں اس وقت تھا۔ سائے موجود ہوں
ورنہ میں جسکین تھا کہ گندی طاقتیں مجھے کل رات ہی شتم کر
چکی ہوتیں۔

• میرے مترس! آپ کیا فرماتے ہیں؟ جسکین کے پاس
پرا بھرنے والا اضطراب قطعی طور پر تصنع و بناوٹ سے پاک
تھا اگر وہ اداکاری تھی تو پھر مجھے یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ وہ
نیچرل اداکاری میں اپنا نشانہ نہیں رکھتا ہوگا۔ ہر حال وہ میرے
بیانیہ پیشکش کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔ میں آپ کو یقین
دلانا ہوں کہ بھری عتاب پر آج تک ناویدہ قوتوں نے۔ لیکن

میں کسی حکم یا اشارے کا منتظر ہو۔

میرے میر کا چارہ لہریں جو کر چکے، علاقہ میں نے جسکے کو قہقہے سے دیکھا، وہ ابھی تک کہیں کے دروازے کان لگائے کھڑا تھا اور اس کے ہونٹ تیز تیز بلبلے تھے۔ شاید وہ کچھ بڑھ رہا تھا، میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کے شانے کو کھوڑا تو وہ اس طرح اچھل پڑا جیسے موت نے اسے دبوچنے کی کوشش کی ہو تو وہ اس کی ہڈیاں پر پیسنے کے نئے نئے قطرے چمک رہے تھے۔

”نہل بیان کیا کہیے ہو؟“ میں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے سرد آواز میں پوچھا۔

جسکے نے میری بات کا کوئی جواب دینا مناسب نہیں سمجھا، آہستہ سے کہیں کے دروازے پر ہاتھ رکھ کر اسے کھولا اور ایک کمراندہ داخل ہو گیا۔ میں اور وہ ابھی جسکے کے ساتھ اندر داخل ہو گئے۔ ہماری نظروں کے سامنے سیاہی چھڑا کھڑا، ہمیں چھٹی چھٹی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا، عورت ہمیں دیکھ کر سہم گئی تھی لیکن مرد کی آنکھوں سے عقارت اہل رہی تھی وہ جسکے کو کھا جانے والی نظروں سے مشکلی باندھے ہوئے تھے جا رہا تھا چھڑا چھڑا اس نے چومک کر کہیں کے دروازے کی سمت دیکھا اور اس کی نگاہوں میں بھی خوف ابھرا تھا، میں نے تیزی سے پلٹ کر دروازے کی سمت دیکھا لیکن وہاں کچھ نہیں تھا۔ پھر وہ شخص جو کہیں تھا؟ اور جسکے نے اس کہیں میں کس شخص سے لایا تھا؟ میں ابھی ان سوالوں پر غور کر رہا تھا کہ منامیری نگاہ سیارہ مرد کے ہاتھ پر پڑی، جان بچی بندھی ہوئی تھی، اسی لمحے جسکے کی سپاٹ آواز کہیں میں سرسری ہوئی سنائی دی۔

”سڑا لاسا“ مجھے افسوس ہے کہ اس وقت ہمیں تکلیف دے رہا ہوں لیکن کام کچھ ایسا ہی ہے کہ ہم ہمیں رخصت دیتے پر مجبور ہو گئے۔

”تم۔ تم اندر کیے آگے؟“ لاسا نے تعجب سے کہا۔ کہیں کو میں نے اندر سے خود اپنے آنکھوں سے بولٹ کیا تھا۔

”تھا رانیاں میرے درمیان؟“ جسکے بولا۔ اگر دروازہ بند ہوتا تو ہم اندر کس طرح آتے؟

”میں تو میں سوچ رہا ہوں۔“ لاسا اپنا بیٹلا ہرمنٹ چبائے ہوئے بولا پھر عورت کو گھوٹے ہوئے پوچھتا رہا! کیا تو نے دروازہ کھولا تھا؟

”نہیں، یہ سی عورت نے تیزی سے جواب دیا۔ میں تو متحسنتہ نہ ہوں کی مرہم پٹی کرنے میں مصروف تھی۔“

کی آواز میں حرقہ، میں کسی معمول کی طرح اس جیکسن کے پیچھے چھپ کر اٹھ آیا۔ بارہ سترہ بن

اس وقت بھی درخشاں کی آواز کہیں دور سے ابھری تھی عسری ہر تھی میں جیسے خواب بیداری کی کیفیت میں سے دو جا رہا تھا۔ رشتے سے کہیں کہیں میرے کمرے کے سامنے پہنچ کر دکھ گیا۔ باہر اڈوں کی آہٹ سن کر اندر سے مانی نے چونکا شروع کر دیا تھا۔ وہ باہر تھا، لیکن میرے انتظار میں ابھی تک جاگ رہا تھا۔ مانی نے جھونکے کی آواز سن کر میرے رشتے میں پرکاری غمزدگی کی کیفیت چھٹ گئی میں نے چونک کر جسکے کو دیکھا وہ اس وقت بے حد تپا رانہ نظر آ رہا تھا مجھے اس کی باتیں یاد آتے تھیں میں نے اسے گھومتے ہوئے پوچھا۔

”میرے جیکسن کیا ہم آج رات اس طرح غم نہ کرنا دیں گے۔“ میرا مشورہ ہے کہ آپ نامی کو ساتھ لے لیں۔“ جسکے نے میرے سوال کو کچھ نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ وہ ہماری شکل بہر طور پر اسان کر رہے گا۔

میں ہونٹ چبا کر دھکا کہیں کا دروازہ کھول کر میں نے نامی کو ساتھ لے لیا، مجھے دیکھتے ہی اس نے جھونکنا بند کر دیا تھا جسکے نامی کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھ رہا تھا پھر وہ کھٹنے کے بل بیٹھ کر اس کے سر پر محبت سے ہاتھ چھیرنے لگا اور بار بار اس کے کانوں کو چومنے لگا، مانی سے اس کی محبت میرے لیے کوئی نئی بات تھی لیکن جسکے نے نامی کے لیے بھی عجیب و غریب پیش گوئیاں کی تھیں، وہ جب بھی نامی کو دیکھتا کسی کی نگاہیں چمک اٹھتی تھیں لیکن زمانہ نہیں اس وقت مجھے مانی سے جسکے کا دلہنا شوق کچھ اچھا نہیں لگا۔

”میرا خیال ہے کہ ہم وقت ضائع کر رہے ہیں۔“ میں نے شوق اور تیز لہجے میں کہا۔

”میرے درمیان غمزدہ جلد بازی کا کام غلاب کر دیتی ہے۔“ جسکے نے بیدگی سے بولا پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس جانب قدم بڑھانے لگا پھر ملازمین کے لیے دو چھوٹے جیکسن بنے ہوئے تھے وہ اس جیکسن کے سامنے پہنچ کر رک گیا جس میں سیاہی چھڑا کھڑا تھا، میں نے جسکے کو مدافعت طلب نظروں سے دیکھا کچھ لگنا چاہتا تھا لیکن اس نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر دروازے سے کان لگا کر کچھ سنتا رہا۔ مانی ایسے موقعوں کو خاص طور پر پراسرار سمجھ کر جھونکنا شروع کر دیتا تھا اور ضرورتاً رات کے وقت مگر غلاب توقع وہ اس وقت باطل خاموش تھا تھا البتہ زبان باہر نکال کر اس نے اپنا شروع کر دیا تھا ساتھ ہی کہہ رہا تھا کہ وہ اور پھر اٹھ کر اس طرح جسکے کو دیکھنے لگا تھا

میرے کانوں میں گونجنے لگا اس نے منہ سے کہہ کر دروازے سے سکون ادا تھا اس کے ساتھ کہا تھا۔ وقت بہت ہے حال۔ میرے مترجم، مجھ سے وعدہ کر کے تم میری ہر پریشان نہیں ہو گے۔ مجھے دیکھو میں اس وقت کتنی ہزل۔ اس لیے کہ یہ دوبارہ بہت جلد ملیں گے۔ تم میری ایک دور دراز کے سفر پر روانہ ہو گے۔ اس سفر کے آخر پر تم ایک نئی مریز میں پتہ قدم رکھو گے جہاں میں تمہارا کمرہ ہی ہوں گی شاید کچھ بدلے ہوئے رتبہ میں مگر مجھے اپنے دل کی سب قزاق و عورتوں سے بچانے کو ملے گا کہ میں تمہاری درخشاں ہوں۔

اد جسکے کو میری دعوں نے ہی بتایا تھا کہ میرے مجھے اس سفر سے باز رکھنا چاہتے ہیں۔ ”تو کیا؟“ درخشاں نے کچھ کہا تھا وہ درست تھا؟ کیا میں اسے دوبارہ کر سکتا تھا؟ اگر نہیں تو میرا زیادہ تو نہیں مجھے اس سفر کیوں روکنا چاہیے تھیں؟ میرے ذہن میں بے شمار سوالات ابھرتے گئے، مانی کے باوجود میرے ہر سوالات کے قطرے ابھرتے۔ جسکے خاموش بیٹھا حیرت سے کیفیت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ میں اس سے اپنے سفر کے بارگاہت کرنا چاہتا تھا لیکن میری قوت گویائی میرے سلب ہر گھٹی تھی میرا دل جیسے اندر ہی اندر ڈوبتا جا رہا تھا میرا ہاتھ پر خندہ ہوئے تھے تھے میری آنکھیں مڑ رہی تھیں لیکن میرے وجود پر کراخار آہستہ آہستہ طاری ہو رہا تھا پھر۔

اپنا ایک جیکسن نے اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالی اور ایک لمٹ اٹھ کر کھڑا ہو گیا شاید وہ گھڑی آواز سن رہی تھی کہ وہ منتظر تھا اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی نگاہ بڑھ بھاہک اور خوف ناک تھی۔ اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

”میرے مترجم،“ اٹھے اور خاموشی سے میرے پیچھے آگیا جسکے یہ کہنا ہوا دروازے کی سمت بڑھ گیا اور میں مشینیں انداز میں اٹھ کر ان کے پیچھے چھپ گیا جیسے میں بات ماننے پر مجبور تھا۔ جیسے وہ اپنی پراسرار قوتوں کے لیے پوری طرح تسخیر کر چکا تھا۔



اد کی گہمت کے ذیلیہ دشمن میرے خلاف ثبوت پیدا کر کے مجھے جرم ثابت کرنا چاہتا تھا۔ جسکے نے کسی پرہیزگار سے لے کر کتا تک اس نے اپنی قوت سے ایک روز قبضہ میرے دعوں کو صلب کرنے والے عمل کا مذاق اڑایا تھا اد اب بات سب ہی جانتے ہیں کہ میں اپنے عمل کے سلسلے میں کوئی ہتھیار برداشت کر کے کاغذی نہیں ہوں اور ایسا کرنے والوں کو ہمیشہ کسی ہتھیار کا نشانہ بننا پڑا ہے۔

”خداوند جسکے میں نے کچھ سوچا کہ چہنچہ ہوئے پوچھا۔ اگر تمہاری بات درست ہے تو اس کے مطلب کتنے ہیں پھیلائیے کہ سازش کرنے والوں کو اس بات کا مل ہو گیا تھا کہ ان کے منہ سے تمہارا مذاق اڑایا ہے اور دوسرا۔ دوسرا یہ کہ وہ سازشی اس وقت بھی جاری تھا پھر ہر جہز میں کیوں میرے دوست پر ملازمانہ غلط تو نہیں ہے؟

”میں آپ کے خیال کی تردید نہیں کروں گا میرے مترجم۔“ جسکے نے زہن خند سے بولا پھر اپنی دستی گھڑی دیکھنے لگا، اس کی میری نظر میں اس کی گھڑی کی جانب آنکھوں کی جرات کے ساتھ نواک اعلان کر رہی تھی۔ ”جہانے کیوں مجھے اس پر دہن تھا کہ کوئی پراسرار واقعہ پھر دہنا ہوئے والا ہے میں کاظم جسکے کو دعوں کے ذیلیہ ہر چکا ہے اور شاید اسی لیے وہ بار بار اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈال کر وقت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ میرا دل چاہا کہ اس شخص میں بھی اسے کہیں کیوں میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ ہو سکتا تھا کہ بار بار گھڑی پر نظر ڈالنا اس کی عادت بن گئی ہو جسے میں نے پہلے محسوس نہ کیا ہو۔

”اگر میرا وہ دشمن اسی جہاز پر موجود ہے تو ہم اس سے واقف بھی ضرور ہو گے۔“ میں نے دھمکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

”میرے کا لیے میرے مترجم۔“ جسکے بڑبڑا تھا۔ انداز میں بولا۔ ”آج کی رات بحری عقاب پر چہنچہ لینے والی گندمی سازشوں کی آخری رات ہو گی۔“

”کیا۔۔۔ وہ کون ہے؟“ میں نے فطری بے چینی کا مٹی پرو کرتے ہوئے سوال کیا۔ اب میری ذات سے اس کو کیا دیکھ سکتا ہے؟

”میں نے نفیس میں جانے کی کوشش نہیں کی لیکن وہ میں نے مجھے یہی بتایا ہے کہ وہ آپ کو اس سفر سے باز رکھنا چاہتے ہیں۔“

”سفر سے باز رکھنا چاہتے ہیں؟“ میں نے جسکے کے تپے کو حیرت سے دہرایا۔

میری حالت غیر ہونے لگی۔ درخشاں کے کہے ہوئے الفاظ

میں سوچ رہا ہوں کہ کیا ان ایسے سے ایک بار پھر شکار کا بندوبست کرنے کی درخواست کروں؟ ٹیکالسٹن نے سنجیدگی سے کہا: ”کیوں بڑا دم جیکب محض راکیا خیال ہے؟“

”بڑا نیک خیال ہے۔ جیکب بولا۔ لیکن اس بار میں آٹا مکوں کا اور حال تھا۔ اسے ساتھ ہو گا۔“

”پھر وہی بات۔ ٹیکالسٹن نے اسے گھومتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ جمال کو چرندوں پر زندہ اور درندوں کے شکار سے کوئی دل چسپی نہیں ہے۔“

”جانتا ہوں۔ جیکب مجھے دیکھ کر بولا۔ لیکن آبی غلغلی کا تجربہ جمال کے لیے یقیناً دل چسپ ہو گا۔“

”ہو سکتا تھا۔ لیکن بخدا ہی حالت دیکھ لینے کے بعد میرے فرشتے بھی اس تجربے کی حماقت نہیں کریں گے۔“

”میں نے سنا کرتے ہوئے جواب دیا۔

اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکا۔

جبکہ کیکاش کے کہیں میں آنکھیں بند کیڑا منہ ہی منہ میں کچھ بہا رہا تھا اور بار بار ہاتھ سے سینے پر صلیب کے نشان بنا رہا تھا، ہمارے قدموں کی آہٹ سن کر اس نے آنکھیں کھول دیں پھر کیکاش کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

”کیسی حالت ہے اس شخص کی؟ زندہ ہے یا فقہ پاک ہو گیا؟“

”فکر مند مت ہو یہ کیکاش شرفی سے لولاہ تھے راستے کا لانا نکل چکا ہے یعنی لاسا اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے لیکن اس کی جبین و جبین بری رو یا بخر و عافیت ہے اور کھڑی خیریت اب ہم لوگ خدا سے نیک چاہتے ہیں۔“

”تھیں رہے عظیم کی قسم، ٹھیک ٹھیک بتاؤ۔ کیا بات ہے جو جبک نے کھاتے ہوئے پوچھا۔“

”لاسا کو آج صبح اجا ہاک اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ اس کی بری نے ایک رات بچائے کہیں کے دروازے پر شب خواب کا باریک لباس پہن کر دھنک دی تھی چنانچہ وہ یہ صدر برداشت نہ کر سکا اور....“

”پاک ہو کر رہا ہے بے اور زیادہ خصوصیت بھیلانے کیلئے زندہ ہے۔“ جبک بھولتے ہوئے بولا۔

”یہ بھلا ہے لیے سہری موقع ہے فادر جبک، کیکاش نے کہا۔“

”کیا دیکھ کر دلجوئی کے لیے اس وقت تھیں اس کے پاس ہونا چاہیے؟“

”جواب میں جبک نے کوئی تلخ اور سخت بات کہنی چاہی تھی لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور میں کھانے والی نماز لودنگا ہوں سے گھومتا ہوا کیکاش کے کہیں سے باہر نکل گیا۔“

جبک کے جانے کے بعد کیکاش نے بھول لاسا کی دیوہی کے سلسلے میں سنجیدگی اختیار کر لی چاہی لیکن اس نے اس ذکر سے بچنا چاہتا تھا اس لیے کچھ دیر بیٹھا یوں ہی ہاں ہول کر رہا پھر اچانک کہنے لگیں میں آگیا۔

”جس نے جو چاہا تھا اور جس انداز میں سوچا تھا سب کچھ اسی طرح ہوا، کہیں میں اگر میں بہت دیر تک اس کے پاس بیٹھتا ہوں پھر میرا ذہن درخشاں کی طرف چلا گیا ہے ایک مسلمان کی حیثیت سے تعین نہیں تھا کہ وہ مجھے اسی دنیا میں دوبارہ ملے گی لیکن واقعات اور حالات یہ سب اس عیب کی نفی کر رہے تھے، نہایت بجا رہیں اور ہر گھوٹ نے درخشاں کی زندگی میں بھی میرے اوپر آدم غور گدھوں کی طرح بیٹھا کر دی

زندہ رکھا لیکن اس کی قسمت اچھی تھی جو یہ رنگ کے لوہے سے جڑ کر رہ گیا پھر میں نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا ہوتا تو شاید دوسرے چلے میں یہ لہروں کے درمیان پڑا ہوتا تھا ہر ہوتا۔“

پیشانی کے زخم اور شرب کی تپنی نے اسے بے ہوش کر دیا تھا، میں نے اسے اٹھا کر اوپس اس کے کہیں میں ڈال دیا تھا۔ لیکن اب یہ پاگلوں کی طرح شور مچا رہا ہے؟

”یہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے سراسیمہ یہ کیکاش نے اپنے ہونے سنجیدگی سے کہا؟“ اگلی بار گدا دیکھ میں اسے باندھ کر رکھنا ہو گا۔“

”باندھ دو۔ باندھ دو۔“ ایٹھ نے اپنے آدھوں کو لیے دوائی سے حکم دیا۔ رانی کی کچی شرب زیادہ مقدار میں لی لی جانے تو کھوڑی مسمی طرح پلٹ کر رہ جاتی ہے دو تین دنوں میں آپ ہی آپ ٹھیک ہو جائے گا۔“

ایٹھ کے حکم پر لاسا کو اس طرح رسیوں سے جکڑ دیا گیا کہ وہ ہاتھ پاؤں نہیں جھٹک سکتا تھا، کچھ دیر میں یہ غیر جواز کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پھسل گئی تو لاسا کثرت سے نوشی کی دہرے سے پاگل ہوا ہے۔ وہ اشتیاق سے کچھ دیر مشیر محلے کے افراد کے ذمہ دار پر طاری تھا یک ملت باؤں کی طرح چھٹ گیا اور اب وہ دل کھول کر لاسا کی دیوانگی کا مذاق اڑا رہے تھے البتہ وہ اپنے کی حالت سے دوچار تھی اور کھانگی باندھے لاسا کو گھومتے جا رہی تھی۔

”ہر لاسا کے کہیں سے نکل کر دوبارہ مڑتے ہوئے تو کہیں اجازت لے کر مڑتے رہ کر سمجھ گیا، کیکاش کو تمنائی تو لاسا نے سنجیدگی سے کہا۔“

”یہ یاد حال۔“ یہ لاسا والا کہیں بھی میری کچھ میں نہیں آسکا۔“

”کیا مطلب؟“ میں نے وضاحت چاہی۔

”یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے لیکن اس کی وجہ شرب نہیں کچھ اور ہے۔“

”کیا لاسا کی پیشانی کا ذمہ تشویش ناک نہیں ہے؟ یہ مطلب ہے کہ وہ بڑا بڑا آدمی ہے جو اس کے ذہن کو کچھ لگا ہوا اور اس کی یادداشت متاثر ہو گئی ہو؟“

”میں نے کیکاش کو مطمئن کرنے کے لیے اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔“

”یہ شاید یہ کیکاش نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جڑا مختصسا جواب دیا۔“

”اس کا ذہن اب بھی تک لاسا میں ابھرا ہوا تھا لیکن جب وہ اپنے کہیں میں داخل ہوا تو جبک کو دیکھ کر اس کے جیسے پھر اچانک شرم سے سر لپٹا اچھا رہا۔“

”شاید یہ کیکاش نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جڑا مختصسا جواب دیا۔“

”اس کا ذہن اب بھی تک لاسا میں ابھرا ہوا تھا لیکن جب وہ اپنے کہیں میں داخل ہوا تو جبک کو دیکھ کر اس کے جیسے پھر اچانک شرم سے سر لپٹا اچھا رہا۔“

”شاید یہ کیکاش نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جڑا مختصسا جواب دیا۔“

”اس کا ذہن اب بھی تک لاسا میں ابھرا ہوا تھا لیکن جب وہ اپنے کہیں میں داخل ہوا تو جبک کو دیکھ کر اس کے جیسے پھر اچانک شرم سے سر لپٹا اچھا رہا۔“

”شاید یہ کیکاش نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جڑا مختصسا جواب دیا۔“

”آجکھوں میں آنکھیں ڈالتے تھے تیزی سے کہا۔“

”میں بری نہایت آدم اور سکون کی نیند سوتے تھے لیکن جب عادت بیلہ ہوئی تو اس نے اپنے مرد کو زخمی دیکھ کر دواڑہ بھی کھلا ہوا تھا۔“

”جبک کی آنکھوں میں کوئی ایسا حضور موجود تھا جو ہر جہری لیے بغیر نہ رہ سکا، پھر مجھے یاد آگیا کہ اس نے رات سختی سے نائیک کی تھی کہ میں ان باتوں کا ذکر کیا اور سائے دریں درہ وہ آئندہ بھی میرے کام نہیں آئے گا۔“

”کی گھوڑی نظروں نے مجھے اچانک اپنی حماقت کا احساس تو میں سمجھ گیا اور بات بولتے ہوئے بولا۔“

”یہ سب کچھ اچانک کس طرح ہو گیا؟ یہ بار طلب کیا رات تک فوارے تلے کے افراد نے بھی ٹھیک ٹھاک حمار میں دیکھا تھا۔“

”مشیت ایزدی اسی کر سکتے ہیں۔“

”بولا۔“

”بولا۔“

”بولا۔“

”بولا۔“

”بولا۔“

”بولا۔“

”بولا۔“

”بولا۔“

”بولا۔“

”بولا۔“

”بولا۔“

”بولا۔“

”بولا۔“

”کیا تعجب اس معاملے سے کوئی دل چسپ نہیں؟ میں نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا نہایت جی کوئی چیز ہوتی ہے میرے دوست۔“

”آؤ، میں جی چل کر دیکھنا چاہیے کہ ان کے پاس کچھ کیا گڑی ہے۔“

”میرے ذہن میں گذشتہ رات کا ایک ایک منظر گھوم گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

”گیا۔“

تھی۔ ہر وقت وہ خوش بگولوں کی مانند میری خوشیوں پر سائے کی طرح منزلت لے لیتے ان کی خواہش تھی کہ درختان کو گھر سے چھین لیں گے بربادوں سے بھنکار دیں میں نے ان کے بچپن سے نفاذ حاصل کرنے کی ہرگز کوشش کی کچھ پاک روشن اور مقدس حقائق نے میرا ساتھ بھی دیا تھا مجھے وہ نورانی ہنس آن بھی یاد ہیں جنھوں نے بار بار مجھے موت کے سزے سے بچا تھا اس دلوں کے کی صورت آج بھی میری آنکھوں میں نقش بنی ہوئی ہے میں جسے پاگل سمجھا تھا میرا خیال تھا کہ وہ کسی حسین عرب لڑکے کی پیکر و شیرازی زلف گرہ گیر میں الجھ کر اپنا بوشن عموں کھو بیٹھا ہے کسی کی شہو طرازیوں نے پیٹے اس کا دل ہوا لیا پھر اس کے مال و دولت کا صفایا کو کے اس طرح اپنی دلیر سے نکالیں پھر کڑھنکار ہر گاہ کہ اپنا ذہنی توازن نہ برقرار رکھ سکا ہوگا، بوشن مند ہونا تو کڑے بھلائیوں کی طرح کلی کوچوں اور ویلن قبرت میں فوں گرو کیوں اٹانا چھڑا۔

میں نے اس کے بارے میں کچھ بھی سوچا تھا لیکن وہ اس کے برعکس نکلا، وہ شتی غمازی کا نہیں مستحق حقیقی کاروان تھا اس کی پردا زیر سے دین کی بلند یوں سے کیوں زار و ثابت ہوئی وہ میری سطح سے بہت اونچا تھا اس کی آنکھوں کی شوق میں کائنات عرباں پر کھردہ گئی تھی وہ زمان و مکان کی قید سے آزاد تھا فاصلے اس کیلئے کوئی حقیقت نہیں دیکھتے تھے اللہ کے اس پالیے اور نیک بندے نے بھی میری مدد کی تھی لیکن قصور ان کا نہیں میرے نصیب کا تھا۔ میری حقائق نے مجھے اچھے اور برے کی شناخت بھلا دی تھی۔ میں راہ سے بھٹک گیا تھا۔ قدرت نے درختان کو میرے وجود سے علیحدہ کرنے کی ٹھان لی تھی چھریں کیا کر سکتا تھا سوائے اُسے نبھانے کے اور اپنا سوچنے کے۔

درختان کی جاننے ماضی کے ذہن کی کھڑک پر چڑھ جیڑی تو زخم پر ہو گئے اندھ بی اندھ رہنے لگے لیکن اب اس دور میں تڑپ اور بے معنی نہیں تھی۔ وہ کمب اور اذیت نہیں تھی جسے عموں کو کے میں بیچ اٹھتا تھا ملاوٹ کے لگتا تھا۔ اس وقت درختان میرے ساتھ تھی ماس کی جہاں کا تصور بھی میرے لیے ناقابل برداشت تھا مگر اب میں تنہا تھا۔ درختان کے تصور سے کیلنا میری روح کی غذائ بن گیا تھا۔ اس کی لافوں سے بیٹے ہوئے وہ لے بھی مجھے بہت عزیز تھے جو بے سکوتوں نے زندگی کی ستریں مجھ پر حرم کر دی تھیں، ان ہی یادوں نے تو ابھی تک درختان کے تصور کو میری ذات سے جڑ کر رکھا تھا دایلی بقرار تھی ایک تعلق قائم تھا، یادوں کی کک لور زخموں

شاہ فاروق حاکم مصر
پروفیسر ایم اشرف لی۔ ایچ۔ ڈی

50/-

شاہ فیصل شہید
پروفیسر ایم اشرف لی۔ ایچ۔ ڈی

50/-

ہلر کی حیات معاشرہ
پروفیسر ایم اشرف لی۔ ایچ۔ ڈی

90/-

ہلر کے آخری دس دن
پروفیسر ایم اشرف لی۔ ایچ۔ ڈی

75/-

سکندر اعظم
پروفیسر ایم اشرف لی۔ ایچ۔ ڈی

75/-

نپولین بوناپارٹ
پروفیسر ایم اشرف لی۔ ایچ۔ ڈی

75/-

رومانی شاعر لارڈ بائرن کی
پروفیسر ایم اشرف لی۔ ایچ۔ ڈی

50/-

حیات معاشرہ
پروفیسر ایم اشرف لی۔ ایچ۔ ڈی

50/-

ہمارا راجہ رنجیت سنگھ اور
ان کی عیاشیاں

75/-

ہر ہلر کی کہانی
پروفیسر ایم اشرف لی۔ ایچ۔ ڈی

100/-

مکتبہ القریش

اُردو بازار - لاہور 2

میں نے بچے بعد وچکے کئی سگریٹ جھونک ڈالے، میرا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔ منزل کی توقع نے میرے اندر ایک نئی تڑپ پیدا کر دی تھی، بچپن کی باتوں نے میری آتش شوق کو ہوا دی تھی، میں اپنے کہیں میں ٹھنڈا دہا جب دل کو کسی دور میں نہ آیا تو میں نے امدادی کھول کر عمیل کا بی اور قلم کالا اور اپنی داستان کا بقیہ حصہ جو میرا ماضی تھا ادب مجھے بہت عزیز تھا۔



ڈیپ کشتزار اندکاسے ملاقات کرنے کے بعد میں خود کو بڑا بلکہ عموں سے کہتا تھا میرے ذہن پر جو بوجھ تھا اسے میں نے اندکاس کے مغز میں اپنے فوں سے آوارہ بھینکا تھا، کل حالات کی طرح اختیار کرتے، کل تھی لیکن میں نے وہ فوں بھینکا کر دیا تھا جو اندکاس کی دعوت دلے روز چڑھا گیا تھا، نرمل کی موجودگی نے مجھے اور شیر نادیاہ میں جانا تھا کہ اس کی موجودگی میں اندکاس کل پرزے کھلنے کی جہاد میں کرسے گا۔ اس لیے کہ نرمل کی ایما پر ہی مجھے اندکاس کی کیا تھا وہ نہ جوتی تو شاید مجھے اس ملاقات سے کیلے دوچار بچتا اور لگانے پڑتے یوں بھی مجھے معلوم تھا جو مرد عورت کو اپنی ترقی کا رستہ بناتے ہیں وہ اس کی موجودگی میں زیادہ بڑھ چڑھ کر بائیں کرنے سے گریز کرتے ہیں، غصہ بڑا یہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ اگر بلند یوں تک جانے والی سڑھیاں کیسے اچانک پریوں سے ملے تو کھیں تو وہ منہ کے بل واپس زمین پر آگریں گے۔

آندکاس کا بھی یہی حال تھا، نرمل اس کی کھتی دگ تھی اسی کی وجہ سے آندکاس نے ترقی کی منزلیں طے کیں اس لیے وہ ان سے ڈرتا تھا وہ اس کی بری ہونے کے باوجود اس پر عادی تھی اس لیے کہ اس نے آندکاس کی خوشیوں کی خاطر اپنے جسم اور اپنی دلچ کی پاکیزگیوں کی قربانی دی تھی آندکاس کو بولیں سکے ملنے کیلئے خود پسندیوں میں گر گئی تھی آندکاس اور اس کے دوستان صرف ایک ہی قدرتش کی تھی دونوں ہی غیرت تھے فرق صرف اتنا تھا کہ آندکاس لیے طر فی کا مظاہرہ کرتے کے باوجود نرمل کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا لیکن نرمل اگر کھل کر بے فیرتی پرا تر آتی تو شاید آندکاس کو کھانگے راستہ نہ ملتا ہی وہ جوتی کہ نرمل کی موجودگی میں وہ اندھ بی اندھ کھولتا رہا، خوں کے گھونٹ چٹا رہا لیکن فاسکس رہا، ایک دوبار اس نے کرسی کی طاقت کے لئے میں چور بری لینے کی کوشش کی لیکن نرمل اس سے کھلی سے مجھ سے ہمکلام تھی لی دیکھو کہ

کی نہیں ہی اب میرے وجود کے لیے ملامت بنی تھی میں درختان کے قصہ کو ہمیشہ تازہ رکھنا چاہتا تھا۔ اپنے کہیں میں آسنے کے بعد میں بہت دیر تک ماضی سے جو بکوں میں جھانکا رہا، لاسانے دوستان میں مگر مجھے پھر اس وہم میں مبتلا کر دیا تھا کہ میں درختان کو دوبارہ حاصل کر لوں گا، خود درختان نے بھی یہی کیا تھا اور حالات کے نشیب و فراز بھی میں نہ ہی کر سکتے تھے کہ اب دوستان فاصلے کھٹتے جا رہے ہیں بس کوئی لمحہ ایسا آنے والا تھا جب منہ کا طویل سفر ختم ہوگا میرے قدم اب بھی سزمین پر اتریں گے جہاں میری درختان میری زندگی میری روح، میری دنیا بانی کے دل میں میری منتظر ہوگی اور میرے دل کی دھڑکیں اسے پہنچے ہوئے دل میں بھی شناخت کر لیں گی ماس نے شاید ٹھیک ہی کہا تھا، چوں کہ کیا ہے یہ تو آنکھوں کی طرح دنگ بدلتے رہتے ہیں زمانے کی مرد و گرسے بھلس کر اپنی تازگی، اپنی تشنگی، اپنا سب کچھ کھو دیتے ہیں مسخ ہو جاتے ہیں تو ان کی بچان مشکل ہو جاتی ہے لیکن روح کا رنگ ایک ہوتا ہے وہ اپنی اصلیت کبھی نہیں بدلتی، دھڑکن کی کول کے سنسناٹوں کو گرائی دیتی ہے اسی تیش سے وجود کا احساس باقی رہتا ہے یہی دھڑکنیں شناخت کا بہترین ذریعہ ہوتی ہیں جو تعلق دل کی گڑبڑوں سے قائم کیا جاتے بھی نہ نہیں ہوتا، اس کی یادیں کبھی نہیں نہیں البتہ بھولوں کی ملک بن کر ہواؤں میں کیسے غم فروز ہو جاتی ہیں اور میں اسی ملک کی تلاش میں سرگرداں تھا میرے ہر سہمے گھس سے روٹھ کر کیسے دور ویر لوں میں گم ہو گئی تھی۔

تشنگی کی شدتوں نے مجھے مرا بکے پیچے سرٹ بھاگنے اور دوڑنے پر مجبور کر دیا تھا میری تڑپ ابھی ختم نہیں ہوئی تھی زندہ تھی اور اسی تڑپ نے مجھے کسی کی آخری خواہش کی تکمیل پر اکا دیا تھا، میں اسے بھی اپنی دیوانگی سمجھ رہا تھا، جان بوجھ کر خود کو ایک حسین فریب سے دہا تھا لیکن شاید یہ فریب نہیں تھا مجری عقاب پر لاسا کی موجودگی نے اس فریب کو ایک دنگ عمار کر دیا تھا۔ وہ میری جان کا لاگ تھا، مجھے ختم کر دینا چاہتا تھا اس لیے کہ میں اپنا سفر جاری نہ کر سکوں پنڈت اور پجاریوں نے دہلی دیو ناؤں کے اٹلے سمجھ لیے ہوں گے وہ چلنے ہوں گے کہ اگر میرا سفر کا سیلاب دہ قوس کی منزل درختان کے دل میں میرے رہنے ہوگی، وہ مجھے منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دینا چاہتے تھے یہ صرف میرا ذاتی خیال نہیں تھا، لیکن نے بھی دوسروں سے یہی کچھ دریافت کیا تھا۔

ابھلے اور صاف نظر آتے ہیں اندر سے اتنے ہی میلے اور سیاہ ہیں۔
 "مجھے ان لوگوں سے کیا لینا ہے تو میں چرونگی پھر کس
 خیال سے کہیں میری بات سے درخشاں کی دل آزادی نہ ہو
 میں نے سیکھ لیا ہے کہ مجھے جو کچھ لینا تھا وہ لے چکا اب
 ان لوگوں سے مجھے کچھ نہیں چاہیے بھول جاؤ انھیں۔"
 "میں انھیں بھول چکی ہوں حال نہیں وہ۔ وہ ہنس سانی
 سے نہیں بھولیں گے۔ درخشاں نے سبیدگی سے کہا: "ڈیڑی کے
 حلقے کے لوگ انھیں چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے پھر کے ٹکراتے
 رہیں گے کچھ کے دیں گے۔ وہ ہر نعمت پر مجھے ہتھ پڑی زندگی سے
 واپس نکال لے جانے کی کوشش کریں گے۔"

"اور پھر کیا خیال ہے؟ میں ہاتھ پر ہاتھ کے دور
 بیٹھا تھا شہر دیکھتا ہوں گا۔ میں نے ہونٹ چبلنے سے منع ہو کر
 دیا۔ انھیں کھل کر سامنے آنے دو، خدا کی قسم میں ان کو حق چن
 کمرت کے گھاٹ اتاروں گا میری زندگی میں وہ تم کو ہاتھ
 بھی نہیں لگا سکتے۔"

"وہ اپنے عہد کی ان کی خاطر اس سے بھی زیادہ دودھ کی
 سوچ سکتے ہیں۔ درخشاں ہاتھ ملنے ہوئے بولی: "وہ کالی کے
 منہ کے بجائے میں دلیوی نے انھیں چھوٹ لے رکھی ہے،
 وہ خود کو اپنی کالی قوتوں کی وجہ سے بہت بلوان سمجھتی ہیں انھیں
 چاہ اپنا تھیلے ان کو ضرور کر دیا ہے اپنی طاقت کے آگے
 وہ کسی اور کو کچھ نہیں سمجھتی۔ بیٹھک اور چاہ کر کے انھوں نے
 جنم نہرت بھی سمجھ لیے، میں ایک سے ایک گنی پیڑا ہے مال۔
 میں دہنی ہوا کہیں وہ تھیں اکیلے میں کوئی نقصان پہنچانے
 کی کوشش نہ کریں وہ بڑے بیچ میں گری سے گری حرکت کر
 گزرتے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔"

"ابا بات بوجھوں تو میں نے درخشاں کو کرتے کی حائر
 پر چھانہ ہماری شادی کو آج پورا ایک ماہ ہو چکا ہے انھیں
 آج ہی ان باتوں کا خیال کیسے آ رہا ہے؟
 "آج سے پہلے تم اتنی دیکھتے باہر جی تو نہیں گئے تھے
 وہ بڑی مصیبت سے بولی۔"

"ار واہوں کو دل سے نکال دو درخشاں۔ میں نے اتنی
 دینے پہنچ بولا: "اول تو یہ جو کئی سادھو اور پنڈت بجادی میل
 بال جی پیکا نہیں کر سکتے اور اگر بھی ایسا ہوا تو پھر دیکھا جائے گا،
 اچھی سے ان باتوں کو سوچ سوچ کر اپنا خون چلانے سے باز رہو۔
 "خدا کرے میری عمر بھی نہیں بگ جائے جس کی میں میں
 جانتی تھی کہ تمہیں یہ نام بتاؤں تاکہ تم خدا اور درخشاں
 سے باتوں کی ایک اور لٹ کو اپنی نرم انگلی سے چھڑتے ہوئے

درخشاں نے میں کانپ اٹھا: "کیا تمہیں اپنی غلطی پر
 حال بد ہے؟
 "چوڑی بچوں کی طرح سوچنا شروع کر دیا، اس نے میر
 چرکتے تاثرات پر مجھے تو میرے میرے کالوں پر چسکیں
 پڑے ہوئے شرمی سے بولی: "اگر مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوتا
 نہ ہوتا، کتنی چسکے سے تمہیں چھو کر بھڑک جاتا ہوتا مگر ایسا نہیں
 ہے میں نے تمہیں سن کی گرائیوں سے ٹوٹ کر چاہا ہے اپنی
 مرضی سے اپنا دھرم بدل کر اسے دشمنوں سے من موڑ لیا ہے۔
 تمہیں پانے لگے لے اپنا دھرم تو کیا میں اپنا ہیمن بھی بدلان کر
 سکتی تھی؟ وہ آہستہ آہستہ جذباتی ہونے لگی۔

"ایک بات کموں جان میں تھی میں نے اس کی سبیدگی ختم
 کرنے کی خاطر اسے چھوڑا: "تمہاری زبان سے ہندی کے لفظ
 بڑے پیچھے لگتے ہیں۔"
 "میری طرف سے اپنے دل میں اب خیال بھی نہ آنے دینا
 یہ میری اندھیرے پیاد کی توہین ہوگی۔ اس نے ہونٹ کاٹتے
 ہوئے میری بات کو نظر انداز کر کے آہستہ سے کہا۔

"اچھا بابا، نہیں سوچوں گا ایسی باتیں۔ میں نے کانوں کو
 دھنکاتے ہوئے کہا پھر اسے گھور کر بولا: "تم ہو میری جاناکا
 وہ بات پھر بڑی خوب صورتی سے مال گئیں جو کھانے کی میز
 پر منور ہوئی تھی۔"

"جہاں میں جانتی ہوں کہ تم کہیں جا کر ڈونچے بنا دیا کرو
 تاکہ میں پریشان نہ ہو کر دوں۔ وہ سبیدگی سے میری
 دھن دیکھتے ہوئے بولی: "اس کے لیے میں منجس تھی اپنا نیت
 تھی اور اس کی بھینس میں گری تھی انھوں میں پیسہ لینے پیار
 ہی پایا نظر آ رہا تھا۔"

"پریشانی سے تمہاری کیا مراد ہے۔ کیا میں بچے ہوں جو
 مڑک رہے ہوں؟ تمہیں کبھی تمہیں ہر جادو کا کوئی مجھے نانی کی لالچ
 نے کرنا کھالے جاسے گا؟

"تم سمجھنے کی کوشش نہ کیا، میں کرتے۔ درخشاں نے
 میری طرف جھکتے ہوئے کہا پھر میرے بالوں میں
 اپنی انگلیوں کو کھنکھاتے ہوئے بولی: "تم تازہ ہونو درد اور تڑپ
 کا احساس زیادہ نہیں ہوتا لیکن۔"

"خدا کے لیے درخشاں میں نے الجھتے ہوئے کہا: "جو کچھ
 کہنا ہے ایک بار کہو، ڈالو زیادہ پریشان نہ کرو۔
 میں تمہیں ڈیڑی اور ان کے پنڈت بچا دیوں گے جتنے
 کہنا ہے میں بتاؤں جانتی ہوں وہ جلدی سے بولی: "تم ان
 لوگوں سے واقف نہیں ہو میں جانتی ہوں کہ وہ اوپر سے جھٹنے

لگا میں نے سوچا کہیں درخشاں کو ان حالات کا علم تو نہیں ہو
 گیا جو میں اس سے پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا۔

"مجھے غلط نہ سمجھیے۔ وہ پریشان سی ہو گئی۔ میں آپ
 پر کوئی بندش یا پابندی عائد نہیں کرنا چاہتی تھی۔
 "لیکن کیا درخشاں؟ میں نے پیار بھرے انداز میں کہا: "تم
 مجھ کے کیا کہنا چاہتی ہو۔ کچھ کہتے کہتے دک کہیں گئیں؟ جو کہنا ہے
 کہہ ڈالو میری جان اس طرح ذہن کا بوجھ بٹکا ہو جاتا ہے۔"

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے لیکن۔ اس نے ایک
 اوائے دلہانہ سے کہا: "دھل میں آپ کے زیادہ دیر الگ رہیں
 تو جانے کیوں میرا دل آپ ہی آپ دھڑکنے لگتا ہے، اس نے
 سیدھے خیالات میں کو پریشان کرتے رہتے ہیں۔
 "خدا ہے میں نے سبیدگی سے دریافت کیا۔

"آپ سمجھنے کی کوشش کریں جہاں: "وہ اٹھا کر بولی: "ہر وقت
 بس بچے رہتے ہیں کبھی تو بالوں کی طرح بات کو سمجھ
 لیا کریں۔"

"درخشاں۔ میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر
 کہا: "خدا کی قسم میں تمہاری باتوں کا مفہم نہیں سمجھ سکتا، بہتیں
 پالنے کے بعد میں واقعی بچہ بن گیا ہوں اب بالغ بننے کی
 کوئی عمر نہیں رہی، دل چاہتا ہے ہمیشہ تمہاری گود میں
 رکھے بیٹا ہوں اور تم مجھے تھیک تھیک کر لو لیاں دیتی رہو۔
 "دن بھر سوئے دو اور رات آئے تو ک وہ خود ہی اپنی
 سوچ پر بل کھا کر شرم سے دوہری ہونے لگی پھر شکایت کرتے
 گئے بولی: "کیا ہے جہاں! کھانے کے دوران تو کچھ دیر کے لیے
 سنجیدہ ہو جانا کرو۔"

"اچھا سرکار، علیے کھانا کھا لیجیے، باقی باتیں اپنے کمرے
 میں چل کر کریں گی۔"

"ہم دونوں کھانے میں مصروف ہو گئے، درخشاں بار بار
 میری طرف دیکھتی اور اپنی کبھی ہونتی بات کو صوبج کر جلدی
 سے نظریں جھکا دیتی، میں خاموشی سے کھانا کھا تا رہا لیکن میرا
 ذہن درخشاں کی بات سے الجھ گیا تھا مجھے خدا شہر تھا کہیں
 وہ بدلے حالات سے واقف نہ ہو گئی ہو کہ نہ کے بعد ہم
 لینے کمرے میں جا کر لینے تو میں نے درخشاں کی — تنکستی
 زلفوں سے کیفیت ہوئے اسے کڑوا۔
 "اب بناؤ، وہ کیا بات تھی جو تم کھانے کے دوران مجھے
 سمجھانا چاہ رہی تھیں؟

"جہاں: "وہ میری طرف کو دیکھ کر بولی: "تمہارا کیا خیال ہے
 کیا یہی کوئی سیرس جدا ہو جانے کا دکھ نہ ہوگا؟"

وہ غور کو ٹھنڈا کھنے پر مجبور ہو گیا۔

"آتمکا دکھ آفس سے نکل کر میں سیدھا حویلی کی طرف
 واپس ہوا، میرا دل چاہ رہا تھا کہ آج کا کام کل پر نہ ہاں اور
 پنڈت آدم پر کا کس سے بھی دودھ ہاتھ کرتا چلوں لیکن حویلی
 سے میری زیادہ دیر خیر حاصل نہ ہو درخشاں کو پریشان کر سکتی
 تھی اس لیے میں نے آدم پر کس سے ملنے کا ارادہ ترک
 کر دیا، لیکن میں وہ دیر کے کھانے سے قبل حویلی پہنچنا چاہتا
 تھا لیکن ڈراماؤں کی چابکدستی اور برق رفتار دی کے باوجود میں
 پہنچنے سے پہلے حویلی نہیں پہنچ سکا، میرا اندیشہ غلط
 نہیں تھا درخشاں میرے لیے صحت پریشان تھی۔ میں جاگیر
 کے کام کا بہانہ کرکے شہر چکا تھا۔ درخشاں مطمئن ہو گئی۔ اس
 نے فوری طور پر مجھ سے کہہ نہیں کہا۔ دل آویز مسکراہٹ ہونوں
 پر پھر کمریز استقبال کیا، لباس تبدیل کرنے میں میری مدد کی
 پھر جب میں اس کے ساتھ میز پر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا تو اس
 نے دلی زبان میں کہا۔

"جہاں۔ میری بھی یہی خواہش تھی کہ آپ جاگیر کے کاروں
 میں دل چاہی لینا شروع کریں لیکن ایک درخواست ہے میری۔
 "حکم دو درخشاں۔ میں نے اسے پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔
 "درخواست کا لفظ تمہاری زبان پر چھتا نہیں۔
 "مجھے اپنا مقام معلوم ہے جہاں: "وہ مسکرا کر بولی۔
 "میری جگہ آپ کے قدموں میں ہے، مجھے وہی ہنسنے دینے
 "تم قدموں میں رہو گی تو آنکھوں خالی ہو جائے گی۔ وہاں
 کون لے گا؟"

"آپ کو اختیار ہے، اس نے شہر لٹنے سے منع کر دیا۔
 "کسی اور کو تو ان کی زمین بنالیں میں اعتراض نہیں کروں گی؟
 "کیسی باتیں کر رہی ہو جہاں میں؟ میں نے اپنے ہاتھ سے
 اس کا ہاتھ دبانے ہوئے کہا: "میں اور تم کھانے سوا کسی اور
 کے بارے میں سوچوں۔ خدا کرے اس سے پہلے۔۔۔۔۔"

"میں فنی کرتی ہوں۔ وہ کھنکھاکر بولی: "ایسی بری
 باتیں زبان پر نہ کہیں بھی نہ لایا کیجیے۔
 "چلو غلطی ہو گئی۔ معاف کر دو اور یہ بتاؤ کیا کہنا چاہ
 رہی تھیں؟ میں نے اسے پیار سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
 "میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ حویلی سے کہیں باہر
 جا یا کر کوئی تھکے تھکا جا کر کریں۔ اس نے آہستہ سے کہا۔
 "اس طرح مجھے بھی اطمینان ہے گا۔"

"اطمینان۔ میں سمجھ نہیں پاتی میں نے چوہک کر درخشاں
 کو دھنا تنگ نظروں سے دیکھا میرا دل اچانک دھڑکنے

ہوئی۔ وہ بڑے خشنال لگے ہیں۔ دلی دوتاؤں نے انہیں سونے کے ساتھ ڈاکو نہیں سمجھا یا گندی طاقتوں نے ان کے دھڑوں کو بھگت کر دیا ہے۔ ان کے جتر منتر کے برہم بھی ان ہی کی طرح دکھائش ہوتے ہیں۔

• درختان میں نے اسے موضوع سے ہٹانے کیلئے کہا۔
• سنا ہے تمہارے منہ دل کے اندر یہ جوندہ سردار دھول مچال بجا رہی ہو تو میں یہ اندسہ بڑی دل بھری اور دل بہری ہوتی ہوں یہ ان پندت بھادوں کے ساتھ کیسے گزارا کرتی ہوں گی۔
• ان بھادوں کی منت پوچھو چالی یہ پندت اور بھادوں کے لیے اپنے خرم کی جھینٹ کو بھی پڑاؤں سمجھتی ہیں۔ درختان زیر لب سسکا کر کہہ رہی۔

• شرم کی جھینٹ اور بے۔ میں سمجھا نہیں تپہ۔
• ہم کی قربانی ان بھادوں کے لیے تو اب ہوتی ہے۔
• سچ۔ میں شوح ہو گیا۔ بڑی لپٹ انفارمیشن دی نظر نے پہلے بتایا ہوتا تو کسی منہ میں پتھر کی موتی کے سامنے آئی پالتی مار کے دھوئی رمانے بیٹھ گیا ہوتا۔ پھر بھی سنو شباب کی غصہ غصہ ہی غصہ ہی پھیلا رہتی اور برکھا برستی۔
• مہو بھی تم نے پھر شروع کر دی وہی باتیں۔
• بھادان۔ میں نے بکے ہوئے انداز میں اس کے کانوں میں سرگوشی کی۔ آج نہیں کھڑو۔

• بڑی بات۔ اس نے خونی جہر بنیدگی سے مجھے خامنا۔
• اچھے بچے منہ نہیں کرتے، کھانے کے بعد چپ چاپ آنکھ موند کر سو جاتے ہیں چلو۔ موندو دیکھو، اس نے ہاتھ بڑھا کر میری آنکھیں بند کر دیں اور آہستہ آہستہ گنگنائے مٹی، دھو گئے اور دے کر سلا ناچا ہستی مٹی میں آہستہ سے جما لیا ہوا کچھ اور اس کے قریب ہو گیا پھر اس کے لباس اور جسم کی تمک سے سچ چمیسرہ ذہن پر غنمو کی حلائی کرنا شروع کر دی۔



• درختان نے جن غطروں کا اظہار کیا تھا وہ میرے پیش نظر تھے لیکن میں اسے اس کے باپ کے کرتوت بتا کر دھکی نہیں بنا چاہتا تھا، اس طرح لاٹھ مارا دیا ہے میں ترسے لکھنیں جانتا۔
• دو روز تک میں درختان سے قریب رہا لیکن تیسرے روز میں رلی سے باہر نکلا اور کوئی کی طرف چل پڑا پندت ام پر کاش کا قزم ابھی پیرسٹ اور باقی تھا، میں اسے بھی پکڑا کر دینا چاہتا تھا۔
• ڈراؤنڈ میرے اعتماد کا آدمی تھا پھر بھی میں نے اسے سختی سے ہدایت کر دی کہ اگر کوئی تیسرا شخص میرے سامنے میں کچھ دریافت

کرے تو اسے صحت میں بتایا جائے کہ میں جاگ رہا ہوں کیا تھا۔
• کوئی پتھر کر کے اسے اپنی گاڑی بڑے منہ سے تھوڑا ایک فلاٹنگ دور رہی کرادی میں نہیں جانتا تھا کہ ڈراؤنڈ کو بھی اس بات کا علم ہو سکے کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔ گاڑی سے نیچے اتر کر میں پیدل ہی بڑے منہ کی طرف چل دیا ہر ایک وسیع و وسیع احاطے کے اندر صبح چھوٹوں سے ٹھیکر کی گلی تھا میں اس منہ کو باہر سے بڑوں باد آتے جلتے دیکھ چکا تھا لیکن اس کے اندر داخل ہونے کا اتفاق پہلے نہیں ہوا تھا پھر بھی میں بے دھڑلے بڑے چھاکر سے داخل ہوا اور نظر ہی جھکے تیز تیز قدم بڑھانا اور چوتھے کے سمت مہانے والی سیرتھوں کے قریب پہنچ گیا، منہ کی تیز زین سے تقریباً بیس فٹ بلند ایک چوتھے پر کی گئی تھی۔

چوتھے کے قریب دک کر میں نے اسے باپ کے محل کا جائزہ لیا، ساہو اور پندت بھادی کھڑاؤں پہنے اور اوپر آتے جاتے نظر آ رہے تھے ان کے جسم پھندل کے برائے میرے کان چیریل ہوئی تھی بال بال تو بے حد بڑھے ہوئے تھے یا سرائے کے جھٹکی کی مانند صاف تھا، کچھ بھادوں کے ہاتھوں میں پتیل کی گلیاں بھی تھیں جو مل پانی کے لیے استعمال کی جاتی تھیں ان کے لباس گیرٹے یا سفید رنگ تھے۔ گلے میں مالایاں جھول رہی تھیں انہی سے اکثر آدم ہری ام کی صدا بلند کر رہے تھے منہ کے اندر سے گھینٹوں کی آواز بھی بلند ہر رہی تھیں۔

میں سیرتھوں کے قریب کھڑا اپنے لنگ اقدام کے آگے میں سوچتا رہا، ایک مسلمان کی حیثیت میں میرے منہ کے اندر دندنائے ہوئے داخل ہونا کچھ مناسب نہیں تھا اس طرح بات اور غراب ہو سکتی تھی لیکن مجھے یہ بھی علم نہیں تھا کہ پندت ام پر کاش سے اس وقت منہ کے منہ سے جسے ملاقات ہو سکے گی منہ کی پشت پر رہا ہستی مکانات تھے جن میں پندت اور بھادی رہ کر رہتے تھے لیکن میں نے اس طرف جانے سے گریز کیا مباد کہ میرا کوئی جاننے والا مل جائے اور منہ

کالی دنیا

ایم اے راحت قیمت: 100/-

میں میری پہل قدمی کو غلط دنگ میں پیش کیا جائے۔ سیرتھوں کے قریب میرا اس طرح کھڑا ہونا بھی نامناسب تھا۔ آتے جاتے پندت اور بھادوں کی نظریں بار بار میری جانب آ رہی تھیں ابھی میں اسی ادھیڑوں میں تھا کہ ایک بھانا منہ سے باہر آئی، میں اس کا سن اور جواڑی دیکھ کر تشدد نہ کیا۔ صبح سادی میں وہ جوالا لکھی نظر آ رہی تھی اس کا چوڑا آڑا ادلب اس کے تیسرے آزاد تھا پھر بھی جس کی شناس میں چوٹ رہی تھیں شرابی شرابی، لٹائی لٹائی نظریں جھکائے وہ چھوٹے چھوٹے قدم تھا پندت کے کنارے آئی، جھک کر آخری بار منہ کی سمت دیکھ کر منہ کی طرف بھاگتا رہا اور سادی کا لٹو سنبھال لیتی تھی بل کاتی، جاوہر جگاتی سیرتھوں سے نیچے اترنے لگی۔ میں نے عوس کیا کہ اس وقت بے شمار نگاہیں اس بھادوں کے نازک ریشمی بدن پر پھیل رہی تھیں لیکن وہ ان نگاہوں کی کاٹ سے بے نیاز نیچے اترتی رہی پیر قریب کوڑی تو ہوا کہ ایک مت جھوٹا اس کے جسم کی سمت دیکھ کر وہ دھڑکنے لگا۔

• سنو۔ میں نے غیر انتہائی طور پر اسے آواز دی، اس میں میرے رائے کو کوئی دفع نہیں تھا۔ اس کی سرکشی کے پرہیز تھا اس نے جیسے مجھ پر بے غرضی طاری کر دی تھی، جیسے میں اس کی آنکھوں کے سحر میں کھو کر رہ گیا تھا۔ جیسے وہ آواز میرے لمبوں سے نہیں دل کی گہرائیوں سے نکلی تھی۔
• جی۔ وہ دیکھ کر گئی۔ آہستہ سے گھوٹی نظریں آواز پر ترم آواز میں پوچھا۔ آہستہ آواز دی تھی، بڑی بے رحم۔ میں آج پہلی بار اس منہ میں داخل ہوا ہوں۔
• میں وہاں ہی کمر گیا۔

• میرا صباں چڑھ کر رہے اوپر چلے جائے، جھگوان کے پرنوں تک پہنچنے کے لیے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کے لیے میں طوا رکھی کسی کا تھی، شاید وہ مجھے ہی کوئی برا لوس پندت یا حریص بھادی سمجھ رہی تھی۔ فینٹ اس کے کان اس قسم کی آوازیں سننے کے عادی ہو چکے ہوں گے۔
• جی تو اس نے نظریں کو غائب کرنے والے کو دیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی۔
• میں ایک ضرورت کے تحت یہاں آیا ہوں۔ میں میری سے بڑا لٹے پندت ام پر کاش سے منہ سے اور۔ اور میں ہندو تھیں مسلمان ہوں۔
• اس نے پہلی بار چوبک کیمری طرف دیکھا

• مسلمان ملک۔
• تم تمہارے جانتی ہو، میں نے تعجب پوچھا۔
• میں ہاتھی ہوں سرکار، جیوں لال مالی کی بیٹی، اس نے اپنا تعارف کرتے ہوئے کیا۔ مجھے شاکر کیلئے میں آپ کو بھی پندت بھادی سمجھ بیٹھی تھی۔ پتا چلی کہ جو عمر ہوئی تو وہ ناراض ہوں گے۔
• کوئی بات نہیں، میں نے الطیان کا سانس لیا پھر ایک بھادی کا اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر سب لٹے میں لڑا۔ مجھے پندت ام پر کاش سے منہ سے کیا تم مجھے اس کا پتہ بتا سکتی ہو؟
• وہ منہ کے پیچھے اٹل والے پیر کے نیچے رہتے ہیں۔
• ہاتھی نے بڑی مصحوبیت سے جواب دیا یہ کسی سے بھی پوچھ لیا۔
• شکریہ۔ میں نے غصہ کرنا۔ بھادی قریب آچکا تھا ہاتھی نے اسے دیکھا تو جلدی سے نظریں جھکائیں جسم کو پکا کر اس نے مجھے تعظیم دی پھر پلٹ کر لمبے پک دادتی بڑے چھاکر کی جانب چلی گئی۔
• بھادی میرے قریب پہنچ کر دک گیا، اس نے جاتی ہوئی ہاتھی کو نہایت میلی نظروں سے دیکھا پھر پلٹ کر لمبے سر سے پاؤں تک یوں گھومتے لگا جیسے اس نے محل باس میں چل رہی آدمی کو دیکھا ہو، اس کی نگاہوں میں میرے لیے غارت اور نفرت کا احساس جھلک رہا تھا، جس سے اس نے پچان لیا ہو کہ میں مسلمان ہوں چننا ہے وہ اپنی بڑی شری خوں خوار آنکھوں سے مجھے دھوکہ دے کر کے کو شش گزارا ہوا پندت کے نیچے میں۔
• کون بترم؟ اس چھوٹی سے کیا باتیں کر رہے تھے؟
• پندت ام پر کاش کا پندت دریافت کر رہا تھا۔ میں نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔
• مسلمان گتے ہو۔ کیوں؟ اس نے مجھے گھومتے ہوئے پوچھا۔
• تمہارا خیال درست ہے۔ میں نے باپ آوازیں جاتا دیا پھر تیزی سے پلٹ کر منہ کے پھلے لٹنے کی طرف تدم بڑھانے لگا۔
• اٹل کے پیر کے نیچے دو سہرے ملائے سے آگ تمہارے ایک خوب صورت اور شاندار مکان موجود تھا، میں یہاں سے اس طرف گیا، میرا مذہب جھیک ہی تھا، مکان سے باہر نکلے والے ایک بھادی نے مجھے اس چوتھے پر۔
• مجھے کون کا جوڑت کے تنے کو دھیان میں لے کر بڑی خوب صورتی سے بنا لیا گیا تھا۔
• غالباً ام پر کاش اسی جہیز پر ہمیں کھانے کا عادی تھا میں چوتھے کی طرف پلٹا تو جھٹک کر دک گیا، وہی جھٹک بھادی جو مجھے منہ کی سیرتھوں کے قریب ملا تھا اس وقت

میں مادہ ہون اور پرکاش۔ میری باتوں کا دھماکا تھا۔
 نے بڑی سے کہتا میری تھادی کوئی دھنسی نہیں ہے لیکن
 نے جو اپنے کی کوشش کی تو پھر مجھے بھی جوابی کارروائی
 پڑی تھی۔
 میں جانے کے ارادے سے ہٹا، ایک قدم آگے بڑھا یا
 پھر ٹھیک کرک لگا۔ وہی ہٹا گیا، پھر یہی جس نے ہاتھ کے
 میں مجھ سے باز پرس کی تھی یہ راستہ رکھ کر ہٹا تھا، جہاں
 بارے میں اس کا کوئی پتہ نہیں تھا۔ میرے مقابلے میں
 بہت زیادہ نمونہ اور مضبوط قوی کا مالک نظر آ رہا تھا
 ہاں یہ بھی جانتا تھا کہ جنگ میں جیت ہمیشہ کسی فریق
 ہوتی ہے جس کے حوصلے بلند ہوں، میں تنہا اس منہ دیہاں
 نہیں آیا تھا کہ وہ پجاری میرا رستہ روکیں اور میں اپنی
 سب سے کمزوروں میں تو جان تقبیل پر رکھ کر گھر سے نکلا تھا
 وجہ یہ تھی کہ یا تو خود میرا دل گایا اپنے دشمنوں کو مار کر
 مل گا۔
 پجاری کو سامنے دیکھ کر میرا خون گردش میں آ گیا، میں
 فطرت بھری نگاہوں سے اسے گھورا، اسے باور کرائے
 گردش کی کردہ مجھ سے عکس کار بھی موت اور پجاری کو دیکھ
 رہا ہے، جواب میں وہ سکڑا رہا، جیسے اسے میری بات سن کر
 ہی انگلی جڑیں اٹھتا اور تیز ہو گیا لیکن تب اس کے کہ میں
 اپنے راتے سے ہٹا نہ گئے کی کوئی اقدام کرتا پندت اوم
 لاش کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔
 - رات چھوڑے گروہاری جانے سے اس پر راجھی کرتے
 "ماراج" نے گروہادی نے احتجاج کیا "یہ تھا راجا اچانک
 راجا؟
 "ہٹ جا، چھوڑے اس کا راستہ" اوم پرکاش نے
 نہ دیکھتے تھے بڑے کم۔

"میں قاتل نہیں ہوں کی وجہ ہوں ماراج" گروہادی
 "اتھ بانڈھ کر رہتی کی" مجھے آگیا وہ۔ میں اس کے کراہیا
 نہ دینا چاہتا تھا جسے سارا جہنم دیا رکھ سکے گا۔
 "نہیں" اوم پرکاش سر جھکے میں بولا "میں اس پوتر
 تھاں پر گناہوں میں گناہ چاہتا تھا اسے جلنے کے گروہادی
 جس کی اس کے پڑا نہیں ہوا۔
 گروہادی اوم پرکاش کے حکم پر نظریں جھک کر میرے
 سے بہت گلیا میں نے گھم کر پندت کو دیکھا وہ غصے
 لکڑا پٹا پٹا ہوا ہٹ چکا تھا۔ میری جا پا آگے بڑھ کر
 لکڑا پٹا ہوا ہٹ دھن اس کے ناپاک وجود کو ہمیشہ ہمیشہ

نہیں جانتا کہ اس سے کس سے باتیں کر رہا ہے۔

"سنو ماراج" میں نے ایک گھنٹہ غیر متبادل کرتے راجا
 میں کہا۔ میں تجھیں ہی بتانے آیا ہوں کہ میرا بھچا چھوڑ دو،
 میں نے آندھ کلا جی سے بھی یہی کہا ہے کہ میرا راستہ کھٹنے کی
 کوشش نہ کروں ورنہ.....

"خود کو بہت بھلا سمجھتا ہے۔ آج تھو۔ اوم پرکاش
 نے ہر جملہ کہتے ہوئے فطرت سے کہا پھر میں پھوکی کر بولا
 "وہن دولت نے تراد مارا کر دیا ہے چار پٹیکس (کت میں)
 پڑھ کر بولنا سیکھ گیا" ابل کپڑے سے تن ڈھانکنا سیکھ کر کاٹن
 پرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ پر فرتو آتا یاد رکھو کہ کاجی
 "ہٹ تیرا بالاکڑوں سے بڑا ہے کسی پندت پجاری سے بھر
 لڑنے کا تو پتہ چلے گا کوشش کے کتنے ہیں۔

"میں بیان تم سے شکتی یا کھاڑے کے داؤد چکے نہیں
 آیا ہوں پندت۔ میں نے غصے سے ہنٹ کاتے ہوئے کہا۔
 "صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ پریم کا تھجی سن کا دل کی داپی کا
 مطالبہ کر رہے ہیں وہ اب مسلمان ہو کر درخشاں ہی گئی ہے اور
 میری جوی ہے مجھے دنیا کی کوئی طاقت مجھ سے نہیں چھین سکتی۔
 "کال کے سینکڑوں سے نگاہیں ملا کر بات کر رہا ہے۔ جیسے ہر
 جلنے کو مر دھ۔ اوم پرکاش بل کھا کر لڑا۔ اسے کی قدر کر۔
 جا، جا کسی چوتھی کو ہاتھ کی رکھیں دیکھا وہ مجھے بتائیں گے
 کہ تیرے بھوش (مستقبل زندہ) میں کیا کہے۔ جا۔ چلا جا۔
 "میں بیان تھا راجا بھاش سننے نہیں آیا ہوں ماراج لڑن
 بکٹے آیا ہوں کہ تالی دونوں ہاتھوں سے جیتی ہے۔ میں نے
 غصوں آواز میں جواب دیا۔ "بھڑو کا کر تم میرا راستہ چھوڑ دو
 مجھے بھی اپنے بچاؤ کے راتے آتے ہیں میں بھی آنکھیں نیلی پیل
 کر کے مات کرنے کا انداز جانتا ہوں۔
 اپنی جوانی پر پڑا گھنٹہ ہے مجھے۔ کیوں تاؤم پرکاش
 نے سکرانے ہوئے کہا۔

"تھانے سائے کھڑا ہوں پندت ماراج" تھا راجا کیا
 خیال ہے؟
 "سادہ سا تاؤم پرکاش کی ہے" اندر سے باہر کھوکھلا
 ہے۔ ایک دم کنگال۔

"اس کا فیصلہ تو وقت ہی کر سکتا ہے۔ میں نے اوم
 پرکاش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"بڑھ بڑھ کر باتیں کرنا بھی سیکھ گیا ہے۔ پندت نے بڑھ
 سے کہا۔ ان کے منہ آئے کی کوشش کر رہا ہے جنھوں نے دیوی
 دیوتاؤں کو راضی کرنے کیلئے اپنا جیون تیاگ دیا ہے۔"

مجھے دیکھنا غور غور نظروں سے گھور رہا تھا، شاید وہ ہاتھ کی
 پرندوں میں سے تھا اسے میرا ہاتھ سے پائیں کرنا برا لگا
 تھا، میں اسے نظر انداز کر کے چوتھے کمرے قریب گیا اور اس
 سے نیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ ہٹا لگا بجاری پتھر دور کھڑا
 گھونے جا رہا تھا۔ میں نے نفرت سے منہ پھیر کر اپنی توجہ
 دوسری جانب مبذول کر لی، یوں بھی میں چھوٹے مرنے مذہب
 بجاریوں کو مرنے لگا کر اپنی حیثیت خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔
 مجھے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا۔ دو منٹ بعد ہی پندت
 اوم پرکاش اپنے مکان سے باہر نکلا لیکن مجھے دیکھتے ہی
 اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ سکے۔ ہٹے۔ کٹا دیشانی پر
 لاندھا آدھی توجہی لکیریں پیدا ہو گئیں ہاتھ کے اشارے
 اس نے اپنے پیچھے گھومے ہوئے پجاری کو واپس اندر جانے
 کا اشارہ کیا پھر سینہ ان اٹھانا میرے قریب آ گیا۔
 اس کے تیرے ہر جملہ ناک ہوتے جا رہے تھے۔ وہ میری
 غیر متوجہ آمد سے کچھ الجھ بھی گیا تھا، شاید اسے مجھ سے اس
 جرات کی امید نہیں تھی۔

"کیا بات ہے ہٹک؟ اس نے قریب آ کر گھونے لیے
 میں پوچھا۔ بیان کیوں آ رہا ہے؟
 "آپ کچھ ضروری باتیں کرنا ہیں ماراج۔ میں نے نرم
 آواز میں جواب دیا۔

"باتیں؟ اس نے الفاظ جباتے ہوئے کہا پھر ہنرند
 سے بولا۔ کیا چاہتا ہے؟
 "اس راز و محبت میں آپ کھل کر باتیں نہیں ہو سکی
 تعین۔ میں نے کہا۔ اسی سلیے میں بیان حاضر ہو گیا ہوں۔
 "تو نے آندھ کلا سے بھی طاقت کی تھی۔ کیوں تاؤم پرکاش
 نے مجھے کھانے والی نظروں سے گھونٹے ہوئے سوا دیا۔

"آپ کا خیال ٹھیک ہے ماراج۔ میں بات آواز
 میں بولا۔ "میں راز و محبت میں آندھ کلا جی سے بھی مل چکا ہوں۔
 "ہم۔ وہ عقادت سے بولا۔ ابھی تک پتھی (مغل)
 ٹھکانے نہیں آئی، ہوائ میں اونچا اڑنے کی کوشش کر رہا ہے
 "ماراج۔ میں نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ کیوں
 ہر مرنے دوست ہے اس نے مجھے تھا راجا پیغام دیا تھا؟

"پھر کیا سوچا ہے تو نے تاؤم پرکاش کا لہجہ اور سرو
 ہو گیا۔ "مکتی چاہتا ہے تو ادھی کو لے جا کر اس کے پتا کے
 دھانے واپس چھوڑ آ۔"

"اندھ کر میں انکار کروں؟
 "موکھ۔ وہ کوک کر بولا۔ "نظر نہ پچی کر کے بات کر تو

کھانے کا بندوبست بھی حویلی کے خاص باوجودی خانے سے کر رکھا تھا۔ بظاہر وہ بڑا خوش حال اور مطمئن نظر آتا تھا۔
 یکیشاں اپنی تیاری مکمل کر کے تقریباً نصف گھنٹے بعد دوبارہ کمرے میں داخل ہوا تو کچھ الجھا الجھا اور تیز نظر آ رہا تھا۔
 ”اگر تعین بیاں کچھ مزوری کام ہیں تو میں تنہا چلا جاتا ہوں حویلی کا فاصلہ ہی کتنا ہے۔ میں نے یکیشاں کی الجھن کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے ڈاکٹر عارف کو مزوری بیاں تھوڑی دی ہیں یوں بھی آج مجھے فرصت ہی فرصت ہے۔ یکیشاں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا پھر میرے ساتھ باہر آکر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی ہسپتال کے احاطے سے نکل کر کھلی سڑک پر آئی تو اس نے تھوڑے وقت کے بعد بڑی تیزی کی سے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا: ”جہاں کیا تم تباہ کر سکتے ہو کہرا احمد علی کو ایسی کون سی پریشانی لاحق ہوئی جو وہ بریہیںج کا نشانہ بن گیا۔“
 ”یہی بات مجھے بھی پریشان کر رہی ہے۔ میں ٹھنڈیوب کی حالت میں جواب دیتا: ”جہاں تک یہ خیال ہے وہ ہر طرح سے آسودہ حال تھا۔“

”پھر اچانک ذہنی بگاڑ کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟“
 ”اس کا اندازہ تو تم مجھ سے بہتر کر سکتے ہو۔“

”کچھ باتیں انسان کی سمجھ سے بالاتر بھی ہوتی ہیں۔ یکیشاں تنہا سائے سڑک پر نظر چلتے ہوئے جواب دیا: ”میں مکمل سنسن اورانی طاقتوں کے ذریعے پیش آنے والی اموات کو نہیں جانتی ہماری اصطلاح میں موت دو قسم کی ہوتی ہے، طبعی اور غیر طبعی اور ان دونوں اقسام میں مختلف قسم کی اموات کے مختلف نام اور اس کی وجہ بھی ہوتی ہے لیکن....“

”تم آخر کتنا چاہا ہے جو؟ میں نے یکیشاں کی گفتگو سے الجھے ہوئے پوچھا: ”کیا احمد علی کی موت اورانی طاقتوں کا نتیجہ ہے؟“

”ہاں۔ اور ادم اس کی وجہ جانتے ہوئے یکیشاں بھی بے بسی تھا۔
 ”کیا مطلب ہے؟ میں نے حیرت سے پوچھتے ہوئے پوچھا۔
 ”جہاں کیا یہ درست ہے کہ کم کر دی کے بڑے منہ میں پنڈت ادم پر یکیشاں سے ملنے گئے تھے؟“
 ”ہاں۔ میں اسکا نہیں کروں گا میں نے حیرت سے پوچھتے ہوئے پوچھا۔
 ”پنڈت ادم پر یکیشاں نے احمد علی کو اپنی پراسرار طاقتوں کا نشانہ بنا کر رکھیں آئندہ کے لیے ہوشیار رہنے کا اشارہ کیا ہے۔“
 ”اور؟ میں ہر ہوش چھاننے ہوئے بولا: ”تعین کیسے معلوم

ہے جس کا کہ میں نے کیا، احمد علی کی اچانک موت نے میرے ذہن پر گہرا اثر کیا لیکن قدرت کو کتنا یہ میری منہ تھا۔
 ”میرا خیال ہے کہ کتنا یہ اس غریب کی حرکت تلب اچانک ہوئی نہیں ہے اس آواز میں کہا: ”یہ بھی کیفیت ہو کر آ رہا ہسپتال قریب تھا وہ مجھے زیادہ دشا ریل کا سامنا کر رہا تھا۔“

”کہاں سے آئے تھے؟ یکیشاں نے پوچھا۔
 ”جہاں کے ایک درزی کام کے سلسلے میں مجھے لوگوں سے ملنے کرنے تھے۔ میں نے دروغ کوئی سے کام لیتے ہوئے کہا۔
 ”پھر اچانک احمد علی کی موت کے بارے میں تھا اور کیا خیال ہے؟“
 ”ڈاکٹر عارف نے اسے ایڈمنڈ کیا تھا، وہی تفصیل رپورٹ لے رہے ہیں۔“

”میں نے ہسپتال کے ایک آدمی کو بھیج کر گریج سے مری رہوا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گئے لیے اس کے حوالے کر دی وہ میں لیکلانی کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا اور درخشاں کو بھی اپنے اپنے سے باہر کر دیا تھا البتہ احمد علی کی موت کی خبر کو چھپا گیا تھا اس لیے کہ درخشاں بھی مرنے والے کو بہت عزیز دوست تھی۔
 یکیشاں اور میں بیٹھے اس کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ ڈاکٹر عارف بھی کمرے میں آ گئے۔“

”کیا دیکھ کر ڈاکٹر یکیشاں نے پوچھا: ”ڈاکٹر فیلیو؟“
 ”نورسٹ ڈاکٹر عارف نے جمید کی سے کہا: ”ڈاکٹر کی موت ایک بڑا کاتیجہ ہے۔“

”کیا مطلب ہے؟ میں نے پوچھتے ہوئے پوچھا۔
 ”اس کے دماغ کی شریانیں اچانک محسوس ہواؤں سے پھٹ گئیں اور خون ٹپ گیا تھا اس لیے اس کی موت واقع ہوئی۔“

”آپ نے رپورٹ تیار کر لی؟ یکیشاں نے پوچھا۔
 ”جی ہاں۔“

ڈاکٹر عارف کے جانے کے بعد یکیشاں نے دیوانہ جی کو بلوا کر لاش کی تجزیہ و تحقیق کے لیے مزور ہاں میں دے دی پھر وہ میری وجہ سے چلنے کی تیاری کر لیے نکلا۔ میں خوشحال بیٹا احمد علی کی موت کے بارے میں مزور کو سنا، وہ مجھ کو زندگی گزارا تھا لیکن بہتر بہت خوش و خرم رہنے کا عادی تھا میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں تھی جسے اس کی پریشانی یا ذہنی بگاڑ کا سبب بن سکتا تھا۔ اس کی تنہا وہیں فانی محسوس تھی اور درخشاں نے خوش ہو کر اس میں غور ڈالا اضافہ بھی کر دیا تھا، وہ حویلی کے اس حصے میں رہتا تھا جہاں ملازموں کے کوارٹر بنے تھے تنہا آدمی تھا اس لیے میں نے اس کی آسانی کے لیے بطور خاص اس کے

پیدائش اور علم نجوم

رنگ لائے گالو

جماد پاکستان

مرآة العروس

انار کلی

لال قلعہ کا آخری ناہار

خلافت اندلس

عظیم بدر عظیم قائد

قائد ملت لیاقت علی خان

مضامین فرحت

دختران ہند

مکتبہ القریش

اردو بازار - لاہور 2

جی کہ برقا و بچہ کہ مبدی سے اپنی نظریں جھکائیں بات نینا اہم تھی۔

• کیا بات ہے دیوان کی؟ میں نے دیوان کو وضاحت طلب نظریں گھرا۔
• باہر بیٹھک میں آجائے جھوٹے سرکار دیوان آدم سے باتیں ہوں گی۔ دیوان جی نے حویلی کی سمت دیکھتے ہوئے کہا تو میری آنکھیں کھولیں بڑھ گئی، شاید وہ کچھ ایسی ہی بات تھی جسے درخشاں سے پوشیدہ رکھنا ضروری تھا۔ چنانچہ میں نے مزید وضاحت مناسب نہیں سمجھی اور جیون لال کو گھورتا ہوا اس ملاقاتی کرے کی بہت تلمیذ بڑھانے لگا جو حویلی کے احاطے سے باہر تھے، اسی لیے مخصوص کی گئی تھی کہ غیر ضروری لوگوں کو حویلی سے دور رکھا جائے، کیونکہ اس اور بیگم دلی و محبت کے بعد سے میں بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا، میں ملاقاتی کے پس منظر پر دیکھتا تو دیوان جی نے جیون لال کو گھورتے ہوئے قتلے سخت انداز سے تنگوار لیے جسے کہا: چل شروع ہو جا، جو کچھ کرنے لے لے پتیا ہے چہرے سرکار کے سامنے بھی منہ سے اگلے نہ نروا، اگر تو نے پھر پھر کرنے کی کوشش کی تو پھر مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔

• جیون لال! میں نے دیوان جی کے جوتے مجھے تیرے دیکھ کر مال سے پرچھا: کیا بات ہے تم نے کیا کہنا چاہتے ہو؟

• مالک میں آپ کے ایک ایک بات کرنے آیا ہوں۔ جیون لال! ہاتھ باندھ کر بولا: مجھے اپنی ملازمت سے ہر باب سے ڈیجیو؟

• اس کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے تیزی سے کہا: اگر تم ملازمت نہیں کرنا چاہتے تو خود استعفیٰ دے کر چلے جاؤ لیکن جانے سے چند روز قبل تم سے یہ مفروضہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ ایک ایک باتیں میری ملازمت چھوڑنے کا خیال کیسے آگیا۔ کیا کہیں مجھ سے یا میرے کسی کارکن سے کوئی شکایت ہے؟

• آپ دیوانا میں مالک میں آپ کے چہرے کی دھول بھی نہیں۔ وہ ہاتھ جوڑے ہوئے بولا: مجھے کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے مالک لیکن میں پھر بھی جتنی باتیں کرنا چاہتا ہوں دیکھتا کر لینے چہرے سے بعد کریں۔

• کیوں؟ میں نے جیون لال کے تاثرات کو پڑھتے ہوئے سید گئے کہا: کیا یہ ضروری ہے کہ میں جتنی ملازمت کے چہرے کروں؟

• مالک! اس نے سخت زہد لے لیے میں جواب دیا: اگر ایسا ہوا تو یہ بھی تمہاری باتیں کرے گا اور میں۔ مرنے والے گواہین آپ کے ساتھ تک حویلی نہیں کوں گا؟

• دیوان جی۔ یہ سب کیا پھر ہے؟ میں نے اچھے ہونے دیوان جی سے دریافت کیا: یہ جیون لال کی کیا جانتا ہے؟

• میں نے پہلے ہی کہا تھا چھوٹے سرکار کہ یہ پندت بھاری

لمذات ہوتے ہیں ان کو جتنی ڈھیل دی جائے اتنا ہی آئے ہیں۔ دیوان جی نے حقارت سے ہونٹ چلنے لگے جیون لال کی ترجمانی کرتے ہوئے بولے: کوئی کے بڑے بچہ جی گروہادی لال نے اسے آج مندر بلوایا تھا اور باکام اسے سونپا ہے جو یہ کسی قیمت پر کرنے کو تیار ہے اس کے بچاؤ کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ آپ جیون لال سے کسی تعلقی کو ترک کر ملازمت سے ہٹوانے اس نے خود ملازمت چھوڑ دی تو وہ کچھ جانے کے کہ ان سے انکار کر رہا ہے۔

• لے لے کیسا سوچا گیا ہے؟ میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے کہا۔

• اس۔۔۔ گروہادی لال نے اسے مٹی کا ایک پتلا دیا ہے جس میں سونیاں چوست ہیں۔ دیوان جی نے روانی میں گروہادی لال میں ایک گالی چھانتے ہوئے غصے سے کہا: اور وہ یون والی کہ بیان لاکر آپ کی حویلی میں کسی ایسی جگہ مٹی دیا تھا جہاں سے آپ کا انداز آگیا کہ گزرتا ہوتا ہوئے

مٹی کا پتلا؟ میں نے جو تک کر جیون لال کو دیکھا، سیرس لہر دیکھ کر ایک بہت تیز ہو گئیں، میں نے بزرگوں سے رکھی تھا کہ اگر مٹی کا پتلا چھٹی ہوئی سونوئیں سمیت کہیں دفن

ہو جائے تو اس وقت تک اس آدمی کو کسی کوٹ میں نہیں رہنے دیا جائے گا کہ وہ بارہ دن تک لالچائے اور اس میں

ہوئی سونیاں واپس نہ نکال لی جائیں جتنے عرصے تیلادفن ہوتے ہیں کہ مٹی تک ملازمت سے دوچار نہ ہوتا ہوئے۔

اب اموال کے بعد وہ میرے ساتھ گئے تھے اور میری لڑکھنڈہ درگروہادی لال جانتے تھے۔ میں کچھ دیر تک ہونٹ

دبا کر پھر جیون لال نے دیوان جی سے پوچھا: وہ پتلا کہاں ہے؟

• میں اسے تین باؤتھ کا مرکز میں بٹایا ہوں اس کا توڑ مناسب تھا چھوٹے سرکار۔ دیوان جی بولے: میں جی

ایمان کا براہ کھلاڑی ہوں گروہادی کو تو ایسا مزہ کچھ دینا

میرے تمام مراد دیکھ گیا۔

• جیون لال! میں دیوان کی بات نظر انداز کرتے ہوئے گروہادی لال نے جتنی کیا بدیت دی تھی؟

• اس نے ہی کہا تھا مالک کہ میں پتلا آپ کی حویلی میں

ناکروں پر چھوڑ لال نے ہاتھ باندھ کر کہا: اس نے مجھے رات کی قلمت دی ہے مالک اور۔۔۔

• مالک! یہ میں نے تیزی سے سوال کیا: تم کچھ کہتے

• اس نے کہا تھا مالک کہ اگر میں نے اس کی گالیاں پالیں دیکھا تو وہ مانتی کے کول اور پتلا خیر کو کھانے کے اسے کھنے پر پہنچے گا اور مجھے ایسا سزا پے گا کہ میں سارا جیون تڑپ تڑپ کر گزاروں گا۔ جیون لال نے زنجی ہوئی آواز میں بولا۔

• اسی کالوں میں جتنی کر رہا ہوں مالک کہ آپ مجھے نوکری سے نکال باہر کریں۔ میرے بچاؤ کا کیوں یہی ایک آپا ہے۔

• تم گروہادی سے یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ تم نے وہ پتلا

حویلی میں دفن کر دیا ہے۔ میں نے ایک عجیب و غریب شے کی۔ اس طرح تمہاری ملازمت بھی بچ جائے گی اور گروہادی کو تم سے

کوئی شکایت بھی نہیں ہوگی؟

• یہ طریقہ نہیں چلے گا چھوٹے سرکار۔ دیوان جی نے ہاتھ

ٹپکتے ہوئے کہا: گندی خان قینس گروہادی کو تباہی کی کو جیون لال

جھوٹ بول رہا ہے اور پھر اس غریب کی مٹی اور زیادہ

جلیہ ہو جائے گی۔ بہتر یہی ہے کہ میں اسے دوچار روز میں کسی

سے چھٹا کر دیتا ہوں، دہا اس کا انعام تو فاداری اور

نیک سالی کے صلے میں اس کی تھوڑا اس کے پاس پہنچتی ہے گی۔

• کوئی اور مناسب اور شر طریقہ سوچو دیوان جی! میں

نے اٹھ کر کمرے میں ٹپکتے ہوئے کہا: جیون لال کے بعد گروہادی

کسی اور کو بھی اس کام پر تعینات کر سکتا ہے۔

• حویلی کے احاطے کے اندر وہ آپ کا بال بھی بیک نہیں

کر سکتے گا۔ دیوان جی نے بڑے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔

• ایک چھوٹا ایک بڑا پتلا بھی دفن کر لے جائیں تب بھی

آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

• کیا مطلب؟

• بڑے سرکار نے پوری حویلی کو احاطے سمیت ایک پتچے

میں بزرگ عالم سے پکڑا دیا تھا۔ دیوان جی نے کہا: کچھ دھمکوں

نے انھیں بھی پریشان کرنے کی کوشش کی تھی جھوٹی موٹی

قلز تم اور جیو پتلا دیکھتے تھے اس لیے آپ کے والد

ایک شہنشاہ بزرگ عالم نے بھی کھیلوں پر اہمیت انکری اور سورہ

لیلیں پڑھ کر چاروں کو نوں پر پھونک دیا تھا، اس حصے کے

اند کوئی بھی گندی طاقت آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

• یہ اطلاع میرے لیے نئی ہے دیوان جی لیکن نہایت

سکون بخش بھی ہے۔ میں نے ایمان کا اس لیے پتچے پتچے

میرے لیے کیا گم ہے چھوٹے سرکار؟ دیوان جی ہونٹ

چبانے لگے بولے: آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ سری طرف

سے پہل کی گئی تو پھر مجھے اجازت ہوگی۔

• دیوان جی! مجھے آپ کی وفاداری اور محبت پر عمل نہیں

”یقیناً جبکہ کوپنڈے گا، کیوکش نے میرا اشارہ سمجھ کر ہوسے کہا: ”انتہائی محسب حال اور چمٹا ہوا نام ہے۔“

”دوہ۔ دو میں دل سے ایک ہل تک کہانی پڑھ رہا تھا۔
 ”میں نے سانسے رکھی، مرنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا
 ”میں نے اگرچہ کچھ آنکھوں پر لکھ رکھی تھیں ماسے خوف کے
 ہل چلا کر اس کو سلو آنکھ پڑا“

”میں نے خون و سراس کے اس گہرے کوثر ٹنڈے کیا

درختان

پھر جو کہ برا اس نے میری عقل بھی تنگ کر دی حیوان لال
بیٹ اچانک بچ سے ہوں جا کہ ہو گیا کسی عیسے تیز و جا
لے اس میں مخلوق لکھا ہوا اس کی انیس اکر شک سے
برائیں لے دے حسرت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا درواہ

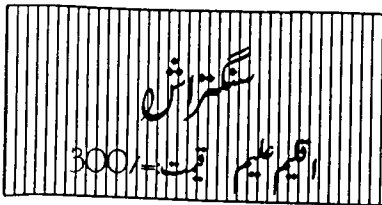
ہیں وہ درخشش کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں :-
”مجھے معلوم ہے :-“

”مجھے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے باباجانی :- میں نے والد صاحب کی نگاہوں میں جھانکتے ہوئے بڑی عاجزی سمجھا۔
”اللہ پر چھوڑ دے کرو۔ وہ بہتر کرے گا۔“ والد صاحب کی آواز میں اسے کانوں میں گرجتی ہجڑہ شوقین بھرے انداز میں کر گھبراہٹ میں جان بوجھ کر دیکھنے لگے۔

والد صاحب کے نورانی چہرے پر اچھن اور پریشانی کے ریلے جلتے تاثرات دیکھ کر میں تڑپ اٹھا۔ وہ کچھ مضطرب نظر آ رہے تھے۔ میں نے ان کی نگاہوں کے تقاب میں بائیں سمت دیکھا تو اپنی ہی خواب گاہ کو دیکھ کر حیرت اٹھا، چھوٹی میری نظر درخشش پر پڑی جو شب خروانی کا ہلکا آسمانی رنگ کا لباس پہنے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی خواب گاہ سے باہر چلا ہی تھی اس کا چہرہ اس وقت سیاہ نظر آ رہا تھا اور ہلنے کا انداز تیار نہ تھا کہ وہ اس وقت اپنے پوش و حواس میں نہیں ہے اس کی کچھٹی کچھٹی نگاہیں بائیں ہی سے نور دکھائی دے رہی تھیں۔ میں نے ان میں زندگی کی کوئی حرارت باقی نہ رہ گئی ہو جیسے وہ خواب میں چل رہی ہو۔

میں فحش لٹا درخشش کو دیکھتا رہا۔ خواب گاہ میں خمر نوشی کا بلب جل رہا تھا۔ اس روشنی میں درخشش کی ایک ایک حرکت مجھے بہت صاف نظر آ رہی تھی۔ دروازے کے قریب پہنچ کر وہ رک گئی۔ میں نے انداز میں ہاتھ بند کر کے اس نے چٹینی نیچے گرانی اور اس کھٹ کی آواز کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے پلٹ کر سب سے پہلے درخشش دہان مودودینس تھی۔ میں تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے جب کہ دروازے کی سمت دیکھا اور محبت سے اچھل پڑا۔ درخشش خواب گاہ کے دروازے سے باہر نکل رہی تھی۔

میں نے جلدی جلدی آنکھوں کو ملنا شروع کیا پھر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا، جو کچھ میں دیکھ رہا تھا وہ خواب نہیں حقیقت تھی۔



مجھے میں جواب دیا۔ وہ بیان جی کا مشورہ ہے کہ میں نے ملنے کے بزرگوں سے رابطہ قائم کریں :-“

بزرگوں کی صحبت سے ہمیشہ فیض ملتا ہے، میان تازہ اپنے دور پیری ہو جاتی ہے لیکن بندے کو براہ راست نصیحت دینے سے انجان چاہیے۔ والد صاحب نے فرمایا اس بیان کو دیکھ کر میں اندھیر نہیں ہوں اس کی رمتوں اور دل پر نظر رکھنی چاہیے :-“

وہ آہستہ آہستہ رمتوں اور اچھے وار پر اترے ہیں میں نے کاٹے ہوئے بولا۔ انھوں نے احمد علی اور جیون لال بے قصور مار ڈالا :-“

مرمت برحق ہے۔ وقت اس کیلئے ایک وقت اب بچو اور ایک انداز مقرر کر دیتی ہے جسے کوئی نہیں لے سکتا :-“

میں نے وہ کیوں میرے اوپر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے ہیں تو میں تڑپ اٹھا :- میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے۔
”ہاں بیٹے :- والد صاحب نے ایک سر آہ بھر کر کہا۔
”اپنی ان کو بھول گئے ہو کبھی بھی اسے بھی یاد کر لیا کرو :-“

”م۔ میں سمجھا نہیں باباجانی :- میں نے سوچتے ہوئے کہا۔
”ہاں برہاں میں ماں ہوئی ہے اس کی دعا عرضِ عظم ہائے جلا ہو جاتی ہے :- والد صاحب نے گھوڑے آواز میں کہا۔
اسے یاد کر لیا کرو جمال صغیر :-“

”م۔ میں صاف ہی درخواست گاہوں باباجانی :-
”گھوڑا نہیں ہمارے دعائیں تمہارے ساتھ ہیں :- والد صاحب نے مجھے تسلی دینے ہوئے کہا۔
”میں نے۔ آپ کے دوست پریم نامہ کی بیٹی کا محل سے شادی کر رہی ہے :- میں نے ڈٹے ڈٹے کہا :- وہ مسلمان ہو گئی ہے اس کا نام درخشش ہے :-“

”مہمنے تولب کا کام کیا ہے لیکن درخشش وہ بڑے کٹے دک گئے، ان کے نورانی چہرہ پر ایک رنگ آ کر گزر گیا :-“

”آپ۔ آپ فحش کیوں ہو گئے ہیں نے صغیر کتے اسے دل سے پوچھا۔
”درخشش :- وہ آہستہ سے دلی زبان میں برلے ماچھا :- مسامت کو بھی جھلا گتا ہے :-“

”لیکن :- پریم نامہ تھی اور ان کے نہایت پیاروں نے ہماری شادی کو اپنی آن کا مسئلہ بنالیا ہے :- میں نے کہا۔
”وہ ہلکی مسرتوں کو بندہ ہی رنگ سے کہہ پا لیا کہنا چاہتے

کے شوق سے مجھ پر جب میں پہلی فرصت میں والد صاحب کے ملنے کے کسی بزرگ کال سے مل کر اپنے سنی میں دعا کرنا درخواست کروں گا :-“ مجھے یقین تھا کہ کوئی پیرو مجھے تو میری تمام پریشانیوں اور تجنیں دور ہو جائیں گی۔ وہم کچھ ہلکا ہوا تو میرے ذہن پر بھی غنودگی طاری ہوئے۔ میں نے درخشش کے خوابہ حسن پر ایک جھروٹو نظر ڈالی آہستہ سے کوٹ بدل کر انھیں بند کر لیں :-“

آہستہ آہستہ میرے اعصاب پر سکون ہونے لگا کا خار مجھے اپنی کتہ آغوش میں لے کر جھکیاں دینے لگا پھر۔ پھر میں نے دیکھا کہ والد صاحب کا نورانی چہرہ میر

نظروں کے سامنے ہے وہ میرے پاؤں تک سفید لباس طہریں سے سامنے کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھ میں سڑا کی تسبیح تھی جس پر ان کی آنکشت شہادت آہستہ آہستہ رہی تھی، ان کے ہونٹ متحرک تھے شاید وہ کوئی دغیر لہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں میرے لیے محبت اور شفقت کا دریا موجزن تھا میں نے والد صاحب کو لے کر قریب پایا تو پیالے آگے بڑھ کر بولا :-“

”باباجانی :- آپ تو ہماری دنیا سے منور ہو گئے تھے سہاں لیکن تمہاری پریشانی مجھے واپس کھینچ لاتی۔ صاحب کی نرم آواز میرے کانوں میں گرجی :-“

”کیا وہ میں ہم کی قید سے آزاد ہونے کے بعد بھی اس روپ دوبارہ اختیار کر سکتی ہیں تو میں نے ڈٹے ڈٹے سوال کیا :-“

”کفر مت بجز جمال :- وہ میری سے بولے :- وہ میں پرواز کرنے کے بعد دنیا سے بے صفتی ہو جاتی ہیں صرف تعلق اور تعارفی رابطہ برقرار رہتا ہے :-“

”باباجانی :- میں نے دلی زبان میں کہا :- حالات کا خوض میں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے :-“

”بڑی اور مالوسی گنا ہے بیٹے :- ان کے لیے جی تھی :- بہت سے کام نور خدا تمہاری مدد ضرور کرے گا :- میرے دشمن گندی اور نادیدہ قوتوں کا سہارا مجھے زہم کیونچا بیٹے ہیں :-“

”تم ایمان کا دامن تمہارے ہر کافر کا طہر دیر پائیں ہو تا :- صاحب نے اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیرتے ہوئے بڑی شفقت سے کہا :-“

”باباجانی :- وہ میری خوشیاں پامال کرنے کے لیے منتر اور سفلی طریقوں کو رہنے کا لالچہ ہے :- میں نے

بولایا :- ہاں تو اندہ ہی اندر پھر ہی پک رہی تھی اور کسی کو کان کان خبر بھی نہ ہوئی :-“

”میں نے اندیشہ تھا کہ تم کو ہمارا تجویز کردہ نام پسند نہیں آئے گا :- میں نے سنجیدگی سے کہا :-“

”اور مجھے یہ خطرہ تھا کہ اس نام کی اصلیت بھانپتے ہی تم جیسے سے اٹھ جاؤ گے :- کیونکہ بھلا بھلا برہما بھارا اطرار ہے تو بتائیے میں کہ ہم نے تمہارا نام شتر ہے ہمار

لکھا ہے :-“

”یہ کیا ہوتا ہے :-“ درخشش نے ہوا بھی ایک منجی شرابہ تھی جو کتنے ہوئے سوال کیا :-“

”میں جی آج پہلی بار یہ نام سن رہی ہوں :- سلویا بولی :-“

”ویسے رومانیک لگتا ہے :-“

”رومانیک نہ ہوتا تھا تو تمہارے ایک منٹ بھی اپنے قریب بیٹھے دیکھیں :-“ کیونکہ میں نے مسکرا کر سلویا کو مخاطب کیا تو وہ بھی جیکب کو دیکھ کر مسکرائی :-“

”کیا مطلب ہوتا ہے :- شتر ہے ہمارا کتہ :-“ درخشش نے پوچھا :-“

”یہ بیکل اونٹ کو کہتے ہیں :-“ جیکب نے براس منہ بنا کر جواب دیا تو درخشش بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکی :-“

”بھگوان کی بڑی کرپا ہے کہ تم بھی سمجھتے ہو وہ نہ میں نہیں کا مطلب بھی سمجھا نا پڑے گا :-“ کیونکہ میں نے چوٹ کی۔

”ویسے تمہارے لیے معمول بھی خوب صورت نام رہتا :-“

”تم نورانی ہو چکے ہو بندہ ہی رکھتے ہوئے مرجن :-“ جیکب نے جھینپ مٹانے کے لیے کیلا کش کا نام رکھتے ہوئے قد سے سنجیدگی سے کہا :-“ ہاتھوں کی بات میں بچوں کو دخل نہیں دینا چاہیے :- اسے تنذیب کے خلاف سمجھا جاتا ہے :-“

رات گئے جب تک گفتگو کا یہ دل سپ سلسلہ جاری رہا پھر سب پہلے جیکب ہی نے جانیاں لیتے ہوئے محفل برخواست کرنے کی تجویز پیش کی تھی اور اس کی وجہ یہ نکلاش ہی تھا جس نے دل سے گڑھ گڑھ کر جیکب کے طالب ملی کے زلنے کے قصے سنائے شروع کر دیے تھے، جیکب کے ساتھ سلویا بھی اٹھ گئی تو کیلا کش اور مجھے بھی اخلاق اٹھنا پڑا :-“

اس وقت رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے جیکب اور سلویا کو نصیحت کر کے میں نے کیلا کش کو دل سے کیا پھر درخشش کے ساتھ اپنی خواب گاہ میں آگیا، درخشش بھی سوئی تھی اس لیے جلد ہی سو گئی لیکن میں دیر تک جاگتا رہا، حالت کی نگرانی پر غور و خوض کرتا رہا پھر میں نے ملے کر لیا کہ لیا کہ

تم کس نیت پر پہنچے تھے جس نے سپاٹ لیے میں دریافت کیا
 • بظاہر تو یہ خواب بیداری کا کس معلوم ہوتا ہے۔“
 کیا کاش نے وضاحت کرتے ہوئے کہا: اس میں میں مریض بند
 کی حالت میں بھی باطل جگت ہوئے انسانوں کی طرح اٹھ کر
 جاتے پھرتے ہیں لیکن ان کا شعوری طور پر دنیا سے کوئی تعلق
 نہیں ہوتا، اس کیفیت میں وہ جو کچھ بولتے دیکھتے یا محسوس
 کرتے ہیں بیدار ہونے کے بعد جیسے فراموش کر دیتے ہیں اور
 ان کے سامنے اس ذکر کو چھپا دیا جائے تو ان کے ذہنوں پر برا
 اثر پڑتا ہے۔ ایک بات اور یاد رکھنا۔ جس وقت جب با
 خواب بیداری کی کیفیت سے دو چار ہوں اس وقت انہیں
 ہوش میں لانے کی کوشش بھی نہ کرنا، ایسا کرنے سے مریض کے
 ذہن کو اتنا شدید جھکا لگتا ہے کہ وہ اکثر اپنا ذہنی توازن بھی
 کھو بیٹھا ہے۔

• لیکن کل دن پہلے درخشاں باطل ٹھیک تھی۔ میں
 نے سنجیدگی سے جواب دیا کیا کاش نے مریض کی جو نصیحت بتائی
 تھی اس نے مجھے مزید الجھا دیا تھا۔
 • یہ بھی ممکن ہے کہ تم کو کل رات پہلی بار اس کی بیداری کا
 علم ہوا ہو، کیا کاش نے جواب دیا: ہر حال میں اب زیادہ
 احتیاط کی ضرورت ہے میں تمہیں آئندہ سے خواب کا اندر
 سے قفل کر کے سونے کا مشورہ دوں گا لیکن اس کے ساتھ
 بھی ضروری ہے کہ تم تھلے کی چابی کسی ایسی جگہ رکھو گے جس
 کا علم بھائی کو نہیں ہونا چاہیے۔
 • میں سمجھ رہا ہوں۔ میں نے آہستہ سے کہا پھر کچھ سوچتے
 ہوئے بولا: کیا کاش کیا تمہیں یقین ہے کہ درخشاں کو خواب
 بیداری کا مریض لاحق ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کوئی اور بات
 تو نہیں ہے؟

• اور بات سے تمہاری کیا مراد ہے؟ کیا کاش نے مجھے
 وضاحت طلب نظروں سے دیکھا پھر خود ہی میری بات کا مفہوم
 سمجھتے ہوئے تیزی سے کہا: نہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں اس خیال
 کل رات والی کیفیت کو پنڈت و جادوؤں کی شرارتوں سے منسوب
 نہیں کرنا چاہیے۔
 • کیوں؟

• اس لیے کہ تم کو ابھی پنڈت و جادوؤں کے جواب اور
 جہنم منتر کے بارے میں کچھ نہیں معلوم، کیا کاش نے سنجیدگی
 سے جواب دیا: اگر کل رات کسی پنڈت کی شرارت کو قفل
 ہوتا تو بھائی تمہیں دیکھنے کے بعد خاموشی سے واپس جا کر اپنے
 بستر پر بھی غور خواب نہ ہوتیں بلکہ تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش

کے بزرگ عالم دوست نے قائم کیا تھا تو کیا ہوتا؟“
 مراد جو ستر یا پانچ دہائیوں میں تشناک کیفیتوں سے نوجوان
 اہل علم نے شہر اور جہاد میں ادا دیں ہیں اپنی جگہ
 ایک بار دیکھا جیسے مجھے شدید مریض لگ رہی ہو مریضی
 ہونے درخشاں کو جس حال میں دیکھا تھا اس کا ہر مندرجہ
 ذیل فعل نہیں ہو سکتا تھا وہ مجھ سے اس قدر بے نیاز
 نہ ہو سکتی جہت کی تہ میں اتنی جلدی نفرت اور خدائوں
 اتنا کوہنہ نہیں جیسے کتنی تھیں۔ وہ یقیناً پنڈت اور جادوؤں
 جہنم منتر کا شکار تھی میں نے سوچا کیا پریم نا تھا بھی تو قفل
 ان کی شناخت بھول کر درخشاں کی زندگی کا دشمن بن گیا ہے؟
 • اور اس کے سامنے اخلاق اور مذہب کی تمام سرحدیں
 ہلا کر کہیں میں گئے گئے ڈوب چکے تھے؟ ان کے کشمیر
 وہ ہو چکے تھے، وہ انسانیت کو بھول کر زندگی پر کمر بستہ ہو
 گئے تھے خود اپنے لمبے اپنی پیاس بجھانا چاہتے تھے؟

میں نے شلے شلے بات کر درخشاں کی محنت سمجھا۔ وہ
 خواب تھی اس کے چہرے پر پھر میرا کاندھا بار درخشاں
 کی پکڑ کی نظر آ رہی تھی میں آہستہ سے اس کے قریب گیا۔
 چراس کے بالوں کو اپنے چہرے پر بکھیر کر انہیں موند لیں
 اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔

صبح میری آنکھ کھلی تو درخشاں حسب عمل روزمرہ کے
 ہاؤس میں مصروف تھی کسی اور کھلے کتاب کی مانند وہ تازہ
 اور شگفتہ نظر آ رہی تھی۔ رات کی باتوں کا ایک ہلکا سا لمس
 بھی تو نہیں نظر آ رہا تھا اس کے چہرے پر جیسے وہ ہر خیال
 بھینے نیاز تھی، جیسے رات کی باتیں بعض ایک خواب یقین میں
 کا یقینیت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ میں نے بھی ان باتوں کا
 تذکرہ مناسب نہیں سمجھا میں اس کے ذہن کو گریہ کر اسے
 پڑھانے میں کرنا چاہتا تھا۔

ناشتے کے بعد میں کیا کاش کی طرف چلا گیا، میں نے
 اسے درخشاں کی رات والی کیفیت بتائی تو وہ کسی گری سوج
 میں ڈوب گیا، کچھ دیر بعد اس نے مجھے سوالیہ نظروں سے گھورتے
 ہوئے پوچھا۔

• کیا تم نے بھائی سے رات والی کیفیت کے سلسلے میں
 کوئی بات پوچھی؟

• نہیں میں نے مناسب نہیں سمجھا۔
 • وہاں نشیٹ کا اتفاقا بھائی بھی ہے کہ تم ان باتوں کا ذکر
 بھائی کے سامنے نہ کرنا ورنہ ان کا ذہن شعوری طور پر بھی
 الجھ جائے گا۔

طنز و مزاح

انگور کھٹے ہیں	اعتبار ساجد
غالب کی آبرو	اعتبار ساجد
ایمر جنسی وارڈ	اعتبار ساجد
مٹہ شگافیں	اعتبار ساجد
جائیل اسے مار	اعتبار ساجد
اس طرح تو ہوتا ہے	اعتبار ساجد
غالب ہمیں بھی چھیڑ	اعتبار ساجد

مکتبہ القریش اُردو بازار - لاہور 2

تاریخی ناول

ابلیس مصر	الماس ایم۔ اے۔ 10/-
حسن بن صباح	الماس ایم۔ اے۔ 25/-
راہنمائی	الماس ایم۔ اے۔ 50/-
نور الدین زنگی	الماس ایم۔ اے۔ 50/-
سلطان عادل	الماس ایم۔ اے۔ 50/-

مکتبہ القریش اُردو بازار - لاہور 2

نہیں کی تھی۔

احمد علی اور جیون لال کی موت کے بعد میرا خیال تھا
 مجھے سوچنے کی حمت ضرور دیں گے، مگر وہ انتظار کر رہے تھے
 وہ ملن دیکھنے کی محنت گوارا کریں گے اور پھر اگر ان کو وہاں
 یا کسی ہو تو وہ براہ راست مجھے نشانہ بنانے کے بارے میں
 کریں گے لیکن درخشاں۔ میرے ذہن میں دھمکے ہوئے
 ایک سوال وہ رہ کر میرے دماغ میں بک کر لگا رہا تھا: اگر
 درخشاں اس مصداق سے پہلے جاتی جو سوچی کے گریہ کر رہی

درخشاں کا یہی آدمی رات کے بعد اپنی خواب گاہ میں
 کی طرح لپٹے قدم باہر نکل کر میرے لیے ریت ڈال رہا تھا، لکھ
 کھٹے سے پیشتر میں سو خواب دیکھ رہا تھا اس کا اقرار بھی نہیں کر
 ذہن پر باقی تھا قد عالم صاحب ہی نے میری توجہ خواب سے
 حقیقت کی دنیا کی سمت پھیر دی تھی میں درخشاں کو انہیں بھاڑ
 تعجب سے دیکھتا رہا، وہ دروازہ کھول کر باہر وادی میں گئی تو
 میں مضبوط کر رکھا، ایک جھٹکے سے اٹھا اور لپکتا ہوا ارادہ داری
 میں جا کر درخشاں کے سامنے اس کی راہ کی دیوار بن گیا۔ اس نے
 مجھے دیکھا تو اس کے ہاتھ ہوتے ہوئے قدم لگے کہ میں اس کی جیٹھی
 جیٹھی نظریں جذبات سے تعلق ماری نظر آ رہی تھیں مجھے اپنے
 راتے میں حال پاکر اس نے کسی دھمکے کا انداز میں کیا کھنگلی ہاتھ
 مجھے حیرت سے بول دیکھتی رہی جیسے وہ درخشاں نہیں بلکہ کس
 کی کوئی شکل بھی جس نے پہلی بار مجھے دیکھا تھا اور دیکھ کر شناخت
 کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

درخشاں کی نگاہوں میں اپنے لیے اہمیت کا
 احساس دیکھ کر میں ٹپ اٹھا، میں نے اسے آہستہ سے نرم لہجے
 میں مخاطب کیا۔

• تم۔ اس وقت۔ اتنی رات گئے کہاں جا رہی ہو؟
 میری آواز میں درخشاں کے چہرے کے عجیب اثرات کچھ
 اور گہرے ہو گئے ماس نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا،
 چند لمحوں کے خالی خالی نظروں سے سختی رہی پھر مشین نا ملازمین
 آہستہ سے چلی اور دوبارہ خواب گاہ کی جانب قدم اٹھانے لگی،

میں اس کی ایک ایک حرکت کا بغور جائزہ لے رہا تھا، میں دل
 کی دھڑکنیں ہر لمحوں سے تیز تر ہوتی جا رہی تھیں آج پہلی بار میں
 نے درخشاں کو اس حالت میں دیکھا تھا، وہ غالباً بکری حالت
 سے دو چار تھی اس کی چھٹی چھٹی آنکھیں سامنے کی جانب اٹھی
 ہوئی تھیں اور اس کے قدم جھلنے پھینکنے پر اس کی پٹاڑے رہے
 تھے خواب گاہ میں بیچ کر اس نے دروازے کے لوٹ کو اندر سے
 بند کیا پھر نہایت اطمینان سے آگے بڑھ کر بستر پر لیٹی اور آنکھیں
 بند کر لیں۔

میرے لیے سب کچھ ناقابل یقین تھا میرے ذہن
 میں آندھیاں مل رہی تھیں طوفان اٹھ رہے تھے، میں نے درخشاں
 کی یہاں دنیا کی کوئی قلعہ رنگ میں محسوس کرنے کی کوشش نہیں
 کی مجھے علم تھا کہ میرا واسطہ بن دشمن سے ہے۔ وہ میرے قتل و انقلاب
 اور بے رحم واقع ہوئے تھے لیکن وہ ابھی طلوع سے اس مذہب
 گر سکتے تھے، میں نے خواب میں بھی اس کا اندازہ لگائے کی کوشش

ناگے بھون

اقلم علیم قیمت = 300/-

اٹھنا، اس کی سمیت کچھ ایسی ہی سمیت ناک اور ڈاؤنی تھی آج میں نے اسے پہلی بار قریب انڈیا میں دیکھا تھا۔ مجھے حلیف پہنچا کر وہ جس دل چپ انداز میں دوڑ کر میری طرف کا تماشا دیکھ رہا تھا اس نے میرا خون کھول دیا۔ میں اسے غرض نظروں سے گھومتا، اور وہ کی حدت کو شکل برداشت کرتا ہوا اٹھ تو وہ سونوں کی طرح دلوں پر برس سے بدلت چھٹکا ہوا چار چھ قدم اور بچھے بٹ گیا پھر میری ہانگ سے بٹا ہوا خون دیکھ کر بچوں کی طرح اپنا ماتھ لان پر مارتے ہوئے ہوا۔

”ہو گیا۔ ہو گیا۔ زخمی ہو گیا۔“
”بھائی بند کر۔“ میں زور سے کہتا تو وہ ہم کر ایک قدم اور پیچھے بٹ گیا۔ میں نے اسے گھومتے ہوئے کہا: ”ادھر آ کر قریب“
”تو۔ تو۔ تو کیا کرے گا، پلٹ کر مجھے ملے گا تو دلوں نے میرا صفحہ اڑاتے ہوئے کہا: شکل سے چڑی مار لگتا ہے۔“
تیری غیبی کماں کھی؟

”غیبی کے بچے۔ پھر میں بتاتا ہوں تجھے۔“ میں نے حقارت سے کہا پھر ایک قدم آگے بڑھا یا ہی تھا کہ کراہ کر رہ گیا میرے زخم میں جیسے ہلک رہی تھی۔
”وہ مارا لے کر۔“ بالکل میری کراہ سے کونوئی سے مالا بجا لے کر کہا: ”اب اگر کوئی زہن پر لوٹ لگے گا۔ جڑی مار کی دم۔“
”میں۔ تیرا خون ہی پی جاؤں گا۔“ میں نے پاگل کو گھومتے ہوئے غصے سے کہا: ”خیر تو جا بد بخت۔“
”خون پیے گا۔“ وہ مجھے زبان نکال کر جڑا لے رہا تھا۔
”بولا پھر بڑے معنی خیز زانا زائیں گردن آگے کر کے کہا: جاٹ لے۔۔۔ تھوڑا سا خون جاٹ لے۔۔۔ پھر اٹھ کر دوڑ لگا لے۔“
”سہیٹ۔ ایڑ لگا کر۔“

ایک مادی ہو گئے تھے پر آہستہ آہستہ وقت طاری ہوئے تھے تو میں نے آہستہ سے قبر کے قریب دوڑا تو بچہ گر گراں جھکاں، بیگناہی کا اظہار تھا۔ میں ماں کی مقدس روح سے معافی کا طلب گار تھا کہ ایک میری نظروں کے سامنے ماں کا تصوراتی نورانی چہرہ ابھرا یا اور پھر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ماں نے آگے بڑھ کر بڑی محبت اور شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔

”جمال پیٹے۔ پریشان مت ہو خدا کی مہربانیوں اور کرم و لڑاؤں پر نظر رکھو میری دعاؤں سے تمہارے ساتھ ہیں۔“ میں نے آنکھیں کھول دیں میری آنکھوں سے بدستہ ہنسنے لگے تھے میں نے فخر پر ہنسنے کے لیے ہاتھ پھیرا پھر فریاد کرتے ہوئے میری نظروں سے دیکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا، جسے وہاں نکال کر اسنو شک کیے۔ باپ کی فریاد دیکھا پھر نظروں سے گھوما کہ اچانک سے باہر گیا اور دوبارہ اس کی گڈنڈی پر ہولیا پھر قریب انڈیا کے قریب ایک طرف بل کھانی چلتی تھی یہی میرے والدین کی قبر سے پھاٹک کا دوستانی خاصہ شکل تھی چالیس گز دور ہو گا۔ میں اپنے خیالوں میں ڈوبا والدین کی مدافنی کا احساس لیے قدم بڑھا رہا تھا کہ اچانک مجھے لوں محسوس ہوا جیسے الٹی ہانگ کی پڈی ٹوٹ کر دو حصوں میں منقسم ہو گئی، ہر وہ ضرب آہنی ہی شدیدی تھی کہیں پہلنا ہوا ہانگ پھوٹ کر پیچھے پھینکا پھر فریاد تو نظروں سے اس پاگل کو گھومنے لگا میں نے ایک آڑی ترچی گزرتی سے اچانک میری ہانگ کو تختہ شمشیر بنا دیا تھا اور اب ہم نے بدست سے دو قدم دوڑ کر اٹھ دیے، وہ انوں کی طرح پکلیں پھینکا پھر کاکر دیکھ رہا تھا۔

اس کا حلیہ اس کی دلوانگی کی غازی کر رہا تھا، اس کے جسم پر صرف ایک میل سے پھٹکا ہوا پاجامہ موجود تھا ہر جگہ سے پھٹ چکا تھا، اس کی ڈاؤنی اور سر کے بال خود تھا لڑائی کی طرح بے تماشا بڑھوٹے تھے۔ اگلے گھنٹان گندے بالوں میں بھی دنیا جہان کی غلامی نظیر آہی تھیں اس کے جسم پر میل کی موٹی موٹی تہیں موجود تھیں شاید اس نے برسوں سے نہانے کی زحمت نہیں گوارا کی تھی اس کے سینے پر بائیں جانب زخم کا ایک گراٹا تھا جس کے اطراف گاڑھا گاڑھا خون تھا نظر آ رہا تھا اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں خون کی سرخیان تیرتی دکھائی دے رہی تھیں اسے دلزدہ روش میں دیکھ کر پہلی بار مجھے جگر جھری آ گئی۔ اگر میں نے اسے رات میں دیکھتا ہوتا تو شاید خون سے بچ

گیا، گاڑی حریف سے نکلی تو میں نے دیوان جی سے کہا پہلے مجھے ان عالم بزرگ کے پاس لے چلیں گا۔ میں نے جیون لال کی موت کے رونے پر مجھ سے کیا تھوڑا اثبات میں سر کو خفیف سی جنبش نے کہ گاڑی کی راہ کی تو میں نے شست کی پشت گام سے نیک لگا کر بند کر لیں اور حالات پر غور کرنے لگا۔ تقریباً بیس میں اپنے خیالات میں گم رہا پھر اچانک بچے رات دا یاد آ گیا۔ والد صاحب مجھے ماں کو یاد کرنے کا اشارہ مجھے اپنی کوتاہی کا احساس بڑی شدت سے ہوا تقریباً سے زیادہ عمر گزر چکا تھا جب میں نے آخری بار دا قبر پر حاضری دی تھی قریب انڈیا میں نے کچھ زیادہ دور تھا لیکن حالات اور اچانکوں نے مجھے اس فریضے کی راہ سے روک رکھا تھا۔ میں نے آنکھ کھول کر دیکھا اتفاق گاڑی اس وقت ہمارے آبائی قبرستان کی کچی چار دیواری سامنے سے گزر رہی تھی۔

”دیوان جی۔ گاڑی قریب انڈیا کے قریب پہلے جا رہی ہے۔“ میں نے بے اختیار ہو کر کہا: ”میں والدین کی قبر پر فائز چاہتا ہوں۔“

دیوان جی نے میرے حکم کی تعمیل میں بڑی مستعدی سے مٹا ہوا اور گاڑی سڑک سے کچھ میں آنا کر قریب انڈیا پہنچا کہ قریب ایک ساہی دار درخت کے نیچے روک پھر قبل اس کے کہ وہ پیچھے اتر کر پھیل شست کا دروازہ لیے گھولے، میں خود ہی اس کام کو انجام دے کر اپنے اتر آیا دیوان جی خاموشی سے ایک طرف ہو گئے۔ نہ چلے نہیں۔ اچانک اس بات کا خیال ہوا کہ دیوان جی آج غلاب تڑا چپ چپ ہیں۔ مجھے ان سے جیون لال کے ہاتھ میں بھی کرنا تھا کہ اس کی موت کے سلسلے میں کسی نے ہم پر شک کا اظہار تو نہیں کیا اور اس کی روک مالتی کا کیا ہوا ہر باب کی موت کے بعد بے شمار ہو گئی تھی۔ مجھے دیوان جی سے ساری باتیں دریافت کرنا تھیں لیکن گزشتہ رات دشمن جس نئی کیفیت سے دوچار ہوئی تھی اس نے میرے ذہن کو الجھا دیا تھا۔

میں نے دیوان جی پر ایک سرسری نظر ڈالی پھر قریب انڈیا کے احاطے میں داخل ہو گیا۔ پہلے والد کی قبر پر حاضری دے پھر والد کی قبر پر کھڑا ہو کر فخر پڑھنے لگا۔ میں نے آنکھ بند کر لی تھیں، ماں کی یاد میں دُوب کر ان کی مغفرت کی دعا میں اٹھتے وقت میری آواز زندہ گئی میری آنکھوں سے

”کرتیں۔“
”ہو سکتا ہے کہ پریم ہاتھ جی کے گرگے و دشمن کو حریف کے احاطے سے صرف باہر نکالنا چاہتے ہیں۔ میں نے دیوان جی کی بتائی ہوئی بات پر غور کرتے ہوئے کہا۔

”میں بھی نہیں۔“
”کچھ نہیں۔“
”یوں ہی خیال تھا میرا۔“ میں نے جلدی سے بات بنادی۔

لیکچر میرا جگر کی دوست تھا لیکن حالات کے پیش نظر میں نے اس سے بھی احتیاط ضروری سمجھی میں نے اسے سوئی یا اس کے گرد قاتل حصار کے ہاتھ میں کچھ نہیں بتایا۔ کچھ میرا دھوا دھر کی باتیں کرنے کے بعد واپس آ گیا۔ و دشمن بدستہ ملازمین کے ساتھ گھر کے کالوں میں مصروف تھی۔ مجھے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھرائی۔ میں نے اس کے قریب جا کر بڑے پیار سے پوچھا۔

”رات تمہیں مجھ سے کوئی شکایت تو پیش نہیں آئی۔“
”اوں ہوسہ۔“ اس نے خراتے ہوئے شرمی سے کہا۔
”کل رات میں بڑے سکون کی نیند سوئی ہوں۔“

”آج کا کیا پروگرام ہے؟“
”اچھے بچوں کی طرح سوئیں گے اور۔۔۔ بس۔“
اس نے مسکرا کر جواب دیا: ”پندرہ روز کی چھٹی آپ پہلی نظر کر چکے ہیں۔“

”وہ بات تو غلطی سے میری زبان سے پھسل گئی تھی۔“
”بری بات ہے حال۔“ اس نے مجھے ڈھکے ہوئے کہا۔
”مرد کی زبان سے نکلی ہوئی بات پھر کی گھر ہونا چاہیے۔“

”اچھا جان س۔“ جیسی فحاشی مرضی میں نے والدانہ سلیس میں جواب دیا پھر دلوں کے گناہ کی اجازت ہو تو وہ تین گھنٹوں کے لیے باہر ہوا دن جاگیر کے کچھ کام دیکھنے میں۔
”بڑے شوق سے جانیے لیکن۔“ گاڑی کون ڈائیو کر گیا؟

”دیوان جی۔ میں نے انھیں کل رات ہی بدست کر دی تھی کہ کسی دوسرے مضمون ڈیوار کا انتظام ہونے بہت ڈوٹیں بھی انھیں انجام دینا ہوگی۔“

”بڑا اچھا کیا آپ نے۔“ و دشمن نے سکون کا سانس لینے ہوئے کہا: ”دیوان جی نہایت امین ڈاڑیاں شاد آدمی ہیں۔“ و دشمن نے خوشی خوشی میرا لباس نکالا۔ میں تیار ہو رہا تھا کہ ملازم نے اطلاع دی کہ دیوان جی آگئے ہیں، لباس تبدیل کر کے و دشمن کو لود لگا لگا ہوا باہر گاڑی میں بیٹھ

شیوینا کے رہشت گرد

اسے امید قیمت 600/-

چکی تھی لیکن شاید مانی کی خوبصورتی اور ذہنی غدغخال نے دیوان جی کے فاضلی کو ہرادی ہوا وہ دل کے ہاتھوں چھوڑ کر مانی کو اپنے گھر لے گیا تھا۔

پس ان ہی خیالات میں طرقتی راستہ تک گزرا جھے اس کا مطلق کوئی احساس نہ ہوا لیکن جب گاڑی کی تو میں نے انہیں کھول دیں دیوان جی نے دانش مندی کا ثبوت دیا تھا ہر گاڑی اپنے مکان سے نصف فرلانگ دور کی تھی۔ میں نیچے اتارنے کے لیے پر تھلا رہا تھا کہ دیوان جی بول پڑے۔

”چھوٹے سرکار میں ایک بار چھری شورہ دھل گا کہ آپ کا میسر گھر پر مانتی سے ملاقات کرنا مناسب ہوگا۔“

”دیوان جی۔“ میں نے دیوان جی کو تیز نظروں سے گھومتے ہوئے کہا۔ ”کیا آپ کو احساس ہے کہ مانتی کو گھر لاکر آپ نے کس قدر حماقت کا ثبوت دیا ہے؟“

میرا جواب تھا دیوان جی نے جو کہ کر جھے دیکھا ان کے چہرے پر بخان شہباز خان کی بڑائی کا رنگ ایک شانیے کو اچھا لیکن چھروں وہ خود پونا قابو پاتے تھے پرسکون ہو گئے۔ ہونٹ کھٹکتے ہوئے بولے۔

”چھوٹے سرکار میرا خیال ہے کہ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ عین مصلحت ہے۔“

”اگر مانتی کا بیان جائے خلاف ہوا تو جانے میں کیا ہوگا؟“

”میں اس میدان کا بہت پرانا کھلاڑی ہوں حال میں دیوان جی اس بار بڑگی کا انداز اختیار کرتے ہوئے تنبیہ کیے بولے۔

”میں جانتا ہوں کہ مانتی کے آگے نازک کھوڑی پنڈت بچا دیوں گے گندہ سے عمل کے آگے نہیں بڑھ سکتی اسی لیے میں اسے اپنے گھر لے آیا ہوں۔“

”آپ کتنا کیا جانتے ہیں؟“ میں نے انہیں وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

”سمجھنے کی کوشش کیجئے چھوٹے سرکار۔“ دیوان جی بولے۔

”مانتی اگر گریست گھر سے برآمد ہوئی تو سارا الزام میری سر آئے گا۔ دوسری شکل میں گندہ کی چھینٹیں سولی کے اوچے

”جانوں کی باتیں آپ سمجھیں چھوٹے سرکار میں تو صرف نا جانتا ہوں کہ میری زندگی میں دنا کا کوئی ہاتھ آپ کی جانب نہیں بٹھ سکتا۔“ دیوان جی سپاٹ آواز میں بولے ان کے لیے میں بے پروا ہی تھی۔

”میں مانتی سے براہ راست ملنا چاہتا ہوں۔“ میں نے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

”آپ کا دیوان جی کا مانتی سے ملنا ٹھیک نہ ہوگا۔“ دیوان جی نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی۔ ”البتہ اگر آپ چاہیں تو اسے سولی لاکر آپ کے ملوا سکتا ہوں۔“

”آپ نہیں سمجھ سکتے دیوان جی۔“ میں نے ابھتی ہوئی آواز میں کہا۔ ”میرا مانتی سے ابھی اور اسی وقت ملنا۔“

”نہایت مزوی ہے۔“

”آپ کی مرضی چھوٹے سرکار۔“ دیوان جی نے بیٹ لیا۔

”لوہا افتنا رکھا چھوٹے سرکار۔“ وہ بارہ حسین آباد کی سمت ہوا۔

”وہاں ہمیں شاید میرا اصرار ناگوار گذرے گا، میں نے بھی کوئی بات چھوڑنا مناسب نہیں سمجھی۔“ انہیں بند کر کے مانتی کے سوال پر تنبیہ کی سے خود کر کے لگا۔

راستہ بڑی خاموشی سے طے ہوا لیکن یہ خاموشی کبھی آنے والے طوفان کا پیش خیمہ ہوگی، میں نے یہ بات غزلوں میں بھی نہیں سوچی تھی البتہ ایک اضطراب تھا جو مجھے پریشان کر رہا تھا۔ مانتی کا دیوان جی کے گھر پر ہونا میرے خیال میں نامناسب تھا اس لیے کہ جیون لال مادوانی تو توں کا نشانہ بن چکا تھا۔ اوم پرکاش اور بھادی گدھاری لال نے اسے ٹھکانے لگا دیا تھا ادب مانتی ان کے لیے ترنارہ تھی۔

بچے دیوان جی انھیں لائے تھے بات آگے بڑھ جاتی تو بہت دیر تک اس کی برادری کی فاسستی تھی لیکن اب بھی جو گندی طاقتیں جیون لال کو درہمے بیٹھے موت کے گھاٹ اتار سکتی تھیں مانتی کے ذہن کو بلٹ کر ہمارے خلاف بھرا گئے۔

مجھے مجبور کر سکتی تھیں اور مانتی کا بیان اگر ہمارے خلاف ہوا تو ہم بے گناہ ہونے کے باوجود گتے تھے چھینٹ سکتے تھے۔ ”اے ہمارا بارہ حالات کی نزاکتوں کو ہمیں کرنے میں خاموش ہو گیا تھا۔ مانتی کے بیان کے بعد خیر ہو سکتا تھا۔“ دیوان جی کی ضمانت جو نا بھی مشکل ہو جاتی۔

مجھے دل ہی دل میں دیوان جی کی حماقت پر غصہ آ رہا تھا۔

”نہایت دلیرانہ اور جاکا شخصیت کے مالک تھے مگر اپنی کے سلسلے میں انھوں نے جگہ کی کا ثبوت دیا تھا لیکن ہے۔“

”کی دیر مانتی کی خوبصورتی ہو۔“ دیوان جی کی جوانی خرد وہاں

”ہے۔“ میں دانت پیستے ہوئے بولا۔ ”شاید ان کو علم ہوگا کہ میں کہاں جا رہا تھا۔ اسی لیے وہ میرا راستہ روکنا چاہتے تھے۔“ وہ پاگل بھی ان ہی کا کوئی جیلا رہا ہوگا۔

”کیا شش مجھے سمجھ دیکھ کر خود بھی تنبیہ ہو گیا دیوان جی۔“ میں نے سیکر لباس کی مشکل حل کر دی۔ سولی جا کر وہ میرے لیے دوسری پنڈت لے آئے لیکن اس طرح کہ وہ دشمن کو ا کی مطلق غیبت نہ ہوئی۔ پنڈت کی فراہمی کے سلسلے میں دیوان جی نے خود سولی کے اندر قدم رکھنے کی حماقت نہیں کی تھی بلکہ ایک دوست کے ملازم کو مصورت حال سے آگاہ کر کے اسے کام پر آمادہ کیا تھا اور چلتے چلتے اسے یہ تنبیہ بھی کر کے تھے کہ اگر زمانہ غامض میں غیبت سنی تو اس کی غیبت نہیں۔

”پنڈت تبدیل کر کے میں دوبارہ گاڑی میں آ بیٹھا۔“

”ذہن پر کچھ پرانگندہ ہو چکا تھا اس لیے میں نے بزدگی کی خدمت میں حاضری کا پرندہ کسی اور دن پر ملتوی کر دیا۔“

”پنڈت کا مسئلہ حل ہو گیا تھا لیکن زخم اپنی جگہ موجود تھا اور یہ ناممکن تھا کہ وہ دشمن کی نظر اس پر نہ پڑتی۔“ میں نے زخم کے لیے بھی کسی مناسب بدلے کی تلاش تھی۔ چنانچہ میں نے دیوان جی سے کہا کہ وہ گاڑی کو ڈی والدہ ہاتش گاہ کی جانب موڑ دیں میں انکسار کی دیکھ بھال کے لیے وہاں آیا ہوا کرتا تھا۔ دیوان جی نے اس بار بھی جواب دینے کے لیے سرکی خفیف جنبش سے کام لیا تو میں نے تنبیہ کی سے دریافت کیا۔

”کیا بات ہے دیوان جی۔“ آپ آج خلاف توقع بہت چپ چاپ ہیں غیرت تو ہے؟“

”مانتی کے بارے میں سوچ رہا ہوں چھوٹے سرکار۔“

”دیوان جی بولے۔“ جیون لال کا کہنا کہ تم نے کئے بعد سے آجے پاس لے آیا ہوں۔“

”کیا مطلب ہے؟“ میں پریشان کیا مانتی کو جیون لال کی موت کا علم ہو گیا تھا۔

”میں نے اسے بتا دیا۔“ دیوان جی نے تنبیہ کی سے کہا۔

”اس کے سوا وہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا لیکن آپ نے خود کریا مانتی بڑی سوچ بوجھ کی داک ہے۔“ اسے معلوم تھا کہ جیون لال کی موت میرا ہی آئی ہے اگر وہ تیار سولی میں دہلے میں کا میاب ہو جاتا تو بھی گدھاری لال اسے زندہ نہ چھوڑتا۔

”دیوان جی حالات کی نوعیت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔“

”میں نے قسمت پر ہلو بولتے ہوئے کہا۔“ اگر پولیس درمیان میں آگئی اور مانتی کا بیان ہمارے خلاف ہو گیا تو ہم قانون کی نظروں میں قائل ہوں گے۔“

”دیوان جی۔“ میں صلق کے ل چننا تو دیوان جی اچھل کر ایک قدم اور پیچھے ہو گیا پھر اس نے ہٹے عجیب و غریب انداز میں گردن گھما کر فرشتان کے پچھلے کی جانب دیکھا یہاں سے دیوان جی میری آواز سن کر تیز قدم مانتے چلے گئے۔

”نیزاب آگیا۔“ پاگل نے مجھے گھومتے ہوئے کہا۔ ”دوسرے چڑی مار۔“ تھوڑا سا خون اسے بھی چہنٹا ہے پھر سر کے بل اٹھا کھڑا ہوجاتا۔ نالیان بجا کر۔“

”مردود۔“ بد بخت میں مجھے ناندہ نہیں چھوڑوں گا۔“ میں نے چیخ کر کہا تو دیوان جی ایک لمحے کو رک گئے پھر ان کی نظر میرے چہرے سے ہٹے خون پر پڑی تو وہ تھچوٹے سرکا۔

”کہہ کر دوڑنے لگے۔“

دیوان جلدی جلدی گردن گھما کر کبھی میری طرف اور کبھی دیوان جی کی طرف دیکھنے لگا پھر ایک اس نے ایک اور غریظ حرکت کر ڈالی۔ کھٹکھا کر میری طرف تھوکا پھر اچھل کر بھاگتا ہوا ایک تناور درخت کی آڑ میں ہو گیا اس کے تھوک کی جھینٹ سے زمین پر پڑی تو میں اور غضب ناک ہو گیا۔ دیوان جی نے قریب آکر مجھ سے غیرت دریافت کی تو میں نے انہیں پاگل کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ دیوان جی نے قریب و جوار کا کو نہ نہ چھان مارا لیکن وہ کہیں نہ ملا غائب وہ پشت کی چھاد دیوانی چھلا گیا کہ کھنکھل کی سمت بڑھ گیا تھا ہر فرشتان کی عقوبتی دیوان کے ساتھ ساتھ دور تک پھیلا ہوا تھا۔

”دیوان جی نے فوری طور پر ایندھن جھک کر میرے زخم پر پانہ دیا۔“ وہ چھوٹے سہارے کر گاڑی تک لے گئے میری اچھی تھوڑی چھوٹے خون سے جھجک رہی تھی اس لیے میں نے بزرگ عالم کے پاس جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ یہ جا کیش کے ہسپتال چھلا گیا جہاں ڈاکٹر عارف نے میرے زخم کی دیکھ بھال کر دی وہاں نے راتے میں اگر میرا پرکرم اور موڑو دونوں چھوڑ کر دینے تھے جو وہ حالت میں نہ تو میں بزرگی کی خدمت میں حاضری دے سکتا تھا۔ سولی واپس جا سکتا تھا۔ میرا وہیں بری طرح جھلا رہا تھا۔

”کیا شش کچھ دیر بعد ہسپتال پہنچا اس نے میری حالت دیکھی تو ایک لمحے کو پریشان ہو گیا پھر اسے حادثے کی تفصیل معلوم ہوئی تو بے اختیار متحشرہ لگائے ہوئے بولا۔“ بارہا حال تھی اسے سنا۔“ آج کل ہنگاموں سے زیادہ محلو ہے۔ بن بندت بھاری کیا کہ تھے کہ اب دیوانوں نے بھی تمھاری ناگ پھوٹا شروع کر دی ہے۔“

”مجھے تو یہ بھی پنڈت بچا دیوں ہی کی حرکت معلوم ہوتی

دیوان جی کو میں نے اس روز سے پہلے کبھی اتنے غصہ نہ کیا تھا۔

میری باتوں کی کاٹ کو عسوس کرتے ہوئے خود بھی نیا بت چٹھنی
 سبائی بائیں شروع کر دی کہ آندہ کار کا یہ تنگ بھی وہ ہو گیا
 کوہ زبردستی اپنا دھرم بدلنے پر مجبور ہوئی ہے۔ آندہ کار
 بار بار بغلیں جھانک رہا تھا پھر اس کی نگاہ غلامی اسی وقت
 جوتی جب ڈی ایس بی اور اس کے ساتھیوں نے آکر بتایا کہ
 جیون لال انہیں جوتی میں نہیں ملا۔
 آندہ کار کو رخصت کرنے کے لیے درخشاں بھی میرے ساتھ
 جوتی کے دروازے تک آئی تھی۔

دو تین روز تک میں نے خود کو جوتی کے احاطے تک
 محدود رکھا۔ درخشاں نے گروہاری لال اور باتنی کی موت
 اور جیون لال کی پراسرار گم شدگی کی خبریں اخبار میں پڑھ لی
 تھیں۔ جوتی کی تلاش کے بعد سے اس نے مجھ سے اس مسئلے پر
 کوئی گفتگو نہیں کی لیکن میں عسوس کر رہا تھا کہ وہ اندر ہی
 اندر پینٹ پگڈیوں کی موت کے بانے میں — حالات
 کی کڑیاں ملائے میں ابھی ہوئی ہے میں نے ایک آدھ بار
 دینی زبان میں کر لیا جو مگر وہ بڑی خوب صورتی سے ٹال گئی،
 میں نے اسے زیادہ چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا۔

مجھے کیا کشش کی طرف سے بھی اس بات کی نغز لاتی تھی
 کہ وہ جیون لال کے بانے میں مجھ سے باز پرس ضرور کرے گا۔
 بات تھی بھی قابلِ غور، جیون لال ایک دن پہلے پراسرار طور پر
 کا قتل ہوا تھا دو ستر دن اسے المانی اور گروہاری کے ملاؤ
 فرجن لال کے قتل میں ملوث کر کے مفروضہ قرار دیا گیا اور پولیس
 اس کی تلاش میں کروئی حسین آباد اور آس پاس کے تمام
 علاقوں میں متواتر چھا پے مار رہی تھی۔ کچھ دنوں کا یہ بھی خیال
 تھا کہ جیون لال نے کسی نہ کسی نہر میں چھلکا لگا کر یا کنویں میں
 کود کر خود کشی کر لی ہے مگر ابھی تک پولیس کی ٹولیاں اس
 کی تلاش بھی دریافت نہیں کر سکی تھیں دیوان جی نے جس
 حدت سے ایک ہی چال میں پوری بساؤ کا نقشہ بدل دیا
 تھا وہ قابلِ شائستگی تھی۔

مخوف کر کے لے دیوان جی کے مشورے پر ہی خود کو جوتی
 کے احاطے کے اندر تک محدود کر لیا تھا۔ تمام دن میں گھر ٹوکام
 کاج کے سلیس میں درخشاں کا ہاتھ بٹاتا یا پھر اسڈی روم میں
 بیٹھا کتابوں کا مطالعہ کرتا، شام کو ہم دونوں بائیں باغ کی کیر
 کرتے اور پھر کیش اور نیکیب کے ساتھ رات گئے تک
 اودھم چوکڑی جی، درخشاں اور سلیو بھی ہمارے ساتھ شریک
 رہتے لیکن جب ہمارے درمیان زیادہ بے تکلفی سے کھلاؤ

ہاں بھی شامل تھیں جو اس نے میرے تلاشی کا باقاعدہ
 بن نکال کر مجھے دکھانے کی کوشش کی تو مجھے ہنسی آگئی،
 یہ کار کو شایاں میری بیعت کا اندازہ ہو گیا تھا۔
 جب آپ تشریف لے آئے میں تو اس کا غصہ کے سہ
 یا مزوت ہے ہے میں نے مزاح وارنٹ پر نظر ڈالتے ہوئے
 تاننا لال کو کہا کہ آپ بڑے شوق سے جوتی کی تلاشی لے
 اپنا اطمینان کریں۔
 تنکے سرسڑجال اس بار آندہ کار کے بدلے ڈی

ہاں نے کہا۔
 میں ڈی کشتہ کو لے کر آندہ کار کے احاطے صاف ہی خیال تھا
 درخشاں پولیس کی اچانک آمد اور جوتی کی تلاشی سے پریشان
 کی چانچوں میں سے پہلے درخشاں کو لے کر ایک سوڑی کی حالت
 کا گاہ کیا پھر دیوان جی کو پولیس والوں کے ساتھ بھیج کر خود...
 رنگ دوم میں آگیا آندہ کار بھی ہمراہ تھا اور —
 خشاں کو بار بار تنکھیوں سے دیکھ رہا تھا شاید وہ وقت سے
 نہ اٹھا کہ درخشاں کے سلیس میں اس باتوں کی تصدیق کر رہا
 ہاں میں نے اس سے کر بھی نہیں۔

درخشاں خانہ تلاشی کی اہمیت سمجھ لینے کے باوجود کچھ
 جی ابھی نظر آرہی تھی کچھ دیر وہ اسی گھنٹن سے دو چار رہی
 جاس نے اچانک چونکے ہوئے آندہ کار سے پوچھا۔
 آپ کیا پتہ لیں کہ آندہ کار جی یہاں کی عمارت کیجئے گا۔
 آپ کے ساتھ پولیس کی پیش و پسیدگی کر چکے ہیں جی۔
 "مخلف کی کیا ضرورت ہے۔ آندہ کار نے مسکراتے ہوئے
 یا اس وقت میں آن دوئی ہوں۔ پھر کبھی آؤں گا تو اطمینان
 پھر کھانچا ہوں گا۔"

"ایک بات پوچھوں آندہ جی۔ درخشاں دینی زبان میں
 رہے۔ آپ کو اس بات کا شبہ کیسے ہو گیا کہ ہم نے قانون
 سے جھگے ہوئے کسی قابلِ کراپتی جوتی میں بنا دے رکھی ہوگی؟
 "آندہ جی اپنے فرائض سے مجبور ہیں درخشاں میں نے
 بلدی سے کہا پھر چھپتے ہوئے سلیس میں بولا۔ اچھے اس
 طرح وہ شبہات بھی دور ہو جائیں گے جو حالات نے پیدا
 کر لیے ہیں پھر اس آکر برتے نہ نہ تو اندہ جی اندھکتی اور
 دردی رہتی ہے۔"

"آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں سرسڑجال۔ آندہ کار
 مجھ پر مٹانے ہوئے بولا۔
 تقریباً ایک گھنٹے تک ہم ڈی ٹنگ روم میں بیٹھے تھے
 کرتے رہے درخشاں کچھ دیر بعد نابل ہو گئی تھی پھر اس نے

ایک ڈی ایس بی اور دو سلیس بیوں کے ساتھ آسمان نظر
 ان کے ساتھ پولیس کی ایک عورت بھی تھی جسے دیکھ کر
 نے اطمینان کا سانس لیا، غالباً وہ مفروضہ جیون لال کو میری
 میں نکالنے کرنے کی غرض سے آئے تھے ان کا خیال تھا
 جیون لال جو میرا پانا مال تھا اس لیے میں نے اسے اپنی
 جوتی میں بنا دے رکھی ہوگی۔ مراد اندازہ غلط نہیں ثابت
 آندہ کار نے قریب بیچ کر بڑی گرم جوشی سے مجھ سے کہا
 کیا پھر سنجیدگی سے بولا۔
 سرسڑجال ہم آپ کو تھوڑی سی زحمت دینے کے لیے
 حاضر ہوئے ہیں۔
 "فریضہ اگر میں آپ کے کسی کام آسکا تو یہ میری خوشتر
 ہمتی ہوگی۔"

"میں نے غالباً آج کے اخبارات میں گروہاری لال اور
 المانی کو پیش آنے والے حادثے کی تفصیلات پڑھ لی ہوگی
 "صرف سرسری طور پر سرخیاں دیکھی ہیں۔ میں نے
 بے پروائی سے دریافت کیا۔ جوتی کی خاص بات؟
 "پولیس کا خیال ہے کہ گروہاری کا قتل آپ کے مال
 جیون لال کے لیے ہے۔"

"اودہ۔ آئی سی۔ میں نے بات کو سمجھنے کی اداکاری
 کرتے ہوئے کہا کہ آپ اس میں مجھ سے کیا تعاون چاہتے ہیں؟
 "پولیس جیون لال کو گرفتار کرنے کے لیے متعدد چھاپے
 مار چکی ہے لیکن وہ ابھی تک ہماری دسترس سے محفوظ ہے
 اور۔ کو شتر رات اس نے ہمارے خبر نرجن لال کو بھی کھانا
 لگا دیا۔"

محبت انگیز میں نے تعجب کا اظہار کیا۔ بظاہر تو
 جیون لال پرائیویٹ اور شریف معلوم ہوتا تھا۔
 "کبھی کبھی حالات انسان کو دوندگی پر آمادہ کر دیتے ہیں۔
 آندہ کار نے ہنوت چبانے ہوئے کہا پھر مل قصہ کی طرف
 اتنے ہی بولا۔ ہم نے تمام علاقے کی مار بند کی کر بھی ہے ہمارا
 خیال ہے کہ قاتل ابھی تک یہیں کہیں رو پڑش ہے اور۔"
 "اودہ آپ جیون لال کے سلیس میں میری جوتی کو بھی کھانا
 چاہتے ہیں۔ کیوں سرسڑ آندہ جی میں نے تیزی سے ڈی کشتہ
 کی بات چوری کر دی۔

"میں مجبور ہوں اودہ آپ کے خیال سے اسی لیے خود آگیا
 ہوں کہ آپ کہیں اس تلاش پر کسی اور انداز میں سوچنے کی
 کوشش نہ کریں۔ آندہ کار نے جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے
 کہا۔ اس کے لیے میں سچائی کے علاوہ فرائض کی انجام دہی کی

"کوئی خبر ہے چھوٹے سرکار؟ دیوان جی نے ایسے ہنسی
 انداز میں پوچھا کہ میں سنبھلا گیا۔ ان کے سر پر ہلاکی
 معصومیت اور سکون طاری تھا۔
 "میں آپ کو آپ کی شاندار کارکردگی کی داد و تحاریر۔
 میں نے دیوان جی کو تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا پولیس
 کے فرشتے بھی المانی یا گروہاری کے سلیس میں ہمارے اوپر
 تنگ نہیں کر سکتے۔"

"کوئی اور بات کیجئے چھوٹے سرکار۔ دیوان جی بولے۔
 "میں ان بیچ ذات لوگوں سے کوئی سرکار نہیں کھنا چاہیے
 اور پھر مرنا جینا تو لگا ہی رہتا ہے۔
 "آپ بہت گھس گھس ہیں۔ میں مسکرایا۔ "ہمارے نرجن
 لال کے درمیان میں آج سے صورت حال اور بہتر ہو گئی ہے۔
 "پولیس کو کچھ خواہاں بھی پیش آ رہی ہیں۔ دیوان
 جی اودہ اودھ دیکھ کر سرگرمی کرتے ہوئے بولے۔ "کل رات
 کسی سنگدل نے بے جا سے نرجن لال کو بھی کھانے لگا دیا۔"
 "کیا پتہ میں جی شتر سے اچلی پڑا۔ نرجن لال کو
 کس نے مارا؟"

"اب جیون لال کا حساب بھی چکنا ہو گیا۔ دیوان جی نے
 دینی زبان میں کہا کہ ایک اودہ مرنا کیسے خوشی کھاتے ہیں
 باقی رہ جاتی ہے لیکن اس کی ضد ہے کہ اپنا حساب کتاب
 وہ خود ہی مٹانے کی کوشش کرے گا۔
 "نہیں دیوان جی۔ نہیں میں نے ہاتھ ملنے ہوئے کہا۔
 "زیادہ کشت و خون ہوا تو وہ بھی چونک انھیں گے۔ بات
 بڑھ جائے گی۔"

"میں گاڑی لے آیا ہوں۔ دیوان جی میری بات نظر
 انداز کرتے ہوئے بولے آپ کو شاید اپنے والد کے بزرگ
 عالم دوست سے ملنے جانا ہے۔
 "ہاں۔ اب یہ ملاقات بہت ضروری ہو گئی ہے۔
 میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا کہ آپ میرا انتظار کریں میں لباس
 تبدیل کر کے آتا ہوں۔"

میں جلد سے کپڑے اپنی کمر سے اٹھا ہی تھا کہ ایک
 ملازم دوڑتا ہوا آیا اس نے مجھے خبر دی کہ آندہ کار اور
 پولیس کے کچھ افسران مجھ سے فوراً ملنا چاہتے ہیں۔ میں
 پولیس کی آمد کی اطلاع سن کر ایک لمحے کو تھک گیا پھر دیوان
 جی کے اشارے پر ملازم سے کہا وہ آندہ کار اور اس کے ساتھیوں
 کو فوٹ سے اندلے آئے۔
 ملازم کے ملنے کے دو منٹ بعد ہی ڈی کشتہ آندہ کار

ہرگز بیٹھی بیٹھی لگا ہوں سے جبکہ کر دیکھنے لگا۔ میرا وجود مجھے
آہستہ آہستہ سر ہوا ہوا تھا۔ چہرہ کی کشش کی تیز اور سخت آواز
میں سے کافوں میں گونجی وہ جیکب سے کہہ رہا تھا۔

”تحقیق کوئی حق نہیں پہنچتا کہ دوسروں کے بارے میں اس
قدر غمخس اور بے ہوشہ قسم کی فرضی باتیں کرو۔ اگر تم میرے اور
جمال کے کلاس فیلو اور دوست نہ ہوتے تو شاید میں میرے بیلے
نقارہ لگا لکھتا کہ تم کتنا ہی روح کو عالم بالا کی طرف ڈانڈ کر دیتا۔
”موت اور زندگی انسان کے نہیں خدا کے ہاتھ میں ہے
اس لیے میں تمھاری باتوں کا برا نہیں مانوں گا۔“ جیکب نے
بے پروائی سے جواب دیا۔

”پھر تمہیں کسی کی دل آزاری کا کیا حق ہے؟ کیا کشش
نفسے سے تھلا کر بولا۔ اور اگر تم نے دیدہ و دانستہ اپنے جانتے میں
محض مذاق کیا ہے تو میں بھی کون گا کہ تمھارا یہ مذاق اتنا ہی گھٹیا
پست اور ذی شعاری تھا۔“

”کچھ خیالات اچانک انسان کے ذہن میں گھلنا کر اچھلتے
ہیں اور اپنا نقش چھانے چلے جاتے ہیں۔ جیکب نے سر بخیرگی
سے بولا۔ ”میں نے اس وقت جمال کے بارے میں جو کچھ بھی کہا
ہے وہ مذاق نہیں ہے۔ خداوند کی لا زال قوتوں نے میرے
ذہن میں سورہ شمس کی پیکل کھنی میں نے اس کی ترجمانی اپنے
سیدھے سائے جملوں میں کر دی ہے۔ ان باتوں کو حقیقت ہی
سمجھ لو ہوں اور حقیقت ہمیشہ بڑی تلخ ہوتی ہے۔“

”تم۔ تم ایک اوتی ویسے کے معمولی باوری ہو جیکب۔“
کی کشش نفسے سے دانت بٹتے ہوئے کھنٹ آواز میں بولا۔ کوئی
بیخبر یا دلوانا نہیں ہو جو لوگوں کے شتبس میں جھانک کر آنے
والے حالات کی پیش گوئی کر سکو۔ یوں بھی ایک دوست کے
نشتے سے محض جمال کے بارے میں ایسی کالی اور غمخس زبان سے
ایسی باتیں نہیں نکالنی چاہیے کہ جس سے جیکب جو مختاری پست ذہنیت
کی بھی ترجمان ہوں۔“

”تم میری ذہنیت کے بارے میں جو چاہا ہوا مذہب لگاؤ لکھنا
تمھارے فرض ہے۔ تقدیر کے فیصلوں کو نہیں بدل سکتے۔ جیکب نے
ٹھیک سے نرم لہجے میں کہا۔ قیمت کے فیصلے اہل ہوتے ہیں
جھین دوستی یا مملو کی کہ جذبہ بھی جس سے جس نہیں کر سکتے۔
”جیکب، کیا کشش ملیش میں آکر جینا؟ کیا تم اپنی کالی زبان
بند نہیں رکھ سکتے؟“

”نہیں۔“ جیکب نے اپنے گلے میں ہلکی ہوئی صلیب کو چومتے
ہوئے کہا۔ ”میں جیسا کہ چاہتا ہوں۔“ یاسوئی پر لٹکنے کے باوجود
دانت گونجے سے باز نہیں آسکتا۔

”کر دی ہے جو فرشتوں سے بھی زیادہ قابل احترام اور حرم
ہی زیادہ۔ بلند و برتر نظر آتی ہے لیکن۔۔۔۔۔“

”لیکن کیا؟“ میں نے جیکب کو گھورتے ہوئے کہا۔ ”تم
نے بولے چپ کیوں ہو گئے؟“

”جو کہتا ہے میری بات تمہیں کر دی گئی لیکن میں اس
ت کو نہیں مانتا کہ قدرت نے کسی ایک شخص کے حصے میں
دع سے آفیم خوشیاں ہی خوشیاں رقم کر دی ہوں۔“

”بے نیت تجدی کے کیا۔ جہاں صرف مستر میں ہی سر تیں
وہ ہیں وہاں نجات بریٹے عارضی اور نا پایا ہوا ہوتے ہیں۔
”ی زندگی ایسی نہیں ہوتی جو کہ دو اور کمروں سے خالی ہو
ن لیے تمہیں بھی اپنے حصے کا دکھ ضرور اٹھانا ہو گا۔“

”جیکب، کیا کشش تیزی سے بول پڑا۔ ”یہ تم نے
ماہمات کی باتیں شروع کر دیں۔“

”میرے دوست۔“ میں نے جیکب سے زہر خند سے کہا تم
میرے اندر وہی حالات سے واقف نہیں ہو درخشاں

”سلسلے میں کئی مخالفتیں میرا رخا رہی ہیں۔“
”پر سب عارضی اور وقتی پریشانیوں ہوتی ہیں۔ دکھ
اور اور کمروں کی تراب اور چیز ہوتی ہے۔“ جیکب نے بے ہوش
جنگی سے کہا۔ ”وقتی پریشانیوں اور مخالفتیں آہستہ آہستہ
تم ہو جاتی ہیں لیکن درد کی فیس برسوں اندر وہی اندر کمروں کے
ساحل کو زہر کرتی رہتی ہے۔“

”تم۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ کیا کشش نے جھپٹ کر پوچھا۔
”میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جمال کو بھی اپنے حصے
کا دکھ ضرور اٹھانا ہو گا۔ اس کی کوئی صورت بھی پرستش ہے
نہا ہو سکتا ہے کہ جمال کی تم دولت اچانک مٹی کا ڈھیر ہو
جائے اور یہ کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جائے۔“ جیکب نے میری طرف
دیکھتے ہوئے بڑی جیدگی سے کہا۔ ”برانہ مانا میرے دوست۔“

”یہ بھی ممکن ہے تمھاری دولت عزت اور شہرت میں دو چیز
خلاف ہو جائے اور کمروں کا جو چھ کسی اور انداز میں تمہیں ملے۔“

”ہو سکتا ہے کہ درخشاں تمھاری فرشتہ خصلت اور نیک
ذہنیت جو یہی تم سے اچانک روٹ کر اپنے محبوب حقیقی سے جا
ملے۔“ میرا مذہب تو یہی کہتا ہے کہ جیکب اور پاک باز وہ میں
زیادہ دونوں ایک دنیا میں قیام نہیں کریں۔ تمہیں خداوند کے
اشکے پر مسامحوں پر بلایا جائے گا۔“

”جیکب کی بات سن کر میں گنگ رہ گیا۔ میرا دل اندر ہی
اندر صیغے جھینے لگا۔ درخشاں کی جدائی کے انعقاد ہی نے میرے
بکس و حراس گم کر دیے تھے جس کے کی مخالفت سے دوچار

جانب دیکھ کر بولا۔ ”میں آپ کے حسن انتخاب کی وا دینے
معذور ہوں لیکن آپ کے حسن ظن کی تعریف ضرور کروں گا کہ
اس صیغے کہ فائنٹ کشش کے ساتھ گزارا کر رہی ہیں۔“

”باکس میں بات میں سلویا بھائی کو سمجھانے والا تھا
کی کشش تیزی سے بولا۔ ”لیکن میرا خیال ہے کہ اب اس
اونچا ہو چکا ہے۔“ کیا کشش نے جیکب کو گھورتے ہوئے معنی
لے میں کہا۔ ”سرسوار یا کی جرب زبانی نے تمہیں بھی اچھ
خاملا ہونا سکھا دیا ہے۔“

”سرسوار یا؟“ سلویا چونکی۔ ”یہ کون ہے؟“
”ہمیشہ میں کا کرتی ہے۔“ کیا کشش نے بڑی جیدگی سے
جواب دیا۔ ”موت فیکل تو کوئی خاص نہیں ہے البتہ تمھاری
طور پر خاص کیلاز واقع ہوئی ہے۔“ جیکب آج کل سے اپنی
دھواں دھان تبلیغ کے ذریعہ زہر بیکار چرچ میں شامل کرنا
چاہتے ہیں اور مارا یا کہنا ہے کہ وہ بہت جلد جیکب کو انسان
بنائے گی۔“

”سلویا کیے کیا کشش کا وہ خوب صورت اور سفید
بھی کم نہ تھا۔ اس نے جیکب کو اچانک گھوم کر زہر بیکار
سے گھمرا تو جیکب نے گرد گرداڑے ہوئے کہا۔ ”یہ نظم کی قسم سلویا
ڈانگنا۔“ پر درد سر میں محض غلاشی سے کام لے کر تمہیں سے نکلا
اکار لہے۔ ”یہ بھی شیطان ہے جس نے آدم کو داندھنم لکھا
پر مجبور کر کے جنت سے نکلا دیا تھا۔“

”جیسے ہر ممکن کوشش کی کہ سلویا کو مطمئن کر کے لیکر
وہ ہتھ سے اکھڑ چکی تھی چنانچہ میں نے درخشاں کو ارشاد کیا
اور وہ ہمیشہ سلویا کو سمجھا کر اندر لے گئی۔ سلویا کے جانے
کے بعد بھی جیکب بہت دیر تک جھلانا مارا پھر کیا کشش کی
دل چپ باتوں نے اسے دوبارہ نابل کر دیا ہوں نے پوچھا۔
”اچھا۔“ بتاؤ کہ آج تم درخشاں کو کس سلسلے میں نظر آئے
کی کوشش کر رہے تھے؟“

”میں جو کچھ کہہ رہا تھا وہ مذاق نہیں حقیقت تھی جیکب نے
سجیدہ ہو گیا۔ ”تمھاری بوری اتنی محصم ایک فرشتہ خصلت
اور وفا شعار ہے کہ مجھے ہوں گتا ہے جیسے وہ کسی اور دنیا کی
خلق ہو جو مجھ سے راہ جھنک کر ہماری دنیا میں آگئی ہے
مجھے تمھاری قدرت پر بھی رشک آتا ہے۔ تم کو خداوند نے
بے حساب دولت دی ہے۔ دوزی کھیلے کے لیے تمہیں محنت
بھی نہیں کرنی پڑتی اس کے باوجود تمھی بھی تمھارے حق میں ہونا
ثابت ہوتی ہے۔ دولت اور عزت کے علاوہ خداوند بزرگ
برتر نے تمہیں ایک ایسی انمول اور بے مثل شریک حیات بھی

میں باتیں شروع ہو جاتیں تو درخشاں اور سلویا اچھ کر مسکرتی
ہوتی دو سرے کر کے میں جیل جاتی تھیں۔

اس رات بھی کھانے کے بعد ہم سب ڈرائنگ روم
میں جمع ہو گئے۔ درخشاں کی طرح مجھے درمیان نہیں مذاق ہوتا
دہا پھر جیکب نے اچانک نہ جانے کیوں درخشاں کی تعریف میں
زمین و آسمان کے قلابے ملائے شروع کر دیے جس صورت و
سیرت کے سلسلے میں ایسی مثالیں دینی شروع کیں کہ ہم
ادری کشش دونوں حیرت سے جیکب کا مزہ دیکھنے لگے۔

”تم شاید میری باتوں کو مذاق سمجھ رہے ہو گئے۔“ جیکب
مجھ سے مخاطب تھا۔ لیکن یقیناً جو میرے دوست کو تمھاری
— بوری جنت کی حورز کے مقابلے میں بھی زیادہ خوش پوش
اور سلیقہ مند ثابت ہوئی ہے۔“

”کیا مطلب؟“ کیا کشش نے بکرم خند کی اختیار کرتے ہوئے
پوچھا۔ ”کیا تم نے جنت کی حورز کا لباس بھی دیکھ لکھا ہے؟“
”کیا کشش کے جلے پر درخشاں اور سلویا دونوں مسکرا دیں۔
”تمھارا ذہن چونکہ بولواؤ وادوں اور اسپرٹ کی تیز فیک
سے بروقت پرانگہ رہتا ہے اس لیے تم میری لطیف باتوں اور
معدلی تشبیہات کو سمجھنے سے قاصر ہو۔“ جیکب نے کیا کشش کو
سزناش کرنے کے انداز میں گھورا۔ ”اور ایسی صورت میں کہ جب
انسان خود کو حالات اور اسحوال کے سانچوں میں ہم کر کے
قاصو یا تعلیم اور تجربے کی کمی اس کی لہجہ کشی کی کو حاجت کی
ویل ثابت کرنی ہو تو انسان کے لیے مطلب ہو جائے انسانیت
مناسب ہو جائے۔ میں تمہیں بھی یہی مشورہ دوں گا کہ میرے
سرمج دوست کہ اگر خود کو لگام دینے سے قاصر ہو تو کم از کم زبان
کو قابو کر لیں رکھنا مارا کہ وہ علمی اثر بلے جو تم نے اپنے بھوڑے
وجود کو چھاننے کے لیے اپنی اصلیت پر چڑھا رکھی ہے۔“

”یاد جمال۔“ یہ بنگول تو آج برسے سر میں لول رہا ہے۔
”کیا کشش نے کسی پر سب بولتے ہوئے کہا۔ ”میرا خیال ہے کہ
آج مجھ نے اس کی نیکی چھوڑ دی ہے۔“

”ابھی نہیں ہے۔“ سلویا جلدی سے بولی۔ ”یہ درخشاں
کی تعریف کر رہے ہیں اس لیے میں خاموش ہوں۔“ کسی اور
خاتون کی بات بدنی تو نہیں انھیں اس طرح بولنے کی اجازت
کبھی نہ دیتی۔“

”تو میں یہ کہہ رہا تھا میرے دوست جمال کو خداوند بزرگ
برتر نے تمھاری اعشت حیات کیلے ایک ایسا چمکاوا انمول
اور نایاب میرزا فرما کر دیا ہے جس کے تم اہل نہیں تھے۔“ جیکب
نے سلویا کی بات کو کھیر لٹاؤ انداز کرتے ہوئے کہا پھر درخشاں کی

”تو میں یہ کہہ رہا تھا میرے دوست جمال کو خداوند بزرگ
برتر نے تمھاری اعشت حیات کیلے ایک ایسا چمکاوا انمول
اور نایاب میرزا فرما کر دیا ہے جس کے تم اہل نہیں تھے۔“ جیکب
نے سلویا کی بات کو کھیر لٹاؤ انداز کرتے ہوئے کہا پھر درخشاں کی

”تو میں یہ کہہ رہا تھا میرے دوست جمال کو خداوند بزرگ
برتر نے تمھاری اعشت حیات کیلے ایک ایسا چمکاوا انمول
اور نایاب میرزا فرما کر دیا ہے جس کے تم اہل نہیں تھے۔“ جیکب
نے سلویا کی بات کو کھیر لٹاؤ انداز کرتے ہوئے کہا پھر درخشاں کی

”تو میں یہ کہہ رہا تھا میرے دوست جمال کو خداوند بزرگ
برتر نے تمھاری اعشت حیات کیلے ایک ایسا چمکاوا انمول
اور نایاب میرزا فرما کر دیا ہے جس کے تم اہل نہیں تھے۔“ جیکب
نے سلویا کی بات کو کھیر لٹاؤ انداز کرتے ہوئے کہا پھر درخشاں کی

”تو میں یہ کہہ رہا تھا میرے دوست جمال کو خداوند بزرگ
برتر نے تمھاری اعشت حیات کیلے ایک ایسا چمکاوا انمول
اور نایاب میرزا فرما کر دیا ہے جس کے تم اہل نہیں تھے۔“ جیکب
نے سلویا کی بات کو کھیر لٹاؤ انداز کرتے ہوئے کہا پھر درخشاں کی

”تو میں یہ کہہ رہا تھا میرے دوست جمال کو خداوند بزرگ
برتر نے تمھاری اعشت حیات کیلے ایک ایسا چمکاوا انمول
اور نایاب میرزا فرما کر دیا ہے جس کے تم اہل نہیں تھے۔“ جیکب
نے سلویا کی بات کو کھیر لٹاؤ انداز کرتے ہوئے کہا پھر درخشاں کی

”تو میں یہ کہہ رہا تھا میرے دوست جمال کو خداوند بزرگ
برتر نے تمھاری اعشت حیات کیلے ایک ایسا چمکاوا انمول
اور نایاب میرزا فرما کر دیا ہے جس کے تم اہل نہیں تھے۔“ جیکب
نے سلویا کی بات کو کھیر لٹاؤ انداز کرتے ہوئے کہا پھر درخشاں کی

”تو میں یہ کہہ رہا تھا میرے دوست جمال کو خداوند بزرگ
برتر نے تمھاری اعشت حیات کیلے ایک ایسا چمکاوا انمول
اور نایاب میرزا فرما کر دیا ہے جس کے تم اہل نہیں تھے۔“ جیکب
نے سلویا کی بات کو کھیر لٹاؤ انداز کرتے ہوئے کہا پھر درخشاں کی

”تو میں یہ کہہ رہا تھا میرے دوست جمال کو خداوند بزرگ
برتر نے تمھاری اعشت حیات کیلے ایک ایسا چمکاوا انمول
اور نایاب میرزا فرما کر دیا ہے جس کے تم اہل نہیں تھے۔“ جیکب
نے سلویا کی بات کو کھیر لٹاؤ انداز کرتے ہوئے کہا پھر درخشاں کی

”تو میں یہ کہہ رہا تھا میرے دوست جمال کو خداوند بزرگ
برتر نے تمھاری اعشت حیات کیلے ایک ایسا چمکاوا انمول
اور نایاب میرزا فرما کر دیا ہے جس کے تم اہل نہیں تھے۔“ جیکب
نے سلویا کی بات کو کھیر لٹاؤ انداز کرتے ہوئے کہا پھر درخشاں کی

جاکر شاہ صاحب کے پیریں پر سر رکھ دیا تب کہیں ان کا ہفتہ
نہٹا ہوا دونہ اگر جلال میں کوئی مدعا ماننے سے کھل جاتی تو
ملا دلا مرزا کے ساتھ میری کج بختی بھی آجاتی؟

”یہ دلا دلا مرزا کتنا کیا ہے؟“
”میری خدمت کرتا رہتا ہے چھوٹے سرکار تے دیوان بھی
بڑے پیاسے بولے تے اس کے آگے کچھ کچھ بھی نہیں ہے“
ایک ماہ بھر سے مکر لینے کے گھمنہ میں میرے سر کی ہاتھوں
زخمی ہو گیا تھا اس وقت اس کی سیس بھی نہیں بھونکی تھیں
کسی کے کہنے میں آکر موت کو دعوت دے بیٹھا تھا مجھے ترس
آیا تو میں اسے اپنے پاس اتھا لایا آٹھ سال پرانی بات ہے۔
تیسے میرے سر کی ٹھکانے کا بو کرہ کیا ہے مجھے اپنی اولاد
کی طرح عزیز ہے۔“

دیوان جی بھلا دلا مرزا کی کافی سناتے ہیں بھلا بھلا
نے ایک نیم گھنٹہ مکان کے قریب گاڑی رکھ دی جہاں نیم کے
درخت کے نیچے ایک مفید لیشی بزرگ چٹائی پر کھین بندھے
بیٹھے تھے ان کے سامنے دفن بارہ عقیدت مندوں کا مجمع دم
سافھے خاص کش میٹھا تھا۔

میں نے گاڑی سے اتر کر ایک نظر شاہ صاحب کے نورانی
چہرے پر فرمایا پھر لپٹ کر جھکا کر اپنے قدموں کے بڑھا اور ہجوم
کی پچھلی قطار میں کھڑی زمین پر اپنی پائنتی ماکر بیٹھ گیا۔ دو چار
نظر میری جانب انھیں بھر جھک گئیں پھر دیوان جی بھی آہستہ
سے میرے برابر بیٹھ گئے۔ چندرہ منٹ تک شاہ صاحب
مڑنے میں لگے پھر انھوں نے یک لخت آنکھیں کھول دیں۔
ان کی آنکھیں نورانی چہرے سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی
تھیں ان میں خون تیز تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے انھیں
کچھ نیند میں جھپٹ کر زبردستی جگا دیا گیا ہو میں ان کے آنکھوں
کا تھک کی جانب ذرا متوجہ کر پچھلی قطار میں بیٹھا تھا میں سمجھ
کھولتے ہی انھوں نے جس انداز میں گردن کو تھمے کر اڑا دیا
میری طرف دیکھا اس سے یہی ظاہر ہوا جیسے انھیں میری آمد کا
علم چاہا گیا ہوا تھا۔ ایک لمبے کو ہلادی نگاہ میں جا رہا ہوں میں
ان جلالی نظروں کی تاب نہ لاسکا جلدی سے نگاہیں زمین پر
گاڑ دیں سمجھ لیں لگ رہا تھا جیسے تنہا بن گیا میں ان نظروں
کی تابش نے ایک آگ سی لگا دی ہو میرے دل کی دھڑکیں
میرے قلوب سے باہر مودی تھیں مجھ پر ایک عجیب سی ہوشی
اور سرسختی کا جذبہ طاری ہو رہا تھا۔

”تم آؤ کارہاں! تم آگے تے شاہ صاحب کی نرم رانہوں
آواز میرے کانوں سے عزائی تے دوبار تھا آواز سن رہا تھا کیا تھا

اسکے تے

”مدھیاتے میں نے دل چسپی لیتے ہوئے کہا تھا یہ اسی لیے
دعا دی تھی کہ اوپر کوئی جتن مقرر نہیں آزا سا تھا۔“

”میں نے اسے سننے کا موقع ہی کہا ان دنوں تھا۔“
”معاذ اللہ! مجھے بڑا پیار ہے تے میں نے تعریف کی تے خیر کا
پل کر دعا دی کہ دل میں ترزا ہو گیا تھا اسی لیے وہ جاں پر
ہو سکا۔“

”میں جو کچھ بھی ہوں بزرگوں کی جرتوں کا صدقہ ہے چھوٹے
رکاو۔ دیوان جی بولے وہ میں بھی اللہ کو پیالہ ہو گئے محفل
لے مجھے تعویذ دیا تھا زندہ ہو متے تو میں آپ کو ہاں ہی
پاس لے جاتا۔ بڑا تیز اور جلدی کام کرتے تھے صورت دیکھتے
ہی اندر باہر کی تمام کیفیت انھوں میں جاں لیتے تھے۔ شاہ
صاحب بھی چڑے پیٹھے ہوئے ہیں جس کے حق میں دعا کروں
اس کے والے نیلے ہو جاتے ہیں تے۔“

”شاہ صاحب کون؟“

”جہاں میں آپ کو اس وقت لے چل رہا ہوں۔ دیوان
نے بے وقاحت کرتے ہوئے کہا تے پورا نام کو حضرت ابراہیمؑ
ہے لیکن مریدوں میں شاہ صاحب کے نام سے مشہور ہیں دلا دلا
مرزا تھا کہ تھا کہ ایک بار وہ بدبخت بھی شاہ صاحب کے قدموں
میں ایک دن خواست لے کر حاضر ہوا تھا لیکن اسے جو کھٹ ہی
سے دھکا دیا گیا۔“

”میں سمجھا نہیں دلا دلا مرزا نے ایسی کیا درخواست کی تھی
جولے دھکا دیا گیا؟ میں نے جیت سے پوچھا۔“

”اب آپ کے سامنے زبان نہیں کھول سکا جہاں میں۔“
دیوان جی نے وہی زبان میں کہا تھکے آنکھوں کی خرم دیا بھی
رکھنا پڑتی ہے رہنے کا خیال بھی ہوتا ہے۔“

”پھر بھی کچھ تیرے تھکے روایت کیا بھی؟ میں نے دل چسپی کا
افلا کر کہنے ہوئے کہا تے آپ کو تو معلوم ہوگی اس کی درخواست۔“
”میں تو دلا دلا مرزا کی رک رک سے واقف ہوں تے دیوان
جی بولے تے بڑا جلتا مرزا ہے جتنا اوپر سے دکھائی دیتا ہے
اتنا ہی اندر بھی ہے دیکھنے میں مرید لڑا تا ہے لیکن اس کی
نہل میں بس بجلی بھری ہوئی ہے نہ کوئی نہ پر آتا ہے تو بڑے بڑے
سورناں کا پتیا پانی کو تیا ہے لیکن جہاں اس کا اندر ترسوں
غریباں ہیں وہاں ایک خزاں بھی ہے۔ لنگھت کا بڑا چکا اور
سچا ہے لیکن نظر کا ذریعہ واقع ہوا ہے۔ انوکھا تھا ایک لڑکی
کو مار کر لے گئے لیکن وہ صاحب کے پاس تعویذ لینے پہنچ گیا تھا۔
مجھے معلوم ہوا تو میں نے بھی اسے جی بھر کر گاسیاں ماریں پھر

دیکھ رہے تھے وہ تمام زندگی جیون لال کو گرفتار نہیں کر سکتے
اس لیے کہ وہ ان کی دسترس سے بہت دور جا چکا تھا۔
”میں نے جو بھی ایک سادہ لباس اور مختلف جلوں میں لگ
کر چوں اور مردوں پر پہن کر جگہ جگہ لگائے بیٹھے تھے۔
نہیں جانتے تھے کہ جیون لال ان کی لٹ پر اپنے سے سلا
دیوان جی کے ہاتھوں منوں منوں کے نیچے وہی ہو چکا تھا۔“

”میں گاڑی کی پچھل نشست پر بیٹھا حالات پر نظر
کرتا رہا۔ دیوان جی اتنا ہی خاموشی سے اسٹرنگ سنبھالا
ہوئے تھے میں پہلی فرصت میں والد صاحب کے بزرگ
دوست سے ملنا چاہ رہا تھا۔ جبکہ کی باتوں نے مجھے الجھا
تھا مجھے بذات ادم پر کا کش کی خاموشی پر بھی جیت سے بڑا
تھی وہ اگر ممان نکستیوں کا مالک تھا اور فیصلوں کی قید سے
آزاد ہو کر دلوں کے احوال پر پڑنے کی طاقت رکھتا تھا تو اب
تک اسے جان لینا چاہیے تھا کہ گردھادی لال کی موت کی
اصلیت کیا تھی جیون لال بھی گدی طاقتوں کا شکار ہوا تھا
محکم ہے اسے گردھادی نے موت کے گھاٹ اتارا ہو۔ شاہ
ادم پر کا کش کو صورت حال کا علم نہیں تھا یا پھر اس کی فضا
میں بھی کوئی راز تھا اور کوئی خاک مصلحت پوشیدہ تھی جو وہ
قبل از وقت ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کسی مناسب وقت کا انتظار
رہا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ میرے حویلی سے باہر سڑک پر پہنچا
ہو اس خیال کے آئے ہی میرے اندر بے چینی شروع ہو گئی
میں نے آنکھ کھول کر دیکھا۔ ہوا مضافاتی علاقے کی ایک چھوٹی
بستی کے قریب تھی۔“

”دیوان جی تے میں نے خود کو بھلانے کی خاطر دیوان جی سے
پوچھا تے آپ نے کہا تھا کہ یہ بذات چاہی میری شیطانی قوتوں
کے مالک ہوئے ہیں اور دلوں کا جید بھی جان لیتے ہیں۔“

”بذات ادم پر کا کش کے بابے میں آپ کا خیال
ہے تے میں نے دریافت کیا تے کیا وہ حالات سے باخبر نہ ہوگا
میرا مطلب یہ کہ اس نے اپنے جتن مقرر کر کے دیوان جی
معاذ کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش نہ کی ہوگی؟“
”مرد کی ہوگی لیکن شیطانی قوتیں لڑ رہی ہوں طاقتوں کے گنگ
ہمیشہ بے بس ہوا کرتی ہیں میرا ایمان ہے تے دیوان جی نے کہا ہے
اپنے خالے باز پر ہاتھ لگاتے ہوئے بڑے اعتماد سے بولے۔
میں نے ایک میان جی کا تعویذ باندھ رکھا ہے چھوٹے سر کا پت
یہ کا دیں گے باپ بھی میری ہوا میں پاس ہیں گے ہاں اگر اوپر
سے کھو دی گئی ہے تو پھر شہباز خان کے فرشتے بھی دم نہیں

”دو کڑی کے پادری۔ کیا کش آپ سے باہر ہو گیا ہے اگر
حم حقیقت اور راست گوئی کو اتنا ہی پسند کرتے ہو تو پھر میری
ایک بات بھی گویں باندھ لو درخشاں جہاں کی صحت بھی ان کی
صورت اور سیرت کی طرح قابل رشک ہے اس لیے مستفیل
قریب میں ان کے جمال سے رہ کر دیکھ جانے کا کوئی امکان نہیں
البتہ تمھاری بیوی دل کے ایک ملک عادی نے میں ضرور مبتلا ہے
اور ایسے مریض چار پانچ ماہ سے زیادہ اپنی حیات کا لڑو لپٹے
ناؤں کا نہ ہوں پر نہیں گھسیٹ سکتے۔ یہ ایک مریض کا
تجربہ بول رہا ہے۔ اب کہو کیا اس حقیقت کا انکشاف تھا؟
لے تلخ اور اذیت ناک نہیں کرنا اور سلا کا ساتھ بڑا مختصر
اور بت کے اس شیلے کی اندر ہے جو کسی وقت بھی بیٹھ سکتا ہے
کیا کش میرے دوست آکر فرائے بزرگ و بزرگ کی یہی
مرضی ہے کہ وہ سلا کی محبت اور لافقت کو مجھ سے چھین
لے تو میں اس سے کوئی شکوہ یا شکایت کرنے کے بجائے اس
کی رضا کے آگے نہایت عقیدت سے مرعوب ہوا چلاؤں گا۔“
”تم تھما نہ تھما بھی کر بڑھ مغزا اور معقول شخص واقع
ہوئے ہو کیا کش تھمتے سے کاٹتا ہوا تھا کھڑا ہوا۔“

گھٹنگ نے بڑی تلخ صورت اختیار کر لی تھی لہذا میں
نے فوراً مداخلت کی اور کی کش اور جیک کے درمیان صرف
یک صلح و صفائی کو کافی بلکہ انھیں ملے بھی ملوایا۔ جبکہ کی
باتوں نے ماحول میں تلخی کا جزو برکھول دیا تھا وہ آہستہ آہستہ
جھٹ لگا پھر درخشاں اور سلا باہر سے لیے مشروب است
ناہیں تو رخصت کر دیا گیا میں نے دل پر جو کر کے منہ ہی نہاتی
شروع کر دیا، جبکہ کو پھر تار مار اور کی کش پر بھی جلتا ہے
کرتا رہا۔ بظاہر میں نے خود کو باکل مائل کر لیا تھا لیکن جیک
کی بات نہ جانتے کیوں غامدی کر بار بار میرے دل کی گڑبڑوں
میں جھپٹ رہی تھی۔ مجھے رہ رہ کر یہی خیال تار مار تھا کہ جیک
نے جو کچھ کہا ہے وہ غلط نہیں ہے۔

دوسرے روز میں تیار ہو کر حویلی سے نکلا۔ دیوان جی کی
زبانی مجھے باہر کی تمام بایں معلوم ہوتی رہتی تھیں پھر میں کو
ایک ہی جیون لال کی تلاش میں لیکن اب انھوں نے اندھا
وہند چھاپے پائے اور گھڑوں کی تلاشی کا سلسلہ بند کر دیا تھا۔
بظاہر انھوں نے یہ بھی مشورہ کر دیا تھا کہ جیون لال نے خود کو
کھلی ہے اور اس کی سڑی لگی لاش ایک پرانے اندھے کو نہیں
سے براہ مکرمل گئی ہے لیکن حقیقت صرف مجھے معلوم تھی شاید
اس طرح وہ ذہیل نے کرا چاہا کہ مجرم کی غفلت سے فائدہ
اٹھا کر اسے اپنے جہاں میں دبوچ لینا چاہتے تھے لیکن وہ خواہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

وہاں پاگل میری راد میں روڑے اٹھاتے ہیں بھر پوتھوکتے۔
 جس لوہ میری ناخون پر کھڑیاں برسکتے ہیں۔ میں نے تڑپ کر کہا۔
 نہ تو نہ لڑا تھا ہر گولہ کیسے۔ شاہ صاحب کے ہوسے پر پاگیا
 جلال آگیا۔ جب تک تیری بنیادی بنال نہیں ہوتی تو جھٹکتا
 لے گا۔
 مجھے آپ کی بدعاؤں کی نہیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔
 میں نے بزرگ کال کے جلال کو محسوس کرتے کرتے کہا۔ میں اس
 آسنے سے خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا۔
 میں کہتا ہوں جا۔ چلا جا۔ شاہ صاحب نے مجھے دھکتا ہے
 ہوئے کہ یہ بھیک مانگتے نکلا ہے اور چھٹی جھولی لیے گھمراہ۔
 پہلے جا کر اس روکو لے۔
 ”میں پاگل ہوں جاؤں گا میرے محترم۔ میں سبک اٹھا۔
 میں اس آسنے کے تھوڑے سے سر ہٹا کر کراہنے سے فون گا
 لیکن خالی نہیں جاؤں گا۔
 شاہ صاحب کے پر بندہ ہم دفعے کی ملی کیفیت
 جاری تھی وہ میری کس بات پر غصا ہوئے تھے اس کی تہہ
 سبک بیٹھے سے جاری تھا پہلے انھوں نے مجھے بڑی شفقت
 سے گفتگو کی تھی پھر ک نفرت بھرا لٹھے اودھے دھکتا ہے
 گامگوں نے ملے کر لیا تھا کراں سے کچھ لے لیں نہیں لوں گا۔
 میری تقدیر میں اگر سر ہٹا کر نہ ماری لٹھا تھا تو مجھے یہ بھی منظور
 تھا۔ شاہ صاحب مجھے سخت نظروں سے گھومتے لے ان
 کے ہوسے پر ایک رنگ آتا اود ایک جاتا تھا بار بار وہ ہاتھ
 اٹھا کر دینی ران پر ملتے تھے اود بے چینی سے یوں سر جھٹکتے
 گئے جیسے کسی شہ زہنی مصلحت میں مبتلا ہوں کسی اندر فی
 کشت کش سے دوچار ہوں مجھی نظریں اٹھا کر آسان کی سمت

مجھے دعا کے ساتھ ساتھ دعا کی بھی ضرورت ہے۔ میں نے
 اٹھا کی گنگی طاقتوں کا زور بڑھا جا رہا ہے۔
 میں سب جاتا ہوں میان ہرگز نہ دیکھا۔ جو بیت کہا ہے
 اور جو کچھ میں آئے والا ہے لیکن جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ
 ہر حال میں پورا ہوگا۔
 مجھے سکون کی تلاش ہے۔ میں تڑپ کر لڑا۔ میں پت
 جا رہوں کے شر سے محفوظ رہنا چاہتا ہوں۔
 زخم کھلتے دو۔ یہ ناموس بن گئے تو پھر دنیا کی کوئی
 طاقت نہیں پریشان نہیں کرے گی۔ شاہ صاحب نے معنی تیز
 انداز میں جواب دیا۔
 میں سمجھا نہیں میرے محترم یہ میں نے کہا۔ آپ کس
 زخم کی طرف اشارہ کر رہے ہیں؟
 ”افسوس۔ افسوس۔ اچانک شاہ صاحب نے ہاتھ ملنا
 فروغ کر دیا۔ ان کی حرکتوں میں اضطراب کی شدت میں موجود
 قہیں پھر وہ آسمان کی جانب نظریں اٹھا کر بولے۔ تیری
 شان ہے میرے ملک جسے جاتا ہے لازو تیرا ہے۔
 ”میں اب بھی کچھ سمجھنے سے قاصر ہوں۔ میں نے الجھے
 ہوئے کہا۔ میری رہنمائی فرمائیے۔
 ماں کی قبر پر جلدی جلدی حاضری دیا کر۔ تیری مراد
 وہیں سے پوری ہوگی۔ شاہ صاحب نے چینی سے جواب
 دیا۔ میں محسوس کر رہا تھا کوئی بات ان کی زبان تک آتے
 اتر رہ جاتی ہے۔ وہ کھل کر کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن زبان
 میں کثرت آجاتی تھی۔
 ”قبلہ محترم۔ میں نے عاجزی اختیار کی۔ کیا میں بیان
 سے خالی ہاتھ واپس چلا جاؤں؟
 شاہ صاحب میری بات سن کر پھر نہ ذہب کی کیفیتیں
 سے دوچار ہو گئے۔ کچھ دیر تک ہاتھ ملنے لے پھر آنکھیں
 بند کر لیں۔
 ”میں میرے محترم۔ نہیں۔ میں چیخ اٹھا۔ آپ کے
 مرحوم والد کے دوست ہیں میں دوستی کے اسی مقصد کے لئے
 کی ڈوڑھتے سے بیان تک آیا ہوں خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا
 انداگر۔ مالوسی مراد مقدم بن چکی ہے تو پھر میں یہیں اپنا
 سر ہٹا کر رہاؤں گا۔
 ”نہیں۔ شاہ صاحب نے جلدی سے آنکھیں کھول کر میرے
 اضطراب کا اندازہ لگا یا پھر نہنگ آواز میں بولے۔ ضرورت
 کر۔ میری بات مان لے اپنی والدہ کی زیر بار بار مافوری
 دیا کر جوتا ہے میں نے ملے گا۔

رہا، میں نے ملے کر لیا تھا کہ چلے دن جینوں اور جینے صدرا
 میں کیوں نہ تبدیل ہو جائیں میں اس آسنے سے بے نیل
 واپس نہیں جاؤں گا۔ میں نے بزرگوں سے سن رکھا تھا کہ بڑا
 مرحلوں کے لئے استغراق بنیادی شرط ہے چنانچہ میں نے دست نہ
 ہادی پوری لٹکی سے اپنی جگہ جا بیٹھا رہا۔ دیران بھی نہ رہ
 ہرگز پہلو بدلا شروع کر دیا تھا متعدد بار انھوں نے مجھے آوا
 دیں ہاتھ پکڑ کر بلانے جلانے کی کوشش بھی کی لیکن یہ
 شاید ہر بات سے بے نیاز ہو کر ڈوب گیا تھا۔ مجھے مالوسی
 ٹھکانے میں بڑا پڑا۔ شاہ صاحب نے اپنا مرقعہ ختم کر دیا۔ نظرا
 اٹھا کر میری طرف گھورا میں لو کھڑا لنگہ لیکن میں نے
 نظریں نیچیں نہیں کیں۔ مجھے اپنے اندر اس کی سنگتی محسوس ہر
 تھی میں تجلس رہا تھا، خاکستر ہر زبہ تھا، اشعلوں کی پیشہ
 مجھے تہذیب راکھ کے ذخیر میں منتقل کر دینا چاہتی تھی محرم
 اپنی جگہ ڈنڈا دیا، اگر اس وقت لغزش آجاتی تو پھر میرے
 ریاضت کا زبان ہر جانا بھی میں لگن تھا۔ کئی لمے یوں ہی گز
 گئے بزرگ کال مجھے نگاہوں میں نگاہوں میں ٹوٹنے لے پھر نہ
 نرم اور شفقت بھرے لے میں بولے۔
 ”میں۔ تم مولوی اصف حسین کے صاحب ڈاک ہو۔
 ”جی ہاں۔ میں نے ہاتھ باندھ کر باور جواب دیا۔
 ”آپ کی خدمت میں اپنی بیٹا سنانے حاضر ہوا ہوں۔
 ”مجھے علم ہے کہ تم کیا چاہتے ہو۔ وقت کی ناساع
 گردش نے تمھیں ابھار رکھا ہے۔
 ”میں مل کی تلاش میں جھٹکا ہوا میں قبلہ محترم آپ
 کی مدد کی ضرورت ہے۔ میں نے بڑی عاجزی سے کہا۔ بڑی
 آس لے کر بیان تک پہنچا ہوں۔
 ”شرک کی باتوں سے پرہیز کر عادت ڈالو۔ شاہ صاحب
 تیزی سے بولے۔ جو کچھ مانگا ہو میں اوپر دلے سے مانگو۔
 ”مجھے ویسے کی ضرورت ہے۔ میں نے اٹھا کر دی سے کام
 لیا۔ آپ ہاتھ تھام کر اس نے راتے پر لگا دیں باقی سفر
 میں غور سے کروں گا۔
 ”جو دو سڑوں کی انگلی تھام کر چلنے کے عادی ہوں۔ وہ
 محتاج کھاتے ہیں۔
 ”گھپ اندھ جسے میں روشنی کی ایک کرن بھی جھٹکے پڑ
 کر راہ دکھا دیتی ہے۔
 ”تھکے والد بھی صدی طبیعت کے مالک تھے۔ شاہ
 صاحب نے بیاد میری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ میں نے تھکا
 تھیں میں ملی چھتری والے سے دعا کروں گا۔

بزرگ کال مجھ سے مخاطب تھے لیکن میری ہمت نہیں
 ہو رہی تھی کہ نظریں اٹھا کر ان نگاہوں سے نکالیں جا کر کرسکتا
 جن کی چھینا اچھی کس میں لپٹے تن بدن میں محسوس کر رہا تھا۔
 ”جمال میاں۔ دیوان بھی نے مجھے کتنی سے ٹھوکا کاتے
 ہوئے دوبارہ سرگوشی کی نظر اٹھائیے۔ شاہ صاحب آپ
 ہی سے مخاطب ہیں۔
 میں نے ہمت کر کے شکل چھوڑا دی کیا۔ ڈرتے ڈرتے
 نظریں اٹھا میں لیکن شاہ صاحب دوبارہ مرا تھے میں جلدی
 تھے ہر دین کی نگاہیں بار بار میری جانب اٹھ رہی تھیں۔
 شاید انھیں میری خوش قسمتی پر رشک آ رہا تھا کہ میں اتنی
 جلدی شاہ صاحب کی نظر غایت کا سختی کیوں کر ہو گیا ان
 میں سے کچھ نگاہوں میں نفرت بھی تھی غافلہ وہ میری سیاہ بستی
 پر نام کناں تھے میری بد بستی کا مال کر رہے تھے کہ ایک پر
 مرد اور بزرگ کال نے مجھے مخاطب کیا اور میں نظریں جھکانے
 بیٹھا رہا تو مجھے بھی اپنی طاقت کا احساس بڑی شدت سے
 ہوا تھا لیکن میں مجبور تھا میری توت گویا سب مرگوشی
 تھی تو میں زبان ص طرح بلانا۔ میری نظریں آپ ہی آپ
 جھک گئیں اور اب وقت گزر چکا تھا۔
 شاہ صاحب دوبارہ مرا تھے میں چلے گئے تو مر دین نے
 ایک ایک کے وہاں سے اٹھنا شروع کر دیا وہ آہستہ سے
 اٹھتے لے قدموں پیچھے ہٹتے پھر کمر کے قہر قدرت کا لٹھا
 کے طور پر جھکتا اور آہستہ سے پٹ کر واپس چلے جاتے وقت
 تیزی سے گزرتا رہا وہ پھر کلاقت ہوا تو دیوان بھی نے مجھے
 کھانے کا یاد دلایا لیکن میں نے دیوان کی بات کو کوئی جواب
 نہیں دیا تنگی باندھے شاہ صاحب کو پھینکا رہا وہ ہر کے
 بعد شام آئی اود وہ بھی گزرنی۔ جالوں کی جھانڈا جیسے چیلنے
 گئے تو ایک معصوم بچی نے جلتی ہوئی لائین لاکریم کے تنے کے
 قویب رکھ دی اور چپ چاپ واپس ہو گئی شاہ صاحب
 بدستور ملتے میں تھے اود میں بھی اپنی جگہ جیسے پتھر کا بن گیا
 تھا طاقت اور طاقت کا سہا پہلے نہ ہوں سے مرٹ چکا تھا۔
 میری نظریں اس روانی پر سے پرچی ہوئی تھیں ہر کسی اود
 دنیا میں متفرق تھا۔
 ”جمال میاں۔ دیوان بھی نے مجھے شانے سے پکڑ کر کہا۔
 ”میری میں سب لوگ پریشان ہوں گے۔ اندھیا چل چکا ہے۔
 میں نے دیوان کی آواز سن لی تھی مجھے ایسا لگا جیسے کوئی
 دور سے مجھے مخاطب کر رہا ہو میں نے اس آواز پر بار بار وہاں
 نہیں دیا۔ پوری توجہ اود انہماک سے ممکن باندھے شاہ کی کوٹھکا

رومانی ناول		
75/-	حمیدہ جبین	زیب
75/-	حمیدہ جبین	شان بریدہ
75/-	حمیدہ جبین	حنا اور پتھر
75/-	حمیدہ جبین	گیت یہ میرے

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

سے تو بحیثیت پادری کے تم پر فرض ہے کہ ضرورت مندوں کے لیے اپنی مذہبی خدمات پیش کرتے رہو۔ لیکن۔ روپاکو اس طرح آنے کا مشورہ کسی نے دیا ہے؟

ماسی مریجن کی دوس نے یہ جیکب انتہیت سے بیٹھے ہوئے ہوا۔ اس نے روپاکو باد رکھا دیا ہے کہ اگر اس نے اس طرح میرے سامنے جھولی پھیلائی تو میں ہر قیمت پر اس کی مراد پوری کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔

وہاں سے کام لینے کی کوشش کرو میرے بھائی۔ میں نے نہایت سنجیدگی سے جیکب کی دھتور سے لطف اندوز ہونے کو جواب دیا۔ جب روپاکو اس طرح بھٹکے سامنے آجائے گی تو پھر وہیں کہاں سے چھپائے گی، وہ مراد پوری ہونے کا سوال تو میرا خیال ہے کہ خداوند باجی کا ہوگا۔

تم۔ جی ہم ملنا مذاق اڑانے کی کوشش کر لے رہے ہو۔ جیکب نے مجھے حیرت سے گھڑا۔ میری حماقت تھی تو تم جیسے فنکاروں کے ساتھ سفر پر آنے کو تیار ہو گیا لیکن میں جزیہ فجی سے آگے نہیں جاؤں گا۔

کیا مطلب کیا تم بھی روپاکو اور لاسا کے ساتھ اگلی بند گاہ پر اتر جاؤ گے؟

جیکب نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھم لیا۔ اسی وقت کیکش کیس میں داخل ہوا اور جیکب کو گھولنے ہوئے نہایت سنجیدگی سے بولا۔

تم۔ یہاں جمال کے کہیں میں کہیں آگئے؟

میں جنم میں جی جا سکتا ہوں تم کون ہوتے ہو پوچھو سے پوچھنے والے۔ جیکب جھٹکا گیا۔

ختم آنا چاہیے نہیں پادری ہو کر یہ چاہتے ہو کہ ایک مجبور دے ہلاکین اور خود روئی اور آدمیوں کی موجودگی میں اپنے جسم کی نمائش کرے؟

کیکش ایک دم ہی بڑھتا چلا گیا کہ بولو جواب دو۔ کیا تمہاری عزت اسے گوارا کرے گی، ہم آؤ کم مجھے تم سے اس لیے ہوگی کی توقع نہیں تھی۔

تصہ کیا ہے؟ میں نے کیکش کی خوب صورت اداکاری اور جیکب کو کھلا ہٹ سے لطف اندوز ہوتے ہوئے انجان بن کر پوچھی۔

کچھ نہیں۔ کیکش جیکب کو کھلی جانے والی نظروں سے گھومتے ہوئے بولا۔ روپاکو اپنے ساتھی لاسا کی دماغی حالت کی وجہ سے بے حد پریشان ہے اور اپنی دلی۔ کا اشرار واد نے کو اس گھرنے بابا سے لاسا کے حق میں دعا کرنا چاہتی ہے۔

وہ کن میرا فرض ہے۔ جیکب کیکش کو تھوڑا دیر نظر دے

سے گھومتے ہوئے کہا۔ لیکن روپاکو لیسابے ہودہ مشرور کر دیا ہے؟

وہ میں نے تمہاری آسانی کے لیے کیا تھا۔ کیکش تیزی سے بولا۔ تم ہندو دھرم کے دہر وادج اور عقیدوں کے لیے میں کچھ نہیں جانتے دو کتابوں کی ترستوری کے لیے میں بڑی بڑی تہی سادوں کو بھی ایسے ہی عجیب و غریب میں لپکا کرتے دیکھ رہے۔

دھم۔ خداوند دھم۔ جیکب نے استغفار کیلئے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چٹا شروع کر دیا۔

مروت۔ کیکش نے سپاٹ آواز میں کہا۔ روپاکو اس وقت تھکے پاس آئے کا ارادہ طوری کر دیا ہے۔

مروت۔ بھائی روپاکو تم روپاکو کبھی دوتہ میں نے جیکب حماقت میں کیکش سے کہا۔

روپاکو پھر دھم سے کیکش نے سنجیدگی سے۔

جواب۔ اس وقت جہاز پر فحش میچل پہل ہے۔ غلطی افراد اور دھڑکھوتے پھر رہے ہیں ایسی حالت میں وہ بھی ملے کہیں سے۔

نکلنا آئندہ کر کے کہ لگنا۔

اس نے فیصلہ کیا ہے کہ رات کو جیکب بارہ بجے جب بیکر عیب نہانے طاری ہوں گے اور ہندو کی مچھی ہوئی ہو جائے

جبری تھا کہ سرخواری ہوں گی وہ بھی کسی سنگل پادری کو کرک پش پش پر جانے کا عزم نہ کر اپنے کہیں سے نکالے۔ تم۔ تم۔ جیکب ہٹکاتے لگا۔

آج کی رات روپاکو آخری رات ہوگی جب وہ لا کے لیے اپنا دھن پھیلا کر فادہ جیکب دھم کی درخواست کو کیکش نے نہایت ڈرامائی انداز میں سوا دھ کھولے ہوئے اگر آج وہ کامیاب نہ ہوئی تو پھر دلی اور دلتا بھی اس پکڑ نہیں کریں گے کل کا سوچ اسے ہم سے جدا کرنے کا وہ۔

والی بند دگاہ پر لاسا کا ہاتھ تھامے اپنی انجین کی اسٹارٹ کیے ہیں میں سنے، فادہ جیکب کی کڑی ہوئی کوشش جبری تک ہل سے دیکھتی ہوئی جہاز کی سیر جھیلوں کے ذریعے تیزی سے نکلی پڑا دھن پٹ جانے کی۔

تم آسانی گھنیا ادا ہے ہودہ تم سے کوسے ہوتے جیکبے عاجز آکر روہنے والے نے میں کہا پھر تیز تیز قدم اٹھا کر میرے کہیں سے باہر چلا گیا۔ میں نے اسے دیکھ کر آواز میں جی بار کہیں اس نے نکلے کے جانے اپنی رفتار اور تیز رفتاری۔

بڑا معصم اور دل چاہی آدمی ہے۔ کیکش نے سکڑا ہونے کہا اگر نہ ہوتا تو جہاز میں سفر انسانی ہمزہ اور ہلاکت

میرا خیال ہے کہ اب جیکب کو کل صبح تک اس کے کہیں سے نکالنا دشوار ہی ہوگا۔ میں نے مسکڑا کر کہا۔ پھر تیز رفتاری سے روتے ہوئے دھتور کا تھم لے کر دوبارہ لاسا کا ساتھی کا تھام لیا۔

ہاں۔ مروت میں ابھی تک اس کی بیماری کی وجہ سے نہیں ہو سکتا۔

ذہن پٹ جانے کے لاکھوں بنانے ہو سکتے ہیں۔ میں نے جلدی سے کہا۔ میڈیکل سائنس کو انجی با پاکل پائی کی نشاندہی تو کر سکتی ہے لیکن بریس کی مخصوص وجہ بتانے سے قاصر ہے۔

بڑی مروتی معمولی صدمہ بھی بچے جیسے انسان کو ہلاک بنا دیتا ہے۔ اسے تم کیا کہو گے؟

میں تمہارے خیال سے متفق ہوں لیکن تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ ناز میں کچھ ایسے ہی حالات کا شکار ہوا تھا۔

میں سمجھ نہیں۔

میرا خیال ہے کہ کھ گندی طاقتیں بکری عقاب میں بھی اپنا جال پھیلا رہی ہیں۔ کیکش سنجیدہ تھا۔

خوش کرو۔ میں نے بے پروائی سے جواب دیا۔ صرف ایک رات کی بات اور ہے کل اس سیاحی جوئے کو اگلی بند گاہ پر آدیا جائے گا۔

لعنت بھیجو۔ کیکش نے بھی سر جھٹکے ہوئے کہا۔ ہم بلاوجہ اپنا وقت فضول باتوں میں کیوں برباد کریں۔ آؤ باہر دھتور پر کچھ دیر چل قدمی کرتے ہیں تھنڈی ہو کر کھم جھونکے لیتا ہمارے اعصاب کھمے فروغ نہیں ثابت ہوں گے۔

میں کہیں بند کر کے کیکش کے ساتھ دھتور پر گیا جہاں کھلے کے بیشتر افراد اور دھڑکھٹک کے قریب کھٹے کھٹے آسمان اور زمین سے سمندر پر سکون لہروں سے لطف اندوز رہے تھے

جیسے مجھے کنٹرول روکے آگے کھڑا نظر آیا۔ اس نے زمین نظروں سے نکال کر تھی اور نہایت انہماک سے کچھ دیکھنے میں مشغول تھا جہاز کا بوڑھا کپتان ایلٹے حسب معمول اس وقت بھی اپنا بائیں منہ میں جانے عرشے پر مشغول رہا تھا اپنے فرائض کے صلے میں وہ کچھ زیادہ ہی مستعد اور چاق و چوبند نظر آتا تھا فرمت اور دلی مروت ہونے والے اوقات کا بیشتر حصہ بھی وہ کھلے کے افراؤ کے درمیان گزارنے کا عادی تھا یہی وجہ تھی کہ اس کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات بکری عقاب کے کانوں کے لیے علم کا درجہ رکھتی تھی۔

ہم شلے میں ایلٹے کے قریب جا کر کھٹے تو اس نے بڑے ادب سے سلام کیا پھر کیکش کو دیکھ کر سرتوڑنے ہوئے بولا۔

کیا خیال ہے میرے عزیز۔ دھیل کے تھکار کا کوئی پودہ گم

پھر مرتب کیا جائے؟

مجھے بے حد خوشی ہوگی لیکن ہمارے دوست فادہ جیکب کو تھکائے لے آنا دھتور آپ کی ذمہ داری ہوگی۔ کیکش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔ ایلٹے بولا۔ میں فادہ جیکبے بھی درخواست کروں گا اور۔ اس بار حال صاحب بھی لیتا ہمارے ساتھ ہوں گے۔ کیوں میرے عزیز۔

مجھے شک ہے کہ کوئی دل چسپی نہیں مڑا لیتے لیکن آپ کے خوشی کے لیے میں ضرور شریک ہو جاؤں گا میں نے ایلٹے کا دل دھننے کی خاطر دیا۔

آئندہ صبح کے بلے میں تمہارا کیا خیال ہے مانی روپاکو؟

کیکش نے بے چارے اگر تو میرا تباہی خوش گزار رہا تو ہم قیضا اپنے پروگرام کے مطابق سفر کر سکیں گے۔

مجھے آپ کو کون کی خدمت کر کے خوشی ہوگی میرے عزیز۔ لیکن بکری سفر کے بارے میں آئندہ کے لیے پوچھنے سے کچھ نہیں کہا جا سکتا، سامی کن راس کے ساتھ ساتھ سفر کرنا آسان ہوتا ہے لیکن کھلے سمندر میں ہم ہموں اور بادلوں کے دھم و کرم پر ہوتے ہیں۔ ایلٹے نے سنجیدگی سے کہا۔ اوپر کے حالات متوافق بھی ہوں تو اندہ کے حالات کے بارے میں تشریح لائق رہتی ہے سمندر کے اندہ پوشیدہ آتش فشاں کب آباد ہوں کھول دیں اور کھول دیں پھر جانے کھلے طرح ایلٹے ہوجائے۔

کون کہہ سکتا ہے؟

بجز شال کے سائیکلون کے بلے میں تمہارا تجربہ کیا کہتا ہے؟

کیکش نے قد سے جھپٹے ہوئے انداز میں سوال کیا تو ایلٹے کے چہرے کے تاثرات یک لحظہ بدل گئے۔

میرے عزیز۔ اس نے کیکش کو سپاٹ نظروں سے گھونٹے ہوئے خشک آواز میں کہا۔ میری کوشش اور میری دعا یہی ہوگی کہ بکری عقاب کو ہر قیمت پر بجز شال کے بدترین طوفانوں سے محفوظ رکھ سکوں۔

کیکش کے علاوہ میں نے بھی ایلٹے کے بدلے ہوئے لیجے کہ محسوس کیا غلطی ہر حال کیکش کی تھی جس نے بجز شال کی کپتان کے تجربے کو دوسری بار اپنے مذاق کا نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی میں نے گفتگو کا رخ بدل کر ایلٹے کو نارل کرنا چاہا مگر قیل اس کے کہ میں کوئی منا سب اور ہلکا جھٹکا ممنوع چھین تار دیا تیزی سے بھاگتی ہوئی ہمارے قریب آئی اور کیکش سے بولی۔

ڈاکٹر۔ لاسا کی حالت خراب ہو رہی ہے وہ نہ جانے

WWW.PAKSOCIETY.COM

”میں اس وقت اسی غرض سے حاضر ہوا ہوں میں نے دوست!“ ایٹلے نے کیلاش کے جہلے کو بمشکل مضحکہ کرتے ہوئے

مگر اب وقت آگیا تھا کہ میں پہلی فرصت میں جیکسن سے مل کر ان باتوں کے بارے میں دریافت کرتا۔

ڈائری کو دوبارہ امدادی میں مغل کر کے میں نے احتیاطاً اپنا پستول اٹھا کر جیکسن میں ڈالا اور ہتے سے بائرنکل کو جیکسن کے کیمین کی سمت بھاڑ دیا۔ ہونگا میری قسمت! ابھی اتنی جودہ لینے کیمین ہی میں مل گیا ورنہ اس وقت اپنی ڈیڑی پر بھی ہو سکتا تھا۔

میری بارونک اپنے بریکس نے نکھیں ملے جوتے دروازہ کھولا وہ نیز کی حالت میں تھا مجھے دیکھتے ہی چونک اٹھا۔ بڑی سرعت سے مجھے کیمین میں بلا کر اس نے دروازہ بند کیا پھر سرسرائی آواز میں پوچھا۔ میرے محترم! آخریت تو ہے؟

میرا خیال ہے کہ اس وقت میری آمد سے تمہارے سکون؟

میں نے نیچرنگی سے کہا۔

میرے لیے کوئی تم؟

اے جیکسن! میں نے دستہ انداز اختیار کیا۔ میں تم سے آئندہ کے بارے میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

تشریف رکھیے۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت گرم گرم کافی ہم دونوں کے لیے، ہوش کون ہوگی؟

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے آگے بڑھ کر میری زبردستی کے گرد بیٹھ گیا جس پر وہ دو دھیا گلوب موجود تھا جسے روٹن کر کے روحوں کو طلب کیا جاتا تھا۔ جیکسن جتنی دیر کافی کی تیاری میں مشغول رہا۔ میں اپنے ذہن میں ان سوالات کو ترتیب دیتا رہا جو دریافت کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ جب جیکسن کافی کا برتن اٹھائے میز پر آیا اور میرے سامنے دوسری نشست پر بیٹھ گیا تو میں نے سنبھل کر نہایت محتاط انداز میں گفتگو کا آغاز کیا۔

میں موجودہ سفر کے بارے میں تم نے کچھ اہم باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

اگر میں آپ کے کسی کام آسکا تو میری خوش نصیبی ہوگی۔

سب سے پہلے میں تمہارا شکریہ ادا کرنا فرض سمجھتا ہوں۔ اگر تم نے لاما کے جیلے میں.....

اس بات کو قبول جلیسے میرے محترم!۔ جیکسن نے تلخ کافی کا ایک گھونٹ حق کے پینے مارے جوتے سے پانی سے کہا۔ میں نے آپ سے پہلے بھی درخواست کی تھی کہ ان باتوں کا ذکر زبان پر لانا مناسب نہ ہوگا۔

میں نے تم میری خاطر اس وقت بھی روٹن کو طلب کر کے میرے کچھ سوالوں کے جواب دے سکے؟

میں نے بے بسی غلطی محسوس کرتے ہوئے پوچھ دیا۔

میں نے ان کا ایک بانجا لگایا تھا؟

مجھے درخشاں کا خیال آیا جو مجھ سے تمام رشتے توڑ کر گریخت ورجا چکی تھی۔ میں اس کی یادیں نہیں جو مجھے سہارا دیے ہوئے ہیں یہی ہے کہ درخشاں کی یادوں کو بھی جھین لینا چاہتے تھے۔ وہ مجھے اس سفر سے باز رکھنے کے خوش مندرجے جو میں نے درخشاں کی آخری خواہش پر اختیار کیا تھا۔

مسلمان ہونے کے لئے میرا عقیدہ تھا کہ دوں جہم انانی ایک بار نصیب ہو جانے کے بعد دوبارہ بھی وادی شکل میں رہنے نہیں آتی لیکن درخشاں نے مرے وقت مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ اس دنیا میں دوبارہ مجھ سے ایک نئے روپ میں ملے گا۔ یہ شاید اس بات کا اثر تھا کہ اس کی پیدائش ایک ہندو لہرے میں ہوئی تھی۔ اگرچہ بعد میں وہ مسلمان ہو گئی تھی لیکن رائے اعتقادات اس کے ذہن کے دوا فائدہ گوشوں میں موجود تھے۔ میں نے کہا تھا کہ آئے دوبارہ حاصل کر لے کیسے مجھے ایک طویل ہندی فراغت کرنا پڑے گا۔ اور میں نے درخشاں کی اس خواہش کے احترام میں وہ فراغت کیا تھا۔ میں ملے والی کی روٹن کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ درخشاں سے میرا ملاپ بھی ہوگا، لیکن اس کی خواہش کی تکمیل کے ساتھ ساتھ میں کچھ دوسرے لیے اس مائل سے بھی چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا جہاں کے ایک ایک گوشے سے درخشاں کی مصوم یادیں وابستہ تھیں۔

میں مغل راہ کی کیفیتوں سے دوچار اپنے بستر پر ڈاکوؤں پر تار مار کرتے رہا۔ میں نے تیز ہواؤں اور اندھندگی کی موجوں کا شور مچایا تاکہ محسوس ہو رہا تھا۔ میں نے وقت گزارنے کی خاطر انوکھ لٹائی سے وہ ڈائری نکالی جس پر اپنی زندگی کے بیش بہا واقعات لکھے تھے۔ قلم کھول کر اپنی بھری یادوں کو سمیٹنے لگا تو مٹا میرے ذہن میں جیکسن کا تصور ابھر آیا۔

جیکسن نے اگر بروقت میری مدد کی ہوتی تو شاید آپ اس وقت میری یہ داستان نہ بڑھ چکے ہوتے۔ وہ یقیناً پرانے راز شخصیت کا مالک تھا، سچی تو اس نے مجھوں کے ذریعے برکے دشمن کو اس کے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ قوی طور پر مجھے موت کے لیے جرم واقعوں سے نجات دلادی تھی۔ اگر مجھوں کے ذریعے وہ لاما کی شخصیت کے تاریک پہلوؤں کا راز جان سکتا تھا تو یقیناً یہی جاسکتا تھا کہ سفر کے دوران آئے نہ کچھ نئی مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے اور یہ کہ میں نے جس مقصد کیلئے سفر کیا تھا، ان کا نتیجہ کیا برآمد ہوگا۔

میں نے بھی اسے جیکسن کے اپنے ذہن میں کھیلنے والے کھانا کے بارے میں معلوم کرنا چاہا تھا لیکن مجھے اس کا موقع نہ مل سکا تھا۔

اب تک بھوکے پھیلوں کی غذا بن کر ان کے معدوں میں نہ رہ چکی ہوگی۔

فائدہ یہ کہ ایک لاش نے جیکسن کی سبکدوشی کو گھڑا ہوئے کہا۔ میں تم سے سچ مندرجے کے نام پر درخواست کرتا کہ روپ کے لیے دوسری دنیا میں کون اور جیکسن کی مدد کر۔

میں نے اس کے لیے بدترین سزاؤں کی درخواست اور مجھے غرضی ہے کہ یہ کسی دعا قبول ہو گئی۔

اس کے باوجود تم روپ کی جھپٹی ہوئی بے بین روٹن کے انتقام سے نجات نہیں پاسکو گے۔ اچانک کلاش نے ہونہ چھانے کے قہرے سخت اور ناگوار سے ملے کہا۔ مرے ذہن نے جو کچھ کہا تھا وہ ضرور پلٹا ہوگا۔

کیا کہا تھا اس شیطانی خالے؟

جیکسن نے غور سے دریافت کیا۔

اس نے دیوی دیوتاؤں کو گواہ بنا کر قسم کھائی تھی کہ اب تک تمہارا وجود اس دھرتی پر قائم ہے وہ تمہیں سکون کا ایک بھی نہیں لینے لے گی کسی کیسی طور پر جس پر درخشاں کرتی ہے کی حادثات سے دوچار کرتی ہے کی اور مختلف روپ میں اٹھانے سامنے نمودار ہو کر تمہیں ڈرتی ہے کی۔

تم اس وقت ایک قابل سرسین کے بجائے کسی غلام کلاش قہر کے سفرے نظر آتے ہو۔ جیکسن نے نہایت ملینا جواب دیا۔ تمہاری باتیں مجھے خوفزدہ نہیں کر سکتیں۔ اس لیے جن کے سروں پر خداوند کا سایہ ہو وہ کسی کے سامنے سرنگون ہوتے۔ کم از کم میری ہی عقیدہ ہے۔

بہر حال۔ میں نے تسکراتے ہوئے کہا۔ تمہیں خوش چاہیے کہ اب لاسا اور روپ کا قصد پاک ہو چکا ہے۔

حادثے کی تفصیل سن کر جیکسن کے لیے حد درجہ تروتز ہوئی کلاش نے بہت زیادہ پھیر مارا لیکن جیکسن پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ پھر بات جیکسن کی تو جہاں ایک ڈاکو کے کو شہباز کمرہ اپنے اپنے کیموں میں آگے۔ میں نے بستر پر لیٹ کر سونے کو شش کی۔ پیش آنے والے واقعات نے میرے بے حساب جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ میں بہت تیز تک روٹن بولتا رہا لیکن میری آنکھوں سے کوسوں دند تھی۔ لاسا کی زبان سے نکلے ہوئے آخری جملے بھی ایک سے کہوں میں گونج رہے تھے۔ میں نے اور دیوتاؤں کے نام پڑھنے تا زیارت اذیتوں سے دوچار کی بد دعا دی تھی۔

لیکن کیوں؟

میرا قصد کیا تھا؟

اور جیکسن نے تائید کرنا پڑے گی کہ میں غلط بیانی سے کام نہیں لے رہا۔ جیکسن ایک بار پھر کلاش کو دزدیدہ نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ وہ جو آپر سے لے حد سنجیدہ اور زبردبار نظر آتے ہیں اپنے اندر دنیا بہانہ کی شرارتیں بھرے رکھتے ہیں۔ اور اب تم کہہ کر یہ کہہ سوتے ہوئے اس فشاں کو بیل کرنے کے خواہش مند نظر آ رہے ہو۔

میں ہنس کر بولے تو فغان کا بھی مقابلہ کر سکتا ہوں مگر اپنی مذہبی شخصیت کو کسی قیمت پر داغدار ہونے میں کچھ سکتا۔ جیکسن نے کھانا جاری رکھتے ہوئے کہا۔ میں بھی سلوا کی جدائی کے بعد اب کسی اور عورت کا تصور گناہ سمجھتا ہوں۔

کیا مطلب؟

میں نے تیز نظروں سے جیکسن کو گھورا۔

کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ بھائی سلوا کی زندگی میں تم دوسری عورتوں کا وجود برداشت کر سکتے تھے لیکن ان کی موت کے بعد۔

کاش میں اس کے یاہ مجھے کو حال کر سکتا۔ کلاش نے جو بظاہر ہماری گفتگو سے بے نیاز نظر آتا تھا اچانک ایک طویل سرواۓ بھرتے ہوئے، بھڑائی ہوئی آواز میں کہا۔ بھگوان ہی جانے آئی جانوروں نے اس کے کوئل بستر پر کے ساتھ کیک برتاؤ کیا ہوگا۔

تم۔ تم کس مجھے کی بات کر رہے ہو؟

جیکسن نے معصومیت سے پوچھا۔ لاسا اور روپ کے ساتھ جو حادثہ پیش آچکا تھا وہ ابھی تک اس کے لاکھ تھا۔

وہی جو زندگی سے بھر لیا تھا۔ کلاش نے غلامی گھڑتے ہوئے کہا۔ جس کے گنگ ایک میں جوانی کوٹ کوٹ کر بھری تھی لیکن غلامی نے اسے بڑا کر دیا۔ روند ڈالا۔ اس کے کندھن اپنے بستر پر کوٹنے کے جھجے میں بدل ڈالا۔ کاش میں بھی اس کے ساتھ سمند کی موجوں میں کھین عرق ہو جاتا۔

کلاش اس وقت اپنی ادا کارانہ صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کر رہا تھا۔ اس کی نگاہیں پور غلامی میں جھپکنے ہی نہیں، جیسے سچ وہ کسی کی تلاش میں ہوں۔ جیکسن نے اشاروں میں اس کی وجہ دریافت کی تو میں نے کوئی آواز نہیں لے کر دیا کہ لاسا اور روپ ایک اچانک رونما ہونے والے حادثے کے تحت جل کر کوئل بن گئے تھے اور ان کے جھموں کو اسٹیل کی ایما پر سمند کی لہروں کے حوالے کیا جا چکا ہے۔

خداوند کی توفیق لازوال ہیں۔ جیکسن نے اپنے سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔ پھر کلاش کو دیکھ کر سرکراتے ہوئے بولا۔ مجھے تم سے بھری ہے میرے منظم دوست۔

مگر میرے کہ وہ جس کے بارے میں جہن میں اور مضطرب ہو

صرف کا بل۔
 میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ صرف اتنا ذہن کرنا چاہتا ہوں کہ درخشش سے میرا دوبارہ ملاپ ممکن ہے یا نہیں؟
 جیکسن کے پاس پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔ اس کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ کسی شدید ذہنی تکلیف سے دوچار ہے۔ کہیں میں چند لمحوں پر ہول ستاٹاٹا رہا۔ پھر جیکسن کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی۔

تم جس بحث کو محو میں محو کرنا چاہتے ہو وہ ازل سے جاری ہے اور اب تک قائم ہے۔ حالات کے زاویوں کے ساتھ ساتھ وقت کی گردشیں بھی اپنا رخ تبدیل کرتی رہتی ہیں اور جو زندہ ہیں اپنے مرکز سے جنگ کا غلط راستوں پر نکل پڑتے ہیں لیکن اوپر آسمانوں پر ایک بار جو کھجا جا چکے ہیں، وہ اٹل ہے اس لیے کوئی نہیں ٹٹا سکتا۔

مجھے اندھروں کی نہیں روشنی کی تلاش ہے۔ میں جھملا گیا۔ تم اگر صبح بیدار ہو تو کھل کر میرے سوال کا جواب دو ورنہ۔۔۔ اٹھی ویرانوں اور تباہیوں میں گم ہو جاؤ، جو تمہارا مقدمہ بن چکی ہیں۔

تم دو جوں کی قوت کا مذاق اڑا رہے ہو۔ انسان تمہاری دنیا کا سب سے خوفناک اور وحشی درندہ ہے جو ہمیشہ اپنی خواہشات کی غلامی کرتا ہے۔ تم بھی ایک انسان ہو جو اپنی خواہش کی نیکی کی خاطر دوسروں کی زندگیوں سے کھیل رہے ہو۔ اپنی خوشی کی خاطر دوسروں کی بربادی پر تل گئے ہو۔ تم انسانی زندگیوں کے لیے ایش مطلب براری کے لیے جہیز دوسروں کو وقت کی صلیب پر لٹکا رہے اور آج تم ایک روح کو بھی سیدھا راستے سے بھٹکانے کی کوشش کر رہے ہو۔

تم نے عیسائی آئینی اور محسوس ہونے میں وہ موت سے نہیں گھبراتے۔ میں نے جیکسن کی ویران دکھوں میں جھانکنے سے سخت اوجھڑا کر لیا۔ تم میری گندمی اور نادیدہ قوتوں سے بھی نہیں جو سیدھا سادہ ادنیٰ کو لوگوں کے لیان سے کھینچنے کی خاطر آج بھی زمین اور آسمان کے درمیان غلاؤں میں جھلکنے پر مجبور کر رہی ہو۔ کہناؤں سے نہیں جن کتاب سے دوچار کر رکھا ہے تم اس کا انتقام معصوم لوگوں کے بچے عقیدوں سے لیتی ہو لیکن میں تمہاری حقیقت سے بخوبی واقف ہو چکا ہوں۔ تم بھی اپنی جگہ مجبور ویسے اس سوال کیلئے تہہ بھگے میری درخشش کے بابے میں کچھ نہیں بتا سکتیں۔

تمہارا یہ سفر جاری رہے گا، کچھ توقف کے بعد جیکسن بوس کو جنبش ہوئی۔ تم اور تمہارے دوست زندہ رہیں گے لیکن

مجی کل کیا ہونے والا ہے؟
 تو یہ۔ کیا میں اس دنیا میں درخشش سے دوبارہ مل سکوں گا؟ میں نے اپنے دل کی دھڑکن کو کیسے بھنے کہا۔
 تم نے ایک طویل اور بڑی بحث چھیڑ دی ہے۔ جیکسن نے سب آوازیں کما کر روح جسم سے اپنا تعلق ختم کر لیتی ہے تو آزاد ہو جاتا ہے جو زندہ رہتے ہیں وہ مرنے والوں کے انجام سے بے خبر ہوتے ہیں البتہ قیاس آرائیاں بے عین دونوں کے لیے سکون فراہم کرتی ہیں۔ اس کے برعکس رو میں زندہ انسانوں کے مثبت لہجے بخوبی واقعیت رکھتی ہیں۔

میں صرف درخشش کے بابے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے بے عینیت سے پوچھا۔ کیا اسی دنیا میں میرا اور اس کا ملاپ دوبارہ ممکن ہے؟

موت ایک پُر اسرار مجید ہے۔ ایک ایسا لازمی ہے آج تک بڑے بڑے عالم، سائنسدان اور دانش ور بھی لاکھوں جن کے بازو چل نہیں سکے اور پھر موت اور زندگی کے سرسبز راز اپنے اپنے مذہب اور اپنے اپنے عقیدوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ تم جس درخشش کی بات کر رہے ہو، وہ یہاں ہوتے وقت دوسرے مذہب سے تعلق رکھتی تھی تمہارے اور اس کے عقیدوں۔ میں زمین آسمان کا فرق ہے اس لیے تم جو کچھ سوچ رہے ہو، کچھ بے جو۔ وہ ممکن بھی ہے اور ناممکن بھی۔

نہیں۔ میں توبہ کر بولا۔ مجھے درخشش کے بارے میں گول مول نہیں، واضح اور ٹھیک ٹھیک جواب دیکھ رہے ہوں۔ وقت نے حالات پر جو بڑے ڈال رکھے ہیں، انہیں بڑا لینے دو۔ دوسری جانب کیا ہے؟ اسے قبل از وقت جاننے کی کوشش محنت کرو۔

کیا میں یہ کھجوں کہ دو جوں کی حسیں بھی متحد ہیں؟
 انہیں اپنی حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں ہوتی؟ میں نے مخاطب روح کو اسکا تے ہوئے کہا۔

تم کسی حد تک درست سوچ رہے ہو۔ لیکن اس میں بھی اپنے عقیدوں کا دخل ہے۔ تم جس بات کو ناممکن سمجھتے ہو، وہ دوسرے عقیدوں کے مطابق ممکن بھی ہو سکتی ہے۔ رہا درخشش کا مسئلہ تو وہ دو عقیدوں کے درمیان الجھ کر رہ گئی ہے یہ سرسبز زمین ہے۔ میں نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ میری روح، میری زندگی، میری درخشش مسلمان بھی جب تک نہیں نے ایک دوسرے کا ہاتھ نہ تھا تھا اس وقت وہ اپنی مرضی اور خوشی سے میرے مذہب اور میرے عقیدوں کو قبول کر چکی تھی۔

لیکن جب مجھ کو ان نے ایک آیت کو تمہاری پستی کے طریق میں دھل ہونے کا حکم دیا تھا اس وقت وہ کامل تھی۔

تبدیل ہو چکی تھی۔
 مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ جیکسن کی اپنی آواز نہیں تھی، کوئی دھکیلی ہوئی بے چین روح اس کے جسم میں حلول کر چکی تھی اور جیکسن کی ایسا بڑھ رہی تھی جسے مخاطب تھی۔ دفتر اور احوال کی نزاکتوں کو محسوس کر کے مجھے جھجھکری ہو گئی۔ ایک لمحے کو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اس شیطانی اور نادیدہ قوتوں سے بچنے کے لیے آٹھ کرکین سے بھاگ جاؤں۔ مگر میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا حالات سے دراصل حاصل کرنا میرا اختیار ہے باہر تھا جو میرے مقدس میں رقم کیا جا چکا تھا۔ اسے ہر حال میں پورا ہونا تھا۔

میں نے چند منٹے، آئی کیا، پھر جیکسن کے پاس کے شرا تاثرات کو کھولتے ہوئے بولا۔ لا اسے مرنے وقت کا تھا کہ گندمی قوتیں برابر مجھے نقصان پہنچانے کا سلسلہ جاری رکھ رہی ہیں۔

وہ اُس کی اپنی زبان نہیں تھی۔ جیکسن نے بدستور بدستور سب بات اور شک مجھے میں کہا۔ وہ لینے دیوانوں کی مرضی کا پابند تھا۔ اس نے جو کچھ کہا تھا وہ غلط نہیں ہے۔ ملو رانی قوتیں تھیں ایک خاص مدت تک برابر پریشانی کرتی رہیں گی۔

وہ مدت کب پوری ہوگی؟ میں نے تیزی سے پوچھا۔
 اس میں وقت لگے گا اور شیطانی قوتوں کا رسم ٹوٹنے سے پہلے تھیں اور تمہارے ساتھیوں کو سخت آزمائش سے گزارنا ہوگا۔

کیا مجھ پر عذاب کا سفر خیر و عافیت سے بڑا ہو جائے گا؟
 سفر ضرور پُر ہوگا۔ لیکن خیر و عافیت سے نہیں۔
 کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ میں اپنا سفر ترک کر دوں؟
 میں نے پہلو بدلتے ہوئے پوچھا۔ اس طرح کیا بچہ پریشانی والی مشکلات سے نجات مل سکے گی؟

کچھ باتیں انسان کے بس سے باہر ہوتی ہیں۔ تم اور تمہارے ساتھی حالات کے جس تصور میں پھنس چکے ہو وہ غلط مرضی یا سفر ترک کر لینے سے ختم نہیں ہوگا۔ تھیں وقت کا ہاتھ کرنا ہوگا۔

میں نے پھر ایک عام مقصد سے اختیار کیا ہے۔
 دوسری وقت ادنیٰ غلوں کی قید سے آزاد ہوتی ہیں۔
 ہاں، میں معلوم ہے کہ تم نے یہ سفر کیوں اختیار کیا ہے۔ دونوں کے عہد ہلنے لینے پوشیدہ اور دھکے چھپے ہیں رہتے۔ ہم کو ایک لمحے کی خبر ہوتی ہے۔ کل کیا ہو چکا ہے اور

جیکسن چند ثانیے میری نگاہوں میں گھاس ڈالے بچے گھورتا رہا۔ اس کی نیز اور پُر اسرار نظروں کی تپش مجھے اپنے جسم کی گہرائیوں میں محسوس ہو رہی تھی۔ غالباً وہ اپنا مسلسل شروع کر چکا تھا اور اپنی نادیدہ قوتوں کے ذریعے میرے دل کا عہد جلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اپنی نظروں اس کی تیز نظروں سے بچانا چاہیں لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اور پہلی بار مجھے شبہ ہوا کہ وہ شاید نیلی پستی کے فن میں بھی ماہر ہے۔ اور اپنی ساحرانہ قوتوں سے میرے وجود کو کش کر رہا ہے۔
 کچھ دیر تک کہیں میں ہماری باتوں کی ملی جلی آواز سرسرا رہی تھی پھر جیکسن نے کافی شکر کے کہ اپنی نظر میرے چہرے سے ہٹائی تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں اچانک ہلکا ہو گیا ہوں کوئی نادیدہ بوجھ میرے جسم سے اتر گیا ہو۔
 میں دوبارہ اپنی نشست پر کھینچ کر بیٹھ گیا البتہ میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ جیکسن کی تیز نظروں سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کروں گا مبادا وہ مجھے اپنا محمول بنا لے۔
 مگر میں بچا ہوا کافی کا آخری ٹھونٹ ختم کر کے میں نے اسے نیر کے نیچے فرش پر رکھ دیا پھر اسے روٹا پٹا سول دھرایا۔
 جیکسن نے میری بات کا جواب لینے کے بجائے سفید گلوب کو روشن کیا پھر حسب معمول اس کے بونٹ تیز تیز حرکت کرنے لگے۔ شاید وہ دو جوں کو کھلانے کا کل پڑا رہا تھا۔ اس کی نظروں جیسے بغیر پوری قوت سے روشن گلوب پر مرکوز تھیں میں خاموش بیٹھا اس کی حرکتوں کا جائزہ لیتا رہا۔
 دس منٹ بعد جب جیکسن کی تحریر ختم ہوئی اور اس نے میری جانب دیکھا تو اس کی آنکھیں انگاروں کی ہند سرخ اور روشن تھیں۔ اس کے دونوں ہاتھ بدستور گلوب پر معلق تھے۔

میرے جتنے امقدس اور پاک روح ہیں آپ کے سوالوں کا جواب دینے کی خاطر لیکن میں موجود ہیں۔ اس کی محسوس آواز میں نے کے پڑ بول سنا۔ میں نے گونجی۔
 میں اپنے بھری سفر میں آئندہ ہمیشہ اتنے دلچسپ اور واقعات کے بابے میں جانا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھال کر دریافت کیا۔

مجھ پر سفر یوں بھی پڑ نظر ہوتے ہیں۔ پانی کی لہروں پر ڈولتا ہوا جہاز ہواؤں کی زد پر تھکتا ہے۔ سحر جونی کے جیسا ایک اور بولناک طوفان کسی وقت بھی جہاز کو نہینے کی مانند تھم دیا کر سکتے ہیں۔ جیکسن نے غلاؤں میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آواز اچانک اور تیرت انگیز طور پر

دوسری صبح میری آنکھ خفت لا توقع بہت جلد کھل گئی۔ رات کی باتوں کا عکس ابھی تک میرے ذہن میں محفوظ تھا۔ جب عین کی شخصیت میرے دل سے بے حد پرلر رہتی تھی۔ لاسا کے سلسلے میں اس نے غیر معمولی ذہانت اور پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا اگر اس نے ایک معمولی غلطی بھی کی ہوتی تو عجب عین کے ماروا تو توں کو اپنے گندے اور ناپاک عزائم میں سرخوردہ ہونے کا موقع مل جاتا۔ لیکن گزشتہ رات جو کچھ پیش آیا اس نے عین کی پزیرش کو بھی مخدوش کر دیا تھا۔

گلوب روشن کرنے اور روح کو بلانے کا عمل پڑھتے وقت وہ پوری طرح ہوش و حواس میں نظر آ رہا تھا۔ عین میں رنجوں کی آمد کی اطلاع بھی اس نے سمجھ لینے لطف مجھے میں وی جی تھی اس کے بعد اس کی آواز میسر تبدیل ہو گئی جو باتیں اس کی زبان سے نکل جاتی تھیں وہ میرے سوالوں کا گول مول جواب تھیں اور وہ بار بار عقیدوں کی تکرار کر رہا تھا۔ پھر گلوب نے مارک ہوئے ہی جیکسن بھی کسی بے جان شے کی طرح میرے پرانے منہ الٹ گیا تھا۔ میں نے بستر سے نکل کر اونٹوں کو بریش کیا اور اپنا ڈرائنگ گارڈن پہنچا ہوا بار عرشے پر آ گیا۔ مجھے فوری طور پر جیکسن کی خبر لینا تھی۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ گزشتہ رات میرے چلنے کے بعد اس پر کیا بدبختی۔ اس نے مدعوں کو بلانے کا عمل میری ایسا پر کیا تھا لیکن میں جس انداز میں اسے چھوڑ کر چلا آیا تھا وہ یقیناً میری خود غرضی ہی تھی۔ خدا جانے بد مدعوں نے اس عرشے کا کیا حال کیا ہو گا اور یہ کہ خدا ہی بہتر جانتا تھا کہ وہ زندہ بھی تھا یا۔ جب عین کی موت کا تصور میرے ذہن میں ابھرا تو میں سر نہ پا کر اٹھا۔ اگر میرے خلاف جیکسن کو اتنی آسانی سے حق کر سکتے تھے تو ان کیلئے میری موت بھی زیادہ دشوار طلب نہیں ہوگی۔ میں نے عرشے پر چاروں طرف سے نظر دوڑائی وہاں کوئی نہیں تھا البتہ بحری عتاب کا لوٹھا کپتان ایسٹلین جن روم کے سامنے آٹھوں سے دو درمیں لگائے کھڑا سمند کی لہروں کا مطالعہ کرنے میں بہت مستعد نظر آ رہا تھا۔

میں نے اپنا رخ تبدیل کیا اور مٹھا ہو جیکسن کے کیمین کی سمت قدم اٹھانے لگا۔ مختلف فوسے میرے ذہن کو پرکھنے کر رہے تھے۔ کیمین میں مجھے جیکسن حسب مول زندہ مل سکتا تھا۔ اور یہ بھی ممکن تھا کہ رجوہوں نے اس کا انجام لاسا کے عقابے میں زیادہ بھیا تک انداز میں پیش کیا ہو۔ جس وقت میں اس کے کیمین میں قدم رکھوں اس کی لاش میرے سامنے بڑی ہو آئیں اس کے شے سے باہر نکل جاتی ہوں اور کیمین کا سامان تمام کام آٹھ

وقت کی گردش عین کن کا سامن نہیں لینے لگی، تم ناقابل عین اور ہولناک واقعات و حادثات سے دوچار ہونے لہو گئے۔ ہمارا گرن ان سرزمینوں سے ہو گا جہاں کا تصور بھی مذہب دنیا کے لیے قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ دیوتاؤں کی پرلر طاقیتیں تھانے گرد اپنا جال پھینک چکی ہیں عین ہر حال میں ان مشکلوں کو جھیلنا پڑے گا جو تھانے کا مقدس بن چکی ہیں۔ جیکسن کے ہر سے ہر طاری کرب پڑھتا جا رہا تھا۔ مٹا میرے ذہن میں ایک خیال تیزی سے ابھرا۔ جو نوح ٹھ سے غلب مٹی وہ یقیناً کسی ہندو عقیدے کے زیر اثر تھی ورنہ دیوی دیوتاؤں کی پرلر قوتوں کا ذکر بار بار کرتی۔ وہ نا دیدہ قوتیں جو بیلوں وود بھیڑ کا لاسا اور دہاکو کنٹرول کر سکتی تھیں ان کے لیے عین کو بھی وقتی طور پر تسخیر کر لینا دشوار نہیں تھا۔

اس خیال کے ذہن میں ابھرتے ہی میں تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جیکسن کو حقدار سے گھوڑا ہوا ہوا۔ اگر تھانے درخشاں کے بابے میں کچھ نہیں بتا سکتیں تو دہن ہو جاوے۔ میرا جواب عین کو جیکسن کی حالت غیر ہونے لگی۔ اس کی نگاہوں سے خون چھلکنے لگا، شے بلند ہونے لگی۔ جن نظروں سے وہ مجھے گھور رہا تھا ان میں قمر تھا۔ اتفاق تھا۔ اس کے انھوں کی گردش روشن گلوب پر بتدریج تیز ہونے لگی۔ کیمین کے مازو سامان یوں کھڑکھڑانے لگے جیسے زلزلے کی حالت سے دوچار ہوں۔

میں اپنی جگہ پر کھڑا کھڑا جیکسن کو دیکھتا رہا پھر اس وقت میرے اعصاب بھی جواب دے گئے جب روشن گلوب جھنٹ بھڑک کر تار یک ہو گیا اور جیکسن کا سر میرے باروں جھٹکتا چلا گیا۔ جسے اس میں زندگی کی کوئی رقم باقی نہ رہ گئی ہو۔

کیمین میں تاریکی پھیلنے ہی مجھے ایسا غصہ ہوا جیسے قتلہ روچیں تھیں ان کریم کے دوڑے جھٹ گئی ہوں وہ جہاں پر سے دہم اور خوف کی پیداوار تھا۔ لیکن اس کے باوجود میں نے جیکسن کے کیمین میں ایک پل کے لیے بھی رکتا مناسب نہیں تھا۔ تیزی سے ہٹ کر دروازے کے لوٹ کھولے اور پکٹا ہوا نکل کر اپنے کیمین میں آ گیا جہاں میرے زبان مانی بھی تک ہر سے انتظار میں جاگ رہا تھا۔ میں نے ایک نظر مانی پر ڈالی۔ بڑی احتیاط سے دروازے کو اندر سے قفل کیا پھر اپنے بستر پر لیٹ کر حالات کی نوعیت پر غور کرنے لگا۔ اس رات میں کب تک اپنے پریشان خیالات سے الجھتا رہا، اور کب فینڈ کی غرض میں پہنچ کر دنیا و مینا سے بے خبر ہوا، مجھے معلوم

ما نہیں۔

تھا جو ملازموں کے لیے مخصوص تھا۔ احتیاط کے پیش نظر میں نے لوہے کی جالیوں سے بنے ہوئے اس پھیلاک کو بھی مقفل کر دیا تھا۔ درخشاں کو دیکھ لینے کے بعد میں نے اپنی رفتار تھم کر دی،

اورہ جنوں کے بل چلنے لگا کیسے قدوں کی اہمیت ہی نہیں اس کی بیداری کا سبب نہ بن جائے۔ میں نظریں اُس پر مرکوز کیے اس کی حرکات و سکنات کو بغور دیکھ رہا تھا میری حسیات بجاہیوں کا جو بگھا غائب تھا وہ اس وقت درخشاں کے سیدھے ہاتھ میں موجود تھا۔

جالیوں والے پھیلاک کے قریب پہنچ کر وہ رگ گئی۔ اُس نے بالکل برعکس اندازوں کی طرح مجھے سے ملکر جانی کا ہتھیار کیا پھر وہ قفل کھولنے کے ارادے سے جھکی لیکن اس کا سر لوہے کی جال سے ٹکرا گیا۔ وہ یوں چوڑکی جیسے کوئی ہولناک خواب دیکھنے دیکھتے پھاٹک اس کی آنکھ کھل گئی ہو۔ ماحول کی تبدیلی نے اسے یقیناً خوفزدہ کر دیا ہو گا۔ میں چونکہ اس کی پشت پر تھا اس لیے اس کے چہرے کے تاثرات کو نہ دیکھ سکا لیکن جس انداز میں وہ تیزی سے پھٹکے قدوں پھیلاک سے دور ہوتی تھی، وہ اس کی منظرانی کیفیت کی ترجمانی کر رہا تھا۔

میں صورت حال کا اندازہ لگانے کے بعد لپکتا ہوا درخشاں کے قریب گیا تو مجھے دیکھ کر وہ ایک ٹالنے کو سننے کی کیفیت سے دوچار ہوئی پھر بے ہتیار میرے سینے سے ٹپٹ کر سکنے لگی۔ اس کے نفس کی تیزی اور دل کی غیر متوازن دھڑکیں بتا رہی تھیں کہ وہ کس قدر خوفزدہ اور سراسیمہ ہوئی ہے۔ اُس نے دوسری قوت سے مجھ یوں اپنی زہم بانہوں کے حلقوں میں جکڑ رکھا تھا جیسے اگر اس کی گرفت ایک ذرہ کمزور پڑی تو میں اسے چھوڑ کر فرار ہو جاؤں گا۔ وہ سر تاپا پیدہ جنوں کی طرح کھپکھپا رہی تھی میں نے اُس کے کھیرے بالوں کو مسلاتے ہوئے پناہیت اور محبت بھری آواز میں اسے منبک کیا۔

”درخشاں، میری زندگی، آؤ، غرا جگہ میں بیٹیں۔“
”مجھے۔۔۔ یہاں کون لایا تھا؟ اُس نے اپنا پھر اٹھا کر میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑی معصومیت سے سوال کیا۔“
”تم یہاں۔۔۔ میں کچھ کہتے کہتے کیخفت سنبھل گیا پھر درخشاں کے قد حوں کو پھینچا اور لا۔۔۔ ہم تازہ ہوا کھانے کی غرض سے چل دی کرتے ہوئے اُدھر اُنکے تھے پھر۔۔۔۔۔“
”پھر کیا ہوا؟“
”لک نے مجھے گھولتے ہوئے تیرے پتے پوچھا۔“
”پھر کیا ہوا تھا جہاں؟“

”تھیں شاید پھر کیا۔۔۔ میں نے اس کو رسوا دھتے اور دو جگہ کی سمت قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔“ میرا خیال ہے کہ تم نے حویلی کے

درخشاں کا خوب بیداری کی کیفیت میں راتوں کو اٹھ اٹھ کر

جلی میں چکر لے کر نہا کر لیے باعث تشویش تھا کیلاش نے مجھے بتایا تھا کہ ایسے مریض خواب کی حالت میں جو کچھ کر گزرتے ہیں وہ ہوش آتے ہی کبیر بھول جاتے ہیں اور اگر مریض کو ایسی حالت میں بیدار کرنے کی کوشش کی جائے تو اُس کے ذہن پر اس کا گہرا اثر ہوتا ہے۔

میں نے احتیاطاً کیلاش کے ذریعے درخشاں کا پیک اپ بھی کر لیا لیکن بظاہر ایسی کوئی علامت نہیں ملتی تھی اس کی بیماری کا سبب کچھ جانتا۔ شاید صرف ایک ہی بات قرین قیال تھی، پر ہم نہ تھکے کر گئے اور جیل چلے پھر عرصہ حیات تنگ کرشنے کے واسطے ہو گئے تھے۔ وہ اپنے اس ناچھوٹی کی وجہ سے بھی ہلکا اٹھتے تھے۔ جواب تک اُن کی گندی سارنوں کی خاطر اس حالات کی قربان گاہ پر پھینٹ چڑھ چکے تھے۔ غرضیکہ درخشاں کی خواب بیداری کی کیفیت نے میری راتوں کی نیند حرم کر دی تھی، اس خیال سے کہ میں وہ دور کی حالت میں کسی خوفناک حادثے کی شکار نہ ہو جائے میں اس کے سر حوالے بیٹھا تمام رات پلکوں کے نیچے سے جاگ جاگ کر گزار دیتا۔

اُس رات بھی میں خواب گاہ میں اپنی آرام کر رہی پر نیم دراز تھا جب دو بار گریہ لاک نے رات کے دو بجنے کا اعلان کیا۔ مجھ پر کبھی غصہ کی طاری تھی جو گھٹنے کی آواز سے جاتی رہی۔ میں نے سمجھیں تھے ہونے درخشاں کے ستر پر نظر ڈالی تو اچھل پڑا۔ وہ اپنی سہری پر تھیں تھی۔ پھر میری نظر خواب گاہ کے کھلے دروازے پر پڑی تو میرے دل کی دھڑکیں تیز تر ہو گئیں کیلاش کے مشعلے پر نہ اپنی خواب گاہ کو اندر سے مقفل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور قفل کی چابی اپنے گاؤں کی اندونی تھیں رکھتا تھا۔ میں نے تیزی سے اپنی حسیات ٹٹولی۔ اچھل کر کھڑا ہوا آؤ

لے لیے قدم اٹھانا کہ اس کے سے ٹکر کر رابدی میں آگیا درخشاں نے خواب ہی کی حالت میں میری حسیات چابی نکالی اور روانے کا قفل کھول کر باہر چلی گئی۔ یہ سب کچھ اس وقت اور کیسے ممکن ہوا جسے اس کی قطعی خبر نہ ہوگی۔ غائبانہ دلیں راتوں تک سنبھل جاتے رہنے کی وجہ سے میں غریب کی گہری حالت سے دوچار ہو گیا تھا۔ اور اسی سے میں درخشاں اپنا کام کر گئی۔

رابدلی عرصہ کہ اسے لان کی سمت آتا تو درخشاں کا بیہوشا نہ نظر آگیا۔ وہ شب خوائی کے لباس میں غلبوں تھی اور آج اس کا لٹل صدر دروازے کے بجائے پشت والے اس پھیلاک کی طرف

دو گھنٹہ رات آپ نے دوحوں کی لازوال قوتوں کا خالق اُڑا کر اچھا نہیں کیا۔ اگر انھیں بیلخیال نہ ہوتا تو شاید۔۔۔۔۔

”جلیسن میرے دوست کیا میں یہ تصور کروں کہ تم مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟“ میں نے ہنسنے لگا۔ ”موت برقی ہے نہ تیرا یقین ہے۔ گندی جالیوں میں انسان کو کین کر سکتی ہیں۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں لیکن ایک بات تم بھی خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ جو مقدمہ میں لکھا جا چکا ہے اس کے برخلاف اور کچھ نہیں ہوتا۔ دوحوں کی غیر ادلا وعدہ دوحیں بھی اُن حادثات کو نہیں ٹال سکتیں جو لوہے محفوظ پر دم کے چاکے ہیں۔“ میں آپ کو خوفزدہ نہیں کر رہا میرے محرم اُچکیں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ کل کیا ہونے والا ہے اس کا جواب تو وقت ہی دے سکتا ہے۔

”لاسا کی موت کے سلسلے میں دوحوں کی طاقت کا اثر میرے پیش نظر ہے لیکن رات تم نے جس دوح کو طلب کیا تھا وہ میرے سوالوں کا جواب دینے سے قاصر تھی اور اسی لیے میں نے اُسے اگلنے کی کوشش کی تھی۔“

”میں آپ کے خیالات کی ترویج نہیں کروں گا۔ لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ دوحوں نے دیدہ دار سے مقفل میں پیش آنے والے واقعات کی نقاب کشافی سے گریز کیا ہو۔“
”کیا مطلب؟“ میں چونک پڑا۔ کیا تم کو علم ہے کہ میرے سفر کا انجام کیا ہو گا؟“

”مجھے فحش ہے میرے عزیز کہ میں اس سوال کا کوئی جواب دینے سے قاصر ہوں۔ جلیسن نے فیصلہ کر لیا ہے میں کہا۔ اب سہتہ میں ایک بات بڑے یقین اور بڑے دوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مجھ جنونی کے تمام طوفان کجا ہو کر بھی آپ کا یا آپسٹا بھتیوں کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔“

”اور میرے دلی کے سلسلے میں تمھاری کیا پیش گوئی ہے؟“ میں نے سکرلاتے ہوئے دریافت کیا۔

”مہا کی تربیت اس وقت خواہ کچھ بھی ہو لیکن بحری سفر کے بعد ہی آپ کا رہبر ثابت ہو گا۔“
”میں تمھاری اس بات کو یاد رکھنے کی کوشش کروں گا؟“ میں نے جلیسن کے جواب کو مذاق میں اڑاتے ہوئے کہا۔

”شکوہ میرے محرم۔ جلیسن نے قد سے تلخ انداز میں جواب دیا پھر لیے قدم اٹھا، پورا اُن دن روم کی جانب چلا گیا۔ اس وقت جلیسن کا وہ میرے لیے حیرت انگیز تھا اور نہ جانے کیوں مجھ سے وہ کہہ رہی خیال سنا رہا تھا کہ وہ میرے سفر کے لیے میں کسی اہم راز سے واقف ہو چکا ہے مگر کچھ ناگزیر حالات کی بنا پر اسے زبان تک لانے سے سبک نہ کر رہا ہے۔

میں خود اپنے ہی ذہن میں اچھٹے ولد خوفناک تصور سے اچھا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کہ اچانک جلیسن اپنے سینے سے نکل کر کھانے آگیا۔ ہماری نگاہیں چار ہوئیں تو وہ یوں ٹھٹھاک کر اپنی جگہ ٹھم گیا جیسے آبی سے لے جسے بڑے بھڑکی توخ نہ ہو۔ ایک بل کے لیے اس کے چہرے پر نفرت اور کثرت اُترا پھیل پھر وہ خود کو منھاننا ہوا میرے قریب آگیا۔ ”میرے عزیز میرے محرم۔“
”خدا کا شکر ہے کہ میں تمھیں زندہ سلامت دیکھ رہا ہوں۔“ میں نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میں تمھیں میرے محرم۔ جلیسن نے تعجب سے مجھے گھورا پھر اچانک کچھ سوچ کر لولا اُدھ۔ شاید آپ رات میرے کہیں میں ہونے والی دوحوں کی گفتگو کے بارے میں فکرمند ہیں؟“

”وہ آواز جو میں نے کل رات سنی تھی تمھاری اپنی نہیں کسی غیر کی تھی۔“ میں سنجیدہ ہو گیا۔

”ہوتا ہے۔ جلیسن نے خود کو بڑا ظاہر کرتے ہوئے جواب دیا۔ بعض دوحیں براہ راست جواب دینے کی خاطر عامل کے جسم میں مگلول کر جاتی ہیں۔ گزشتہ رات بھی ایسا ہی ہوا ہو گا۔“
”جلیسن! کیا میں علم ہے کہ میں تمھارے کہیں سے کب وضعت ہوا تھا اور جملے درمیان کیا گفتگو ہوئی تھی؟“ اس بار میں نے قد سے خشک انداز میں جلیسن کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے سوال کیا۔ ”میرے مقدمہ نے یہ یاد کرنا تھا کہ میں اس کے دیوے میں اچانک پیدا ہونے والے تغیر کو بھانپ چکا ہوں۔“

”میرا خیال ہے کہ گلوب کے اچانک تار کیسے بوجانے کی وجہ سے۔۔۔۔۔“

”گو یا تم کو تمام باتوں کا بخوبی علم ہے؟ میں نے حادی سے پوچھا۔ میں جلیسن کو سمجھنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ میری چھٹی ہنس مارا مجھ سے یہ کہہ رہی تھی کہ جلیسن کو کوئی اہم راز مجھ سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کر رہا ہے اور میں حیرت بردہ راز اُس سے اٹھانا چاہتا تھا۔

جلیسن نے فوراً ہی میرے سوال کا جواب نہیں دیا کچھ دیر تک میری نگاہوں میں جھانکا رہا پھر ایک سوا آہ بھر کر لولا۔

”آپ کا اندازہ کسی حد تک درست ہے میرے محرم! آپ کے زخمیت ہو جانے کے بعد دوحوں نے مجھے تفصیل سے آگاہ کر دیا تھا۔“
”کیا تم کو بھی علم ہے کہ گلوب کے تار کیسے بوجانے کے بعد تاراجم مردہ انسانوں کی طرح میز پر ڈھک چکا تھا؟“
”دوحوں کو بلانے کے عمل اکثر ملکات تیز بھی ثابت ہوتا ہے میرے عزیز! جلیسن نے ہاتھ ملتے ہوئے منظرانی انداز میں جواب

ایک پراسرار اور ایڈونچر ناول

طلسم زادی

ایم اے راحت

روشنی کی دنیا سے دور پراسرار دنیا کی کہانی
جہاں مافوق الفطرت زندگی کا دور دورہ تھا۔ دو
دشمنوں کی عجیب داستان جنہوں نے جب
ایک دوسرے کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تو
ایک ناقابل یقین کہانی نے جنم لیا

دو جلدوں مکمل

قیمت: حصہ اول = 150/-

حصہ دوم = 150/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

غیر ضروری کاموں میں بھی خود کو محدود درجہ طوط کر لیا ہے اور اپنی
صحبت کی طرف سے بالکل بے پروا ہو گئی ہو۔ میں مسخ ہی کیا کیش سے
لوگوں کا کہ وہ تھکائے۔ بیسے طاقت بھال کرنے والی دو این تجویز
کرے۔ در نہ تمھاری کمزوری طرعتی پسے گی۔

خواب گاہ تک درخشاں نے میری باتوں کا کوئی جواب
نہیں دیا۔ لیکن بستر پر لیٹنے کے بعد اس نے بڑی حسرت بھری
نظروں سے میری طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹ کچھ کہنے کے لیے
پکپکاتے تھے۔ مگر اس کی غزالی آنکھوں کے گوشے غمناک
ہوتے محسوس کیے تو ترپ اٹھا۔

”کیا بات ہے جان ہی۔“ تم کیا سوچ رہی ہو؟
”جہاں۔“ اس نے میرا ہاتھ اپنے آنکھوں میں لے کر کہہ دیا
”کہا۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ البائیں ہوگا۔“۔ صرف اس بات
مجھے معاف کر دو۔

”ادہ کم آن ڈارنگ۔“ میں نے اس کے منہ کو پکڑ کر
رکھنے کی خاطر تسلی دی۔ ”تم شاید ابھی تک خود گی کی حالت سے
دوچار ہو غلطی تمھاری تین میری تھی جو میں نہیں اپنے ساتھ چل
قدی کی خاطر لے گیا۔“

”مجھے بھلانے کی کوشش مت کرو جہاں! میں اس وقت
پوری طرح ہوش میں ہوں۔“ وہ ہنسی کے ساتھ بولی۔ ”مجھے یہ محسوس
ہو گئی تھی، مجھے یاد نہیں رہا تھا کہ دھرم تبدیل کرنے کے بعد میں
پچھلے تمام رشتے نالتے اور مہذبہ کو ڈوبتی ہوں۔“ مجھے خواب گاہ
سے باہر جانے سے پہلے تم سے اجازت لینا چاہیے تھی۔“

”تم کیا محسوس کرتی ہو؟“ میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔
”جہاں۔“ درخشاں نے اپنی ہلکوں سے آنسوؤں کی نمی کو
خشک کرتے ہوئے ہنسنے سے کہا۔ ”پتا چلی آئے تھے۔“

”کون سپریم نا تھ گی؟“ میں نے حیرت سے دریافت کیا۔
”ہاں جہاں! وہ مجھے ایک نظر دیکھنا چاہتے تھے۔ مجھ سے
ملنا چاہتے تھے۔“ اس نے آنکھوں نے مجھے حوٹی کے باہر بلایا تھا۔
اور میں پتا چلی کی خواہش کے پیش نظر تم سے پوچھے بنا چلی گئی۔
پھر شاید تمھاری تین بھی اجاٹ ہو گئی اور تم نے میرا دستہ دوک
لیا۔“ اس نے دبی زبان میں کہا۔ ”تم نے اچھا کیا۔ اگر تم نہ جانتے
تو شاید میں۔۔۔۔۔“ وہ اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی۔ میرے سینے میں
منہ چھڑکا کر سکنے لگی۔

درخشاں کی باتیں سن کر میرے دل پر جو بیت رہی تھی اس
کا اندازہ میرے سوا اور کون کر سکتا ہے۔ وہ جو کچھ کہہ رہی تھی،
اس کا تعلق ہوش مند سے نہیں تھا۔ اس نے حقیقت کوئی خواب

میں نہ تان کر توں سامنے آجاؤں گا۔

پریم نا تھ گی نے مجھ سے بڑے متح اور سخت لمحے میں گفتگو
کا آغاز کیا۔ وہ بڑے عرصے پر فائز بننے کی کوشش کے لیے نے
انہیں بے خود کر دیا تھا۔ ”اُن کا پہلا مطالعہ میری تھا کہ میں درخشاں
کو فوری طور پر طلاق دے دوں۔ در نہ دوسری صورت میں وہ مجھے
سکون کا سانس نہیں دے گی۔“ میں نے اس کے دوست پندت اور
پجاری میری زندگی جیسے نہ کر دیں گے۔ میرا انجام میری توقع
سے کہیں زیادہ اذیت ناک اور عرصہ ناک ہوگا۔ وہ مجھے ہاتھ
سے بھی نکال کر اس وقت تک مڑوں گے۔ پھر مجھے نہیں گئے جب
تک میں درخشاں کے حق سے دست بردار نہیں ہو جاؤں گا۔

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، خاموشی سے ان کی باتیں سنتا
رہا۔ پھر میں نے زبان کھولی تو ان کی زبان لنگس ہو گئی۔ میں نے
صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ کوئی طاقت مجھے اور درخشاں
کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتی۔ میں نے پریم نا تھ گی کو

متنبہ کیا کہ وہ اپنے اچھے بھٹکتے ٹرک کر دیں۔ در نہ میں بھی
اُن پر سکون کا ایک ایک لمحہ حرام کر دوں گا۔ آخر میں میں نے
کہا تھا۔ ”پریم نا تھ گی! اگر تم نے اپنے پندت، بھاریوں کو
سمجھانے کی کوشش نہیں کی تو پھر میری طرف سے بھی جوابی

کارروائی کے لیے تیار رہو۔“ محبت اور جنگ میں تمام حربوں
کا استعمال جان بوجھ کر کیا۔ میں اس بات کو پسند کر دے کہ ملک
کے جہر بڑے روزنامے میں خبر ملی جس سے اس کے ساتھ شائع ہو
کہ حکومت کے ایک ممتاز سفیر کی بیٹی کا بھائی نے مسلمان ہو کر ملک

کے ایک نامور میٹر جہاں مغرے شادی کر لی اور یہ کہ ملی باپ
سے ہر قیمت پر طلاق دلا کر پندت بھاریوں کی ہوس کا نشانہ
بنانے کا خواہش مند ہے اور اسے زرعی (رقاصہ) کے روپ میں
دیوی دیوتاؤں کے سامنے پیش کرنے دیکھنا چاہتا ہے۔ اور۔“

”جہاں۔“ تم کیا بھول کر کہہ رہے ہو؟ وہ میری متح کلامی
سُن کر بوکھلا اٹھے۔

”ابھی میرا سلسلہ کلام ختم نہیں ہوا پریم نا تھ گی۔“ میں نے
خفت سے کہا۔ ”میں جس خبر کی اشاعت کی بات کر رہا ہوں وہ
درخشاں کے اقبالی بیان کی حیثیت سے اخباروں کی جاری کی جائے گی۔
کیے کیا آپ کی غیبت سے سب کچھ برداشت کر لے گی؟“

دوسری طرف سے مجھے فوراً ہی کوئی جواب نہیں ملا۔
میرے دُشمن غائب ایک ہی جوابی لمحے میں بوکھلا گئے تھے۔ انہیں
شاید امید نہیں تھی کہ میں اس حد تک آگے بڑھ جاؤں گا۔ میں بے سود
ہاتھ میں لیے منتظر رہا۔ چند لمحوں بعد میرے سر کی دھڑکن شروع ہوئی
اور آواز سنائی دی۔ ”کیا کابل میرے خلاف آٹا کھانا نکالیا ہے؟

دیکھا تھا یا پھر بادشاہی قوتوں نے اس کے معصوم ذہن کو ایک
مضمون شے کے لیے میں ہنسی کے ساتھ پھینک دیا تھا۔
وہ ہر قیمت پر درخشاں کو حوٹی سے باہر نکالنا چاہتے تھے۔ اس
حصار کے اندر میرے دشمنوں کی ناپاک سازشیں کامیاب نہیں ہو سکتی
تھیں۔ جو میرے مرحوم والد کے بزرگ اور اعلیٰ دوست نے قائم کیا
تھا۔ مجھے یہ بات دیوان گی نے بتائی تھی۔

”اگر وہ درخشاں کو حوٹی سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو گئے
تو۔“ تو کیا ہوگا؟“ میرے ذہن میں یہ سوال بھراؤں میں مڑتا رہا۔
”وہ کیا۔“ میرا جسم سینے میں بیٹھنے لگا۔ میں نے اپنے دشمنوں کے
بالے میں ڈر کیا۔ وہ اخلاق اور شرافت کی تمام چیزیں
کو بھلا کر کشتیوں میں ڈوب چکے تھے۔ اُن کے ضمیر وہ جو
چکے تھے۔ وہ انسان نہیں درندے تھے جو خود اپنے ہی گھسے پٹی پائیں
بجھانا چاہتے تھے۔ مذہب کی آڑے کو وہ خون کی ہولی کھیلنا
چاہتے تھے۔

”تم کیا سوچ رہے ہو جہاں؟“ درخشاں نے میری خاموشی
کو محسوس کرتے ہوئے کہا پھر آہستہ سے بولی۔ ”کیا تم میری ایک
چھوٹی سی محسوس کو معاف نہیں کر سکتے؟ میں وعدہ کرتی ہوں کہ۔“
”درخشاں۔“ میری زندگی۔“ میری روح۔“ میں نے اس کی
خط فہمی دور کرنے کے لیے اس کا ہاتھ پکڑ کر بڑے پیار سے کہا۔ ”تم
سے کوئی بھول کوئی غلطی سرزد نہیں ہوتی۔ تم نے شاید کوئی خواب
دیکھا تھا جس کا اثر تمھارے ذہن پر ابھی تک نہیں گئے؟“ اس نے
”کیا مطلب؟“ کیا پتا چلی یہاں میں تھے؟“ اس نے
پرست سے مجھے دیکھا۔

”سب کچھ بھول کر سونے کی کوشش کرو میری جان! بعض
آزم اور سکون کی اشد ضرورت ہے۔“

اس نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ نظریں گھما کر کھڑی
دیکھی پھر اپنے سب ٹوٹی کے بائیں کو دیکھ کر بری طرح ہنس پڑی۔
”جہاں۔“ اس نے سہمی ہوئی آواز میں مجھ سے دریافت کیا۔

”میرا سب کیا ہو رہا؟“ کہیں ہو رہا ہے؟
”اپنے ذہن پر زبردست ٹاؤ میری زندگی۔“ میں نے پوری
طرح سے اپنے وجود کی گہرائیوں میں محسوس کرتے ہوئے کہا۔ ”خدا نے
پانا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔“

وہ رات میرے صبر کی آخری رات تھی۔ میری خاموشی میرے
حق میں نقصان دہ ثابت ہو رہی تھی۔ چنانچہ دوسری صبح میں نے
ایک اہم فیصلہ کر لیا۔ کیلاش کے کیلینک جاکر وہاں سے میں نے
براہ راست پریم نا تھ سے فون پر رابطہ قائم کیا۔ وہ میری آواز
سُن کر دنگ رہ گئے۔ انہیں شاید توقع نہیں تھی کہ میں ایک

راستے میں کچھ دیر تک ہمارے دو زمینانوں کی سسکیاں سنائی دیاں جنہیں اپنے خیالات میں گم سمجھنے اور میں اپنے حالات کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ اگر بات میرے اختیار کے ہوتی تو میں درخشاں کو اپنی باتوں میں چھپا کر ہندوستان کو سیدھے کے لیے خبردار کر دیتا۔

دی تو وہ شور مچانا ہوا درختوں کی آڑ میں ہو گیا۔ میں نے اسے زمین سے جھٹک دیا اور واپس قبرستان کے پھاٹک کی طرف قدم اٹھانے لگا جہاں دیوان کی گاڑی کے پاس ایک مسافر منتظر تھے۔ میں بسے اپنے قدم مارتا تاکہ اسے جھٹک کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ دیوان کی بے سرو پا باتوں نے میرے بارود خراب کر دیا تھا۔

دیوان جی نے خاموشی سے اسٹن اسٹارٹ کر کے گاڑی کو بیک کیا پھر کچے راستے کو غور کر کے پختہ مرکز پر جانے کے راستے سے اسٹریٹنگ کو کھانا ہی تھا کہ اچانک سامنے سے ایک جیپ نے نمودار ہو کر ہمارا راستہ روک لیا۔ دیوان جی نے اگر ذرا غفلت کا کام لیا ہوتا تو حادثہ ہو جانا لازمی تھا۔

اچانک بیک کھینچنے سے ایک لمحے کو میں بھی گڑا گیا۔ پھر سفید کر جیپ کی سمت دیکھا تو دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ جیپ کے اندر تین بٹے کٹے بجاری بیٹھے میری کار کی جانب حثارت بھری نظروں سے گھور رہے تھے۔ ان میں ایک اوم پرکاش بھی تھا لیکن اس کا دوسرا ساتھی صورت شکل اور جیسے میرے کے اعتبار سے زیادہ بھاری بھر کم نظر آ رہا تھا۔ اس کے تیر زیادہ خطرناک نظر آ رہے تھے تیسرا بجاری اسٹریٹنگ پر بڑھنا چاہتے بیٹھا تھا۔

میرے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگیں۔ انہوں نے ہمیں آبادی سے دور دیر لانے میں مضمّن نفرینجا میں گھرا تھا۔ وہ یقیناً تیسرے کریم کا ارادہ ٹھکان کر رہا آتے ہوں گے۔ میں نے اپنی زبان میں دیوان جی کو مخاطب کیا۔ "دراور پر گاہ آپ کے پاس؟"

میرے چھوٹے سرکار۔ "دیوان جی نے تینوں بجاریوں پر نظروں جماتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر وہ دیکھنا وہی کوشش کریں تو بے دریغ گولی مار دیجیے گا۔" میرا انداز تحفظ تھا۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

دیوان جی میری بات کا جواب دینے کے بجائے دروازہ کھول کر نیچے اترے تو مجھے بھی ان کی پیروی کرنا پڑی۔ جیپ میں بیٹھے ہوئے تینوں بجاری بھی ایک ایک کر کے پھٹے اتر گئے۔ سب سے آگے دی بجاری تھا جس کے تیر مجھے زیادہ خطرناک لگے تھے۔ اوم پرکاش اس کے سپردھے ہاتھ پر ایک قدم نیچے موجود تھا۔ "جیپ ہٹاؤ راستے سے۔ ہمیں اندر جانا ہے۔" دیوان جی نے انہیں گھورتے ہوئے درنگ بھی میں مخاطب کیا۔

"دھیر سے کام لو ایک! ہم بھی انہیں اُپر سے بچانے دیتے ہیں۔ بھاری بھوم بجارتے نہ زہر خند سے جواب دیا پھر اوم پرکاش سے پوچھا۔ "ان میں سے ہمارا بڑی کون ہے؟"

پہلے اوم پرکاش نے میری جانب اشارہ کیا تو بھاری

زہر ہو کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

اسنوے میں نے دھڑکتے دل سے اسے آواز دی۔ "تم چاہو یا میری ٹانگ بھی زخمی کر سکتے ہو۔"

"تو۔۔۔ تو مجھے پتہ تو نہیں مائے گاہ؟" دیوان نے مجھے کی طرح گھورتے ہوئے دینے پھاٹک پر بچھا۔

"جو خود زخمی ہر وہ کسی اور کو کیا پتہ کرے گا۔" میں نے

کھانے ہوئے لمبے میں جواب دیا۔ جانے کیا بات تھی جواب اس دیوان نے نفرت نہیں ہو رہی تھی۔ کوئی بات ضرور

ہوئے انداز ہی انداز اس سے قریب ہونے کے لیے اس

جی۔ "تم کے درخت ت۔۔۔ اُن ملک جا۔ اچانک یہ لو اسے

ایضاً کھڑا دلتے ہوئے کہا۔ "میرا بھی کرے گا۔"

"تم۔۔۔ تم کون ہو؟" میں نے دم آواز میں دریافت کیا۔ وہ دیوانہ وار ہانگوں کی طرح فٹے لگنے لگا پھر یکایک

میرے نیچے اختیار کرتے ہوئے رازدارانہ سیمے میں بولا۔ "سٹہ

کا؟"

"نہیں۔ میں جڑا نہیں کیٹا۔"

"نہیں لیجئے کہ تو پھر ہارمت کا فیصلہ کیسے ہو گا۔ میری

سار کے دل کھڑا ہو کر چلنے کی عادت ڈال لے دینا سیدھی

آئے گئے گی۔" دیوان نے سرگوشی کی۔ "مجھے بھی کنگوے

لگی ہیں اڑا لیا کہ۔۔۔ دودھ کے گئے تو بیچ دینا بھی سیکھ جائے گا۔"

"تم۔۔۔ تم مجھے دیرلانے نہیں گتے۔" میں نے اسے

لے کر خاطر یا سنا پھینکا۔ "تم کچھ اور ہو۔"

"آدھا تیر۔۔۔ آدھا تیر۔" دیوان نے ہونٹوں پر انہی

اکر لولا۔ "خبردار! کسی اور سے نہ کنا نہ قربت نہ کس لے

رہے انہو کر بادلوں کی ششتر دوڑ لگا دیں گے۔"

"تم تیس بدل کر دوں کو بے وقوف بنائے ہو۔" میں

راشتہ نہ کر سکا، چڑ کر لولا۔ "میں بھاری ملیت جان گیا ہوں"

"بھل گیا نہیں کیا۔" دیوان نے گھبراہٹ سے میری بات سن کر

فون کی طرح آواز دیا۔ "میں نے کہا۔ انہی کی دم فاختہ۔ چلا تھا

ترشح کا شکار تھینے۔ ایک چوڑا بھی نہ مار سکا۔"

"میں۔۔۔ میں نہیں چوکر ہو رہیں کے حوالے کر دوں گا۔"

انہوں نے اسے جھمکانے کی خاطر سخت سہرا اُٹھایا کیا تو وہ بندروں

مارچ اُٹھتا ہوا درختوں کے تنہد کی طرف دوڑنے لگا۔ پھر

پانک ٹوک کر پٹا اور پیچھے آنکھ مار کر لولا۔

"راہیں دراز کر لے۔ تو بھی رخن کو ترو ترو جانے گا۔"

مجھے غصہ آ گیا، پھر اٹھانے کے سامنے سے میں نے پھینکی

لیکن مجھے اس بات کا یقین نہیں تھا کہ میرے دشمن ہمارا خیال اپنے گمزدہ ذہنوں سے کمال دیں گے۔

درختان ابیدہ تھے۔ یہ خبر سن کر میری خوشیوں اور ستروں کا کوئی ٹھکانہ تھا لیکن یہ خیال بھی میرے لیے بے مداؤ تھا کہ تھا کہ وہ حریف کے احاطے میں قید ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کو حریف سے باہر نکلنا ناممکن تھا۔ دشمن گھات لگائے بیٹھے تھے وہ جان لینے اور دینے پر آمادہ تھے۔ درختان کی موت کو بھی وہ اپنی قیمت اور میری شکست سمجھ لیے تھے۔ ان حالات میں میرے لیے کون کا ایک ایک لمحہ محال ہو گیا تھا۔

"چھوٹے سرکار۔" دیوان جی نے اچانک کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "دراور مرنا مجھے بتا رہا تھا کہ وہ الہ آباد کے جنگی چارہ سے پرانی واقفیت رکھتا ہے۔"

"جنگی چارہ۔" میں ہلکا۔

"ہاں، جس زمانے میں درلاور مرنا دینکس مزاجی کرتا تھا،

اسی زمانے میں اس نے ایک لڑکی کو قتل کرنے کے لیے بھگن سے لہرانہ

گاٹھ لیا تھا۔ درلان جی نے اسے پتہ وہ شاہ صاحب کے پاس

گیا تھا، وہاں سے دھتکارا گیا تو کسی نے اسے جگن کے راستے پر

لگا دیا۔"

"لیکن یہ جگن کون کیل ہے؟ میں نے خٹک اپنے میں کہا۔

"میں نے ہمیشہ اپنے بازو پر بغیر صدمہ ہے۔ اسے لے لے بیٹے

کا۔ دلوں سے کبھی واسطہ نہیں رہا۔ لیکن درلاور مرنا بتا رہا تھا کہ جگن

کے کانے کو کوئی مسٹر نہیں سٹلی کا کام ہر تیز اور یقین سے کرتا ہے۔"

"اوہ۔"

"آپ کیس تو کسی وقت درلاور مرنا کے ساتھ آئے ہو دیکھ لوں؟"

دیوان جی نے ہنسی کے کہا۔ "وہ کون سا کھٹے کے لیے لوہا رہا سب

ہوتا ہے۔ ہر ملک کے کو جنگی کاغذ کا نامہ آپسے دشمنوں کا پتہ پانچا

کرتے۔"

"دیوان جی۔ کیا یہ مناسب ہو گا کہ ہم اپنی حفاظت کے لیے

کسی جگہ کی خدمات مستعار ہیں؟"

"وقت پر تو گھر سے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے، رہا جگن کا

مسئلہ تو جو لوگ آپ کے دشمن بن گئے ہیں وہ بھی ہنگاموں سے

کم نہیں جو چھپ چھپ کر زخموں کی طرح پشت سے وار کر رہے ہیں

مرد ہوتے تو کھل کر مقابلہ پر آ جاتے۔" دیوان جی نے روانی میں

ایک کھڑکی کی گالی کہتے ہوئے کہا۔ "آپ کے حکم کی خلاف ورزی

نہیں کر سکتا۔ اس لیے غمخوار ہوں درنہ۔۔۔ اوم پرکاش کی پینڈی کو

ایسی جھار پھٹک دیتا کہ وہ کبھی مرنے کھانے کی محنت بھی نہ کرتا۔"

"یہ بات میں بھی سمجھ رہا ہوں دیوان جی کہ کبھی سہی نہیں

ہوے۔"

آسیب زدہ

انوار صدیقی (زیر طبع)

میں نیکے گاہیک درختان کے خیال سے غمخوار ہوں۔ میں نے

کانتے ہوئے جواب دیا۔ "اُسے اگر حالات کی اطلاع ملے

وہ پریشان ہو جائے گی۔"

"بات ہمیشہ زخمی پھینک رہی ہے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مگر سب تک وہ بے خبر

اچھلے۔"

دیوان جی نے میری کیفیت کا اندازہ لگایا تو خاموشی

کر لی۔ مجھے اندازہ تھا کہ خان شہزاد خان نے اپنے نام کو بھی

نہیں گئے۔ جب تک میدان میں بسے تو کچھوں پر مارنے

سینہ تان کر دشمنوں کا سر چیلے ہے۔ وہ عملی شصیت کے

تھے۔ اس لیے میری مصیبت سن کر کچھ میں نہیں رہی تھیں۔

قبرستان پہنچ کر میں نے ان کی قبر پر فاختہ پڑھی۔

کی مندر پر بیٹھا بڑی دیر تک ماں کی آخری آدھ گاہ کو حشر

بھری نظروں سے دیکھتا رہا پھر جانے کے راستے سے چلا

آئے۔ لیکن تیرا موڈ آف ہو گیا میرے سامنے تھوڑے فاصلے

دہی ننگے ہر رنگ کھڑا لکھ لوں پلکیں بھینکا بھینکا کر دیکھ

جیسے میں انسان نہیں دیکھا کا آٹھواں غمخوار ہوں۔ اس کے

جسم پر اس وقت بھی دیا جہاں کی غدا خلیں جی ہوئی تھیں۔

میں وہی جی پوئی پڑی میری طرحی کڑی موجود تھی۔ جس کی

سے وہ ایک بار پہلے بھی مجھے زخمی کر چکا تھا۔ میری طبیعت

دیکھ کر مختصر سی ہو گئی۔ ایک بار جی آئی کہ پتھر اٹھاؤں

اسے لہو لہا کر ڈالوں لیکن پھر ہی لے کر شاہ جی کی کسی

بات یاد آ گئی۔

"زخم کو دینے دو۔ یہ نامور دن گئے تو پھر دنیا کی کوئی

حفاظت نہیں پریشان نہیں کر سکے گی۔"

میں شاہ صاحب کے شانے کا مطلب نہیں سمجھ سکتا تھا کہ

اُن وقت اچانک وہ جملہ میرے ذہن میں گونجا تو یکایک

اپنی ٹانگ کا زخم یاد آ گیا۔ جو دلوانے کے کمر کی مارنے

پیدا ہوا تھا۔ میں نے جھپک کر دیوانے کی سمت غور سے دیکھا

ہی چاہتا ہے تو اب اس کھلونے کو بھی آزاد کر دیکھ لے۔
دیوان جی نے جواب میں رام لال کا انشاء لے کر کوئی داغ
دی لیکن رام لال اپنی جگہ جاکھڑا ہوا۔ اس کے ہونٹوں پر شیطانی
مسکراہٹ تھی کہ یہی جی۔ دیوان جی نے ہلکا کر دوڑنا فرما دیا
مگر اس بار بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ دیکھ کر دیکھ کر کھٹکے
ہو گئے۔ دیوان جی نے گفتگو میں جودقت ضائع کر دیا تھا وہی
ہلکے ٹخنوں کے لیے باعثِ رحمت بن گیا۔ رام لال نے یقیناً
اپنے کسی جتن سے رام لال کو کیوں کہلے انکار دیا تھا۔
دیوان جی نے تیسرا فرما کر بھی جھوک دیا، پھر وہ تھکا کر
آگے بڑھے لیکن کسی ناہیدہ وقت تک کوئی تیزی سے پیچھے ہو گئے
میں نے پہلی بار دیوان جی کے چہرے پر خوف و دہشت کے تاثرات
محسوس کیے۔

”دک کیوں کیا تو کھچو؟ رام لال نے منکراہٹ سے ہونے
کہا۔ پہلے تو بہت اچھل کود کر رہا تھا۔ ابھی تو تیرے رول اوور میں
گولیاں باقی ہوں گی۔ انھیں بھی داغ کر کن کرے کہ ان لمبے کرے
دیوان جی نے ایک بار پھر بچوں کے بل اچھل کر رام لال
پر جھلانگ لگانے کی کوشش کی لیکن اس بار بھی وہ کسی ناہیدہ
رکاوٹ سے ٹکرائے اور کراہ بھیسے الٹ گئے۔ مجھے پھر بری
آگئی۔ رام لال نے یقیناً اپنی کافی قوتوں کو برٹنے کا راز دیوان
جی کے گرد کوئی حصار قائم کر دیا تھا شاید تعویذ کی موجودگی
میں وہ دیوان جی کو براہِ راست کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔
”میں نے پہلے ہی کہا تھا ہانک، بلوانوں سے چبے لڑانا
تیرے بس کا راز نہیں ہے۔“

”بہت اچھل کود کر رہا تھا بندوں کی طرح ہے پنڈت
اوم پرکاش نے دیوان جی کو کھوکھوتے ہوئے کہا۔ اب کہاں گئی
تیرا وہ طاقت؟“

دیوان جی نے ایک بار پھر بڑی سرعت کے ساتھ اپنی جگہ سے
پلٹ کر پھٹنے کی کوشش کی لیکن وہ حصار نہ توڑ سکے جو رام لال نے
ان کے گرد باندھ دیا تھا۔

”ہم چاہیں تو کچھ ایک لٹلے سے جلا کر کھس بھی کر سکتے
ہیں لیکن میں۔ جو عظیم طاقت حاصل کر رہی ہوں وہ اپنے سے چھوٹے
اور بیخ حیات لوگوں پر مدد نہیں ٹھکانا کرتے۔ رام لال نے مختصر
سے کہا پھر پلٹ کر دیکھ کھوکھوتے ہوئے لولا۔ ٹوکس سوچ میں
گم ہے ہانک، ابا جی رانی کو ہلکے حوالے کرتے ہیں ہم کچھ کوئی
منرا نہیں ہیں گے۔“

”اس خیال کہنے نے ذہن سے نکال دو رام لال، میں نے خود
کو سنبھالتے ہوئے سیدھی گئی سے کہا۔ درخشش میری بیوی ہے

جس کے ہر خون کی تازت ہر لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔
جوں سے دُور دوڑنے میں کسی کی فاصلہ کن جنگ مجھے
ہی تھی۔ اس لیے میں نے جلدی سے درمیان میں ہولتے ہوئے
بات بڑھانے سے کچھ حاصل نہ ہو کر رام لال؛ اتم اگر اپنی نقل
ماز تو خول جیل کر دو درخشش سے پوچھ لو۔ وہ اپنی مرضی سے
ان بڑی ہے۔“

”کیا خیال ہے ہمارے؟ دیوان جی نے رام لال سے مٹتی تیز
اپنی بوجھا۔ جوں چلو گے ہلے سے ساتھ؟“
”ہیں دیکھ رہا ہوں کدھ؟“ رام لال کسی نہ پہلے سب
جھٹلنا کہ انظار میں جھٹکاتے ہوئے لولا۔ تیرے جسم پر
بانڈھا ہوا ہے اس نے تیری نکل کو پلٹ دیا ہے۔ شاید
یہ تو ہمارے سامنے کھڑا ہے وہ نہ برباد ہو چکا ہوتا۔
”تم اپنی کالی طاقتوں سے مجھے مڑنے کا حمد کر لو میں تعویذ
دیتا ہوں۔ کیا خیال ہے؟“

”پڑ مارا طاقتیں حاصل کرنے کے لیے آدمی کو زندگی کا راستہ
بڑا ہے۔ رام لال نے غصے سے بل کھا کر کہا۔ برسوں گھٹن
اکرا پڑتی ہے تب کہیں جا کر آدمی کنڈن بننا ہے لیکن تو
دن کو کہیں کچھ سے گا کسی گناہ کی لکھے پتے چار اعلیٰ
مہربانہ کو تو سامن پڑا رہا ہے، اپنے آپ کو بھول رہا ہے؟
”جتن سے تیری باتیں چھوڑ دو رام لال جی،“ دیوان جی نے تیزی
”اتم ہم ہلے راستے سے ہٹ جاؤ بات میں ختم ہو جائے گی۔“
”ہات تو اب شروع ہوئی ہانک،“ رام لال نے دیوان جی
پر تیزی نظر دوں سے کھوکھوتے ہوئے جواب دیا۔ ”تو نے
بڑا کر میں کرنا سیکھ لیا ہے۔“ مجھے سداہارنے کے لیے مجھے
بھوکھو کرنا ہی ہو گا۔“

”ہمارے پنڈت اوم پرکاش لولا مجھے اجازت دو۔
ہانک ہانک کے ساتھ کس بل بکالے دیتا ہوں۔“

”بہت بوجھا پنڈت۔“ ایک دیوان جی نے رول اوور
راک کا رخ ڈھنوں کی سمت کرتے ہوئے سر و آواز میں کہا۔
”جانتے ہو تو خاموشی سے پلٹ جاؤ ورنہ۔۔۔“
”وہ کیا کرے گا تو؟“ رام لال نے گری کر پوچھا۔
”نکھانے، ناک جھون کو کھینچ کر دوں گا۔“ دیوان جی
میں متفقا ہو گئی۔

”کھلونے سے کھینچ پھوڑنے پاؤں۔“ یہ گیان ویدیاں
لے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ رام لال نے خشک آواز میں
ایا اور اس کے ساتھ ہی اپنا ہاتھ بند کر کے دیوان جی
سازش سے ہلکتے ہوئے لولا۔ اگر تو اپنی ذہنت دیکھ

طنز و مزاح

انگور کھٹے ہیں	اعتبار ساجد	01/-
غالب کی آبرو	اعتبار ساجد	1/-
ایمر جنسی وارڈ	اعتبار ساجد	1/-
مٹھ شگافیاں	اعتبار ساجد	1/-
جائیل اسے مار	اعتبار ساجد	1/-
اس طرح تو ہوتا ہے	اعتبار ساجد	1/-
غالب ہمیں بھی چھیڑ	اعتبار ساجد	07/-

مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

بھگم بھجاری مجھے دیکھ کر حقارت سے لولا۔ تو تم جو جمال مغز۔
جس نے ایک گزند کھینا (روٹی سے) وہاں رچا کر مجھے دھرم پکچر
مچھلنے کی کوشش کی ہے۔“

”تم کون ہو؟“ میں نے غصے سے دریافت کیا۔ کیا چاہتے ہو؟
”خادم کو بھجاری رام لال کہنے لگی۔ کاشی کے بڑے مندر سے
تھکے لیے سیاں تک آیا ہوں۔ رام لال نے مجھے گھونٹے چوڑے
مردمے میں جواب دیا۔ ”تم سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ کابل رانی کو
اپنے بندھنوں سے آزاد کر دو۔“ میں نے تعاری جانت ہے۔
”تم جس کابل رانی کی بات کر رہے ہو وہ مرچو ہے اب
صرف میری بیوی درخشش جانت ہے۔ میرے خون کی گردش
تیز ہونے لگی۔“

”ذات بات اور دھرم کے کاموں کو تو ہم سے زیادہ نہیں
سمجھتا۔ پنڈت اوم پرکاش نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ رام لال
ہمارے کا دقت پر اہمیت کر سیدھی طرح بات مان لے۔ نہیں تو
پوچھ لے گا۔“

”تم درمیان میں ملو پنڈت۔“ اوم پرکاش کے جواب
میں دیوان جی نے حقارت سے کہا۔ ”میں ڈر سو بیٹے دور رام لال
ہمارے انجے ہماری خاطر کاشی سے بیان تک سفر کرنے کی زحمت کیوں
گوارا کی ہے۔“

”ہم کالی کے خنڈ گلیں، پوشن کے قدیموں کی دھول ہیں ہانک
اس لیے ہلے سامنے انھیں غلی پٹی کر کے سے کچھ کچھ حاصل نہیں
ہو گا۔ رام لال نے دیوان جی کے چہرے پر ایک نظر ڈال کر کہا۔
”میں نے اوم پرکاش سے تیرے ہلے میں بھی سن رکھا ہے۔ جوانی
کے دنوں میں تو نے جو رنگ دلیاں منائی ہیں انھیں بھول جا کر کدھ
جوڑ چٹوں کی طاقت دھلتی چھاپے۔ اس پر زیادہ مان کرنا نہیں
”تم نے ٹھیک کہا ہمارے؟“ دیوان جی سیدھی گئی سے ہوئے۔ ”جوانی

دھل جائے تو انسان کو ننگوٹ کھول دینا چاہیے لیکن ایسا بھی نہیں
کہ دوسرے ہلے اوپر پھوڑا چھالیں اور ہم کان میں ٹیل ڈالے
بیٹھے رہیں۔ کھارے کے داؤ بیچ تو بیولوں کو مرے دم تک
باد رہتے ہیں۔“

رام لال کے بیور اچانک خط ناک ہو گئے۔ دیوان جی کو
اس نے بڑی خوشخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ ”کیوں میں
کھیل تماشا دکھانا اور بات ہے لیکن پنڈت بھاریوں سے بچنے
لڑنا تیرے بس کا دھم نہیں۔ میری مان تو نظروں بھی کر کے ہمارے
راستے سے الگ ہو جا۔“

”میں بھی تم ٹوکوں کو کسی مشورہ دوں گا ہمارے؟“ دیوان جی

تھا۔

میری نگاہیں بدستور رام لال اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں جو ہمارے سامنے سینہ ملنے کھڑے ہماری حالت پر سسکا رہے تھے۔ مجھے اپنی بے بسی پر رونانا پڑا۔ میری پٹکوں کے گوشے جھینگے لگے تو پنڈت اوم پرکاش نے حمارت سے منہ کھٹکے ہوئے کہا: ”مرد ہو کر افسوس ہمارا ہے، چلا تھا پنڈت بھائیوں سے مقابلہ کرنے۔ اب کہاں گئی تیری ساری اکڑوں، بڑا گھنڈہ تھا تجھے اپنے مشغلے میں دروان جی پر۔ اُسے بھی دیکھ لے۔ زخموں کی طرح زخموں پر اکڑوں بیٹھا ہے پلے پم، تجھے نہ ملے ہیں پھر اس کا بھی کرنا کریم کریں جس نے میرے ساتھ کئی روکھاری پر نامردوں کی طرح پشت سے وار کیا تھا۔“

”اپنی زبان گندی مت کرو اوم پرکاش! رام لال نے میرا منہ کھٹکے اڑاتے ہوئے کہا: ”یہ نیچا اڑا تو پہلے ہی ہمارے ریم کا بھکاری ہے۔“

”تو کرو و جم ہمارا ج۔“ اوم پرکاش نفرت سے بولا۔

”بلادوست سکا سکا کر مارنے کے کیا فائدہ۔ تمھاری تو آنکھوں کا ایک اشارہ ہی ان دونوں کو دوزخ میں پہنچا سکتا ہے۔“

”یوں نہیں اوم پرکاش! اس بار رام لال نے بڑے منہ کا

لبے میں جواب دیا جس سے کام لو۔ ابھی تو مجھے اس سے

کی گردن اپنے قدموں پر جھکا نا ہے۔ میں اسے ایسی اذیت ناک

موت سے دوچار کروں گا کہ پھر کدی یحییٰ آباد کا کوئی مسئلہ

پنڈت بھائیوں کی طرف اٹھو اٹھانے کی ہمت نہ کر سکے گا۔ اود

ابھی تو مجھے یہ دیکھنا ہے کہ اس کی ہڈی کے لیے کون کیسے مقابلے

پر تہیہ نہا ہے اس نے اپنے بچاؤ کے لیے کچھ عالموں سے

مدد مانگی تھی۔ پر سسکے اسے دھتکار دیا۔ اب میں اسے تباہ و برباد

کر دوں اور دروانوں کے غمگیناں بھیسے پھیر کر انے کا انجام کیا ہوتا

ہے۔“

پھر وہ جلنے کے لیے پلٹے تھے لیکن ٹھٹک کر رک گئے۔

میں نے نظریں کھار دیکھا تو وہی دروان جس نے میری ٹانگ ٹھٹکی

کی تھی جیب کے قریب کھڑا رام لال اور اس کے ساتھیوں کو بڑی

عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

جانے کون کیسے دل کی دھڑکنیں اچانک تیز ہو گئیں۔

دھستک

انوار صدیقی (زیر طبع)

نظر انداز کرتے ہوئے کہا: ”مجھے ابھی ہماری شہریت کا اندازہ نہیں آتا۔ ہم بھی مسکے لے میں غلط اندازہ لگاتے ہو ہمارا۔ میں نے لکھا کہ لکھا میں مسلمان ہوں اور مسلمان اپنے خدا کے اوسکے ہر کسی حالت میں نہیں جھکتا۔“

”تیری مرضی! رام لال نے مجھے گھورتے ہوئے کہا: ”میں جب دوا پھر کر میں متروکہ کر پھوٹکا تو مجھے یوں لگا۔“

میری قوت گویا فی سلب ہو گئی تھی۔ مجھے اپنا جسم مغلوب کر

ہوئے لگا۔ میں اپنے قدموں پر موزور کھڑا تھا لیکن نہ بول نہ

اپنی جگہ سے حرکت کر سکتا تھا۔ اوتب مجھے دروان کی بی گنا

کی وجہ بھی معلوم ہو گئی۔ رام لال نے کالی قوتوں کے ذریعے میرا

دیا تھا۔

مجھے حیرت تھی کہ ایسا کیوں کر ممکن ہو گیا، خود رام لال

میرے گلے میں بڑی تسبیح کا حوالہ دیا تھا، دیوان جی کے ہاتھ

ایک بیکر کال کا تعویذ تھا لیکن ہم دونوں بے بس تھے۔

”پریشان مت ہو ناک! میں جانتا ہوں کہ تیرے

کیلے! رام لال نے میرے دل کی بات پڑھتے ہوئے

کہا: ”تو اپنے گلے میں جو مالا ڈال رہی ہے اس کی وجہ

ہم مجھے موت کے گھاٹ نہیں اتار سکتے لیکن اتنا ہے کہ

کر سکتے ہیں کہ تو ہمارے قدموں میں ناک درگڑنے پر مجبور

ہم نے دلی دیوتاؤں کے سن چیتنے کے لیے برسوں کھن پند

دیرانوں میں مہینوں بیٹھنا لگا ہے تب کہیں جا کر

میں نے جھلا کر رام لال کو جواب دینا چاہا لیکن

میرے من میں گھٹ کر رہ گئے، دوسری مرتبہ دروان کی

بھی مجھے مختلف نہیں تھی۔ پنڈت اوم پرکاش سامنے کھڑا

حقارت بھری نظروں سے گھورتے جا رہا تھا۔

”تیرے بڑوں نے تو جلی کو چاروں اطراف سے

دیا ہے، ہم اس کے اندر نہیں جاسکتے لیکن اتنا ضرور کر

کہ اپنے بیروں کے ذریعے کابل رانی کو بیکار قوتی سے بیکار

اس کے بعد اس دیوانی کا من بدلتا بھی ہمارے لیے کچھ دینا

ہو گا۔“

میں اندر ہی اندر کھوتا رہا اور اپنی بے بسی پر رونا

روتا رہا۔

”چپ کیوں ہے بالک! رام لال نے میرا مذاق اڑا

ہوئے کہا: ”کچھ دیر پہلے تو تیری زبان فر فر کر رہی تھی

سنا پ کیوں سو گھ گیا؟ زبان بند ہو گئی ہے تو من کو

دیکھ لے۔ کیا تو ہمارا مقابلہ کر سکتا ہے؟ اب بھی مانے

رانی کو بھول جاتا، میں تو میرے دوں مجھے تمام زندگی بچنے

جسے میں کسی قیمت پر اپنی زندگی سے غنیوہ نہیں کروں گا۔“

اگر وہ خود سے واپس جانا چاہے تو میں اسے دیوں گا بھی نہیں

۔ میں کسی خوبصورت عورت کے نازک جسم سے زیادہ قیمتی

ہوتا ہے۔ مودکھ! رام لال نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی۔

”مجھے تیری جدائی پر ترس آ گیا جو کاشی سے چل کر بھانے کے

لیے یہاں تک چلا آتا۔ وہ نہ اگر چاہتا تو کالی کے جبروں میں

بیٹھے بیٹھے ہی تیرا کرنا کر سکتا تھا۔“

”موت اور زندگی خدا کے اختیار میں ہے رام لال۔“

میں نے خوف کے احساس کو ذہن سے جھٹکتے ہوئے دنگ آواز

میں جواب دیا: ”تم اور مجھے گڑے گڑے کیسے لیے کوئی اہمیت

نہیں رکھتے۔ اوم پرکاش ایک آخری فیصلہ بھی کر۔“

میرے جسم سے درخ کا تعلق باقی ہے تم درخشاں کو مجھ سے جدا

نہیں کر سکو گے۔“

”سمجھ گیا! رام لال مجھے گھورتے ہوئے بولا: ”تو بھی گلے

میں صندل کی مالا ڈال کر گھنڈی چوکیا ہے۔“

”رام لال کی بات سن کر مجھے اچانک اس تسبیح کا خیال آ گیا۔

جڑا و صاحب نے عنایت کی تھی اور اس وقت میرے گلے میں

موجود تھی۔ مجھے اپنی قوت کا اندازہ ہوا تو میں نے رام لال کو تری

بہ تری جواب دیتے ہوئے کہا: ”تھیں بھی تو اپنی پانی تو توں پر

بڑا ناز اور عروس ہے۔“

رام لال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ مجھے گھورتا

ہوا وہ ایک قدم آگے بڑھا۔ زمین سے درخت کی ایک ٹوٹی

ہوئی خشک ٹہنی اٹھا کر اس نے دیوان جی کی طوط اچھال دی

میں اس کی حرکت کا مقصد نہیں سمجھ سکا تھا لیکن جب خشک

ٹہنی فضا میں ہی دیوان جی سے کچھ فاصلے پر چل کر رکھ

ہو گئی تو میری سمجھ میں بات آ گئی۔ رام لال مجھے اپنی بیڑناہ

قوتوں سے مرعوب کرنا چاہتا تھا۔ اس نے دیوان جی کے گرد جو

صدا کرنا تھا وہ اتنی ہی خطرناک تھا جو جبر بھی اس کی زد میں

جاتی بل کر خاک ہو جاتی۔

”جند سے باز آ جا مودکھ! رام لال نے اپنی طاقت کا مظاہرہ

کرنے کے بعد کہا: ”وقت بیت جاتے تو آدمی کے پاس سوائے پتھروں

کے اور کچھ باقی نہیں رہتا۔“

”میں تمھیں اپنا فیصلہ سنا چکا ہوں جس میں کسی رد و بدل کی

کوئی گنجائش نہیں۔“

”معاذ! یہ پاپی ایسے نہیں لانے گا۔ پنڈت اوم پرکاش نے

جھلا کر کہا۔

”ایک بار پھر میرے لیے! رام لال نے اوم پرکاش کی بات کو

بیٹھ کر لوں آسمان کی طرف دیکھنے لگا جیسے بھرپور دیکھتا ہوئے شعلوں کو ٹانگش کو ہوا اس کے چہرے پر خوف و دہشت طاری تھی۔

• ہمارا جہ پلٹ اوم پر کاوش نے تھکا کر رکھا تھے اجازت دو۔ میں اگل گئی ہلاکو ٹھوکر مار کر لڑتے سے مٹا دیتا ہوں۔
• جسے تھوڑا ہوں آج میں توان سے کڑا کر گرجانا چاہتی ہوں۔
• لال نے اچھے برسے کھا تھوکر مار کر اپنے پاؤں زخمی کرنا چاہتا نہیں ہوتا۔

• دلوانہ بدستور آسمان کی جانب زائیلے بدل کر گھومنے میں مصروف تھا اور اس اب بڑی سیدھی کے غور کر رہا تھا کہ رام لال نے ابھی تک اسے ڈھیل کیوں نہ رکھی ہے۔ پھر وہاں میرے ذہن میں ایک خیال تیزی سے ابھر گیا کہ وہ دلوانہ کوئی مجذوب تو نہیں ہے؟ دنیا وہ کسی خاص اور اہم شخصیت کا مالک تھا وہ نہ رام لال اس سے بڑھ کر نہ اس سے کم تر نہ کرنا۔ اس نے اوم پر کاوش کو بھی دیکھ چکے انھوں میں دلوانہ سے کڑا کر گرجا جانے کا مشورہ دیا تھا۔

میرے دل کی دھڑکیں یک لحظ تیز ہو گئیں۔ مجھے شاہ صاحب جیلے یاد آتے تھے۔ انھوں نے جلدی جلدی ماں کی قبر پر حاضری دینے کی تاکید کی تھی۔ یہ بھی کہا تھا کہ زخمی نہ ہو۔ وہ ماسور بن گئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تھے چوٹیاں نہیں کر سکتی تھی۔ یہ معرفت کی باتیں تھیں۔ بزرگوں کے دوش تھے۔ لڑ پڑ تھے جن کا مقصود میری تھیں میں پہلے نہیں آسکا اور اب وقت گزر چکا تھا حالات نے مجھے بے بس کر دیا تھا۔

مجھے اپنی بے جا دگر بولنا آ گیا۔ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو وہ دگر بولنے سے لپٹ جاتا، اس کے قدموں پر گر کر لوٹ لگتا اس کے جسم کی مادی غلطیوں سے اپنا عقدہ روک کر لیتا، نہ تو کڑا کر وہ کڑی طلب کر لیتا جس نے مجھے بھٹکنے سے روکا تھا۔ یہ ماسور دیکھنے کی کوشتش کی تھی لیکن اس وقت میری آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ میں نے جھلا کر دلوانہ کو ماننے کی خاطر تھوڑا تھوڑا لیا تھا آج بھی اس نے میرے قریب آنے کی کوشتش کی تو میں نے تڑا دھڑکا کر اسے جھکا دیا لیکن اس وقت بھی میری نجات کے لیے پھر سے آ گیا۔ اور میں بے دست پا کھڑا اسے دیکھتا ہوا اپنی کمزوری اور کوتاہ بینی پر اب انہوں مل طارم اس کے سوا اور کبھی کیا سکتا تھا۔

• رام لال میرے مقابلے میں زیادہ معاملہ فہم تھا جو اس نے ابھی تک دلوانہ کو چھپانے کی کوشتش نہیں کی تھی۔ دیوی دیوتاؤں کے لیے انھیں چاہ کر کے کے بعد اس نے بڑی

پتا ہوا دھشت تاک لیے میں بولا۔
• خوار۔ اگر دم دبا کر اڑنے کی کوشتش کی تو مجھ میں سے دم بول چلا دوں گا۔

• تم کون ہو ماشاء؟ رام لال نے غلاب توقع بڑی نرم آواز میں دلوانہ کو مخاطب کیا۔ ہم سے کیا چاہتے ہو؟
• کال کا رات میں تم اس جنگل میں ٹھوکرش پھونکے آئے ہو۔ کیوں؟
• دلوانہ نے کڑی بیگمٹ جانتے ہوئے غیبی گے سے کہا پھر خود کے انداز میں چنیزا بدل کر بولا تے جھاگ جاؤ۔
• اگر وہاں آ گیا تو جھکا دوڑیں لانے دینا چھوڑ دیں گی۔
• مجھے پتا تو چلتے۔ میں رام لال ہوں کاوش کے برے منہ کا سیکڑ۔ رام لال انھوں آواز میں بولا۔

• ہاں تم وہی ہو۔ بالکل وہی۔ دلوانہ نے اس بار بے اعتدال انداز میں ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ پچھلے سال لکھوٹ کے سینے میں سات و نعت لوٹ کر آسمان کی طرف جھاگ گئے تھے۔
• تم ایک مہان پجاری کے بازو کی طاقت دیکھنا چاہتے ہو؟
• رام لال نے اس مرتبہ جھلا کر پوچھا۔
• یہ سن میں گھنگو و باہر کھڑکا لگانا شروع کرے۔

نصل اچھی پیدا ہوگی۔
• جو بلوان ہوتے ہیں پردوں کی آڑ میں چھپ کر اڑتے ہیں کرتے۔ رام لال ہنٹ چکا ہے ہوئے بولا۔ آندھ سے دور کر کے اجالوں میں آجاؤ تو پیچھے لڑنے میں زیادہ مزہ آئے گا۔
• کمزور کیونچے میں بند کر کے آگ لگا دے۔ دلوانہ نے بدستور کڑی کر بندھنے کے انداز میں تھلے ہوئے جھکا کر کہا تم میری فکری غلطی اٹھا کر بند کر پا کر لے نہیں تو کالے کالے ناگ چڑپ کر جاہیں گے۔

میں ہریت بھری نفوس سے دلوانہ کی حرکتیں دیکھتا ہوا ہنگاموں کی طرح واہی تباہی یک دم تھا لیکن رام لال کا مہرہ عمل بھی قابل دید تھا۔ اس نے ابھی تک دم اٹھے بڑھانے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ مختلف زاویوں سے دلوانہ کو ٹوٹا مارا لیکن پلٹ اوم پر کاوش کے چہرے سے بڑا ہی جھکا رہی تھی۔ تیسرا پجاری بھی ویلوانے کو حفات بھری نفوس سے گھور رہا تھا۔

• بارود کو چنگاری دکھانے کی کوشتش مت کر دلائے۔
• رام لال نے محض اچھٹ کر نشک آواز میں کہا۔ آگ بجھ کر لے آئی تو اس کے شعلے آکھشیں یک بلند ہوں گے۔
• دلوانہ نے بوکھلا کر کڑی نیچے نیچے پھر زمین پر اکر دوں

رومانی ناول

لڑکی اس گلی کی / اسلام راہی ایم۔ اے۔ /
اس جلتے جہاں میں / اسلام راہی ایم۔ اے۔ /
خدا کہاں ہے / اسلام راہی ایم۔ اے۔ /
جلتے بچھے لوگ / اسلام راہی ایم۔ اے۔ /
میرا / اسلام راہی ایم۔ اے۔ /
روئے کنول / اسلام راہی ایم۔ اے۔ /

عظیم مدیر عظیم قائد (زاہد حسین انجم) /
(قائد اعظم محمد علی جناح کے حالات زندگی) /
قائد ملت لیاقت علی خان (زاہد حسین انجم) /
(پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کے حالات زندگی) /

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

• کیا یہ پگل بھی؟ پلٹ اوم پر کاوش نے کچھ دبا کر ناچا لیکن رام لال نے اسے ہاتھ اٹھا کر دیکھا۔ آہستہ آہستہ۔
• جپ چاپ کل جھلا دم پر کاوش۔ بروہیوں سے بچا نہیں ہوتا۔

• اوم پر کاوش نے رام لال کو غور سے دیکھی پھر وہ دم مٹے بڑھے تھے کہ اچانک ویلوانہ نے اپنی کڑی کو بندھ کر شکل میں تیم کراس کا رخ اوم پر کاوش کی طرف کر دیا۔

دیوانے

بریں لگی اس کی پیشانی فتن آلود ہر مٹی نہیں رام لال سوچ کچھ کر قدیم اٹھانے کا عادی لگتا تھا۔ اس نے کسی جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا خاص کر اس کھڑا اس ویلوانے کو گھوڑا تار ہر جوہر کے قریب ہاتھ میں کڑی لیے انھیں عجیب نظروں سے محسوس کیا۔
• ہاتھ دیکھ رہا تھا۔

اس ویلوانے میں ویلوانے کی اچانک آمد میرے لیے سکون کا باعث ثابت ہوئی تھی ہر بند کھٹے امید نہیں تھی کہ وہ بیٹے کے پجاریوں کے دھانے میں میرے کسی کام آئے گا لیکن پھر بھی اس کی مہرگی میرے لیے ڈوبتے کوٹکے کے سہارے کم نہ تھی۔ میں اپنے دل کی دھڑکیوں کا شمار کرتے لگا۔

• ویلوانہ جی کی حالت بھی مجھ سے مختلف تھی رام لال نے جنت پر تھک کر میری طرح انھیں بھی بے دست و پا کر دیا تھا مجھے ویلوانہ جی پر غصہ بھی آ رہا تھا میرے کہنے کے جواب اگر وہ ویلوانہ نکلتے ہی بے دریغ فائر کر دیتے تو میرے دشمنوں کو جلائی کا پودا کی کا مرنے میرے آست مگر ویلوانہ جی کو بھی شاید بات کی امید نہیں تھی کہ دم لال پلٹ اوم پر کاوش اتنی جلدی ڈاؤ ہیج شروع کر دیں گے اور میں بیٹھنے کا وقت نہ مل سکے گا۔

• بہر حال میری نظریں ویلوانے پر جمی ہوئی تھیں جو بدستور میرے دشمنوں کی جپ کے قریب ہر نہضتوں کی طرح منہ کھولے کھڑا

• رام لال اور اس کے ساتھیوں کو ٹپکیں جھپکا جھپکا کر گھور رہا تھا کچھ دیر تک رام لال ویلوانہ کو نکا ہوں نکا ہوں میں ٹوٹا رہا پھر اس کے چہرے کا کھینچو و ختم ہو گیا۔ اٹھا اٹھا کر اس نے ویلوانہ کو جپ سے دور جلتے کا اشارہ کیا تو وہ ہم کمر جپ سے وقدم دور ہٹ گیا۔ آواز ایسا ہی تھا جیسے رام لال کی بات اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی مگر اس کی نظریں بدستور تینوں پجاریوں پر باری باری اٹھ رہی تھیں۔ کوئی پاگل لگتا ہے۔ اوم پر کاوش بولا۔

• ایسے پگلوں پوچھنا اٹھانے میں جلدی بھی نہ کرنا۔ رام لال نے کہا۔ تیار ہوئے جتنے ملے اور گندے ہوتے ہیں اندر سے ان کا من آتا ہی اچھا اور بھگیا ہوتا ہے۔
• ہمارا جہ کیا آپ کے کوئی بزرگ یہ دشمن سمجھو رہے ہیں؟
• سن کا جھید بھی ہو سکتا ہے جو بارک و نہلے آنکھیں مونہ کر دیوتاؤں کے لیے جیون تباہ کرنے کے رام لال نے سنجیدگی سے جواب دیا تھی کامیل بھی مجھی من کی منہ نہ کرنا کہ نہ بنا دیتا ہے۔

معروف مصنف

ایم اے راحت کے طلسماتی قلم سے

پراسرار ہولناک اور ناقابل فراموش

کہانیوں کا حسین امتزاج

زندہ مجسمہ 70/= روپے
بدن کا قیدی 70/= روپے
خون آرزو 70/= روپے

کتابیں پیپر بیک پر خوبصورت سرورق

کے ساتھ شائع کی گئی ہیں

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

نہ اسی میں تیری بھلائی ہے:

• درخشش کے بنیہ کے زندگی نہیں موت چاہیے: میں سنیان کو لہلائے تمہیں میری زندگی سے کبھی دور نہیں کر سکو گے:

• دم لال میں جواب سن کر کسی زخمی دندے کی طرح ہنسی کا رہ گیا اس کی عزت ہاک آنکھوں سے انتقام کی چنگاریاں اٹھنے لگیں اس کے ہرٹ شوک ہو گئے: شاید وہ مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کی خاطر کوئی خطرناک منتر پڑھ رہا تھا۔

• چھوٹے سرکار: دیوان جی نے ایک کمرے سے قریب آتے ہوئے کہا: آپ گاڑی لے کر نکل جائیں دیوان جی صرف ایک گولی باقی رہ گئی ہے میں ان کمبیز کو روکنے کی کوشش کروں گا: • منقول ہے دیوان جی: میں نے ایس انڈیا میں برباد دیا: ناپاک طاقتوں سے لڑنا میرے اختیار میں نہیں ہے:

• ایوریس کا کہ ہے مالک: جلدی کیجیے: دیوان جی نے مجھے گاڑی کی سمت دھکیلتے ہوئے کہا۔

• اسی لمحے سے ملاوہ دیوان جی بھی تیرے اچھل پڑے: دم لال نے اس بار بڑا تمکد وار کیا تھا۔ میں سمجھنے والے انداز میں دو تھم پیچے ہو گیا میرے سامنے شعلوں کا طوفان تھی ہوا پناہم بڑھتا تیری سے ہماری جانب ایک بار دھکا دیا: ہمارے لیے فرار کے راستے محدود ہو گئے: مجھے فرشتان تھی اور بھڑکنے شعلوں کے سبز کی دوسری سمت میرے دشمن کھڑے میری بے بسی پر: • فلک ننگاں تھقے بلند کرے تھے موت اور زندگی کا فاصلہ تیرے گھٹ رہا تھا کہ ایک آواز میرے کانوں میں گونجی۔

• خدا کی رمتوں سے امید ہو گیا کہ ہے۔ آگے بڑھ کر گاڑی میں بیٹھ کر آپس حویلی میں چلا جا۔ دشمن مجھے نہیں دیکھ سکیں گے: میں اس آواز کو سن کر چونکا: تیری سے چاروں اطراف نظروں لانی وہاں کوئی نہیں تھا میں نے ایک کمرے میں آواز سنا چکا تھا مجھے اپنی فضیلت کا احساس بڑی شدت سے ہوا میں لان ہو کر بھول گیا تھا کہ موت برقی ہے اور زندگی اور موت کا اختیار خدا کے سامنے اور کہ نہیں۔

• مجذب کی آواز نے مجھے سارا ویا تو خوف کا اثر جاتا رہا۔ میں نے نظریں گھما کر دیکھ بھونکے: ہوئے شعلوں کی کیر کے قریب پہنچ کر کہ گئے تھے جو مجذب نے لکڑی سے چھین پٹی تھی: میں نے

• دیوان جی کا ہاتھ تھام کر گاڑی کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

• یہ موقع غنیمت ہے۔ ہم دشمن کی نظروں میں دھول چھوڑ کر نکل سکتے ہیں:

• ہم دونوں مائے جاں میں گے چھپے سرکار: دیوان جی نے احتجاج کیا: بستر ہی ہے کہ اب ہم پچھلے راستے سے....

• تو میں حاصل کر لی تھیں مگر پھر بھی اس نے دورانہ نشی سے کام لیا۔ دینی زبان میں وہ دیوانے کو ٹھونسنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن شاید ابھی تک وہ مجذب کی گرفت میں نہیں پاسکا تھا۔

• تم۔ اے اتنے دیوانہ سے کیوں دیکھ لے ہو ماراج: • پنڈت اوم پرکاش اگلے سے مجھے بھلا لے کیا: پاگل ہیں کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے:

• نقصان کا خطرہ صرف پاکوں ہی سے ہوتا ہے میرے دوست: دم لال نے سنجیدگی سے کہا: وہ جو دیوانوں کے پریم میں اپنا قیام دھن سب کچھ لٹا دیتے ہیں انکی طاقت بے حساب ہوتی ہے۔ اور ایسے لوگوں کی مدد آسمانی طاقتیں کرتی ہیں:

• تو کیا یہ پاگل بھی کوئی پہنچا ہوا عابد زار ہے؟

• ہوسکتا ہے میری نظریں دھوکا کھا رہی ہوں: پر میں اپنا فرض سمجھ رہا ہوں کہ اگر یہ صرف دیوانہ ہوتا تو ہمارا راستہ کونسا نہیں کرتا:

• پھر۔ پھر را کیا خیال ہے؟

• میں اسے چھیڑ کر دیکھتا ہوں:

• دیوانہ ابھی تک آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔ دم لال نے جھک کر زمین سے مٹی کی ایک پتلی کی پھراس پر کوئی منتر پڑھ کر ہوا میں اچھال دیا۔ دوسرے ہی لمحے مٹی کے ذرات دھکنے انگڑوں کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ مجھے یقین تھا کہ اب دیوانہ بھی دم لال کی گندی طاقتوں کا شکار ہو جائے گا۔

• انگڑوں نے فضا میں تیرتے ہوئے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا لیکن دیوانے تک نہیں پہنچ سکتے تھے: دم لال کے چہرے پر غور و فکر کے اثرات ابھرتے۔

• ماراج: اوم پرکاش نے اسے آواز دی۔

• مجھے پہلے ہی شبہ تھا: دم لال نے غصے آواز میں جواب دیا: اس نے اپنے چاروں طرف منڈل چھینے چاہیے:

• پھر۔ اب کیا ہوگا؟

• میں کافی کاغذ کا درمیں پنڈت و شراد گنیش دیوتا

تھے وہ مجذب کے قریب پہنچ کر مانی بن کر زمین میں جذب گئے اور انگارے پھول بن کر اس کے قدموں میں ڈھیر ہو گئے: میں پاک بھٹکانے بغیر مجذب کو دیکھنا نہ پاسا: میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہ گئی تھی کہ وہ مجھے میں دیا سمجھ کر دھنکار چکا تھا: اللہ کا کوئی برگزیدہ بندہ تھا۔

• دم لال کا وہ سراسر بھی کارگر ثابت نہ ہوا تو اس کا پھر غصہ سے سرخ ہو گیا وہ کھا جانے والی نظروں سے مجذب کو دیکھ رہا تھا پنڈت اوم پرکاش اور تیسے پکاری کی حالت بھی قابل دید تھی۔ چہرے میں نے مجذب کو دھنکے: ہنسا: اس نے قدموں میں پڑے ہوئے پھول کو اٹھا کر سونگھ کر ایک نظر میرا دشمنوں پر ڈالی پھر پھول سونگھ کر اسے دیوان جی کی سمت پھینکا: • ہوا، فضا میں بجلیاں سی کو بد گنیش وہ حصار جو گندی تو لڑنے کے نام پر کیا تھا لمحوں میں ٹوٹ گیا۔ میری قربت کو مانی واپس آگئی میں نے سب سے پہلے مجذب کو آواز دی۔

• بابا۔ میری خطاؤں کو درگزر کرو:

• زلفیں وار کر لے۔ مجھے کام سنو جاہل گے: مجذب نے آنکھ مال کر کہا: بالوں میں گھس گھسایا کر۔ سر کی جو میں چوٹ پٹ ہو کر ختم ہو گئی تو خشکی بھی جاتی ہے گی:

• دم لال۔ زندگی چاہتے ہو تو ہمارا راستہ چھوڑ دو: دیوان جی کی آواز میرے کانوں سے نکلی۔ انھوں نے کافی طاقتوں کا اثر داخل ہوتے ہی دم لال کو لٹکا رہا تھا۔

• کھیل ختم۔ جیسے غم: مجذب نے اچھلتے ہوئے کہا پھر ایک کر قربتان کی جانب دوڑنے لگا۔

• بابا۔ رک جاؤ: میں نے مجذب کو آواز دی لیکن وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا جاتے جاتے وہ ہاتھ کی کڑی سے زمین پر ایک کیر چھین گیا تھا جو جبیب اور کاکے درمیان نظر آرہی تھی۔

• اے بھول جاؤ: دم لال کی کمرنگ آواز جیسے کانوں میں گونجی: وہ میری غلطی طاقت سے ڈر کر بھاگ گیا۔ اب میری مدد کے لیے واپس نہیں آئے گا:

• دیوان جی نے دیوانہ چلا دیا۔ فائز کی آواز کے ساتھ ہی جبیب کا ایک ٹارڈ ہمارے سے چھٹ گیا۔

• دیوان جی: میں جیغ اٹھا: گرہاں ضائع مت کرو:

• دم لال کے ہنزون پر عکسوں سے مسکراہٹیں پھیل رہی تھیں۔

• مجذب کے غائب ہوجانے کے بعد وہ پھر شرین گیا مجھے تعارف اور نفرت پھر نظروں سے گھومتے ہوئے بڑے سفاک لبوں پر رہا۔

• میری بات دھیان سے سن ہو کر کھ۔ کاہل دانی کو آواز کر

غیر ملکی زبانیں سیکھئے

پروفیسر ایم اشرف

فرنج اردو ریڈر	90/=
فرنج اردو ڈکشنری	90/=
جالبانی اردو ریڈر	90/=
جالبانی اردو ڈکشنری	60/=

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

”دام لال نے مجھے دھکی دی ہے کہ اگر میں نے اس کے مشورے پر عمل نہ کیا تو وہ مجھے بھی اپنا نشانہ بنانے سے دریغ نہیں کریں گے۔“ کیکاش نے میرے سر پر ہاتھ کی تلمی کو نظر انداز کرتے ہوئے بے پروائی سے کہا۔

”اگر بات بھاری زندگی کو کوئی تنگ خطہ دیکھیں آئے ہیں تو میں بھاری خاطر جی سے باہر قوم نکالنے کو تیار ہوں۔“ حاجت کی باتوں سے پرہیز کرتے کیکاش نے مجھے گھڑتے ہوئے سوزش کی بات میری یا بھاری زندگی کی کہیں بھاری کے تحفظ کی سبب کی خاطر میں کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ آخر جوبی کی چادر لہواری میں کب تک بند رہا جاسکتا ہے۔

”بھاری کیامرضی ہے؟ میں نے غصے سے پوچھا۔ کیا حسین آباد سے دور چلے جانے کے بعد دام لال اور اس کے ساتھی میرا بچھا چھوڑ دیں گے؟

”میں جانتا ہوں کہ وہ اپنی گندی سازشوں کا سلسلہ جاری رکھیں گے مگر یہ بھی تو سوچو کہ بھاری جوبی چھسات لینے بعد ماں بننے والی ہے اور ایسی حالت میں کسی ایک جتن بند ہو کر اور

لیکن وہ حلوہ....“
”ایک منٹ میں نے فوری طور پر کیکاش کا جھوٹا ہونے پر ہی سے اسے خاموش لینے کا اشارہ کیا پھر اٹھ کر اس امر کی تصدیق کے لیے دروازے کے قریب جا کر راہ داری میں جھٹکا لکھیں درختان کھجپ کھجپ کے ہمارے گفتگو نہ نہی ہی ہوئیں میرا ذہن درست نہیں تھا۔ درختان وہاں موجود نہیں تھی۔ کیکاش کی نظر کچھ پر مرکوز تھیں میں واپس اپنی نشست پر آیا تو کیکاش نے دلی زبان میں کہا۔

”میرا مشورہ ہے کہ تم پہلی فرصت میں بھاری کو ساتھ لے کر خاموشی سے کسی دور دراز علاقے کی طرف نکل جاؤ حسین آباد اور کوئی کے علاقے اب تم دونوں کے لیے محفوظ نہیں ہے۔“
”تم کسی حالت کا ذکر کر رہے تھے۔ میں نے کیکاش کی بات نظر انداز کرتے ہوئے دریافت کیا۔

”آج دام لال اور بندہ اوم پرکاش نے میرے لیے ایک فاضل تحفہ بھیجا ہے۔ کیکاش ایک محنت سنجیدہ ہو گیا۔
”وہ کیا ہے؟ میں نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔
”دلیان جی کے دست راست دلاو مرزا کی لاش کے تحت۔“
”نہیں میں جیت سے اچھل پڑا۔

میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں مجھے اس بات کا جرنی مل تھا کہ دلیان جی اور دلاو مرزا ایک جان دو قالب تھے۔ اور یہ بھی کہ میرے دشمنوں سے دلاو مرزا کو موت کے گھاٹ اتار کر دلیان جی کو شتم کرنے کی کوشش کی ہے اس طرح وہ غالباً یہ چاہتے تھے کہ بھاری جانب سے بھی کوئی جوابی کارروائی ہو اور اس کی آڑ میں کوئی شوش ثروت حاصل کر کے پولیس کے ذریعہ مجھے یا درختان کو کسی بلاتے ہوئی سے باہر نکال جائے۔ دلاو مرزا کی موت کے بعد دلیان جی کا ٹھکانا بیٹھا یا بھاری

دہان منک نہیں تھا۔

”کوئی کے بڑے منہ کے دو بھاری دلاو مرزا کی کوشش کے تحت میرے کرتے تک پہنچ کر خاموشی سے چلے گئے۔ اس کے بعد بھاری دام لال نے مجھے فون پر رابطہ قائم کیا تھا۔ کیکاش نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ ”اس نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں کسی طرح تم کو بھاری کی کوئی بلاتے باہر نکلنے کی کوشش کروں۔“
”اوہ۔ تو تم اسی لیے مجھے حویلی سے نکل کر کسی دور دراز علاقے کی طرف چلنے کا مشورہ دے رہے تھے؟ میں نے کیکاش کو گھڑتے ہوئے دے تلخ لہجے میں کہا۔ ایک لمحے کو میرا دل اپنے دوست کی طرف سے کھٹا ہو گیا۔

درختان کی موجودگی میں احتیاط لازم تھی مجھے دیکھ کر اس نے زبان کھولنے کی کوشش کی لیکن دوسری لمحے درختان کی موجودگی کے احساس نے اسے اپنا ارادہ ملتوی کرنے پر مجبور کر دیا۔ ایک لمحے کو وہ گورڈا گیا پھر خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن درختان کچھ نہیں تھی کیکاش کے جسے کے بدلتے اثرات دیکھ کر وہ بھی سنجیدہ ہو گئی۔ کیکاش نے جلدی سے اس کی غیرت و ریاضت کی توجہ سکا کر مٹی۔

”میں بالکل ٹھیک ہوں لیکن آپ....“
”میں آج بے حد تنگ گیا ہوں۔ کیکاش نے بات بنانے کی کوشش کی۔ یہ رفیقوں کی بھڑکنے دماغ کی تمام غریب بل کر لکھ دیں۔

”غیرت تو ہے؟ درختان نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔
”یہ اچانک مجھ سے پرسکون علاقے میں رفیقوں اور رفیقوں کی تہہ بڑھنے کیوں نہ پڑے؟

”جب کوئی وہاں پہنچتا ہے تو ہمیشہ دروازہ اور نچلے کھٹے لوگ ہی زیادہ متاثر ہوتے ہیں کیکاش نے خود کو طبع دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔ پوچھنے کی کوئی بات نہیں مہربان پر بہت جلد قابو پالیں گے۔

”ایک بات کون کیکاش جی۔ آپ برا تو نہیں مانتے گے۔“
”آپ کے لیے اندازہ لگا دیا کہ میں آپ جیسی پیاری بھاری کی کسی بات کا برا بھی مان سکتا ہوں۔ کیکاش بڑی اذیت سے بولا۔ آپ جرنل جی جی میں بلا تکلف کہہ ڈالیے۔
”میرا خیال ہے کہ آپ اگر مرزا کے بجائے اداکاری کا پیشہ اپناتے تو زیادہ کامیاب رہتے۔“
”میں سمجھا نہیں کہ کیکاش چونکا۔

”پھر کبھی اطمینان سے سمجھنے کی کوشش کروں گی۔“
فی الحال آپ کو گرگاہم کافی کی سخت ضرورت ہے۔ درختان نے مسکرا کر لکھتے ہوئے کہا جب تک آپ اپنے دوست سے دل بدلاتے۔ درختان قدم اٹھاتی کر سے جلی غمی لیکن میرے دل کی دھڑکنیں بدستور تیز تھیں میرا خیال تھا کہ اس نے کیکاش کی کیفیت کو محسوس کر لیا تھا اور اسی وجہ سے اسے اداکار بننے کا مشورہ دیا تھا اور پھر وہ کسے بھی اسی بلے اٹھ کر چلے گئی تھی۔
کیکاش کو میرے ساتھ کھل کر گفتگو کرنے کا موقع مل جائے۔
”کیکاش۔“ میں نے درختان کے جانے کے بعد جگہ کی پوچھا۔ کیا آج حویلی سے باہر کوئی ایسا حادثہ نہیں پیش آیا ہے جس نے تمہیں بھی اٹھا دیا ہے؟
”مجھے انصاف ہے حال میں اپنی بوکھلاہٹ پر قابو نہ پاسا

۔ دلیان جی میں نے ان کی بات کاٹتے ہوئے ٹھکانے لیے ہیں کہ آپ گاڑی اسٹارٹ کیجیے۔ ہم اسی رات سے ملایں جائیں گے جس رات سے آئے تھے۔

دلیان جی نے نظر اٹھا کر مجھے حیرت سے دیکھا شاید انہیں مجھ سے اتنی سخت کلامی کی توقع تھی نہیں انہوں نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ ہرنٹ کاٹتے ہوئے گاڑی کی جانب قدم اٹھاتے گئے البتہ غصے کے اظہار کے طور پر اپنا رولر بھڑکنے شعلوں کی طوفان اچھال دیا۔ پھر ہی ہوا جو جذب کی آواز نے کہا تھا ہم گاڑی میں بیٹھ کر دام لال اور اس کے ساتھیوں کی نظروں کے سامنے سے گزرتے ہوئی کی طرف دروازہ ہونے اور میرے منہ سے دشمن ہماری روانگی سے قطعی لاعلم رہے۔

●
حالات اور وقت کی نزاکت نے مجھے ایک بار پھر حویلی کی سروس کے اندر چڑھنے کی طرح بندہ ہوجانے پر مجبور کر دیا۔ باہر نہایت اوم پرکاش اور بھاری دام لال میرے خلاف حماد مضبوط کر رہے تھے میری حویلی کے اندر جتنا سکون تھا حویلی کے باہر اتنی ہی خوفناک پہیلی ہوئی تھی مجھے کیکاش جب تک اور دلیان جی کے ذریعہ ایک ایک پل کی خبریں مل رہی تھیں۔

میری حتی الامکان کوشش یہی تھی کہ درختان کو ہر دلی حالات سے لاعلم رکھا جائے لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ وہ میری کیفیت دیکھ کر بھی اتنی اخبارات کے ذریعہ جو خبریں مل رہی تھیں وہ ان سے بھی حالات کا اندازہ لگا رہی تھی پھر میرے بڑی بات بیتی کہ میں نے حویلی سے نکلتا بکسر بند کر دیا تھا۔ ان تمام باتوں نے اسے یقیناً چونکا دیا تھا مگر میری دل جونی کی خاطر وہ میری خود کو کوشش و دھم اور بے خبر نظر کرنے کی کوشش کرتی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ باہر کی فضا بھی عذرا کوش ہوئی جا رہی تھی میرے دشمن مجھے حویلی سے باہر نکلنے کی خاطر اچھے سے چنکھند پر تارتے تھے ایک دن کیکاش اسپتال سے واپس لوٹا تو خلاف توقع بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ باہر ضرور کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے جس نے کیکاش کے اھصاب کو بھی چھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ ورنہ ایک باہر مرزا اور فکرمزوں کی حیثیت سے وہ ان باتوں کا خاص خیال رکھتا تھا کہ کوئی ایسی بات درختان کی موجودگی میں نہ ہو سکے جو اس کا بچنے کی حالت پر اثر انداز ہو جیسا کہ اسے سنجیدہ دیکھ کر میرا ہاتھ ٹھنکا۔
درختان اس وقت میرے قریب ہی موجود تھی جب کیکاش اسپتال سے واپس لوٹا۔ وہ غالباً وہ خبر جس نے کیکاش کو بوکھلا دیا تھا یقیناً اتنی ہی اچھی تھی کہ کیکاش ایک لمحے کو بھول گیا کہ

اس کے گرد دنیا جان کے اجالوں کو جمع کر دیا تھا لیکن یہ فراموش کر بیٹھی تھی کہ میرے دشمن ٹیلی فون کے ذریعے درخشاں سے رابطہ قائم کر سکتے تھے اور جب درخشاں نے مجھے میری اس کوتاہی کا احساس دلایا تو مجھے اپنی بے بسی پر دانا آگیا۔ ذہانے میرے دشمنوں نے اب تک درخشاں کو کیسی جیسی ذہنی اذیتیں پہنچائی ہوں گی اور کیسے کیسے پریشانی میں وسوسوں سے دوچار کیا ہوگا۔ بہت دیر تک میں اسے اپنے سینے کی گلاٹوں میں چھپا رہا، ہمارے لب خاموش تھے لیکن دل کی دھڑکیں احساس کی تڑپوں بن گئی تھیں پھر درخشاں نے آہستہ سے کہا۔

”جمال! آخر ہم کب تک موت کے خوف سے اس طرح حیلے کے اندر بند رہیں گے؟“

”جب تک ہم دوڑتے ہیں نہیں ہو جاتے۔ میں نے مسکرا کر پھر دانا اختیار کیا۔ تم کو قوت ہے جن غرض گوارا لگوں سے دوچار کر رکھا ہے جب تک اس کی مدت پوری نہیں ہو جاتی اور ہماری دستوں کی جیتی جاگتی نشانی ہمارے سامنے نہیں آجاتی ہم حیلے سے باہر نہیں جائیں گے۔“

”وہ اسے ہماری بڑی سچ کراد شیر ہو جائیں گے۔“

ایک تاریخی دستاویز

ہٹلر کے آخری دس دن

پروفیسر اشرف

قیمت: 75/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

درخشاں کی باتیں میرے ذہن میں تیز و نشتر بن کر چبھ رہی تھیں میں اس کی باتوں کا مفہم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اداں بات کا دلچسپی کو وہ مجھے میں نے اپنا پنا اور جس کے شانہ نشانہ زندگی کی طویل شاہراہوں پر تو کھینچے ڈال رکھتے رہنے کا خواب دیکھ رہا تھا۔ وہ میری بے بسی کا انکار ہو کر محض ایک مسکن کے حدود کے اندر قید ہو کر رہ گئی تھی۔ اسے مجھ سے شکایت کرنا چاہیے تھی میرا دل اس کا پناہ نہ مانگا چاہیے تھی لیکن وہ اس کے برعکس میرا غم بٹانے کیلئے مضطرب تھی۔

میں اس کی متعدد شفاف آنکھوں میں آنکھیں ڈالے لے کر خوب صورت دل کی گلاٹوں میں موجود ان جذبوں کو بھرا ہوا تھا جو کبھی تھے۔ حادثہ تھے ان میں کوئی حادثہ کوئی مرث نہیں تھا میرے کان اس کی باتوں پر گئے تھے، وہ مجھے بے پناہ سے سمجھا رہی تھی۔

”وقت اور حالات مجھے کیا نہیں دیتے میری عمر کی طرح جی بدلے دیتے ہیں اس لیے انسان کو اتنی جلدی سراسر اس میں ہونا چاہیئے کہ مل کر ایک دوست کا دل درد بانٹنا چاہیے۔ مان اور زندگی میں کسی بھی ایک فرق تو ہے کہ انسان سر جو بھکا کا لگ جوتا ہے، تسلیم اس کے ذہن کو جلد بخشتی ہے وقت

اور حالات اسے آزمائش کی کسوٹیوں پر پرکھتے ہیں اور کندن بنا تے ہیں اور جانور کچھ سوچے بچے بغیر غروں میں گھر کر موت کا مارا ہو جاتا ہے۔“

”مجھے کیا یاد رکھنا چاہیے؟“ میں نے آہستہ سے اس سے دریافت کیا۔

”صرف یہ کہ تم جن حالات سے دوچار ہو اس کا کچھ اندازہ ہو گیا ہے۔ درخشاں نے سنجیدگی اختیار کر لی۔ تم مجھے خوش فہمی سے لے کر تنہا ہو کر دکھیل رہے ہو وہ میرے لیے زیادہ تکلیف دہ رازیت رکھتا ہے۔ تم ہی کی خوش فہمی کرتے ہو کہ مجھے حالات سے بے خبر کیا جائے لیکن یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ ہمارے دشمن جب انہیں مشترک ہیں۔ وہ اگر کھتا ہے اور پسوں کا ایک ایک ٹکڑا کر دینا چاہتے ہیں تو بھلا مجھے چین سے کیسے دیکھ سکتے ہیں۔

”درخشاں! میری زندگی میری روح۔“

میں نے اپنے اختیار درخشاں کو بازوؤں میں سمیٹ کر اپنے دل کی گلاٹوں میں چھپا لیا۔ ٹیلی فون کا ذکر کرتے ہی میرے دل اڑھکیں ایک طاقت تیز ہو گئیں مجھے خود اپنی مصروفیت پر لگ گیا۔ درخشاں کا نام میریوں سے دور رکھنے کی خاطر میں نے

دلاؤ و مرزا کو محض بے ہوش باکرہ دلوان جی کی جو حالت ہوئی تھی وہ بھی میرے ذہن میں محفوظ رہی۔

رات کے کھانے پر بھی کیکلش اور درخشاں کے درمیان شادی کا معاملہ دوبارہ چھڑ گیا۔ جبکہ نے موقع غنیمت دیکھ کر درخشاں کی حمایت میں بولنا شروع کر دیا۔ میرا خیال تھا کہ درخشاں کے ذہن سے وہ بوجھ اتر گیا ہوگا جو تکلیف کیکلش کو سوجھ دیکر کڑا رہا تھا لیکن میری خوش فہمی تھی۔ کیکلش نے فارغ ہو کر کچھ دیر تک ہم ڈراما سنگ دم میں بیٹھے غرض کیاں کرتے رہے اور پھر جب خواب کا دین سوئے کے اراٹے سے گئے اور باس تبدیل کر کے بستر پر لیٹے تو درخشاں نے کچھ دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد مجھے بڑے پیارا اور اپنا نیت سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”جمال! کیا تم مجھے دل سے مجھے اپنا دوست اور بہنو سمجھتے ہو؟“

”درخشاں! میں نے جو کہ کر اسے وضاحت دلائی وہ اس سے دیکھی تھی تم کیا کہہ رہی ہو۔ کیا تم کو میری محبت اور چاہت پر اعتماد نہیں رہا؟“

”جو چیز ایک محقرہ حد سے تجاوز کر جائے وہ پریشانی اور الجھن کا باعث بن جاتی ہے۔ وہ نہایت سلیجے ہوئے انداز میں بولی۔ یہی حال محبت اور چاہت کا بھی ہے۔“

”میں حقاً راقصہ نہیں بھاؤ۔“

”مجھے صرف اتنا بتا دو جمال کہ کیا تم مجھے شریک زندگی اور شریک غم نہیں سمجھتے؟“

”خدا گواہ ہے درخشاں کہ میں تجھے دنیا میں سب سے زیادہ چاہتا ہوں اور سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔“

”اس کے باوجود وہ کہہ دو کہ تمنا بڑا سخت کر رہے ہو۔ وہ شکایت کرتے ہوئے بولی۔ یہی شریک غم ہوتی ہے مگر تم نے دنیا کے تمام غم کیلئے جھینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کیا تم اپنی زندگی کے ساتھ انصاف کر رہے ہو؟“

”وہ درخشاں۔“

”نہیں جمال! مجھے درمیان میں مت روکو جو کہ کتنا چاہتی ہوں کہ لینے دو۔ درخشاں نے تیزی سے کہا پھر ایک اداں دلوان سے پیسہ لے لے بالوں میں اپنی نرم و لطیف انگلیاں گھما کر ہوتی بولی۔

”دانشترؤں نے بھی یہی کہہ کر عورت اور مرد دو پہیوں کی طرح میں جو زندگی کی گاڑی کو مل کر سناٹا کھینچتے ہیں اگر ان میں سے ایک پر زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے تو گاڑی کا توازن بگڑ جاتا ہے اور وہ کسی وقت بھی اچانک ٹوٹ نکالے جانے کا شکار ہو سکتی ہے۔“

گھٹ کر قید ہو جانا کیا ان کی صحت کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے؟

”مجھے ان باتوں کا احساس ہے لیکن۔۔۔۔۔“

”محبت دار دنیا بڑوں کا شہرہ ہے۔ یہ کیکلش بولا۔ پھر کچھ سوچنا اور کہنا ہے جلدی کر ڈالو۔“

”درخشاں کی خاطر میں اپنی زندگی بھی ڈاؤن کر سکتا ہوں۔“

”جذباتی باتوں سے کام نہیں چلے گا۔ کیکلش نے بے گھرے

سینے کی کیکلش کی۔ دلاؤ و مرزا کا قتل دلوان جی کو بھڑکا کر کچھ کر گزینے پر کسانے کی خاطر کیا گیا ہے اس لیے ضروری ہے کہ پہلے دلوان جی کو بھی جانے کہ وہ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جو قانونی طور پر بھاری پوزیشن کر دے۔“

میں اپنی جگہ پلو بل کر وہ گیا۔ کیکلش نے بھی وہی سوچا تھا جو میرا خیال تھا۔ میں جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ درخشاں طانم کے ساتھ کافی کی شے محبت اور داخل ہوئی کیکلش نے جلدی سے ماحول کی گھنٹیں دور کرنے اور گھنٹہ گاہ بدلنے کی خاطر کہا۔ جھگڑا سے میری یہی دعا ہے کہ وہ آپ کو ایک چاند سا میٹھے۔“

”شکر ہے کہ آپ کی طبیعت اب پہلے سے بہتر نظر آ رہی ہے۔“

”درخشاں نے مسکرا کر کہا پھر کافی بنا کر ہمارے سامنے رکھتے ہیں۔“

”بولی۔ میرا خیال ہے کہ اب آپ کو اپنے باپے میں بھی سنجیدگی سے سوچنا چاہیے۔“

”میں پہلے میں کیکلش نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے بڑے انداز سے پوچھا۔“

”اپنے لیے ایک جیون ساتھی نکالنا شروع کرنے کے سلسلے میں درخشاں نے کہا۔ آخر کب تک مریضوں سے دل بھلاتے رہیں گے؟

”مشورہ تو نیک ہے لیکن میں جاں کو اپنے اوپر نہیں کا

موقع نہیں دینا چاہتا۔“

”میں کبھی نہیں پتہ درخشاں نے مصروفیت دریافت کیا۔“

”جھگڑا نے بے آپ جیسی منہ اور کول ہوئی عطا کر دی ہے۔ اگر میں مارا گیا تو یہ شخص میرا دنیا دو بھر کرے گا۔“

”یہ کیوں نہیں کہتے کہ آپ شادی کے بندھن سے بچنا چاہتے ہیں۔“

ادھر ادھر کی باتوں سے وقتی طور پر ماحول کی گھنٹیں دور ہو گئیں۔ درخشاں کیکلش کے ساتھ نوک جھوک میں لگی رہی اور میں دلاؤ و مرزا کے قتل کے نتائج کے بارے میں اور دلوان جی طرف سے اٹھانے جانے والے ممکنہ اقدامات کے سلسلے میں غور کرنا۔ میرا خیال تھا کہ دلاؤ و مرزا کی موت کی خبر دلوان جی کو جنونی حالت سے دوچار کر دے گی۔ لہذا اس کی موت کے وقت

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ سچ کہنے سے کبھی گریز نہ کرو کہ دروغ گوئی دنیا کی بدترین لعنت ہے جو انسان کو سیدھے راستے سے گمراہ کر کے ان راستوں کی طرف لے جاتی ہے جو تباہی و امرو بربادی کے ملتے ہیں۔

”گوئی تو لوگوں کے دہرے اپنے شبیہ کا اظہار ضرور کر دے گا“

میں نے جب تک گھوڑے دینے تلخ لہجے میں دریافت کیا۔

”ہاں۔ اگر مجھے نہ دریافت کیا گیا تو میں اپنے شبیہ کا اظہار کرنے میں ہچکچاہٹوں کا نہیں“

جب تک وہ لوگ جوانی بیری عروں میں ڈوٹے خون کی عدت بتر کر دی لیکن میں نے کسی جھلا ہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا۔ مجھے غریب مل تھا کہ پھانسی کے تختے پر بھی زندگی کا لالچ ہے کہ جب تک کراس کے مذہبی عقائد سے نہیں جھٹکا جا سکتا لڑنا میں نے اس سے بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا غصہ کرنے ہوئے یوں۔

”میں تمہیں کسی غلط بیانی کے لیے مجبور نہیں کروں گا لیکن آئنی و خراست ضرور کروں گا کہ جب تک تم سے براہ راست کوئی بات نہ پوچھی جائے تم اپنی زبان بند رکھو گے“

جب تک میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا اگلے لمحے غور سے دیکھا پھر سر جھکا کر اوپس چلا گیا۔ اس کی خاموشی اس بات کا اقرار تھی کہ وہ از خود اپنی زبان کھولنے سے گریز کرے گا۔

مجھے اس کی طرف اطمینان ہو گیا لیکن جو خبر اس نے مجھے سنا تھی وہ میری اچھوند میں اضافہ ذکر کر ہی تھی۔

ایک قانون دان ہونے کی حیثیت سے میرے لیے اس حادثے کے دونوں پہلو قابل غور تھے۔ جب تک لاش کے قریب پائی جانے والی جس ٹوپی پر اس شبیہ کا اظہار کیا تھا وہ دیوان جی کی ہے وہ کسی اورنگ بھی ہو سکتی تھی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ ناکالال اور اس کے گردگوں نے دیوان جی کو غیور ثابت کرنے کی خاطر ان کی ٹوپی کسی طرح چوری کر کے بدلے وادارت پر بطور ثبوت چھینک دی ہو اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ دیوان جی نے جی کا ماضی شاطراہ کا ناموں سے برسرِ تھکا از خود اپنی ایک نفا کی کے ذیلے قانون کو گرا کر کرنے کی کوشش کی ہو۔

جو شخص دن دہڑے تین آدمیوں کا ہول ناک قتل کرنے کی جرات کر سکتا تھا وہ اتنی طاقت کا متحجب نہیں ہو سکتا تھا کہ پھانسی کے چھندے کو اپنی گڈن میں ڈالنے کی خاطر ایک اہم ثبوت چھوڑ جاتا۔ پولیس میں تین شاہدوں کے بغیر شخص ایک ٹوپی کی بنیاد پر کسی کے خلاف قاتل ہونے کا الزام نہیں ثابت کر سکتی تھی۔

میرے ذہن میں مختلف باتیں آ رہی تھیں جب تک

ہو سکتا ہے کہ میرا مذہب غلط ہو لیکن یہ حقیقت اپنی ہے کہ عبادت گاہوں سے پھیلنے والوں کی سزا بڑی ہوتی ہے۔ یہ جیکب نے اپنے سینے پر صلیب کا نشان بتاتے کی ہے کہ انہاں جو دنیا میں قانون کی نظر میں سے بچ جاتے نہ انہاں کے دہرے و مجرم ہونے میں امدان کو بے نظیر ہاں سزاؤں سے دوچار کرتا ہے۔

میں نے علامہ دوست کے رنگوں کا کیا خیال ہے؟ میں نے ہونے دل سے پوچھا کیا کسی اور نے بھی اس بارے میں اس شبیہ کا اظہار کیا ہے کہ وہ دیوان جی

نہیں۔ میں نے کسی کو ایسا کہتے نہیں سنا لیکن ایک بات اس حادثے میں کسی نہ کسی مسلمان کا ہاتھ ضرور شامل ہے۔

میں نے اپنے تئیں کے ساتھ کیسے کہہ سکتے ہوئے میں نے تیز اڑا دیا۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ جو کچھ پتھاری نظروں نے اس کی ہندو ہی کا ہاتھ ہر اور اس حادثے کے ذیلے زور وازد فساد کو ہوا دینے کی کوشش کی ہو۔

پری دلیل معقول تھی جب تک ایک لمحے کو خاموش ہو

ایک کامیاب برسرِ طر کی حیثیت سے تم جس قدر قانونی فیوں سے واقف ہو وہ ایک عید حقیقت ہے۔ یہ کتاب ہے کہ تم نے اس حادثے کو جس نظر سے دیکھا ہے

بست ہو لیکن وہ ٹوٹی۔

وہی ٹوٹی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ اصل طاقت رنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں نے جب تک بات نہ ہوئے کہ تم اس کی طرح مجرم نے ایک تیر سے کہنے کی کوشش کی ہو۔

ہو سکتا ہے۔ محو دیوان جی سے پوچھ لینے میں بظاہر

بھی نہیں ہے۔

میں ضرور دریافت کروں گا لیکن تم اس سلسلے میں اپنی دیکھو گے۔ میں نے جب تک کو بارہ کرتے ہوئے کہہ کر لوگوں اس حادثے کے سلسلے میں جہ سے بھی رابطہ

ہاں تھا اور اشارہ سمجھ رہا ہوں میرے دوست لیکن مجھے اسے کہیں پتھاری بات نہیں مان سکتا۔

کیا مطلب؟

بادی ہونے کی حیثیت سے کچھ اخلاقی ذمہ داریاں مجھ پر نہ ہوتی ہیں۔ جب تک بھنگی کے سے کہنا دنیا کا مستقبل

جب موت برحق ہے تو پھر اس سے بھائی فضول ہے۔

”ہر مسلمان کا یہی مقصد ہے چھوٹے سرکاری لیکن مسلم۔“

کوئی چیز ہوتی ہے۔

”ہماری مصلحتیں ہمارے دشمنوں کو اور اچھل کو دیکھنا اس کا دل۔ وہ بے گناہوں کے خون سے ہونی چاہیے وہیں گے۔“

”خون بھی ریشاں نہیں جاتا۔ دنگ ضرور لگتا ہے۔“

جی نے دینی زبان میں کہا میں سے مشورے پر دو میں دن اور انتظار کر لیجیے۔ اس کے بعد آپ کو اختیار ہو گا۔

دیوان جی کے جانے کے بعد بھی میں بڑی دیر تک ہنر طور پر الجھتا رہا۔ ان کی گفتگو سے بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ دلاور مرزا کی موت کی خبر ابھی ان کے کانوں تک نہیں پہنچی لیکن نہ جانے کیوں میرا دل بار بار یہی کہتا تھا کہ انہیں اپنے دوست کی قربانی کا حال معلوم ہو چکا ہے۔ مجھے واقعات سے بے خبر رکھنے کے لیے دیوان جی نے بڑے مہر و مضطر سے کام لیا ہے اور یہ کہ اگر میرے دل کی دھڑکیں مجھے دھوکا دینے لگیں ہیں تو دیوان جی بہت جلد ایک بار پھر خان شہباز خان کے رقبے میں زندہ ہو جائیں گے۔

دن بھر میں بدلنے والے حالات کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا رہا لیکن شام کو جب تک نے چرچے سے واپسی پر مجھے جو خبر سنا اس نے مجھے چننے پر مجبور کر دیا۔ میں پچھلی پچھلی نظروں سے جب تک کو کھلے ہاتھ دیکھتا ہوں اس نے مجھے جس حادثے کی اطلاع دی تھی وہ کوئی معمولی حادثہ نہیں تھا۔

جب تک بیان کے مطابق کسی نے ہندوؤں کی ایک چھوٹی عبادت گاہ کو جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔ موقع وادارت پر زمین پر بجائیں کی لاش اس طرح ادھڑی ہوئی تھی کہ ان کا ہر ٹکڑا چاک تھا۔ آئین جسم سے باہر بڑی پھین ادا کے ذراؤں کے دونوں ہاتھ کاٹ کر میز پر رکھ دیے گئے تھے۔ لاشوں کے قریب ایک ٹوپی بھی ملی تھی اور جب تک کا خیال تھا کہ وہ ٹوپی کسی اور کی نہیں دیوان جی کی تھی جسے وہ بارہ دیوان جی کے استعمال میں دیکھ چکا تھا۔

”تمہیں اس حادثے کی اطلاع کیسے ملی؟ میں نے جب تک سے سوال کیا۔

”چرچے سے واپسی پر وہ مندر میرے رستے میں پڑتا ہے جہاں یہ ہول ناک حادثہ پیش آیا ہے۔ میں نے خود اپنی گناہ گار آنکھوں سے سب کچھ دیکھا ہے۔“

”کیا تمہیں یقین ہے کہ لاشوں کے قریب پائی جانے والی ٹوپی دیوان جی کی ہے؟“

”انہیں ایک بات کا علم ہو چکا ہے۔ میں نے تیزی سے کہا۔ میرے دشمنوں نے خون کے ذیلے درخشش کو سب کچھ بتا دیا ہے۔ وہ ہیں میں دسکوں سے نہیں بچنے دیں گے۔“

”پھر بھی موجودہ حالات میں آپ کا کوئی سے قدم باہر نہ کرنا مناسب نہ ہو گا۔ دیوان جی کا ہاتھ ملنے ہوئے ہوئے۔“

”صرف دو دن اور میرے لیے چھوٹے سرکار۔“

”اس کے بعد کیا ہو گا؟“

”میں نے آپ سے پوچھے بغیر دلاور مرزا کو حالات کے پیش نظر آزاد آباد روانہ کر دیا ہے۔ دیوان جی نے اس بار بڑی بھنگی کے کہنا کہ لوہے کو کاٹنے کے لیے لوہے کا استعمال اب ضروری ہو گیا ہے۔“

”جتنی چارلس صبح شام میں یہاں پہنچنے والا ہے وہ آگیا تو پھر بارہ کی چوٹ ہے گی۔“

”آپ نے دلاور مرزا کی بھی کوئی خبر نہ لی؟ میں نے روانی میں پوچھ لیا۔ پھر بات بناتے ہوئے بولا۔ میرا مطلب ہے کہ اگر ہمارے دشمن شیطانی طاقتوں سے سبب ہیں تو وہ دلاور مرزا کو برصغیر پر بھی تک پہنچنے سے رکھنے کی کوشش کریں گے۔“

”فعلوں کی مضبوطی کی خاطر اس کی بنیادوں میں انسانی خون کا استعمال بڑی پرانی بات ہے چھوٹے سرکار۔“

دیوان جی نے مٹھیاں جھینک کر سر آواز میں جواب دیا۔ دلاور مرزا میرا لنگوٹیا ہے۔ بات دشمن بھی جانتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ خان شہباز خان اگر وہ زندہ ہو گیا تو انہیں بھگے راستہ نہیں ملے گا۔

”کیا آپ کو یقین ہے کہ دلاور مرزا کامیاب واپس لوٹے گا؟ میں نے مضطرب انداز میں سوال کیا۔

”کامیابی اور ناکامی اور ہر والے کے اختیار کی بات ہے۔ مالک۔ بندے کا کام تو صرف کوشش کرنا ہے۔“

میں نے دیوان جی کو کہنے کی خاطر مختلف پہلو آزمائے لیکن باتو انہیں دلاور مرزا کے سلسلے میں کوئی مل نہیں تھا یا پھر وہ کسی خاص مصلحت کے پیش نظر اس شخص پر کڑے ہوئے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے جو ایک کوشش کے ذیلے مجھے مل چکی تھی۔ ایک بار میں نے سوچا کہ جی کرنا کہ دیوان جی کو بتا دوں کہ وہ اپنے جس عزیز دوست کا انتظار کر رہے ہیں وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے لیکن میں نے اس بار کرنے سے گریز کیا۔ اگر ابھی تک دیوان جی کو — دلاور مرزا کے جوت ناک انجام کی اطلاع نہیں ملتی تھی تو میں وہ خبر نہ کران کے دل کو نہیں نہیں بچا چاہتا تھا۔ پچھلے دنوں میں نے درمیان راستہ اختیار کر کے کہنا۔

”دیوان جی! درخشش نے مجھے یہی مشورہ دیا ہے کہ

میں حسرت بھری نظروں سے انھیں دیکھتا رہا۔ کیلاش عارف کو ملے کہ باہر نکلیا۔ غائبانہ دلیان جی کی حالت بالے میں تفصیل معلوم کرنے گیا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس اس کے پاس پہنچا۔ اس کی سلسلہ تھی۔

”کیلاش! میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے مرگ ڈاکٹر عارف کا کیا خیال ہے؟“
”زخم خائے تشویش ناک ہیں لیکن ہمیں ناامید نہ چاہیے۔ کیلاش نے آہستہ سے کہا: اگلے دو تالیس گھنٹے کے لیے بے حد محنت ہوں گے اس کے بعد ہی یقین کے کچھ کما جائے گا۔“

”کیلاش! میں نے زندگی آواز میں کہا: تم جانے دلیان جی کے اسانات میں سے خاندان پر بے حساب ہر خدا نخواستہ انھیں کچھ ہو گیا تو میں خود کو بالکل تباہ و برباد ہمت سے کام لوں گا۔ کیلاش نے سمجھے ولاس آہستہ سے ہاتھ پیر کر کے سے باہر لے آیا۔

”تم گواہ ہو کہ میرے دشمن جس حد سے تباہ و برباد ہوتے ہیں۔ میں نے کیلاش کے کہے ہیں آئے کے بعد خود پر پانے ہوئے کہا: اگر درخشش کا خیال لاسی نہ ہوتا تو شاید سب کچھ نہ ہوتا جواب ہوتا ہے۔“

”میں تمہاری پریشانی سمجھ رہا ہوں لیکن وہ جو حقیقت دشمن ہیں انہی سے بچو۔“

”اگر میں نے بھی انھوں پر پٹی باندھ لی تو کیا ہوگا؟“
”میں یقین اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔“ کیلاش نے کہا۔
”میرا خیال ہے کہ تمہیں پہلی فرصت میں دلیان جی کے پاس پہنچنے والے حادثے کی اطلاع پولیس میں درج کر دینا چاہیے۔ تم شاید بھول رہے ہو کہ آئندہ کار مشورہ ہی سے بندہ اور پیر کا ش کا ساتھ دے رہا ہے کیلاش سے کسی انصاف توقع کی جا سکتی ہے۔“

”کاغذات کی خانہ پر ہی ہر حال ضروری ہے۔“
”ضروری تو یہ بھی ہے کیلاش کہ میں دلیان جی کا لینے کی خاطر ان دشمنوں کے سینے چھینی کروں جو مجھ پر زیادہ عذاب کیے ہوئے ہیں۔ میں نے جذباتی انداز میں کہا: جو ہونا ہے ایک ہی بار ہو جائے۔“

”تم میرے بڑے بھائی کی فائزوں کے تقاضوں کو مجھ سے زیادہ سمجھتے ہو لیکن میرا خیال ہے کہ تمہیں صبر و سکون سے کام لینا چاہیے۔“
”وہ ہماری موت کے خواہاں ہیں۔“
”تمہیں خود سے زیادہ اپنی بیوی کا خیال رکھنا چاہیے۔“

میں حادثے کی اطلاع دی تھی وہ میرے لیے اس اعتبار سے بھی اہم تھا کہ میرے علاقے میں اس واردات سے اشتعال پھیل سکتا تھا۔ مجھے دلیان جی کی شخصیت ایک اعتبار سے مشکوک بھی نظر آ رہی تھی۔ انھوں نے صبح مجھ سے کہا تھا کہ خون بھی لاپتہ نہیں جاتا۔ اپنا ڈنگ ضرور لاتا ہے۔ اس وقت میں نے اس جیلے پر کوئی غور نہیں کیا تھا لیکن اس وقت میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ دلیان جی کو دلاور مزاج کے انجام کی خبر مل چکی تھی۔ انھوں نے مجھے محض اس لیے تارکی میں لکھنے کی کوشش کی کہ میں انھیں کسی سخت جبرانی کالوائی سے باز رہنے کی تاکید نہ کر سکوں۔

درخشش کو حالات کا علم ہوا تو وہ بھی سہم گئی کشت و خوں اور دنگ خاد کی اور بات تھی لیکن نہ ہی تقدس کی پامالی پر دل کو گراں دکھانے کے مترادف ہو سکتی تھی۔ اور یہی ہوا جس کی اطلاع مجھے کیلاش نے اسپتال سے واپس پہنچائی۔ ایک طرف کے کچھ مشتعل افراد نے ایک مسجد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور اس میں محنت میں پیش آگاہ کہ تشدید کر دیا۔

حالات جتنی تیزی سے سنگین صورت اختیار کر گئے تھے مجھے اس کی امید نہیں تھی اور ابھی میں کیلاش اور درخشش کے ساتھ بیٹھا اس منظر کا مکمل حاصل سوچ رہا تھا کہ فون پر مجھے ایک نئے حادثے کی اطلاع ملی۔ دلیان جی کے مکان کو آگ لگا دی گئی تھی ان کا سارا اثاثہ فعلی علیٰ ذہن ہو گیا تھا۔ وہ خود زخمی حالت میں اسپتال میں پہنچ گئے۔ فون پر جو کیلاش کے اسپتال سے ڈاکٹر عارف نے کیا تھا اس لیے اس میں کسی شک شبہ کی گنجائش نہیں تھی البتہ اس حادثے کی اطلاع نے مجھے بھی بے پروا کر دیا۔ دلیان جی کی خدمت بہر حال تھیں اس لیے میں درخشش کے مشورے پر تمام احتیاط اور مصلحتیں بالائے طاقت رکھ کر کیلاش کے ہمراہ اسپتال کی طرف روانہ ہو گیا۔

ڈاکٹر عارف نے ہماری رہنمائی اس کمرے تک کر دی جہاں دلیان جی بیچوں میں لیٹے ہوئے ایک بستر پر بے تحاشہ واکٹر عارف کے بیان کے مطابق ان کے جسم پر بے شمار زخم آئے تھے اور کچھ جگہ آگ میں برسی طرح جلنے لگے تھے لیکن اس کے باوجود ان کے لبوں سے کوئی کراہ نہیں بلند ہوئی تھی۔

میں نے دلیان جی کو اس حالت میں دیکھا تو میری آنکھیں جبراً نہیں وہ بستر پر تپا انھیں بند کیے بے حس و حرکت لیٹے تھے۔ سر اور ہاتھ کے بائیں طرف ہتھ پڑے بندھا ہوا تھا۔

نہیں بولا۔ موجودہ حالات میں مجاہدی کو کتنا ہی شدید ضرورت اسی خیال نے مجھے بزدل بنا دیا ہے۔ میں نے ہاتھ ہونے کہا۔

”آؤ۔ واپس چل جاتے ہیں۔ کیلاش نے اٹھتے ہوئے دلیان جی کی طرف سے مطمئن دیکھا انھیں یہاں ہماری ٹی میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ میں نے ڈاکٹر کو بھی تاکید کر دی ہے۔“

کیلاش نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ اسپتال میں میری وجہ سے جی کے کسی کام نہیں آ سکتی تھی میں نے شاید حرجی سے ہر حال کا غلطی کی تھی درخشش کے لیے ایک معمولی ذہنی جی نقصان وہ ثابت ہو سکتا تھا۔ حرجی سے میری غیر یہی اس کے لیے یقیناً پریشان کن تھی لیکن دلیان جی بات کے عموماً اس نے مجھے کیلاش کے ساتھ آنے آتے دی تھی۔ ہر حال میں کیلاش کے مشورے کھڑا ہوا۔

میری حالت اس وقت بھی ایسے زخمی دہشتے سے مختلف تھی جسے حال میں پہچانی کے لیے کہہ دیا گیا۔ ہوا ایک طرف کی کی محدود کشش حالت مجھے دشمنوں سے انتقام لینے پر تھی اور دوسری طرف درخشش کا خیال میرے ذہنوں کی جگہ لیتا تھا۔

میں اپنے خیالات سے الگ ہوتا اسپتال سے باہر نکلا تو میرے ہاتھ میں ایک گولہ لگا گئے، کیلاش کی گاڑی کے پینڈت اوم پر کاش اور پکادی نام لال کے علاوہ ایک گاڑی بھی موجود تھا جو سب سے آگے سینے تانے کھڑا تھے۔ ناچاری نظروں سے گھوم رہا تھا۔ غائبانہ اور جدوجہد کا لائش مبارک تھا۔ میری ہلاکت کی خاطر حسین آباد ماحول دی گئی تھی۔

دلیان جی نے مجھے اس کا یہی نام بتایا تھا۔

”میری مقاب کا سفر ہماری تھا۔“

لاسا اور واپس کے پرستار اور بھائی ایک انجامے جاز کے دلوں پر جو خوش طاری کیا تھا وہ رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا۔ لپکان کی محنت ملی اور کیلاش کے بیان نے اکثر لوگوں بات کا یقین دلایا کہ لاسا کے کہیں میں گئے والی گنگ مار جانے کے سبب بھڑکی تھی۔

میرے دشمنوں کا جرم ہم ہوا۔ بے حد محنت تاکت ہوئی لیکن جبکہ کو خاص طور پر اس بات کی بے حد خوشی تھی کہ رپائے نجات مل گئی۔ میں نے اسے بار بار مجھانے کی کوشش کی کہ وہ اپنی شخصیت کو مسخ کر کے پریش کرنے میں کیلاش نے ایک اہم کردار ادا کیا تھا لیکن ان تمام یقین دہانیوں کے باوجود جبکہ بہتر سراسر اسے پامال ہوا کہ وہ کردار کے اعتبار سے قابل ہر دوسرے محنت نہیں تھی اور نہ وہ رہتی تو نہ جانے کتنے ہیے سانس اور ایک لوگوں کی پارسائی خطہ میں پڑ جاتی۔

میں شام کے وقت اپنے کہیں سے نکل کر وٹے پر چل تھی کرنے میں مصروف تھا کہ جبکہ وہ نہانا ہوا تیزی سے میرے قریب آکر لک گیا۔ مجھے اسے دیکھ کر حیرت ہوئی اس لیے کہ وہ شام نہایت سانی اور خوب صورت تھی لیکن میری کہیں بھی اس روز بے حد پرسکون نظر آ رہی تھیں لیکن جبکہ چکر پر جو آثارات موجود تھے وہ کسی آنے والے طوفان کا پیشہ خیمہ لگتا تھا۔ میں نے پہلی نظر میں ہی خیال کیا کہ شاید میرے ایک سوتے لینے کی وجہ سے وہ ابھی تک اس مندی کا شکار ہے لیکن غور سے دیکھنے پر مجھے اپنے خیال کی تردید کرنا پڑی۔

جس انداز میں وہ بار بار اپنا چلا ہونٹ دانتوں تلے کاٹ رہا تھا اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ سب معمول وہ بھی کیلاش سے کسی بات پر اچھ گیا ہے ان دونوں میں فحاشی کا بھی پھپھتی تھی۔ میں یہاں یہ بھی بتا دوں کہ اگر کیلاش اور جبکہ یہ سہرا فقیہ اوم ہم سفر نہ ہوتے تو شاید میں درخشش کی کوشش کے اختتام میں سمدی سفر کو زیادہ دنوں تک جاری نہ رکھ پاتا اور بہت جلد گناہت کا شکار ہو کر کسی بندہ کا گہرہ اجاگ بھری مقاب اداس کے ملے کا حساب باقی کر کے انھیں واپس کر دیتا اور خود کسی دور دراز علاقے میں سکونت اختیار کر کے گوشہ نشین ہو جاتا لیکن کیلاش اور جبکہ کی دل چپ چھڑ پھڑاتے سفر کو خاصا خوش گزار بنا دیتا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے بہترین دوست ہونے کے باوجود اکثر ذرا مذاق بات پر دست و گریبان ہونے کی حد تک بھڑک اٹھتے اور اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی کہ جبکہ خوش فقیہ اوم دھولوں کا مالک تھا اور مذاق میں بھی کوئی ایسی بات تسلیم کر لینے کا عادی نہیں تھا جو اس کے مسک سے بھٹکائے نہ سبب بن سکتی کیلاش اس کی کمزوری سے بخوبی واقف تھا چنانچہ وہ اکثر جبکہ بھڑکانے کی خاطر کوئی ایسا مسد چھپڑ دیتا تھا جو جبکہ بے لیاہت وہ میں بھڑکائی تھی کہ مترادف ہوتا۔ ایسے موضوع پر کیلاش بھی اپنے اوپر اتنی

گری بنید کی مسلط گلیا کو واقعی نقص اس کا خطرہ دیکھیں ہو جاتا اور ایسے موقعوں پر ہمیشہ مجھے ثالث کی حیثیت سے دونوں کے درمیان صلح صفائی کرنا پڑتی۔

اس وقت بھی مجھے جیکب کے جیسے بڑے بڑے والی زبرد کی کیفیت کی نسبت پر یکدش کی شخصیت اور اس کی شرارت کا فریاد آ رہی تھی۔ میں نے خودی طور پر استغناء مناسب نہیں سمجھا تھا۔ ہوا دیکھ کے قریب آ گیا، ہاتھ اٹھا کر بین نظر ہوئے ایک طویل آنکھ لائی لی اور تاحد نظر پھیلے مجھے نیکیوں سمیت کو دیکھتا ہوا ہوا۔

دش کا یہ سہانا منظر کس قدر دل فریب اور صوفیافز ہے۔ جیکب نے کوئی جواب نہیں دیا، بدستور منہ پھیلانے لگا اور باطنی اگر موسم یوں ہی سا زکا رہنے اور طوفان کی بدترین شدت میں سر نہ اچھا دیں تو سندھی سفر کا لطف ہوا ہوتا ہے۔ جیکب نے اس بار بھی خاموشی پر قرار لکھی البتہ اس کے ہونٹ بدلتے گئے۔ انداز کچھ ایسا ہی تھا جیسے آتش نشان پھٹنے سے پیشتر اس کے دہانے پر بھی مٹی نے آہستہ آہستہ لاؤ گے اپنے کے لیے جگہ بنانا شروع کر دی ہو۔ میں نے قدم سے بچیدگی سے پرہیز کیا۔

”کیا بات ہے؟ تم اس قدر حسین اور خوش گوار موسم کے باوجود....“

”جمال! جیکب ایک دم بول پڑا۔ ہنسنے لگا کہ تم اسے سمجھا لو۔ نہ میں اگلی کسی بندہ کا ہے اپنا سفر ترک کر کے دلپس لوٹ جاؤں۔“

”اب کیا بات ہے؟ تم میں نے دریافت کیا۔“ روپا تو سمجھ رہی ہے۔

”لیکن اس کے جسم کی ہلک مرچن کیلکاش کو کونسی ہونی چھوید کر لگ دینے سے چھوٹی محسوس ہوتی ہے۔ جیکب نے تلملنے لگے جواب دیا۔ اس کا کہنا ہے کہ پچھلیں روپا کے منہ شریکو بڑبڑ کو کہ اور زیادہ لذت ہو گئی ہیں۔“

”کیلکاش نے مذاق کیا ہو گا۔“

”مگر میں اس قسم کے بے ہودہ مذاق کا عادی نہیں ہوں۔“

”ایک منہ تو بے ہوشی میں نے اپنی مسکراہٹوں پر بتا دیا ہے۔“

”میں نے کہا کہ تم منہ کی چھویدوں کا استعمال نہ کرو۔“ روپا کے جسم کی خوشبو تھیں پریشان نہیں کرے گی۔

”اس کے ذکر کی ضرورت ہی کیلئے ہے جیکب نے ہلکا کر دیا۔“

”روپا میں جیسے آزاد ہو جاتا ہوں تو خاک کی بدن کی اپنی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔“

”وہ منہ بھلی ہیں، مینا کے نام غنی خزانوں کے پوشیدہ راز بتا سکتی ہے۔ سبے حاصل کرنے کے بعد ہمارے پاس زرد جوہر کا اتنا ڈھیر سارا انبار جمع ہو جائے گا کہ ہم بہ آسانی اس کے بوجھ سے دب کر اور گھٹ گھٹ کر نہایت کرب ناک اور اذیت ناک موت مر سکتے ہیں۔“ جیکب نے جلد بچھے اتنا میں جھلا کر کیلکاش کا جلد مکمل کیا تو میں اپنی ہنسی پر تاحد نظر ہوا۔ یہ اہد بات ہے کہ جیکب جو نہ کیلکاش کی طرف متوجہ تھا اس لیے میری مسکراہٹ نہ دیکھ سکا وہ اس کا بھوکا اٹھنا لگتی تھی۔

”میں تم سے نہیں۔ جمال سے مخاطب ہوں۔ کیلکاش نے سنجیدگی سے کہا۔“

”اور میں بھی تم کو نہیں بلکہ جمال کو۔“ یاد کرنا چاہتا ہوں کہ کہ ہم اسی طرح محسوس اور محروم ہائوں میں اچھے لے کر تباہی اور بربادی کے سوا، ہمیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔“ جیکب نے سمندر کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ یہی خاموش سمندر جواب دہگ کی بھلی اگل سکتا ہے۔ ہول ناک اور ہلاکت خیز طوفانوں کو جنم دے کر بھری عذاب کو بھی تنگ کی طرح غرق آب کر سکتا ہے۔

”ایسی صورت میں ہم سب بھی بھلیوں کی غواگن ثابت ہو گئے۔“

”موت ہر سب سے اس لیے موت سے نہیں ڈرتا۔“

”لیکن ایک بار وہ موت کے تکرر سے بھاری جان نکلے گئی ہے۔ کیلکاش نے کہا۔ کیا تمہیں اس مجبور نے پس اور سینہ جیل دوشیزہ کو پکڑ کر ترس نہیں آتا جو جوانی کی امنگیں اور وارو کی حسیں اپنے منہ شریک میں سینے سے جڑے شعلوں کی غذا بن گئی؟“

”فرد نے چاہا تو اس کی روح بھی روز قیامت تک تین حالات کا شکار رہی ہے گی۔“ جیکب نے آسمان پر ایک نظر ڈالتے ہوئے نہایت مختصر سے جواب دیا۔ چہرہ مجھے گھوٹا ہوا تیزی سے پلٹا اور ہونٹ چپا ہوا اپنے کہیں کی جانب اٹس لوٹ گیا۔

”کہیں تم نے اس غریب کا اظہار بند کر رکھا ہے؟“ جیکب کے جانے کے بعد میں نے کیلکاش سے کہا۔ وہ دہ دہانے کا نام سے بھی ارجح ہو گیا ہے۔“

”میرا خیال ہے جیکب اگر جانے پہلے نہ ہوتا تو ہمارا یہ سفر بڑا بڑا دلچسپ اور مشکاب ثابت ہوتا۔“

”لیکن اسے اتنا زیادہ تنگ بھی نہ کر کہ وہ خود کشی پر آمادہ ہو کر سمندر میں پھلا لنگ لگا دے۔“

”ناکس سمندر کی تھوں میں روپا کے جسم کی موجودگی کا تصدیق ہی اسے خود کشی کے ارادے سے باز رکھنے کے لیے بہت کافی ہوگا۔“

”میرا خیال ہے کہ وہ ہمارے بات مان لے گا؟“

”جھے گھوٹے ہوئے سوال کیا پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے اس مرد نے جنم کسب ہو جانے والی اس قابل نفرت ت کو میری چوہنا لیا ہے۔ آج میں نے قسم کھ لی ہے کہ کے جسم کے بدترین نقصانے پیش نظر دوبارہ مجھے بھلی کی دوش کو ہاتھ بھی نہیں لگائے گا لیکن یہ سلسلہ اگر اسی طرح ی رہا اور وہ احمق مرچن اس محسوس موت کے جسم کی بدو غواہوں کو دوسرے لہجہ دکھانوں اور دوشوں سے تعبیر کرنا رکھے فاقوں کی نوبت بھی آ سکتی ہے۔“

”میں جیکب کو جواب دینا چاہتا تھا۔ اس کی دل چسپ مائی دہ سے مجھے اپنی بے ساختہ مسکراہٹوں پر تاجو پانا فساد و شر اور محسوس ہو رہا تھا۔“ جیکب کیلکاش کے آہانے پر جان بچ گئی۔ میں نے اپنی توجہ کیلکاش کی جانب ال کر دی جو اس وقت بظاہر بے حد سنجیدہ اور بڑا باروڈ نظر آ رہا تھا۔

”جیکب اسے قریب آتے دیکھ تو ہونٹ کاٹنے ہوئے نفرت پانہ نہ دوسری جانب کر لیا۔“

”جمال! کیا تم نے کپتان ایشلے کو کہیں دیکھا ہے۔“ کیلکاش کیلک کی موجودگی کو کچھ نظر انداز کرتے ہوئے مجھے مخاطب کیا۔

”کہیں؟“ جیکب نے اچانک بحری کپتان کا خیال طرح پر آگیا۔

”میں ایشلے کو پچھلیوں کے شکار پر آمادہ کرنا چاہتا ہوں۔“

”کیلکاش! ایشلے میں تم سے درخواست....“

”تم میرے خزانوں کی تعبیر نہیں سمجھ سکتے۔“ کیلکاش نے سکھائے سے مجھے خاموش رہنے کی تاکہ کی اور میرا جملہ ہوئے تیزی سے بولا۔ میں نے اچھی کچھ دیر پیشتر کیلکاش مارنے وقت ایک نہایت سنجیدہ خواب دیکھا ہے۔ اگر نہ روپا کے جسم کی سیاد رنگ کی پھل کی حاصل کرنے میں کامیاب لیکن تو ہمارے سفر کی تمام مشکلات یکدم ختم ہو سکتی ہیں۔

”کچھ ہونے کو ملے کی زینت حال پھلی کے ذریعہ حیرت انگیز باتیں ماروں پوری کر سکتے ہیں اور....“



دی مرنے کا وجہ ایک مردہ عورت کے تصور سے خوف نہ
ہیں بھی بزدلی پر اس کے کسی کوشش کر رہے ہو۔
"جان! یہ جیکب میری طرف دیکھتے ہوئے منجید کی ہے۔
اس احمق سرخ کو میری بات کا مقصد سمجھنے کی کوشش
نہ ہو۔
"میرزا! یہ کہ اس وقت ہم اگر اس بے مقصد بحث کو ختم
کر لیں تو اس کا فائدہ انداز میں تو زیادہ مناسب ہوگا۔
"یہ بات سمجھنے کی خاطر مشورہ دیا۔ مرنے کی شدت کو
کھینچنے کے بغیر وہ دھکی کافی یقیناً ہلے اسے اسباب پر خوش گزار
لائے گی۔

کیا کاشن نے میرے مشورے کی تائید میں آواز بلند کی تو
فارسش ہو گیا۔ بات آئی گئی ہو گئی لیکن اگر اس رات ہم
جیکب کا مشورہ مان لیا ہوتا تو شاید میں اس خوفی اور شرمناک
سات سے نجات مل جاتی جن کی بھولی بھری یادیں اب بھی میرے
اگے دھکے دھکے کر رہی ہیں۔

پہرے میں جس رات کا ذکر کر رہا ہوں اس رات جیکب
خفت شب گزرنے کے بعد میرے کمرے کے دروازے پر
لمبی سی میٹھی میٹھی غنڈہ کی حالت سے ہوجا رہا تھا۔ دنگ کی آواز
نہ کر کے میری سوچا کرش یاد وہ جب ہوگا جو کبھی میں مجھے
مارا پھر اپنے مشورے سے توڑنے کے لیے آیا ہوگا۔ جیکب
اسا کی میٹھی میٹھی آواز وغیرہ جی جی بات وہ اتنی رات گئے
رے کرنا چاہتا تھا وہ میرے جی اکیلے میں ہر سستی تھی چنانچہ
اس نے دنگ کی آواز کو نظر انداز کر دیا میرے جھوٹے غصے کو
لے کر دنگ کی آواز بلند ہوتی رہی تو میں اٹھ کر مجھ پر ہوجا۔
ساتھ چروں کی بنا پر میں نے اطمینان کیا، اپنا آتش کھڑا
لیے کے نیچے سے نکال کر جیکب میں ڈالا اور اچھ کر دوا زہ
دل دیا میرے سامنے جیکب کے بجائے جیکب موجود تھا۔
"تم تو میں نے جیکب کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا۔
مجھے افسوس ہے میرے محرم کو میں نے اتنی رات گئے
پکڑ لیا۔
"انہ آجائے تو میں نے بے پروائی سے بات کاٹنے میں
لگا پھر جیکب کے کہیں میں آجائے کے بعد دوا زہ بند کر دیا اور
ماوروشی سے لیٹر پر نیم دانا ہو کر اسے وضاحت طلب نظروں سے
گھورتے ہوئے بولا۔ اب کہہ تو تم نے اتنی رات گئے کیسے زہمت کی؟
"کل صبح ہمارا جانا چاہیے اس لیے پھر دوا زہ بند ہوگا۔
جیکب نے دنی زبان میں کہا۔
"یہ اطلاع ہمیں کپتان ایٹلے سے مل چکی ہے۔ میں نے

سپاٹ لیے ہیں جواب دیا۔
"میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو آپ شاید ابھی تک مجھ سے
کچھ مخفی ہیں۔ جیکب بولا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں
کسی مرتبے پر بھی دیدہ و دانستہ کوئی حرکت ایسی نہیں کی جواب کی
تعلیل کا سبب بن سکتی۔
"کیا تم نے اس وقت مجھ سے یہ بات کہنے کی خاطر مجھے نیند
سے بیدار کیا ہے؟
"میں ایک بار پھر معافی کا خواست گار ہوں لیکن...
"جیکب! میں نے یہ تیزی سے اس کی بات کاٹنے سے منع کیا۔
"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ تم اپنا اور میرا وقت ضائع کرنے کے
بجائے کھن کر دو لوگ وہ بات بیان کر دو جو یقیناً اتنی رات گئے
میرے کہیں تک لے آئی ہے؟
"جیکب نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا، ایک لمحے محاش
دلا پھر منجید کی سے بولا۔
"ہو سکتا ہے کہ آپ کو میرا مشورہ عجیب لگے لیکن اس کے
باد جو میں آپ سے یہی درخواست کروں گا کہ آپ میرا کلاش
اور فائدہ جیکب کو اپنے ساتھ سے لے کر دیکھ کر اسے مزید مناسب
ہوگا۔
"کیا مطلب؟ میں نے چونکتے ہوئے کہا۔
"کیسے ہو؟
"میرا مقصد وہ نہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں۔ جیکب نے مددی
سے اپنا مقدم بیان کرتے ہوئے کہا: "دماغ میں یہ کتنا چاہ رہا
تھا کہ آپ مجھے مناسف کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔
"بہت خوب! میں نے جیکب کے چہرے کے تاثرات کو
بنوڑ محسوس کرتے ہوئے جواب دیا۔ تو باقی تمام بات دھوکوں کی آڑ لے کر
مجھے کوئی تھی کافی مسئلے کی غرض سے آئے ہو۔
"کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں وقت سے پہلے جان نہیں

ہماری دماغی جھجک متعلق دل چاہیے گفتگو کا سلسلہ
زیادہ دیر تک برقرار نہ رہ سکا۔ جیسی عقاب کے بڑے بڑے پرنگال
کپتان ایٹلے کے آجائے کی وجہ سے مومنت تبدیل ہو گیا اور ہم
اپنے آئندہ سفر کے بارے میں تجویز کا کپتان سے باتیں کرنے گئے
جس نے ہمیں یہ خوشخبری بھی سنائی کہ ہم درود زبند ایک
نئے ساحل پر ننگرا نازہ ہوں گے۔

۵

اجا (APIA) کی بند گاہ تک کوئی ایسا قابل ذکر
واقعہ پیش نہیں آیا جو حتمہ نیک کیا جاسکے لیکن کئی شخصیت
میں وہ یقیناً کسی اہم راز سے واقف تھا لیکن جانے کیوں وہ
ان باتوں کو زبان تک لانے سے گریز کر رہا تھا۔
میں نے ایک آدھ بار اسے کہنے کی کوشش کی لیکن وہ
بڑی خوب صورتی سے میری بات ٹال گیا۔ اس نے مجھے یہی
باد کرانے کی کوشش کی کہ میرے سفر کے انجام کے بارے میں اس
نے بھی کوئی یقینی بات نہیں بتائی لیکن میں جیکب کی اس بات
کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا اس لیے کہ اگر وہ میرے سفر
کے انجام سے بے خبر ہوتا تو مجھے اس بات کا یقین دلانے کی
کوشش بھی نہ کرنا کہ اس سفر کے بہترین طرفان بھی مجھے یا میرے
ساتھ ہوں جو میرے سفر کے اختتام تک کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں
لیکن شخصی پرچنے کے بعد کیا ہوگا اور یہ کہ درختان مجھے دوبارہ
مل سکے یا نہیں۔ اس ضمن میں جیکب نے ممکن فراموشی اختیار کر
لی تھی اس کا کتنا کھرا کر دھوکے سے اسے بھی درختان اور میری
علاقہ کے مسئلے میں کوئی حتمی بات نہیں بتائی لیکن زبانی
کہوں مجھے یقین تھا کہ راجوں نے اسے تمام حالات سے آگاہ
کر دیا۔ میرے وہ کسی وجہ سے راجوں کی پیش گوئی زبان تک
لانے سے گریز نہ تھا۔

مجھے وہ رات آج بھی اسی طرح یاد ہے جب بحری عقاب کے
کپتان نے میں اگلی صبح اپنا کے ساحل پر اترنے کی خوشخبری
سنائی تھی وہ لوگ جو دروازے کے بحری سفر کر چکے ہیں اس بات
سے جیونی واقف ہوں گے کھلے سمندر میں آگیا نے والے حالات
کے جو کسی ساحل یا بند گاہ کی خوشخبری ان کے لیے کسی قدر مزید
کئی ہوتی ہے اور خاص طور پر بحری جہازوں کے طوفانوں سے متاثر ہونے
کے بعد جنگی کا تصور کتنا خوشگوار ثابت ہوتا ہے۔ میرے چنانچہ
ساتھ ہوں کوئی اگلی صبح جنگی پر اترنے کی اطلاع سے خوش نہیں
سے ہو سکتا کہ وہ۔
کپتان ایٹلے نے میں خوشخبری سنائی وہ بہت بڑی بحری سفر

کی آخری خوشخبری تھی کہ میں علم ہوتا کہ آئندہ ہمیں
قصر کے بول ٹاک اور قابل یقین حالات سے دوچار ہونا
کا تو کم از کم میں کیا کاشن کا جیکب کو اپنے ساتھ سفر جان
پر بھی مجبور نہ کرنا، لیکن نہ میں مستقبل میں پیش آنے والے
واقعات کا اندازہ تھا نہ ہی جیکب نے میں کوئی بات کھل
بتائی تھی البتہ جیکب نے مشورہ نہ دیا تھا کہ ہم اگر اپنے
بحری سفر ترک کر کے ہوائی راستے سے واپس لوٹ جائیں تو
مناسب ہوگا کہ کاشن نے وہ دریافت کی تو جیکب نے
جواب یا معقول دلیل پیش کر کے اسے فائدہ دیا لیکن اس
دھوکے سے کاشن تھا۔

میں دھوکے پر دھوکے میں رہی یہ کسی پراسرار علم کا بار
اپنے مشورے کی کوئی وجہ بتا سکیں لیکن یہ دلیل ہی گواہی
دے کہ اگر ہم نے ایک بار جنگی سپاٹ کرنے کے بعد دوبارہ
عقاب پر قدم رکھا تو مصیبتیں ابد پریشانیوں کا ماحول
جائیں گی۔

تمہارے اپنے زندگی کی جوارہ اختیار کی ہے وہ ہمارے
قابل غور ہے لیکن ابھی ہم اس مقام تک نہیں پہنچے کہ جوار
سے نکلنے والی ہر بات یقینی بن جاتی ہے۔ کلاش نے جیکب
تنبیہ کرتے ہوئے کہا: "البتہ میں ایسے بے شمار مذہبی شعبدہ باز
سے واقف ہوں جو نہ ہر گز ہم پر اوداس کی آڑ لے کر رہے ہوں
لوگوں کو نہ صرف ان کے داستانوں سے جھٹکاتے ہیں بلکہ
الٹی سیدھی باتیں کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں بعض اس
وہ دھوکے کو اپنی ذات بے صفات سے متاثر کر سکیں
میں بخاری اس بات کا برا نہیں مانوں گا اس لیے
تم جس قسم کے افراد کا ذکر کر رہے ہو ان کی کثیر تعداد ہمارے
درمیان موجود ہے اور ایسے ہی دھوکے باز قسم کے مذہبی رہنما
کی گراہی کے ذریعہ دھوکے میں جیکب خلافت توقع ہے۔
نئے انداز میں جواب دیا: "میں اس بات کا دھوکے بھی نہیں کر
میں جو کچھ کہتا ہوں وہ درست ہی ثابت ہوگا۔
"پھر تم کیا کہنے کی کوشش کر رہے ہو؟"

ایک بدمعاشی سا ویسی بات جو میرے دل میں تھی
تم لوگوں سے بیان کر دی ہے۔ ماننا یا نہ ماننا مجھے اختیار
ہے۔ جیکب نے کہا: "میں نے جو مشورہ دیا ہے اس میں ہرگز
واقعی فائدہ نہیں ہے۔
"لیکن میرے کہنے کے پس پردہ کوئی دھوکے دہی ضرور ہوتی
کیا کاشن نے جیکب کو کھینچنے کی خاطر منجید کی سے کہا: "چنانچہ
تم میں کسی معتدل دلیل سے نال کر دیا پھر اس بات کو تسلیم

ان نظروں میں شعلے بجھ چکے تھے لیکن پھر اس نے خود پتہ چاہ لیا۔

نہ، اس کے لباس کی تحریر ہی سرسراہٹ اور اس کے

www.PAKS

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

فرنچ اردورڈر

پروفیسر محمد اشرف قیمت: -/90

ہی کا اظہار کیا۔ میں نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے سنجیدگی سے کہا: کیا ان حالات کے باوجود کیا ان ایسے کی زندگی آپ کے لیے حیرت انگیز نہیں جبکہ آپ جیکسن کو زیادہ قوت کا مالک سمجھتے ہیں؟ کیا اب آپ یہ کہیں گے کہ جیکسن نے محض اس لیے کہ ان کو ذلیل دے دی ہے کہ اس کے بغیر بحری عقاب کی گروٹش ختم جائے گی؟

”مجھے افسوس ہے مگر حال کریں جیکسن کے سلسلے میں آپ کے ساتھ مزید کوئی گفتگو نہیں کر سکتا“ بائسن اپنا جملہ مکمل کر کے تیزی سے جانے کے لیے بیٹھا پھر ایک جھٹکے سے اڑا اور دوبارہ مجھے مخاطب کرتے ہوئے بڑی عاجزی سے بولا۔ ”میں درخواست کروں گا کہ اس وقت میرے اور آپ کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اس کا مکمل کسی تیسرے شخص کو نہیں ہونا چاہیے۔“

”مخاطب اشارہ غالباً....“

”میں درخواست کرتا ہوں جناب“ بائسن ہاتھ ملے ہوئے بولا۔ ”مجھے اپنی بوی اور اپنی معصوم بیٹی سے بے نیازہ پیار ہے“ مارٹھانے میری محبت میں اپنے والدین اور گھر بار کو ہمیشہ کے لیے تیر بلوکہ دیا ہے۔ میرے علاوہ مارٹھا اور میری معصوم بیٹی مارگرٹ کا کوئی اور سہارا نہیں ہے۔“

بائسن کی عاجزی اور اس کے چہرے پر نظر آنے والے رحم طلب تاثرات اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ کس حد تک جیکسن سے خائف ہے چنانچہ میں نے اسے بالکل سنبھلایا اور کہنے لگا۔

”تم یقین رکھو بائسن۔ میں جیکسن سے اس ملاقات کا کوئی ذکر نہیں کروں گا۔“

”شکریہ میرے محسن۔“ بائسن کی آنکھوں میں زندگی لپٹ لپٹ آئی۔ میرا شکریہ ادا کرنے کے بعد وہ تیزی سے قدم بٹھاتا اس جہوم میں جا کر گھوم گیا جو خشکی پر آباد لوگوں نے بحری عقاب

”بہت خوب۔“ میں نے بائسن کی بات سن کر اس پر ہنسنا شروع کیا۔ یہ اطلاع میرے لیے خامی دلچسپ اور اہم ہے کہ خاص طور پر لاسا کی پراسرار موت کے سلسلے میں اصل راز معلوم ہونے کے باوجود آپ نے اپنے خاندان یا قبیلے کے دوسرے افراد کو گاہ رکنے کی کوشش نہیں کی؟

”موت کا بھی ایک قصور زندگی کی بے پناہ سرتوں سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔“

”میں سمجھا نہیں پتا میں نے بائسن کے جسے پراچانک

اٹھرنے والے متضاد تاثرات کو بطور خاص محسوس کرتے ہوئے

پوچھا: کیا لاسا کی موت کے اصل راز کے انکشاف پر آپ کو اپنی

موت کا بھی خطرہ تھا؟

”میرا یہی مطلب ہے۔“

”کیکن....“

”میرا خیال ہے آپ جیکسن کے قریب تھے۔“

”جی ہاں مجھے ہوں گے۔“ بائسن نے ناخوشگوار انداز میں اپنا

نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے دے دی زبان میں جواب دیا۔ ”جیکسن

سے ملاقات مجھ سے قبل میرا ذاتی نظریہ بھی صرف یہی تھا کہ وہ

اور زندگی کا اختیار صرف اسی کو ہے جو جسم میں روح داخل

کرنے کی قوت رکھتا ہو لیکن جیکسن کی پراسرار اور ناقابل یقین قوتوں

کو دیکھنے اور محسوس کرنے کے بعد مجھے اپنی رائے تبدیل

کرنا پڑ گئی۔“

”میں اب بھی نہیں سمجھا میرے دوست کہ تم کیا کہنا چاہتے

ہو؟ میں نے بے تکلفی سے جواب دیا۔

”فی الحال میں ہی کہہ سکتا ہوں کہ مگر جیکسن نے لاسا کے

سلسلے میں مجھے زبان بند کرنے کی تاکید کر دی تھی اور میں جانتا

ہوں کہ اگر میں اس کے حکم کے خلاف کوئی قدم اٹھاتا تو میرا

انجام لاسا کے مقابلے میں زیادہ بھیامک اور پراسرار ہوگا۔“

”میرا یہی بوی اندازہ ہے مگر بائسن کو یہ سمجھنے سے جو وہ

کو طلب کرنے کا علم جانتا ہے۔ عمل کے بیشتر افراد اپنی شخصیت

کی دہشت بھانسی ہے۔“

”اور میرا خیال ہے کہ ناٹن اور میرا اس کے بعد اڈوکر کی

موت نے آپ کے اندازے کی تصدیق بھی کر دی ہوگی۔“

بائسن ہاتھ ملے ہوئے بولا۔

”میں آپ کی بات کی تردید نہیں کروں گا لیکن کیا ان ایسٹلے

کو آپ کے خانے میں قتل کریں گے؟ میرا مقصد ہے کہ میں

نہیں سمجھتا ہوں کہ جیکسن کے سلسلے میں ہونے کی کوشش کیا

اس کی ذاتی سائے دریافت کرنا چاہی۔ اس نے ہمیشہ ناگوار

بائسن کا جواب دینے کا عجیب معمول خیر لگا۔ عملے کے دیگر لوگ لپٹے پڑے تھے یا قابل نہیں تھے اس لیے اگر وہ کسی فرد سے عقیدے کے شکار ہوتے تو اور بات تھی لیکن بائسن کو ضعیف الاعتقاد محسوس کر کے میرے حیرت ہوئی تھی۔ بظاہر وہ نہایت سلیجے ہوئے ذہن کا مالک لگتا تھا مگر کے دوران ہمارا بار بار ایک دوسرے سے آسانیا ہوا لیکن ہر بار بائسن خاموشی سے نظریہ جھکا کر گزرتا تھا۔ ہم نے کبھی اس سے گفتگو کی ضرورت محسوس نہ کی اس نے کبھی ہم سے قریب ہونے کی خاطر بلاوجہ بات کرنا چاہی۔ ناٹن کی موت کے موقع پر جیکسن نے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے بائسن کا سوال دیا تھا۔ لیکن اس وقت بھی ہم نے بائسن کو کہنے کی زحمت نہیں مولی تھی۔ عین غصہ کی لہر ذاتی نظریہ اس اجنبی شخص کے بارے میں یہی تھا کہ وہ منہ جھکا کر ہم سے سختی اور اپنے کام سے کام رکھنے والا ایک بڑا اور نہایت سنجیدہ شخص ہے۔ ہمیں عملے کی خوشی کے سلسلے میں اس نے میرے سرسری سوال کا جواب بھی دیا میرے لیے باعث حیرت ہی ثابت ہوا۔

”مگر بائسن۔“ میں نے اس کی شخصیت کو مزید کر کے اپنے خاطر پوچھا: کیا آپ میسا پوٹا اور عملہ اندر جینے بھی ہو جی رہی عقاب جیسے قوی، پیکل جہاز کے نشینی کل پرہوں کے بارے میں عمل واقفیت اور پوری مہارت رکھتا ہے۔ ایسی باتوں پر یقین کر سکتا ہے جن کی کوئی توجیہ ممکن نہ ہو۔“

”ہر وہ بات جو حقیقی تسلیم سے بالاتر ہو انسان کے لیے پریشان

ثابت ہوتی ہے۔“

”لاسا کی موت کے بارے میں آپ نے کیا نظریہ قائم کیا ہے؟“

”میں اپنے ساتھیوں سے الگ تو ہوں۔“ بائسن نے نہایت

سنجیدگی سے ایک عجیب منطق پیش کرتے ہوئے کہا: ”مگر جب اپنے

گھر سے دور ملنا سفر پر روانہ ہونے کے لیے جہازوں پر سوار

ہوتے ہیں تو ہمیں اپنی دلچسپی زیادہ یقین نہیں ہوتا اور اسی لیے ہم

جناحہ ایک ساتھ بیٹے ہیں ایک خاندان اور ایک قبیلے کی صورت

میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہماری سوجیوں بھی ایک دوسرے

سے الگ نہیں ہوتی۔“

”گھوڑا آپ کا بھی یہی خیال ہے کہ لاسا کی موت.....“

”اس تذکرے کو اب ختم کر دیجیے مگر حال میں بائسن نے میری

بات کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا: ”میرا سٹریٹلے جس توں صورتی سے

اس حالت کو ذہنوں سے مٹانے کے لیے ایک مدلل جواب پیش کیا تھا

ہیں اس سے بخوبی واقف ہوں، لیکن میری بات اگر عملے کے دیگر کارکنوں

کے علم میں نہ آئی تو وہ کسی قیمت پر دوبارہ بحری عقاب پر قدم رکھنے

پر آمادہ نہیں ہوں گے۔“

”حم نے کراڑ مالو۔“ مختلے ایک اشلے میں سمجھ رہی تھی جھانگ لگا سکتا ہوں۔“ میں جذباتی بن گیا۔

”نہیں۔“ خدا کے لیے ایسا ممت کرنا۔“ درخشش کی آواز

سید ہوئی۔ ”اگر تم نے میرے تھوڑے تھوڑے جواب بھی ادا کرے

وہ جائیں گے، تمہیں پانے کی خاطر میں نے وقت سے جریے منتظر

ہے۔ میں وہ رانگیاں چیلنے کے ذمیری روح تاقیامت مختاری

”مکش میں جھپکتی ہے کہ۔“

”درخشش۔“ میں تیزی سے بولا: ”ایسی مالوسی کی باتیں

مت کرو ورنہ میرے حوصلے بھی ٹوٹ جائیں گے۔“

”جمال۔“ مجھ سے وعدہ کر کے تم اپنا سفر ترک نہیں کرو گے۔

اس وقت تک جب تک ہم ایک دوسرے کو دوبارہ نہ پائیں۔“

”میں وعدہ کرتا ہوں۔“ میں نے بڑے غلوں سے کہا: ”دنیا

کی کوئی قوت مجھے مختاری راحے جھکا نہیں سکے گی۔“

میرا جواب سن کر درخشش کے چہرے پر چھائی مایوسی

چھٹ گئی اس کی پیکوں پر امیدوں کے سیکڑوں چراغ روشن

ہو گئے اس کے جہنم پر زندگی سے جبر پور مسکا نہیں دھن کرے

گلیں وہ ہم تمام تات بن گئی اور تب میں خود پرتابو نہ پاسکا۔

درخشش کے حسین دھوکے کو اپنی بے قیاد بانوں میں سیٹھنے کے ارادے

سے تیزی سے پکا اور تکلیف سے سرسے رنہ سے کوہ بھل گئی۔

میں نے آنکھیں ملے ہوئے ماحول پر غور کیا تو سر ہونٹوں

کے باوجود میری پیشانی پر پسینے کے قطرے اچھوٹے۔ اس وقت

میں اپنے کہیں کے بجائے عورت پر کھڑا تھا اور جس نے سے ہر

متر کیا تھا وہ درخشش کا حسین و گداز جسم نہیں بلکہ رنگ کا

آہنی ستون تھا۔

خون کی ایک لہر میرے وجود سے نکل گئی تو میں مترا پا لڑ

اٹھا۔ ہر کچھ میں دیکھ رہا تھا وہ محض ایک خواب تھا، ایک جھپک

خواب جو ابھی ستون کے درمیان میں آجائے سے ٹوٹ گیا تھا

ورنہ اس خواب کی تعبیر میری موت بھی ہو سکتی تھی۔

بحری عقاب کے عملے نے خشتی پر قدم رکھا تو ان کے

پھر نے خوشی سے دمک رہے تھے۔ یوں محسوس

ہو رہا تھا جیسے انھیں موت کے منہ میں جاتے جاتے جانتا تھا کہ زندگی

مل گئی ہو۔ میں نے جہاز کے اجنبی بائسن سے اس کی وجہ دریافت

کی تو اس نے بڑی سنجیدگی سے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے

سپاٹ اور میں کہا۔

”لاسا کی پراسرار موت کے بعد خشتی پر زندہ سلامت قدم

رکھنا ہلکے لیے بے حد نیک شگون ہے۔“

کو منکر انداز دیکھ کر سمل پر لگا رکھا تھا۔
میں ابھی بائیں کی باتوں کی روشنی میں جیکسن کی پراسرار شخصیت کو پرکھنے کی خاطر ذہنی مشق کر رہا تھا کہ کیلاش نے میرے قریب کھڑے ہونے کہا۔

”جھگڑان کے لیے جمال۔ تم اس جھوند کو سمجھانے کی کوشش کرو۔“

”کس کی بات کر رہے ہو؟“ میں نے چوہکتے ہوئے پوچھا۔
”اسی کند ذہن اور دھوپیاوری کی جس نے خود کو لپٹے کپڑوں میں اندر سے مقفل کر رکھا ہے اور باوجود میرے بے حد جھمکنے کے اسی بات پر اڑا ہوا ہے کہ وہ کسی قیمت پر خشکی پر قدم نہیں رکھے گا۔ ابھی تک وہ اسی دہم میں مبتلا ہے کہ اگر اس نے خشکی پر قدم رکھنے کے بعد دوبارہ بحری سفر اختیار کیا تو بربادیاں اور تباہیاں اس کا مقدر بن جائیں گی۔“

”جیکب کے دماغ میں پیدا ہونے والا یہ غلغلہ صرف یہ کہ اسکی سادہ لوحی اور شرافت کی دلیل ہے بلکہ اس میں مختاری شرارتوں کو خفا داخل ہے۔“ میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں تسلیم کرتا ہوں کہ جیکب تک اس سے پریشان نہ کروں میرا کھانا بھم نہیں ہوتا لیکن تمہیں اس بات کا اندازہ نہیں کہ وہ رشتہ ریزہ بزدلی اور اہول کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔“

”اس میں بھی مختاری ذات کا دخل ہے؟“ میں نے جیکب کی طرف داری کرتے ہوئے کہا۔ ”تم جانتے ہو کہ وہ بے حد غافلانی قسم کا یلوری واقع ہولے اور کسی ایسی بات کو پسند نہیں کرتا جو اسے اس کے عقیدے سے جھٹکا ہے۔“

”مجھے بھی اس کی ان تمام کمزوریوں کا علم ہے لیکن میں نے اس اہم کو بھی اس کے مذہب سے بناوٹ کئے پیش کیا یا؟“
”تم اپنی جگہ درست ہو لیکن جیکب جو کچھ محسوس کر رہا ہے وہ بھی غلط نہیں۔“

”کیلاش مطلب؟“ کیلاش نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

”تم اس بات سے بخوبی واقف ہو کہ جیکب کو سلیوایے کے کنٹینیا تھا۔“ میں نے کیلاش کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ ”سلیوایاں وہ دنیا میں نہیں ہے۔ جیکب اپنی زندگی اس کے دور سے گزر رہا ہے۔

جہاں ہر فرد کو ایک حسین سماج کی بڑی شدت سے محسوس ہوئی ہے لیکن جیکب نے اس نئی سماج کو اپنے ذہن میں اس طرح بسا رکھا ہے جیسے وہ مری نہ ہو نہ زندہ ہو۔ اور اس تصور کو شعوری طور پر بھی زندہ رکھنے کے لیے وہ کسی اور تصور یا نوجوان عورت کا قریب تو کیا اس کا ذکر بھی پسند نہیں کرتا لیکن تم

نے روبا کے سلسلے میں بار بار خود کو اسے اور شرارتیں جیکب کے ساتھ کی ہیں۔ اس نے غریب پادری کو لا شعوری طور پر خوفزدہ کیا۔ ”آئی ہسی۔“ کیلاش نے کہا۔ ”اگر یہ بات ہے تو پھر مجھے باقاعدگی سے اس کا علاج کرنا پڑے گا۔“

”کیا تم یہ بات سنجیدگی سے کہہ رہے ہو؟“
”آئی ہسی سنجیدگی سے جتنی سنجیدگی سے بائیں اس بات پر غور کر رہا ہوں کہ جیکب کے لیے فوری طور پر ایک خوبصورت اور حسین ساتھی کی ضرورت بڑی اہمیت اختیار کر چکی ہے۔“

”خدا کے لیے کیلاش۔“ میں تیزی سے بولا۔ ”اس سلسلے میں اپنی زبان فی الحال بند کر رکھنا اور نہ جیکب اگر ایک بار بدک گیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے ہمارے ساتھ سفر جاری رکھنے پر آمادہ نہیں کر سکی گی۔“

کیلاش کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ایک خوبصورت لڑکی انہوں میں تانے پانے کے لیے ہمارے قریب آگئی۔ کیلاش ناریل فریڈ نے کی خاطر لڑکی سے بائیں میں مصروف ہوا تو میں جیکب کو سمجھانے کی خاطر دوبارہ بحری عقاب کو کسمت روانہ ہو گیا۔

جیکب کو خشکی پر لانے کی خاطر مجھے کچھ پاپھر درمیان پڑے وہ اپنے دماغ پر اڑا ہوا عقاب یا بارہی رٹ دکھا رہا تھا کہ اگر اس نے جہاز سے اتر کر خشکی پر قدم رکھا تو آنے والے حالات اس کے حق میں بے حد اذیت ناک ثابت ہوں گے۔ میں نے اسے

راہ راست پر لانے کی خاطر مختلف دلیلیں پیش کیں لیکن وہ نہ مانا۔ مگر جب میں نے مذہب کو درمیان میں لگا کر اسے باور کرایا کہ خدا کی مرضی کے بغیر کوئی خیر نہ نکلا جائے گا یہی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا تو وہ بلول نا خواست میری بات مان گیا اور کہیں کھول کر شرمندہ شرمندہ سامنے آ گیا۔

مجھے جیکب کی سادگی اور مصومیت پر اس وقت بے حد متاثر آ رہا تھا۔ دنیا داری میں ابھی کہ وہ اپنے سنگ سے اکثر بیٹھ جاتا تھا لیکن مذہب کے نام پر وہ اپنی جان بھی بے دریغ قربان کر سکتا تھا۔

میری اس داستان کے شیرازوں کو منتشر ہونے ایک طویل مدت گزرنے کی لیکن میں بائیں کا احساس جب پوری شدت سے ماضی کی بھولی بھری یادوں کو بھادیتا ہے تو میں ابھی تڑپ اٹھتا ہوں، انسان غلطیوں کا پتلا ہے، خود کو زندہ رکھنے کی خاطر اس نے نہ جلنے کیا کیا کیلئے اور ہمارے جانا کیلئے۔ اپنی مانی کرنے کی خاطر موقع و محل کے اعتبار سے نئی نئی منطقیں تلاش کر لیتا اس کے بائیں ہاتھ کا کیلپلے گناہ و ثواب کی رابوں میں جربج چاہتا ہے اپنے نفس کی خواہشات کے پیش نظر نئی کامیابیوں تلاش لیتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ قدیم کی ایک

ی جنبش اور لڑکھائیاں اس کے تمام کیے برائے پر پانی پھیر تھیں۔ وہ آسمان کی بندوبستوں سے زمین کی بستیوں کی جانب منہ نہ کر رہا تھا اور پھر ایک غش تمام زندگی اس کے وجود کو اپنے لگائی رہتی ہے۔

میرے ساتھ بھی قدرت نے یہی مذاق کیا میں نے خود ہلانے کی خاطر اور ایک روح کی آخری خواہش کی تکمیل کی خاطر اپنے گناہ اور مصوم دوستوں کو بھی اپنا ہم سفر بنایا تھا۔ وہ ری خوشحالی میں جس کا احساس آج بھی مجھے ملامت کرتا ہے، وہ وقت اور حالات کے بدلنے دھاروں نے بار بار مجھے

ایک خوشحالی میں اپنے اختیار کیا ہے وہ صرف یہ کہ خدا کے ہے نظر کا بھی ہے۔ طوفانوں نے متعدد بار مجھے وہاں کا راستہ نیا کرنے کی تلقین کی مگر بربادیاں میرا مقدر بن چکی تھیں۔ باوجود ان حالات اور حادثات سے کیسے فراق حاصل کر سکتا تھا میرے نصیب میں رقم کی حاجت تھی۔

کتنے تین کعب انسان کسی بڑی شکل میں اٹھنے والا ہوتا، ولغات اور ساقین وقفہ وقفہ سے اس کی نشاندہی کرتی ہیں۔ اکثر اس کی اپنی چھٹی سر میں جاگ اٹھتی ہے اور کوئی ہم نہ بے اللہ اس کی زبان سے ایسی نکل جاتی ہے جس کے یہ کوئی حواز نہیں پیش کر سکتا لیکن اس کی بات اپنی نگہ پھر تیر ثابت ہوتی ہے۔

جیکب کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ خدا کا وہ نیک اور مصوم رفیق اس دنیا میں نہیں لیکن اس کی یاد آج بھی زندہ ہے۔ ہر سفر کے دوران قدرت نے اس فرشتہ خصلت انسان کو اپنا نیرا دوستہ تقدیر مجھے سونائے کی کوشش کی مگر ہم شاید

میں نے اسے بھرتے ہوئے تھے کہ ہم نے جیکب کی کسی بات پر دھیان نہ دیا اور بار مذہب کی آڑ کے اس غریب کو بھی خاموش بنانے پر مجبور کر دیا لیکن آج جب میں پلٹ کر پیچھے دیکھتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جیکب کی روح دے دے اور میرا تعاقب کر رہی ہے۔ مجھے ملامت کر رہی ہے کہ مراب

ان لوگوں کو یاد کرنے سے بھلا کیا حاصل ہو رہا تھا وہ تو بچکا۔ فریقہ میں جیکب کو اپنے ساتھ جہاز سے نیچے خشکی پر لانے کا کام پڑ گیا۔ جہاں جزیرے کے لوگوں نے جہاز کی آمد پر سربمبول میل سا لگا دیا تھا جہاز کے عملے کے افراد اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے پر توجہ دے رہے تھے۔ میرے ساتھ دو جزیرے کے بڑا دشمن اور حسین لڑکیوں کے ساتھ ہنس بول کر اپنے سفر مکمل کرنے میں مصروف تھے۔ کیلاش ایک برباد انسان اور ہر جن ہونے کے باوجود بائیں بچہ بنا ہوا تھا۔ ابھی تک

رقص ابلیس

انوار صدیقی قیمت: -/150

ایک ملاقات ہوگی یا نہیں لیکن تدرت نے اسے زبان کھولنے کا موقع نہیں دیا۔

میری نگاہیں گاہک کے چہرے پر مرکوز تھیں میرا آخری سوال اس کے اس نے ایک نظر آسمان پر ڈال پھر وہ کھپکھپاتا تھا اس کے ہاتھ میں دو باؤں کا ڈھانچا اس کی گرفت سے نکل کر بائیں ہاتھ آتی برقی زنگی اور شدت سے اس کی پیشانی سے ٹکرایا کہ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا، تو مار فریض پر ڈھیر ہو گیا اور جہاں ہڈیوں کا ڈھانچہ ٹکرایا تھا پیشانی پر عین جگہ سے خون کی دھار بھوٹ کر اس کے چہرے کو سرخ بنانے لگی۔

”گاہک!۔“ میں لبیک کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔ یہ تعجب اچانک کیا ہو گیا؟۔ میں نے جھلکے ہوئے دل سے پوچھا۔

”آج۔ آج۔ زندگی بلی بارڈل کے پیرامرار اعظم ڈھانچے سے میری زبان بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ گھبانے بڑی تعاقب میری آواز میں کہا۔

”شاید۔“ روجوں کو یہ منظور نہیں کہ آنے والے حالات پر سے قبل از وقت پر وہ اٹھنا چاہے۔

”گاہک!۔“ میں نے اس کی ڈوٹی مائنوں کو محسوس کرتے ہوئے اسے لایچ دیا۔ میں تعجب منہ مانگی رقم دیکھ کر تیار ہوں، اچھے صرف اتنا بد کہ کیا میں اپنی درخشاں کو دوبارہ حاصل کر سوں گا؟

گھبانے حسرت بھری نظروں سے میری طرف دیکھا اس کا چہرہ خون سے تر ہو کر بے حد رونا اور عیاں تک نظر آ رہا تھا۔ پھر اس نے جواب میں کچھ کہنے کے لیے بے ہوشوں کو تیش دی۔ لیکن آواز اس کے حلق کے اندر ہی گدگد کر رہی تھی اس نے ایک آخری جھکی اور اس کا چہرہ ایک جانب ڈھلک گیا۔

جیک نے ایک مرد اور بھر کر اپنے سینے پر اٹھکیوں سے صلیب کٹان بنا یا پھر جیب سے ایک دو مال نکال کر گاہک کے چہرے پر ڈال دیا اور میں بھی سنجیدگی سے سرج ماٹھا کہ جوابات گاہک جتنا تھا وہ اتنی ہی طور پر جین کو بھی روجوں کی زبانی معلوم ہو چکی تھی۔ جین نے اس راز کو جیسے کہ گھر میں دفن کر رکھا تھا

کی چرب زبانی کا احساس دلایا تو سنبھل گیا۔ ایک لمحے تک خدیں گھڑنا رہ پھر مٹیوں کے ڈھانچے کو حومت ہوا لا۔

”جو گھر بچا ہے میں وہ بھی دیکھ رہا ہوں اور جو آنے والا ہے وہ بھی میری نگاہوں میں ہے۔“ کمال توڑوں اور گندی طاقتوں نے قدم قدم پر اپنا جال بن رکھا ہے لیکن وہ جھگ کی مانند بیکار وار ہے اثر ہولناکی ہیں۔ سمندر کے سینوں میں پوشیدہ طوفان گھات لگے گھٹا ہے۔

موجوں کا شور میرے کانوں میں گونج رہا ہے۔ سیاہ اور نلہ فوجیں ایک خوفناک اور تباہ کن طوفان کو جنم دینے والی ہیں سمندر کی موجیں آتش فشاں بن کر ابلنے کو تڑپ رہی ہیں۔ سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے گا لیکن تم۔“ ہاں میرے خوش نصیب دوست اقم اور تمھارے ساتھی ہر حالت میں محفوظ رہیں گے۔ تم ایک ایسی سرزمین پر قدم رکھو گے جہاں ہر چیز تمھارے لیے اٹھ کر پڑا ہے۔ اگرچہ انگریز اور نادان فوجیں ہوگی۔ اس سرزمین پر موت اپنا بازو پھیلانے لگا ہے۔

جانب بیکے کیکن۔۔۔۔۔“

”لیکن کیا؟“ گاہک بکتے کہے رکا تو میں نے تیزی سے کہا۔

”تم خاموش کیوں ہو گئے؟“

”کیا تمھارے ساتھ کوئی تاج بھی سفر کر رہا ہے؟“

”ہاں۔“ میں نے دھڑکنے والے دل سے جواب دیا۔ میرا وفادار گناہی بھی میرے ساتھ ہے۔

”وہی۔ وہی تعجب معیتوں سے نجات دلانے کا درجہ۔“

تمھاری رہنمائی بھی کئے گا۔“

جیک تمھم کھرا کا پاکی شکل دیکھ رہا تھا۔ اسے عجیبوں کے نام ہی سے نفرت تھی مگر گاہک جو کچھ کہہ رہا تھا اس نے جیک کو انگشت بندھ کر گڑا میرے لیے بھی اس کی باتیں تعجب تیز تھیں۔

وہ بھی دیکھ رہی باتیں بتا رہا تھا جو جیک کی طلب کردہ روجوں نے نہ تھے تاہم تعجبیں بلکہ گاہک زیادہ کھلے الفاظ میں نہ آئندہ تھیں آنے والے خطروں سے آگاہ کر رہا تھا۔

”گاہک!۔ کیا تم بھی جانتے ہو کہ میں نے یہ سفر کیوں اختیار کیا ہے؟“

”ہاں۔ تم ایک روح کی آخری خواہش کی تکمیل میں اپنی جان فطرتوں میں ڈال رہے ہو۔“

”کیا۔ کیا میں اسے دوبارہ حاصل کر سوں گا؟ میں نے بے چینی سے پوچھا۔

گھبانے مومنوں پر سکر ہٹ کھیل رہی تھی اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ میرے ہاتھ میں میرے سفر کے بارے میں اور درخشاں کی بے چین روح کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے وہ غالباً یہ بھی جانتا تھا کہ درخشاں کے کہنے کے مطابق میری اور

پھر کہ اگر کنگے بڑھا چکا ہو تو وہ تیزی سے چپک کر دوبارہ ہمارے سامنے آگیا۔ میرا اچھا لہو اس کے زہن پر پڑا جیک ہر لحاظ سے اس کی چپک نواداروں کی آنکھوں میں ابھرنے والی چپک کے سامنے مارا آ رہی تھی اس باجیک کو بھی اس کی حرکت کا انداز تیزی گزرتی تھی کہ ہم اس پر اچھی نا رضی کا اظہار کر سکتے اس نے ہڈیوں کے نیچے ڈھلچکے کو ایک بار پھر تیسے احترام سے بوسہ دیا پھر ٹوٹی پھرا انگریزی میں بولا۔

”میرا نام گاہک ہے۔ میں کوئی فقیر نہیں ہوں۔ میں ایک بھلی جو سیاہوں کو ان کی نعمت کھال تیار کران کے کہنے اور کھیلے آگاہ کرتا ہوں اور کسی ہمارے لمحے چار پہلے مل جاتے ہیں۔“

”اوہ۔“ میں نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ ”تم ہمیں ہلا قسموں کا حال بتانا چاہتے ہو؟“

”کیا لیکن دلا ہے اس کا علم ہوئے خداوند کے اوپر کیا ہو سکا؟“ جیک نے گاہک کو کھڑتے ہوئے تیسہ کی ”تم درجن ساتھ ساتھ آتا تو بھی ضائع کر دے ہو پھر پٹ پالنے کے لیے بھی بہت سامنے طریقے اختیار کیے جا سکتے ہیں۔“

”آپ کا سمندر دست ہے معتدس باپ۔“ گھبانے سنجیدگی سے جیک نے کہا۔ ”لیکن میں نے جس علم کو زبردستی پیش بنایا ہے وہ دلوں کا بنا یا ہوا ہے۔“

”تم میرے بلے میں کیا باتا سکتے ہو؟“ جیک نے ہراسنا کر دریافت کیا لیکن اس وقت جاری حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی گھبانے جیک کے بارے میں مکمل تفصیل بیان کر دی۔ وہ دلوں رہا تھا اور اس کی زبانوں پر فوجی جہتی تھی جیسے وہ کسی کتا کے اور تھ پڑ رہا ہو پھر اس نے اپنی بات ختم کی اور جیک کا دیکھتے ہوئے بولا۔

”فادو جیک۔“ میں نے جو کچھ اپنے علم کے اندر سے سنا ہے کیا وہ غلط ہے؟“

”نہیں۔“ جیک نے سچاٹے ہوئے کہا۔ ”تم نے سب ٹھیک بتایا ہے لیکن۔۔۔۔۔“

”گاہک!۔“ میں نے جیک کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ”گاہک!۔ کیا تم میں ہمارے سفر کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہو؟“

”کیوں نہیں۔“ اس نے میری آنکھوں میں چھانے ہو۔

”گاہک!۔“ میں نے جیک کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ”گاہک!۔ کیا تم میں ہمارے سفر کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہو؟“

”کیوں نہیں۔“ اس نے میری آنکھوں میں چھانے ہو۔

”گاہک!۔“ میں نے جیک کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ”گاہک!۔ کیا تم میں ہمارے سفر کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہو؟“

”کیوں نہیں۔“ اس نے میری آنکھوں میں چھانے ہو۔

”گاہک!۔“ میں نے جیک کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ”گاہک!۔ کیا تم میں ہمارے سفر کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہو؟“

”اتنی تنگ نظری کی باتیں مت کرو۔“ میں نے جبکہ کوسکتے مجھے جواب دیا۔ ”درد و لا کے سفر اور پکنک کے موقعوں پر ایک دوسرے سے ٹھٹھل جانا یا دوسروں کے طور طریقے وقت پر اپنا اپنا محض تفریح بیچ کے لیے ایک بھانہ ہوتا ہے۔ اور تم۔۔۔ کیوں بھول رہے ہو کہ اس کے ساحل پر ہمارا قیام سب سے اہم ہے۔ ہمارے کاسیای پیلے ہی ہم دوبارہ ہمارا پر واپس چلے جائیں گے اور پھر کیا ان ایسٹلے کے کہنے کے مطابق رات کے پچھلے حصے میں ہمارا سفر دوبارہ شروع ہو جائے گا۔“

”تم خواہ کچھ بھی ہو لیکن میرا ذاتی خیال ہی ہے کہ ہر ستر کی تلاش جو دوسروں کا علاج کرنے میں ہمارا ت رکھتے آج خود ایک لاملاح مرض کا شکار ہو گیا ہے۔“

کیلاش ڈوکیلا سے باتوں میں مصروف تھا اس لیے غالباً وہ جیک کی باتیں نہیں سن سکا۔ میں نے ڈوکیلا کی شخصیت میں کیلاش کی دلچسپی کا اندازہ لگایا تو وہ دلوں کا رشتا مناسب نہیں سمجھا۔

جیک کے ساتھ قدم بڑھاتا ہوا آگے نکل گیا۔

سمندر کے بچوں بچہ وہ جزیرہ ہر جہت کے لیے ادنیٰ بادی کے اعتبار سے بہت زیادہ وسیع نہیں تھا لیکن وہاں بسنے والوں نے اپنے سلیقے سے اسے سیاحوں کے لیے بے حد پرکشش بنا دیا تھا۔

میں جیک کے ساتھ ہلتا جاؤں نہ نکل گیا۔ جیک بدستور ڈوکیلا کو کیلاش کے لیے ایک مہلک براہیم ثابت کرنے کے سلسلے میں میرا سر ہار رہا تھا اور میں اس بات پر یقین تھا کہ جیک جو کچھ

محسوس کر رہا ہے وہ ہمارے غلط ہے۔ ہمارے درمیان جو بحث کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ اچانک ایک مقامی باشندہ سلسلے سے آکر ہمارے راستے میں حائل ہو گیا۔

میں نے اسے گھور کر دیکھا۔ وہ ادھر سے کچھ نکلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا لیکن اس کی محبت قابل رشک نظر آ رہی تھی اللہ اس نے خود کو محسوس خیر نہ لانے کی خاطر اپنے جسم کے مختلف حصوں کو مختلف رنگوں سے رنگ رکھا تھا۔ اس کے ادیش ہاتھ میں کسی مردہ جانور کی سال خوردہ ہڈیوں کا بے ہنگم ڈھانچہ جو جھجکا ہے ہمارے سامنے کھٹکے کے لہذا اس نے بڑی عقیدت و احترام سے جو ماتھا۔

”اس نے ہمارا راستہ کیوں روکا؟“ میں نے جانے کیوں نہ کھٹکتے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے جیک سے دریافت کیا۔

”میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو یہ کوئی مقامی شخص ہے جو اپنی وضع قطع اور حرکتوں سے ہمیں محفوظ رکھنے کے لیے روزی پیدا کرنے کا خواہشمند ہے۔“

”جو سکتا ہے!۔“

میں نے جیسے ایک سکر نکال کر نوادار کی محبت اچھا لا

”میں اپنے سفر کے بارے میں پوچھ رہا تھا،“ میں نے گہا

”میں اپنے سفر کے بارے میں پوچھ رہا تھا،“ میں نے گہا

”میں اپنے سفر کے بارے میں پوچھ رہا تھا،“ میں نے گہا

”میں اپنے سفر کے بارے میں پوچھ رہا تھا،“ میں نے گہا

سے انکار کیا ہے وہ اگر وہ چاہتا تو دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں دھک سکتی تھی۔

"کیا حملے کے دوسرے افراد نے جسکین کی کئی کالٹیں اڑھیں لیا؟" نہیں۔ ایسٹلے نے ٹوٹ جاتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ وہ خوف جو جسکین کی موجودگی کے سبب دوسروں پر مسلط رہتا تھا۔ اب ٹری حد تک دور ہو چکا ہے۔ میں نے ایسٹلے کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ غامضی سے پلٹ کر اپنے کیبن میں آ گیا۔ دروازہ اندر سے لٹک کر دھڑکتے ہوئے دل سے لفافہ چاک کیا اور جسکین کا خط نکال کر پڑھنے لگا۔ اس نے لکھا تھا۔

• میرے قہر میں اس سے پیشتر آپ بڑی عقاب سے میری بلا اجازت غیر حاضری پر کوئی غلط رائے قائم کر رہے ہیں دست بستہ انتظار کروں گا کہ خط کے مہوار جو درمیان فافہ ہے اسے اس وقت تک نہ کھولے گا جب تک آپ ہمارا کوئی ثبوت نہ کھنڈیں۔ میں آپ کی تعین دلاتا ہوں کہ وہ اسے لفظانے کی تحریر پڑھنے کے بعد لکھے اس جو ہم سے ضرور صحت کدیں گے کہ میں نے آپ کا ہدف کے دو سال آپ کا ساتھ کیوں چھوڑ دیا۔ فی الحال میں آپ کو آنا ضرور تیار ہوں کہ آپ معاہدے سے ساقیوں کے بڑھت اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے ہو سکتا ہے کہ کسی سربراہ پریم چہر ایک دوسرے سے محو جاتیں اس وقت میں براہ راست آپ سے معافی طلب کر لوں گا۔

ادراپ میں اس وعدے کا ساتھ آپ سے نصحت نہ ہاں کہ خدا آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر نیک اور مقدس دھرم کا سایہ برقرار رکھے۔ ایک بار پھر درخواست کروں گا کہ وہ درمیان فافہ قبل از وقت نہ کھول جائے ورنہ دھرم کی ناراضی واقعات کی ترتیب الٹ پلٹ بھی کر سکتی ہے۔ آپ کے لیے یہ یکساںوں کا خواہش مند۔ غلام جسکین۔

جسکین کا خط پڑھ کر مجھے اس بات کا تعین آ گیا کہ اس نے جان بوجھ کر اپنا کیا بند لگا کر پرانیے واقعات پیدا کیے تھے جو ہمارے درمیان ایک فیلیج پیدا کر دیں وہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہو گیا تھا اور میں اس کی غیر ضرورت حرکت پر ہلے ہاتھ ملنے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک بار میرا جی چاہا کہ وہ اسے لفظانے کو بھیجا کہ اس کا ٹھکانا پڑھو والوں لیکن کسی انجانے خوف نے مجھے یہ سہارا دیا کہ باز رکھا۔

میسٹرس میں اس رات کی باتیں از سر نو زانو زانو ہونے لگیں جس رات جسکین نے دھرم کو میری ایسا طلب کیا تھا

لیکن درخشش کے سلسلے میں میرے سوسالوں کے گہرے بوائے وہ بے ہوشی کا ناکام دھماکا کر پڑی غریب صورتی سے زبان بند لکھے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا اس کا انجام بھی گناہ سے مختلف نہ ہوتا۔

پلٹ

دور دراز کے اندل اندل حسین آباد کی فضلہ ہمدردی وہ تھی۔

پلٹ کی ایکش کے بیان کے مطابق دم لال ان اوم پر کا کشش نے دلاور مرزا کی لاش کے گوشے اسپتال کر کے لکھے۔ باور کرانے کی کوشش کی کہ اگر میں نے اسے ان کی بات نہ مانی تو وہ خوں ریزی سے باز نہیں آئے گا۔ پھر جسکین نے مجھے خبر دی تھی کہ کسی نے ایک مقامی ہزار قریب بین بجا رہیں کے بیٹ جاک کر کے ان کی انتہر کھینچی تھی جسکین کا خیال تھا کہ بجا رہیں کے قتل ہوا جی کا ہاتھ ہے اس لیے کہ ان کی ٹوٹی ہوئی دروازہ پر بھی اس واقعہ کے بعد مخالف گروہ کے لوگوں نے ایک سپر گروہ پنچانے کی کوشش کی اور وہاں کے پیشی اہل کاروں اور پھر ٹیل اس کے میں ان پر لوہے ہونے والی وارنڈر ہائے میں کوئی حتمی رائے قائم کر سکتا دیا ان جی کے کھڑک کر خف کا دھیر میں بدل دیا، خود دیوان جی زخموں۔ اسپتال میں داخل تھے۔

ہر حادثات و فحاشیوں نے مجھے ان کی کڑواں ملانا لیے کچھ دشوار نہ تھا۔ میرے دشمنوں نے حسین آباد کی ہرک میں جو نہ ہو گھول دیا تھا اس کا اثرات پوری آبادی میں چالے تھے۔ ہندو اور مسلمانوں کی موت کے نئے عام ہو کر فساد کی صورت بھی اختیار کر سکتے تھے۔

میں نے درخشش کی خط کو دیکھا تو اپنی حولی تک لایا تھا لیکن دیوان جی کو پیش آنے والے حادثے کی نے مجھے حولی سے باز قدم نکالنے پر مجبور کر دیا۔ درخشش نے مجھے یہی کہا تھا کہ موت برحق ہے اور میں صورت میں دم چکی ہے اس سے فداوار حاصل کرنا انسان کے بس کی بات۔ کی کشش نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی کہ میرا حولی سے نکالنا ٹھیک نہیں مگر میں نے اس کی بات رد کر دی۔ میرے ہمسایہ ہزاروں ہولناکی اور جبر دیوان جی کی خدمت میں ملنے کے بعد میں واپس حولی جانے کے ارادے سے اسپتال نکلا تو پینڈت اوم پر کا کشش دم لال اور اوجو دھیا کا پڑا

پیش میں لڑتے میں حاصل ہو گئے شاید انھیں نقص تھا کہ دیوان جی کی مزاح برسی کی خاطر حولی سے باہر ضرور آؤں گا۔ ناکاں غلط ثابت نہیں ہوا اور دیوان جی کا اس وقت وہ سینے میں سے کھڑے کھڑے تھے فحاشی اور نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

کی کشش بھی موت کے ان ہر کاؤں کو اچانک سنے دیکھ کر ہلا گیا۔

• مدارج : اوم پر کا کشش نے گنیش مدارج کو میری سمت اڑھ کر مئے کہا : یہی ہے وہ ظالم جس نے کاجل رانی کو دیا پچی حولی میں بند کر رکھا ہے۔

• پچھلے بار مجھے اسے گھیر لیا تھا مدارج : دم لال ہنرٹ لے ہوئے مڑے میں بولا : تمیں پورا تعین تھا کہ ہم اسے رانی کو بڑی آسانی سے کھنڈوں کی طرح ادا لیں گے پر ایک یو آسٹے آکر ہمارا راستہ کھڑا کر دیا۔

• دم لال اور اوم پر کا کشش گنیش مدارج کو میرے ہاتھ میں میں نو ہم کر رہے تھے اور وہ کھنڈی ہاتھ مجھے گھونے جارہا تھا۔ کشش نے موت کے کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے دبی زبان مانجھ سے کہا۔

• جلال : تم بھاگ کر اندر چل جاؤ میں کسی طرح پولیس کو آلات سے باہر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

• اب یہ سب قصوں ہے کی کشش : میں نے خشک آواز دیا تھا : پولیس کے آنے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا، ہم لیتے ہو کہ آئندہ کار شروع ہی سے میرا مخالف ہے۔

• لیکن تم تنہا کیا کر سکو گے؟

• میں اپنے دشمنوں کو اس امر کا تعین لانے کی کوشش دلاں گا کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتا اور اگر اس کا ایمان سچا ہو تو تمنا بھی سیکڑوں پر بھاری ہوتا ہے۔

• میں اسے حاشیت سمجھتا ہوں : کی کشش نے تیزی سے مڑ کر کہا : تمیں اگر اپنا خیال نہیں ہے تو بھائی کا خیال لڑا تعین کر لے کر ہوگا تو پچھ

• وہ جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں انھیں ان باتوں کا تردد نہیں ہوتا : میں نے ٹھوس لہجے میں کہا : تم ایک طرف ہو جاؤ کی کشش میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم کسی مصیبت میں گرفتار ہو۔

• میرے دشمن ابھی تک آپس میں سرگرمیاں کر رہے تھے۔ ان کا ہول میں انتقام کے قسط بھریک لیے تھے وہ سب اہل کے مالک تھے ہزاروں ہنر مت جانتے تھے لیکن نہ جانتے

ابھی تک انھوں نے مجھے ہلاک کرنے کے لیے کوئی واکیں نہیں کیا تھا۔ جانتے نا انھیں میرے ہاتھ میں کیا فیصلہ کیا تھا۔ میں نے وہاں سے بھاگنے یا فدا ہونے کی کوشش نہیں کی ان کے سامنے ڈانٹا کھڑا ہوا، شاید اسی لیے ابھی تک انھوں نے کوئی فوری کارروائی نہیں کی تھی وہ جانتا جانتے تھے کہ میں تمنا ہونے کے باوجود اس قدر ڈراؤ بے خوف کیوں نظر آ رہا ہوں دم لال ایک بار جلد بازی کا انجام دیکھ چکا تھا اس روز مجھ سے سامنے آکر انھیں ششدر کر دیا تھی، وہ اندھے ہو گئے تھے اور میں ان کے سامنے سے بچ کر صاف نکل گیا تھا گنیش مدارج غائبانہ کوئی عملی قدم اٹھانے سے پیشتر پوری طرح چوکس ہونا ضروری سمجھ رہا تھا۔

• بہت دیر تک ہم ایک دوسرے کی طاقت کو ٹکھا ہوں نگاہوں میں تو لے لیے پھر گنیش مدارج کی سرگرمیوں کو آواز میں سے کالیں میں گونجی۔

• ہالک : میری مان لے کاجل رانی کا دھیان من سے نکال لے اور۔

• غوردار : میں نے گرج کر کہا : اگر تمہاری گندی زبان پر میری درخشش کا نام آتا تو اچھا نہ ہوگا۔

• ہم خوش ہوئے ہالک : گنیش مدارج زہر مند سے بولا : بسادہ ہی کہلاتا ہے جو اپنی چٹا پر کھڑا ہو کر سر لانے کی ہمت رکھتا ہو۔

• تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو پینڈت : میں نے گنیش کو گھونٹے ہوئے نفرت سے جواب دیا : میں بھٹکے ہو گوں کو پہلے بھی بچا چکا ہوں کہ وہ جس کاجل کا بیچا کر رہے ہیں وہ مر چکی ہے اب صرف درخشش زندہ ہے جو میری بیوی ہے اور میں اسے کسی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتا۔

• سوچ لے ہالک : جو وقت بہت جلدی وہ واپس نہیں آتا : گنیش مدارج نے سپاٹ آواز میں کہا : ہم کچھ سوچتے سمجھنے کا موقع دے سکتے ہیں پر ایک ہی شرط پر۔ نوہماری بات مان لے گا۔

• تم شاید مجھے اپنی باتوں سے متروک کرنے کی کوشش کر رہے ہو : میں نے پلٹ کر غصے سے جواب دیا۔

• پینڈت بجا رہیں سے بھلا تا تیرے بس کا روگ نہیں ہے : نادان : گنیش مدارج کا لہجہ اچانک تلخ ہو گیا : کیوں اپنی جان گونا گونا چاہتا ہے تیری جھلائی اسی میں ہے کہ میرے ہاتھ جی کی تیری رانگی انھیں واپس کھنڈے دھرم کی باتوں کو تو ہم سے زیادہ نہیں جانتا۔

تشریف لائے ہوں گے؟
 ”آپ کا اندازہ غلط نہیں ہے۔ میں نے سپاٹ لمبے
 میں جواب دیا تو آندہ کمانے مجھے معنی خیز نظروں سے دیکھا
 پھر مہذب چہرہ ہوا واپس چلا گیا۔
 اسپتال سے واپس کے وقت کیکاش اپنے خیالات
 میں گم تھا اور میں اس پراسرار رشتی کے بلے میں سوچ بخت
 میں نے کیش مہاراج جیسے ہران سے منکر کر مجھے پہنے کی
 کوشش کی تھی۔ اگر وہ میرے خیال کے مطابق جذب نہیں
 تھا تو پھر وہ کون ہو سکتا تھا؟

حسین آباد کے آسمان پر تباہی و بربادی کے جو
 بادل منڈلا رہے تھے وہ وقتی طور پر چھٹ گئے تیرے دشمنوں نے
 جلنے کیوں خاموشی اختیار کر لی تھی ایک ہفتے تک مجھے کسی
 ہنگامے کی اطلاع نہ ملی تھی مجھے تعجب ہوا۔ شاہ گیش مہاراج
 اور اس کے ساتھی نینڈت بھی اس ناایدہ قوت سے خوفزدہ
 ہو گئے تھے جو وہ موتوں پر میری جان بجا رہی تھی۔ یا پھر وہ
 میرے خلاف کوئی ایسا کام کر رہی تھی جو اس کے بلے میں سر
 جوڑے بیٹھے کوئی منصوبہ مرتب کر رہے تھے۔

دوسری بار دشمنوں کے سامنے جانے کے بعد میری ہمت
 کھل گئی میں نے دن میں ایک بار حویلی سے باہر نکلتا بھی شروع
 کر دیا لیکن زیادہ دور نہیں جاتا تھا۔ صرف یہ معلوم کرنا چاہتا
 تھا کہ میرے دشمن کس کس سازشوں میں مصروف ہیں اب تک
 پہلے پہل جو حادثات رونما ہو چکے تھے وہ پولیس کے قاتل پر
 اچھے تھے لیکن کچھ داروگروں نے ان واقعات کو باہر بھڑا
 مسجد کے پیش امام کی شہادت اور دکن کے باہر میں پکار لیں کی
 ادھڑی ہوئی لاش کی شہادت کے ساتھ کاپیٹیشن جبر بھی ثابت
 ہو گئی تھیں۔

مجھے دیوان جی کی مولاسی تھی جو میری خاطر بلا وجہ جی کے
 دو یا توں کے درمیان آکر پس گئے تھے تین روز تک کدلاش
 مجھے جلا تار مار کر جوتے دن اس نے مجھے یقین دلایا کہ دیوان
 جی کی حالت اب خطرے سے باہر ہے البتہ زخموں کے نند مل
 ہونے میں وقت ضرور لگے گا۔

درخشش بظاہر بے حد مطمئن اور مسرور نظر آتی تھی لیکن
 اکثر بچے بیٹھے وہ لوہی محرم ہوا جی جیسے کسی گری سوچ میں
 فرق ہو یا کوئی ذہنی توجہ سمجھانے میں حد درجہ تنہا ہو میں نے
 ایک بار اسے کہنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ بڑی خوب
 صورتی سے مجھے مائل تھی اس خیال سے کہ میرے زیادہ نمونہ
 ہونے سے اس کی ذات بھی متاثر ہوگی میں نے درخشش کو نایز

بصیرت چوٹ کھائے ہوئے کسی آدم خود اندازے سے گرفتار
 نہیں رہی تھی کچھ دن تک وہ کھانے والی نظروں سے اپنی
 جھمکتا و جامد کھانے گھوڑا مار پھردہ جانے کے بارے
 سے باہر تھا کوہلیں آگئی جو بے سبب کے پلے جوا فریگے اتر
 وہ ڈیجی کسٹرن آندہ کمانے کو کوئی اور نہیں تھا پھر نینڈت آدم
 پر کاش کی لاش دیکھ کر آندہ کمانے کے ہاتھوں کے طوطے بھی ڈگے۔
 ”مہاراج۔ کیا ہوا؟ اس نے کیش مہاراج سے پوچھا
 پھر کھنکھوں سے مجھے دیکھنے لگا۔

”بھگوان کو یہی منظور تھا ہاں۔ کیش مہاراج نے خلاف
 رقع پڑے نرم انداز میں کہا۔ ہم اسے علاج کے لیے یہاں لا
 تھے پر اس کا وقت پورا ہو چکا تھا۔
 لیکن۔ کل تک تو نینڈت جی جیلے چنگے تھے اچانک۔۔
 سب کچھ کیسے ہو گیا؟

”بھگوان کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔“
 گیش مہاراج نینڈت آدم پر کاش کی موت کو ایک قدرتی
 امر قرار دے کر آدم لال کے ساتھ واپس چلا گیا تو آندہ کمانے
 کا غناش کی خانہ پری شروع کر دی اس کی نظروں پر بار بار میری
 جانب اٹھ رہی تھیں لیکن اس موٹے پر اس نے مجھے چھینٹنا
 مناسب نہیں سمجھا اس لیے کہ جو کچھ پیش آیا تھا اس کے
 بے شمار معنی تھا اب بھی موجود تھے۔

کیکاش نے مجھے وہاں سے چلے جانے کا مشورہ دیا لیکن
 حالات کے پیش نظر میں نے اس کا مشورہ قبول نہیں کیا۔
 پولیس کی کارروائی میں جو کچھ توام پر کاش کی لاش اٹھوادی
 تھی پھر آندہ کمانے کی لاش کا بیان بھی تسلیم کیا۔ کیکاش نے
 صرف یہی کہا کہ وہ جس وقت اسپتال سے جانے کے لیے باہر
 آیا تو ام پر کاش اور اس کے ساتھی وہاں موجود تھے اور پھر کیش
 مہاراج کے کہنے کے مطابق آدم پر کاش کا وقت پورا ہو چکا
 تھا۔ یہ وہ اچانک ریکورڈ پڑنے لگا اور میں اس کے کہنے کوئی
 طبع اندازہ ہم پہنچا جی جانی اس کا جسم اکثر کسرو ہو گیا۔

”خان شہزادہ خان جی جانی غائب اب جی کے اسپتال
 میں داخل ہے۔ آندہ کمانے سپاٹ آواز میں دریافت کیا۔
 ”جی ہاں۔“

”کیا آپ کو امید ہے کہ وہ اپنے زخموں سے جال بر
 ہو سکے گا؟“
 ”کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔ کیکاش نے سنجیدگی
 سے جواب دیا۔

”اور اب مشرور حال۔ اچانک آندہ کمانے پہلی بار مجھے
 مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ آپ یہاں دیوان جی کی عبادت کے لیے

یوں ملحقوں سے اہل کر باہر گئی تھیں جیسے کسی ناایدہ قوت نے
 اسے گلا گھونٹ کر موت کی نیند سلا دیا ہو۔
 آدم لال نے آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن گیش مہاراج
 نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ اس کی آنکھوں سے اب پورے
 میاں جی آدم پر کاش کی لاش سے نظر اٹھا کر اس نے میری کت
 دیکھا پھر آنکھیں ہونڈیں کچھ دن تک آنکھیں بند کیے کھڑا رہا
 اچانک اس نے آنکھیں کھول کر میرے بائیں جانب دیکھا
 شروع کر دیا جال راہ چلنے مسافروں کی خاموشی تعدد جمع ہو گئی تھی
 ”مہاراج۔ آدم لال نے اسے آواز دی۔
 ”میرے کام کو لے کر کیش مہاراج نے سپاٹ لمبے میں
 کتا میری آنکھیں اس ناایدہ ہستی کو تلاش کر رہی ہیں جس نے
 جیسے سیریک کو مارا ہے۔“

”وہی پاگل دیوانہ ہو گیا جس نے ایک بار پہلے جی۔۔۔
 ”تیس نے گیش مہاراج نے نام لال کا جملہ کاتے ہوئے
 ”جیڑی سے جواب دیا۔ اس بار کوئی گندی طاقت ہمارے مقابلے
 پر آئی ہے۔“

میرے لیے کیا حکم ہے۔ آدم لال نے سر جلیں میں تیزی
 سے دریافت کیا۔

”کوئی حکومت کرنا آدم لال۔ میں چلے اپنے اس دشمن سے
 نکلنا ہو گا جس نے اپنے چاروں طرف حصار کھینچ لیا ہے۔“
 زیادہ دیر تک میری آنکھوں سے اوجھل نہیں رہے کچھ گیش
 مہاراج نے بل کھائے ہوئے کہا پھر اچانک میری جانب دیکھ کر
 انتہائی مسرور مسخاک آواز میں بولا میں اس وقت جال ہونا
 ہاں ایک بات یاد رکھنا۔ اگر تو نے کامل رانی کو آزاد کیا تو
 ہماری منظم طاقت اتنے تیرے جیون سے مرے کے لیے دو کھ
 گی اور تو۔ نو ہماری بدعا سے سارا جیون بے گھر لے گا۔

میں نے کوئی جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔ نینڈت آدم
 پر کاش کی پراسرار موت نے خود میری عقل بھی دنگ کر دی تھی
 میرے ذہن میں اس عجیب کا تصور ابھل رہا تھا۔ مجھے ایک
 پہلے موت کے آجینی جنگل سے نجات دلائی تھی لیکن گیش مہاراج
 نے میرے خیال کی نفی کرتے ہوئے اسے گندی طاقت بتایا تھا۔
 کوئی ایسی طاقت جس نے اپنے گرد حصار کھینچ کر خود کو دیر
 کی نظروں سے اوجھل کر لیا تھا۔ میں اسی طاقت کے بلے میں
 غور کر رہا تھا۔

گیش مہاراج کی حالت اس وقت قابل دیدنی وہ
 اجروہیلے مہن میں کس بل کھانے آ رہا تھا تھیں جی
 مقابلے میں اپنے ایک اہم بھاری سے ہاتھ دھو بیٹھا اس کی

”تم لوگ جو سناہنے دیکھ رہے ہو وہ میری زندگی ہیں
 مجھی پولیس نہیں ہوں گے۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔
 ”یہاں موت اور زندگی کا معاملہ تو یہ بھی اس وقت۔ آج موت
 اور زندگی کے خالک ہاتھ ہے نام اور دھنکے جیسے لاکھوں انسان
 دشمنی دے بھی اگر مل کچھ مازا چاہیں تو اس وقت کھل گیا
 نہیں ہو سکتے جب تک شہیت ایزد شای شامل نہ ہو۔“

”مہاراج۔ نینڈت آدم پر کاش نے سامنے اتنے ہونے کہا۔
 ”اگر بھاری اجازت ہر تو میں اس مسئلے کا کریکرم کروں۔“
 ”یہ ہماری عظیم طاقتوں کا مذاق اڑا رہا ہے مہاراج۔
 آدم لال نے احتجاج کیا لیکن اس نے سہنہ ان کر سامنے آنے کی
 کوشش نہیں کی اپنی جی بگڑا کھڑا کھڑا کھڑا۔
 ”میں مجھے ایک آخری موقع اور دے دو ہوں نا داؤں کیش
 مہاراج نے خشک آواز میں کہا میں اپنی جان کے نیچے ہاتھ
 دھو کر بیٹھ رہا ہوں۔“

”میرا میری حکومت کرو ملتے اپنے ہاتھ لے کر کہو کہ یہ اپنے
 بازوؤں کی طاقت آزمائیں۔ میں نے جذباتی انداز میں کہا۔ اگر
 قدرت کو میری موت منظور ہے تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے نہا
 نہیں دے سکتی لیکن اگر خدا کو میری زندگی منظور ہے تو پھر تم لوگ
 میرا بل بھی نہیں کیا کر سکتے۔“

”بڑی اونچی اونچی باتیں کرنا سیکھ لی ہیں۔ کیش مہاراج
 نے حقارت سے کہا۔

پھر نینڈت آدم پر کاش اچانک گیش مہاراج کا اشارہ
 پا کر میرے سامنے آگیا۔ اس نے کسی منتر کا ورد شروع کر دیا تھا
 اس کے ہونٹوں کی حرکت سے حد پراسرار نظر آ رہی تھی میں نے دل
 میں اپنے خدا کو یاد کیا۔ کیکاش ابھی کہتے تھے کہ میری خاموش
 کھڑا حالات کا جائزہ لے رہا ہے۔ میری نظریں بے سود آدم پر کاش
 کے منوں پر سے ہرگز نہیں پھرا چانک مجھے یوں محسوس ہوا
 جیسے آدم پر کاش کسی کرب کی کیفیت سے دوچار ہو اس کے ہونٹوں
 کی جنبش نہ ہو تھی اور وہ اپنے ہاتھ سے اپنا گلا پھل سلا دیا
 تھا جیسے اس کی سانس اندھیری آد گھٹ رہی ہو اس کی قدردان
 آنکھیں جو کچھ دیر قبل میرے خلاف نفرت اور حقارت کی چمک رہی
 اگل دی تھیں اب آہستہ آہستہ زور پڑتی جا رہی تھیں۔ جیسے
 اس کے جسم کا سارا خون بڑی تیزی سے خشک ہو رہا ہو۔

گیش مہاراج نے آدم پر کاش کی بدلتی حالت کو محسوس
 کیا تو اس کی کتاہ دینا فی شگن آلود ہو گئی لیکن قبل اس کے کہ وہ
 کوئی کارروائی عمل میں لائے آدم پر کاش کسی کے ہونے ناوار نہرت
 کی مانند ہو کر پڑ گیا اور لوٹ پوٹ کر مر گیا اس کی آنکھیں

مٹوانہ بند کر دیا لیکن میں یہ بات اچھی طرح محسوس کر رہا تھا کہ کوئی ایسی الجھن نہ ہو رہے جو اسے پیچھے بٹھائے اور جیتے بولنے ملوں کر یا کوئی نئی جہتی۔

پنڈت ادم پر کاش والے حادثے کے بعد سے میں نہ خنیاں کا بہت زیادہ خیال رکھنے لگا۔ سلو یا غریب بھی شہر زاس کی دل جی میں ہی رہتی اور اپنا زیادہ تر وقت جوبلی میں گزارتی لیکن پھر ایک دن وہ بھی اللہ کو پیاری ہو گئی۔ اس کی موت سب ہی کے لیے حیران کن تھی رات کے کھانے کے بعد وہ سبے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھی تھی مذاق میں مصروف تھی کہ ایک اس کی حالت خیر ہونے لگی بار بار وہ اپنا الٹا ہاتھ جھٹکتے تھے۔

کیونکہ اس کی وجہ دریافت کی تو رسولی نے بڑی شک سے بتایا کہ وہ اپنے پیسے میں کچھ بلیں سی محسوس کر رہی ہے اور یہ کہ اس کا الٹا ہاتھ آہستہ آہستہ سن ہوتا جا رہا ہے۔

کیونکہ اس نے تیزی سے اسے نظر کر سلو یا کی تھیں دیکھی پھر اسے لینے کی ناکہ کرتا ہوا بڑی جلدی میں اپنے کمرے کی جانب چلا گیا لیکن تب اس کے کہ وہ سلو یا کو کوئی طبی امداد دے سکتا اس نے ایک آخری جھجکی اور دنیا سے ہمیشہ کے لیے منہ موڑ لیا۔ اس وقت کیونکہ اس کی وہ بات یاد آگئی جو اس نے ایک مرتبہ پرچیک سے کی تھی اس نے بہت پہلے انکار کر دیا تھا کہ سلو یا پر غلط فہمی عارضہ قلب میں گرفتار ہے اور کسی وقت بھی اچانک ختم ہو سکتی ہے۔ سلو یا کی موت نے ہم سب کو طبل کر دیا لیکن جیک نے اس کا عظیم حصہ کو بھی خدا کی رضا سمجھ کر بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کر لیا البتہ بڑی کی موت کے بعد سے وہ اپنا زیادہ تر وقت چرچی میں گزارنے لگا۔ شاید سکون قلب کی خاطر اس نے یہی مناسبت سمجھا تھا۔

درخش نے ہمارے مقابلے میں سلو یا کی جلدی کا بہت زیادہ اثر لیا اور یہ قدرتی امر تھا اس لیے کہ اتنی وسیع و عریض جوبلی میں سلو یا واحد عورت تھی۔ وہ درخش کی بہترین دوست اور سہیلی تھی کیونکہ اس نے مجھے شورو دیا کہ وقتی طور پر میں درخش کی خدمت اور دوسرے کے لیے کسی اور عورت کا بندہ و دست کر دوں لیکن میں نے اس مشورے کو قبول نہیں کیا کیونکہ اس نے مجھے اس لیے مخالف کر دیا تھا کہ میں کسی اجنبی کا گورنر جوبلی کی حدود کے اندر ایک لمحے کو بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا چنانچہ میں نے کیونکہ اس سے تو باجی ہوئی لیکن اس پر عمل کرنے کی مصلحت کوئی ضرورت نہیں محسوس کی۔

ایک روز میں درخش کے ساتھ اپنے پائین باغ میں بیٹھا گفتگو کر رہا تھا کہ میرے ملازم نے یا اطلاع دی کہ کوئی بچہ سے ملنے آیا جس اس وقت شام کے چھ بجے کا وقت تھا مجھے ملازم کی مداخلت سخت ناگوار گذری اور میں نے جوبلی پر لوگوں سے

ملاقات کا سلسلہ بالکل بند کر رکھا تھا، ہوسکتے ہیں کہ ملازم کو بھی سختی سے ناکہ کر دی تھی کہ وہ کسی اجنبی یا نووارد کو جس سلسلے میں مطلق کچھ نہ بتاؤں کہ میں جوبلی میں موجود ہوں یا نہیں۔ لہذا ملازم کی زبان پر کسی اجنبی کی آمد کی اطلاع سن کر میرا دھڑواہا ہو گیا۔

”کیا تم بتا رہے ہو کہ میں نے ملازم کو گھونٹنے سے سوال کیا۔ میں نے تو پوچھا تھا سزا لیکن اس نے اپنا نام نہیں بتایا۔ لیکن وہ یہی کہہ رہا ہے کہ اسے آپ کے جاگیر کے سلسلے میں کوئی بہت اہم اور ضروری بات کرنا ہے۔“

”کیا تم نے اسے پہلے کبھی دیکھا ہے؟“

”جی نہیں سرکار۔“

”کوئی مقامی شخص ہے یا۔۔۔۔۔۔“

”الہ آباد سے آیا ہے سرکار۔“ ملازم نے تیزی سے کہا۔ اس نے مجھے جس آواز سے بتایا ہے۔

”جاگیر کو کہہ دو کہ میں جوبلی پر کسی سے ملاقات نہیں کرتا اگر اسے کوئی ضروری بات کرنا ہے تو فوراً میرا رابطہ قائم کر لے۔“ ملازم سے میرے انداز میں واپس جانے کے لیے ہوا تو درخش نے اسے آواز سے کہہ کر رک لیا پھر مجھ سے کہہ کر اگر کوئی شخص اتنی دور سے جاگیر کے سلسلے میں کوئی ضروری بات کرنے آیا ہے تو مجھے اسے ملنے کے بجائے اس سے مل لینا چاہیے۔

درخش کے اصرار پر مجھے چار دن بعد ملازم کے ساتھ اس کے بیٹھک تک آکر پہنچا جو میں نے اچانک سے آخری سر پر پہنچا کہ قریب ملاقات میں کے لیے مخصوص کر رکھی تھی۔

بیٹھک میں جو شخص مجھے نظر آیا وہ میرے لیے بالکل اجنبی تھی مجھے یقین تھا کہ اس موقع قطع کے شخص کو میں پہلے بھی نہیں دیکھو نہ کسی سیاہ رنگت اور ڈاڑھ کا مالک تھا اس کے ہونٹ نہ صرف یہ کہ بے حد مدھونے بلکہ لٹکانی جیسے معلوم ہوتے تھے اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں پیشانی غلات معمول کچھ زیادہ ہی کشادہ تھی اور سر پر بالوں کی بٹنا ہونے کے باوجود انھیں سلیقے سے جانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی تھی اس کے جسم پر چھری دھجے کے کھڑا کھڑا کھلا لباس تھا۔ چلنے پر اسے دیکھ کر میری اندازہ لگا ہوا تھا کہ اس کا وہ کسی مچھلے سے تعلق رکھتا ہے البتہ اس کی آنکھوں کی بڑا سا چمک بھینی طور پر ایک عام آدمی سے جدا تھی۔ میں نے بیٹھک میں قدم رکھا تو وہ بڑی بے پروائی سے ایک صوفے پر بیٹھا میری کے لیے بے محسوس لے رہا تھا مجھے دیکھ کر اس نے بڑی کوفت پر ڈال کر بیروں سے مسلا پھر جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”سلام مالک۔“ اس نے ہاتھ باندھ کر مجھے سلام کیا۔

”ہم الہ آباد سے آئے ہو۔“ میں نے اسے سر پائوں تک اپنے ہاتھ خنک لیے میں دریافت کیا۔

”جی ہاں مالک۔“ اس کا جواب اس کے ذمہ کے مقابلے

بے حد مختصراً تھا۔

”کوئی خاص بات کرنا ہے۔“

”بہرہ دونوں سے سین اباد میں ٹھہرا ہوا ہیں۔“ اس نے تلبے ڈھنگے انداز سے کہا۔ آج دل چاہا کہ مالک کے بھی کر لیں اسی لیے بھی لگا ہوا گا آپ کے دروازے پر آنا آیا۔“

”ملازم نے مجھے بتایا تھا کہ تم جاگیر کے سلسلے میں مجھ سے اہم اور ضروری گفتگو کرنا چاہتے ہو میں نے جیک کی برقرار رہنے کہا۔ نووارد کی چہرہ زبانی اور گفتگو کا بے ہودہ لڑنے کھٹک رہا تھا۔

”میں خیم فالت کے لوگ ہیں مالک لہجہ کیسے بھلا ہمارا بات۔“ اس نے تیزی سے کہا پھر بڑے ہی جی جی نینا انداز بولا ”آپ کے پیر چھوٹے تھے اس لیے ملازم سے بھڑو دیا۔“

”الہ آباد میں کیا کرتے ہو؟“ میں نے بڑے سخت لہجے پر پوچھا۔

”کوئی مستقل پیشہ نہیں ہے مالک۔“ اس نے بے سستور سے کہنا شروع کر دیا ”بے پروائی سے جواب دیا یہ البتہ کبھی ضرورت مند آجاتا ہے تو میری پوجا کے لیے کچھ نہ کچھ جاتا ہے۔“

”تم ہمارا کیا ہے۔“

”خادم کو جتن کتے ہیں مالک۔“ جتن ہمارا۔“

”جتن کا ہم کس میں جو کم اٹھا۔“ دیوان جی نے مجھے اپنی کجی چار سفلی عمل کے کاموں میں اپنا کوئی ثانی ہر گفتگو اور مرزا اسی کو ملائے کی خاطر الہ آباد گیا تھا کہ انہوں نے اسے شک کرنے لگا دیا اور دیوان جی۔“

”تو وہ بھی اپنا جھل ہوا بدن لیے اسپتال میں پڑا تھا۔“

”ات پر جتن کی آمد میرے لیے بے حد کار آمد ثابت ہوئی تھی مجھے دیوان جی کی زبانی یہ بات بھی معلوم ہو چکی تھی کہ وہ ملازم مرزا اور جتن کے تعلقات آپس میں خاصے

ہوئے۔“

”یہ مانے ایک بار پھر جتن کو مرزا پادشاہت غور سے دیکھا تو غصے کے بعد بولا۔“

”کیا تمہیں ملازم مرزا کے ہاں میں علم ہو چکا ہے کہ وہ

”مجھے سب کچھ معلوم ہے سرکار۔“ جتن نے میری بات ملتے دتے سر سے میں جواب دیا۔“ دلاور مرزا میرا بار تھا مالک۔ میں مجھے یہاں تک آنے میں کچھ دیر ہو گئی اور دشمن اپنا کام کر گئے۔“

”خیم آباد کے حالات دن بدن مخدوش صورت اختیار کرتے چلے گئے ہیں۔“ میں نے جتن کو مبرا کرنے کی خاطر کہا۔

”دیوان جی میرے لیے دست راست تھے لیکن میرے دشمن انھیں بھی راتے سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔“

”اس دہم کو تو ہن سے نکال دو مالک۔“ جتن نے معنی خیز انداز میں بولا۔ ”خان شہباز کو آپ جتن سے زیادہ نہیں جانتے وہ ننگوٹ کھول چکا ہے لیکن اب بھی کوئی مافی کالال اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔“ مجھے خبر ہے کہ آپ کے دشمن بہتر منتر ہیں اپنا جواب نہیں دیتے لیکن خان شہباز دوسرے کینڈے کا مالک ہے وہ جب چاہے اپنی کینڈی بیل سکتا ہے اس کے خیر پر ہمتی کے فرد کوں کا جو نعرہ موجود ہے اس کی موجودگی میں کوئی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔“

”تم کو مرغانہ تفصیل سے حالات کا علم نہیں ہے۔“ میں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ ”میرے دشمنوں نے دیوان جی کا کھڑا جلا کر خاک کر دیا ہے۔“

”آپ کے دشمنوں نے دیوان جی کو بڑی طرح جھسا دیا ہے اور اسپتال میں زیر علاج ہیں۔“

”خان شہباز کی چالیس شرط کے گھونٹے سے بھی زیادہ خطرناک اور زبردستی ہوتی ہیں۔“ جتن چارے بڑی زار واری سے سرگوشی کی۔ ”اگر اس کا کھڑا برقرار رہتا اور وہ جتنا کہ سینہ تلے سرخوں پر نہ آتا تو اسپتال کے بجائے جیل کی کسی کال کر ختمی میں پڑا ہوا ہوتا۔“ یہ جو اندہ کار قسم کے پولیس فسرز یہ نگلیوں میں آوارہ پھرنے والے کتوں سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ ذرا سی آہٹ پا کر کھوٹنا شروع کر دیتے ہیں۔

خان شہباز نے چلائی کے کام نہ لیا ہوا تو یہ کہنے اسے پلٹ کر اس کی برائیاں پوچھنا شروع کر دیتے۔“

”تم کہہ سکتے کی کوشش کر لے۔“ ہوتے ہیں جتن کو گھونٹتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔ اس کی باتوں نے میرے دل کی دھڑکن تیز کر دی تھی۔

”مندہ کے ماہرین بجا رہیں کی بھنبوڑی ہوئی لاشوں کے قریب خان شہباز کی ٹوپی کا پادیا نا بارود کے لیے کسی چنگاری سے کم نہ ہوتا۔ لیکن اس سے پہلے کہ کتوں کے کان کھڑے ہونے دیوان جی نے دھوپی پاٹ مار کر حالات کا نقشہ ہی بیل لیا۔“

”کیا تم میری جیت سے اچھل پڑا۔“ کیا وہ آگ کو دیوان جی نے لگا دی تھی؟

اور شاؤ۔ کیا تمہیں سے دشمنوں کے بارے میں بھی کوئی اہم بات معلوم ہوئی؟

”نہیں۔ کیلاش نے منہ کی گے جواب دیا۔ میں نے اس سلسلے میں اپنے حلقے کے خاص اور قابل اعتماد افراد کو بھی گزریئے کی کوشش کی تھی لیکن کوئی قابل ذکر بات نہیں معلوم ہو سکی۔“

”وہ اتنے شریف اور سیدھے سائے بھی نہیں ہیں کہ نام واقعات سے پردہ پوشی کر کے کسی گزشتہ نشین ہو گئے ہوں میں کیلاش کو بلاؤ۔ وہ یقیناً کہیں چھپے بیٹھے میری موت کی سارکشی مرتب کر رہے ہوں گے۔ نئے نئے سلسلے سے بظاہر ترتیب دینے میں مصروف ہوں گے۔“

”ہو سکتا ہے بھلا اندازہ درست ہو۔ کیلاش نے کہا۔“

”ہنڈت اوم پرکاش کی پراسرار موت کے بعد اوم لال اور گنیش مارجا لالوں خاموشی سے واپس چلا جانا خود میرے لیے بھی کچھ حیرت انگیز نہیں اس لیے کہ وہ دونوں بے پناہ قوتوں کے مالک ہیں دلی اور لڑاؤں کو غور کرنے کی خاطر گنیش مارجا لال نے تو برسوں دیر انوں میں جا کر کھن جاپ اور تیساکا ہے ان کے فتنہ فتنے کے آگے تناور درخت بھی تنگے سے زیادہ حقیقت میں نہ رہتے۔ میرا خیال ہے کہ اوم پرکاش کی موت نے انھیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہو گا۔“

”اوم پرکاش کی موت کے بارے میں تمہاری میسٹریل سانس کی کیا دریافت ہے؟ میں نے کیلاش سے پوچھا۔“

”پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق اوم پرکاش کی جگر کے خیز ماک مرض کے اچانک حملے کا شکار ہوا ہے۔ کیلاش نے مجھے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا: اس مرض میں سلسلے کی مالی پرکوشی کے حاملہ نایاب سفید دھند تیزی سے اپنا جھم بڑھاتی ہے اور اگر فوری طبی امداد نہ دی جائے تو مریض دم گھٹ کر موت کا شکار ہو جاتا ہے بے حد خطرناک اور مہلک مرض ہے۔“

”کیا یہ سے دشمنوں کو بھی تمہاری پوسٹ مارٹم کا علم ہو گیا ہے؟“

”میں یقین سے نہیں کہہ سکتا البتہ انا ضرور جانتا ہوں کہ آئندہ کار نے اس رپورٹ کو بہت زیادہ اہمیت دے رکھی ہے۔“

”وہ ادبہا کہہ کر مجھ پر مجبور ہے۔ میں نے افسانہ مسکرایا۔“

”ہنڈت اوم پرکاش کی موت کو اگر اتفاقیہ اور طبعی ظاہر نہ کیا گیا تو ہمیں آدیس فرقہ وارانہ فساد پھیلنے کا خطرہ ہے اور اگر ایسا ہوا تو آئندہ کار کی کسی بھی ضرور متاثر ہوگی۔“

”اچانک میری کیا اور زخمی حالت میں اسپتال میں لائے گئے۔“

”اگر کچھ صبح صبح صبح صبح سے باخبر نہ کرتا تو شاید اس صبح ہی نہیں سکتا تھا کہ دیوان جی محض ایک جرحے پلیس میں سے چھپانے کی خاطر اتنی بڑی قربانی پیش کر سکتے ہیں ان کے حوالے میں چلے جانے کے بعد میں بڑی پریشان دیوان کے بارے میں سوچتا ہوں۔ دیوان جی نے میرے ہونے کے باوجود وہ نہیں مجھ پر اپنی جان قربان کر دینے کی ضمانتی تھی اور وہ سچے اپنے تھے وہ والد صاحب کی موت کے بعد میرے خون کے بارے میں تھے میری موت کے خولوں تھے ہر لمحہ میری چنے میں مصروف تھے کہ کب میرا قصہ پاک ہو اور کب جا کر کا اور ان کے حق میں ہو سکے۔ میں ان ہی خیالات میں گرتی کہ اس اسپتال سے واپس آ گیا۔ میں نے سب سے شہر دیوان جی کی حالت دریافت کی۔“

”یقیناً یہ سن کر خوشی ہوگی کہ دیوان جی بہت تیزی سے رگ کی طرف واپس لوٹ لیے ہیں۔ آج وہ کچھ دیر تک مجھ باتیں بھی کرتے رہے۔“ کیلاش نے کہا۔ تمہاری تحریریت اور خامی دریافت کر رہے تھے۔“

”انھیں اسپتال سے باہر آنے میں کتنے دن لگیں گے؟“

”بے حد تیزی سے ہو چکا۔“

”یقیناً یہ کچھ نہیں کہا جاسکتا مگر جس حیرت انگیز طوطا مان کی طبیعت تبصیر رہی ہے اگر یہی صورت جاری رہی تو بڑھتی ہے کہ چندہ میں دنوں بعد وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو جائیں گے۔ البتہ انھوں کے نشان ضرور باقی رہیں گے۔“

”میرے بارے میں کچھ کہہ سکتے تھے؟“

”مجھے ناپاک کر رہے تھے کہ یقیناً اس وقت تک حویلی سے باہر نکلنے یا جانے جب تک وہ اپنے قدموں پر دوبارہ کھڑے ہونے کے قابل نہ ہو جائیں۔“

”مجھے یقین ہے میرے دوست کہ دیوان جی کو سوتے ہانگے لٹے دیتے۔ ہر نوادہ ہر بل میرا خیال لاتی ہو گا۔ میں نے باقاعدہ لکھے ہیں جواب دیا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ دیوان جی کی حالت کی وہ داستان کیلاش کے بھی گوش گزار کروں جو مجھے چار کی زبانی معلوم ہوئی تھی لیکن حالات کے پیش نظر میں نے اپنا ادا و تبدیل کر دیا۔ مجھے کیلاش پر کسی قسم کا کئے نہیں تھا کہ لیکن اگر دیوان جی کے سلسلے میں کسی کو اس از کو تک بھی مل جاتی تو پولیس ان کا سینا حرام کر دیتی چنانچہ میں نے ساری سے گفتگو کا رنہ تبدیل کر کے دے دی۔“

”دلاد مرزا کے قتل کے انتقام کے طور پر کوہا سے البتہ اگر کی ضرورت پیش آئی تو میرے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ میں نہیں کرے گا۔“

”جنگ نے واپسی کی اجازت چاہی تو مجھے اہلکار گنیش مارجا کے وہ چلے یا آگئے مجھ سے اوم پرکاش کے مارنے کے بعد مجھ سے کہہ تھے اس نے مجھے یہ یاد کرنے کی کوشش کی تھی کہ اگر میں نے درخشاں کو آزاد کیا تو وہ اپنی گندی قوتوں کے ذریعے میری زندگی سے ہر لمحہ کیلے دوڑا گئے ہیں نے جنگ سے اس بات کا ذکر کیا تو ایک لمحے کو گنگ ہو گیا پھر مجھ سے دلا سہیتے ہوئے ہوا۔“

”گنیش مارجا کو ایک بار میرے سامنے آئے دیوان میں اسے لیے ہوں تاکہ حالات سے دوچار کر کے اڈیا کر گزرتے پر مجبور کروں گا کہ جبر کوئی بندت یا بجاری آپ طرف نظر آئے۔“

”جنگ کے جانے کے بعد میں اندیشہ کیا تو درخشاں نے میری منظر تھی اس کے بے مددگار پر میں نے اسے اپنی گفتگو کی تفصیل بتائی تو وہ محو نہ ہو کر بلبل ہوئے۔“

”آخر یہ خون خرابہ کب تک جاری رہے گا، کیا ہم جین اور سکون کا سانس نہیں لے سکیں گے؟“

”خدا پر مجبور ہو کر دلا سہیتے ہوئے کیا تو سب ٹھیک جانے گا۔ میں نے درخشاں کو دلا سہیتے ہوئے کہا پھر کا ذہن بنانے کی خاطر اسے فالے دنوں کی باتیں چھیڑیں اس کا چہرہ شرم سے تپ کر گھٹا ہو گیا۔ ہاتھوں سے ہڈی کر دھبے لیے قدم اٹھاتی حویلی کے اندر چل گئی۔“

”جنگ نے دیوان جی کے سلسلے میں جو نکشت کیا دیوان جی بہت ناخوش تھا، اگر اس کا بیان درست تھا تو دیوان نے یقیناً حویلی کے ادا کر دیا تھا۔ انھوں نے دشمنوں کو مارنے کی خاطر جو چال چلی تھی وہ ناپاک کامیاب ثابت ہوئی۔ شاید اسی لیے دیوان جی نے مجھ پر بھی دلا و مرزا کے قتل کر دیا کیلئے کی کوشش کی تھی میں نے سمجھا ہاتھ کا افسانہ دوست کے بدل نامہ کہہ کر بلے میں کوئی علم نہیں اڈا بے خبر کہہ کر اپنی چال چلنے کی ایک بہتر شبہ کر چکے تھے۔“

”دلا و مرزا کے جواب میں انھوں نے میں بجاریوں جیسے دہائی کی طرح دھن ڈالے تھے پھر اس خیال سے کہ جانے وادہات پر ان کی فوجی کی موجودگی ان کے اڈے سے کسی مصیبت اور پریشانی کا باعث نہ بن جائے دیوان جی غافل گردے کے افراد کو طوطا ثابت کرنے کی خاطر خود اپنے

”شکاری کتوں سے بچنے کا یہی ایک طریقہ تھا سرکار! لیکن اب فکرو کرنے کی کوئی بات نہیں آپ کا یہ خادم جب تک بیاں موجود ہے کوئی حرام کا ختم آپ کی طرف آنکھ بھی نہیں اٹھا سکتا۔“

”جنگ کے لیے میں بلا کا اعتماد تھا میں نے اسے اپنے حق میں مزید ہوا کر کے کی خاطر کہا۔“

”دیوان جی میرے دشمن ہیں لیکن غریب دلا و مرزا میری خاطر بے گناہ مارا گیا۔“

”آپ اس کی بھی فکر نہ کریں۔ جنگ حیرت سے بولا۔“

”ابھی تو صبح اوم پرکاش کام آیا ہے۔ اپنے یاد کا حساب چکا کرنے کی خاطر میں نے دوسرا فیکر کاشی کے مان بجاری نام لال کا لنگا دیا ہے۔ جنگ کا وادہ آج تک بھی خالی نہیں گیا۔“

”کیا مطلب ہے؟ میں نے حیرت سے چونکے ہوئے کہا۔ کیا ہنڈت اوم پرکاش کو تم نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا؟“

”ابھی تو ٹھیک شروع ہوا ہے ماک۔ جنگ نے بہتر انداز سے میرے لیے میں کہا۔ ابھی تو مجھے اب خود حیلے کے ہنڈت گنیش مارجا کی تلاش ہے جو میرے ڈر سے کسی منزل میں چھپ کر بیٹھ گیا ہے۔“

”نام لال کے بارے میں تم نے کیا سوچا ہے؟ میں نے پوچھا پھر وضاحت کرتے ہوئے بولا۔“ میرا مطلب یہ ہے کہ ہمیں آباد میں زیادہ نکشت خون مناسب ہو گا۔ اس طرح میری پریشانیوں اور بڑھ جانے کی۔“

”پریشانیوں اور ضرور بڑھیں گی سرکار۔ پریشانی نہیں آئندہ کار کی۔“ جنگ نے زبردستی سے بولا۔ میں اس کھونٹے ہی کو جڑ سے اکھاڑ دوں گا جس کے بل پر ہنڈت بجاریوں نے قانون کو مذاق سمجھ رکھا ہے۔“

”جنگ کی گفتگو سن کر میرے ذہن سے پریشانیوں کا سما بوجھ اتر گیا۔ دیوان جی کے سلسلے میں جو تشویش لاحق تھی وہ بھی بڑی حد تک وہ ہو گئی دیوان جی نے میری خاطر جس ببادری اور بہت کا ثبوت پیش کیا تھا اس کی مثال ملنا مشکل تھی انھوں نے یقیناً ناپاک دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے بظاہر طوطا دی تھی وہ بجا بجا لوں کی تلاش کے قریب ان کی فوجی کا پایا بنا ان کے حق میں بازی مات کر دینے کے لیے بے حد اہم اور خطرناک مہم ثابت ہو سکتا تھا۔“

”میں بڑی دیر تک جنگ سے باتوں میں مصروف ہوا میں نے اس کی خدمات کے عوض اسے ایک بھاری رقم پیش کرنا چاہی لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ جبر کر رہا ہے۔“

”جبری بات ہے کیا کاش یہ میں نے جبکب کی حمایت کی تھی
 ہوئے کیا تم کہیں بلاوجہ جبکب کو چھیڑ رہے ہو؟“

میرا مشورہ تو یہ ہے کہ تم اب اپنی ضد مچھوڑ دو اور حوصلہ

میں نے بھی یہی سوچا تھا اب تمہارا بھی یہ منہ ہے تو میں کل ہی متعلقہ تھانے میں اپنی تحریری رپورٹ پیش کروں گا۔ ٹیکیکس نے جواب دیا پھر مجھے سے دشمنان کی غیرت دریافت کرنے لگا۔

رات کے کھانے پر مجیب بھی ہمارے ساتھ نہ رہا تھا۔

یہاں نے عہد کے علاوہ کوئی شخص کرے میں داخل ہونے کی
کوشش کرتا تو اس کے ساتھ کوئی فرم نہ پڑاؤ کیا جاتا۔
کیونکہ شس کی بات سن کر میں ایک لمے کو بولہ لگا دیا مگر
وہ سن لیوان جی کی موت کے خراباں تھے تو وہ اسپتال کے علی
کسی فرد کو بھی بھاری معاوضہ نہ کر فریڈ کہتے تھے اور اس

اس خیال سے کہ کہیں درخشاں اس واردات سے متاثر نہ

پلاٹ کے مطابق ہم لال کے جسم پر پانچ جگہ گولیوں

پولیس رپورٹر کے مطابق جس وقت پولیس آئے گا کہ
 نیگلے پر قاتلیہ تشکیک کی غرض سے پہنچی گمار کی طرح جو اس
 یعنی دام لال کے خون نے پوری خواب گاہ کو سرزمین بنایا تھا
 گمار کی نرملہ پولیس کے جانے وادعات تک پہنچے تک بجاری

ہجڑہ خوں ریزی اور غیبت پر اترتا ہے ماحول کے گناہ
دور دراز کے جسم کے ٹھونڈے کی یکساں کبھی اس بات
کی دھکی دی تھی کہ گراس نے مجھے اور دشمن کو چوبلی کے آٹے
سے بار لانے میں ان کا ہاتھ نہ بنایا تو وہ سب بھی دشمنوں کی
غیبت میں شمار کر کے جھکانے لگا دیں کہ لیکن انھیں جھکن کے

کامیابی تھی اس کے سس کے پرستاروں اور چاہنے والوں میں وہ سرور آؤدہ افراد بھی شامل تھے جن کی آنکھوں کا انشاہ اسے حوالات سے باہر لاسکتا تھا لیکن موقع کی نزاکت کے پیش نظر انھوں نے بھی آنکھیں پھیر لی تھیں اور آئندہ کار کو مجبوراً میری جو کھٹ تک آنا پڑا۔

جتنے دن خاص مشق کھڑا کاری نرملہ کو دیکھتا رہا جس وقت میں حوالات میں داخل ہوا وہ اپنے خیالوں میں کم نظر بن چکا تھا یعنی تھی میری آواز پر وہ دیوں خود ہی جیسے کوئی بھی ایک خواب دیکھتے دیکھتے اچانک بیدار ہو گئی ہو اور پھر اس کی آنکھوں کے گوشے جھپکنے لگے تو جلد ہی اس نے اپنا منہ دیوار کی جانب کر لیا۔

”انیکہ نہ میں نے آہستہ سے جگدیش کو غلط کیا۔ کیا میں تنہائی میں نرملہ دیوئی سے گفتگو کر سکتا ہوں؟“ جگدیش نے میرا سوال سن کر کوئی جواب نہیں دیا۔ پلٹ کر کچھ تیز نظروں سے گھورا، وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر پھر کچھ سوچ کر سرکراشات میں تخفیف سے تنہا دی اور اڑیوں کے بل گھوم کر حوالات سے باہر چلا گیا اس نے اپنا وکالت نامہ جو پہلے سے تیار تھا فائل سے نکالا اور اسے نرملہ کے سامنے کرتے ہوئے سجدہ کیا۔

”نرملہ دیوئی۔ براہ کرم اس وکالت نامہ پر اپنے دستخط کر دیجیے۔“

وہ میری بات سن کر تیزی سے پلٹی شاید اسے اپنی قوت گوئی پر تشہر ہوتا تھا جیسے حیرت سے گھونے کے بعد اس نے وکالت نامہ کو بہت غور سے دیکھا پھر اپنا غلاموٹ دانٹوں تلے بھینچ لیا۔ شرف نگ کے احساس اور وقت کی ستم ظریفی نے اسے مہر طلب کر دیا تھا۔

”نہ دست ہے کہ میں وکالت کے پیشے سے منہ موڑ چکا ہوں لیکن آپ کی ضمانت کی خاطر مجھے۔“

”مرزا جان! وہ میرا جملہ کاٹنے ہوئے سیٹ لے لے میں بولی۔“ آئندہ چاہتا ہوں وہ بھی میری ضمانت کے لیے بہت کچھ کر سکتا تھا لیکن وہ اپنی شہرت اور ساکھ کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ پھر آپ میری خاطر کونوں ذمہ اٹھا لے لے۔ پلیز مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجیے۔“

میں نے نرملہ کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات اور اس کی غزالی آنکھوں میں آئندہ کھانے ہم کے ساتھ کرنا والی نفرت کو بہت غور سے دیکھا۔ وہ اپنی جسگ حق بجانب تھی۔

وکالت نامہ پر دستخط کرانے کے علاوہ میں کچھ ضروری باتیں بھی دریافت کرنا چاہتا تھا۔ کچھ ایسے اہم تھے جن پر ضمانت کا اعتبار ہو گا۔

”مرزا خیال ہے کہ اس سلسلے میں بھی جگدیش آپ کی دکر سے کٹا۔“

”جھپک ہے۔ آپ گھڑی بیچ کر انیکہ جگدیش کو ضروری بات کو سن میں اندھرا چھپنے کے بعد کسی وقت بھی اس کے بطور قائم کر لوں گا۔“

”مرزا جان! میں....“

”پلیز مرزا آئندہ میں نے دوپٹی کشری آنکھوں سے لے کے احساسات کا اندازہ لگانے ہوئے جلدی سے کہا۔ آپ مجھ پر بھروسہ رکھیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بیش برسر میں کما دی نرملہ اور آپ کی عزت اور نہت کا تحفظ کرنا میرا اولین فرض سمجھوں گا۔“

”میں آپ کا یہ احسان....“

”دوستوں کے حلقہ ہمیشہ دل میں بکتے ہیں۔ میں نے باہر پھرتا آئندہ کار کو جملہ عمل کرنے کا موقع نہیں دیا۔ پھر دوبارہ بعد سے رخصت کرنے کی خاطر میں بطور خاص حوصلہ پوری کیا تھا کہ اس کے ساتھ گیا تھا۔“

وقت میرے حق میں سازگار ہوتا تھا حالات نے نرملہ کو میری دلگیری پر چھکنے پر مجبور کر دیا تھا میں نے اس بات کو رائیگاں میں چلنے دیا۔ اسی رات میں انیکہ جگدیش ملا مجھے میرے سلسلے میں آئندہ کار کے جانب پرانیت مل لگتی نظر آ رہی تھی کہ گرم جوشی سے میرا استقبال کیا مگر لہ آنکھوں میں ٹھنڈی جھپکوں کی روش تھیں وہ میری آہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکیں۔ میں نے سکرانے میں اس سے ملا لیا پھر کچھ دیر بعد میں انیکہ جگدیش کے ہمراہ حوالات لہا ہوا تھا جہاں مجھے کما دی نرملہ سے ملاقات کرنا تھی۔ پلٹ کر میں کما دی نرملہ مجھے بے حد مختلف نظر آئی۔

وکالت کی ترمظیفی نے اسے ایک ہی جھپکے میں اس کے چہرے نامانوس کر دیا تھا وہ کھڑکی کی تختی اس کی آنکھیں بے نور اور لہا لہا رہی تھیں لگاؤ ہونٹ جن کی ایک مسکان ہی لہوں لہا لہا کر رہی تھی مگر نامانوس تھی کونوں پردہ میں ایک لہا لہا تھا جس کے حسن کو چاہا نہ لگا نہ دیکھا تھا۔ لباس لہا لہا تھا مگر وہ دیکھتا تھا جسے غالباً محض ستر پوشی کے لیے زیب تن کر لیا گیا تھا۔

نرملہ آئندہ کار کی دھڑکی میری اور آئندہ کار کے لیے کلید

میں درخشاں کو تسلی دینے کے بعد لباس تبدیل کر رہا میں داخل ہوا تو میری توقع کے میں مطابقت آنے وقت بے حد حیرت منظر آ رہا تھا اس کی آنکھوں میں ایک ہی تھی وقت کی ایک ہی کوٹ نے اس کے نکال دیے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی وقت تیزی سے آنکھوں میں۔

”مرزا جان! وہ ہانسی مہدی کے بللا میں۔“

نرملہ کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں مجھے یقین ہے کہ اخبارات کے ذیلیہ واقعات کا تھوڑا بہت علم ہر گاہ مجھے بے حد فاسوس ہے مرزا آئندہ میں نے کی دھڑکنوں پر قابو پانے میں سنجیدگی سے کماؤ میں آپ کے کس کام آ سکتا ہوں؟

”میری درخواست ہے کہ آپ کسی طرح نرملہ کر لیں۔ آئندہ کار نے ہونٹ چبانے ہوئے کہا۔“

کس میں اپنے جیسی ذاتی افراد رسوخ کرنیں اسٹو چاہتا تھا میں وہ بگ رہ گیا۔ کیوں کہ علاقے میں اور پھر مجھے جن میں ہندو تھے اور مسلمان بھی شاید یہ بھی کا نام تھا۔ آپ کا حکم مرزا آنکھوں پر نہیں آپ توہ میں نے پرخش....“

”پلیز مرزا جان! آئندہ کار تیزی سے میری باز ہوئے بللا میری عزت بچا لیجیے۔ میں جیون بھارت احسان باد رکھوں گا۔“

میں نے کچھ بس پرخش کے بعد مصلحتاً آئندہ کار قبول کر لی تو اس کی آنکھوں میں امید کی کرن دکھائی دیا۔

”کیا اخبارات میں جو تفصیلات آج بھی ہیں وہ میں نے کچھ توقف کے بعد سوال کیا۔“

”کچھ نئے حالات بھی سامنے آئے ہیں۔“

تیزی سے جواب دیا میں ابھی یہاں سے چلتے ہی جگدیش کو ہدایت کر دوں گا کہ وہ آپ کے ساتھ کرے بیس کی تفتیش اسی کے ذمے ہے آپ پوری فائل کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔“

”میں صبح ہوتے ہی کما دی نرملہ کے سلسلے وکالت نامہ داخل کر کے ضمانت کی کوشش شروع اور مجھے امید ہے کہ میں ضمانت کرانے میں کامیاب جاؤں گا لیکن کیا ممکن ہے کہ میں وکالت نامہ سے پیشہ کار دی نرملہ سے ملاقات کر سکوں؟“

”کیا۔“ ملاقات ضروری ہے۔“

”جی ہاں! میں نے پیشہ دارانہ انداز میں

جو میں نے اخبارات اٹھ کر ڈرائنگ روم میں دکھوائے ہوں بھی درخشاں اخبار پڑھنے کی عادی نہیں تھی لیکن میں نے پھر بھی احتیاط لازم سمجھی۔

”تاہم سے فارغ ہونے کے بعد درخشاں باورچی خانے میں خانا سامان کو کھانے کے باسے میں ضروری ہدایت دینے لگی تھی تو میں شش ہوا باہر لان پر آگیا جہاں موسم نہایت خوش گوار تھا لیکن میرا وہن موسم سے زیادہ رام لال کی موت کا حقت مل کرنے میں اٹھا ہوا تھا میں چاہتا تھا کہ کسی طرح فردی طور پر بچکن سے ملاقات کر کے اس سے اصل بات معلوم کر سکوں جہاں کما دی نرملہ رام لال کی موت کا تعلق تھا بچکن اس کا نمبر لگا چکا تھا لیکن میرے لیے جوابات اجمیت دھنسی تھی تو وہ یہ تھی کہ بچکن نے کما دی نرملہ اور آئندہ کار کی ذات کو رام لال کی موت کے ساتھ کس لیے جی نہیں کر دیا تھا۔“

”شام ایک میرا وہن رام لال اور بچکن کی ذات میں اٹھا ہوا میرا خیال تھا کہ شاید بچکن چار از خود مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ حالات کی نزاکت کے تحت غالباً اس نے مجھ سے دور ہنا ہی زیادہ مناسب سمجھا تھا۔“

درخشاں کو اس واردات کے باسے میں ملنے کوئی علم نہیں تھا لیکن اس وقت جب وہ پائیں باغ میں سترے پر بیٹے ساتھ بیٹھی چائے پی رہی تھی اور ملازم نے خلاف توقع مجھے دوپٹی کشری آئندہ کار کے آنے کی اطلاع دی تو میرے علاوہ درخشاں بھی چونک اٹھی میں نے ملازم سے کہا کہ وہ آئندہ کار کو قوت سے ڈرائنگ روم میں بٹھائے میں لباس تبدیل کر کے آتا ہوں۔“

”کیا بات ہے حال تو ملازم کے جانے کے بعد درخشاں نے بے حد سنجیدگی سے دریافت کیا یہ آئندہ کار اس وقت کس قصد سے آیا ہے؟“

”میرا خیال ہے کہ وہ اپنی بیوی کے سلسلے میں مجھ سے کوئی قانونی مشورہ لینے کی غرض سے آیا ہو گا۔“ میں نے بظاہر بے پروائی سے کہا۔

”کیا جہاں اس کی بیوی کو توہ درخشاں نے چمکتے ہوئے دیا تھا۔“

”مکرات کسی نے خواب گاہ میں داخل ہو کر اس کی عزت سے کھیلنے کی کوشش کی تھی اور نرملہ نے خود کو محفوظ دیکھنے کی خاطر اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔“ میں نے بدستور بے پروائی کا منظر جو کیا۔ میرا خیال ہے کہ آئندہ کار اسی سلسلے میں آیا ہو گا۔“

میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ میرا فرض ہے۔ میں نے بہت سارے
بچہ کیلئے سے جواب دیا۔
”کیوں۔ کس لیے؟“ نہ ملنے میں پوچھا۔ جب
آپ پر مشرخی چھوڑ دیں تو بعض میری خاطر کیوں زحمت
اٹھائے ہیں؟
”اس لیے کہ میری اور آپ کی موجودہ حیثیت اور دیگر گول
حالات ایک دوسرے سے بڑی تکلیف دہ رکھتے ہیں۔ میں نے
نہایت چابک دستی سے ایک نفسیاتی حوالہ استعمال کرتے ہوئے
اسے ٹھنک کیا پھر جب تک قلم کمال کر رہا ہے نہ فرما کی جانب
بڑھا دیا۔
”ایک شائستہ تک وہ میرے جلدیں پر غور کر رہی۔ وہ
میری بات کی گراہیوں تک پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی پھر
اس نے ہنرٹ کاٹتے ہوئے قلم لیا اور وکالت نامہ پر دستخط
کر کے مجھے واپس کر دیا۔
”میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری درخواست رد
نہیں کی۔ میں نے وکالت نامہ ترمیم کر کے جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔
”کیا آپ کو یقین ہے کہ میری ضمانت ہو جائے گی؟“
نظرانے سوال کیا اس کے لیے میں وہ مزید اور بے مہربانی ہو کر
تھی جو آزادی سلب ہو جانے کے بعد شروع شروع میں ہوتی ہے۔
”میں نے سمجھی نا بوس ہونا نہیں سمجھا۔ میں نے کہا کہ میری
بھولہ کوشش یہی ہو گی کہ پہلی پیشی پر میری آپ کی ضمانت
ہو جائے۔
وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر آہستہ سے بولی۔
”کیا آئندہ آپ ملے گا؟“
میں نے نظرانے کا سوال غیر متوقع نہیں تھا لیکن میں
مصلحتاً اس کے جواب کو گرنے کا چاہتا تھا چنانچہ میں نے
اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔
”نظراندازی کیا آپ اس مفروضہ شخص کو پہچان سکتی ہیں
جو مقتول بچہ کی ام لال کے ہمراہ تھا؟“
”نہیں۔ میں نے فرادہ ہوتے وقت اس کی محض ایک
جھلک دیکھی تھی۔
”آپ کو اس یات کا یقین ہے کہ سونے سے پیشتر آپ
غواب گاہ کا دروازہ مقفل کرنا نہیں بھولی تھیں؟“
”جی ہاں۔ وہ سپاٹ اور پتھر دہ آواز میں بولی۔ میں
نے اپنے ہاتھوں سے دروازہ لاک کیا تھا۔“
”آپ کے پی دیو آئندہ کارگل رات اپنے دوست کی
شدائی میں شرکت کرنے کی غرض سے الہ آباد آئے تھے تھے اس

بازار سے بھی جنگ چار کا نام دو میان میں آئے۔ اگر جنگ
میں بنام تھا تو چاہیے اس کی موجودگی دوسروں کو بھی
پتہ چلے پھر دیکھ سکتی تھی کسی غرض سے میں ہاتھوں کو بٹھا کر
اگر اپنے حق میں ہوا کرنا چاہتا تھا مجھے اپنے ارادے میں
یہ نہیں ہوتی۔
”آپ کا اندازہ غلط نہیں ہے۔ نظرانے بڑے جذباتی
ہیں اپنا ہنرٹ چباتے ہوئے کہا۔ میں نے متعدد بار آئندہ
کماحقہ کہ وہ آپ کے سلسلے میں اپنی تعصبانہ کاؤروائی ترک
کے لیکن اس نے ہر بار مجھے سختی سے جھڑک دیا۔
”میرا خیال ہے مشرخی اب بھی حالات کے سامنے کھٹکے
ہو رہی ہیں۔ میں نے نظرانے کے جوابات فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا پھر
ایک چونکنے کی نہایت خوب صورت اداکاری کرتے ہوئے
یہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آئندہ کس کی آپ کے ملازموں میں
کمانے کے لیے سب سے زیادہ قابل اعتماد کون ہو سکتا ہے؟“
”ہائیک لال۔“ نظرانے تحقارت سے کہا۔ ”آئندہ نے اسے
ہی مخالفت کے باوجود ملازم رکھا ہے۔“
”آپ کی مخالفت کے باوجود۔“ میں سمجھا نہیں۔
”وہ... آئندہ کماؤ کو غلط قسم کی اڑکیوں سے بھی طرانا
ہے۔“ نظرانے ہائیک لال کی شان میں ایک گندی گالی
ہوئے کہا پھر پھر سے ہونے انداز میں بولی۔ ”ہو سکتا ہے کہ
نظرانے کو کی چاہی اسی۔“ ”سنے دم لال کو فراہم کی ہو۔“
”میں ایک درخواست کروں گا۔“ میں نے لوہے کو گرم
یک ایک آخری ضرب لگاتے ہوئے نہایت تجویز کی ہے کہا۔
”لطف نہ کر اس وقت میرے ادا آپ کے دو میان ہوئی ہے
کا کلام کسی اور کو نہیں ہونا چاہیے۔ آئندہ کماؤ کو بھی نہیں
نہ حالات اور زیادہ سنگین صورت اختیار کر سکتے ہیں۔“
”میں امتیاد رکھوں گی۔“ نظرانے منھ میں جھنجھک کر ایک
اساں لینے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں نفرت اور
حاکم جھگڑا رہاں بھڑک کر آہستہ آہستہ شعلہ کاروبار اختیار
لا رہی تھیں۔
”میں اب اجازت چاہوں گا نظراندازی۔“ میں نے
ہووا آہستہ بڑی رازداری سے دینی زبان میں کہا پھر لیٹ کر
نظرانہ اٹھا احوالات سے باہر آ گیا جہاں تنگ راز داری
کا ایک مشہور شہر میری راہ دیکھ رہا تھا۔
”میں انکسپیکٹر جگدیش سے رسمی گفتگو کرنے کے بعد
بازار کے لیے روانہ ہوا تو میرے ہونٹوں پر ایک معنی خیز
ظہرٹ ابھرنے لگا۔ اس کی بدلتی کردلوں نے مجھ پر ایسا رخ

اس سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سرکاری وکیل سے اتفاق کر رہا ہے۔ اس کے برعکس جہاں میں اپنے غمخسوں کو پیش کرنے لگتا تو وہ ہراس منہ بنا کر یا تو مجھے ہانگوار نظروں سے گھونک رہا ہوتا یا محض وقت گزرنے کی خاطر اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل کے کاغذات اٹھنے بیٹھنے لگتا۔

تقریباً ایک گھنٹہ تک میں نے سرکاری وکیل کے سامنے گرامر گم بحث کا سلسلہ جاری رہا پھر ایک جہاں میں نے عدالت میں انیسٹر جگدیش اور آئندہ کار کے ملازم بلنگے لال کو وکیل بننے دیکھا تو ایک لحظہ میں سے وہ جہاں کے پردوں پر چھن چکا ہوا ایسا۔ یا۔ بلنگے لال کے ہاتھوں میں تھکڑی دیکھ کر میری ہانگوار ٹھنک اٹھا پولیس کے درمیان وہ جس انداز میں گردن جھکانے عدالت کے اندر داخل ہوا وہی اسے مجرم ثابت کر رہا تھا۔

انیسٹر جگدیش نے سرکاری وکیل سے اجازت لینے کے بعد ایک فائل عدالت کے دروازے پر پیش کی تو کچھ دیر کے لیے شٹاٹا دی ہو گیا۔ آئندہ کار مجھے بلنگے لال کو عدالت میں اس حالت میں دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا لیکن میں سمجھ چکا تھا کہ اب جگن چار کا سفلی عمل بساط کا رخ مسٹر جسٹس میں چلنے والا ہے۔ چروہی ہوا جو کشتہ رات جگن نے کما تھا۔ ججسٹریٹ نے انیسٹر جگدیش کی پیش کردہ فائل کا مطالعہ کرنے کے بعد بلنگے لال کو حوالہ دینے کا حکم صادر فرمایا اور کمار کی منظر کی ضمانت منظور کر لی۔ بعد میں مجھے انیسٹر جگدیش کے ذریعے اس بات کا علم بھی ہو گیا کہ بلنگے لال نے اپنے اقبالی بیان میں جرم کا اقرار کر لیا تھا کہ وہ مقتول بھاری رام لال سے ملا ہوا تھا نہ ملا کی خواب گاہ کی دوسری چابی اسی نے جرم کا رام لال کو دی تھی جس کے عوض رام لال نے اسے دو ہزار روپے دیے تھے۔ انیسٹر جگدیش نے بلنگے لال کے اقبالی بیان کے ساتھ ہی دوسری چابی اور وہ دو ہزار روپے جو اس نے بلنگے لال کے کواٹر سے تلاش کیے پر پراہد کیے تھے پیش کر دیے جس کے بعد عدالت نے پاس کمار کی منظر کی ضمانت منظور کر لینے کے سوا کوئی دوسرا چارہ کار نہیں تھا۔

میں عدالت سے باہر نکلا تو آئندہ کار نے میرے قریب آتے ہوئے سرگوشی کی۔

مسٹر جمال۔ میں آپ کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ میں نے جسے جو کچھ کہا وہ میرا فرض تھا۔ میں نے مجھ کی سے جواب دیا پھر کہا۔ ابھی تو صورت ضمانت ہوئی ہے اصل خوشی تو مجھے اس دن ہوگی جس روز کمار کی منظر کا باعزت طور پر قتل کے جرم سے بری کر دیا جائے گا۔

جے اور اگر اس کی ضمانت منظور ہوئی تو حقائق کو مسترد کر کے جگدیشیں مولیٰ گی وہ یقیناً بار آور ثابت ہوں گے۔ جہاں ضمانتوں کو پورا کرنے میں دشواریاں پہلے سے جاری تھیں وہ آج بھی اپنی دشواریاں حل نہ کر سکیں گی۔ اس قسم کے سابقہ حوالوں سے ان کو وہاں سے سننا رہا جب میری باری آئی تو عدالت کے دروازے پر حاضر کی بیوی ہے بلکہ خود بھی بڑا اور قانون کا احترام کرنے والی قانون ہے۔ رام لال اور اس کے ساتھی نے اپنی ناپاک اور مذموم کے نتیجے میں عدالت کے کمرے میں ایک مجرم اور

بیت سے لاکھڑا کیا ہے۔ یہ دلائل پیش کرتے ہوئے میں نے عدالت کو یہ بھی یاد کرنے کی کوشش کی کہ رام لال کو کھانے کے بعد میری موٹر نے ایک مجرم اور قاتل کی حیثیت ہے لیکن اگر وہ اپنی عزت کی حفاظت نہ کرے تو اس کو کھانے جاتے دینی جو ایک شرف باعزت موت ہوتی اور انمول زبرد ہوئی ہے تو وہ معاشرے میں بری اس سے دیکھی جاتی۔ مجرم رام لال کو اس جرم کی یاد دلائی جاتی وہ ایک عورت کی کٹی ہوئی عزت کے نیت تم ہوئی اور یہ کہ قانون میری موٹر کی کھوئی تاپس نہیں دلا سکتا تھا اس لیے میری موٹر نے ناکام ایک وحشی دہشتے سے بچانے کی خاطر جو آسانی باوجود بریہ خلاف قانون ہے لیکن اسے قاتل قرار نہیں دیا جاسکتا اور جن حالات کے پیش نظر باوجود غمخس موت کے بعد قابل معافی ہے اس لیے ضمانت رکھی تھی تو یہ سراسر انصاف ہوگی۔ اس کا اثر لڑکھا پڑے گا اور وہ اس زیادتی کے صدمے اپنا ان کی کھوسکتی ہے جس کا تاہم عدالت کے لیے

عدالت میں آئندہ کمار بھی موجود تھا جو نہایت اضطرابی ہے وہ چارہ نظر آ رہا تھا۔ میری اور سرکاری وکیل کی شک کے دوران وہ بار بار اپنی نشست پر چلنے پھرنے لگا کہ اسے زیادہ ججسٹریٹ کے جہاں سے ہر اجازت والے اور دیکھ رہا تھا۔ سرکاری وکیل کے دلائل سننے کے انداز میں اپنے سرکوشیات کے طور پر جیش دیتا

سنگتراش

اقلم علیم

دنیا سے الگ تھلگ روپوشی کی زندگی گزارنے والے اوہم پرستی کے نت سننے میں رنگے ہوئے جبرن قبیلے کی طلسماتی داستان

آتش کدے کا مقدس پروہت مانینی،
پراسرار اور ماورائی طاقتیں اس کی غلام
تھیں۔

جس سے جبرن کا سردار جو با بھی خائف
رہتا تھا۔

ایک سنگتراش کی محبت کا دگداز فسانہ جس
کی محبوب کی روح پروہت کے قبضے میں تھی۔

سحر اور اسرار کے پردوں میں لپٹی ہوئی ایک
پراسرار داستان نیکی اور بدی کا خوفناک
تصادم

دو جلدوں میں مکمل

قیمت: حصہ اول = 150/-

قیمت: حصہ دوم = 150/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار لاہور

”ہائیک لال سرکار یہ جگن نے میرا حملہ کاٹ کر ڈبے لیے ہوئے
انداز میں آنکھ مالتے ہوئے کہا تو وہ جبرن عدالت میں آکر اپنے
جرم کا اقرار کرنے کو ترملا دلوئی پر کوئی آنکھ بھی نہیں آسکے گی۔“
”کیا واقعی ہائیک لال بھی اس واردات میں ملوث ہے؟“
میں نے حیرت سے دریافت کیا۔

”پھر جی اہم سے بتاؤں گا ہائیک ابھی تو مجھے کسی نشان
گھاٹ (جہاں ہندو مرے جلائے جاتے ہیں) پر بھیج کر ہائیک
لال کا کر یا کرم پورا کرنا ہے۔“ جگن نے اس بار بے حد سرد اور
سفاک لہجے میں جواب دیا پھر اس سے پیشتر کہیں کوئی دوسری
بات کرنا وہ تیزی سے بٹ کر دوڑتا ہوا تاریکی میں گم ہو گیا۔
میں نے جیسے وہ مال نکال کر پیشانی صاف کی پھر کار کو کھلی
سڑک پر ڈال دیا۔

دوسری صبح میرے لیے بے حد سنی تیز ثابت ہوئی،
میں نے کچھ ہی پہنچ کر کمار کی منظر کے سلسلے میں ضمانت کے کاغذات
کے ساتھ اپنا دو کالت نامہ داخل کیا تو میری آمد کی خبر میرے
پرلنے واقف کار میں اور ہم پیشہ دوستوں میں خوشی کی لہر دوڑا۔
دی میرے کچھ ساتھی ججسٹریٹ اور جج جی جی کے تھے انھوں
نے مجھے مبارکباد پیش کی لیکن وہ وکیل اور بیرسٹر نہیں میری
آمد سے اپنی ساکھ اور شہرت و وقتی محسوس ہوئی وہ بے حد
پریشان تھے میں نے ان باتوں پر کوئی توجہ نہیں دی اس لیے
کہ کچھ ہی کا رخ میں نے محض ترملا اور آئندہ کی خاطر کیا تھا۔
بیرسٹری کا پیشہ اختیار کرنے کا فیصلہ تو میں بہت پہلے ہی
کر چکا تھا۔

کمار کی منظر کے کاغذات کے ساتھ ججسٹریٹ کے
ساتھ پیش کیے گئے وہ نہایت تنصیب اور راسخی واقع ہوا
تھا پیش کا رخ مجھے دلی زبان میں بتا دیا کہ اگر میں نے قبل از
وقت ایک معقول ہزار ججسٹریٹ صاحب کی خدمت میں
پیش نہ کیا تو کسی قیمت پر ضمانت کے معاملے میں میری کامیابی
محتمل نہ ہوگی میں نے پیش کی بات نہیں کرنا لیکن شاید
اس لیے کہ مجھے یقین تھا کہ جگن نے قبل از وقت کمار کی منظر
کے سلسلے میں گزشتہ رات جو جتنی فیصلہ کر لیا تھا وہ درست
ثابت ہوگا۔

دو ہفتہ بٹا گیا تو جے نرملہ کے کاغذات ججسٹریٹ کے
ساتھ پیش کیے گئے۔ عدالت کے دروازے پر میرے ملازم سرکاری
وکیل بھی موجود تھا جس نے ضمانت کی منظوری کی شاید یہ مخالفت
کی اپنے دلائل پیش کرتے ہوئے اس نے ججسٹریٹ کو یاد دلانے
کی کوشش کی کہ قاتل ایک ذمہ دار اور اہم عہدہ پر فائز فاضل

شاید میں نے انکا سفر کرنے کا دعائی ہوئی۔ جھٹکتے جھٹکتے میں سری لٹکا نہ گیا ہوتا تو کامل سے میری ملاقات بھی نہ ہوتی اور اگر کامل سے ملاقات نہ ہوتی تو درخشش کا کام میری زندگی میں بھی نہ سنا ہی دیتا۔

لیکن شاید قدرت کو میری منظور تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ درخشش کے ساتھ زندگی کا سفر بے حد سکون و آرام سے طے ہو جائے گا اور میرے عزیز و اقارب جو زہریلے ناگوں کی طرح دور دور کنڈلی مارے بیٹھے تھے اُن کے منہ پر بے جا تڑپ نہ تھی میری جانناؤں کے ایک جائزہ رات کی پیدائش کے بعد میرا تقاب چھوڑ دیں گے۔ بخوابیا نہیں ہوا، میں نے جو خواب دیکھے تھے وہ شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے، ہر خواب کی تعبیر میری توقع کے عکس تھی جیسا کہ اور المانک ثابت ہوئی اور میں اب اس رونا و کوہ مینے کی کوشش کر رہا ہوں۔

جنگ کے آبلے سے میرے دشمنوں کی کڑواہٹ گئی تھی۔ وہ جو کل تک بڑھ بڑھ کر مجھ پر تلے آتا تھا حملہ کرنے کی تھان ہے تھے اب اپنی اپنی کہیں گا ہوں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔ ہندت اور برکاش اور پھر بیکاری دم لال کی موت ان کے دہنوں کو مفلوج کر گئی تھی پھر حالات میں ستر حق میں آہستہ آہستہ سا زگار ہونے چلے گئے۔

گماری نرلا کی ضمانت کے بعد آندہ گمار بھی دیریدہ میری حمایت کرنے لگا۔ صرف اس بات کا خطہ تھا کہ بٹنے لال کہیں عدالت کے درہ و پشیں ہونے کے بعد اپنے ساتھ رہا جان سے منکر نہ ہو جائے اس کا خطہ اپنی جگہ دست تھا فرج ہادی مقدمت میں یہی ہوتا ہے کہ مجرم پولیس کی بے حلاوت اور زہاد ہندہ لال کی سے بچنے کے لیے افراد جرم کر لیتا ہے مگر عدالت میں پیش ہونے کے بعد وہ اپنے بیان سے خوف نہ ہوتا ہے اور یہ بھی بتا دیتا ہے کہ اس نے محض پولیس کے ظلم و تشدد سے بچنے کی خاطر جبری طور پر اپنی مرضی کے خلاف بیان دیا تھا اور تب اس کے لیے ہونے بیان کی ساری اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔

آندہ گمار کو اس بات پر بھی حیرت ہوئی تھی کہ بٹنے لال نے گماری نرلا کے سلسلے میں مرحوم دام لال سے کیوں ساز باز کی اگر بٹنے لال ذہنی طور پر ٹھیک ہوتا تو شاید وہ خود بھی اپنے بیان پر پشیمند نہ جانا سیکے وہ غریب تو مکمل طور پر مرضی کے ناپاک کیل کے زیر اثر تھا اس نے جو کچھ کیا وہ جنگ کی مرضی کے میں مطلق تھا۔

بٹنے لال کی پراسرار موت نے خانوئی بی بی گپوں کو برسرے لیے اور آسان کر دیا۔ مرحوم جو تحریری بیان لے چکا تھا وہ پولیس

پراسرار حالت میں مدہ پا گیا تھا۔ اس کے جسم پر نہ تو کسی قسم کے زخم کوئی نشان تھا نہ ہی لٹکا ہراس بات کی کوئی علامت نظر آتی تھی جس سے زہر کھا کر خود کشی کے امکان پر غور کیا جاتا۔ اس کی کاشش کو پوسٹ مارٹم کے لیے کوئی نگرانی میں پولیس کو اسپتال روانہ کر دیا گیا تھا۔

پولیس کو کاشش کے پاس سے سرخ رنگ کا ایک کپ دیا گیا تھا جس کے بالے میں یہی خیال کیا جا رہا تھا کہ اس کا رنگ انسانی خون کی وجہ سے سرخ ہو گیا ہے پولیس کے ڈاکٹر نے فوری طور پر کاشش کے معائنے کے بعد یہ حیرت انگیز انکشاف بھی کیا تھا کہ بٹنے لال کی موت جسم کا سارا خون اچانک خشک ہو جانے کے سبب واقع ہوئی ہے اور اسی انکشاف کی وجہ سے میں کاشش کے قریب پائے جانے والے سرخ دھانے کو مقتول کی پراسرار موت سے خاص نسبت دی جا رہی تھی لیکن ابھی تک یہ بات برخص کے لیے باعث حیرت بنی ہوئی تھی کہ محض کچے دھانے کا ایک حقیر ٹکڑا کسی ایسے جملے اور صحت مند آدمی کی موت کا سبب کیسے بن سکتا ہے ؟

آندہ گمار سے گفت کو ختم ہونے کے بعد میں نے بٹنے لال کی موت کے بالے میں سوچا تو میرے ذہن کے پردوں پر ایک خاکہ بھر کر تیزی سے واضح ہونا چلا گیا۔ اور وہ خاکہ جنگی چال کے سوا کسی اور کا نہیں تھا۔

میں اپنی داستان عبرت کو تول دینے کے بجائے سینے کی کوشش کروں گا۔ اگر واقعات کو ترتیب اور تفصیل سے لکھوں تو شاید میری طرف نا کرے اور میری خواہش ہے کہ میں اپنی زندگی کے ان المناک واقعات کو مبتنی جلدی ممکن ہوائی ٹائری میں قلم بند کروں کرکل نہ جانے حالات کیا رخ اختیار کریں۔ مجھے اپنی جانناؤں و جن دولت اور جاگیر سے کوئی دل نہیں نہیں لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری موت کے بعد میرے وہ عزیز و اقارب جو تمام زندگی میری موت کا انتظار کرتے رہے دنیا کو دکھانے کی خاطر مگر چھڑے کے آئینہ جلتے مجھے سامنے آجائیں اور میرے والد کی جانناؤں کو برپ کر جائیں۔ آج میرے ساتھ جو کچھ پیش آرہا ہے وہ شیت پرزوری بھی ہے لیکن اس میں میرے عزیز و اقارب کا کاتھ بھی شامل ہے میں تسلیم کرتا ہوں کہ خدا کی مرضی کے بغیر شیت سے ٹوٹا ہوا کوئی سوکھا پتہ بھی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا لیکن بزرگوں نے یہ بھی کہہ کر انسان خود اپنی قسمت رقم کر لیا ہے میرے عزیز و اقارب نے اگر میرے والد کی وفات کے بعد مجھے چھوٹا نشان نہ کیا ہوتا تو

با اعتماد ملازم کے سلسلے میں آپ کا شہر ٹھیک ہی ثابت میں آپ کی ذہانت کی داد دیتی ہوں۔

”خانوی معاملات میں کامیابی کا سہرا ہمیشہ اسی کے سر ہے جو ہر ایک بیٹی کا عادی ہوتا۔ میں نے پیشہ وارانہ کار کا کچھ پلہ چھایا یہ کیا مشرا آندہ اس نے مجرم کو کڑواہٹ کرکے کوئی کامیابی حاصل کی جو حاشے والی رات موقع ملا اور قرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا“

”میں نے ابھی تک اس سلسلے میں آندہ سے کوئی نہیں کی۔ نرلا کے لیے میں نفرت اور عقارت ہر جہز سے ہوں۔ آپ اس وقت کمال سے بلبل رہی ہیں بڑا بڑا سے دریافت کیا۔

”فی الحال میں آندہ کے ساتھ رہنے پر مجبور ہوں کہ کس کے بعد ہمارے دلتے مختلف ہوں گے۔ یہ میرا آؤ ہے اگر آپ کو میری ضرورت پیش آئے تو میں اپنے اپنی قسمتی سمجھوں گی۔ نرلا نے سپاٹ آڈائز میں کمال میں نے کو محض اسی شخص سے فون کیا تھا کہ میرے قہر کے سلسلے آپ آئندہ جو بھی انجام کریں اس کا علم میرے اور آپ سوا کسی اور کو نہیں ہونا چاہیے۔

”کیا مشرا آندہ کو بھی نہیں پتا ہے میں نے نرلا کو کچھ بھیج دیے گے پوچھا۔

”آندہ کو بھی کسی بات کی ہوائیں لگنا چاہیے۔ ابھی عقارت سے جواب دیا گیا پھر اس کے ساتھ ہی وہ جانب سے سلسلہ قطع کر دیا گیا۔ مجبور میں نے بھی دلیر کر ٹیل پر رکھ دیا۔

مجھے نرلا کے فون سے خوشی ہوئی۔ اس لیے کہ نرلا باط کا ایک اہم درہ اب پوری طرح میرے قبضے میں وقت کی کڑواہٹ سے ستر حق میں بے حد سازگار رہی تھی کل ایک آندہ گمار میری موت کا خواب تھا لیکن اس کے پیش نظر اسے میری زندگی کی ضرورت تھی۔ جاگڑ تو میرے خلاف اب کوئی سمت قائم نہیں آئی سکتا ہے لیے کہ میں نرلا کو کیس لڑا رہا تھا اور اس لیے بھی کہ پوری طرح میری صفی میں تھی۔ نرلا جو آندہ گمار کی رگ تھی اور اس کے پاس بے شمار مال ہے راز بھی محفوظ تھا۔ انہما آندہ گمار کی تمام سادھ اور شہرت کو ایک لے میں ملا سکتا تھا۔

اسی رات مجھے آندہ گمار نے فون کر کے ایک نئی دی راک کے بیان کے مطابق بٹنے لال حالات میں

”جنگوں کو کیا پایا ہی ہو۔“
”ہمت سے کام لے لیجئے مشرا آندہ میں نے اسے دلا سہرتے ہوئے کمال۔ خدا جی کرنا ہے اس میں انسان کی کوئی نہ کوئی جھلائی ضرور ہوتی ہے۔“

”مجھے ان ملک حرام بننے لال سے ایسی غذا ہی کی امید نہیں تھی۔ آندہ گمار موٹ کٹنے ہوئے بولا۔ اگر مجھے پلے ملے ہوتا کہ وہ اس حد تک کر سکتا ہے تو میں اسے گاری مار دیتا۔“
”جو شخص لوگوں کے کاروبار میں ٹوٹ ہوا اس سے شرافت اور ملک ملامی کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔“

”کیا مطلب ہے آندہ گمار میرا جواب سن کر چپکا۔“
”یہ مشرا پوچھ کر جب تک عدالت اس کیس کا کوئی آخری فیصلہ صادر نہ کر دے آپ بٹنے لال کے سلسلے میں اپنا رویہ اگر حسبِ اپنی دقت نہ ہی نہیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ دوسری شکل میں اس کی زبان کھل گئی تو صورت حال اور زیادہ خراب ہو جائے گی۔“

میرا ہر عمل زیادہ کاری ثابت ہوا۔ آندہ گمار اس طرح حیرت سے مجھے گھونٹنے لگا جیسے میں نے اسے کوئی سنگین مجرم کرتے ہوئے دنگے کا ٹھکانہ کر لیا۔ جو جواب میں وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن میں اسے ششدر چھوڑ دیا۔ آگے بڑھ گیا جہاں میرا زیادہ میری راہ دیکھ رہا تھا۔

”وہ پرکوں کھانے کی میز پر بیٹھا درخشش کو حالات کی تفصیل سنا رہا تھا کہ ملازم نے مجھے گماری نرلا کے فون کی اطلاع دی تھی میں نے اپنے ذہان سے یہ بات معلوم کر لی تھی کہ عدالت کے فیصلے پر اسے فوری طور پر کاغذات کی خانہ دہری کے بعد ضمانت پر مل کر دیا گیا تھا۔ مجھے آئی جلی نرلا کی جانب سے رابطہ نام کیے جانے کی توقع نہیں تھی چنانچہ جب ملازم نے مجھے فون کی اطلاع دی تو میں درخشش سے معذرت کرتا ہوا تیزی سے باہر گیا جہاں کر ٹیل سے وہ رکھا ہوا دیریدہ میری راہ تک ملا تھا۔

”ہیلو۔ جمال اسپیکنگ۔ میں لیسو آجھا کر لکھا۔“
”نرلا۔ دوسری جانب سے نرلا کی آواز سنا دی۔ میں

آپ کی شکوہ گزار ہوں مشرا جمال کہ آپ نے۔۔۔“
”میں آپ کو ملٹی کی مبارکباد پیش کرتا ہوں گماری نرلا میں نے اس کی بات پوری ہونے سے پیش کر لیا۔ اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ کیس سے بھی آپ کو باعزت طور پر بری کرانے کی پوری کوشش کروں گا۔“
”مجھے آپ پر اعتماد ہے۔ نرلا نے جواب دیا۔ آندہ گمار کے

کی قابل ہو موجود تھا جس نے کما دی نرملاکو چاہنے میں میری بے حد مدد کی۔ لیکن کی گئی یہ طاقت تھی میری پشت پناہی کر رہی تھی اس لیے مجھ پر ٹھٹھنے کما دی نرملاکو چھاپی ہزار رشے جہانہ اور نا پرخواستہ عدالت کی معمولی سزا سے کرمعاذ کر دیا۔ اس روز جب وہ عدالت سے برسی ہو کر باہر آتی تو اسے خوش خبریاں چاہیے تھیں لیکن وہ عکس گدی سے سوچ میں ڈوبی نظر ادھی تھی۔

”نرملادیری میں آپ کو منتظر رہ لالہ قتل کے ذمہ داروں کی پلنے پودنی مہاک باپیشیں کرتا ہوں میں نے نرملاکو مہاک باپیشیں کی تو اس کے ہونٹوں پر ایک معنی غیز منکر نہر ملا تبسرا اھڑا۔

یہ سب آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے مشر محال۔ اس نے
 بنید گتے کما۔ میں آپ کا یہ احسان زندگی کی آخری سانسوں تک
 یاد رکھوں گی۔ اپنے ہاتھوں کو ممکن بنا دیا اور نہ مجھے اپنے بچنے کی کوئی
 امید تھی۔

”آپ کو میرے بچائے مرحوم ہائے لال کا تیسرہ ادوار کا چاروا بیسے حسن حقیقت کا انکشاف کر کے میری مشکل حل کر دی“

ہائے لال کی موت کا ٹھہرے بعد افسوس ہے کہ کوئی نرط نے ہرٹ کاتے ہوئے کہ اس کی کشادہ پیشانی کی شکل آدھ ہرگئی تو میں نے اسے ٹٹولنے کی نرطرافی زبان میں اودولایا۔

”آپ شاید بھول رہے ہیں نرملادوی۔ بننے لال نے اگر
مقتول رام لال کے ساتھ اس کن ہمایاں سازش میں اعانت نہ
کی ہو تو۔“

تو ربانے لال کی جگہ کوئی دوسرا ملازم لے لیتا۔ نہ ملانے میرا
جملہ کانتے ہوئے تیزی سے جواب دیا تو میں چونکے بغیر رہ سکا۔
میں آپ کا اشارہ نہیں سمجھ سکا؟

• مجھے یقین ہے کہ اب آئندہ کادل مجھ سے الٹا چکا ہے۔
 • نرملہ کے لیے میں نفرت کے ساتھ ساتھ انتقام کا جذبہ بھی شامل تھا۔
 • ہو سکتا ہے کہ محض آپ کا دیرینہ رشتہ

اس کا مفصل بھی بہت جلد ہو جائے گا کہ کرنِ معلنی پر ہے۔
 نرطانیہ سنا آوازیں جواب دیا پھر دوبارہ بڑی گرم جوشی سے میرا
 شکریہ ادا کر کے چلی گئی۔

آئندہ کمار نے بھی شکریے کے ساتھ مجھے اپنی وفاداری اور محبت کا بھرپور یقین دلایا تھا۔ میں کچھ ہی سے حریفی واپس آتا تو بے حد خوش تھا۔ ہوشیار خان نے مری کامانی اور نرملہ کی رملی کی خبر سن کر توروہ

بھی خوش ہو گئی۔ دعویت تھی اس لیے دوسری عورت کی پریشانی سے نجات کی خبر سن کر اسے سکون آ گیا۔

اس کی تمام تر فخر و داری جگن کے سر تھی جس کے ارجلے نے بیسے
 نام و دشمن بیان سے بھاگ گئے تھے بیسے لے اب راستے صاف تھے
 اب جوبلی سے نکلے ہوئے مجھے اس بات کا خطرہ لائق نہیں رہتا
 تھی کہ وہ کدو پر کسے میں لمبوس پلٹا اور پکڑی اپنے دھرم کی آڑ
 لے کر مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کی خاطر راستے میں کہیں بھیجے
 ہوں گے نہ زندگی ان دونوں بڑے صیغہ اور آدم کے غور و جلی
 جیکب اور کیکس کو بھی تعین اس چکا تھا کہ اب میری اور دشمن
 کی شادی کے مسئلے میں مخالفین و پارہ اپنا سرسین اٹھائیں گے
 میرا پناہ ازہ بھیجی تھی تھا کہ وہ اپنے نامکامیوں اور دم پر کاش
 اور دم لال کو کھو دینے کے بعد بیسے دشمنوں کا زور ٹوٹ چکا ہوگا
 لیکن یہ جاری خوش فہمی تھی۔

میں دشمن ہو چکی کے اچانک منظر عام پر آجائے ہے۔ لکھنا
 کہ میرے ہاتھ سے ہٹ گئے تھے مجھے جو ملے تھیں۔ اندھی اند
 خود کو منظر کر رہے تھے خوف و آگ فضا پرے بنائے تھے ان کے لڑاؤ
 کچن دیکھو اور وہ اور مساک کے اس کا ذکر میں آج کل کر رہی
 میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ نیند کشینش مہاراج ادا اس کے
 کر گئے۔ میرے لڑو دشمن کے درمیان صلح حاصل کرنے کی راہ
 اندھی اندھنی خطرناک اور گہری سڑنیں کھدائی شروع کر دی
 تھیں۔ آج بھی جب مجھے وہ باتیں یاد آتی ہیں تو میرے سر پر
 دھننے لگتے ہو جاتے ہیں۔ بہر حال اب میں انھیں ختم کرنے کا ارادہ
 اپنی داستان کو سننے کی کوشش کر رہی ہوں۔

دیوان جی انھوں نے میری خاطر اپنا کچھ بک دیا تھا۔
 بڑی تیزی سے درجہ صحت جو رہے تھے۔ میں نے ان کی فداوار
 اور خیرات کی کٹائی نہیں ایک دوسرا مکان خرید لیا۔ میں دیوان جی کی
 خاطر جو کچھ بھی کرتا وہ تم تھا اس لیے کہ انھوں نے متعدد متعلقات
 پر اپنی جہاں جو کچھ میں ڈال کر مجھے موت کی سزا سنائی تھی۔
 میری خاطر اور حالات کو مسخ کرنے کے ارادے سے انھوں نے خود
 اپنے ہاتھوں سے اپنے بھرے گھر کو لگا لگا دی تھی۔ خود کو بھر
 متعلقات میں ڈال کر جھلسا ڈالا تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو شاید
 واقعات کا رخ کچھ اور ہوتا لیکن دیوان جی کی ذہانت اور فطرت
 نے پانسہ پلٹ دیا تھا۔ میری زندگی کی خاطر انھوں نے اپنی زندگی
 اور اوپر لگا دی تھی اور اسی دائرہ بیچ میں وہ اپنے رفیق دلدار
 مرزا کو بھی کھینچے تھے۔ لیکن جاہری دیوان جی اور سرور دلدار
 ہر دن کی کشمکشوں کی وجہ سے میری مدد پر آمادہ ہوا تھی۔ یزین کو
 دیوان جی کی کوتاہیاں اور برائیاں یہ سب حق میں ہے شہر نہیں اور
 اگر میں یہ کہوں کہ وہ مجھے باطل اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھے
 تھے تو شاید اسے حیات مرگ

میں دیوانہ جی کی عبادت کیلئے بدوسوں ہسپتال مایا
کرنا تھا۔ اس دن بھی میں حسب معمول تیار ہو کر باہر نکل کر پیش
ہوئی۔ مجھے ساتھ لہنے کی فرمائش کر دی۔ میں ٹھٹھے سمجھنے
کی بیتی کر کوشش کی لیکن درخشاں نے کسی طرح میری بات
نہیں مانی وہ درحقیقت پو دیوانہ جی کی مزاح پر کسی کی خاطر میرے
ساتھ جانے پر پھنسدھتی اس خیال سے کہ اب حالات بہتر ہو چکے
ہیں اور درخشاں نے ایک عرصے سے حویلی کے باہر قدم نہیں
دکھائیں اس کے اصرار کے آگے مجبور ہو گیا۔ اور وہ میری
زندگی کی سب سے بڑی بھول تھی جس کی خاطر میں آج تک پھپھتا
دو ہوں۔ کاش، مجھے اندازہ ہو تا کہ درخشاں کو زندگی کی حالت
میں حویلی سے باہر لے جانا میرے لئے زندگی کا ایک رستا
ہوا۔ اس دن میں جانے لگا تو میں کسی قسم کی حال میں بھی اسے اپنے ساتھ
نہ لے جاتا لیکن قسمت میں جو رقم کیا جا چکا ہو اسے بھلا کر
ٹھاکر کتا ہے۔

کہا کہ جس کے بیان کے مطابق دیوان جی پوری طرح صحت سے
ہرچہ تھے اور انہیں اسپتال سے گھر منتقل کیا جا سکتا تھا لیکن میں
چاہتا تھا کہ دیوان جی کچھ دن اور آرام کر لیں تو زیادہ مناسب
ہو گا۔

برجائے جب دیوان جی نے درخشاں کو رستہ ساتھ دیکھا
تو ایک لمحے کو وہ بھی خوشی سے نہال ہو گئے۔ کیلکیشن نے
درخشاں کو دیکھ کر حیرت مہر کا اظہار کیا کیونکہ اس کی موجودگی میں
کچھ کرنے سے گریز کیا۔ ہمہ صافی دیر تک دیوان جی کے پاس رہا
پھر درخشاں نے ہسپتال کو تفصیلی جائزہ لینے کی غور و فکر کا
اظہار کیا تو کہیں کس اسے اپنے ساتھ لے گیا ہیں دیوان جی نے
پاس ہی بٹھا دیا۔

یہ جہاں میاں آپ نے یکم صاحبہ کو ساقی لاکر اچھا نہیں کیا
دشاش اور کیلاش کے جانے کے بعد لیوان جمی نے سجدہ کی
سے جہاں دما۔

”میں نے وزخشاں کو منع کیا تھا لیکن وہ کسی طرح آمادہ نہیں ہوئی چنانچہ حالات کے پیش نظر:-
”نہیں سرکار یہ دواؤں ہی نے میری بات کاٹتے ہوئے

تیزی سے کہا: آپ کو دور اندیشی سے کام لینا چاہیے۔ دشمن کو قہر بھینسا مے کے نزدیک سب سے بڑی حماقت ہے اور جہاں ناماک اور گندی، قوتور، کل، غل، مودوں تو انسان کو بہت

بھڑک بھڑک کر قدم اٹھانا چاہیے۔
 "میں آئندہ احتیاط رکھوں گا۔"
 ماما بھی ہنس رہے تھے۔

کہ حویلی میں خوشی کے شادیاں نہ بچ جائیں آپ کو بر طرح سے محتاط رہنا چاہیے۔

دیکھنا کہ خنیاں ہے کہ آپ اب گھر جا سکتے ہیں میں نے گفتگو کا رخ بدلنے کی خاطر کیا پھر دیوان علی کے چہرہ پر ابھرے دل کے تاثرات دیکھ کر صلی سے لڑا کہ آپ میری خاطر ہے جس گھر کو آگ لگا دی اب دوبارہ وہاں آپ کا جانا مجھے پسند نہیں آتا چنانچہ میں نے آپ کے لیے حویلی سے قریب ہی ایک دوسری رہائش گاہ خرید لی ہے۔

میں خادم ہوں جمال میاں، دیوان جی شدت جذبات
سے مغلوب ہو کر بھڑکنی ہوئی آواز میں بولے: آپ کی خاطر اگر
میری جان بھی کام آجائے تو میں اسے اپنی خوش نصیبی سمجھوں
گا۔ آپ نہیں جانتے، بڑے سرکار کے جو احسانات مجھ پر ہیں
وہ بے شمار ہیں شاید میں سر کر بھی ان احسانوں کا بدلہ نہ
چکا سکوں گا۔

پھر جواب مل میں بھی ہوتے ہیں دیوان جی آپ کے ہمسے
 ہے میں جواب آپ کا پیر موضوع بدل کر بلائے میں جی کو اس کی
 خدا کے عرصے کچھ نرم دینا چاہتا ہوں۔ آپ کا کام مشورہ ہے؟
 ہو گئے اور آپ کا کام مل کرتے ہیں ان کی ذہنیت بھی
 ہے ہو گئے خداوند غلیظ ہوتی ہے۔ دیوان جی نے کہا۔ آپ سے
 پیر سے ذہن میں بھی یہی خیال آیا تھا کہ جی جہاں کی
 مغنی کو کم کر دی جائے۔ بندہ کام کا ہے اور ہمارے دشمنوں کو
 ٹھکانے بھی لگا سکتا ہو ہمارا جی صاحب کو کیے ہوئے ہیں۔ میں نے
 اسے خوش کرنے کی خاطر ذکر چھوڑا بھی تھا لیکن اس نے
 سختی سے انکار کر دیا۔

”کیوں؟“
”مجھے اس کا انکار سن کر حیرت ہوئی تھی لیکن اس کے
خون میں شاید شرافت کے دو چار قطرے ابھی باقی ہیں۔“

دلوان جی بولے: ”میں نے تم کو ہم لیا تو وہ ظلامتوں کا بیڑا
 کہ کے لئے لگا چھ کرنے لگا۔ کیسی بات کرتا ہے! شہر شہ باز،
 میں جھلا لئے لنگوٹا مار کے ٹھمنوں کو ٹھکانے لگانے کے دام

بھڑے کر دیں گے۔ ذات کا چمار ضرور ہوں لیکن اتنا پیچھے نہیں
 کہ دوست کے کفن کا مول تول شروع کر دوں۔
 ”پھر بھی۔ جس کسی نے کسی علم رواں اس کی خدمات کا اعتراف

کرنہا ہی ہو گا۔
 "میں ذرا اسپتال سے سکون تو ہر کچھ سوچ لوں گا۔"
 "بندت گنش اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں

جنگوں کا کیا حال ہے؟ میں نے کچھ توقف سے دریافت کیا۔

”میں نے اس سلسلے میں بھی بچگی کو یاد کیا تھا۔“
”چھر؟“

”اس کا خیال ہے کہ مجھے وہ منٹوں نے خود کو دیوی و پوتیوں کے نام پر کسی منڈل میں چھپا رکھا ہے لیکن وہ مجھے ہی نظر آئے گا کیونکہ وہ ہڈی ان کا تپنہ نہیں کرے گی۔“
”جداوی کی ہڈی؟ میں نے حیرت سے پوچھا۔ یہ کیا بلا ہوتی ہے؟“

”مفصل کرنے والوں کا سب سے خطرناک حملہ ہی ہڈی ہوتی ہے۔ وہ ان جی سے لے کر پھر سکا کر لے لے۔ ہانک لال کی موت ہی کو لے لیجیے۔ لیکن نے بس ایک سفید رنگ کے کچے دھلگے پر کوئی پلید جنر منتر چھوٹا کر لے رات کے وقت سونے میں ہانک لال پر ڈال دیا تھا۔ نتیجہ سامنے ہے ذرا سا دھلکا ہانک لال کے جسم کا سارا خون چٹ کر گیا اور باہر سے ابھی تک سر جڑ سے بیٹھے ہانک لال کی مائے ہے۔ میں نے بچپن کے کالے کا تو کوئی منتر ہی نہیں دیا تھا۔ ہوا البتہ جاں دھانی چیزیں موجود ہیں وہ ان شیطانوں کی وال نہیں گل پاتی۔“

”کیونکہ اس اور درختوں میں بڑے بڑے اسپتال کے معاملے سے واپس لوٹے تو مجھے درمیان گفتگو کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ درختوں کے حد خوش اور مسرور نظر آ رہی تھی کیونکہ اس اور ڈاکٹر عارف بہن کو ڈیڑھ گھنٹہ کی خاطر بڑے کالے درختوں گاڑی میں بیٹھ گئی تو کیونکہ اس نے مجھے سرگرمی کرتے دیکھے۔“

”مجھے تم سے اس عاقبت کی توقع نہیں تھی۔“

”میں سمجھتا ہوں۔“

”میں نے جہاں کو حویلی سے باہر نہیں نکالنا چاہیے تھا۔“

”لیکن۔۔۔۔۔“

”ابھی نہیں۔ کیونکہ اس نے تیزی سے کہا۔ تم کو تفصیل سے بات ہوگی۔“

اس خیال سے کہ درختوں کو شبہ نہ ہو کہ ہم اس سے چھپا کر کوئی گفتگو کر رہے ہیں میں نے اس بات میں سرگرمی سے سہارا دیا۔ وہی چھ گانڈی میں بیٹھ کر حویلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ بظاہر بخود کو داخل ثابت کرنے کی خاطر میں درختوں کے ساتھ نہیں نہیں کر باتیں کرنے لگا مگر نہ جانے کیوں مجھے بھی بڑی شقت سے اس بات کا احساس ہوا کہ میں نے درختوں کو حویلی سے باہر لاکر درختوں کی کٹوتی کا ثبوت نہیں دیا۔

”میرا خیال ہے کہ آپ اس وقت کسی گہری سوچ میں

موت کے سوداگر کے خالق

اقلیم علیم

کے قلم سے لکھی گئی

پہلی سلسلے وار طلسماتی کہانی جس نے

مقبولیت کے نئے ریکارڈ قائم کئے

ناگ بھون

ایک پراسرار اور ایڈوینچر کہانی انتقام پر مبنی ہوئی ڈرامائی باتوں جلی کاری، ناگ رانی کے طلسماتی تصادم میں گھرنے کے بعد ایک نئی زندگی حاصل کرنے والے محمد سلطان خان کی لڑکھیز کہانی جو اقلیم علیم نے اسی کے الفاظ میں قلم بند کی ہے۔

دو جلدوں میں مکمل

قیمت: حصہ اول = 150/-

حصہ دوم = 150/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

”آں نہیں تو ہمیں نے جلدی سے سرکھانے میں لے کر گئے۔“

”خیال کیسے آگیا؟“

”میں دیکھ رہی ہوں کہ محبت سے کون سے کون سے کھڑے ہیں۔“

”وہم ہے تھا۔ وہ نہ اب تو ہوا اور اسے بالکل صاف

ہو گیا ہے۔“

”خدا کرے ایسا ہی ہو۔“

”کیا مطلب؟ میں چونکا۔ کیا تمہیں میری بات کا یقین

نہیں ہے؟“

”بات یقین کی نہیں وہم کی ہے جمال۔ درختوں نے

اس بارگاہی سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے جواب دیا: ”آپ ان

نہایت بجا باتوں اور ان کے جواب مندروں سے اتنا واقف

نہیں جتنا میں ہوں۔“

”میں سمجھتا ہوں؟“

”یہ شیطان ایک بار جس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جائیں

مرنے کا کام اس کا بھی نہیں چھوڑے۔“

”اور تم نے یہ بھی ضرور مٹا ہوا کہ ہر دم میں ہر دم

کے لیے ایک مومن ضرور ہوتا ہے جو اس کے غم کو فرح کی

طاقت سے۔ اوم پر کاش اور دم لال کا انجام ہوا تم نے بھی

جانتی ہو۔“

”خدا کرے کہ ان کا غم و فرح میں مل جائے اور وہ ہمارا

بھی چھوڑ دیں۔“

”ایسا ہی ہوگا۔ لیکن تمہیں اچانک اس وقت ان باتوں

کا خیال کہاں سے آگیا؟“

”اسپتال میں میری ملاقات لیڈی ڈاکٹر گفتگو سے

ہوئی تھی۔ درختوں نے کہا: ”اس نے مجھے دیکھ کر ایک عجیب

بات کہی ہے۔“

”کیا؟“

”میں نے آئے دنوں کے حسین خواب دیکھے ہیں ہوں

اس کی سیرالائی ہو گئی۔“

”درختوں نے میں تمہارا چہرہ جلدی سے خود پر تو اب

پاتے بنے بولا۔ جس وقت تمہاری ملاقات لیڈی ڈاکٹر

سے ہوئی اس وقت کیونکہ اس کے کونے میں چلا گیا تھا۔“

”وہ ایک مریض کو دیکھنے اس کے کونے میں چلا گیا تھا۔“

”تم نے کیا کہا؟ بتایا ہے اس لیڈی ڈاکٹر کا؟“

”نہیں۔ کیوں؟“

”میں بھی وقت اس سے مل کر کھانے کے لیے نہیں تھیں

سے رابرت کروں گا۔“ میں نے بات لیے میں جواب دیا۔

”حویلی میں کوئی درختیں لباس تبدیل کرنے کی غرض سے

محواب گاہ میں پہلی گئی تو میں نے ایک ٹیوٹل کے بغیر فون

اکھاڑا۔ اسپتال کے نذرانے کے خروغ کر کے لیڈی ڈاکٹر

نکلتا کا نام میں نے درختوں کی زبان سے پہلی بار سنا تھا

جہاں تک سے علم میں تھا۔ اسپتال میں اس نام کی کوئی ڈاکٹر

نہیں تھی اور اگر تھی تو اسے کم از کم درختوں سے پہلی ہی

ملاقات میں ایسی خبر دے داری کی بات نہیں کی جاتی تھی۔“

”میلو؟ دوسری جانب کیونکہ اس کے بجائے کسی اجنبی

نے فون کر کے کیا شاید اس وقت کیونکہ اس اپنی سیٹ پر

موجود نہیں تھا اور اسپتال کے کسی ٹیبلے نے میری کال دیکھ کر

نی تھی۔ مجھے کیونکہ اس سے بات کرنا ہے۔“ میں نے کہا۔

”آپ فانا حویلی سے بات کیسے ہیں؟“

”بس۔ جمال! منظر میں نے اپنا نام بھی بتا دیا۔“

”مجھے یقین تھا کہ تم حویلی میں ہی فون ضرور کرو گے۔“

”دوسری جانب سے اس نے تلخی اور بے پرواہی سے جواب

دیا گیا وہ میرے لیے غرت اختیار تھا۔ اسپتال کے کسی دوسرے

ٹیبلے سے میری کوئی بے تعلقی نہیں تھی اور کیونکہ اس کی آوازیں

لاکھوں میں بچان سکتا تھا۔ پھر کون تھا؟

”کون ہو تم؟ میں نے سختی سے دریافت کیا۔“

”میں ہو کوئی بھی ہوں لیکن تمہارا دوست نہیں ہوں۔“

”اس بار حقدت سے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے فون کرنے کی

ذمت کیوں اور کس لیے گوارا کی ہے اور تم کیونکہ اس سے کیا مسئلہ

کرنا چاہتے ہو؟“

”تم۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔“

”جھکنا۔ کیونکہ اس کی شش مت کرو۔“ مجھے یقین ہے کہ اس

وقت میں اس کا جوابی طور پر خود کو بے حد کمزور محسوس کر رہے ہو گئے۔“

”دوسری جانب سے غرت بھرے انداز میں جواب ملا: ”تمہاری

اطلاع کے لیے بتاؤں کہ اسپتال میں لیڈی ڈاکٹر گفتگو نامی

کسی ڈاکٹر کا کوئی وجود نہیں ہے۔“

”تم کوں ہو اور تمہیں ان باتوں کا علم کیسے ہو گیا؟ میں

وفا میں پوچھ بیٹھا۔“

”میں نہایت گنیش عمارت کا ایک بیوک ہوں مٹھے اور

تمہیں صرف اتنا بتا دیا جاتا ہوں کہ تم نے کابل رانی کو حویلی

سے باہر لا کر ہماری کھنڈوں کو دو کر دیا۔ ہم اس لیے تھے

شکوہ گزار ہیں اور تمہیں یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ گفتگو نامی

نے تمہاری بیٹی سے جو کہا ہے وہ غلط نہیں ہے تم جو بنیاد دیکھ

کی خاطر اپنے بونٹوں پر بستر بچھ لیتی اور میں اسے ہنٹا سکتا دیکھنے کی خاطر اپنے علم کو سینے کی گڑبڑوں میں چھپا کر دنیا جہان کی زنجیروں کے نفعے کمانیالے بٹھٹھا لیکن ایک منٹ ہی تھی جو ہم دونوں کے وجود کی گڑبڑوں میں چھائی بن کر چھوڑ رہی تھی۔

دس روز تک میں شب روز پریشان رہا پھر میں نے دلوان جی کو جو دور دراز قبل ہی اسپتال سے منتقل ہو کر اپنے بچے کو لے آئے تھے، بلا بھیجلا وہ ملازم کے ساتھ ساتھ ہی آگئے۔ ان کی سخت پہلے کے مقابلے میں کچھ کم ہی نظر آ رہی تھی لیکن پھر پروہی رعب و بدہ موجود تھا جو ماضی کے خان شہزاد خان کا نا صحت تھا۔ آنکھوں میں سرخی مائل ویسی ہی جگمگاتی تھی جسے عموں کر کے بھی ان کے خالصین کے سچے پانی پر جربیا کرتے تھے۔

ملازم کی اطلاع پر میں ملاقاتی کمرے میں پہنچا تو دلوان جی وہاں میری راہ دیکھ لے گئے تھے میں نے غمی تھیکے بغیر انھیں اپنی پریشانی کی وجہ بتائی تو دلوان جی کے چہرے پر بھی غمناک کیفیت چھیل گئی۔ ہنٹ کر کوواتوں تلے وہ اپنے دو چنلے کسی گری کچج میں طرے لے پھر دم آواز میں بولے۔

”چھوٹے سرکار! اپنے درختان بی بی کو تو جلی سے باہر لے جا کر اچھا نہیں کیا؟“

”وہ تو جو ہونا تھا ہو چکا۔ یہ سوچئے کہ اب یہ کیا کرنا ہے جس میں معلوم ہونا چاہیے کہ لڈی ڈاکٹر کھٹکلا کا راز کیا ہے اور وہ شخص کون تھا جس نے کیکلش کے نمبروں پر مجھ سے تفصیلی گفتگو کی اگر ہم وہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے لے تو بات نہیں بنے گی اور ہو سکتا ہے کہ ہمارے دشمن اپنے ہاتھ کا منصوبہ میں کامیاب ہو جائیں۔“

”بات اگر مردوں کی ہوتی چھوٹے سرکار! آپ کا یہ نیک حلال ایک ایک سے ٹٹ لیتا لیکن ہمارا پالا زرخوں سے بڑ گیا ہے جو سامنے آگوا دھل کر مارنے کے بجائے اپنی کالی قاتلوں کو آزا لے رہی ہیں۔“

”میرا خیال ہے کہ ججی اس سلسلے میں ضرور جہادی مدد کر سکتا ہے۔“

”میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔“

”صرف سوچنے سے کام نہیں چلے گا۔ میں نے بے حسنی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا: ”میں خود ہی طور پر کوئی جوابی کارروائی کرنا ہوگی۔“

”آپ خود کریں جمال! میان خدا جو کرنا ہے اس میں نشان

نہی ہے۔“ تم بھائی سے فون والی گفتگو کا تذکرہ کرنے کی حماقت کر چکے تھے۔ میں فوراً آدھا ہوں۔

دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا۔ میں نے آہستہ سے پیروا پس کر ڈیل پر لکھا پھر بھٹکے بھٹکے انداز میں سر پکڑ کر قریب دھکی ہوئی آدم کمرسی پر بیٹھ گیا۔

میری ایک ذرا سی غلطی نے میرا سارا سکون پرانہ ڈالا تھا۔ کیکلش نے میرے بلے ہمارا پر قریب جوار کے تمام اسپتالوں میں چھان بین کر لی لیکن کھٹکلا نام کی کوئی لڈی ڈاکٹر وہاں بھی نہیں مل سکی کیکلش اور جیکب دونوں کا خیال تھا کہ درختان نے جو واقعہ بھگے سنا ہے وہ شخص اس کے ذہن کی پیداوار ہے لیکن وہ وہ اس طرح سے مجھے قبل از وقت

میں آئیو پیش سننے والے حادثہ کی تیار کرنا چاہتی ہو۔ جہاں رکائیں جسے زیادہ ہوں اور محنت عشق کی حدیں کو پار کر کے جنون کے علاقوں میں داخل ہو جائے وہاں فریقین ایک دوسرے کی خاطر اپنی زندگی بھی واؤ پر لگا لیتے ہیں۔

ایک دوسرے کے درد کا دریا بن جانا تو بڑی معمولی بات بنتی ہے۔ لیکن اگر جیکب اور کیکلش کا خیال درست تھا تو بھی میری پریشانی تم نہ ہو سکتی جس نے ان دونوں سے ان کی پیش کردہ دلیل پر کوئی بحث نہیں کی مگر یہ بھی تسلیم کر لینا پڑا تھا کہ بات نہیں تھی کہ درختان نے محض سیر مستقبل

کے سکون کو برقرار رکھنے کی خاطر یہ حال کے زخموں پر پشتر لگا کر انھیں ماسور بنانے کی کوشش کی ہوگی۔

وہ بات اگر میری زندگی کے متعلق ہوتی یا درختان نے اپنے باپ سے کسی خدشے کا اظہار کیا ہوتا تو میں ممکن تھا کہ لڈی ڈاکٹر کھٹکلا والی بات کو دل کا بھلا وہ سمجھ کر قبول کر لیتا لیکن درختان نے جو بات کہی تھی وہ ہم دونوں کی مشترکہ خوشیوں اور مسرتوں سے متعلق تھی میں باپ تھا لیکن وہ اس بٹنے والی تھی اور دنیا کی کوئی ماں اپنے ہونے والے بچے کے بارے میں ایسے الفاظ اپنی زبان سے نہیں نکال سکتی پھر

میں جیکب اور کیکلش کی بات بھلا کس طرح مان لیتا۔ ان دونوں کو جلی کے اندر میری اور درختان کی حیثیت بڑھنے کے ان اداکاروں سے مختلف تھی جو اپنا اپنا کردار اپنی مرضی کے خلاف بھی ادا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہم

دونوں اسپتال سے واپسی کے بعد سے اپنی اپنی جگہ بلے حد پریشان تھے لیکن جب ایک دوسرے کے سامنے آتے تو نظر ہر

نیمسوس ہوتا جیسے ہر گھم سے آزاد ہوں درختان میری خوشی

تیزی سے بولایا کسی کی خیریت پوچھنے کے مطلب تو ہرگز نہیں ہوتا کہ اسے کوئی خطرہ دیکھیں ہے البتہ میں ایک بار پھر تم سے آشنا ضرور کروں گا کہ تم نے بھائی کو ساتھ لاکر بھیجنا نہیں کیا۔

”کیکلش! میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا: ”کیکلش! لڈی ڈاکٹر کھٹکلا سے واقف ہو؟“

”کھٹکلا! کھٹکلا!... نہیں میں آج پہلی بار یہ نام اس رہا میں مگر تمہیں کسی لڈی ڈاکٹر کی...؟“

”تم کچھ دیر پہلے کہاں تھے؟ میں نے کیکلش کی بات کاٹنے ہوئے دوسرا سوال کیا۔“

”انھیں نصحت کرنے کے بعد سے میں بیس اپنے کمرے میں موجود ہوں لیکن...“

”کیکلش! تمہیں ہے کہ تم وہاں میں کسی مریض کو دیکھ رہی نہیں تھے؟“

”میں ایک لمحے کو بھی اپنی سینٹ سے نہیں اٹھا لیکن بات کیسے تم اس قدر پریشان کیوں ہو؟“

”ایک اہم بات اور بھی ہے۔ کیا درختان جس وقت تمہارے ساتھ اسپتال کا راز دہانے گئی تھی تم اس کے ساتھ تھے یا کچھ دیر کے لیے اس سے دور رہی ہوئے تھے؟“

”جمال! آخر بات...؟“

”میرے سوال کا جواب دو کیکلش! میں نے جھلٹاتے ہوئے کہا: ”کیا تو درختان سے کچھ دیر کے لیے علیحدہ ہوئے تھے؟“

”ہاں۔ لیکن محض دو منٹ کے لیے۔“ کیکلش نے جھنجھک سے جواب دیا: ”ایک مریض کی حالت اچانک بگڑ گئی تھی،

مے دیکھنا ضروری تھا مگر کچھ تباؤ تو سہی تم اس بات کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہو؟“

”تم جس وقت اپنے مریض کو دیکھتے تھے اسی وقت لڈی ڈاکٹر کھٹکلا نامی ایک عورت نے درختان سے ملاقات کی اور اسے باور کرائے کی کوشش کی ہے کہ وہ اولاد کے سلسلے میں جو خراب

”لیکن اسپتال میں اس نام کی...“

”محض دو منٹ پیشتر میں نے تم کو فون کیا تھا لیکن اس وقت کسی دوسرے شخص نے کال ریسیو کی تھی۔ میں نے دھڑکے ہوئے دل سے کیکلش کی بات نظر انداز کرتے ہوئے

کہا پھر نام باتوں کی تفصیل دہرا چلا گیا۔“

”بھائی اس وقت کہاں ہو؟ کیکلش نے تفصیل معلوم ہونے کے بعد جھجکے سے دریافت کیا۔“

”اپنی خواب گاہ میں لباس تبدیل کرنے کی غرض سے

بہ ہر وہ کبھی پورا نہیں ہوگا اور یہ بات بھی دھیان میں رکھنا کہ ہم پینڈت اوم پرکاش اور پچا دی رام لال کی موت کو بھولے نہیں ہیں۔“

”تم... کیا چاہتے ہو؟“

”ہم چاہتے تھے وہ پورا ہو گیا مٹے لیکن اس کا بڑا

انھیں سننے والا سننے کا اور اس بات کو بھی گروہ میں باہر

کو کہ ہم بھاری زندگی کی آخری سانس تک اٹھا رہی ہیں

جھوٹوں کے۔ ہم انھیں ایسی برت ناک سزا دیں گے جو تمہیں

ساری زندگی بے چین رکھے گی اور...“

اور میں نے دوسری جانب کی جانے والی جگہ اسنا

مناسب نہیں سمجھا میرے ذہن میں بے شمار غلطیوں نے سر

اٹھا نا شروع کر دیا۔ میں نے جو بڑھکھٹے تھے وہ کیکلش کے

سوا کسی اور کے نہیں تھے اور کیکلش کے فون سے جو گفتگو

مجھ سے کی گئی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ اسپتال کے اندر

کوئی گری سائزیشن پوری طرح سے اپنا جال پھیل چکی ہے

اور اگر میرا اندازہ ٹھیک تھا تو پھر کیکلش اور دلوان جی کی

زندگیاں بھی خطے میں تھیں۔

اگر میں نے جلدی میں غلط نمبروں کو گھما دیا تھا تو سوال

یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ ہم کس کے تھے اور وہ شخص کون تھا جو

میرے لیے میں تفصیل سے اس قدر جانتا تھا؟ کھٹکلا کا نام

بھی اس نے خود ہی لیا تھا اور اس کے علاوہ اس نے جو

ہائیں مجھ سے کی تھیں وہ کسی اجنبی کے علم میں کیے آسکتی

تھیں؟ پینڈت اوم پرکاش اور رام لال کا خوالہ بھی میرے

دولان خون کو تیز کر دینے کے لیے بہت کافی تھا۔

میں پینڈت نامی بہت بنا کھڑا اپنے دل کی دھڑکنوں کو

شمار کرتا رہا پھر کچھ سوچ کر میں نے وہ وارہ ریسیور اٹھا یا اور

نہایت احتیاط سے کیکلش کے نمبروں کو گھماتے لگا دوسری

جانب تھنکی کی آواز ابھری تو میرے دل کی دھڑکنیں تیز

ہو گئیں پھر کیکلش کی مانوس آواز میرے کانوں سے غارتی۔

”ہیلو — کیکلش! پکلیگ!“

”ہم۔ میں۔ میں جمال بور ہوں!“

”مجھے تمہارے ہی فون کا انتظار تھا۔“ کیکلش نے کہا۔

”اگر تمہارا فون نہ آتا تو میں بھاری خیریت دریافت کرنے

کے لیے فون کرتا۔“

”کیوں؟ میں نے جڑتکے ہوئے پوچھا: ”کیکلش! میری

طرف سے کوئی خطہ لاسن ہے؟“

”دونوں بی بی سی۔ حماقت کی باتیں مت کرو۔“ کیکلش

کی کوئی نہ کوئی بھلائی ضرور ہوتی ہے۔ میں آج ہی جگن کو تلاش کرتا ہوں اور اسے پہلی فرصت میں گھسیٹ کر لیے آتا ہوں آپ کے پاس۔

دیوان جی مجھے بتائیے کہ چلے گئے ہیں وہاں سوہیلی میں آگیا جہاں درختاں اور جنگب ڈرائنگ روم میں بیٹھ گئے شکر کر رہے تھے۔ جنگب کب کر جائے وہاں آیا مجھے اس کی مصلحت کوئی خبر نہ ہو سکی برحال میں اس کی آواز سن کر ڈرائنگ روم میں چلا گیا۔ میرا خیال تھا کہ درختاں کو میری مصروفیت کا علم نہ ہوگا لیکن میرا اندازہ غلط تھا اس نے مجھے دیکھتے ہی پہلا سوال دیوان جی کے ہاں کیا۔

دیوان جی کی طبیعت اب کسی ہے؟

خدا کا شکر ہے کہ اب وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو چکے ہیں بخیر ڈی بہت کمزوری جوالٹنے دونوں دست پر پڑے لیکن سے جوڑ چھوٹ میں آگئی ہے رفتہ رفتہ وہ جی جاتی ہے گی۔

آپنے انھیں کسی خاص مقصد سے بلایا تھا؟

اود۔ ہاں۔ میں نے جلدی سے مسکراتے ہوئے کہا: میرا گھر کے سلسلے میں ایک اہم کام بہت دنوں سے درپیش تھا۔ میں نے دیوان جی کو بلا کر وہ کام ان کے سپرد کر دیا ہے۔

مجھے فرصت ملے تو اپنا چرکھا بھی آئیے میں پکھلایا۔

اس بار جنگب نے مجھے مخاطب کیا۔

کھین میری صحت کو کیا ہوا؟

اس کا درست جواب تو جوابی ہی ہے یہ سبکسی میں لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ تم پہلے کے مٹھا ہے میں کچھ جھجک گئے ہوں۔

تم نے شاید میری صحت کا جائزہ اپنے آئیے میں لیا ہے۔ میں نے درختاں کے قریب بیٹھے ہوئے بے پروائی سے جواب دیا۔

کیا مطلب ہے تمھاری اس بات کا؟

یہی کہ جوابی سلوا کی جہادی نے تمھارے ذہن پر جواثر ڈالا ہے وہ آج بھی جوں کا توں برقرار ہے۔

شاہد تھا والا اندازہ درست ہو؟ جنگب نے اپنی نشست پر جلوہ بٹے ہوئے کہا: پکھلے آتے تو یہی اور عجز ہوتے ہیں کہ آسانی سے نہیں بھلائے جاسکتے، بھلائے کی کوشش کی جا تو اندیشہ سے یاد آتے گئے ہیں۔

میرا ایک مشورہ قبول کرو گے؟

کیا؟

تم اپنے زخموں کو مند مل کرنے کی خاطر بطور موم ایک دوسری بری کی بناؤ لیٹ کر ڈالو۔ میں نے سبب رنجیدہ

کی خاطر کہ

درختاں جلدی سے بولی: اگر جنگب بھائی ادا ہوں تو میں ان کیلئے چاندی دھن تکا شس کرنے کا وسوسہ کرتی ہوں۔

ایسا غضب بھی نہ کرو: میں یک وقت سنجیدہ ہو گیا۔ اگر تم نے اس کیلئے چاندی دھن تکا شس کر لی تو اس کا دماغ بروقت آسمان پر ہی پہنچے گا کیسے بھلائی میں تو جنگب کیلئے کسی آسانی کا مضبوط اور فزائیخانی کی ضرورت ہے ہر شہر کا بلو بھی اچھے اچھے ادا مال کے زخموں پر وافر مصلحتیں مزمع بھی رکھ سکے۔

کیا مطلب؟ جنگب نے ہمدی خاطر مسکراتے ہوئے کہا: چکا۔ تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس نئی آنے والی کے ہوجھتے دب کر رہ جاؤں۔ نا بابا مجھے معاف ہی رکھو بلکہ اگر میں یہ کسوں کی فٹو میں اچھا مال فادر جنگب لندو را ہی بھلا تو زیادہ مناسب ہوگا۔

لندو نے تو تم شاید ہی کے بعد بھی نظر آتے تھے۔ میں نے جنگب پر سوچ کی تو درختاں بولی پڑی۔

میں بھی تو بتا رہا۔ لندو اسے کہتے ہیں؟

معلوم ہے استعمال ہو رہا ہے بار بار دہرا کہتے ہیں اگر عوام سے یہ نکال کر دیکھا جائے تو دم کٹا نظر آتا ہے۔

درختاں میری وضاحت پر بے اختیار ہنس پڑی لیکن نونا ہی جنگب کی دل آزاری کے خیال سے اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لیا۔ جنگب اس مومے پر سیرے کو اور جلد چیت کرتے ہوئے درختاں سے کہا۔

یوں کچھ لیجیے جی کی اگر حال کو آپسے صلح کر دیا جائے تو پھر انسان کے بجائے دم کٹا ہی نظر آئے گا۔

تمھاری بہت میں رہا تو میں لیکن ہے کہ بھونکنے کی بات بھی پڑ جائے۔

مجھے صفت میں کہیں گھسٹ ہے ہو۔ تم اگر جھوٹا مانتے ہو تو بڑے شوق سے جھوٹو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ جنگب نے اس بار بھی بڑی حاد دماغی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا: اپنے کارڈ پریشن والوں سے خطرہ ہے کہ میں وہ نہ پکھلے جائیں۔

اسی عجیب مشورہ ہے رہا ہوں کہ جتنی جلدی ممکن ہو چکی پٹا ڈال لو۔ میں نے ہر سیرے کو تو جنگب لاجواب ہو کر کہنے کا شکر کھانے پینے کے بعد درختاں رات کے کھانے کے سلسلے میں ملازم کو روایت دینے کی خاطر لیکن دم میں جلی گئی میں وقت گزرنے کی خاطر اسٹیڈی روم کی طرف جا رہا تھا کہ ملازم نے دیوان جی کی آمد کی اطلاع دی میں فوری طور پر واپس

میں پھر ملازم کو یہ تاکید کرنے کی خاطر ایک لمے کو رک گیا لیکن کمرے والے میں کچھ نہ بتایا جانے اگر وہ ملاقات کی طرف جانے لگے تو مجھے بروقت اس کی اطلاع مل جائے۔

ملازم رضوی تاکید کرنے کے بعد میں لمبے لمبے لوگ مارتا ہوں کہ ملاقات کرے میں داخل ہوا تو وہاں دیوان جی تھیں چکر چکر کچھ کمرے کے بل کی دھواں آپ ہی آپ لپٹی تھیں مجھے ہائے دیوان رومی گفتگو ہو رہی تھی میں نے ہی کو مخاطب کر کے منہ سنجیدگی سے پوچھا۔

کیا آپ نے جگن کو تمام حالات سے باخبر کر دیا ہے؟

میں پوری کھن میں چکا ہوں مگر اب جگن نے کہا: تھاکہ سے کی بات میں تھے وہ اپنا کام کر گئے۔

لیکن وہ لندی ڈاکٹر.....

وہ کوئی شکستہ ہی ہوگی جس نے شکستہ کار و بیچارہ کے ملاقات کی پھر جمیت ہوگئی اور آپ جس پر معاش ان پر بات چیت کی ہے وہ بھی ہمارے دشمن کا کوئی ہارہا۔ جگن نے گہری سنجیدگی سے جواب دیا: میں نے جاننے کے کارن بڑا مسئلہ جال بھلا رکھا تھا لیکن آپ راجھل کرنا شاہ چرٹ کر دیا۔ اگر لیکن کو حوصلی سے باہر نے پشیمے مجھے جس طرح دیکھ رہی تھی تو میں اپنے جال کو ادا دیتا اور وہ جراتا دکر گئے اس سے میری مٹی میں گئے۔

جگن کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ وہ عورت جو درختاں کو ہاس کی باتوں کا مقصد کیا تھا؟ میں نے چلنے والی دھوکر رہانے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

وہ اگر صرف بات کر کے جلی گئی ہے تو اب بھی کچھ نہیں لیکن میں نہیں مان سکتا۔ میرا دھواں ہے کہ اس پلیدی نے لیکن سے ہاتھ ضرور ملایا ہوگا۔

کیا مطلب؟

وہاں میں اس بار دیوان جی نے دینی زبان میں مجھے مخاطب کیا کہ کتنے کہ وہ اب بھی اپنی کالی تو توں کے زور پر ڈاکٹر کا روپ اختیار کرنے والی عورت کو سامنے ہر گز رکھتا ہے لیکن اس کیلئے چھوٹی لیکن کے کچھ فزائیخانی بات کرنا ہوں گی۔

میں دیوان جی کا مقصد سمجھ گیا کچھ دیر تک میں غور کرتا رہا درختاں کو جگن کے سینے لائوں یا نہ لائوں پھر کچھ سوچنے والی بھرتی اور اسی وقت جگن اور دیوان جی کو ڈرائنگ روم میں آگیا۔ درختاں کو جگن کے سامنے لانے

سے چلے میں نے اسے مختصر کچھ باتیں بتا دیں مباد کہ وہ بعد میں پریشان نہ ہو پھر میں درختاں کو لیے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو دیوان جی اور جگن دونوں غصیلانہ کھڑے ہوئے لیوان جی نے بڑے ادب سے سلام کیا اور جگن ہاتھ ہاتھ کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔

درختاں میرے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی جینڈے کے چارے دیوان رومی گفتگو ہو رہی تھی درختاں نے بطور خاص دیوان جی سے ان کی صحت اور منہ گھر کے ہاں میں دریافت کیا پھر میں نے جگن کی آمد کا مقصد وہ دوبارہ ظاہر کیا تو وہ منہ بھل کر بیٹھ گئی میں نے جگن کو اشارہ کیا کہ وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔

لیکن مجھے آپ کے دو باتیں پوچھنی ہیں۔

کیا؟

اس عورت کا علیہ کیا تھا جس نے اپنے آپ کر لینی ڈاکٹر بتایا تھا؟

درختاں اس سوال پر ایک لمے کو بڑبڑ ہوگئی پھر اپنی یادداشت کو کر دینے ہوئے اس نے نہایت تفصیل سے اس عورت کا علیہ بتا دیا جگن پوری توجہ سے سب کچھ دہرائیں کر دیتا تھا درختاں خاموش رہتی تو اس نے دوبارہ ہاتھ ہاتھ کر الٹا کرتے ہوئے کہا۔

دوسری بات یہ ہے لیکن کہ اس عورت نے آپ صحت سپینوں کی بات کی تھی یا کوئی اور حرکت بھی کی تھی؟

حکرت سے تمھاری کیا مراد ہے؟

کیا اس نے اپنے پیٹ پر ہاتھوں سے آپ کو کھجھونے کی کوشش کی تھی؟

ہاں اپنا تعارف کرانے میں اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا تھا لیکن اس کے بعد وہ صرف ایک دو باتیں کر کے چلی گئی۔ غالباً وہ کسی مریضہ کو دیکھنے جا رہی تھی۔

لیکن لیکن سب کو ادا کر کچھ نہیں پوچھنا۔

درختاں دوبارہ اندر چلی گئی تو میں نے وضاحت طلب نظروں سے جگن کو دیکھی جو کسی گہری سوچ میں مصروف نظر آ رہا تھا میں نے ایک نظر دیوان جی پر ڈالی تو وہ بھی مجھ پر غور نظر لے رہے تھے یہاں اچھا نا اہم تھا جگن نے درختاں سے منہ سے پشیمے ہی کا تھا کہ اگر معلوم عورت نے محض درختاں سے آپ کی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اس کے ساتھ جگن کیلئے حد نہیں ہے اس بات کی تبشیر گئی بھی کی تھی اس نے درختاں سے ہاتھ ضرور ملایا ہوگا اور اب اس کی تصدیق ہوجانے کے بعد وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہو گیا تھا۔ مجھے یہ سب کچھ سوچ کر

ہمل آنے لگا۔ جس نے بڑی بے چینی سے جگن کو مخاطب کیا۔
 ”جگن! تم مجھے صرف آنا بتا دو کہ اس عورت کا مقصد کیا ہے؟“

”آپ فکر نہ کریں مالک! میں کل کا سوچ نکلتے سے پیشتر اس کلکنی کو پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا۔“ جگن نے نہایت سفاک انداز میں کہا پھر اٹھتے ہوئے بولا: ”مجھے اجازت دیں سرکار۔“

”ابھی مجھے بہت سارے کام کرنا ہوں گے۔“

”تمہارے اس عورت کے ہاتھ ملانے کا مقصد نہیں بتایا۔“

”میں نے ہسٹوری بکس کی دریافت کیا۔“

”اسے سامنے آئیے دیکھیں سرکار۔“ باتیں باقی خود ہی کھل جائیں گی۔“

جگن اپنا جملہ مکمل کر کے تیزی سے دروازے کی سمت بڑھا پھر ایک لمبے لمبے اچانک خیال کے تحت دوبارہ پلٹ کر واپس قریب آتے ہوئے دلی زبان میں بولا۔

”سرکار! کیا آپ اس عورت کے مطابق کریں گے؟“

”کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے؟ میں نے پرجوش لہجے میں اس نے پوچھا۔“

”جگن! ممکن کو بھی ممکن بنانے کی قوت رکھتا ہے سرکار۔“

جگن نے سرسلائی آواز میں جواب دیا پھر اس نے اپنی دھڑکی کے بل کھول کر اس میں سے ایک چاندی کی ڈبیا نکالی ڈبیا کے اندر کھینک مٹی کا سفوف بند تھا۔ مٹی کی ایک تپتی وہ بڑی احتیاط سے میری پھیل چکے ہوئے بولا: ”اسے پڑا بنا کر اپنے جیب میں ڈال لیجئے سرکار۔“ جگن نے بولے ایک سو ایک دلی نشان کھٹ کے دیرانوں میں پیچھے کرکٹس جا پ کیا ہے تب جا کر یہ مٹی حاصل کی ہے۔“

”لیکن میں اس مٹی کا کیا کروں گا؟“

”یہ مٹی نہیں کسو فی ہے سرکار! کھسکے کھسکے کی بجائے کرنے والی کسو فی۔“ جگن نے تیزی سے کہا: ”میں اندھا دھڑکی کے کچھ برسرِ حال کلکنی کا ایک پتلا ناکر آپ کی میز پر لے آؤں گے۔“

”کیسے؟“ وہ جانتا تھا کہ اس کا پھر اگر وہ خلافِ اسات سمنہ باجی بھی ہوئی تو بھی چاند ڈوبنے سے پیشتر آپ کے پاس پہنچے گی۔

پراپ ذرا احتیاط اور ہوشیار سے کام لیتے گا۔ ایک بار اگر وہ ہمارے پیکل میں آکر نکل بھی کر دے تو دوبارہ ہاتھ نہیں آئے گی۔“

”تم فکرت نہ کرو۔“ میں نے چینی سے اس کی آمد کا انتظار کروں گا۔“ میں نے ہرٹ جہانے ہوئے جواب دیا۔

”انعام کی آگ انسان کو اندھا کر دیتی ہے سرکار۔“ اسی کارن میں نے آپ کو کھٹ کا یہ سونا (مٹی) دیا ہے۔“

”میں نے جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

”جگن کو بے پروا نظر کرنے کی غلطی کی۔“

کھار کی خرطلا۔ آپ پاپس نے تیزی سے اٹھتے ہوئے

منزلہ میں اور کون سی دلیوری کی چٹاویں ہے؟
تمہلاتے ہوئے کہا: میں آپ کا یہ احسان بھی
آپ کو نفیس دلاتا ہوں کہ آپ کا نام بھی دوسرا

کہ مسکت احمد نانا بھائیوں کے سامنے جوتو
 فرماتے تھے: دیوان جی نے فرما رکھوئے ہو کہ
 اٹاڑ میں بڑے ساپ جب تک کاری فرما کر کسوٹی
 پر لگے گی اسات واپس تیس جلاڑوں کو دے
 گا تو اے بھائی جی کی دی ہوئی رنجش کی مٹی
 انہوں نے ان جی کے لئے پرل کونے میں دیر نہیں
 لیا تھا کہ اس کی گنتی فرما کر بہت اچھا دی اور

مكة

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

”درخشاں اور اس کے بھونے والے بچے کو کیا نظر پیش آ سکتا ہے؟“
”وہ منوں نے ٹھنڈا کی گندی آتما سے جو کام لیا ہے وہ بڑا خطرناک ہے، بالکل۔“ جگن نے دبی زبان میں کہا۔ ”مگر اس کا توڑ نہ ہوا تو....“

”نو۔ تو کیا ہوگا؟ میں سوچ رہا تھا۔“
”پریشان مت ہو، مالک! میں اپنی — ایک آخری کوشش اور کرتا ہوں۔“

جگن کے جواب میں بدستور مایوسی جھپک رہی تھی وہ طوی اور دو ٹوٹاؤں کے آگے بڑھے پس ہوگا تھا؟ میں نے دلیان کا کواٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ دھمکا کر کہنے ہوئے۔ جگن کو گھور کر بولا۔
”میں سمجھ گیا۔ تو نے کھنکھنے ٹیک دیے ہیں۔“
”نہیں استاد! میں....“

”دلاور مرزا تیرا یاد تھا جگن! دلیان جی نے خشک آواز میں کہا۔ ”میں تجھے تیرے یاد کی یاد کی واسطہ دیتا ہوں کہ ہمارے ساتھ دعا مت کرنا اور نہ تجھے بڑا کوئی نہ ہوگا۔“
”تم نہ تم غلط سمجھ لیے ہو، مرزا۔ تو جگن نے جواب کر دعا مت کرنے ہوئے کہا۔ ”میں بڑا اندر ہوں چوتھا جی نہیں کرتم لوگوں کے ساتھ کسی فریب سے کام لوں۔“
”کوئی راستہ نکالنے کی کوشش کر۔ میں تجھ سے بھڑکوں گا۔“

دلیان جی نے بدستور سمجھ انداز میں کہا پھر باہر آگئے۔ جگن کی بے بسی محسوس کر کے میری پوشانی میں دوچند ہوشی، برہنہ کہ اس نے کھل کر درخشاں کے ہاتھ میں کوئی آخری بات نہیں کی تھی لیکن نہ جانے کیوں میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ میری بربادی کے دن قریب آچکے ہیں درخشاں مجھ سے بچ رہا ہے کی اور وہ معصوم نہ دیکھ کر مجھے ایک ماں کے پیٹ میں پروان چڑھ رہی ہے دنیا میں آنے سے پہلے ہی حالات کا شکار ہو جائے گی۔ میرا احساسات میں طغیانی آئی تو میری آنکھیں جھپکے نگین جھے اپنی بے چارگی پر روندا رہا تھا، میرے پاس خدا کا واسطہ کچھ تھا، وہ دن دولت زدگی کا جو باجیر عزت، شہرت اور درخشاں جیسی حسین اور طاقتور خیرک حیات لیکن ایک سکون تھا جو مجھ سے دھک گیا تھا۔

دلیان جی گاڑی کی اگلی نشست پر خاموش بیٹھے کسی گرمی سوچ میں غرق تھے، ڈراما ٹیگ کرنے کرتے ایک بار انھوں نے شیشے میں میرا عکس دیکھی تو خاموش رہ گئے، مجھے حلاوت دیتے ہوئے کہا ”مایوسی گاہ ہے حال میاں۔ خدا ہو کرے گو بہتر جی کرے گا۔“

وہ زجر ہونا تھا ہو گیا۔ یہ بتا اب کیا ہوگا؟ دلیان بے چین ہوئے دریافت کیا۔

”ہم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے استاد۔“ جگن کا ہاتھ ملنے دلیان نے گہرے پنڈت گنیش مہاراج کا کھوج مل جانے سے بڑی آسانی سے ٹھکانے لگا سکتا ہوں لیکن جب وہ مذہب خطرات ہمارے سوں پر منڈلاتے رہیں گے۔“

”جی کالی طاقتیں کس دن کام آئیں گی؟“
”کالی طاقتوں کا بھی اپنا ایک اصول ہوتا ہے ہم ایک بچے کی کشتی کے زور سے ہزاروں میل دور دھننے جگن کو بھیجے۔ آسانی ٹھکانے لگا سکتے ہیں لیکن جہاں وہ دو ٹوٹاؤں کا بیج آجاتا دلیان ہماری کشتی کسی کام آ سکتی۔“

”وہ بچے جتنے منتر کے مڑکوں کو ڈرا اور ڈرہو ڈرا دیکھ تو کسی ہو سکتا ہے کہ گنیش کیس کو نہ کھدوں با نظر آجائے۔“

”ہم سارے جتن کر چکا ہوں مجھے یقین ہے کہ اس نے ہمیں کالی کے چہروں میں پناہ دی ہوگی۔“
”کالی گودی کو تو جہاں اور تیرا چہا جانے۔ ہم تو تجھ سے آئے ہیں کہ ہماری چھوٹی مالکین کو خود بخود راستہ ڈال دیکھیں۔“

جگن نے اس سوال پر چونک کر میری طرف دیکھی پھر سے پہلو بدل کر بولا وہ گنیش ایک بار ہاتھ آجائے تو لے لے کام بند ہے ہو سکتے ہیں یہ۔
”اوہ اگر آج نہ آتا تو کیا ہوگا؟ میں نے دھڑکتے ہوئے پوچھا۔ جگن کے جواب سے مجھے اس کی مایوسی اور اکا اندازہ ہو رہا تھا۔

”میں کوئی اور راستہ تلاش کرنے کی کوشش کرواؤں گا۔“
”جگن! میں کیا گنیش؟“ دلیان جی میری کیفیت اور باتوں کا اندازہ لگا رہے تھے ٹھکانا کر لیتے۔ سیدھی میں نہیں ٹھکانا کر لیتا تھا وہ شہنشاہ کے آگے جھول رہے۔

”وقت وقت کی بات ہے استاد ورنہ جگن کے آگے سبھی کا چراغ روشن نہیں ہو سکتا۔“
”جگن! میں نے بے حد سنجیدگی سے پوچھا۔ ”کیا تم میرا لال کا ٹھیک ٹھیک جواب دو گے؟“
”بچے مالک۔“

”دوسری صبح میں دلیان جی کو ساتھ لے کر جگن کی دل میں پہلی فرصت میں جگن سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔“
”جاننا چاہتا تھا کہ میری تقدیر میں کیا لکھا ہے اور درخشاں اس کے ہونے والے بچے کی زندگی کس طرح ممکن ہو سکتی ہے۔“

”جگن مجھے اپنے ٹھکانے پر لے گیا۔ گوشت رات رہنا ہونے لگے وہ ان کی انفعیل جاننا تھا۔ دلیان جی اسے آئندہ پیش آنے والے حالات کے سلسلے میں کہ ہونٹ چبانے لگا، اس کے چہرے پر ہونا ثواب اور اس بات کی غماز کر رہے تھے کہ وہ کسی دوسری کشتی میں الجھتا جا رہا ہے اس کی آنکھوں کی چمک اس قدر کچھ جھپکی جھپکی اور مادیسی نظر آ رہی تھی، خاصی دیر خاموش بیٹھا اپنے خیالوں میں گم رہا تو مجھے اس کی گرل گونے لگی، دلیان جی نے میری کیفیت محسوس جگن سے بولے۔

”اندھروں میں کمال جھپک رہا ہے۔“
”کا جی؟“
”راستہ کھو گیا ہے استاد۔“ جگن نے پہلو بدل کر جواب دیا۔ ”ڈور کا میرا کھش کر رہا ہوں۔“

”کیا مطلب؟“
”تم لوگوں نے جلدی کر کے سارے ٹھیلے تلاش کر دیا۔“ میں نے بے چہری کہہ دیا تھا کہ اگر وہ ایک سے کئی گھنٹی تو دوبارہ قابو نہیں آئے گی۔“
”لیکن ہم سے کیا منطقی ہوئی؟“ میں نے بڑی سے دریافت کیا۔

”آپ نے فرما کہ شہر میں چھپی آتما پر بھی جگن جی کا مطلب تیرا ہے دلیان جی کا لہجہ تیرا ہے۔“
”نہ وہ منی، ہمیں اپنی قبر پر لے کر آئی تھی۔“
”ختمت ہوا استاد۔“ جگن نے وضاحت کرتے کہا۔ ”تجھیں اس پر گھٹ کی مٹی اچھلائی۔ پنڈت گنیش مہاراج کا کھوج کال لینا چاہیے۔“
”مگر اس نے کہا تھا کہ وہ گنیش مہاراج کے اپنی زبان نہیں کھول سکتی۔ وہ مجبور تھی میں جلدی سے جواب دیا۔
”ہمے گنیش مہاراج نے منع کر دیا تھا مالک! مجھ کو دینے کا لالچ دیتے تو وہ کھل جاتی۔“

دلیان جی کی ہودت و افلت نے ایک بار پھر
یہی کہا تھا کہ اگر ایک بار لہجہ ہی تو کوئی ٹھکانا کا روپ اختیار کرنے والی روح میرے سامنے آکر وہاں پہلی گھنٹی تو دوبارہ ہاتھ نہیں آسکتی گی۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرے بڑی دشمنوں نے اپنی سازش کا مایاب ہیلنے کی خاطر مٹی جھپکتی ہوئی روح کیلئے کماری نرملہ کا جبر خالی کر لیا ہوگا۔

”آندہ کار ایک ذہنی حیثیت اور کارآمد شخص تھا اور درخشاں کے سلسلے میں وہ درپردہ پتہ توں اور سبچاروں کا ساتھ دے رہا تھا پھر ایک مڑ پر اسے کماری نرملہ کو بچانے کی خاطر میری ضرورت دیکھیں، مٹی میں نے نرملہ کی منہات کو الی تو وہ میرا گرد و ہوا گیا۔ میرے دشمنوں کو فائدہ اس کی نیت کا اندازہ ہو گیا تھا ان کے ہاتھ بہت بے تھے۔ وہ اپنی کشتی اور کالی تو قوں کے زور سے دلوں کا بھید بھی پڑھ سکتے تھے انھوں نے آندہ کار کے ذہن میں جھانک کر اندازہ لگا لیا کہ اگر اب وہ ان کے کام کا نہیں رہا اور تب ہی انھوں نے کماری نرملہ کو خودکشی پر مجبور کر کے آندہ کو تنہا کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ اس طرح انھوں نے ایک تیرے دو شکار کیے تھے۔

لیکن مجھے نرملہ کی موت یا آندہ کار سے کوئی دل چسپی نہیں تھی ٹھنڈا کرن تھی؟ اس کی روح دنیا میں کب اور کیوں ٹھکتی پھر جی تھی؟ مجھے ان باتوں سے کوئی دل چسپی اور شکار نہیں تھا میرے ذہن میں تو نہیں روح کی کمی ہوئی ایک بات صدا باز گشت بن کر گونجتی پھر میری تھی اس نے مجھے ہی بتایا تھا کہ پنڈت گنیش مہاراج جو کسی منہ میں چھپا بیٹھا ہے میری درخشاں اور اس کے وجود میں پردہ کش پانے والی معصوم اور بے گناہ روح کو ملنے کے منصوبے بنا رہا تھا۔ اپنی ناپاک سازش کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر ہی اس نے ٹھنڈا کی روح کو درخشاں سے ہاتھ ملانے پر مجبور کیا تھا۔

وہ اپنی سازش میں کامیاب ہو چکے تھے اور اس بات کو علم ہو جانے کے بعد میری جو کیفیت تھی اس کا اندازہ میرے سوا اور کون لگا سکتا تھا؟ پنڈت اوم پرکاش کی موت کے وقت گنیش مہاراج نے مجھے اس خطرے کا قبل از وقت ایک ہمہ ناما اشارہ کیا تھا، کوشش میں اس کا اشارہ سمجھ گیا تو مایوسی بوز پانگنیش مہاراج کو ختم کر دیتا یا پھر درخشاں اور اپنے معصوم بچے کی جان بچانے کی خاطر خود قربان ہو جاتا۔ لیکن میں مجبور تھا۔ حدت نے میری ہمت میں جوا لٹاکا داستان رقم کر دی تھی اسے جھلاسنے خود اپنے ہاتھوں کیسے مٹا سکتا تھا۔

”مجھے اپنی نہیں۔ درخشاں کی فکر نہ رہی ہے دیوان جی!“

”میں نے مایوسی سے جواب دیا: ”خدا جانے وہ قریب کب تمہیں ملے گا۔“

”میں نے کہا: ”وفا دہی بھلا کر۔“

”میں نے کہا: ”وفا دہی بھلا کر۔“

”میں نے کہا: ”وفا دہی بھلا کر۔“

”میں نے کہا: ”وفا دہی بھلا کر۔“

”میں نے کہا: ”وفا دہی بھلا کر۔“

”میں نے کہا: ”وفا دہی بھلا کر۔“

”میں نے کہا: ”وفا دہی بھلا کر۔“

”میں نے کہا: ”وفا دہی بھلا کر۔“

”میں نے کہا: ”وفا دہی بھلا کر۔“

”میں نے کہا: ”وفا دہی بھلا کر۔“

”میں نے کہا: ”وفا دہی بھلا کر۔“

پھر کھنت بنیہ ہو کر سرگوشی کے لیے میں کما بیری ایک بات مانے گا؟
 "بولو۔" میں نے بڑی حسرت سے جواب دیا۔

"آجھ مہرہ کد رفت کی پانی کے نیچے چھپ جا۔ جاں ستیا ناس و بان سوا ستیا ناس"
 "تم مجھے مایوس کر رہے ہو بابا! میں نے مذہب کو گھوڑا میں آسانی سے بھلا دیا تھا نہیں چھوڑوں گا، اگر تم خدا کے محبوب بندے ہو تو انہیں میری مدد کرنا پڑے گی۔"
 "شور مت مچا پاگل! دیوانے نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مجھے خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہوئے ازاداری سے کما پانی سر سے اوچا ہرودا ہے غوطہ مارنے سے ترس رہا کر دوب جاؤ یا پھر بانہ لے یا پھر بانڈیاں اڑانی شروع کر دے۔ کالی پانی۔ نیلی کالی!"

دولانے کی باتیں بڑی سچھے سے بالارتقین شاید وہ اشاروں کنایوں میں مجھے مشیت انبوی سے آگاہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر میرا ذہن اچھا ہر اتنا وقت اور حالاً نے مسرے سوچنے سمجھنے کی قوتوں کو جیسے سلب کر دیا تھا۔ درخشاں اور ایک معصوم زندگی کی موت کا تصور میرے لیے اس قدر جھباہم اور بول ناگ تھا کہ میں خود کو سینے کے بجائے اوپر بچھ گیا تھا۔

"مجھے اپنی کڑی عنایت کر دو بابا! نہیں تو میں زبردستی جھین لوں گا۔" میں نے تنگ آنکھ کر لیا تو دلوانہ خوف زدہ ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹا پھر کبڈی کبڈی — کبڈی — کبڈی کا لہر بلند کرنا ہوا جیگ کے درختوں کی آڑ میں گم ہو گیا — میں نے اس کے تعاقب میں نورشاں کا کوننا چھان مارا ایک ایک درخت کو کھنگال ڈالا لیکن وہ میری دسترس سے دور ہو چکا تھا، میں تھک ہار کر نورشاں سے باہر آگیا، دولان جی نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ میں اندھاں ہو کر پچھلی نشستوں پر بیٹھ گیا، دولان جی سے واپس چوٹی چلنے کی تاکید کر کے انہیں بند کر لیں۔

آسمان پر سدا ہو جا رہا تھا۔ جیگ کے جانے سے میری جودھا اس بندھی جی جی وہ جی نورملہ کی موت کے بعد ٹوٹ گئی، آندہ کار زخمی ورنہ دے کی مانند نورملہ کی قانون کی تلاش میں مدد کی خاک چھانتا چلا ہوا تھا، اس کے آنکھوں کی پوری جیم سرگرم عمل تھی، وہ اس بات کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھا کہ نورملہ خودکشی کر سکتی ہے۔

آندہ کار کی زندگی میں نورملہ ایک لکشمی کی حیثیت سے داخل ہوئی تھی، وہ ترقی کا زینہ تھی جس سے گور کرنا آندہ کار نے بڑی کم مدت میں دوپٹی کشن کے عہدے پر قدم جمالیے تھے لیکن اب وہ زینہ اس کے قدموں تلے سے نکل چکا تھا، آندہ کار اپنی ترقی کے راز سے بخفی و آہستہ تھا۔ نورملہ اس کی دوسری جوی تھی، وہ بے حد حسین خوب صورت اور نیکی انداز کی مالک تھی اس کا حسن دیکھنے والوں کو لینے کھینچ کر لیتا تھا، آندہ کار نے شادی کرنے کے بعد نورملہ کو مکمل آزادی دے رکھی تھی اور اسی آزادی کا نتیجہ تھا کہ نورملہ کی اتنی کوشش نے آندہ کار کو زینے سے آسمان تک پہنچا دیا پھر وہ کیسے یقین کر لیا کہ ترقی کے اس زینے نے جس پر سیکڑوں قدموں کے نشان تھے محض ایک دم لال کی وجہ سے اپنی زندگی کو مرمت کے گھٹا آوارہ ہو گا۔

آندہ کار کو نورملہ کی موت کے پیچھے ان ماتحتوں کا ہاتھ نظر آ رہا تھا جنہیں پیچھے چھوڑ کر وہ محض نورملہ کی بدولت آگے نکل گیا تھا، اسی سلسلے میں وہ ایک دن پرے باس بھی آگیا۔ میں نے اس کی کیفیت کا اندازہ لگاتے ہی پر نہیں کی۔ وہ کبھی ایسے جواہری کی طرح دکھائی دے رہا تھا جس کی تمام پوری ایک ہی داؤ پر اس کے ہاتھ سے نکل گئی ہو اندر سے کسی آتش فشاں کی طرح پھلا ہوا آندہ کار بچے پہلی بار کچھ غرت مند نظر آ رہا تھا۔

یہ وہی آندہ کار تھا جو درخشاں کے والد پریم ناخدا اور اس کے گروں کے اشاروں پر کسی جھوکے جھیلے کی طرح ہر اوپر چڑھ دوڑا تھا، اگر میری جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو آندہ کار کے تجربے کا راز اور نوکیلے دانت اس کے جسم کی ہڈیاں اڑا دیتے ہوتے لیکن میں قانون کی تحقیقوں میں مہارت رکھتا تھا اس لیے وہ میرے سلسلے میں ناکام رہ گیا۔ اسی آندہ کار نے ایک موقع پر بھری محفل میں پنڈت اڈم پوکاش کے ساتھ مل کر میری عزت کی وجہاں بھینے کی کوشش کی تھی مگر اسے مایوسی ہوئی اور یہ وہی آندہ کار تھا جس نے مجھے اپنے دفتر میں دیکھ کر یوں کر دوا سامنے بنایا تھا جیسے میرا جود اس کے لیے ناقابل برداشت ہوا اور آج منت اسی آندہ کار کو میری حویلی تک ایک ضرورت مند کے روپ میں لے آئی تھی۔

کچھ دیر تک ہمارے درمیان رسمی باتیں ہوتی رہیں، وہ اصل مقصد کی طرف آگیا، مجھے ان شکوک اذاد کے بارے میں تفصیل بتانے لگا جنہیں وہ نورملہ کی موت کا ذمہ داری

ہاتھا، میں خاموش بیٹھا اس کی باتیں سننا رہا جب دل کی ہڈیاں نکال چکا تو میں نے دفنی زبان میں کہا، "میں اس حد تک آپ کے خیال سے متفق ہوں کہ کار می نورملہ نے خودکشی نہیں کی لیکن..."

"لیکن کیا؟ اس نے میری خاموشی پر بل کھاتے ہوئے بے چینی سے دریافت کیا۔
 "کار می نورملہ کو مجبور کر دیا گیا تھا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں نے یہ جی ہنسی کا پھندا ڈال کر خود کو ہلاک کر جائے۔
 "اور نورملہ نے انتہائی ذہینت تک حالات سے دوچار ہو جانے کے بعد مجبوراً وہ قدم اٹھا یا ہو گا۔"
 "یہ بھی ممکن ہے کہ خودکشی کرتے وقت کار می نورملہ اپنے ہنس دھواں ہی میں نہ رہی ہو۔"

"کیا مطلب؟ آندہ کار میری بات سن کر چونک اٹھا۔
 "ترقی حاصل کرنے کے معاملے میں اور دوپٹی کشن کے معاملے میں آپ بچے ہیں آپ بچے جن لوگوں کی حق تلفی کی ہے یا جو لوگ آپ کی اس ترقی سے متاثر ہوئے ہیں۔ وہ اگر جانتے تو اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر سکتے تھے۔"

"وہ ایسا کرنا چاہتے تھے لیکن..." آندہ کار کی کھنکھرتے ہفت خاموش ہو گیا پھر بھل بدل کر بولا، "جنس اس بات واضح ہو گئی تھی کہ اگر انہوں نے میرے خلاف کوئی قدم اٹھا تو ان کے خلاف بھی کوئی کارروائی کھڑی ہو سکتی تھی جہاں کے دیکر ڈاکا ستیا ناس کو ترقی اور وہ آئندہ ہونے والی ترقیوں سے محروم ہو جاتے۔ آپ میری بات کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔"

"خوب اچھی طرح! میں نے ذہن سے جواب دیا پھر دل سے عجیب گیسے بولا، "آپ مجھے سے کیا خدمت لینا چاہتے ہیں؟
 "میں آندہ کار نے کسی جوت کھائے تھے زخمی اور زہریلے مہل کی طرح چھٹکتے ہوئے تھا۔ میں ان لوگوں کو قانونی عملوں میں پھنسا کر مریدہ کیلے اپنے راستے سے ہٹا دینا چاہتا تھا نورملہ کی موت کے بعد میرا ذاتی ارادہ ہے میں یا میرے ملازمین کو زہر دے دوں یا میرے ہاتھوں میں آندہ کار کا قانونی کارروائی کا جواز دیکھ کر ہو گا۔"

"ملازمین فوریہ کر دے گا باقی کام آپ کریں گے۔" آندہ کار نے ازاداری سے بولا، "میرے پاس ان کے خلاف لاتعداد چلوات و بری ثبوت موجود ہیں جہاں کا کیر بڑا ہو سکے ہیں۔
 "اودہ! گویا آپ کا خیال ہے کہ کار می نورملہ کے بعد وہ اپنی حق تلفیوں کے خلاف آواز بلند کرنے کا ارادہ

کر رہے ہیں؟
 "جی ہاں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔"
 "پنڈت گنیش مہاراج کا کیا حال حال ہے؟ میں آج تک گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا، "بہت دنوں سے ان کی کوئی خبر نہیں ملی۔"

"آئی سی۔" آندہ کار نے رکھے انداز میں جواب دیا، "نورشاں ہے کہ آپ مجھے برائی باتیں یاد دلا کر شرمندہ کرنا چاہتے ہیں۔
 "آپ غلط سمجھ رہے ہیں، میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے میں نے جلدی سے وضاحت کی پھر مہلٹ کھائے ہوئے کہا، "میں درجن آپ کو یہ یاد کرنا چاہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے آپ کو میری دوستی ملگنی پڑی ہو۔"

"میں سمجھ نہیں۔" آندہ کار مجھے حیرت سے گھونٹنے لگا۔
 "یہ بات بے شمار لوگوں کو معلوم ہے کہ میں نے کار می نورملہ کے ضمانت کے کیس میں دل چسپی لی تھی، میں اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے بولا، "آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا میرے دشمنوں کو جواز ہے دوستی کی توقع رکھتے تھے؟ یہ بات پسند آئی ہو گی؟
 "لیکن..."

"میں ایسے ایک درخواست کروں گا مسٹر آندہ! میں نے لوہ گرم دیکھ کر ایک پھر لوہ ضرب لگاتے ہوئے دو لوگ الفاظ میں کہا، "آپ گنیش مہاراج کا کھوج لگا کر مجھے اس کے ٹھکانے سے مطلع کریں میں آپ کے دشمنوں کو ٹھکانے لگانے میں آپ سے پھر لوہ تعاون کا وعدہ کرتا ہوں۔"
 "پنڈت گنیش مہاراج کا کھوج لگانے سے آپ کی کیا مراد؟
 "شاید آپ کو ابھی تک اس بات کا علم نہیں کہ رام لال کی موت کے بعد سے گنیش مہاراج کیس روپوش ہو گئے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کار می نورملہ گنیش مہاراج ہی کی جان بستی کا نشانہ بنی ہو اور اس طرح بھاری رام لال کا انتقام لیا گیا ہو۔"

"ہو سکتا ہے۔" بائبل ہو سکتا ہے۔ آندہ کار نے مٹھیاں سمجھ کر کہا، "میں نے ابھی تک اس لاش پر غور نہیں کیا تھا۔
 "اب بھی زیادہ وقت نہیں گزرا۔ آپ جہاں تو گنیش مہاراج کا کھوج لگا کر میرے شے! تصدیق کر سکتے ہیں۔
 "ٹھیک ہے۔ میں اسے بھی دیکھ لوں گا لیکن آپ کو ہر حال میں میری مدد کرنا ہو گی۔"

"اس کا فیصلہ گنیش جی کے سامنے آنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے نا، ڈی پٹر مسٹر آندہ! یہ لوہو معنی خیر تھا۔ آندہ کار نے سر لیے کی لمبی کوشا بدھوس کر لیا تھا مگر قبل اس کے کہ کوئی وضاحت طلب کرنا درخشاں ملازم کے ہمراہ چائے کی ٹرالی لیے

ہم سے بڑے بڑے مند اور دھم خاں میں موجود ہیں جہاں
سارا سال با تریوں کا جوہر اکٹھا ہوتا ہے میزبانانہ ہے کرنیشن
مہمانانہ ہے اجودھیہاں کے کسی بڑے مندر میں کالی کے چہرے ہیں
بیچک جاتی ہوگی۔

• ہو سکتا ہے، مگر تم وہاں جا کر کیا کر سکو گے؟
• میں ان کے آگے ہاتھ باندھ کر درخواست کروں گا کہ وہ
میری اور ان کی آنے والی خواتین کا راستہ صاف کر دیں، کیلاش
نے بڑے غلصہ دل سے کہا۔

• رہتی اکیلا خیال ہے، وہ تمہاری درخواست قبول کر لیں گے؟
• میں انہیں دیوی کے چہرے پر لکھے اپنی جھینٹ پریشان
کروں گا تو وہ مجھ پر ہوجائیں گے انکار کی صورت میں وہ دیوی
کو ناراض کر دیں گے۔

• کیلاش۔ میں نے کیلاش کی دوستی اور اس کے جذبول
کو مل جتے ہوئے کہا۔ میں تمہارے جذبول کی قدر کرتا ہوں لیکن
وہ تیرے جو ایک بار کمان سے نکل چکا ہے واپس نہیں آ سکتا، تم
ایک بندت کو میری دشمنی سے باز رکھنے کی کوشش کرو گے تو

دوسرے سکڑوں بندت اور بیکاری میری برادری کی خاطر سامنے
آجائیں گے، تم کہاں کہاں اپنی زندگی کی جھینٹ چڑھاتے رہو
گے کسی کس کا ہاتھ تھام سکو گے کہاں کہاں میری خاموش جھینٹ چڑھ
گے، نہیں بہت دوست ان باتوں سے کچھ حاصل ہو گیا میری
فہمت میں اگر عروہاں رقم کڑی گئی ہیں تو تمہاری کوششیں بھی

کاتب تقدیر کے فیصلے کو نہیں بدل سکیں گی۔
• درخشاں جہاں کے سلسلے میں تمہاری کیا رائے ہے؟
• جبکہ پوچھا۔ کیا تمہاری شخصیت کے مطابق وہ بالکل دلہن؟
• ہاں۔ میں نے مکمل جیکب اپ کر کے دیکھ لیا ہے

لیکن کیلاش کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا تو میں نے جلدی
سے کہا۔
• جو کچھ تمہارے دل میں ہے کہہ ڈالو میرے دوست میں

اب ہر بات سننے کا عادی ہو گیا ہوں۔
• تمہاری عقل تو گھاس چنے جلی گئی ہے۔ جیکب سیر
بالوں لیے پر تنگ اٹھا، مذہب سے دوری نے تم لوگوں کو
آنگاہ کر دیا ہے کہ تم دوسو سو اور اہوں کا شکار ہو کر

رہ گئے ہو۔
• کیا بار بار آنا چاہتے ہو فادر جیکب؟ میں نے تلخ لہجے
میں دریافت کیا۔
• یہی کہ پریشان ہونے کے بجائے اس پر نظر کو جو میں نے

میں پہنچا دیا ہے جس نے میں ہر مصیبت سے بچانے کا وعدہ

دشمن کو بخش رکھے کی خاطر جیکب اور کیلاش دونوں میرا
آگے بڑھے تھے لہذا جب تک درخشاں میرے پاس
میان موجود وہی جیکب اپنی معصوم خاموشی اور کیلاش
بے ہمت جھلکوں سے اسے ہنساتا رہا پھر جب درخشاں گھر

کا کام کاج کی خاطر اندر چلی گئی تو ہم میزوں دوست اٹھ کر
ایک دوسرے میں آگے جہاں کیلاش نے سجدہ کی اختیار کرتے
ہے مجھے آندہ کمار کی موت کی خبر سنائی تھی مجھے جو کچھ اس کی
رہنمائی سے تھی اس لیے میں نے کسی حیرت یا تعجب کا اظہار

نہ کیا لیکن جیکب بول پڑا۔
• یہ تو بہت برا ہوا۔ آندہ کمار کی جگہ اب جس نے ڈیٹی
لنڈ کی تعیناتی ہوگی وہ نہ جلتے کیسا ہو۔

• تم جیکب سوچ لے ہو۔ میں نے باٹ آواز میں
جواب دیا۔ میں نے دوسری کو پروا نہ تھی کے ساتھ ساتھ
پہلے میں اوپر سے ضروری باتیں بھی لیتا تھا لیکن گی۔
• جہاں۔ ایک بات کموں بشرطیکہ تم برا نہ مانو کیلاش

نے سجدہ کیے سے مجھے مخاطب کیا۔
• کیا تمہیں شہر ہے کہ میں اپنے غلصہ دوستوں کی کسی
بات کا برامان سکتا ہوں؟

• انسان پریشان ہو کر دوسری کی سوسپن سے اکثر گرا
رو جی میں اور یہ طبعی نفسیاتی عمل ہوتا ہے۔
• تم کچھ کسا جا رہے تھے۔ میں نے اکتانے ہوئے انداز
میں بات کو مختصر کرنے کی کوشش کی۔

• میرا خیال ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی وجہ جگہ کے
سوا کچھ اور نہیں۔
• کیا مطلب؟

• جگہ کی نا پید اور کالی طاقتوں نے بندت بجا دیں
کو کچھ جیکب کو آکر نہ پر مجبور کر دیا ہے۔ پہلے وہ سامنے
تھے تو دشمنی میں تھے لیکن اب ہم ان کی کسی جگہ سے بھی

باہر نہیں ہو سکتے۔
• میں تمہارے خیال سے متفق ہوں لیکن یہ سب کچھ
تو ہمارا ہی تھا جگہ نے ہمارا ہر ان کی کسی جگہ سے بھی
اختیار کر لیتے۔

• میں تمہاری اجازت سے کچھ دنوں کے لیے اجودھیہا
بانا چاہتا ہوں۔
• کوئی خاص بات؟

• بندت گنیش مہاراج کو اجودھیہا میں ہے ہمارے خدا
معاذ آ رہے ہیں کی خاطر بلا یا گیا تھا۔ کیلاش نے کہا۔ ہاں

اسے بھی ٹھکانے لگا دیا کسی لیدی ڈاکٹر کی بھینکتی ہوئی روح
کے لیے انہیں ایک جسم کی ضرورت تھی لہذا انھوں نے نر
کے جسم کو اپنی سازش کے لیے انتخاب کر لیا، وہ بے جا رہی
میری وجہ سے مفت میں کاسہر گئی پھر آندہ کمار کو میں نے بھانر
سے کرنا بنا کر دینے کی کوشش کی۔

جنگی گنیش مہاراج کی تلاش تھی اس نے دیوی کا
تھا کہ اگر اسے گنیش مہاراج کا کھوج مل جائے تو وہ سہل کے
عمل سے جادو کی ہانڈی اڑا کر گنیش مہاراج کے کرایہ کا
ایسا موثر انتظام کر دیتا کہ موت کے سامنے ہر وقت اس کے

منڈلانے لگتے۔ وہ جب بھی دیوی کے چہرے سے دودھ نکرتا
سے قدم نکالتا ہانڈی اسے موت کے گھاٹ اتار دیتی دیوان
جہاں جگہ کے دعوے کی تصدیق کی تھی چنانچہ جب آندہ کمار
سیر پاس اپنے حریفوں کی گرفتاری کا منصوبہ لے کر آیا تو

نے اسے گنیش مہاراج کے خلاف بھڑکایا، جلد ہونے کے
ناتے آندہ کمار بندتوں اور بجا دیوں کے خلاف نہیں جاسکتا
تھی لیکن نرملہ کی اچانک موت نے اس کے لیے قوتی کے آندہ
دورانے بند کر دیے تھے جہاں سے لال کی موت اور اپنے

حریفوں کے سراپانے کے خیال نے اسے بڑھکا دیا۔
میں نے اسے بری طرح اور کرایہ اس کے تار سے
غضب گنیش مہاراج کی وجہ سے گردش کا شکار ہوئے ہیں اور
یہ کہ وہ گنیش مہاراج کا کھوج نکالنے میں کامیاب ہو جائے تو

حالات دوبارہ اس کے حق میں سازگار ہو سکتے ہیں اور میں
بھی اس کی بھرپور مدد کر سکتا ہوں وہ میری باتوں سے متاثر
ہو گیا اس نے وعدہ کر لیا تھا کہ بہت جلد وہ گنیش مہاراج کا
ڈھونڈ نکالے گا لیکن میرے دوسرے دوسرے دوسرے میری برادری

کی گناہت لگے تھے تھے انہیں آندہ کمار اور میری باتوں
علم ہو گیا اور پھر آندہ کمار بھی ایک حادثے سے دوچار ہو کر
ہسپتال پہنچ گیا، دیوان جی کا خیال تھا کہ آندہ کمار اس حادثے
سے بچ جائے گا لیکن میں جانتا تھا میرے دشمن میرے کسی

دوست کو سکون و آرام کا سانس نہیں لینے دیں گے۔
میرا اندازہ درست ثابت ہوا، آندہ کمار تین مہینوں
ہسپتال میں بستر پر موت کے آہنی تختوں میں بند
زندگی کی خاطر جہد کرتا رہا، ہاتھ پر بار بار ہاتھ پھیرا

و نیکی کے نام غصوں سے چھٹکارا پاکر تہہ کے پیر کے شعلوں کی
مذہر ہو گیا، اس کی موت کی اطلاع مجھے کیلاش نے دی تھی
ہسپتال سے واپسی کے بعد حسب معمول شام کی چائے
کے وقت کیلاش اور جیکب ہم سے ملے اور میرے موجود تھے

آجی تر باتوں کا نسخہ بند ہل ہو گیا، آندہ کمار زیادہ دیر نہیں رہا،
درخشاں کے بے جا حصار پر اس نے غصے جاتے کے دوسرے گھونٹ
لیے پھر جانے کے ارادے سے اٹھ گیا۔ اس کے جانے کے بعد
درخشاں کے کرایہ کے کچھ سے اس کے آنے کا سبب دریافت

کرتی رہی میں نے اس کو پوری تفصیل بتادی البتہ گنیش
مہاراج کی قدم شدگی اور لیدی ڈاکٹر کی کھانسی پر اسے شخصیت
سے بھاری نرملہ کی موت کے ناجائز تعلق کو چھپا گیا۔

پھر۔ کچھ دیر بعد مجھے دیوان جی نے فون پر ایک نئی
اطلاع دی جو پہلے سے زہمت ہونے کے بعد آندہ کمار سے
کرمی کے بڑے مندر گیا تھا جہاں وہ بندت بجا دیوں سے گھل
مل کر باتیں کر رہا ہو لیکن وہاں سے روانہ ہونے کے فوراً بعد

پہلے وہ ایک حادثے سے دوچار ہو گیا اور اب وہ سکڑی
ہسپتال میں پڑا موت اور زندگی کی آخری سانسیں شمار کر رہا تھا
میریلوں پر ایک نئے قسم پھیل کر گرا ہوتا چلا گیا، میں بڑی
مختار سے ریب پر دوبارہ کو بٹل پر کھ دیا۔

وقت۔ جو بندت اور پرکاش کی موت کے بعد میرے
میں سازگار ہو گیا تھا رفتہ رفتہ دوبارہ اپنی کیپٹی بدلنے لگا
پہلی بار جب میرا ایک شخص موت کے آہنی تختوں پر نہیں
کر لے لسی کی حالت میں کرب ہاک موت کا شکار ہوا تو میری

خوشی کو کافی ٹھکانا نہ رہا، جگہ کے آجہانے سے مجھے بڑی سرت
ہوئی تھی بہت دشن پیش قدمی کرنے کے بجائے ایک ہی
لے میں جھگڑا کرے ہوئے۔ وقتی طور پر میں اپنی جگہ ولیر
ہو گیا لیکن اس وقت میں معاملات کے دور رس نتائج سے

لاطم تھا میں جسے اپنا قوت بازو سمجھ رہا تھا وہ میری ہر شکت
اور بالوں کا سبب بنا چلا گیا۔ بندت اور پرکاش کی پلزل
موت نے گنیش مہاراج کے کان کھڑے کر دیے، وہ دوا نہیں
تھا اس لیے کسی مندر میں دیوی کے قدم میں بنا ہ لینے کی

خاطر ہم کر بیٹھ گیا، رام لال طاقت کے نئے میں سرشار تھا،
جوان تھا اس لیے جذبات میں اگر حالات کا شکار ہو گیا
رام لال کی موت نے میرے دشمنوں کو اور زیادہ منظم اور مختار
کر دیا، پہلے وہ میرے سامنے تھے مجھے نظر آتے تھے، ان کی

ایک ایک چال میرے علم میں ہوتی تھی لیکن جگہ کے سطحی
عمل نے انہیں بھی اندھروں میں پریشانہ رہ کر غلط فہمی
معلوم پر مجبور کر دیا۔
• بجا دی رام لال کی موت کے بعد میں نے نرملہ کو ایک

دورسارا رائے کو اپنا ہم خیال بنایا تو میرے دشمنوں نے

کا امتحان لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔
”کیا مطلب ہے؟“

”مطلب ہے کہ میں اپنے سابقہ تجربوں اور آپ کی بری کیفیت دیکھنے کے بعد پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ چونکہ وہ دونوں غیریت سے وہیں کے اور میں یہ بت چکی کہی قیمت پر ملنے کو تیار نہیں کر سکتی کیونکہ جیسے ماہر ڈاکٹر نے کسی عصب کا اخیار کیا ہوگا۔“

”پورا رشتہ نہیں میں ہوں ہی تھا رات امتحان لے ہاتھا۔ میں نے مسکرا کر کہا پھر نرس سے معدت طلب کر کے بات ختم کر دی لیکن نہ جلتے لیکن میرے دل کو کسی طور اطمینان نصیب نہیں ہو رہا تھا، کوئی ناہیہ خوف جیسے میرے ذہن پر چرم کر رہ گیا تھا، کسی آنے والے شخص کے احساس جیسے میرے وجود کو دن رات اندر ہی اندر گھلاتا جا رہا تھا۔“

وقت یوں ہی گزرتا رہا، میں سوئی کی باہر کی دنیا کو قطعی فراموش کر چکا تھا، میرے پاس اتنا وقت ہی نہیں تھا جو میں اپنے دشمنوں یا دوستوں کے بارے میں کچھ سوچ سکتا، وہاں غمی نے میری پریشانی کے پیش نظر چند دنوں ملاقاتی کرے میں ذرا بے حارکت تھا لیکن مجھے ان کی موجودگی سے بھی کوئی سروکار نہیں تھا۔

کیلاش نے جوبلی کے ایک کمرے میں کسی کی تمام ضروریات کا بندہ دست پٹلے ہی سے کر رکھا تھا لیکن جیسے ہیے درخشاں کے بیان ولادت کے دن قریب آئے گئے میری پریشانی دو چند ہوئی گئی، ایک رات درخشاں سوتے میں اچانک صبح مار کر بیدار ہوئی تو میں بھی ہڑبڑا کر جاگ گیا اسے بولانے لگا۔ شاید وہ کوئی بول مال خواب دیکھ کر خوف زدہ ہو گئی تھی، میں نے اس وقت اسے کریدنا مناسب نہیں سمجھا دوسری صبح بٹھنے کے بعد جب وہ میرے ساتھ پائیں باغ میں آکر بیٹھی تو میں نے دلی زبان میں پوچھا وہ رات تمہارے غالباً کوئی ڈرانا خواب دیکھا تھا۔“

”ہاں۔ اس نے مختصر جواب دیا پھر بات ملنے کی خاطر بولی۔ جبکہ عذرا (نرس) نے جوبلی میں قدم رکھا ہے کیلاش جی نے جبکہ بھائی کا جینا دو بھر کر دیا ہے، ہر وقت اسے عذرا کا نام لے کر ننگ کرتے رہتے ہیں۔“

”سچ؟“
”ہاں۔ ادا اب تو عذرانے بھی ادھر کچھ دنوں سے بھائی جیک کو کنگھیوں سے دیکھتا شروع کر رہا ہے۔ درخشاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عذرا بے حارکت اور خدمت گزار لڑکی

فلج حامل کر رہے گا۔ بیماری حالت قابل دیدہ تھی، ہم دونوں ہی اپنی اپنی جگہ خائف تھے لیکن ایک دوسرے کی دل جوئی کا پردہ اور خیال بھی کھینچنے میری آنکھوں میں غور آنکھڑا تو درخشاں مجھے سمجھانے کی کوشش کرتی، اپنی بیماری بیماری معلوم اور خوف نگریتوں سے مجھے مسکانے پر مجبور کر رہی تھی، میں کی گھڑی اور دروازوں کے گوشے آنے والے اندیشوں سے تھوڑے جھپکے لگتے۔ تو میں تڑپ کر اپنے جوتوں پر پالے اس کے اندیشوں کو دور کرنے کی خاطر دنیا جہاں کی باتیں شروع کر دیتا اور اس وقت تک اسے سنا رہتا تھا جب تک وہ خرا کو پانچا میں چہرہ ہاتھوں کے درمیان نہ چھپا لیتی۔
”نرس کو وقت کے ساتھ ساتھ ہماری اضطرابی کیفیتیں بھی بڑھتی جا رہی تھیں۔“

کیلاش نے جس نرس کا بندہ دست کیا تھا وہ انتہائی پڑھ لکھنے والا تھا اور بڑے حد انسان دوست تھی، ہر وقت درخشاں کا خیال رکھتی، وقت پرانے دوا گھوٹی وقت پر اس کا ضروری معاملہ کرتی اور وقت پر سونے کی یقین کرتی رات دن درخشاں کی دل جوئی اور اس کی تیمارداری میں لگی رہتی۔ ایک میں نے موقع پر کرتاشانی میں اسے بھی کر رہنے کی کوشش کی۔

”نرس نے اپنی راتچہ۔ درخشاں کے بارے میں کیا کہا ہے۔“
”آپ کی جوبلی کی حالت بالکل ٹھیک ہے اور عدالے چاہتا ہوں کہ کام لینے وقت پر بڑے اطمینان سے انجام پائے گا۔“
”کیا بچے کی حالت بھی مائل ہے؟“
”بالکل مائل ہے جناب۔ نرس نے مجھے دتوں سے بتایا۔ تمام سسٹم ٹھیک کام کر رہا ہے۔“

”لیکن کیلاش کا خیال کچھ اور ہے۔ اس خیال سے کہ کیلاش نے میری پریشانی کے پیش نظر نرس کو پہلے ہی سے کسی لکھن دہائیت سے گریز کرنے کی تاکید کر دی ہوگی، میں نے اسے ڈٹولنے کی خاطر ایک نفسیاتی مریض استعمال کرنے کی کوشش کی۔“

”نرس صاحب کا کیا کہا ہے؟“
”نرس نے مجھے گئی سے میرے چہرے کے تاثرات کو دیکھ کر سوس کر تے ہوئے دریافت کیا۔“
”کیلاش کا خیال ہے کہ مجھے کسی ایک کے حق سے دست بردار ہونا پڑے گا۔“
”میں نے ایک سرواہ بھری۔ تا تو مجھے اپنی بیوی کی زندگی کی خاطر چاہیے ہے ہاتھ دھونا پڑے گا یا پھر۔“
”نرس صاحب۔ نرس نے مزید اعلیٰ کائنات سے تیزی سے کہا۔“
”آپ شاید میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں یا میرے تجربے

بھوک لکھنے کے بجائے ناپت معصومیت سے کہتا اس وقت تم نے ایک اچھا مذاق کیا ہے اگر اجازت دو تو میں ذرا ہنس سکتی ہوں۔“
کی کوشش کروں؟

”جہاں۔ کیلاش نے مجھے دیکھتے ہوئے حیرت کا اظہار کیا۔“
”کچھ تا تم نے۔“
”خدا سیکھتے تھیں۔“
”کرنے کا ڈھنگ سیکھ لیا۔“

”تخم تاخیر صحبت کا اثر اسی کو کہتے ہیں۔“
”جیکب نے جواب دیا۔“
”گویا تم دوسری شادی کرنے پر آمادہ ہو رہے ہو۔“
”کیلاش نے دریافت کیا۔“

”پتلے آپ نرس کا بندہ دست کریں۔ میری ہاں یا نا کا انحصار اس کی تیمارداری پر ہوگا۔“
”جس کی تیمارداری کے لیے نرس کا بندہ دست کیا جا رہا ہے۔“
”درخشاں نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر پوچھا تو کیلاش نے ہر جہت سے کہا۔“

”جہاں۔ اور آپ بچے کی جیکب کو اپنا کہا تھا۔“
”وہ بچے کا مایہ نوا کیا ہو گیا ہے۔“
”میں نے بچے کی ایک پیچیدہ بیماری سے جس میں میں نے

”ہمیں معیاری ہاتھوں سے باطل خالی ہو جاتا ہے اور وہ مالی کا پیشہ اختیار کر کے مجھ کی کوئی کے لان پر آکر بیٹھا۔“
”غیور کی کڑبوت کرتا نظر آتا ہے۔“
”کیوں جبکہ بھائی۔ کیا یہ سچ ہے کہ درخشاں نے پتور

”مسکراتے ہوئے جیکب سے سوال کیا تو وہ کیلاش کو گھومتا ہوا اٹھا اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتا ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔“

جیسے ہیے درخشاں کے مال بننے کے دن قریب آ رہے تھے میرے منصوبے بڑھتے جا رہے تھے، درخشاں بھی ہمیشہ اور خاموش رہنے لگی تھی، ہم دونوں نے ہر وقت ایک ساتھ رہنا شروع کر دیا، ہمیں ایک لمحے کی جدائی بھی گوارا نہیں تھی شاید اس لیے کہ آنے والی ایسی جدائی کے پیش نظر ہم زندگی کی ہر اکائی سے دل بھر کر استفادہ حاصل کر لینا چاہتے تھے۔
”کیلاش، جیکب اور فلان جی سب ہی کے ہم کو یقین دیا کہ ہم نے اپنے ذہن میں جو داہے بچا رکھے ہیں انھیں کھرج کر نکال دیتے ہیں۔“
”کیوں کیوں نہیں اس بات کا یقین کیا ہو چلا تھا کہ ہماری رفاقت کے دن گئے دیکھ کر وہاں کے وقت کا کوئی بھی لمحہ جہاں درمیان وقت کی ایک ناقابل غور

”کیا ہے خداوند بزرگ و بزرگ مہم وہ نہ جاسے تو ہم دنیا کے پنڈت بیماری مل کر بھی درخشاں بھائی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔“
”تم اپنی جگہ ٹھیک سوچ لے رہے ہو لیکن ہر ملے دشمن جس علم کی کا لی اور گندنی طاقتوں کا سہارا لے کر ہماری موت کے خواہاں ہیں وہ علم بھی بھنگوان ہلکے بندہ دل کو سکھایا ہے۔“
”کیلاش نے کہا۔“

”قناعت اور صبر و حکمرانی عادت ڈالو تو ہر غم از خود مہم بن جاتا ہے۔“
”جیکب بولا۔ میری مثال بھائی سے ملنے سے سولہ کی موت میں شہید از دی مثال تھی۔ اس لیے میں نے آئندہ نہیں بنائے۔“
”نایت صبر و سکون سے اس صدمے کو خدا کی دین سمجھ کر برداشت کر لیا۔“

”میں غصے کا لی طاقتوں کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے اس لیے۔“
”کیلاش پائیں نے اس بحث کو ختم کرنے کی خاطر تیزی سے پوچھا۔“
”بچے کی ولادت میں اب کتنا صدمہ پاتی ہے؟“
”اگر کوئی دشواری پیش نہ آئی تو مجھے یقین ہے کہ چار

”میں نے ہر ماہ باپ بن جاؤ گے۔“
”اور باپ بننے سے پیشتر ضروری ہے کہ تم ابھی سے روبرواری کی عادت ڈالو اور ضروری باتوں سے ذہن کو پرانہ کرنے سے باز آ جاؤ۔“
”جیکب نے ایک باہر چھوٹے سمجھانے کی کوشش کی۔“
”کیا جوبلی میں نہ چھوٹے سنا انتظار ہو سکتی ہے؟“
”دیکھو نہیں۔“
”کیلاش جلدی سے بولا۔“
”میں نے ہر جہت سے ان باتوں کی غور کرنے کی کیا ضرورت ہے؟“
”ان باتوں کی غور کرنے کی کیا ضرورت ہے؟“
”ان باتوں کی غور کرنے کی کیا ضرورت ہے؟“

”جوبلی میں موجود ہے۔“
”میں نے غرض سے ہر نوٹوں میں ایک قابل اعتماد نرس کا بندہ دست کر دوں۔“

”لیڈی ڈاکٹر خوشگند اور درخشاں کی ملاقات ہر جہان کے بعد اب تم جو چاہو میری اجازت کے بغیر کر سکتے ہو میں نے خود کو ہٹا لیا۔“
”میں نے ایک سرواہ بھری کہ جواب دیا۔“
”آگے بڑھ کر منظور ہو۔“

”گاہ۔“
”جیکب ہل چلا۔“
”میں بھی ہل چلا۔“
”میں بھی ہل چلا۔“
”میں بھی ہل چلا۔“

”میں بھی ہل چلا۔“
”میں بھی ہل چلا۔“
”میں بھی ہل چلا۔“
”میں بھی ہل چلا۔“
”میں بھی ہل چلا۔“

ہے وقت کی ایک آندھی نے اسے فرس کا پیشہ اختیار کر کے پر محبوب کو دیا وہ اس کا تعلق بہت اچھے خاندان سے ہے۔
وہ ہے تھرا اور مجھ کو خط کا زبا تھرا ہے۔

دور نشاں : میں چنچ اٹھا : تمھارے بغیر میں زندگی کا
تصور بھی گناہ سمجھتا ہوں :

”میری بات غور سے سنو محال ” وہ میرا ہاتھ تھام کر بڑی اچانکیت سے بولی ” میں نے سچے دل سے کلمہ پڑھ کر کھڑا مذہب قبول کیا ہے، اب میں ان عقیدوں کو نہیں مانتی جو مسلمان ہونے سے پیشتر میری ذات سے وابستہ تھے لیکن کچھ ایسی باتیں بھی ہوتی ہیں جنہیں میں بھولنا چاہتی ہوں مگر بھول نہیں سکتی، میں ان باتوں کی کوئی ترمیم نہیں پیش کر سکتی لیکن انہیں جھٹلانا بھی میرے دہس کی بات نہیں ہے۔ ان باتوں کا تعلق میری ذات اور میرے گھرانے سے بہت پرانا ہے۔ اس وقت جب میری ماں کا انتقال ہوا تھا تو انھوں نے بھی بتااجی سے یہی کہنا تھا کہ وہ بہت جلد کسی اور روپ میں ان کے پاس دوبارہ آجائیں گی، سو میں انہی ۔ اور اب مجھے بھی ردہ کر ہی خیال آتا ہے کہ میں بھی تم سے کچھ عرصے کے لیے جدا ہواؤں گی مگر بہت جلد کسی اور روپ میں تم سے ضرور مل جاؤں گی۔ کب اور کہاں ؟ یہ مجھے نہیں معلوم لیکن اتنا ضرور معلوم ہے کہ میری تلخ مسکرم کا ساتھ چھوڑنے کے بعد بھی زیادہ عرصے تک تم سے دور نہیں رہ سکتی۔“

”پلید و درختان۔ ان باتوں کو اپنے ذہن سے نکال بیٹیکو!
یہ سب تھکراؤ اور اہمہ ہیں۔“
”سچ بتانا محال۔ تم نے جب پہلی بار مجھے دیکھا تھا تو
کہا تھیں مری ماں باوریں آئی تھیں؟“

”میں انکار نہیں کروں گا کیسے دو صورتوں کی مماثلت کوئی حیرت انگیز بات نہیں۔ دنیا میں ایسی ہزاروں مثالیں آج بھی موجود ہیں۔ میں نے اسے سمجھنے میں برسے پیار سے کہا۔
 ”جان باتوں پر غور کرنا چھوڑ دو۔ اس کا اثر تیری صحت پر ناخوش گوار ثابت ہو گا۔“

”میں بہت کوشش کرتی ہوں۔ میسن خواب میں
بچپن میں نہیں بچھڑتے۔ ورنہ اس مونٹ چہانے مجھے بولی تھی کہ
جی میں نے یہی دیکھی کہ میں تم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو کر موت
کی ابدی نیند سو گئی ہوں۔ پھر تم آئے ہو اور مجھے میسن طویل
نیند سے بیدار کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں بخار سی آواز
سن کر کڑھ میچتی ہوں، تمہیں اور اس کچھ کر کے ابھی بچاؤ چار
کر دیکھ لگتی ہوں لیکن اجاب یہی عورت جو ڈاکٹر کزنڈا کے

ہے، وقت کی ایک آندھی نے اسے نرس کا پیشہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ورنہ اس کا تعلق بہت اچھے خاندان سے ہے۔
 ویسے تو اے ارے مجھے کچھ خطرناک نظر آتے ہیں۔

”آپ کسی وقت اپنے دوست کو ٹوہ لے کر دے؟“
 ”جواب میں نو خدا ان کے لیے بڑی اچھی مہیوی نہایت ہو گئی۔“
 ”اگر یہ تھوڑی خواہش ہے تو میں جسکے مجھے جوئے
 دل میں محبت کی چوہا ریاں ضرور روشن کرنے کی کوشش کروں
 گا لیکن ایک شرط یہ؟“

”خیر کیا ہے؟“
 ”پتے وعدہ کرو کہ تم میری شرط ضرور پوری کرو گی۔“
 ”وعدہ“ دونوں نے بڑے معصوم اور دلکش انداز
 میں وعدہ کر لیا۔

یہ بتاؤ، تم نے رات کو کیا خواب دیکھا تھا میں نے
 وہ رات خواب کا ذکر جھپٹاؤ دو خوشحال کی تخت پر بچہ دیکھی
 چند لمحے خاموش بیٹھی مجھے خالی خیالاتوں سے گھومتی رہی
 چھوٹی شمس پر ہیلو کر لہوئی رات مجھے لیدی ڈاکٹر
 شکستہ احمد نظر آ رہی تھی

”بھجوں جاؤ ان باتوں کو یہ میں نے اپنی عقلی کو محسوس کرتے ہوئے جلدی سے کہا یہ سب مختار اور ہم ہے۔“

”ٹھیک ہے تم کہتے ہو تو بھجولے جاتی ہوں؟ اس کی بیری دل جوئی کی تپش نظر کا کھڑی ہوئی۔ اک بات پوچھوں؟“

”تم بیٹے کے باپ جو گے یا بیٹی کے بچے
 ”مجھے تمہاری خوشیوں کے سوا اور کچھ نہیں چاہیے“ میں

جذاباتی میں کیا۔
 میرا شہر دہلی تو ابھی سے کچھ دن سب ہم سوچ رہا ہے
 عین وقت پر سر کھٹکانے بیٹھ جاؤ گے۔
 مجھے صرف ایک ہی ہاپنڈ ہے۔ درخشاں۔ درخشاں
 اے درخشاں۔

جہاں "ابھاس" و "مخاشاں" کی پکوں کے گوشے نہاں ہو گئے۔
 "مخاشاں" کی بے پناہ محنت نے مجھے بے حد بزدل بنا دیا ہے اور
 شاید یہی وجہ ہے کہ اب میں موت کے تقصیر سے بھی کانپنے لگا ہوں۔
 "دردِ نشان" تمہارے پیچھے وہی باتیں شروع کروں؟ میں نے
 اسے سمجھانے کی کوشش کی "جو کچھ بیت چکا ہے اسے بھلا جاؤ۔"
 "میں بیت کوشش کرتی ہوں تب تک نہیں نہاتے کیوں میرا
 دل بار بار یہی کہتا ہے کہ میں کچھ عرصے کے بعد نہمت ہوں، سو

ہیں جو سے ملتی میرے کمر اور ہمتا سے درمیان آجاتی ہے۔
 بڑھ کر میرا نگاہا بنانے کی کوشش کرتی ہے تو میں فردے
 روج اختی جوں۔ گزشتہ رات میں نے تیسری بار یہی
 دیکھا ہے۔ اور وہ بجے۔ میں نہیں بنا سکتی کہ وہ
 واقع ہے لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ جگہ دوسری
 نہیں۔ اسی دنیا میں کہیں ہے۔

ہر سکتا ہے کہ واگوں کے عقیدے کے پیشانی پر مہجرت
 میں ایک حسین خواب کے تصور میں مبتلا کر دیا ہو۔ لیکن یہ
 کافی باتیں ہیں۔ میں نے اسے یقین دلانے کی کوشش
 شروع کیا کہ ہر جسم سے جدا ہو جائے تو اسے آسمانوں پر بلالیا
 ہے، ویسا ہے اس کا تعلق ہمیشہ کے لیے ہم ہو جاتا ہے۔“

اچھا۔ میں کوشش کروں گی کہ دوبارہ ان ہالوں پر حکومت و خوشی نے بڑی سادگی اور معصومیت کا چہرہ دکھایا۔ رات کو پیک کراس کے قریب آگیا اور اس کے قدموں نے نئے لنگا بیٹ بہت دنوں سے محسوس کر رہا تھا کہ میرا بازو اس دوشل سے بہت زیادہ قریب رہنے لگا ہے جب بھی اس پریشان ہو کر آواز دیتی تو ایک کراس کے قریب

ہاتھ اور زبان نکال کر یوں دھیس بائیں گردن جھمکنے لگتا
نوشاں کو اپنے اشاروں کنایوں سے تسلی دینے کی کوشش
کرتا تھا اس وقت بھی یہی ہوا، مامی ہم سے خود سے واسطے پر
تھکیں، نوشاں کے چہرے پر وہ ایک جھٹ میں
تھک تھک تھک اور بے انتہائی انداز میں کبھی وہ نوشاں
میں ہلنے لگتا، وہ کبھی سر مبارک کر یوں دیکھنے لگتا جیسے
وہ نوشاں کی اداسی کا سہم جاننے کے لیے بے چین ہو۔
وہ تھک تھک فحاشی بٹھاتا ہی اور نوشاں کو کھینچ کر

پہلے سے مضبوط ہو سکا تو میں درشن سے ایک مہتری کا نام
 دے کر کہہ اٹھا اور بے لے قدم مارنا اپنی اسٹڈی میں آکر
 غبار و دور کرنے کی خاطر اب احتیاط چھوٹ چھوٹ کر دینے لگا
 جس میں وقت گزرتا جا رہا تھا، میرا مضطرب بھی مہتری
 بھی درشن کے بغیر ایک لمحے کو بھی زندگی کا تصور
 نہیں تھا، اس کی جہاں کا تصور دیکھنے کے لیے بہت تکلیف
 کا سامنا کرنا پڑتا تھا، دل کا بوجھ کم کرنے کی خاطر دیکھ کر
 درشن کے خوابوں کا ذکر کرتا تو وہ مجھے ایسی نظروں سے
 دیکھتا کہ جیسے اُسے درشن کے بجائے میری ذہنی حالت
 پر زور ہو۔
 "تم مجھے ایسی مشکوک نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہو؟
 تم احتجاج کیا۔"

”مختاری حقائقوں پر غور کر رہا ہوں۔ کیداش بولا: کیا محققین جہانی کی باتوں پر یقین آگیا ہے؟“

سمجھنے کی کوشش کرو میسے دوست! بات میسے یقین
 پایا اعتبار کر لینے کی نہیں، درخشاں کی پریشانی کی ہے، اگر وہ ان
 جی کیفیتوں سے دو چار رہی تو کیا ہو گا؟

بہابی کی حالت تم مجھ سے زیادہ نہیں جانتے، کیونکہ
 مجھے تسلی دیتے ہوئے سبھ کی سکا۔ عذر انسانی تجھ کا فرس
 ہے، میں اس سے لڑنا نہ بھیابی کی غیریت دریافت کرتا رہتا ہوں
 اور تمہیں یہ سن کر خوش ہونا چاہیے کہ بھیابی کی حالت بالکل
 نارمل ہے۔

”پھر درختاں کا وہ خواب ہے“

”وہ ایک نفسیاتی رد عمل ہے۔ کیونکہ اس نے مجھے بھیسے کی ہے۔ پہلے کیس کے موقع پر دنیا کی بیشتر عورتیں اسی قسم کے دھمپوں کا تکرار دیا کرتی ہیں اور پھر موت کا تصور ان کے دھمپوں میں تحقیقت نہ کر کوئی رد کوئی شکل ضرور اختیار کر لیتا ہے جو انھیں سونے جانے کو اور اتنے بھیجنے ڈال رہا ہے لیکن جب وہ فراغت یا پلیدی پس نو دوی، بایں سوچ سوچ کر خود اپنی حماقت پر مسکراتی بھی ہیں۔ یہی انھی جو توجہ اسی دور سے گزر رہی ہیں اس لیے ان کی پریشانی اپنی جگہ ایک رتی امر“

”درمیان انگریز کشنلا کر کیوں دو نموش کرے ہو؟“

”جو حملے کا لہر ہمسے دوست“ قمر دمہو کر اگر محبت دار

”کیلا شہزادہ کی باتیں سن کر میری طرف سے بے خبری ہو گئی تھی۔“

کیا کلاش نے ایک مخلص درست اور ایک ماہر مرنے کی
مجھے ہر ممکن یقین دلانے کی کوشش کی کہ دراصل
بالکل نارمل ہے اور بڑا ہراسے کوئی خطرہ و پریشانی
نہیں ہے۔ کلاش نے ایک مخلص درست اور ایک ماہر مرنے کی

بری بھٹی جس سر ملے مجھے کسی پیش تنہا لے خطے کا
حاصل دلائی رہتی پھر کیلے پھر عقل و افغان پیش
نے لگے جس کی کوئی توجیہ نہیں پیش کی جاسکتی تھی۔
مرگم ہی سے حویلی میں لہوں کے رونے کا شور بلند
نواز شروع ہو جانا حالاحو حویلی میں ایک بل بھی نہیں
سکین ہوں گنا عیسے جڑوں بلایں مل کر میری پانچویں برقامت
دوسری ہوا اور لطف کے بات پھر کر کہ قیامت بخیر شروع

دشنام کی موت میری حالت اضطراب کی سبب دی
پنچنے کے دو سے پریشان ہو گئے، دنیا میری نظروں میں تاریک
ہو کر رہ گئی، مجھے سونے درختاں کے کسی چیز کا ہونے
حقائق، وقت نے میرے وجود پر حالات کی صلیب تیز کر
ڈالی، زندگی کی محنتوں سے بے نیاز ہو گیا تھا، میں نے
یا اور زندگی کے فاصلوں کو ختم کرنے کی خاطر وہ تین بار
مٹی کی کوششیں بھی کی، اس طرح میں فاصلوں کی قید سے
برکراہی، درختاں کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن میرے
ت اور دیوانہ جی میری کیفیت اور جنونی حرکتوں کے پیش نظر
ت میری سزا پر مامور رہتے، میں نے دو ایک بار دیوانوں
بی مکرر یا لیکن موت نے مجھے قبول نہیں کیا۔
شاید میں پاگل ہو گیا تھا، دیوانہ جی، جنگب یا کیلاش
میں مصر و سکون کی تلقین کرتے تو میں ہجرت سے ان کا
بچے لگتا، میں انھیں کیسے سمجھتا تھا کہ درختاں کی جہاں نے میرے
کو زخم عطا کیے ہیں وہ اتنی جلد ہی بھلا کیسے مندمل
کئے تھے، ابھی تو ہر شے میں میری محنت کی خوشبو اور درختاں
ادوں کی ملک رچی بسی تھی، سوئی کے درو دیوانہ میں جیسے
بال صورت نقش ہو کر رہ گئی تھی، میں جہر بھی لکھتا
تھا درختاں کا قفقزاتی میلا میلا میرے سامنے ہوتا، اس کے
پسے کانوں میں گونجتے رہتے، اس کی جھون بھائی اور
میں میں مجھے یاد آتیں تو میرے زخم بھرے ہرے ہو جاتے
لے لیں محسوس ہوتا جیسے درختاں نے قہر میں میرا تعاقب
کی ہو کر، میرے کانوں میں اس کی آوازوں گونجتی
رہے آواز سے رہی ہو، میں چونک کر تیزی سے بھاگتا
ایک کرب ناک آہ میرے حلق سے خارج ہو کر سوئی کے
پارہ میں گم ہو جاتی۔
درختاں کو مجھ سے جدا ہونے تین ماہ گزر گئے، وقت
بہن سکے آہستہ آہستہ اپنا کام کر تا رہا میری خوشنودی
ہوئی حد تک تھی، ابھی تک میں اب بھی ہر وقت درختاں
میں گم رہتا، اس نے میرے وقت جو آخری چلے مجھ سے
لے کر، میرے کانوں میں عدائے باز گشت بن کر گونجتے
لگے، ایک روز کیلاش سے اس کا ذکر کیا تو مجھے گھبراہٹ
ہوئی لیکن جنگب نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔
موت اور صبر سے کام لو، میرے دوست زندگی خداوند
ہے، موت تو ہے اور وہ جب چاہے اپنی امانت واپس لے
لے۔ جہاں تک بھاری ہوئی ہے آخری جملوں کا تعلق
لیگا اسے ملنے کو تیار رہیں، البتہ میں یہ خدو رکھوں گا کہ

دشنام کی نکاح میں ڈاڑھ پر جمی تھیں وہ میری آمد کی
منتظر تھی ہر چند کہ وہ آپریشن کے حلیف تھے اور نظر آتا تھا
سے گزر چکی تھی لیکن مجھے دیکھتے ہی اس کے چہرے پر ہلکا سا
پھیل گئی، اس کے باغیوں لبوں پر ایک آسودہ مسکراہٹ
اُبھر آئی، اس کی نگاہوں میں حسرت و یاس کی لہریں گزرتی
موجود تھیں۔
”درختاں! میری زندگی میں نے قریب جا کر ہر
پیار سے کہا، مجھے مرنے سے سوا اور کچھ نہیں چاہیے۔“
”جہاں! وہ میرا ہاتھ تھام کر اُستے سے بولی، مجھے انہر
بے کس میں تھیں بھاری خوشیاں نے نہ سکی۔“
”وقت کو یہی منظور تھا، میں نے خود پر قابو پالیا،
کما چھ اس کی پیشانی چوم کر بولا، ”تم مجھے مل گئیں میرے لیے
یہی بہت ہے۔“
”وقت بہت کم ہے، میرے سرتاج، میری باتوں کو
سوئے سنا، اس بار درختاں نے مجھے بے چین نظروں سے
دیکھا، ”نہیں آواز میں کہا، مجھ سے وعدہ کر جانا کہ تم میری ہر
کاموں میں سناؤ گے۔“ مجھے دیکھو، اس وقت بھی میں
ہوں اس لیے کہ ہم دوبارہ بہت جلد ملیں گے۔ اسی دن
میں۔ مگر مجھے دوبارہ باندھے تھیں دور دراز کا سفر، ناظر
اس سفر کے اختتام پر میں بھاری راہ دیکھ رہی ہوں گی۔
ایک نئے روپ میں۔“
”درختاں! میری زندگی! خدا کیلے یا یسوی کی باتیں
موت کو ہم بہت جلد صحت یاب ہو جاؤ گی۔“ میں نے خواہ
سنہالے تھے درختاں کو تسلی دی۔
”میں اب بھی صحت مند ہوں جہاں۔“ طویل سفر اختیار
کرنے کیلئے انسان کا صحت مند ہونا ضروری ہے۔ درختاں
نے ہنس جھنجھک کر اپنی اذیت ناک تکلیف کو برداشت کیا کہ
اکھڑی اکھڑی سانسوں کے درمیان بولی، ”میں اب خاص
ہو رہی ہوں۔“ میری باتوں کو۔۔۔ فراموش کر دینا۔ میرا
خاطر۔۔۔ سفر ضرور کرو۔۔۔ ہم دوبارہ پھر ملیں گے، سہی۔
میں۔۔۔ چھا جہاں۔۔۔ خدا۔۔۔ خدا۔۔۔ ہا۔۔۔ فقط۔۔۔
درختاں نے ایک آخری ہلکی سی پھر دنیا کے قیام
سے ہمیشہ کیلئے آزاد ہو گئی، اور میں سکے کی حالت میں
یوں گھولنے لگا جیسے کوئی جیسا کہ خواب دیکھ رہا ہوں۔
اس خواب کا طے کرنا تو میں جیسے مار کر بے اختیار درختاں
کی بے جان لاش پر گر پڑا۔

نعل کی آواز میں میرے سر کو کسی اور کو نہیں سنا، وہ جی تھیں
نہیں میرے دمنوں نے مجھے پاگل بنانے کی خاطر حویلی میں
ناہارہ اور گندمی قوتوں کا جال بچھا رکھا تھا، پہلی بار میں نے
بلیوں کے لٹنے کی آواز کا ذکر جنگب سے کیا تو وہ حیران ہو کر
مجھے گھونٹنے لگا پھر جنگب کی سے بولا۔
”میرا مشورہ مانو تو تم اپنی مقدس کتاب کی آیات پر
ور د کرتے رہا کرو، جہاں مذہبی قوت موجود ہو وہاں شیطان
طاقتیں اپنا قدم نہیں جما سکتیں۔“
بر حال مجھے خوشی تھی کہ وہ شمس آواز میں صرف مجھے
پریشان کرتی تھیں، اگر درختاں کو بھی علم ہو جانا تو وہ اور
خوف زدہ ہو جاتی، جنگب کے مشورے کے مطابق میں نے قرائی
آیات کا وہ بھی شروع کر دیا مگر حویلی میں ناہارہ شیطان
قوتوں کا زور بڑھتا گیا، کھانے کے وقت مجھے ایسا محسوس
ہوتا جیسے کسی نے مجھ سے تمام بھن اٹھا کر بجٹے فرش پر چھال
ڈیے ہوں، جنگب کی آواز میں کہیں بے اختیار جو بکھاتا لیکن
دوروں کو اس آواز کا مطلق احساس نہ ہوتا، مجھے ایسا
محسوس ہوتا جیسے ان گنت افراد میرے آس پاس چل رہے
ہوں میں ہجرت زدہ ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا، قدموں کی چاپ
کی آواز میں میری قوت سماعت سے عموماً کی رہتیں لیکن مجھے کوئی
شے نظر نہیں آتی تھی اکثر حویلی میں نسوانی مقصود کی آوازیں بلند
ہو کر انتہائی شہوات اختیار کر لیتیں کہ کان کے پردے پھٹنے لگتے
اور پھر اچانک یہ آوازیں کیڑے کے رتنے کی آواز میں بدل کر
آتی محسوس ہوجاتی کہ میرے دل کی دھڑکیں ناقابل برداشت
ہونے لگتی مگر میں جیسب کچھ برداشت کرتا رہتا، کھجے
یقین تھا کہ یہ کافی طاقتیں حویلی کے اندر میرا کچھ نہ بگاڑ سکیں
گی البتہ لیدی ڈاکٹر شکنتلا کے روپ میں جس بدروح نے
درختاں سے ہاتھ ملا تھا اس کے نتائج ضرور خراب ہو سکتے
تھے۔ اور پھر۔۔۔ پھر وہی ہوجاویں کہ پیش گوئی ایک بدروح
نے شکنتلا کے روپ میں کی تھی میرے دشمنوں کی چال کا پتہ
ہو گیا، ان کے ہاتھ میں اہم ہونے ہو گئے کیس کے عین موقع پر
درختاں کی حالت نے کچھ ایسی عجیب صورت اختیار
کر لی کہ سب ہی کے ہاتھ پر پھول گئے، درختاں کی زندگی
جنگب کے خاطر کیلاش کو جنگب کی طور پر، پریش کرنا پڑا لیکن اس
کی تمام مہارت اور کوششیں رائیگاں گئیں، وہ بچے کو بچا
سکا، درختاں کی حالت بھی تشویش ناک تھی اس لیے کیلاش
نے مجھے ڈیو دی روم میں جانے کی اجازت نہ دی۔
میں نے دھڑکنے ہوئے دل سے کہہ میں قدم رکھا

جنگب نے ایک نیک ہی کہا تھا کہ وقت ہر زخم کے لیے تریاق
کا کام کرتا ہے کیلاش نے مجھے مشورہ دیا کہ میں دوبارہ لکھت
شروع کر دوں اور مطالعے کے مشوق کا زمرہ اپنا لوں اس طرح

مہضم نہیں کر سکتا۔
”کیوں۔ کیا اس میں ایڈونچر نہیں ہے؟“

کو غول سے دیکھتا تھا اور کیا تھیں ایسا محسوس نہیں ہوا کہ کوئی کلاکے روپ میں پرستان کی کوئی حور آسمانوں سے بیٹھ کر زمین پر اترا بی ہے۔

”تم شاید بھول نہ ہو میرے قابل رحم دوست کہ حوروں کا تعلق جنت سے ہوتا ہے۔ پرستان سے نہیں۔“ جبکہ نے مسکراتے ہوئے نصف کی تو کیلاش جھلا کر میرے ہاتھ پکڑنے لگا۔

”میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں لیکن کیا تم اس حقیقت سے انکار کر سکو گے کہ تم نے تحت الشعور میں وہ مہیا کی حسیں روپا آج بھی موجود ہے جس نے منہ رکھ کر حوروں میں ایک مرد ہی کے عشق میں مبتلا ہو کر جھلا لگا دی تھی؟

”میں ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں اس پر۔“ جبکہ نے اچانک کڑوا سا منہ بنا کر جواب دیا۔

”میں اس لعنت کی وجہ بھی بتا سکتا ہوں میرے بھولے پادری۔ اگر وہ پلنے لاسا کے بجائے تھاری طرف نظر نہایت کی ہوتی تو آج تم بھی میری طرح سر چاٹنے ملنے کے نیچے تانے پر مجبور ہو جاتے۔“

”کیا مطلب؟“ جبکہ گڑبڑا گیا۔ ”کیا تم پھر ایسا ہنگامہ اور منحوس عورت کا ذکر تازہ کرنے کی حماقت کر رہے ہو؟“

”سے زیادہ تارک اور سیاہ تھی۔“ تم نے کوئی کلاکے خوب صورت دل میں جھانک کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی جہاں ایک معصوم روح اپنی تمام تر پاکیزگیوں کے ساتھ کسی ہم سفر کی تلاش میں نہ جانے کب سے بے چین اور مضطرب ہے۔ کیلاش نے پھر سنجیدگی سے جبکہ کو چھیڑنے کی خاطر کہا۔

”کیلاش اور جبکہ کے درمیان یہ توک جھوٹی عداوت تھی کہ میں نے گفتگو کا موضوع بدلنے کی خاطر پہلی بار اپنے دوستوں کو بتایا کہ جبکہ نے اپنا کلاکے سے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔“

”کیلاش میری بات سن کر چونکا تھا لیکن جبکہ نے کیلاش کو چھیڑنے کی خاطر کہا۔

”میرا خیال ہے کہ جبکہ بھی اس جزیرے پر گھومنے والی کسی حسیں کے زلت کا شکار ہو کر اپنی عاقبت خراب کرنے کی خاطر رک گیا ہوگا۔“

”کیا ایسے کو علم ہے کہ جبکہں جہاز پر موجود وہیں؟“ کیلاش نے جبکہ کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

”ہاں۔ اور کیا تم کا خیال ہے کہ جبکہ نے یہ وہاں سے اسیا کیا ہے ورنہ اگر وہ جانتا تو جہاز پر واپس آ سکتا تھا۔ میں نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ وہ ابھی سے بیشتر ایک کشتی جس کی

میرا خیال ہے کہ سرچشمہ تمام رات بے خوابی کی پریشان کن غیبتوں سے دو چار رہا ہے۔

”میں نے معلوم ہوا کہ کیلاش نے چونکے ہوئے جبکہ دیکھا انداز پھر ایسا ہی عجیب سیجکے اس کی کسی دھتکتی رنگ ہاتھ دکھ دیا ہو۔

”اپنی بیٹی پر ایک نظر ڈالو۔ بریخیز حوروں کی توں موجود ہے اور چالنے کی پالی بھی مرد پر چلی ہے۔“

”اود نہ کیلاش نے دوبارہ چونکے ہوئے کہا چہرے اغیبا نے لاکھ ہونٹوں سے لگا ہوا جبکہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔“ کیا تھیں چائے کا درجہ حالت نفی سے زیادہ ہوں ہو رہے ہے؟

”تم نہ کہنا چاہتے ہو؟“ کیلاش نے قد سے چھلنے ہوئے اڑس چائے لاکھ ایک طرف دیکھتے ہوئے جبکہ کو گھورا۔

”کیا تھیں اندازہ ہے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں؟“

”بہت بے انتہائی سنجیدگی سے سوال کیا۔

”کیوں نہیں۔“ ہم اس وقت اپنے دوست جمال مہر کے اٹھری عقب نامی جہاز پر سفر کر رہے ہیں۔“

”خدا کا شکر ہے کہ تھاری دماغی حالت بھی پوری شرح انہیں ہوئی ورنہ میرا خیال تھا کہ تم ابھی تک اپنا کلاکے راصل پہن نہ دی کر رہے ہو گے۔“

”آہ میرے دوست۔“ میرے زخموں کو مت کریدو۔“

”ہاں نے ایک مرد آہ بھر کر کہا۔“ تم میرے دل کی دھڑکنوں میں کچھ سکون گے۔“

”میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم حسانی طور پر اس وقت ہمارے بیان ضرور موجود ہو لیکن تم رادل اور دماغ ابھی تک اپنا راصل پر نایل فروخت کرنے والی حسیں کو کیلاکے تصور لاکھو یا ہو رہے۔“

”تم شاید میری محبت کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔“

”نہیں۔ میں محسوس یہ باور کرنے کی کوشش کر رہا ہوں شیطان ہمیشہ خوب صورت اور حسین روپ میں سامنے آکر ہمارے دل کو کشتی حماقت میں مبتلا کر دیتا ہے۔“ جبکہ بولا۔

”اگر تم نے لو، تو کیلاش سے ملنے سے بیشتر تم خاصے سمجھ دار ہونے واقع ہوئے تھے لیکن محبت کے لیے برودہ اور نمک دیکھنے سے اوپر کچھ اس طرح حملہ آور ہوئے کہ تم بھی گئے۔“

”اے۔“

”جمال۔“ اچانک کیلاش نے مجھے اپنی سنجیدہ شرارت کے نالین کیستے ہوئے پوچھا۔ ”ایمان سے کہنا کیا تم نے تو کیلا

درایت کیا لیکن تم اس کے کردہ اپنی زبان کھولنا پڑیوں کا ڈر ہے اس کے ہاتھ سے نکل کر اس کی پیشانی سے ٹکرایا اور وہی ایک شدید ضرب لگا کر ہلاکت کا سبب بن گئی۔

گاہے مرنے سے پیشتر خود بھی حیرت کا اظہار کیا تھا کہ اس نے کہا تھا کہ اس روز سے بیشتر بڑیوں کے اس نظریہ اور ہراسہ اور چاہنے نے اس کی زبان بند رکھنے کی کوششیں بھی نہیں کی اور گاہے کے منہ سے نکلنے والی جی آخری ہوں

نے جس کی شخصیت کو میرے لیے اور زیادہ ہراسہ اور شکر بنا لیا۔ جس کی جذبات خود بھی روحوں کو ہلانے اور عملی طور پر حیرت رکھنا تھا یقیناً گاہے کے قبضے میں موجود بڑیوں کے اس دھانچے کی ہراسہ اور حیرت اور خاصیتوں سے واقف ہو کر خود

اگر میرا خیال غلط نہیں تو جبکہں ہی نے اپنی قوت کا مظاہرہ کرنا صرف یہ کہ گاہے کے ہلانے لگا دیا بلکہ بڑیوں کے اس ساڈوہ

دھانچے کو بھی حاصل کر لیا جس کی عظمت کے منگے پہلے کے ہاتھ

منزلت ہو گئے تھے۔ جبکہ نے میرے اندازے کے مطابق ثابت

محال ہو کر تھاری سے ایک تیسرے دھانچے کے بڑیوں کا ڈھانچہ

بھی اس کی تحویل میں چلا گیا اور وہ بات جو گاہے کی زبان سے

نکل کر میری اور دشمن کی ملاقات کے اسرار کا پردہ چاک کرنا

والی تھی وہ بھی ہمیشہ کے لیے گاہے کے وجود ہی میں دھن ہو کر

رہ گئی۔

رات بھر میں اپنے کہیں میں بستر پر لیٹا کو میں ہلکا ہوا

جس کی شخصیت کے بالے میں جس قدر سوچتا وہ اتنی ہی

پر اسرار احمد پیسہ ہوتی جاتی۔ اس رات میں نے متعدد

بھلا کر دوسرے لفظے کو کھولنے کی کوشش کی لیکن اپنے ارادے

کو عملی جامہ نہ بنا سکا۔ یقیناً وہ کوئی ناہور قوت ہی تھی جو ہر

بند لفظے کو کھولنے کی کوشش کر رہی تھی اور جس نے مجھے ہراسہ اور

سے باز رکھا۔

”دوسری صبح ناشتے کی میز پر جبکہ اور کیلاش حسب معمول

میرا ساتھ شریک تھے۔ میرا سر رات بھر جاگنے دینے کے باعث

قد سے بھاری اور بھول بھول سا مرد تھا کیلاش خلاف

سبب اور خاموش نظر آتا تھا البتہ جبکہ بڑے خوش گوارہ

میں تھا، مجھے وہ کیلاش کو دعوتی نیز نظر سے دیکھنے لگا اور

آہستہ سے مجھے کسی مار کر کیلاش کی جانب متوجہ کرنے کی کوشش

کرتے لگتا۔

”کیا بات ہے کیلاش؟“ میں نے جبکہ کی بار بار اس کا

کیلاش سے دریافت کیا۔ تم نے جہاز خلاف توقع اس قدر

کیوں نظر آ رہے ہو؟

کی آمدگی کے بعد میں نے سیلون میں اپنے ایک پلنے واقف کار کو تار سے دیا کہ وہ میرے لیے ایک مضبوط اور آرام دہ چھوٹے

جہاز کو کسی بھی کلاکے کو موزوں دو ڈھائی ماہ کے لیے حاصل

کر لے مجھے زیادہ دنوں تک انتظار کی زحمت نہیں ہوتی۔ دس

گیارہ روز بعد ہی مجھے اطلاع ملی گئی کہ میرے لیے نہایت مناسب

قیمت پر ایک بہترین جہاز حاصل کر لیا گیا ہے۔

اس خوش خبری کے ملنے ہی میں جاگیر کا مکمل انتظام

دلیان جی کے سپرد کر کے اپنے دوستوں کے ہمراہ روانہ ہو گیا اور

ایک صبح شش کی کوئیرا داکٹر سمندر سے سفر کر لیا۔ بحری مہتاب

پر سوار ہو گیا جہاں اس وقت بھی میں اپنے کہیں میں بیٹھا

ماضی کی داستان کو ڈائری میں محفوظ کر رہا ہوں۔

گاہے ہراسہ اور موت کا اثر ابھی میرے ذہن پر باقی تھا

کہ جبکہ کے خط نے میرا سکون برباد کر دیا۔ میں رات بھر کہیں

کے خط کو بار بار پڑھتا رہا، دوسرا سبب لفظ میری پریشانیوں

کو دہراند کرتا تھا۔ نہ جانے اس کے اندر میرے لیے کیا پیغام

دفع تھا؟ شاید جبکہ نے میری اور دشمن کی ملاقات کے بارے

میں روحوں کی پیش گوئی کا کوئی ذکر کیا ہو۔ میں نے سوچا،

جوابات وہ زبان پر نہیں لانا چاہتا تھا یا اس نے وہ تحریر

کے ذیلیے مجھ تک پہنچا دی ہو مگر اس سلسلے میں جبکہ نے یہ

شرط بھی لگا دی تھی کہ جب تک بحری سفر ختم نہ ہو اس لفظے

کو نہ کھولا جائے ورنہ روحوں ناما ماضی ہو گئیں تو آئندہ پیش آنے

والے واقعات کی ترتیب بدل بھی سکتی ہے۔ مگر جبکہ کو روحوں

کے ذیلیے میرے سفر کے آئندہ حالات کا بھی علم ہو چکا تھا؟

وہ حالات یقیناً غریب گوار نہیں ہوں گے ورنہ وہ اس طرح اپنے

جزیرے پر اچانک ہمارا ساتھ نہ چھوڑ دیتا۔

میں انداز میں گاہے اپنی زبان کھولتے کھولتے اچانک کسی

ناہور قوت کا تشکار ہو کر موت سے بھگا رہا تھا وہ منظر ابھی

میرے ذہن میں محفوظ تھا۔ اپنا کلاکے جزیرے پر وہ اچانک

میرا راتے میں حاکی ہو گیا تھا پھر اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں

پکڑے ہوئے کسی مردہ جانور کی ساڈوہ بڑیوں کے بے ہنگم دھانچے

کو چھتے ہوئے مجھے اپنے علم سے متاثر کرنا شروع کر دیا، وہ مجھے جیسے

ماضی کے بالے میں مبتلا رہا تھا پھر اس نے مجھے میرے سفر کے حالات

کے بالے میں بتانا شروع کیا اس کی باتوں نے مجھے جھجھجھ کر کر دیا

میرا سمجھ کر لیا ہو۔ وہ جو کچھ کہہ رہا تھا وہ صرف دوست تھا

پھر میں نے گاہے اپنی اور دشمن کی ملاقات کے بالے میں

چھوڑ دیا۔ زندگی عزیز ہے تو گرو گدا کر خدا سے دعا میں مانگتے۔
کپتان کا چہرہ خوف کی شدت سے تاریک ہو رہا تھا، اس نے
اپنی بات مکمل کی پھر موٹ جہان ہوا برقی رفتار سے اٹھا
اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

میں نے پہلے ہی یہ مشورہ پیش کیا تھا کہ بحری سفر
ترک کر دیا جائے۔ یہ جیکب سے مردہ آوازیں کما۔ کپتان کی گفتگو
نے اسے بے حد دلا دیا تھا۔

”جو موت یہ کپتان اسے جھڑکتے ہوئے بولا۔ ”جو ہونا
ہے ہو کر رہے گا، بشور کرنے سے کیا فائدہ؟“
”تم لوگ یہاں بیٹھ کر خوش گپیاں جاری رکھو میں عبادت
کرنے جا رہا ہوں۔“ جیکب اٹھتے ہوئے کہا پھر وہ بھی اپنے
کیبن کی طرف چلا گیا۔

”جہاں۔“ کپتان اور جیکب کے جانے کے بعد کپلاش نے جھ
سے کہا یہ کیا تہہ تمہیں کیا کپتان ایلنے آج محنت پر جو اس
اور لڑکھایا ہوا نظر آ رہا ہے۔

”موت برقی ہے سب دوست اس لیے پریشان ہونے
سے فائدہ؟“ آؤ چل کر دیکھو یہ صورت حال کا جائزہ لیں۔“

کپلاش مسکرا کر ہوا میں سے ہاتھ کھڑا ہوا، ہم دونوں غصے
پر پہنچتے تو ہوا بالکل بند ہو چکی تھی اور سمندر کا توج بھی خاصا
کم ہو چکا تھا، البتہ تاریکی اتنی شدید تھی کہ ہاتھ کو دیکھ نہیں جھانک دیتا
تھا، ایسا سکوت و سناٹا تھا کہ خوف محسوس ہوتا تھا، محلے کے
ملاح الیٹین ہاتھ میں لیے اغنیاء علی بہدرا اختیار کر کے بس لگے
ہوئے تھے، کچھ یوں بعد جیکب بھی ہمیں تلاش کرتا ہوا آؤ پکا گیا۔

”فداوند کا احسان ہے کہ تو کم کے تیرے جیکب ہو گئے۔“
”میرا خیال ہے کہ روپا کی روح نے تمہارے مددگار کو
اپنی باتوں میں سمیٹ کر بخاری زندگی کو بچانے کی خاطر ایک
عظیم قربانی پیش کی ہے۔“

”اور یہ بھی ممکن ہے کہ تو کپلاش نے بخاری والی کی امید
میں خدائے بزرگ و برتر سے دعا مانگی ہو جو قبول ہو چکی ہو۔“
”سب جھکوان۔“ یہ کیا ہے۔ ”اچانک کپلاش نے خوف زدہ
ہوئے میں کہا میں نے نظر اپنی کر دیکھا، تاریکی اور گھب

اندھ میں کسی سیب عذیب کی طرح کوئی سفید سی لہجہ
جہاں جہاں کی سمت بڑھ رہی تھی باوجود اس وقت ہر نام
کو بھی نہیں تھی لیکن ہمارا جہاز لوں کر اپنے لگا جیسے کسی اذیت
میں مبتلا ہوا اسی لیے ایک ملاح کی دہشت زدہ آواز ہمارے
کانوں سے محو لائی۔

”صاحب! جھگ کر جلدی نیچے چلے جاؤ ورنہ طوفانی

حمیت اور سادہ لوحی پر دل کھول کر مسکراتے ہے۔

اپنا کس مل کو خیر بام کے میں چار دن ہو گئے تھے ہم
زیادہ بات سو میں سفر کر چکے تھے کہ ایک شام اچانک موسم
دوبھر خطرناک ہو گئے، طوفانی ہواؤں نے شدت اختیار کر لی
رہائیکوں کی آمد کا پیش غیہ نہیں رات کو گیارہ بجے کے
مدینہ داتا منظم ہو گیا کہ طوفانی لہروں کا پانی غصے تک
نے لگا لیکن طوفان نے زیادہ شدت اختیار نہیں کی، صبح
زاد مرنے تو آسمان پر گھر کے بادل جیسے ہوئے تھے اور سمندر
میں ایسا بڑبڑا رہا تھا کہ کھڑا رہنا دشوار ہو رہا تھا لیکن ابھی

اب ہماری قسمت ابھی ختم ہو چکی غیب کو ایک ذرا بھی گزرتے
میں پہنچا تھا ختم سے کپتان ایلنے کو بھی دیکھی جو بہت خوفناک
دور پریشان نظر آ رہا تھا محو قیل اس کے ہر اسے آواز دے کر
دھان کے بلے میں کچھ دریافت کرتے وہ لمبے لمبے ڈگے جھڑتا
ہاں بھینے کے ساتھ غصے دم کی جانب چلا گیا۔

شام تک موسم اسی طرح رہا، رات کو ہر گھر کے بھڑکے اور
بڑ ہو گئے، ہم کھانے والے بڑے کیبن میں بیٹھے موسم اور حالت
بغیر ہر گز کر رہے تھے کہ ایلنے آ گیا، اس کا چہرہ خوف سے زرد
ہو رہا تھا، میرا ہاتھ جھکا سفر کے دوران میں پہلی بار کپتان کو
ملا وہ دشت زدہ محسوس کر رہا تھا، میں نے اسے ٹھونکنے کی
باز جہاز کی مضبوطی کی تعریف کی تو وہ مجھے ٹھونکے دیکھنے لگا پھر

ہر گز کہتے ہوئے بولا ”میں سے عزیزا! اپنا سے روانہ ہونے
نے بعد ہم جہاں مارے طوفان سے دوچار ہوئے تھے اس نے ہمیں
مالے رات سے جھکا دیا ہے۔“

”کہا مطلب؟“ میں نے پوچھنے دیا بات کیا۔

”لاگ (Lag) لہروں کی تذبذب ہے میں اور صرف
پاس باقی ہے اس لیے یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ ہم سمندر
میں کہاں اور کس سمت جا رہے ہیں۔“

”پھر۔“ اب کیا ہوگا؟ ”جیکب خوف زدہ لیجے میں سوال کیا
”پریشان مت ہو۔“ میں نے تیزی سے کہا ”کیا تمہیں محسوس
نہیں کہ کبھی ہر گز زور ٹوٹ رہا ہے اور جہان کے جھکوں لوں
میں تذبذب محسوس واقع ہو رہی ہے۔“

ایلنے نے میرا جواب سنا تو وہ اور زیادہ بدحواس نظر آنے
لگا پھر نہ کہیں مجھے علامت پھری نظروں سے دیکھتے ہوئے
بولا ”ہر گز شدت میں کمی کا خواب مت دیکھو میں سے عزیزا!
اپنی اپنی خیر منیے، ہم کسی لمحے بھی ہر گز کا ایل کے بدترین
سائیکلوں سے دوچار ہونے والے ہیں جیکب کے بچے کو ان
حالات کا علم ہو چکا تھا اس لیے اس حرام زلزلے نے ہمارا سفر

ایلنے نے میرا جواب سنا تو وہ اور زیادہ بدحواس نظر آنے
لگا پھر نہ کہیں مجھے علامت پھری نظروں سے دیکھتے ہوئے
بولا ”ہر گز شدت میں کمی کا خواب مت دیکھو میں سے عزیزا!
اپنی اپنی خیر منیے، ہم کسی لمحے بھی ہر گز کا ایل کے بدترین
سائیکلوں سے دوچار ہونے والے ہیں جیکب کے بچے کو ان
حالات کا علم ہو چکا تھا اس لیے اس حرام زلزلے نے ہمارا سفر

ایلنے نے میرا جواب سنا تو وہ اور زیادہ بدحواس نظر آنے
لگا پھر نہ کہیں مجھے علامت پھری نظروں سے دیکھتے ہوئے
بولا ”ہر گز شدت میں کمی کا خواب مت دیکھو میں سے عزیزا!
اپنی اپنی خیر منیے، ہم کسی لمحے بھی ہر گز کا ایل کے بدترین
سائیکلوں سے دوچار ہونے والے ہیں جیکب کے بچے کو ان
حالات کا علم ہو چکا تھا اس لیے اس حرام زلزلے نے ہمارا سفر

آسیب زدہ

انوار صدیقی (ذریعہ طبع)

ہر اندر داخل ہوا اور اس نے میچ کر لیا۔

”میں خوفناک نہیں ہوا اور اس نے میچ کر لیا۔“
”کہ آپ حضرات بڑے کیبن میں پناہ لیں تو زیادہ ماسٹر کی
”فداوند خیر۔“ جیکب نے سینے پر صلیب کا نشان کیا
ہوئے کہا ”موت۔“ ہر گز کا ایل میں اس سفر کے چھوٹے ہوئے
طوفان آتے دیکھتے ہیں۔“ لیکن کس نے جیکب کو گھوڑنے ہوئے
ہر گز کپتان کی ہدایت کے مطابق بڑے کیبن میں آگے

جیکب بری طرح سہا ہوا نظر آ رہا تھا شاید اس کے دل پر
خوف ابھی تک جاری تھا کہ لگا لگا پشیمانی گونے کی سخت بڑی
عقاب کسی لمحے بھی طوفان کی زد میں آگیا تباہ و برباد ہوا
لیکن اس روز ایسا نہیں ہوا، کم ہو گیا تھا جیکب کے دل پر
کی محو شہس جہاز کی قوت کو آ رہا تھا، دس پھر سمندر پر مسکن
ہو گیا، کپلاش نے جیکب کو مخاطب کیا جس کے ہونٹ ابھی تک
بدلتے تھے۔ ”دیکھو تمہیں طوفان آیا بھی اور گز رہی گئی۔“

”جب کوئی پریشانی آ کر گز رہے تو ہمیں رت بیکم کی
مراہوں کا شکر گزار ہونا چاہیے۔“

”میرا خیال ہے کہ لگا لگا ہماری زندگیاں محفوظ رہنے کی
پیش گوئی غلط نہیں کی۔“

”کیا مطلب؟“ پوچھا۔

”جہاں کی زندگی کے محفوظ کی خاطر فیضان درخشاں بھائی
روح کو نشان ہو گی میرے لیے تو کپلاش نے روکتی کی دعا میں آگے
دس ہو گی اس لیے کہ اپنا سے داخلی کے وقت میں اس سے
کہہ آیا تھا کہ بہت جلد واپس آکر اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا

کپلاش سنجیدگی سے بولا پھر جیکب کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”اور
تھوڑی دیر میں ہم یمن میں بحری سفر کے دوران ہمیشہ محفوظ
رہیں گے۔“

”کوئی خاص وجہ تو میں نے پوچھی۔“

”ہاں یہ کپلاش نے بے حد ہراساں انداز میں کہیں کی
کو گھڑتے ہوئے جواب دیا۔ ”سمندر کی موجیں جب بھی منظم ہوں
گی رہا کہ سیاہ اور فحش طرح۔“

”لعنت ہے بخاری بدلتی ہو۔“ جیکب نے نفرت سے کہا
تیزی سے اٹھ کر کیبن سے چلا گیا اور ہم بہت دیر تک اس کا

خاطر اس پر بھی گئی تھی محو اس نے آنے سے انکار کر دیا۔“

”یہ بہت بڑا ہوا یہ کپلاش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
”اگر جہاز کا کھلاسی طرح کم ہونا رہا تو ہمارے سفر کا کیا بنے گا؟“

”اس خدے کا انداز میں نے بھی کیا تھا لیکن ایلنے نے
مجھے یقین دلا ہوا ہے کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ اور میرا خیال ہے کہ
ایلنے جیکب کی خبر موجودگی سے خفا ہونے کے بجائے خوش ہے“

”فداہ اس لیے کہ وہ جیکب کے دشمنوں والے چکر کو اپنے یہ نظروں
سے نہیں دیکھتا تھا۔“

”اور میرا دل پھر اور گواہی دے رہا ہے۔“ اس بار جیکب نے
بے حد جھنجھکی سے کہا۔ ”تم دونوں شاید گواہی کسی ہوتی بات کو
فراموش کر رہے ہو۔“ اس نے کہا تھا کہ خطرناک ہلا میں سمندر کے
اند گھٹا لگا کے بیٹھی ہیں اور سیاہ، نادیدہ قوتیں ایک ایسے

تباہ کن طوفان کو جنم دینے والی ہیں جس سے سمندر کی موجیں
آنکھ نشان بن کر انہیں کی اور سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے گا۔
ممکن ہے جیکب نے دشمنوں کے ذیلیے نے والی تباہی و بربادی
کا احوال جان لیا ہو اور بدقت اپنا سفر ترک کر دیا ہو۔“ میں نے

بھی یہی درخواست کی تھی کہ اپنا سے ساحل سے واپس لوٹ جائے
اور شہس کا راستہ اختیار کرنا ہمارے لیے زیادہ سودمند ثابت ہوگا۔
”تم محض ایک پادری ہو اس لیے اپنی اسی محبت پر
اکٹھا کرو۔“ بحری بیٹے کی کوشش مت کرو کہ کپلاش نے جیکب کو لگا۔

”میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں نہ جیکب کی خدمت کرنا اور نہ اپنا
مقدم فرض سمجھتا ہوں اور پیش گوئیوں کرنا یا غیر جیکب کے حال جانا
میرا پیشہ نہیں لیکن نہ جانے میں میرا دل اب بھی بار بار یہی کہتا ہے
کہ وہ جس پہلی فرصت میں اپنا بحری سفر ترک کر دینا چاہیے۔“

”موت۔“ کپلاش نے جیکب کو گھوڑتے ہوئے سسٹن کی۔
”گاہے جہاں بربادی اور تباہی کی تپشیں گونے غصے میں۔“ بھی
کہا تھا کہ بہترین طوفان کی ہلاکت تیز ہو رہے ہوں بلکہ محفوظ رہنا
کے اور خوش رہیں گے۔“

”ہر ممکن ہے وہ بات اس نے محض ہماری خوش نودی
حاصل کرنے کی خاطر کہہ دی ہو۔“ جیکب بولا ”پیشہ و نجومی
اپنے گاہکوں کو خوش رکھنے کی خاطر ہمیشہ ایسے ہی نفسیاتی حربے
استعمال کرتے ہیں۔“

کپلاش ہلٹ کر جیکب کو کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا
اچانک جہاز کا ایک جھٹکا لگا اور ہم بڑے ہوئے نہایت سے
تمام برتن پھیل کر فرش پر اڑھو اڑھو پھرتے گئے۔ کپلاش نے اگر

بدقت میں گزرتا نہ تھا لیا ہوتا تو شاید وہ بھی اپنی نشست پر
توازن برقرار نہ رکھ سکتا۔ اسی لمحے کا ایک کارندہ بھی گتا

کپلاش ہلٹ کر جیکب کو کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا
اچانک جہاز کا ایک جھٹکا لگا اور ہم بڑے ہوئے نہایت سے
تمام برتن پھیل کر فرش پر اڑھو اڑھو پھرتے گئے۔ کپلاش نے اگر
بدقت میں گزرتا نہ تھا لیا ہوتا تو شاید وہ بھی اپنی نشست پر
توازن برقرار نہ رکھ سکتا۔ اسی لمحے کا ایک کارندہ بھی گتا

آگیا، کیلاش نے اس پریشانی اور خوف کے عالم میں بھی ہرگز ہمت نہ ہاری۔ اس کا بیٹا اور چکیب کو ہاتھ پر لٹا کر لے کر باہر دوڑا۔ تاکہ کسی جہاز کے چکر لوں کے ساتھ اس کا سر کسی وزنی شے سے ٹکرائے۔ پاش نہ ہوا۔ چھپنے پر ہی میرے پاؤں کو لڑی قوت سے تھم لکھا تھا جو پوری فرخ میں مضبوطی سے جڑے ہوئے تھے۔ میرا کتا مٹی جیسے دو مٹیاں سما بیٹھا تھا، اس کی کراہیں سننے سے ہی شادی موت کی وہ چابکدہس کر لی تھی جو بڑے بڑے جہاز قریب آ رہی تھی۔

”کیلاش! میں نے پریشانی کے عالم میں کہا ہے۔ پتہ نہیں کہ ہر جاہ ہے۔“

”موت کی آغوش میں! کیلاش بخیر گئی ہے بولا۔ جہاز ہمیشہ بہت اچھے دوست اور سچی ہے۔ میں کاش خشکے ہو جہاز راجی بھی ایک ساتھ رہیں۔“

جہاز اپنی جگہ سے ہونے موت کا اظہار کر رہے تھے۔ لیکن کچھ بعد طوفان کی شدت میں کمی آگئی تو ہم نے اظہار کا سانس لیا۔ ہم نے سوچا کہ اوپر غصے پر جہاز کی صورت حال کیا لیا جائے۔ لیکن کہیں کا دروازہ کھولنے میں ہماری قیادت پر کوشش نہ کی گئی۔ طوفان کی شدت کے سبب وہ ہر طرح کام کر رہا تھا۔ ہم نے اسے چپنا خروغ کر دیا۔ جو اب کسی نہ ہمارے مسلسل دروازہ پھٹنے اور چلنے کے باوجود بارے کوئی جہاز زیادہ نہیں تھیں۔ اگرچہ ہم نے سوا باقی تمام لوگ طوفانی لہروں میں بہہ کر سمندر میں ڈوب چکے ہوں گے، گا باور دیکھیں کہ ایسی ہی پیش گوئی ان کی تھیں۔

”کیلاش! میں نے تمام سچی قیادت موت کا شکار ہو گئے۔“
”اور اب ہماری بادی ہے۔“ کیلاش نے پہلے بار سہمی ہوا آواز میں کہا۔

اسی لمحے طوفانی ہواؤں نے ایک بار پھر شدت اختیار کر لی اور یوں چپتی چپکی رتی جہاز سے ٹکرائے۔ لیکن جیسے اسے نصرت کی طرح بدلے جائیں گی، جہاز بری طرح جھکے کھڑے لگا، اس کی ایک ایک چوڑی بل رہی تھی اور کبھی یہ چرچہ ہوا اتنے زور سے بلند ہوئی کہ یوں لگتا جیسے جہاز عذابِ خوف کا جو کچھ بھی موجوں کے تلاطم میں طوق ہو جائے گا، طوفان کا آنا قیامت نیز اور شدید تھا کہ ہم کو ایک قدم کے فاصلے سے ایک دوسرے کی آواز نہیں سنا۔ یہ رہی تھی۔ جو کچھ بچا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس قدر دشت ناک شورشانی ہوا کہ ہر آدمی دل لٹے اور ہر جسم ایسا محسوس ہوا جیسے کسی غیر قوت نے جہاز کو سیکڑوں فٹ بلندی میں اچال

لے رہا ہے جانے گی۔ سامیون کون آرہا ہے۔“
فضا میں ایک خوف ناک آواز پیدا ہو رہی تھی۔ ہم

خوف زدہ ہو کر گرتے پڑتے پڑے کیوں میں آگے۔ مٹی جو وہاں پہلے سے موجود تھا جھاک کر میرے قدموں سے لپٹ گیا اور دم ہلا کر یوں کون کون کی آوازیں حلقے سے خارج کرنے لگا جیسے اس نے بھی آنے والے خطرے کو محسوس کر لیا ہو۔

جب کہ جسے ہر مردی چھانکھی وہ ہے حد خوف زدہ دکھانی ہے نہ تھا، میں نے اسے سمجھنے کے لیے کچھ کھانا چاہا لیکن دوسرے ہی لمحے ہر سب فرخ پر ڈھیر ہو گئے، جہاز کو اپنی زور کا جھٹکا لگا تھا کہ ہم اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکے اور پھر جیسے قیامت

آگئی ہر ہوا کے جھکڑا ہونے شدت سے کھنکھانے میں شہت ناک آوازیں سنا۔ یہ رہی تھیں طوفانی لہروں جہاز کو تھکے کی طرح اچھال اچھال کر جھیک رہی تھیں۔ اچھا کہ کہیں میں

گھب اندھیرا پھیل گیا، شاید ڈھمکنے والی قوتی طور پر کام کرنا بند کر دیا تھا۔ ”مادی میں ایک منکروہ اور جھپٹا شورشانی دیا جیسے کسی کو ذبح کیا جا رہا ہو۔ پھر لاٹ واپس آگئی۔ میں اور کیلاش قریب قریب تھے لیکن جبکہ تھوڑے فاصلے پر فرخ پر اوندھے منہ پڑا تھا، اس کی گردن عجیب انداز میں ایک سمت ڈھکی نظر آ رہی تھی۔

”کیسے شدید جھکوں کی وجہ سے اس کی گردن ٹوٹ کر نہیں گئی۔“ میں نے ایک امکانی خطرے کا اظہار کیا تو کیلاش فرخ پر بیٹھتا ہوا اس کے قریب گیا پھر بولا۔

”گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اسے صرف متلی ہو رہی ہے۔ یہ اتنی آسانی سے مرنے والوں میں سے نہیں ہے۔“
”کاش میری گائیوتا یا جینے کراہ کر جواب دیا یا اتنی

اقت ناک حالت سے تودو چار نہ ہوتا۔“
”موت کرو۔ موت بھی تم سے بہت زیادہ دور نہیں ہے لیکن مرنے سے پیشتر براہِ مذہبی کے چند قطرے حلق کے نیچے

آنا تو یہ بھلے حق میں بہتر ثابت ہوں گے۔“
براہِ مذہبی سے جبکہ کی حالت کچھ درست ہو گئی کیلاش نے ہر جہاز سے کام لیتے ہوئے جبکہ کو مڈیا کا انجینی

لگا کر سلاجا مبادا کہ طوفان کے جھکوں سے اسے چھوٹنے نہ دے۔ ہر طوفان کی شدت بدستور جاری تھی جہاز کبھی کاغذ کی ناک کی طرح لہروں پر ڈھانڈھوں پر ہر دھچکا، مچھی اگلا

حصہ اور پھٹا جانا اور کبھی کبھی حصہ تنا بلند ہوتا جیسے اب جہاز سے اگ ہو جائے گا۔ اچھا کہ جہاز کے انجن کی گھڑا ہٹ کی آوازیں آنا بند ہو گئیں تو میں اپنی تنہائی کا مکمل تعین

چہرے پر نظر آئے والے زخموں پر انڈیل دی اور اس وقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب کیلاش نے زخموں میں ہونے والی خلیفہ کے تحت کراہ کر انھیں کھول دیں۔ جبکہ لمحے وہ پلٹیں جھپکا جھپکا کر گھٹے یوں دیکھا وہاں جیسے اسے اپنی قوت بصارت پر شہرہ ہر دو ہر پڑی لغات جہزی آواز میں بولا۔ ”ہم کہاں ہیں۔ کیا ہم واقعی اچھا کہ رہے ہیں۔“

”ہاں ہاں میرے دوست! اسے مجرہ ہی سمجھو کہ ابھی تک ہماری سانس چل رہی ہے۔“

میں نے براہِ مذہبی کی قول کیلاش کے منہ سے لگا دی وہ جگہوں حلق کے نیچے اترے تو اس کی حالت قدرے بہتر نظر آنے لگی پھر اس نے جبکہ کہ ہوا میں معلق دیکھ کر حیرت اور حیرانگی سے پوچھا۔

”کیلاش! جہاز ہمارے اوپر لٹک رہی ہے۔“
”یہ جبکہ ہے جسے تم نے مارا یا کا انجین دینے کے بعد تو لے سے باندھ دیا تھا۔“ میں نے کہا۔ ”تم بہت کر کے اٹھو۔“

”تو دیکھیں کہ لے چارہ نہ لے گا طوفان کی شدتوں کا شکار ہو کر ہم سے جدا ہو گیا۔“

”مٹھیں رہو۔ یہ اتنا حیران نہیں ہوا اتنی آسانی سے مرنے والے۔ دیکھو اس کی آنکھوں کے پونے منظر کو نظر آ رہے ہیں۔“

”پہلے میرا ہی خیال تھا کہ شاید اس دروازے کے کھج کر کے جنت میں پہنچ چکا ہوں لیکن تم دونوں شیطانوں کی آوازیں سنا دیں تو یقین ہو گیا کہ ابھی تک اسی دنیا میں ہوں۔“

”تاہم نے۔“ کیلاش نے سر کو تھپتھپاٹتے ہوئے کہا۔ ”میرے کہا۔ یہ مردود شخص اس وقت بھی جنت کے خواب دیکھ رہا ہے۔“

”خدا بھلے اسے جسے نجات دلاؤ۔“ جبکہ بولا۔ ”میرا سارا جسم مفلوج ہو کر رہ گیا ہے۔“

”ہم نے اٹھ کر جبکہ کو آہستہ سے نیچے اتارا تو اس نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”بہت دیر سے تم دونوں کو آوازیں سے سنا تھا لیکن۔“
”تم نے یہی سوچا کہ ہم دونوں جہنم رہے ہو کیوں میں اور تم جنت کے مزے لوٹ رہے ہو۔“ کیلاش نے جبکہ کھنکھوتے ہوئے جواب دیا۔

”کچھ غلطی سمجھو۔ جبکہ وضاحت کی پھر چھپ کے ٹپے ہوئے مردانہ کے جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ ”وہ بہت

قد قیامت نیز اور اچھا کہ تھا کہ ہم اپنا توازن برقرار نہ اور اس سے پیشتر کہ کچھ سوچ اور سمجھ سکتے آنا۔“
”دھماکا ہوا کہ ہمارے ہوش و حواس گم ہو گئے۔ یوں جیسے جہاز کسی آہستہ چٹان سے ٹکرائی ہو اس کے بعد کچھ یاد نہیں میرا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا۔“
”وہ آخری آواز جو میرے ذہن کی سماعت سے گزری تھی۔“

”دوسری بار جبکہ ہوش آیا تو میرا تمام جسم چھوڑے کے ہوا تھا۔ جوڑ جوڑ اس طرح ٹوٹ رہا تھا جیسے میں اپنے پر کھڑا ہو سکوں گا۔ کچھ دیر تک میں یوں ہی چپ بیٹا کر رہے ہوں واقعات کے بارے میں سوچتا رہا پھر

اور کیلاش کا خیال آیا تو ہر ڈرا کر دیکھا جیسے ایک نظر جبکہ پر پڑی آیا تو ہر ڈرا کر دیکھا جیسے ایک نظر جبکہ پر پڑی آیا تو ہر ڈرا کر دیکھا جیسے ایک

ہوں کے سہارے فضا میں معلق نظر آ رہا تھا، اس کا چہرہ زور پرچھاؤ اور آنکھیں میں نیم واقفیں جیسے میں ندگی عداوت باقی زندہ تھی۔ ہو۔

میں نے اپنے اطراف اور ماحول کا جائزہ لیا اور یوں ہل کر گئے والی روشنی میں میری نظر جھپٹ پر کھٹنے والی پڑی ہو کر اٹھ کر ایک سمت کھسک گیا تھا جھپٹ

اور ذی قندہ ٹوٹ کر اندر کی جانب جھول رہا تھا جس نیچے ہم نے پناہ لی تھی وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی تھی ہر ہر نظر آ رہی تھی۔

بار بار کے انجن کا شور سنا فی نے رہا تھا نہ طوفان ڈائی آوازیں آ رہی تھیں ہر چیز غیر متحرک کچھ کر گئے

لے کو سانس ہوا جیسے میں کوئی جہاز کی خواب کچھ رہا پھر اچھا کہ میری نظر کیلاش پر پڑی ہو کچھ فاصلے پر رہے

ہوا تھا، اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا میں اٹھ کر قریب گیا، خدا کا شکر تھا کہ اس کی سانس چل رہی تھی

”کیلاش! موت کی اذیت ناک تاریکی جیسے اس کے رگڑ کر رہی تھی۔“

میں نے پریشانی کے عالم میں اور اُدھر نظر پڑا ڈرائیو ہر جہاز کی قول نظر آئی، میں نے پیک کر لیا، ہر جہاز کی براہِ مذہبی میرے سمندر میں حرم ہے

لڑائی کی زندگی بچانے کی خاطر میں نے فوری طور پر لڑائی کھول کر اسے چند گھنٹہ پلانے چاہے مگر کچھ

نہی اس کے دانت سختی سے ایک دوسرے پر جھپٹے ہو

لیں کھڑا گیا پھر میں براہِ مذہبی کی خامی متا کر کیلاش کے

نظر آتی جو سرسبز باڑی کے ایک جانب پچاس فٹ بلند شے پر جا کر ختم ہوتی تھی، ہم اس راستے پر چل پڑے، جب تک اور کھلاش کی لوک جھونک بدستور جاری تھی، البتہ میں درخشاں اور اپنی ملاقات کے امکانی پہلوؤں کو غور کرنے میں متوجہ تھا۔

بلند شے پر پہنچ کر ہم نے اطراف کا جائزہ لیا تو ایک حسین اور دل کش منظر ہمارے سامنے تھا۔ ہم باڑی کے اس ہمارے پر کھڑے تھے جس کے کشیب میں ایک صاف و شفاف پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا، غامی نے بھی اگلی کراہی میں اس کی شروعات کر دی، ہم دوں نے بھی اس کی تقلید کی، چشمہ کا پانی بے حد میٹھا اور سڑھٹھا، "تازہ" ہوا کہ ہم نے پھر قرب ہوا کہ جائزہ لیا، ہمارے دونوں اطراف سرسبز چھائیوں کا خوش نما سلسلہ پھیلا ہوا تھا جس کے درمیان جا بجا ابل کے بلند درخت، جو ہوا کی شدت سے خمیدہ ہو گئے تھے نظر آ رہے تھے، نیچے پھیل ہوئی شاداب وادی کئی میل دور جا کر ایک بہت بڑی جھیل کے پاس ختم ہو گئی تھی جھیل کے درمیان کافی فاصلے پر ایک ہاڑی کی چوٹی نظر آ رہی تھی جس کی چٹانیں جھولے رنگ کی تھیں اور اس کے کنارے پر کئی قدیم عمارتیں کھنڈرات نظر آ رہے تھے۔ کیا شمس نے کہا۔

ایسا لگتا ہے جیسے ہم کسی موائش فشاں کے دہانے پر کھڑے ہیں، ذرا ٹولے واپس بائیں جانب کی ان ڈھلوانوں کو دیکھ کر جھیل تک چلی گئی، میں سرب سڑا لے کر کی طرح نظر آتی ہیں۔

"اور یہ بھی ہماری خوش بختی ہے کہ یہ باڑی اتنی بلند ہے کہ سمندر کی طوفانی لہروں وادی کے اندر نہیں داخل ہو سکتیں، لہذا یہاں بھی ہمارا جینا مشکل ہو جاتا ہے۔"

جب تک کہ پھر جھونک کر لولا، حیرت رہے، وہ درخت کے لمبے و جھلی بازندے کمان غائب ہو گئے۔

"میرا خیال ہے کہ وہ پتھر اگر گشت جھوننے کی تیار یوں میں مصروف ہوں گے، کیا شمس نے مسکرا کر کہا۔

میں نے پلٹ کر ان جھاڑیوں کی سمت دیکھی جو سطح ساحل پر تقریباً ساڑھے گز کے فاصلے پر موجود تھیں، مجھے ان جھاڑیوں کے قریب و جھیلوں کے جیسے بھی نظر آ گئے جو آہستہ آہستہ درختوں کی آڑ سے ایک ایک کر کے دوبارہ سامنے آ رہے تھے۔ ہم باہمی مشورے کے بعد نیچے ہٹ کر اس کھلی ہوئی ہموار جگہ پر آ گئے جہاں بگڑا ہوا ختم ہوئی تھی، ہمیں خدشہ تھا کہ کہیں

دشمن ہیں، اپنے ترغے میں نہ لے لیں، ہماری نظریں بدستور ان پر جمی ہوئی تھیں جو ہمارے سامنے کچھ فاصلے پر جمع ہو کر تھے، مردوں کے چہروں پر ابھی تک آتشیں دھماکے کا خوف

موت کے بعد ایسا ہوتا ہو۔ زندہ کیس نہیں بیٹے بڑا سامنے بنا کر جواب دیا۔

بہت بات بھول رہے، جھونکے بھولے یاد رہی، اگر تہ دی جزیرے جس کا ذکر سفر نامہ میں برحقاری غیر نہیں۔ یہ وحشی لوگ پادریوں کا ان کو اور مزے لے کر کہا جاتے ہیں۔

ہم نے یہی نظریہ ہی دیکھا ہے تو کچھ یہ بھی منظور ہے، سید کی سے جواب دیا پھر انجیل مقدس کو لگا۔ ہمارے سامنے سفید چمکیلی ریت کا ساحل تھا، پھیلا ہوا تھا، کچھ فاصلے پر بہت لمبے سارے جنگل والے لڑکیوں کو بدحواسی کے عالم میں بیٹھا دیکھ کر کھانے پینے میں بچے ہوئے کڑی کے ڈنڈے بلند کرنا گزری طرح کے تھے، بعض مردوں نے کڑی کی پٹیاں اور اس کے لوگ دائرے میں بھی لگے تھے، جھون پر لباس کے بجائے پتے نظر آ رہے تھے، پریچھ کر ان کے تہوار جاتہم خطرناک ہو گئے، انہیں کچھ کی صورت میں آگے بڑھنا شروع کیا تو کھلاش

"ہمالا! ہمیں انہیں غصے سے دور رہی رکھنا، انہیں ہماری تعداد کا علم ہو گیا تو یہ ہمیں زندہ نہ رہنے دے گا، میں نے جواب میں ہاتھ فضا میں بلند کر کے دیکھے وہ فائر کیے تو تمام مرد و بہشت زندہ ہو کر عقب میں گئے، درختوں کے نیچے جا کر غائب ہو گئے، ایسا لگتا ہے جیسے اس جزیرے پر ہم سے پہلے دنیا کے انسان کے قدم نہیں آئے، میں نے کہا۔

آواز بھی ان کے نیچے نئی ثابت ہوئی ہوگی۔

مگر ٹھیک کہتے ہو، لیکن اب ہمیں نہ جانے کہ ان ہی و جھیلوں کے درمیان رہنا ہوگا یا کھلاش!

یہ لوگ تہذیب کے بھی قطعی ناواقف معلوم ہوتے ہیں، کیا مجھے ان و جھیلوں کو جذب بنانے کے لیے تبلیغ کرنا پڑے گی، شاید خداوند نے مجھے اس

بیان بھی سنا ہے۔

"تمہیں ہے خدا کی مرضی کچھ اور ہو، میں نے اسے کہتا ہے کہ یہ وحشی لوگ تمہارے دھمک میں رہ گئے،

تھیں اپنا ڈھنگ اختیار کرتے پر مجبور کر دیں۔ جھونک ان کی سونگہ اگر فدا کر دیکھتے ان میں کی خاطر اپنا یہ پادریوں والا چوڑا آزار پہنیکٹا

دوسرے وہاں کھڑی تھی جہاں تک جی تک کر دیکھ رہی تھی اسی کو دیکھ کر میرے ذہن میں جنت کا تصور ابھرا یا۔ "وہ کون ہے جس نے جنت سے پہنچا۔

"وہ وہی سفر نامہ والی حسین و دلکشہ جس کی تصویر تم دونوں بھی دیکھ چکے ہو۔

"اور وہ اور کڑی تھیں جہاں تک ہی تھی پھر کھلاش نے بے حد تہذیب کے جب تک کو گھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ باطل ولیسی ہی تھی اور....."

"یہ۔ یہ کتنی میں پھر کھلاش نے انگلیاں جب تک کے چپکے سامنے نیچائے ہوئے دریافت کیا۔

"تین۔ کیوں؟"

"جھونک ان کی بڑی کر پانچہ کہ تم کچھ جوش و خروش میں ہو۔"

"کیا مطلب؟ کیا تم دونوں میری بات کا یقین نہیں کر رہے ہو؟"

"میں کل یقین ہے فادر جب تک۔ غالباً آپ کو مردہ کچھ کہتے ہیں جو آپ کے استقبال کیلئے آئی ہوں گی۔"

"اور تھیں زندہ دیکھ کر بے یقین و مرا واپس لوٹ گئیں۔ میں نے ہمدردی کا اظہار کیا۔

"رب عظیم کی قسم۔ میں غلط بیانی سے کام نہیں لے رہا، وہ وہی سفر نامے والی وہ دلکشہ تھی جو مجھے اوپر نظر آئی تھی اور....."

اور اس لیے فضا میں مترنم سنواتی تمغوں کی جھنکار سنائی دی تو ہم چونک اٹھے۔ نظریں اٹھا کر اوپر کی جانب دیکھا تو جب تک کے بیان کی تصدیق ہو گئی، لٹوئی ہوئی کھڑکی کے خلا سے واضح ایک حسین ماہ جیسے انداز جھانک رہی تھی۔

ہمیں اپنی سمت متوجہ دیکھ کر وہ ترسی سے سامنے سے ہٹ گئی اور اسی وقت متعدد دشواری مترنم تھکے کھنک اٹھے، جب تک ہیچ کما تھا، غصے پر بداندیش بہت ساری لڑکیاں موجود تھیں انہوں نے اپنے کھلے، ٹکڑاؤں لڑکیوں میں بھول بیٹھ کر باندھ رکھے تھے ان کی آواز سن کر میرے غامی نے بھی جھونکا

خروج کر دیا۔ میں نے دروازے کی جانب پلٹنے کی کوشش کی تو کھلاش نے میرا ہاتھ تھام لیا۔

"مگر وہ جمال اس نے مجھے بھی یا جہاں حسین

دو تہذیبیں ہیں وہاں مرد بھی ضرور ہوں گے۔ ہمارا اس طرح باہر نکلتا ٹھیک نہیں۔"

بات چوتھو معقول تھی اس لیے میں نے جلد بازی

پھلوں کی ٹوکری کے قریب کھڑی ہوئی ایک کافراؤا حسینہ جبرڑی دیر سے کھنگی ماندھے کیلاں کو جسے جاری تھی سکرانے ہوئے آگے بڑھی دلاؤ ذقہ بد صورت شخص کے قریب جا کر اس نے اپنی زبان میں کچھ کہا تو وہ ہماری جانب نفرت اور سفارت سے گھوٹنے لگا، چوں پر مختلف اقسام کے دروازے نقاب لگائے ہوئے اس کے سامنے بھی ہماری طرف متوجہ ہو گئے، ان کے مصنوعی چروں کی نقابوں سے ہمیں محض ان کی آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں جن میں ایک ایک ان مقام کے شعلہ جھوک اٹھتے تھے۔ کچھ دیر تک وہ ہمیں گھونٹنے لے پھر دروازہ قتلے کے لٹائے پر اس کے سامنے آگے بڑھے، انھوں نے ٹوکری میں رکھی اشیا کو ایک ایک کر کے کچھ پھرو بار بار اپنی اپنی جگہوں پر چلے گئے تو جینے اطمینان کا سانس لینے ہوئے کہا۔

”ریت عظیم کا احسان ہے جو یہ ہمارا اشارہ سمجھ گئے ورنہ میرا تو خیال تھا کہ ترجانے وحشی ورنہ نہ دے کیلاں کے اشارہ کا کیا مطلب افکار کیا ہو؟“

”میرا خیال ہے کہ وہ محفلے پادریوں والا لباس کو بھی اچھی نظروں سے نہیں دیکھ لے، کیلاں نے سنجیدگی سے کہا۔ ”میری ماں تو تم اس لباس کو اتار پھینکیا اور کوئی دوسرا لباس پہن لو۔“

”کیوں اس لباس میں جس سے میری مذہبی حیثیت کا اندازہ بخوبی لگا یا جا سکتا ہے، کیا خرابی ہے؟“

”سمجھنے کی کوشش کر دو۔ میں بولا۔ ”کیلاں نے ٹھیک کہہ دیا ہے جنگلی اور وحشی لوگ بھی کسی نہ کسی دلوئی یا دیوتا کی پوجا کرتے ہیں با قدرت کی نعمتوں میں سے کسی ایک سے کو برتر سمجھ کر اس کی پرستش کرتے ہیں لیکن لینے مذہبی غماہ میں یہ افراد ورنہ نہ جیسی تو دیکھتے ہیں اور کسی کی مملکت پسند نہیں کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ آج تک انھوں نے تمھارے جیسے کسی پادری کو نہ دیکھا ہو لیکن اگر انھیں بخاری جلیبت کا پتہ چل گیا تو پھر بخاری خیر نہیں۔“

”مذہب کے نام پر اگر میری زندگی کام آگئی تو یہ بھی میری خوش قسمتی ہوگی۔“ جبکہ نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا پھر وحشیوں پر ایک نظر ڈال کر لکھ میں وہی انجیل مقدس کو جو ہم کو بولا۔ اگر خداوند نے چاہا تو میں ان تمام وحشیوں کو مسیح کے آگے اختراہ سے مرعہ کاٹا اور ہاتھ سے سینے پر صلیب کا نشان بنانا سکھادوں گا۔“

”اور میرا خیال ہے کہ اگر تم نے ایسی کوئی محاکمات کی تو یہ

بھی کہ وہ ابھی تک ہم سے خوف زدہ تھے ورنہ ان کی تعداد بے بہت زیادہ تھی۔“ وہ چاہتے تو ایک ہی طے میں ہماری اپنی کر دیتے۔

کچھ توقف کے بعد جھوم کے پیچھے کھڑی ہوئی عورتوں نے بڑھ کر کھانوں اور پھلوں سے بھری ہوئی ٹوکریاں ہمارے اٹنے دکھ دیں اندازاً ایسا ہی تھا جیسے وہ ہمیں نذرانہ پیش ہی ہوں کھانے میں گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے تھے اور لوں میں ناشپاتی، سنگترے اور نارمل و غیرہ قسم کی چیزیں بدھتیں پیل لائے والی لڑکیاں اور عورتیں اب ہمیں ی بڑی سیاہ آنکھوں سے گھور رہی تھیں ان کی حسیں آنکھوں کی تمام خصوصیات موجود تھیں اگر وہ مذہب دنیا کی تین تہیں تو یقیناً مادہ پرست ان کی پوجا سے بھی بے زکرتے۔

”کیا خیال ہے؟ جبکہ نے آہستہ سے کہا۔ ہم ان کا نذرانہ ال کر لیں؟“

”نہیں۔“ کیلاں نے سربراہی آواز میں جواب دیا۔ ”میں وحشیوں پر اتنی جلدی اعتماد نہیں کرنا چاہیے کیا جب ان کو دلوئی کی اشیا میں نہ رہا ہو جسے کھانے کے بعد دھتے کوچ کر جائیں اور یہ وہ نہ ہلے مردہ جسموں کو ڈالو تاؤں کے سامنے پیش کر کے وحشیانہ دھن کریں اور دی محاکمات کا شوق برپا کریں۔“

”بھر۔“ میں کیا کرنا چاہیے؟ جبکہ نے دریافت کیا۔

”میں انھیں اپنا غم نہ بھیجے کی کوشش کرتا ہوں۔“ نے آہستہ سے جواب دیا پھر اس نے ہیٹ دبا کر اپنی لہ کا اٹھا لیا مگر اس کے ساتھ ساتھ انھیں بند کر کے لڑنے کا اشارہ بھی کیا جس سے وہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ کھانے کی چیزوں میں کسی نشتر آور شے یا زہر کا اندیشہ ہے۔“

”کیلاں کے اشاروں پر وہ بوکھلا کر ایک دوسرے کلمہ لے جیسے ہماری بات کا مقدمہ جاننے کی کوشش کر رہے تھے اور لوکیوں کا بھی یہی حال تھا، کیلاں نے اپنے بارہ ہاتھ ہلا کر انھیں اپنا مقصد سمجھانے کی کوشش کرنا کر دی۔“

”یہ حرکتیں بند کر دو۔“ جبکہ بولا۔ ”وہ انھیں ہمداری لے رہے ہیں۔“

”کیلاں نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ بدستور اشاروں اور زبان میں اختیار کرتا رہا پھر میں ناما کی نہیں ہوئی،

جالب کی شعری سیاسی جدوجہد کی معتبر و موثر جالبہ انصاف کا طالب

مرتبہ ضیاء ساجد قیمت: =/100

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار لاہور

ہوں گے۔“ کیلاں نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

آپرین کر کے اسے بد نما رسولی سے نجات دلا سکا ہوا وہ آواز ہو چلا۔

”کیا انھیں ان مقامی دو شیراؤں میں ٹوکریاں پر ٹھیک لگتا گئی ہے جو تم سردار پر اچانک اس قدر نظر آ رہے ہو۔“ جبکہ نے کیلاں کو بھیڑتے ہوئے جھپٹا کر کہا۔ ”ان وحشی ورنہ نہ سے بچ کر رہنا۔“ لینے اپنے سے رعایت یار ہم کا رونا تو نہیں کرتے۔“

”میں جبکہ کے خیال سے متفق ہوں میں ہر ما بے حد احتیاط کرنا پڑے گی۔“

ہم دینی زبان میں ان کے بالے میں گفتگو کر رہے تھے کہ وہ خاموش کھڑے ہوئے کیلئے تو زنگ سہمی تھا دیکھتے رہے ان کی نظروں پر بار بار ہلے پھول پر پڑتی تھیں وہ آہستہ آہستہ کے استعمال سے ناواقف تھے اور

طاری تھا لیکن وہ کڑی کے مختلف اور عجیب غریب تھا جس سے بدستور لیس تھے، ہم نے عورتوں اور لڑکیوں کو دیکھا انھوں نے کم کے گرد اوکلا کیوں پر پھولوں کے گرجے ماندھ لگتے تھے۔ جھوم کے درمیان اس بار ہمیں ایک دلاؤ ذقہ شخص نظر آیا جس نے پردوں کا بنا ہوا خوب صورت لباس پہن رکھا تھا اس کے گرد لٹ دس افراد جنھوں نے چروں پر مضحکہ خیز قسم کے مصنوعی نقاب چڑھائے تھے انھیں کو دے رہے تھے ان کے سروں پر ٹوکری نما خول بھی چڑھے ہوئے تھے۔

”جھوم کی شکل میں جمع ہو جانے کے بعد انھوں نے آہستہ آہستہ ہماری جانب بڑھنا شروع کیا۔ اس بار ان کے چروں پر وہ نفرت اور تحارت تیس بھی جو پہلے نظر آتی تھی۔ جھوم کے پیچھے کچھ عورتوں نے کھانے اور پھلوں کی ٹوکریاں ہاتھوں میں اٹھا رکھی تھیں۔“

”میرا خیال ہے کہ اب یہ وحشی ہاتھ سے ہم سے دوستی کے خواہاں ہیں ورنہ ہمارے لیے کھانا اور پھل نہ کرتے آتے۔“ جبکہ نے آہستہ سے کہا۔

”اگر اس کھانے میں زہر بھی شامل ہوا تو کیا ہوگا؟“

”کیلاں نے ایک اسکاٹی شے کا اظہار کیا۔

”میں ہر حال میں بہت چھوٹک چھوٹک کر قدم اٹھانا پڑے گا۔“ میں نے سنجیدگی سے کہا پھر شامی کو اٹھا کر گردوں میں لے لیا جس کے جھونکنے سے تمھاری ہاتھ سے خوف زدہ نظر آتے تھے۔ غائبانہ انھوں نے کتے نما کسی جانور کو بھی پہلے بھی نہیں دیکھا تھا۔ ہماری نظروں وحشیوں پر مرکوز تھیں اور انھیں ان پھول کے بڑھ کر پھجی ہوئی تھیں ایک مخصوص فاصلے پر آ کر وہ رک گئے ہم نے انھیں قریب سے دیکھا، وہ لوگ بے حد خوب صورت

اور صحت مند جسم کے مالک تھے ان کے قد درواز، ہلن جیٹ اور فی الحال نہایت دلکش تھے، رنگت سرخی مائل جلدی تھی مردوں کے ہاتھ میں سوز تیس زیادہ حسین تھیں، نوجوان لوکیوں کے حسن و شباب کو اگر دیکھتے ہوئے تازہ پھولوں اور ادھ لگی بکلیوں سے تعبیر کیا جاتا تو مادہ مناسب ہوتا لیکن درواز کا آدمی جس نے پردوں کا لباس پہن رکھا تھا بہت بد صورت تھا اس کی گردن کے اوپر گھونٹ کی ایک بڑی رسولی تھی جو عورت کے ذریعہ ٹوکری کے شکل میں اس کے کندھے تک لٹک رہی تھی۔

”میرا خیال ہے کہ یہ لباس ان کا سردار ہے اور جیسا کہ ہم نے ان کی نقاب پہنے ہوئے افراد اس کے پجاری یا مخصوص سامنے

بددکار خاموش ہو گیا، دوسری جانب سمورا اور اس کے
مخصوص ساتھیوں کے درمیان بھی کانچھوس جاری تھی
کچھ دیر تک ماحول پر ایک خوف زدہ سی دھندلا رہی
پھر سمورا کے بائیں جانب کھڑے ہوتے مصنوعی چہرے والے
نے جس کا ہم کا لٹا تھا اودھنے نائب سردار کی حیثیت حاصل
تھی کیلاش کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے خشک آوازیں
بڑی شکل سے پوچھا۔

”تھانے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ نقیص بھی
دیوتاؤں کا درجہ حاصل ہے؟“
”اس کا ثبوت سمورا کی گردن کی ہندار سولی نے گی تو تھانے
دیوتا کا عقاب ہے اور میں تھانے سردار کو اس شائبہ نجات
دلاراجی برتری کا شرمہ پیش کروں گا۔“
”تم جو بات اتنے یقین سے کہہ رہے ہو اگر غلط ثابت ہوئی
تو تم اپنے سردار سے فائدہ دھو بیٹھیں گے۔“ سرداری نے سے
ہوئے انداز میں کہا۔

”سارداری تم ہماری نیت پر شبہ کر کے ہمدی الاظلال
قوتوں کو دکھا رہی ہو۔“ اچانک کیلاش دنگ آواز میں بولا۔
”ہم سمندرا اور ہواؤں کے دیوتا ہیں جو کبھی غلط مانی سے کام
نیں لیتے۔ کیا ہماری طاقت کا یہ ثبوت تم ہے کہ ہم تھانے
خزیرے پر تھانے رہ رہے ہو؟“
”مطلب آج تک کسی اور نے یہاں قدم نہیں لکھا۔“

”تم۔“ تباہ خنک ہی کہہ رہے ہو۔ سردار کی پشت سے
ایک بار بڑھنے اچانک سامنے آئے ہوئے انا تعارف کر رہا۔
”میرا نام منام ہے اور اس خزیرے پر میری ہی شہیت ایک ہی
رہنا جیسی ہے میرا سوا ب بھی غلط نہیں ثابت ہوا۔“
”اب مالے گئے؟“ جیکب نے مزہ آواز میں آہستہ سے
کہا لیکن اس کی آواز مناما کی جھاری جھرمج آوازیں دب کر
رہ گئی جو کیلاش سے مخاطب تھا۔

”جس علم دل کا ماہر ہوں۔“ میرے سرسب ایک جاہل پیلے
ہی تھاری آمد کی پیشین گوئی کر رہی تھی۔ اچھا ہوتا کہ ان آدمی
سکون سے آتے اپنے ساتھ طوفان لانے کی کھابہ صورت تھی؟
”تم لوگوں کو یہ یاد دلانے کی خاطر اس کو کہہ عرض پر
ہزاروں دیوتا موجود ہیں جو اپنی جگہ بے پناہ قوت رکھتے ہیں۔
”اگر تم واقعی سمندرا اور ہواؤں کے دیوتا ہو تو چہرہ اس
آدمی گفتگو پر کیوں آئے؟“ مصنوعی چہرے والوں میں سے
ایک اور نے سوال کیا اس کا اشارہ بحری عذاب کی طرف
تھا جس کا نصف حصہ طوفانوں کی نذر ہو چکا تھا۔

”غضب! آگ ہو رہے تھے، سورتیں اور دیوتاں بھی سہمی
ی نظر آ رہی تھیں ساواری کے چہرے پر کچھ لمبی پشیمانی
نے والا اطمینان بھی دھندلا رہا تھا۔ وہ بھی بھڑکی بھڑکی
آہی تھی۔“
”یہ کیلاش سمورا سے کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے جیکب سے
پتہ کیا۔“

”یہ سرجن کا چٹھا مڑا کو تیار رہا ہے کہ اس کی حیثیت
نا دیوتاؤں سے کم نہیں اور اسے اور دیوتا کے خزیرے پر
ورکے ہندار سولی کا علاج کرنے کی خاطر بھیجا گیا ہے۔“
”مزار اور اس کے ساتھی کسی اور دیوتا کا تصور برداشت
ہیں کر سکتے اس لیے جھوک اٹھے ہیں اور انھوں نے
ادبی کے ذریعے ہم سے درخواست کی ہے کہ ہم جنہی جلدی
من ہواور دین سے واپس چلے جائیں۔“

”صوت حاصل ہو چکا ہے دیر پشیمانی زبان کی مشکل آسان ہو
نے کے سبب سنبھل گئی تھی اچانک سرجن کیلاش کی پیشکش
فرار ہو گئی جیکب اور کیلاش باری باری کھینچے نقصانات
کا آگاہ کر رہے تھے (جیسے ہم فاذہن کی دل چاہی کے پیش نظر
نہیں کروں گا گویا میں بھی اوور دینا میں آباد و شیشوں
ہا زبان سے واقف ہوں میرا خیال ہے کہ اس انداز میں میری
داتاں زیادہ دل چسپ ہو جائے گی)“

”کیلاش! جیکب کیلاش کو گھوٹے ہوئے کما تہ دیوتا
ہلے کو دو میان میں لا کر تم نے ان کے مذہبی عقائد کو ٹھیس
پٹائی ہے میری مافوق سمورا اور اس کے ساتھیوں کو اصلیت
سے آگاہ کر دو پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔“

”تم اپنی زبان بند ہی رکھو کیلاش نے درشت لہجے میں
جیکب کو سزاؤں سن کر کہے ہوئے کہا۔ میں جو کچھ کہتا ہوں
سوچ سمجھ کر رہا ہوں جب تک ہم تھانے لوگوں کو اپنی برتری
کا احساس نہیں دلاؤں گے یہ میں سکون نہیں لینے دیں گے
میں جانتا ہوں کہ یہ اپنے مذہبی معاملات میں کسی کی دخل
اندازی پسند نہیں کرتے۔ یہ لوگ کالے جادو، جمنتر، سبغی
معل اور مجنات پرانہ دھاتیں رکھتے ہیں میں ان کی اسی
کرداری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہوں کا بیانی
کی صورت میں ہمارا بڑا بھاری ہے گا۔“

”اور نا کا می کی صورت میں؟“
”موت جو برحق ہے۔“ کیلاش نیزی سے بولا تہ کیا تم
اس بات کو تسلیم نہیں کرتے؟“
”جیکب کوئی جواب نہیں دیا۔ منہ ہی منہ میں کچھ

”ویشوں سے گفتگو میں معروف دیکھ کر میں نے دی زبان میں
جیکب سے پوچھا۔
”کچھ مجھے بھی بتاؤ کہ یہ لوگ کون ہیں کیا کہہ رہے ہیں
ادہم جھنک کر کس دنیا میں آئے ہیں؟“
”میں جس خزیرے پر موجود ہوں سمورا کے مطابق اس کا نام
اور دینا ہے۔“
”یہ سمورا کس ملا کا نام ہے؟“

”اسی دراز قد گندی ملا کا جس کی رسولی نے اس کو اور
زیادہ بدناما دیا ہے۔“ جیکب پر اسامہ بنا کر تباہ شروع کیا۔
”تھانے لوگوں میں سمورا کو سردار کی حیثیت حاصل ہے اور یہ
مصنوعی چہرے والے افراد اس کے مخصوص نمائندے ہیں جو
بیچھے دھندلا میں سرسوز کر بیٹھتے ہیں اور کسی اہم گفتگو
کر سکتے ہیں سلسلے میں باہمی فیصلوں کے ذریعے سمورا کا حق
بٹاتے ہیں۔ ہم سے پیشتر ان لوگوں نے بیرونی دنیا کے کسی
آدمی کو نہیں دیکھا اسی لیے یہ ابھی تک اس بات پر ہران
ہیں کہ ہم ایک ان کے درمیان کس طرح آگئے۔ بحری عذاب
کے نصف حصے کی خزیرے پر موجودگی بھی ان کی ہوسا کا
سبب بنی ہوئی ہے یہ ہمیں کسی اور ہی دنیا کی مخلوق سمجھ
رہے ہیں۔“

”کیا کہو تھانے کیلاش کی بولی نہیں سمجھ رہا ہے؟“
”سمجھ رہا ہے۔ کیوں؟“

”چہرہ براہ راست گفتگو کیوں نہیں کر رہا؟“
”سردار ہونے کی وجہ سے وہ اس وقت تک میرے ہاتھ
کوئی بات چیت نہیں کرے گا جب تک اسے ہاتھ میں تعین
سے سب کچھ معلوم نہیں ہو جائے گا۔“

”اور یہ لڑکی کون ہے جو تم پر جتنی مٹی ہے؟“
”اس کا نام ساواری ہے۔“ جیکب نے انگوارا نماز میں بتانا
شروع کیا۔ ”ہر سید کران ویشوں کے دو میان شادی بیاہ اور
اتن میں کسی بھی دستور و راج کا کوئی وجود نہیں پھر بھی سردار
کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ جس لڑکی کو چاہے اپنی ملکیت
بنالے اور جسے چاہے اپنی بیٹی مان لے، چنانچہ سمورا نے ساواری
کو اپنی بیٹی مان لیا ہے۔“

”جیکب مجھے مختصر اپنی معلومات اور ویشوں سے ہونے
والی گفتگو کے بارے میں بتانا اور پھر وہ جیکب کو کہیں کی
سمت دیکھنے لگا، میں نے بھی کیلاش کو دیکھا جو اپنی جگہ پر
”تھانے کھانا بیت سخت لہجے میں براہ راست نمودارے کوئی
کہہ رہا تھا۔ اور دوسری جانب سمورا اور اس کے ساتھیوں

لوگ سفر نامے کے میں مطابق محقق سمجھ کر کئی جاہیں گئے۔
کیلاش نے دستور سنجیدگی سے کہا۔ اس لیے میں تم سے مل رہی اور
آخری بار درخواست کر رہا ہوں کہ ان ویشوں کے درمیان کسی
محافت کا ثبوت پیش کرنا اور نہ تھانے ساتھ ساتھ ہم بھی
مفت میں کام آجائیں گے۔“

”جیکب کیلاش ہی کے شونے پر ہونے آگے بڑھ کر جلیں اور
گوشت کی بنا شروع کر دیا۔“ جیکب کو شادی کیلاش کی نصیحت
گمان گذری تھی اس لیے وہ کچھ کبیرہ خاطر انداز تھا لیکن
کچھ دیر بعد وہ سب معمول نازل ہو گیا جتنی دیر ہم کی جنگلی
دستور خان پر شکم سیر ہوتے رہے۔ دھندلا۔ ہمالے سامنے تھا
اندھ قطر کھڑے ہیں گھوٹے لہجے پھر جب ہم اندھ کر دوبارہ
اپنی جگہ آگئے تو پھلوں کی ٹوکریاں ہمالے سامنے سے اٹھائی گئیں
”اب کیا تمہیں مشورہ ہے تھانے؟“ جیکب کیلاش کو
گھوٹے ہوئے قد سے خشک لہجے میں دریافت کیا۔ ”ہم جہاز پر
واپس چلیں یا اسی طرح ہاں ویشوں کے دو میان تعریف کا
سامان بنے کھڑے اپنی نمائش کرتے رہیں؟“

”جیکب۔“ اچانک کیلاش نے چوتھے ہونے کا سفر
کے دوران ہم نے آسٹریلیا کے جزائر اور دوسرے مختلف حصوں
میں بولی جانے والی زبانوں کی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا کیوں
نہ تمہیں آواز میں ہو سکتا ہے کہ اس طرح ہمالے دو میان
زبان کا منہ حل ہو جائے۔“

”تم نے بہت دیر پہلے ایک عقل مند کی بات کہی ہے
اس لیے میں تھانے مٹوئے کی تائید کرتا ہوں۔“ جیکب نے
سنجیدگی سے جواب دیا پھر اس نے ویشوں کی سمت دیکھ کر
ٹوٹے چھوٹے لہجے میں مختلف زبانوں کے اٹلے بیدھے چلے
بولنے شروع کر دیے۔

”دھندلا خاموش کھڑے جیکب کو عجیب لفظوں سے گھوٹے
لہجے پھر اچانک وہ جلیں جو جیکب اٹھے جیکب کی ایک زبان ان
کے سمجھ میں نہ گئی تھی لہذا ہمالے درمیان لاطی کی گنجائش پیدا
ہو گئی۔ ایک اہم مشکل آسان ہو گئی تو جیکب اور کیلاش ان
سے سوالات کر کے لگے جن کا جواب دی لوکی دی رہی جس
نے کیلاش کے اشاروں کا مفہم سمجھا تھا، میں خاموش کھڑا
سب کچھ سمندرا دیکھیں میں چوتھو اس زبان سے قطعی نااہل
تھا اس لیے ان کے دو میان ہونے والی گفتگو میرے سر سے
گزرتی رہی مجھے اس بات پر بھی برت ہر دوسری جگہ کی ابھی تک
کسی طرف براہ راست جیکب کیلاش سے کوئی گفتگو نہیں کی
تھی وہی لڑکی انہر پریر کا کام سرانجام دے رہی تھی کیلاش کو

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

ہم نے اس کی اجازت سے دی تھی۔ رسولی کا بغور معائنہ کرنے کے بعد کیلاش نے اسی وقت آپریشن کا ارادہ ظاہر کیا تو میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

”سوئی لو کیلاش! اگر تمھارا آپریشن ناکام رہا تو پھر ہم مشکلات میں گھبرا جائیں گے اور اب تک ہم نے دیوتاؤں کا جو ڈھونگ رچا رکھا ہے وہ بھی بے اثر ہو جائے گا۔ بڑے بڑے کام اپنے آپریشن والے فیصلے پر نظر ثانی کر لو۔“

لیکن میرا مشورہ اس کے برعکس ہے۔ سبکب لہو لا۔ کیلاش نے جو فیصلہ کر لیا ہے اس پر فردی طور پر عمل ضروری ہے ورنہ متقی لوگ ہمارے ذول و فعل کی طرف سے مشکوک ہو جائیں گے۔ اگر خداوند کریم ہمارے بہتری منظور ہوئی تو آپریشن ضرور کامیاب ہوگا۔ دوسری صورت میں ہمیں مشیت الہیہ کے سامنے سر جھکا دینا لازم ہوگا کہ یہی عین عبادت ہے۔“

جبکہ کیلاش کے فیصلے کی تائید کی تو میں خاموش ہو گیا۔ عوشے پوری آپریشن کا بندوبست کیا گیا، کیلاش آلات جراحی اور دواؤں ساتھ لایا تھا جو اس وقت ہمارے کام آگئیں آپریشن سے پہلے مناما کے حکم پر متقی لوگ کھڑی کا بنا ہوا ایک بڑا سارے ہنگامہ دہشت ناک بت اٹھی کر عوشے پر لے آئے، منالنے عجیب انداز میں گھٹنوں کے بل جھک کر ارادہ دیوتا کے بت کو عقیدت سے سلام کیا پھر اپنے بازوؤں گان کر کے اس نے خون کے چند قطرے بت کے قدموں پر بھیج دیئے اور چند قطرے سمورائی پیشانی پر لگا کر کیلاش کو اشارہ کیا کہ وہ اپنا کام شروع کرے۔

کیلاش نے جبکہ کیلاش کے قدموں پر لگا کر کیلاش کو اشارہ کیا کہ وہ اپنا کام شروع کرے۔

بلے ہوش کیا پھر آپریشن میں مصروف ہو گیا، مناما اور ساری بدستور قریب کھڑے کیلاش کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے جبکہ کیلاش نے رسولی کاٹ کر سمورائے جسم سے عیشہ کی نومنا کی آنکھیں جھپٹتے سے پھینکی تھیں وہ نہیں رسولی کی بھی آٹھ دس سیروزی کو تخت کا لٹو تھا آٹھ کیلاش نے نہایت جرات سے سمورائی کی گردن سے کاٹ کر نکال دیا تھا۔ آپریشن کے بعد کیلاش نے گوشت کے اس بدن کو تھوڑے کو تھوڑے پر بلند کر کے ساحل پر رکھ دیا ہرے افرد کو دکھایا تو وہ خوشی سے مانج مانج کر دھنسنے لگے پھر انھوں نے کیلاش کو دیوتا تسلیم کر لیا اور اس کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ مناما نے بھی اپنے ساتھیوں کی تقلید کی۔ سبکب جڑی و بر سے کڑی کے بت کو نفرت اور خارت بھری نظروں سے کھود رہا تھا دینی زبان میں مجھ سے مخاطب ہوا۔

پر کاٹ لیا جس نے اپنا ہتھیار ہمارے جانب بلند کیا بہت نامی کا وہ طرز عمل غلطی طور پر غیر متوقع تھی لیکن اس عمل سے ہمیں یہ فائدہ ہوا کہ سموراد اور اس کے ساتھی خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔ ثانی نے جس کی ٹانگ پر اپنے نوکیلے دانت جمانے تھے وہ ریت پر ہر طرف ریت ڈالتا پھر یہی شایانہ ٹائیڈ مشین بھی کہ وہ ریت پر ٹپ ٹپ کر کھڑا ہو گیا۔ مکالا اور اس کے ساتھیوں نے نامی پر پلپٹے پیرسے تان لینے کی کوشش کرنے لگے۔

اور دینا کے جاہل اور گنوار لوگو! ایک تم خود اپنی برابری کا سبب بننا چاہتے ہو یہ کتا جس پر تم نے اپنے ہتھیار اٹھائے ہیں یہ دیوتاؤں کا وفادار ہے اور اگر تم نے اسے ہلاک کیا تو میں سمندر اور ہواؤں کو حکم دوں گا کہ وہ تمھاری پوری آبادی کو نیست و نابود کر دیں۔“

کیلاش کی آواز کی گھن گرج سن کر انھوں نے اپنے ہتھیار پیچھے کر لیے، ثانی بدستور ان کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا، میں نے اسے آواز دی تو وہ دم چلاتا ہوا میرے پاس واپس آ گیا۔ مناما نے اپنے ایک آدمی کی بے گناہ موت کا سبب دریافت کیا تو کیلاش نے تیزی سے کہا۔

”مٹھلے آدمی لے دیوتاؤں پر ہتھیار اٹھا کر اپنی موت کو دعوت دی تھی اگر تم اچھے دیوتاؤں کو لکھاریں تو کیا تم ہمارے عمل کو برداشت کر لو گے۔“

دلیل جو مجھ نہایت معقول تھی اس لیے مناما اور اس کے ساتھی قائل ہو گئے، سمورائے حکم پر میرے والے کی آکڑی موٹی لاش کو گھسیٹ کر ہمارے سامنے سے ہٹا دیا گیا پھر سمورائے بدلو ہمارے قریب آکر کھڑے۔

”اگر تم میری رسولی کا مناب تم کو دے دو ہم تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے، جڑی و بر سے کیلاش پر ہتھیار اٹھا کر ہوا میں اور میرے ساتھی تمھاری اطاعت خواہی گے اور تمھارے حکم کے بغیر ہمارا کوئی آدمی تمھاری آکڑی ہتھی پر قدم نہیں لگے گا۔ لیکن ایک شرط ہماری بھی ہوگی۔ اگر تم نے یا تمھارے ساتھیوں میں سے کسی نے جھیل والی جھوڑی پیڑی پر جانے کی کوشش کی تو پھر ہم اپنا غور و فکر تمھارے دشمن ہو جائیں گے خواہ اس دشمن کا پتہ ہماری موت ہی کیوں ہو۔“

مجھے تمھاری شرط منظور ہے۔ کیلاش نے جواب دیا پھر سمورائے کو عوشے پر آنے کی دعوت دی جسے اس نے کچھ پس پھینک کے بعد قبول کر لیا۔

سمورائے کے علاوہ کیلاش نے مناما اور ساری کو بھی عوشے

گئیں آج ساوادی کے بجائے خود سمورائے میں مخاطب کیا اور اس بات کا شکوک کیا کہ ہم اپنی آدھی کشتی سے پیچھے کیوں نہیں اتر رہے، جواب میں کیلاش نے انھیں بتایا کہ ہم جس کشتی میں اور اب ٹھنسنے کے بعد پیچھے موسم اور ماحول سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

”کیلاش دیوتاؤں کے لیے غسل بھی ضروری ہوتا ہے؟ مکالا نے مشکوک لہجے میں سوال کیا۔

”ہاں۔ روح کے ساتھ ساتھ جسم کا بھی پاک ہونا ضروری ہے۔“ کیلاش نے جواب دیا۔ جب ہم نے انسانوں کا روپ اختیار کر لیا ہے تو غسل کرنا بھی ہمارے اوپر لازم ہو گیا ہے۔“

”کیا تم مذہبی عقائد کو دوسری باتوں پر فوقیت دینا ضروری سمجھتے ہو؟ اس بار منالنے سامنے آکر دوبارہ ثابت کیا۔“

”کیوں نہیں؟“

”تو سنو۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جب بھی ہمارے زمین کوئی اجنبی آیا ہم تباہی و بربادی کا شکار ہو جائیں گے اور اسی لیے ہم نے اپنے دیوتاؤں کو دوسرے دھرم پر حملہ کیا ہے کہ اگر کسی اجنبی نے ہمارے جزیرے پر قدم رکھا تو ہم اسے دیوتا کے قدموں میں جھینٹ پڑھا دیں گے۔ یہ رسم ہمارے آباؤ اجداد کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔“

”کیا تم سے پہلے بھی اور لوگ یہاں آچکے ہیں؟ جبکہ نے پوچھا۔

”ہاں۔ مناما نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ یہ بات مجھے میرے والد نے بتائی تھی کہ ان کے برادر کے زمانے میں سفید شل کی ایک عورت اور ایک مرد نے ایک کشتی کے ذریعے یہاں قدم رکھا تھا لیکن عقیدے کے مطابق ان دونوں کو فوراً ہی اور کے قدموں میں قربان کر دیا گیا۔“

”کیا تم ہم دیوتاؤں کے ساتھ بھی انسانوں جیسا سلوک کرنے پر مجبور ہیں؟ ایک مصنوعی جیسے والے نے اپنا کڑی کا ہتھیار اٹھا دیا۔ منال نے جواب دیا کہ اس کے تیرے بعد خطر ناک نظر آ رہے تھے۔

کیلاش کوئی مناسب جواب دینے کے لیے ہنزل رہا تھا کہ ثانی جو میرے قدموں کے پاس کھڑا تھا ایک ہی جہت میں عوشے سے کوہ کو ساحل پر چلا گیا پھر پیشتر اس کے کوئی اسے روکتا ثانی نے ٹپک کر اس مصنوعی جیسے والے کی ٹانگ

متعارف ہو جانے کے بعد ہم بیان اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کر سکتے تھے۔ مذہب کی تبلیغ نہ کر سکتے تھے۔ مذہب کی تبلیغ نہ کر سکتے تھے۔

”سادوی کے ہاتھ میں تھا راکیا خیال ہے؟“

”وہ اگر تمھارا مذہب قبول کرے تو کیا تم بھی اسے قبول کر لو گے؟“

”مجھے یقین تھا کہ تم کسی ہی کوئی امتحانات کر دو گے۔“

”اگر شادی کی رخصت ہو چکے ہو تو پہلے ہی ایک بار اس حماقت کے متحک ہو چکے ہو۔“

”میں اس قسم کے مذاق پسند نہیں کرتا۔“

جبکہ پھر ویر تک بدلتا دیکھیں جب میں نے اور کیلاش نے پیار و محبت سے اسے سمجھا یا کہ دیوتاؤں کا روپ اختیار کیے بغیر ہمارا بیٹا محال ہے تو وہ اس شرط پر ہمارا ساتھ دینے کو آمادہ ہو گیا کہ ہم اپنے ہاتھ میں جوں چلے کہیں لیکن اس کی شخصیت کو تسلیم کر لیا جائے، ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا تھا، ہم نے ہائی بھری تو بات ختم ہو گئی۔

ناتنے کے بعد ہم فولڈنگ پیرس لے کر عوشے پر آ گئے اور دیوتاؤں کی وہ صبح بے حد خوش گوار اور تسکین بخشی ہم ماحول سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہ ہم نے متقی باشندوں کا جو ہم

دشمنوں کے عقیدے کو نواہر کرنا اپنی سمت آتے دیکھا حسب معمول سمورائے آگے آگے تھے، واپس بائیں مصنوعی جیسے والے تھے جن کی شناخت ان کے سر پر لڑنے والے بے ہنگام مختلف ساخت کی ٹوکریوں سے کی جاتی تھی مناما حسب دستور سوار کے پیچھے چلے دیوتاؤں کے پیچھے دو لکھوں کی ایک ٹولی ہمارے لیے کھانا اور پھل لے آ رہی تھی لڑکوں کی ٹولی کی قیادت ساوادی کر رہی تھی۔ ہمارے کچھ خالص پیرسج کو جو رک گیا۔

ہم نے آنے والوں کو خوش دیکھا، آج ان کے ہجروں پر وہ خوف اور دہشت نہیں تھی جو کل تک طاری تھی یا تو وہ ہماری باتوں پر اعتماد کے مظہر ہو گئے تھے یا پھر ان کے

اطمینان کے پیچھے کوئی خطر ناک سازش کا رفا تھی جو انوں نے ان کے دوسریان طے پاچھی تھی، پھر ان گزشتہ دن کے مقابلے میں آج وہ زیادہ بے خوف نظر آ رہے تھے۔ پچھ ویر ہاں وہ

خاموش کھڑے ہیں۔ عوشے سے پھر سمورائے ساتھیوں کے ساتھ اور قریب آ گیا ساوادی بھی اس کے ساتھ آگے بڑھی اور اس کے اشارے پر پھیلوں کی ٹوکریاں ساحل پر لکھ دی

”جمال۔ کیا یہ سب کچھ جہالت کی بدترین مثال نہیں ہے جو ہماری فطرت دیکھ رہی ہیں؟“

”ہم بیان اپنی خوشی سے اقام کے ارادے سے نہیں آئے ہیں۔“ میں نے جبکہ کے جذبات کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

”جیسے ہی حالات سازگار ہوئے ہم اور فینا پر ہزار بالاعت بھیج کر ہمارے سے نصرت ہو جائیں گے۔“

”لیکن میرا دل نہ جانے کیوں گواہی دے رہا ہے کہ یہ جبر ہے ہی میری زندگی کی آخری منزل ثابت ہو گا۔“

”تم باوری ہو کر یا میری باتیں کر لے رہے ہو؟“

”میرا فرض مجھے باز بارہ وار سے رہا ہے جمال یہ جبکہ سنجیدگی سے بولا۔ میں کوشش کروں گا کہ اور فینا کے وحشی لوگوں میں مذہب کی سچی لگن پیدا کر سکوں۔“

”اس کیلئے تمہیں ایک مناسب وقت کا انتظار کرنا ہو گا، جلد باوری میں اٹھا یا ہوا کوئی قدم ہماری ہلاکت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔“

”میں ہتھاردی نصیحت اور مشورے پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہ جبکہ سپاٹ آواز میں کہا اور چارو اور کے بدہمتیت بت کو کھاتے سے گھونٹنے لگا۔

”سوراکرے ہوشی کا انجاش لگا دیا، کیداش نے اس کے ساتھیوں کو بتایا کہ سوراکرے کیا چاہتا ہے کہ اس لیے اگر وہ لوگ جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں لیکن وہ اپنے سردار کو چھوڑ کر جیلے پر آمادہ نہیں ہوئے، وہیں ساحل پر جے کھڑے رہے۔

”سورج غروب ہونے سے کچھ دیر پیشتر سوراکرے ہوش آگیا تو کیداش نے نکالا اور اس کے ساتھیوں کو اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ دودھ کو کے اوپر آئیں اور سوراکرے ملاقات کے کہیں دپس چلے جائیں۔ اس طرح سوراکرے کے ساتھیوں کو اعتبار دیا گیا کہ ان کا سردار زندہ ہے اور ایک مناسب نجات حاصل کر چکا ہے۔

”منامنے سوراکرے کو ساتھ لے جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو کیداش نے سختی سے منع کر دیا البتہ ساواری کو مرضی کی تیارواری کی خاطر سوراکرے قریب رہنے کی اجازت دے دی، منامنے کیداش کے فیصلے پر کسی ناخوش گوارہ عمل کا اظہار نہیں کیا البتہ وہ جلتے وقت گزشت کے وزنی توپھیرے کو کھینچ کر کی طرح بڑے احترا سے ایک ٹوکری میں لکھ کر لے کر ساتھ لے گیا۔

”پہم کے تختہ چو جانے کے بعد کیداش نے سوراکرے کی کھانسی کے پیش نظر اسے بے ہوشی کا ایک اور انجاش لگا دیا پھر جس میز پر سوراکرے آپریشن کیا گیا تھا اسے ہم نے اندھیرا پھیلنے کے بعد ایک کیمین میں منتقل کر دیا تاکہ رات کے اوپر اس کو ٹھنڈے سے محفوظ رکھی جاسکے۔

عظیم مہر عظیم قائد (زاہد حسین انجم) - 150/-
(قائد اعظم محمد علی جناح کے حالات زندگی)
قائد ملت لیاقت علی خان (زاہد حسین انجم) - 150/-
(پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کے حالات زندگی)

مکتبہ القریش اُردو بازار - لاہور 2

ساواری نے ہمارے محسوس عمل پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور نہایت معلومات مندی سے ہمارے ہر فیصلے پر سرپرستیم ختم کرتی رہی۔

رات کو کھانے کی میز پر ساواری بھی ہماری شریک تھی کیداش نے بے حد اصرار کے بعد اسے کھانے پر مجبور کیا تھا۔

ساواری کی موجودگی کی وجہ سے ہم بہت غلط انداز میں گفتگو کر رہے تھے، جبکہ تو فرض طور پر چپ ساواری بھی اسے اندیشہ تھا کہ اگر اس نے گفتگو میں زیادہ حصہ لیا تو کیداش نے ساواری کی شخصیت کے ساتھ سختی کر کے اس کا جینا دھجھ کر مارے گا۔ میرے اور کیداش کے درمیان اور فینا اور سوراکرے بالے میں بات ہو رہی تھی۔

کیداش نے ہمارے علاوہ جبر کے وحشی لوگوں کو بھی یقین دلایا تھا کہ سوراکرے کا آپریشن بے حد کامیاب کام ہے اور وہ دس بارہ روز کے اندر بالکل ٹھیک ہو جائے گا، بظاہر مجھے بھی ایک دوست کی حیثیت سے کیداش کی باتوں پر اعتماد کر لینا چاہیے تھا لیکن غالباً ماضی کے تجربوں نے مجھے ڈرا لیا تھا بار بار میرے ذہن میں ایک اندیشہ سرچا لے لگتا ہے کہ سوراکرے کا آپریشن کامیاب نہ ہو تو کیا ہو گا؟ دس بارہ روز بعد وہ صحت مند ہو کر اپنے لوگوں میں واپس جانے کے بجائے اگر کیمین عدم کو سدھا دیا تو کیا صورت حال ہوگی؟ کیا اور فینا کے جنگل اور وحشی لوگ جو تندیب کی ارجے سے بھی ناواقف تھے سوراکرے کی موت کو شہیت ایزدی سمجھ کر فحش موش ہو جائیں گے۔

یادہ اپنے سردار کی موت کو ہماری شرارت سمجھ کر ہمارے خون کے پیالے ہو جائیں گے؟

جنگلی لوگوں سے واسطہ پڑنے کا وہ میرا سلاخو تھا

”پیشانی مت ہو جمال۔ مجھے قوی امید ہے کہ سوراکرے بہت جلد ٹھیک ہو جائے گا۔“

”خدا کرے ایسا ہی ہو لیکن اگر میرا اندیشہ درست ثابت ہوا تو.....“

”تو سمجھا اور ہواؤں کے یہ سرچیں دیوتا اپنی شکست کے زور سے سوراکرے کو شریک میں کوئی نئی روح پھونکے گی؟“

”مجھے ہونے کا پھر کیداش کو گھوڑ کر بولا۔“ تمہیں بلا وہ خود کو دیوتا ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟“

”اچانک میں نے ساواری کو جو سمجھتا ہوں دیکھا، جبکہ جلد اس نے ایک گھٹ نظر اٹھا کر کیداش کو بت خود سے دیکھا تھا۔ ممکن ہے وہ میرا وہم ہوا اور ساواری کی وہ حرکت محض ایک اتفاق رہی ہو لیکن نہ جانے کیوں میرے ذہن میں یہ خیال بڑی سرعت سے بیدار ہوا کہ ساواری ہماری باتیں صرف ہی نہیں رہی ہے بلکہ سمجھ رہی ہے کہ چنانچہ میں نے جلدی سے ہندوستانی زبان میں کہا۔

”کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم انگریزی کے بجائے اپنی مادری زبان میں گفتگو کریں؟“

”کیا اس میں بھی کوئی خاص صلیت ہے؟“ کیداش نے مسکراتے ہوئے ہوں میری طرف دیکھا جیسے میری بزدلی کا مذاق اڑا رہا ہو۔

”ہیں اس حقیقت کو ایک لمحے کے لیے بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ اس وقت وحشی قبیلے کی ایک لڑکی ہمارے درمیان موجود ہے۔“

”اور تمہیں یہ خیال کے مطابق وہ انگریزی زبان سے بھی واقف ہوگی۔ کیوں؟“ کیداش نے ایک بار پھر میرے شے کا مذاق اڑایا۔

”احتیاط کر لے میں بظاہر ایسا کوئی ہرگز بھی نہیں۔“

”جبکہ میری بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔“ آئندہ ہمارے درمیان جو باتیں ہوں گی وہ صرف ہندوستانی زبان میں ہوں گی۔“

”اچھی تم کو میری اس بات سے اختلاف تھا کہ میں نے خود کو دیوتا ظاہر کر کے حماقت کا ثبوت دیا ہے۔“

”حماقت نہ سمجھتی کہ لوگ کتنے تھے جو حال رخ کوئی سے کام لیا ہے ہوا میرے عقیدے کے مطابق خداوند جھوٹ بولنے والوں کو بھی معاف نہیں کرتا۔“ جبکہ خالصتاً یاد رہیں کے لیے میں کہا۔ ”سجائی کے راستوں پر آنے والی قوت جھوٹ کی زندگی سے بدتر جہاں ہوتی ہے۔“

”تم اپنے دوست کے سفر نامے کو فزائوش کر لے رہے ہو۔

”سمواری بیٹی بن جانے کے بعد کیا تھیں جینٹ نہیں چڑھایا چلنے گا؟“ کیداش نے پوچھا، جبکہ نے سادری کا جواب سن کر نفرت سے اپنا ہونٹ کاٹا شروع کر دیا۔
 ”نہیں۔ اب وہ میری موت تک مجھے سمجھی یا تھ نہیں لگا سکیں گے البتہ اگر سمورا چاہے تو سادری کی حیثیت سے مجھے کوئی بھی حق ملے سکتا ہے۔“

”کیا تمہارے بڑے بھائی سمورا ہے؟“ سادری نے پوچھا۔
 ”نہیں۔“ کیداش نے اصل مقصد کی طرف آتے ہوئے دریافت کیا۔
 ”نہیں۔“ سادری نے ایک بار پھر جھٹکا انداز میں جواب دیا۔
 ”چوں کے تاثرات کا جائزہ لینے ہوئے جواب یا یہ سمورا ہے۔“
 ”جسے لوگ ہمارا ملوث تھا، یہ تقریباً بارہ سال پہلے کی بات ہے۔“

”پھر کیا لوگ مر گئے؟“

”سادری نے چونک کر کیداش کو کچھ عجیب نظروں سے دیکھا پھر گردن جھکا لی، کچھ دیر وہ خاموش بیٹھی رہی اس کے بعد اس نے کیداش کے سوال کو کچھ نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔
 ”کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارے سمورا پر جو عمل کیا ہے اس کے بعد وہ دیوتاؤں کے محتسب سے محفوظ رہے گا؟“

”ہاں۔ ایک بار دیوتاؤں کے محتسب نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اسے دوسری بار نشانہ نہیں بنایا جاتا۔“

”سمواری کی ذات ہمارے لیے بے حد مقدس اور قابل احترام ہے جس روز وہ ہمارے ساتھ دوبارہ ساحل پر قدم رکھے گا اس روز ہم دیوتاؤں کے سامنے اپنا رفاہی جشن منائیں گے۔“

”اور اگر دیوتاؤں کو سمورا کی زندگی منظرِ زہری تو ہے جبکہ دینی زبان میں سوال کیا تو سادری کے چہرے کی رنگت اچانک زرد پڑ گئی پھر اس کی آنکھوں میں شعلے بھونکنے لگے۔ وہ جبکہ کوہوں کی جھکی باندھے حشراتِ بھری نظروں سے گھوم رہی تھی جیسے اسے زندہ جیا جائے گی، اس کے تئیر حد درجہ خوف ناک ہوتے چاہے تھے، اس کے چہرے پر خون کی تمازت ہر لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔“

نہیں ملے سکتے۔ جبکہ نرم اور مہم آواز میں جواب دیا۔
 ”کیداش نے یہ کہہ کر کہ تم سادری کو شریکِ جیات بنا لو۔“
 ”میں نے کیداش اور جبکہ کی گفتگو میں سنجیدگی سے دل چسپی لینے ہوئے کہا۔ سادری سے تھا دیر دوستی نہ تھی یہ کہتا تھا مقصد انسان کرے گی بلکہ اس سے ہیں بھی فائدہ حاصل ہو سکتا۔
 ”وہ کس طرح؟“

”میرا خیال ہے کہ سمورا، مکالا یا مٹا مانے ہیں اب تک جن باتوں سے آگاہ کیا ہے وہ غلط بھی ہو سکتی ہیں۔ خداوند نے جانورس کو بھی سوچنے سمجھنے اور غلطیوں سے بچاؤ کی حس عطا کی ہے اور وہ فیصلے افراد تو بچہ انسان ہیں۔ میں نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ ہو سکتا ہے سمورا اور اس کے ساتھیوں نے محض رسول کے قاتل کو دور کرنے کی خاطر یہاں سے عارضی طور پر خوف زدہ ہو کر ہماری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہو۔ اور دیرپہ وہ ہمیں تم کو دینے کے لیے اندر ہی اندر خطرناک سازش کر رہے ہوں۔ سادری کو اگر کیشیے میں اتار لیا جائے تو ہماری مشکلیں بھی آسان ہو سکتی ہیں اور میں فرار کا راستہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔“

”گولت پر اعتبار کرنا میرے نزدیک دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے لیکن مذہب کی تبلیغ کی خاطر میں یہ خطہ بھی قبول کر لوں گا۔“ جبکہ نے شکل اپنی آواز لگا کر کہا۔
 ”کیداش کی کچھ باتیں تھا لیکن میں نے اسے اشارے سے سمجھ دیا کہ اس وقت اگر جبکہ کو پھیرا گیا اور وہ مٹے سے اٹھ گیا تو دوبارہ اسے راز راست پر لانا دشوار ہوگا، کیداش نے میری بات مان لی اور سمجھدہ ہو گیا پھر اس نے میری فرمائش پر سادری کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

”کیا اپنے دوست ساتھیوں کی طرح سمورا تمہیں بھی بہت عزیز ہے؟“

”ہاں۔“ سادری نے چونک کر ہماری طرف باری باری دیکھا پھر سہاٹ لیے میں بولی تو سمورائے مجھے اپنی بیٹی تسلیم کر کے مجھے بڑا درد مشکلات سے نجات دلا دی ہے اس سے محبت کرنا اور اس کے حکم پر سر تسلیم کرنا میرا فرض ہے۔“
 ”اگر سمورا تمہیں اپنی بیٹی تسلیم نہ کرنا تو؟“ جبکہ نے دریافت کیا۔

”تو میں اپنے لوگوں کے ظلم کو سم کا شکار رہتی۔ اور پھر اٹھ دس پچولس سال بننے کے بعد بڑھی ہو جاتی تو رسم و رواج کے مطابق مجھے بھی اور دیوتا کے قدموں میں جینٹ چڑھایا جاتا۔“

کرنے کے بعد یہ بھی ضروری تھا کہ ہم اپنی قوت سے اور دنیا کے وحشی عوام کو اپنے دعوے کا کوئی ثبوت بھی فراہم کر سکتے۔
 ”جج پوچھو تو سمورا کی دسویں دیکھنے کے بعد ہی مجھے پتہ چل گیا۔“
 ”سو بھی جی۔“

”اور یہی ترکیب ہماری موت کا سبب بھی بن سکتی ہے۔“ جبکہ ہلکا کر بولا۔

”تمہاری موت کا سامان تو اس وقت بھی کھانے کی میز پر موجود ہے۔“ کیداش نے سادری کو کنکھیں بولے دیکھ کر ہنسے جبکہ کو پھیرا پھر ایک تخت بڑی سنجیدگی سے بولا۔
 ”خداوند جبکہ تم اگرچہ ہونو میری غلطی کا تدارک ہو سکتا ہے۔“
 ”وہ کس طرح؟“ جبکہ نے سپاٹ آواز میں دریافت کیا۔

”اگر تم سادری کے ساتھ۔۔۔“

”میں لعنت بھیجتا ہوں تمہارے اس بھونڈے اور بے ہودہ مذاق پر۔“ جبکہ نے نفرت سے جواب دیا۔

”مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ تبلیغ کا کام تمہارے بس کا نہیں۔“ کیداش نے تیوری پر بل ڈال کر حشراتِ کما۔

”آجیل مقدس کو تمہیں ملے کر گھومنا محض تمہارا ڈھونڈنا۔“

”کیا مطلب؟“

”شہرین اور مذہب لوگوں کے درمیان تبلیغ نہایت آسان کام ہے لیکن جہاں واسطہ جنگلیوں اور غیر مذہب وحشی

دروہوں سے ہو تو موت کا تصور ہی مذہبی جذبوں کو ننگا آ کر دکھاتا ہے اور تمہیں سراسر تجزیے کی جتنی جاگتی شل

ہو۔ کیداش نے بدستور جذباتی اور سمجھدہ انداز میں جبکہ کو گھونٹتے ہوئے کہا۔ تمہارے اور دینا کے ان وحشی

زن کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ بہانے کی بدترین مثالیں ہیں۔

”تم اپنی تبلیغ کے ذریعے انہیں مذہب بنانے کی پوری کوشش کرو گے۔“

”ہاں میں نے کہا تھا اور اب اب بھی اپنے عہدہ پر قائم۔“

”اگر تم اپنے عہدہ پر قائم ہوتے تو سادری کی شخصیت کو لے کر دیکھو اور حشراتِ انداز میں بھی فلاسفی

کرتے۔ کیداش نے تیزی سے کہا۔ میرا اندازہ ہے کہ تمہارے خواتین میں سادری کو ایک اہم رتبہ حاصل ہے اور سمورا

اپنی بیٹی بھی بنا چکا ہے، ایسی صورت میں کیا سادری کا اپنا ہم خیال بنا لینا تمہارے لیے صحیح ہے یا نہیں؟

کیداش نے سنبہ باتوں سے فرار حاصل کرنے کی خاطر پہلو بدل کر جبکہ کے کما۔ اگر وہ سفر نامہ چشم دید واقعات کا مجموعہ ہے تو میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ دنیا

ہی وہ بڑے ہے جہاں کے وحشی لوگ پادریوں کے جسم کو دھکتی آگ پر بھون کر بہت ذوق و شوق سے کھاتے ہیں

اور یہی بھی پادریوں کو ساحل کے کنارے اس خیال سے دفن کر دیتے ہیں کہ طوفانی ہوا میں اور سمندر کی جھری ہوئی تباہ

کن لہریں اس مقدس اور متبرک دیکھنے کی جگہ پر عبور نہ کر سکیں گی۔

”تمہارے اپنی طرف سے غالباً کوئی معاہدہ یا مذاق کرنے کی کوشش کی ہے لیکن مجھے تمہاری اعتقاد باتوں پر یقین

آتا ہے۔“ جبکہ نے سنبہ کی گئی۔ میں بڑے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت تمہیں بھی دیوتاؤں والی بات پر اپنی

غلطی کا احساس ہو رہا ہے جسے چھیلنے کی خاطر تم اپنی سیدھی بے ہودہ باتوں سے خود کو بدلانے کی کوشش کر رہے ہو۔

”تم شاید جھپک کر کہہ رہے ہو خداوند کیداش اس بار سنجیدگی سے بولا۔“

”تمہارے اپنے غلطی کا احساس ہے لیکن اس وقت اگر میں نے فوری طور پر دیوتاؤں والو جھکا چلا ہوتا

تو شاید اس وقت اتنے اطمینان سے مجھے ڈنڈا ڈالنے ہوتے اور دینا کے بابوں کی تعداد ہمارے مقابلے میں سیکڑوں گنا

زیادہ ہے اور اگر ایک بار وہ میری اٹھتے تو ہماری موت یقینی تھی۔ میں نے انہیں مرعوب کرنے کی خاطر خود کو دیوتا کا بیڑا

تھا۔ اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ وحشی اور مذہب کا ماری لوگ دیوتاؤں اور ان کے ناوید محتسب کے خلاف حشراتِ زندہ ہوتے

ہیں اور اسی لیے دیوتاؤں کے قدموں میں زندہ قربانیاں بھی گولتے رہتے ہیں۔“

”میں تمہاری دلیل سے متفق ہوں لیکن تمہیں اتنی جلدی سمورا کے آپریشن کے لیے نہیں تیار ہونا چاہیے تھا۔“ میں نے

کہا۔ ”میں ہمیں قدم کمانے کیلئے کچھ وقت کی ضرورت تھی۔“

”تمہاری پریشانی فیصلوں سے مانی ڈیر۔“ کیداش بولا۔

”سمواری کی رسولی کا آپریشن انسان شناسی ناک نہیں جتنا تم سمجھ لے ہو البتہ تمہارے میں دس ہندہ روز ضرور دیکھا ہوں۔“

”وحشی قبیلوں میں دیوتاؤں کے بعد سادری کو پوجا جاتا ہے اور اس اعتبار سے سمورا کی زندگی بھی بے گناہ ہے۔“

”میں تم سے اتفاق کرتا ہوں اور اسی لیے میں نے سمورا کے آپریشن میں جلد بازی کا مخابرہ کیا ہے کہ مقامی افراد کو

خود کو کھانا موقع نہ مل سکے۔“

کیداش نے ٹھوس لیے میں کہا۔ دیوتا ہونے کا عمل

ساتھ ساتھ تھی لیکن اس نے ابھی تک اپنی زبان بند کر رکھی تھی سمرا کی موت کے سلسلے میں ابھی تک اس کی زبان سے کوئی ناز یا بات نہیں نکلی تھی مگر اس کے پس کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ اندر ہی اندر کئی پرانے ترسٹ فائن کی طرح سبک رہا تھا۔ جوشیل نے تاریکی کا سینہ چیرنے کی خاطر اپنے ہاتھوں میں شعلیں اٹھا رکھی تھیں جس کے بجائے شعلوں کی لپٹ نے ماحول کو بے حد خوف ناک اور ہراسناک بنا دیا تھا۔

کیلاش اور جیکب عرصے پر کھڑے، جہم کو اشتعال انگیزی سے باز رکھنے کی خاطر اپنی کوششوں میں مصروف تھے۔ کیلاش نے اپنا پھل ہوا پستول سیدھے ہاتھ میں نہایت مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا لیکن نادر جیکب کے ہاتھ میں ہرٹ ہائسل کی جلد تھی اس کی نگاہیں نیلے آسمان پر مرکوز تھیں اور ہومٹ یوں مخرک تھے جیسے وہ خود کو خسرے محفوظ رکھنے کی خاطر تیر کی دعوں کا دُر کر رہا ہو۔

شور و غل کی آواز سن کر میں بھی لوکھلایا ہوا اپنے کیس سے باہر آگیا، میرا حامی جو اس اچانک افتاد سے جھلا کر برابر ہوئے جارہا تھا میرے ہاتھ پر ایئر پستول میرے گاؤں کی جیب میں رکھا ہوا تھا میں اس وقت کیلاش کے قریب گیا وہ مکالا سے بلند اور سخت آواز میں مخاطب تھا۔

”نچھالے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تھیں مزار سمور کی موت کی جو اطلاع ملی ہے وہ درست ہے؟“

”اگر مزار دار نہ ہے تو پھر تم میں اس کے پاس جانے والے کو کہیں ہے؟ ہو“ مکالا نے اپنا پیرا ہوا میں بلند کرتے ہوئے تیز سے میں کہا کہ ہم خود اپنی آنکھوں سے سردار کی زندگی کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں۔“

مکالا کے ساتھ اس کے آٹھ دس دوسرے ساتھی بھی موجود تھے جو تیز سے ہاتھ میں لیے میں قدر اور دس خوار نظروں سے گھو رہے تھے مناما بدستور مکالا کے سیدھے ہاتھ پر خاموش کھڑا کھی گری سوچ میں غرق تھا، کیلاش اور جیکب سے ہونے جہم کے درمیان ہنسٹیکل جس فٹ کا فاصلہ ہوا۔ ہمارے درمیان بائیں جانب ہونے پر اور دو ڈیڑھا کلومیٹر کا بنا ہوا ہے ہنگم مگر بہت ہیست ناک شکل کا میت آیا وہ تھا۔

”جیکب“ میں نے قریب پہنچ کر جیکب دریافت سے کیا یہ کیا سمور اچل بسا؟

”مجھے اہلیت کا علم نہیں“ جیکب نے ذی زبان میں جواب دیا۔ ”شور و غل کی آواز سن کر میں بھی سیدھا غصے کی طرف آگیا۔“

سادری کی پرامن شخصیت کے علاوہ سے زمین میں مناما کے لئے الفاظ بھی گنج لیے تھے اس نے گفتگو کے دوران مناما کے الفاظ میں یہ بات کہی تھی کہ جزیرے کے لوگوں کے عقیدے کے خلاف جیکب کوئی اصرار نہیں ان کے درمیان آیا انھیں تباہی اور ربا دین سے دوچار ہونا پڑا چنانچہ سمورا اور جزیرے کے مخصوص ریزے وگن نے اپنے دیوتا اور شکر کے عقیدے کے سامنے سرنگون ہو کر ہند کیا تھا کہ جب بھی کھی اچھنی نے اور دینا کے جزیرے پر فہم رکھا اسے دیوتا کے قدموں میں جھینٹ پڑھا دیا جائے گا۔ یہ رقم مناما کے کہنے کے مطابق ان کے آبا و اجداد کے زلنے سے چلی اڑی تھی۔ پھر۔

سمورا مناما یا مکالا نے ہمارے ساتھ رعایت سے کیوں کام لیا۔ کیا اس میں بھی ان کی کوئی خاص چال تھی؟ اور ہو گا کی موت کے سوال کے سلسلے میں سادری نے کوئی جواب نہیں سے کر دیکھیں کیا؟

میں نے زمین میں اس رات بڑی دیر تک متعدد سوالات آپس میں گڈ بڈ ہوتے رہے جیسے میں نے خود کو بدلنے کی خاطر اپنی وہ ڈائری نکالی جس میں سے ماضی کی داستان کا بیشتر حصہ خود بیکر ہاتھوں پر لکھا تھا۔ میں نے اپنی داستان جیت کو مزید غور سے دیکھنے کی کوشش کی لیکن نہ جانے کیوں میرا دل مناما کے زہر کوئی ایسی ہی بات تھی جو مجھے کسی کوٹ چس نہیں لینے دے رہی تھی چنانچہ میں نے ڈائری کو دوبارہ المادی میں مقفل کیا اور ایک خواب اور کوئی لینے کے بعد کیس کی روشنی بند کر کے سونے کے ارادے سے اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ کچھ دیر تک میں حالانکہ مناما نے اسے اپنی ربا چھڑوے دائرہ دے اپنا استقامت میرا صبا پر ہمارا تو میری آنکھوں کے چوٹے پر وچل جوتے گئے اور ستر رفتہ میں ہر تیز سے نیاز ہو کر دینا مینا سے بے عزت کی آغوش میں جھکے لینے لگا۔

سمور کی موت کی خبر اور دینا جزیرے کے باشندوں میں جھگ کی آگ کی مانند ایک سرسے سے سرسے سے ہنگام میں پھیل گئی ہر طرف ایک شور و ہنگام مچا تھا۔ ننگ دھڑنگ و جوشیل نے ہمارا آٹھ ہمارا کو چاروں طرف اپنے ترسے میں لے رکھا تھا اور ہاتھوں میں نیزے اٹھائے ہمارے خون کے چاہے ہو رہے تھے مکالا مناما اور جزیرے کے دوسرے بہت سامنے لوگ جہاز پر چڑھ گئے مکالا کے جوہر سے زیادہ خواب اور غم ناک نظر آتے تھے نائب ملازم کے سبب وہ بھڑے ہوئے جوشیل کی سربراہی میں پیش پیش تھا مناما بے مددگی رہتا کی حیثیت حاصل تھا مکالا کے

موت اور زندگی جھگوان کے اعتبار کی بات ہے میرے کہ میں اس کے روشن پلوم پر زیادہ نظر رکھنا چاہیے۔ کیلاش نے تھک کر کہا کہ تم نے شاید سادری کے پس کے آنا دیکھا وہ انما نہ نہیں لگتا، ہتھیاری بات سننے کے بعد اس کی آنکھوں سے نفرت اور خفارت کی چنگاریاں ابل پڑی تھیں۔

”اگر یہ بات ہے تو تمہیں اس پر خوش ہونا چاہیے۔“

”کیا مطلب؟“

”ہر چند کہ میں نے سادری کے چس کے خدو خال پر زیادہ توجہ نہیں دی لیکن میرا خیال ہے کہ وہ فوکیلا سے خاصی مشابہت رکھتی ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ تم اس میں فٹیز کے چس کے آنا دیکھا وہ کے سلسلے کو زیادہ محسوس کر رہے ہو۔“

”جیکب اس بار بھی کیلاش کو گھونٹتے ہوئے کہا۔ میری مانو اب بھی وقت ہے اپنے چس کے فرضی دیوتاؤں کا نقاب آنا دیکھو۔ ورنہ ہمارا انجام ہماری تو قعات سے کیس زیادہ جھکا ہوا اور خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔“

”جہاں کی کیلاش نے جھکا کر مجھے مخاطب کیا۔ میں نے اس کی باتیں؟“

”میں کیلاش سے متفق ہوں۔ میں نے کیلاش کی حیات میں جیکب کو سمجھنے کی کوشش کی۔ میں ماننا ہوں کہ تمہاری زبان سے ایک امکانی بات نکل گئی تھی لیکن...“

”لیکن تمہیں یہ ماننا پڑے گا کہ سرد زندگی جو آج اس دنیا کے ہنگاموں میں دامن جھیلے اپنے ہتھے کی خوشیاں یا غم سمیٹ رہی ہے ایک دن خالی ہاتھ اس دنیا سے رخصت ہو کر اس لازوال طاقت کے سامنے ضرور پیش ہو گی جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔“

”اگر تم نے آئندہ اس جزیرے کے معیلات میں اپنی زبان بند نہ رکھی تو جہاں سے مقابلے میں تمہارا انجام زیادہ ہول ناک اور خطرناک ہو گا۔“

”کیلاش نے تیز سے کہا۔“

”جیکب اور کیلاش کے درمیان لوگ جھوک کا سلسلہ جاری رہا تو میں اکتا کر فارموشی سے اٹھا اور اپنے کیس میں آگیا میرا زہن بدستور سادری کی شخصیت کے اسرار میں الجھا ہوا تھا۔ کھانے کی میری جگہ وہاں زمین انحرز میں یں گفتگو ہو رہی تھی لیکن میں وقت جیکب نے کیلاش سے کہا تھا کہ اس نے جہاز پر چڑھنے کے لوگوں کے دورے خود کو سمندر اور ہمواروں کا دھڑکا ناظر کر کے کی حاکم کیوں کی تو سادری اس انداز میں چلی گئی جیسے جاری بات اس کی بھیجی آ رہی ہو۔ جزیرہ اور دینا کے پرانے مزار پر لگا کے سلسلے میں اس نے وہ دانتے کھل کر کیلاش کا جواب دینے سے گریز کیا تھا۔

میں نے ایک امکانی بات کہی تھی۔ جیکب نے گڑبڑاتے ہوئے کہا کہ اگر تمہیں میری بات سے دکھ پہنچا ہو تو میں معافی چاہتا ہوں۔“

”تم نے ہو گا کے سلسلے میں کوئی جواب نہیں دیا۔“

”کیلاش نے سادری سے سوال کیا لیکن جیسے وہ اپنے ہوش میں نہیں تھی یا جان بوجھ کر اس نے کیلاش کو نظر انداز کر دیا تھا۔ اس کی غم خوار نظریں بدستور جیکب پر مرکوز تھیں۔

”اسی لئے برابر دے لیکن سے سمور کے کرانے کی آواز سنائی دی تو سادری یوں چڑھی جیسے کوئی جھکا کر خوب دیکھتے دیکھتے اچانک اس کی آنکھ کھل گئی ہو اس نے ایک چھر میری لئے کر تھیں دیکھی پھر آہستہ سے اٹھتے ہوئے بڑی خوب ناک سی آواز میں بولی۔

”مقدس سردار مجھے اپنی تیمارداری کیلئے آواز دے رہا ہے۔ اور سادری کے جانے کے بعد ہم ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگے۔ اس پر جیکب نے آخری سوال کے بعد جو کیفیت طاری ہوئی اور سمور کی آواز کے بھرنے ہی زائل ہو گئی۔ وہ جہاں سے لیے بے حد ہراسناک اور معنی تیز تھی۔

سادری کے جانے کے بعد بھی میرا ذہن خاصی دیر تک اسی میں الجھا رہا۔ جیکب نے سمور کی امکانی موت کے بارے میں جو اظہار خیال کیا تھا اس پر سادری کے چس کے بلیقی رنگت اور اس کے جزیرے تیز کر کیلاش نے بھی بطور رضی محسوس کیا تھا چنانچہ سادری کے جانے کے بعد کچھ دیر تک جیکب کو کھا جانے والی تیز نظروں سے گھونٹا رہا پھر بے حد خند کی سے بولا۔

”کیلاش ضرور ہے کہ تم ہر بات میں اپنی ناک پھنساؤ۔“

”تمہارا گفتگو کا انداز اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ تم کو میری کوئی بات ناگوار خاطر گزری ہے لیکن وہ بات کیا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔“

”تمہیں سمور کی امکانی موت کا خیال ظاہر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔“

”انگل مقدس کی تمہیں نے جو کچھ کہا وہ عین ممکن بھی ہے۔“

”جیکب نے اپنی غلطی تسلیم کرنے کے بجائے سنجیدگی سے جواب دیا۔ تم ایک ماہر اور کامیاب مارجن ہو زمین تسلیم کرتا ہوں لیکن وہ فیصلے جو آسمانوں پر کیے جاتے ہیں تمہاری سرچری سے زیادہ اہم اور اہل ہوتے ہیں۔ تم نے سمور کی رسولی کا نہایت کامیاب آپریشن کیا ہے۔ میں اسے تسلیم کرتا ہوں مگر کیا تم یہ بات پرانے و وثوق اور یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہو کہ وہ تھا؟ خیال کے مطابق دس بارہ دن بعد مکمل رو بھٹت ہو جائے گا۔“

پھین لیا، مردار کی موت کے بعد اس نے مجھے بھی میکہ لگا کر مانے کی کوشش کی تھی لیکن اور وہی عظیم قوت نے مجھے پھیلایا۔

میرے دل کی دھڑکنیں وہ چند برکٹیں ملا کر غلط نہیں تھیں۔ ساواری انگریزی زبان سے بخوبی واقف تھی اسی لیے ہماری تمام باتوں کو جان گئی۔ رات تک وہ ایک دوست کی حیثیت سے ہمارے درمیان موجود رہی لیکن اس وقت ہماری موت، جی سامنے کھڑی تھی، ہمیں حقارت بھری نظروں سے گھور رہی تھی، میںم بڑو کھڑا ساواری کے جگڑے ہوئے تصور دیکھ رہا تھا کہ کیلاش کی تیز آواز میں سے کانوں سے نکلائی۔ بے چال۔ بے دینے خانہ بگ کر کے ان دھڑکنوں کو آگے بڑھنے سے روکنا۔

میں نے ہر ایک کو سنبھلنے کی کوشش کی لیکن جھپکی و ہنسی اور غیر مذہب لوگوں کا جھم جھم کرنا کی موت کی خبر سن کر بے پروا ہو چکا تھا، کیلاش کی خانہ بگ سے میں نے مکالا کے ایک ساتھی کو بھیجا کہ جیج باکرہ کو شے پر گرتے دیکھ لیکن دوسرے ہی لمحے متعدد دھنسلے پھیل پڑی ہوئی آئیں اور کیلاش کا پستول اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جیسکے بلند آواز میں دھمیں شروع کر دیں میں نے موقع کی نزاکت محسوس کر کے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن مکالا اور اس کے ساتھی ہم پر آدھی اور ڈولن ان بن کر اس طرح اچانک فوٹ پڑے کہ ہم ایک جھپکتے ہیں ان کے سامنے بے دست و پا ہو کر رہ گئے کچھ لوگوں نے میرے ثنائی کو بھی نیزے مارنے کی کوشش کی لیکن منامانے انھیں باز رکھنے کی خاطر بلند آواز میں کہا۔

”میرے ساتھ بے حد بازی اور جذبات سے کام لے لو“ یہ ہمارے دشمن ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے غیر ملوث اور فک کے بھی دشمن ہیں اس لیے ہرگز بے رحم و راج کے مطابق انھیں شکن مٹا کر دیوتا کے قدموں میں جھینٹ چڑھانا زیادہ مناسب ہوگا۔ یہی رحم ہمارے بزدلوں کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔

مکالا کو سنانا کی جو بزرگ ان گن ہیں جیج بے جہلے علاوہ اس کے مضمونی ہر کے ملے ساتھیوں نے بھی مناما کی جو بزرگ تائید کی تو چارہ ناچار مکالا کو بھی اپنی رضامندی کا اظہار کرنا پڑا۔ البتہ وہ شے سے واپس کے وقت اس نے جس انداز میں ساواری کے چہرے کی سمت دیکھا اس میں برسوں کی تشنہ اور نا کام غم غم توجہ نظر آ رہی تھیں۔

اور فک بے شک موت کو آدھ جاز سے آنا کر کھلے میدان میں رکھ دیا گیا جس کے چاروں طرف جزیرے کے دشمنی لوگ جڑا جڑا جمع ہوئے تھے، میں جب ایک اور کیلاش ساتھ ساتھ تھا تو لیکن اس طرح کہ وہ آدھ میں سے ہمیں پوری قوت سے بھر دیکھا تھا اور

بات بڑھتی جا رہی تھی میں نے تیزی سے کیلاش کو غنط کر کے ہونے اپنی زبان میں کہا۔

”کیا مردار سمورا کی حالت تشویش ناک ہے یا وہ؟“ اسی وقت ہمارے پیچھے اس کیس کا دروازہ ایک لمحے کی آواز کے ساتھ کھلا جہاں سمورا کو بغیر آرم لٹکا گیا تھا اور جو شخصیت کیس سے نمودار ہوئی وہ ساواری کے سوا کسی اور کی نہیں تھی میں نے فوٹ کر ساواری کے چہرے پر نظر ڈالی تو مردل دھک سے رہ گیا، اس کا حسین چہرہ حسرت و یاس کی تصویر بنا ہوا تھا، بال بکھرے ہوئے تھے اور غم صورت آنکھوں کے پونے بری طرح سوچ لیے تھے شعلوں کی چپکاپی روشنی میں اس کا وجود اس وقت بڑا ہی پرامرار نظر آ رہا تھا۔

”ساواری“ سب سے پہلے منامانے اسے بلند آواز میں غما کیا کہ کیا مردار سمورا بقید حیات ہے؟

جواب میں ساواری نے ایک نظر اوردو لوگوں کے بے رحم اور بے جان بت پر ڈالی پھر اس نے حقارت بھری نظروں سے مکالا کو گھورا اس کے بعد اس کی ویلن آنکھیں کیلاش کے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔

”وہی ہوا جو میں نے کہا تھا، یہ جیکب نے اپنے پر بکھلنے سے صلیب کا نشان بناتے ہوئے آج سے کہا۔ غریب سمورا ایک دکھ سے نجات پانے کے سلاچ میں تمام دکھوں سے آزاد ہو گیا۔ رت عظیم اس پر رحم کرے۔“

جیکب کی باتیں سن کر میرے دل کی دھڑکنیں اور تیز ہو گئیں۔

”تو جیکب کیوں ہے ساواری۔ جواب نے ہر مکالا نے بڑی حقارت سے پوچھا۔ کیا مردار زندہ ہے؟“

”نہیں۔ سمورا اب اس دنیا میں نہیں رہا۔“ ساواری نے ایک لمحے کی پرامرار خاموشی کے بعد بلند آواز میں کہا پھر ہمارے جانب نفرت بھری نظروں سے گھورتے ہوئے بولی۔ یہ حقارت سے سمورا اور ہماروں کے دیوتا کا کھڑے ہیں یہ سب جھوٹے مکالا اور فریبی ہیں رات کھانے کی میز پر میں نے ان کی ایک ایک بات بہت غور سے سنی ہے ہمارے کتابتے جیسے آدھ و گرد و دیوتا کے قدموں میں جھینٹ چڑھنے سے بچانے کی خاطر انھوں نے فریبی دیوتاؤں کا ڈھونگ دیا ہے۔“

ساواری کا بیان سن کر ماحول پر سکستہ طاری ہو گیا پھر اس نے سر جی کیلاش پر نظر جماتے ہوئے سنا کر کہا۔

”یہ دھار سب بڑا دشمن جس نے مقدس سمورا کو ہم سے

نہیں کر تم ساواری کو چند لمحوں کے لیے ہمارے سامنے بلاؤ ہم اس سے مردار کی زندگی کی نصیب کر کے واپس چلے جائیں گے۔“ منامانے ایک مقول بات کہی تو کیلاش ہر دم بجا کر رہ گیا، مکالا کے مضمونی ہر کے ملے ساتھیوں نے بھی بلند آواز میں مناما کے پیش کردہ مشورے کی تائید شروع کر دی۔

مجھے پہلی بار بڑی شدت سے موقع کی نزاکت اور حاکم کی سنگینی کا احساس ہوا، کیلاش کو اصولاً مناما کی بات مان لینا چاہیے تھی لیکن اس کی خاموشی اس خدشے کو ہمارے رعبی کر سمورا واقعی دنیا سے مدھار چکا ہے لیکن ساواری نے کیا کیلاش نے ہرگز بے کوگوں کو تاریکی میں لٹکنے کی خاطر اسے بھی بھٹکانے لگا دیا۔

”میرے ذہن میں ساواری سے متعلق یہ خیال آتی سرکست سے ابھرا کہ مجھے جھجھکی ہوئی حالات آتی جلدی ہمارے حق میں اس قدر خطر ناک ہو جائیں گے کہ ہم نے اس کے ہالے میں سوچا بھی نہیں تھا میں نے کیلاش کے قریب جا کر اس سے سرگوشی میں صورت حال دریافت کرنے کی کوشش کی لیکن اسی وقت مکالا کی گرج دار آواز ابھری اور میری سرگوشی اس کی بھاری بھر کم آواز تلے ڈوب کر رہ گئی۔ وہ براہ راست کیلاش سے مخاطب تھا۔

”نہیں۔ ہم ساواری کی تصدیق پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ ہم مردار کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔“

”کیا مطلب؟ کیلاش نے حیرت سے پوچھا۔ کیا یقین ساواری کی باتوں پر بھی یقین نہیں آئے گا؟“

”یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے۔ یقین اس سے کوئی بحث نہیں ہونا چاہیے۔“

”گو یا تم اپنے پیادہ کی تجویز سے بھی اتفاق نہیں کر دے گے۔ کیوں؟“

”ہوسکتا ہے تم نے اپنے کالے جادو کے زور سے ساواری کے ذہن پر بھی قبضہ کر رکھا ہو اس لیے ہم اپنی آنکھوں کے سامنے اس کی جزیرہ اعتبار نہیں کر سکتے۔ اگر مردار زندہ ہے تو مجھے اس کے قریب جانے کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟ مکالا نے نہایت عیار دار انداز میں کہا۔ میں تم کو یقین دلانا ہوں کہ میرے ساتھ اور کوئی نہ ہوگا ہم اپنا اطمینان کرنے کے بعد خاموشی سے واپس لوٹ جائیں گے۔“

کیلاش کا لہجہ سرد ہو گیا۔ ”تم دیوتاؤں پر شہرہ کر کے خود کو بدترین مزاؤں اور کتاب کا حق دار بنا رہے ہو۔“

”تم جیکب کہہ رہے ہو۔ مگر میں نے سولے اور دیوتا کے کسی اور کے آگے جھکنا نہیں سیکھا۔ مکالا سینہ بٹھکے بولا۔

”مجھے ابھی تک کچھ پوچھنے کا موقع نہیں ملا۔ جب تک غنڈی سانس بھرے گا۔ لیکن ایک بات یقینی ہے۔ ان نول خوار و شیلوں کو ایک بار ہم پر چڑھا کر کا موقع مل گیا تو پھر وہ ہماری۔“

”کوئی دیکھے بغیر یقینوں کا سانس نہیں لیں گے۔ یقین لے آئے۔“

پیشتر میں رپ عظیم سے اپنے لیے مغفرت کی دھمیں مانگ رہا تھا۔ میں حقیقت معلوم کرنے کے لیے ایک قدم کیلاش کی جانب بڑھا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے روک دیا پھر مکالا کو گھورتے ہوئے سخت آواز میں بولا۔

”تم شاید بھول رہے ہو کہ ہم مند اور ہماروں کے دیوتا ہیں اور کبھی غلط بات سے کام نہیں لیتے۔“

”لیکن ہم اپنے مقدس مردار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر تسلی کرنا چاہتے ہیں۔“ مکالا کے ایک دوسرے ساتھی نے گرجتے ہوئے کہا۔ ہم صرف بخدا ہی بات پر یقین نہیں کر سکتے۔“

”میں نے وعدہ کیا تھا کہ سمورا دس بارہ روز میں مکا صحت یاب ہو کر دوبارہ بھٹکے درمیان ہوگا یقین میری بات پر یقین کرنا چاہیے۔“

”نہیں۔ ہم مردار کو زندہ دیکھنے بغیر بخدا ہی کسی بات پر یقین نہیں کریں گے۔“ مکالا کے تیور بے حد خطر ناک ہو گئے، جوں اور غنڈے کی حالت میں نیزا ہمارے وہ دوین قدم آگے بڑھا تو کیلاش نے پستول آسمان کی سمت بلند کر کے داغ دیا۔

خانہ کی آواز سن کر مکالا کے بڑھتے قدم رک گئے لیکن وہ پیچھے نہیں ہٹا، اس کی اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں سے اشتہام کے شعلے بلند ہوئے تھے پھر منامانے پہلی بار اپنی زبان سے کچھ الفاظ ادا کیے۔

”اے سمند اور ہماروں کے دیوتاؤں ہم بخدا ہی حقیقت سے انکار نہیں کرتے تم نے ہمارے مردار سمورا کو رسولی کے قرب سے نجات دلا کر بے شک و یقین ثابت کر دیا ہے کہ تم ہم انسانوں سے زیادہ بلند اور طاقت ور ہو جیسا کہ ہم اپنے بزرگوں سے دیوتاؤں کی طاقت اور ان کے کرموں کے ہالے میں سننے آئے ہیں لیکن کیا ہم ہماری بے یقینی دور کرنے کی خاطر ہمیں ایک نظر اپنے مردار کو دیکھنے کی اجازت نہیں دے سکتے؟“

”اگر تم ہیں دیوتا ایسا کہ مجھے جو توحشیں ہماری باتوں پر بھی اعتبار کر لینا چاہیے۔“ کیلاش سپاٹ آواز میں بولا۔ اس وقت سمورا آرم کر رہا ہے اور اس کے آرم میں نمل ڈانساں کی زندگی کے لیے خطر ناک ثابت ہوگا۔“

”اگر یہ بات ہے تو ہم اصرار نہیں کریں گے۔ مناما اچانک بڑی دواندیشی سے کام لیتے ہوئے بولا۔ لیکن کیا یہ بھی ممکن

متعدہ وحشی دزدے نیزے اٹھنے برابر ہماری طرف میں دیکھ رہے تھے کہ ہم اپنے بچاؤ کے لیے ذرا بھی ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش کریں تو وہ جملے نیم کو بے دریغ چھین کر دیں۔

منا اور اس کے چند دوستوں کو دیکھ کر ہم نے سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

منا اور اس کے چند دوستوں کو دیکھ کر ہم نے سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

منا اور اس کے چند دوستوں کو دیکھ کر ہم نے سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

منا اور اس کے چند دوستوں کو دیکھ کر ہم نے سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

منا اور اس کے چند دوستوں کو دیکھ کر ہم نے سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

منا اور اس کے چند دوستوں کو دیکھ کر ہم نے سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

منا اور اس کے چند دوستوں کو دیکھ کر ہم نے سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

منا اور اس کے چند دوستوں کو دیکھ کر ہم نے سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

منا اور اس کے چند دوستوں کو دیکھ کر ہم نے سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

گزارشیں نہ کیا گئیں۔

پھر سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

پھر سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

پھر سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

پھر سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

پھر سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

پھر سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

پھر سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

پھر سناٹا کر کے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور وحشیوں کے اٹھنے کے لیے کوشش کی۔ لیکن وہ وحشیوں کے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں ملنے کی کوشش نہ کر سکتے تھے۔

نقد و نعت ان کے قص میں بھی تیری آتی جاد ہی تھی جبکہ

کیا نہ ہی اب خاموش ہو چکے تھے اور میرے آنکھیں بند تھیں اس لیے ہر جہت کا منظر دیکھ لے تھے جس کا تصور ہم نے بھی خواب میں بھی نہیں کیا تھا۔ الاؤ کے پورے حصوں کی لپٹ

جھم کے چوں پر موت کے خوفی دھس کا سماں پیش کر رہی تھی۔ یسوع مسیح کی قسم یہ لوگ تو دزدوں سے بھی بدتر ہیں جبکہ

نے پل پار بھر بھری لینے ہوئے کما۔ رت عظیم نے چاٹا تو یہ ایک دن پورے جزیرے سمیت ممد کی بچہری ہوئی موجود میں

عزیز ہو جانے گئے۔ اور ہماری دو پان و شیشوں کا گوشت کھا کر ہمیشہ جوان

ہونے کا راز پالے گی بچہ دو ستر ستر میں اس کی اتنا منتقل ہو کر جب نیا جنم لے گی تو۔۔۔

کیلا نہ ہی اپنا جلد پورا نہیں کر پایا تھا کہ میں اپنے عقب سے مامی کے زور زور سے بھونکنے کی آواز سنا دی۔ مامی بے میں موت کے تصور میں گم ہو کر کھیر فراموش کر چکا تھا

غالب جیسے خلافت اس جتن پر احتجاج کر رہا تھا اور اس کا وہ احتجاج رائیگاں نہیں گیا۔ ویشیوں کے چکر بھر خوشی سے

تپ کر گئے۔ مامی کے آواز میں کھڑے ہوئے اور اس کا وہ احتجاج رائیگاں نہیں گیا۔ ویشیوں کے چکر بھر خوشی سے

تپ کر گئے۔ مامی کے آواز میں کھڑے ہوئے اور اس کا وہ احتجاج رائیگاں نہیں گیا۔ ویشیوں کے چکر بھر خوشی سے

تپ کر گئے۔ مامی کے آواز میں کھڑے ہوئے اور اس کا وہ احتجاج رائیگاں نہیں گیا۔ ویشیوں کے چکر بھر خوشی سے

تپ کر گئے۔ مامی کے آواز میں کھڑے ہوئے اور اس کا وہ احتجاج رائیگاں نہیں گیا۔ ویشیوں کے چکر بھر خوشی سے

تپ کر گئے۔ مامی کے آواز میں کھڑے ہوئے اور اس کا وہ احتجاج رائیگاں نہیں گیا۔ ویشیوں کے چکر بھر خوشی سے

ہو سکتا ہے کہ قحطی وحشی یا دریں کے جسم کا درست

بنانے میں مہارت نہ رکھتے ہوں اس لیے جسکے کھنکھن کر ایک عمر اور لذتہ خوش کی شکل لینے کے لیے طلب کیا گیا ہو

تم۔ تم بھی اور دینا کے وحشی دزدوں سے تم نہیں۔ جبکہ نے ہونٹ چبائے تھے لغزت سے جواب دیا۔ مرغی نے کھانے لطیف احسانات کو کھیر رنگ۔ اٹوکر دیا ہے۔ سامنے ہمارا موت کا تیشہ پلکیا جا رہا ہے اور تجھیں اس وقت مل گئی سوچ رہی ہے۔

میں الاؤ کے گرد بھڑکے جیسے جیسے کا کبرے دیکھنے میں محو تھا اس لیے موت کی طرف توجہ نہیں دے سکا۔ کیلا نہ ہی

آوازیں بولنا۔ جبکہ جلی بھن کر کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا لیکن

جسکے کی منہ نے والی آواز میں کر دی تھی اس کی جانب توجہ ہو گیا۔ بڑوں کے ڈھانچے کو بدستور سرے بلند کیے وہ اور بھی اور

تیز آواز میں جھم سے خطاب تھا۔ اور وہ فینا کے وحشی دزدوں اور دلوٹا کے ظہیر بجا رہا

کیا تم ہر ذریعہ حاصل کرنے کے چھوڑنے میں اتنے اندھے ہوئے ہو کہ انھیں انسان اور دلوٹا کی پہچان بھی نہیں رہی ہے

ہم اور وہ دلوٹا کے بچاری ہیں۔ کسی اور کو لینے دلوٹا سے بند نہیں مان سکتے۔ ماما نے جسکے کے ہاتھ میں بے ڈھانچے کو وحدت مندی سے گھولنے ہوئے فریضے میں کہا۔ ہم

جسکے منہ سے بے ہوش دلوٹا نہیں ہیں ساوادی نے نہیں بتایا ہے کہ ان تینوں نے خود کو ہمارے دلوٹا کے مناسبت چھوڑ کر

کے لیے دلوٹاؤں کا ڈھونڈ رچا رکھا تھا لیکن سمورا کی موت ان کا بھڑا بھڑا چھوڑ دیا

اور اب سمورا کے بعد تم اور دینا کے منہ مرزا ہو گے کیوں مکا لیا میں ٹھیک کر رہا ہوں

ہاں۔ اس کا فیصلہ مرزا اور سمورا اور ہمارے ساتھی پہلے ہی کر چکے ہیں

میں جانتا ہوں۔ جسکے نے ہاتھوں میں بلند بڑوں کے لیے جان ڈھانچے کی طرف دیکھتے ہوئے چپھتے انداز میں کہا۔

سمورا کا یہی فیصلہ تھا کہ اس کی موت کے بعد اور دینا کی باگ ڈور تمہارے ہاتھوں میں ہوگی۔ ڈھاکا کا کیا ہے کیا؟

ہوگا۔ میں تو چوکا تھا۔ ہوگا کہ سلسلے میں کوئی سختی جواب دینے سے ساوادی نے بھی دیدہ و دانستہ گریز کیا تھا اور

ہوگا ہی کا نام سن کر مکا لیا کے چکر بھر بھی ہواشیاں اڑنے لگی تھیں بچہ بدستور بولنا۔

پہلے ہم اپنے دشمنوں سے نمٹ لیں اس بات کا

سوال نہیں سمجھ سکی تھی میں نے تو بے چھوٹے لیے میں اپنا مافی الغیر اور ناجائز ایک لمحے کا سامنا نہیں ہو سکی۔ زبان کا مسدود اس کے درمیان اجماعیت کی دیوار بن کر حائل ہو رہا تھا۔ میرا حال ایک بات بھر پروری طرح واضح ہو چکی تھی کہ وہ میرے کیس میں بلا مقصد نہیں آئی تھی، مجھ سے کوئی اہم بات کرنے کی خواہش نہ تھی، بصورت و مجرورہ دشمن کی حیثیت سے کسی خطرناک ارادے سے آئی ہوئی تو اب تک میرا کام تمام ہو چکا ہو گا۔

مجھے اپنی حماقت کا احساس بھی ہو رہا تھا، ویشیوں کے جبر میں مجھے دروازہ کھلا دیا تو نہیں سوتا چاہیے تھا اور سنا چکا تھا میرے ذہن میں ایک سوال تیزی سے ابھرا۔ نہ جانے وہ کہیں کے دروازے پر کب سے کھڑی ہو؟ ہو سکتا ہے اس نے سونے میں میرے سرچھینے چلانے کی آواز سنی ہو اور پرسیس احوال کھیلے چلی آئی ہو؟ کیا اگر میرے شور و غل سے اس کی آنکھ کھل سکتی تھی تو پھر عجیب اور کیلاش کو بھی اس کے ساتھ ہی موجود ہونا چاہیے تھا؟

کیس میں طاری طویل خاموشی میرے عصاب پر اثر انداز ہونے لگی تو میں آہستہ سے بستے سے اتر کر پیچھے ایک کمرے میں نے اپنا دامن ناخدا تیزی سے ڈرائنگ گاؤں کی عیب میں ڈالا۔ سکون کی ایک لہر میرے جسم میں دوڑ گئی، میرا تنشی پستول ہے میں عام طور پر سونے وقت تک بے نیچے رکھتا تھا میری جیب میں موجود تھا۔ شاید رات میری آنکھ اچانک لگی تھی جس کی وجہ سے تو میں کیس کا دروازہ بند کر سکا نہ مجھے پستول کا ڈون سے نکال کر تھیکے کے نیچے رکھنے کا خیال نہ ملا۔ میں نے ایک نظر اپنے عویز نامی پر ڈالی پھر دوبارہ ساواری کی جانب دیکھ کر مجھے سے چند قدموں کے فاصلے پر کھڑی بت کی مانند ایسا وہ خاموش نظر آ رہی تھی معاً مجھے تاریکی میں روشنی کی ایک کرن نظر آئی، جہاں زبان ساتھ نہ وہ وہاں اٹھتا ہے ترجمان بن جاتے ہیں چنانچہ میں نے اشاروں کی زبان میں اسے غائب کیا۔

اس وقت مجھے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے سب غیر متوقع ہے؟

اس بار مجھے اپنے ارادے میں بالخصوص نہیں ہوئی، ساواری نے جواب میں گڑب گڑی کہی کہ مجھے کی جانب دیکھیں جس کے دو ہی مفہوم ہو سکتے تھے۔ یا تو وہ مجھے باور دلانا چاہتی تھی کہ سمرا کی حالت عجیب نہیں اور مجھے اس کی مدد کرنا چاہیے۔ یا پھر یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہاں کیس قریب ہمارے سوا کوئی تیسری شخصیت تو موجود نہیں۔ اگر میرا بلا اندازہ درست تھی تو اس کو سیرکس آنے کے بجائے ڈاکٹر کیلاش کے پاس جانا چاہیے تھا۔

وہ سے گھوڑا رہی تھی۔

ہر جگہ کو جھگھکے میں نے دیکھا وہ محض ایک خواب تھی۔ بے باور دہائیوں کی ایک عجیب جگہ اور ہولناک صورت جو میرے ہاتھ کے پردوں پر تھر تھر ٹھٹھکیں میں خود بخود ہولناک ہو چکی تھیں۔ میرا خواب کی اذیت ناک اور وحشت ناک کیفیتوں کے زیر اثر زبردستی شدت سے دھڑک رہا تھا۔

میں اپنے کیس میں اپنی لیٹر پر زندہ و سالم موجود تھا۔ ابھی میرے قریب تھا اور شور و غل اور آواز وہاں کی کہ وہ دل نہ اڑاؤں جو چہ نہ میرے مشیر میرے سر اصرار کو کچھ نہیں ہوئی میں آتے ہی خوف غلہ کی طرح ناپید ہو چکی تھیں۔ اب ایک گراں رسکٹ طاری تھا، میرے سر کیس کا ہر لمحہ دشمنی باب بھی اس پر پھول سائے میں آؤ گئے نظر آ رہا تھا لیکن میں نظر آنے والے غور و خیال میں نہ رہنے مجھے پسینے میں شراب آ رہا تھا۔

خواب کی کیفیت سے نجات پا کر حقیقت کے عالم میں کے بعد میرے ذہن کو جو شہدہ جھجکا لگا، میں ابھی اس سے باہر خود کو مطمئن بھی نہ کر پا رہا تھا کہ ساواری کو دروازوں کے بیچ کھڑا دیکھ کر بے اختیار چوک اٹھا، میں نے فوری طور پر غائب ہونے کو کہا جہاں ناک خیال پر آ رہا تھا میں نے سونے سے کیس کے دروازے کو اندر سے لوٹ کر لیا تھا لیکن سلووری کی کی غراب نہیں بلکہ ایک حقیقت تھی، میں نے جلدی سے اپنی دل کر اس بات کی تصدیق بھی کر لی کہ میرے کیس کے دروازے ہی کی موجودگی خواب نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت ہے۔ میں نے خود کو سمجھانے کی کوشش کی کہ قتلے دنگ بدل کر ساواری کی نظروں میں آ گیا مجھے وہاں اتنی رات گئے لاپرواہی کا سبب دریافت کر رہا ہوں اس نے کوئی جواب دیا، بدستور خاموش کھڑی ساٹ نظروں سے گھوڑی رہی، لے گھولنے کے انداز میں کسی نفرت یا حقارت کا اظہار تھا تو محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مجھ سے کچھ کہنے کی غرض سے ناک کی بات زبان تک لانے سے پیشتر مجھے نگاہوں نگاہوں لگا رہی جو چند لمحے ہم دونوں نے ایک دوسرے کو ٹوٹتی دیکھ کر پھر میں نے اپنے دل کی دھڑکنوں پر تبادیل نہ ہوئے دریافت کیا۔

”اچھا کتنا جانتی ہو؟“

جواب میں اس نے کچھ نہیں کہا۔ کچھ کیلنگ باندھے میری سمت اٹھ کھڑی اس کی خاموشی سے وحشت ہونے لگی میں پری ل کی زبان سے واقف نہیں تھا شاید اس لیے وہ میرا

غضب ناک انداز میں کیلاش کی جانب ہاتھ بلند کر دیا۔ مگر اس کا اشارہ پاتے ہی ویشیوں نے کیلاش کو اپنے شکم میں بھونک کر بھڑکتے شعلوں کی طرف دھکیلا شروع کر دیا۔ میں نے بھونک کر کیس کی طرف دیکھی ماس کے ہونٹوں پر بڑی پرامن سرکسٹ دھک کر دی تھی۔ میں جیٹ نہ رہ سکا۔ جلدی سے سر کے دروازے میں کیس کے ہاتھوں سے شکار کئے رہتا ہوتا دیکھ چکا تھا۔ مجھے اس بات کا بھی علم تھا کہ کیس کی رگوں کو ملانے کے سلاو عملی ترمیم میں بھی جانت رکھتا ہے، ہو سکتا تھا کہ اس نے صبر و تحمل پر بازی ہار دینے کے ہاتھ میں اپنے ذہن میں کوئی منصوبہ بنا رکھا ہو لیکن میں کیلاش کو اس بھڑکتی انگ کے حوالے ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا چنانچہ وہ اسے زبردستی گھٹنے ہوئے شعلوں کے قریب پہنچے تو میں بے اختیار یہ سوچ اٹھا۔

”نہیں۔۔۔ ایسا مت کرو، میں تجھیں غیر ملوث ناؤں کا واسطہ دیتا ہوں، میرے سر و دست کو چھو نہ دو۔“

میں بے تحاشہ کران سے فریاد کر رہا تھا لیکن جیسے دو میری سوچ دیکھ کر نہیں سن رہے تھے یا پھر جہاں بوجھ کر برسے بے ہوش تھے، میں پوری قوت لگا کر خود کو ویشیوں کے جھگڑے سے بچنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا لیکن وہ جیسے انسان نہیں تھے اپنی مکینے تھے جنھوں نے مجھے اپنی گرفت میں خود رکھا تھا، میں نے عجیب کی سمت دیکھا وہ خوف سے، انھیں بند کیے ہوئے تھا اس کے ہونٹ متحرک تھے، شاید وہ کیلاش کی نجات کے لیے کسی دعا کا درود کر رہا تھا میں نے لپٹ کر تیزی سے کیس کی طرف بھاگا وہاں وہ بدستور اپنی جگہ سیدھے تھے کھڑا معنی نیز انداز میں مسکرا رہا تھا کیس کا وہ اطمینان مجھے اس وقت بہت گراں گزرا میں نے نفرت سے منہ پھیر لیا۔ کیلاش کی جانب توجہ مبذول کی تو میرا پیچھے کا سانس نیچے ادا ہو کر اوپر پڑ گیا۔

چھانپنے کے ویشیوں نے کیلاش کو ہاتھ پیروں سے میں تھم رکھا تھا کہ اس کا جسم ہوا میں بھول گیا تھا، وہ اسے جھکوتے نے کروشن الاؤ کی طرف اچھان چاہتے تھے کہ میں نے نہایتی انداز میں ایک دل دوز جوچ نامی اور پھر۔

میری آنکھ کھل گئی، میں اپنے کیس میں اپنے لیٹر پر موجود تھا۔ میرا ہونٹ کتنا خاموشی سے قریب کھڑا حیرت سے ہلکا منہ تک اٹھتا۔ جو کچھ میں دیکھ رہا تھا وہ ایک عجیب خواب تھا جس نے مجھے متراپا پسینے میں خراب کر دیا تھا۔ میں نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا لیکن دوسری لمبی میری نظر کیس کے دروازے کی جانب اٹھی تو میں ایک بار پھر بے اختیار چوک اٹھا۔ دروازے کے نیچوں بیچ ساواری کھڑی تھی ساٹ

فیصلہ بعد میں ہو گا۔

”تم سمجھنا دو ہواؤں کے دیوتاؤں کو دشمن کہہ رہے ہو۔“

جیکس کا کچھ بدستور بے حد پراسرار اور عجیب تھا۔ ”ایسے انجام سے ڈرو ورنہ ہنگامہ (HANGAROO) کی طرح تم کو برباد کر دے گی۔“

مکالا ایک ٹائپ کو چپ ہو گیا، پھر اس نے ایک نظم ساوری ادا کیلاش پر ڈالتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔

”میں غیظ ہنگامہ کی پراسرار روح کے آگے سر جھکا تا ہوں لیکن اپنے سر مار کے قانون کو دیوتا نہیں مان سکتا۔“

”تم جھپٹاؤ گے مکالا۔ سوچ لو۔“

”غیظم اور فکے نام پر بھڑکنے والے یہ شعلہ دودھ کلاو وہ اور بانی کا پانی کر دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔“ مکالا نے نصرت لیے میں جواب دیا۔ ”اگر یہ دیوتا ثابت ہوتے تو آگ ان پر اثر نہیں کرے گی۔“

”جھپک ہے۔“ جیکس تھوڑے تو قف سے بولا۔ ”تم بادی بادی ان تینوں کو آگ میں جھپک کر اپنی نسل کو لوٹ کر آنا یاد رکھنا کہ اگر میرے زبان کے مطابق یہ دیوتا ثابت ہوئے تو پھر تجھیں اور دو دیوتا کے قدموں کو چوم کر کسی آگ میں جھپکا لگا نا پڑے گی۔“

ہجوم سکتے کی کیفیتوں سے دوچار مجھ کو کھڑا مکالا اور جیکس کی گفتگو سن رہا تھا۔ الاؤ کے شعلے ہجوم کے پیروں پر موت کے عجیب ایک سایوں کی طرح ایک لمبے تھے جیکس کی بات سن کر مکالا کھسی گری سوچ میں غرق ہو گیا۔ اس نے کہنے تو ز اور خفارت بھری نظروں سے ساواری کی طرف دیکھا کچھ دیر جیکس چپکے بغیر سے تھراؤ اور نظروں سے گھوڑا زار ہا پھر اپنے ساتھیوں کے ہجوم سے نکل کر اور کتے کے قریب آکر بولا۔

”مجھے بھاری شرط منظور ہے۔“

”میں تجھیں ایک موقع اور دیتا ہوں مکالا پھر سوچ لو۔“

تیرکان سے نکل گیا تو وہاں نہیں آئے گا۔“

”مکالا نے اپنے انجام کی پروا کچھ نہیں کی۔“ مکالا نے اس بار غصے سے جھاتی پیٹ کر کہا۔ ”ہنگامہ کی روح مجھے قبضہ میں ہے تو اس نے تجھیں ہمارے اور لوگا کے بارے میں بہت کچھ بتا رکھا ہو گا۔ موت اور زندگی کا کھیل کھیلنا ہمارا دستور ہے اور مکالا اس دستور کو اپنی زندگی کی آخری سانس تک برقرار رکھنا بھی جانتا ہے۔“

پھر مکالا نے اپنے جیلے کے اختتام کے ساتھ ہی انتہائی

سکتی تھیں۔ کھانے کی میز پر خود سادری نے بھی لوگاکے
سلسلے میں کوئی جواب دینے سے گریز کیا تھا۔

میں چلنے لگے مگر یہاں سے اس کے چہرے پر اچانک
اچھرنے والی نفرت اور خفا کے طے جملہ اثرات کو دیکھتا
ہوا پھر تاریکی میں جو لکے دوٹی پر ایک تیرہ چڑتے ہوئے برف
معنی خیر سمجھے میں بولا۔

”اگر مرنا اندازہ غلط تھیں تو تھا راسا بھر مراد ہوگا ابھی
سبک مر تیں بکڑ زندہ ہے۔“
”تم تم اس بات کو اس قدر وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہو؟
اس بار سادری کے چونکنے کی باری تھی۔

”مورا کے برسرِ اقتدار آنے سے پہلے مکالا اور وہ ایک
دوسرے کے ساتھی اور گسٹو دست ہوں گے۔ میں نے رکنا رک
کر کتنا شروع کیا؟ مورا کو قہیلے کی مراد سے غرض تھی اور
مکالا کو یانک یادی سے دونوں ہم پیلا اور ہم نواز تھے لیکن لوگاکے
کو دریاں سے غائب کر دینے کے بعد وہ ایک دوسرے کے دشمن
ہو گئے اور یہ دشمنی آہستہ آہستہ زور پکڑتی تھی اور اب مکالا
کسی ایسے موقع کی تلاش میں ہے جو نہ صرف اسے مراد کی گری
فوز کرے بلکہ تھانے خوب صورت وجود کو بھی بلا شرکتِ غیر
اس کی ملکیت بنائے۔“

”تمہیں یہ باتیں کس طرح معلوم ہوئیں؟
”گو نامرخیال در دست ہے کہ لوگاکا ایک تک زندہ ہے
اور مکالا اور مورا دونوں اس راز سے واقف ہیں۔“
”ہاں۔ مورا خیال تھیک ہے۔“

”اور میرا یہ اندازہ بھی اپنی جگہ یقیناً درست ہوگا کہ
مکالا کو اقتدار سے زیادہ تمیز ہو۔ شاید ہی اسے وہ مورا کو
اس طرح رستے سے ہٹا دینا چاہتا ہے کہ سادری بھی مر جائے اور
لاہتی بھی نہ ٹوٹے۔ میں نے ٹھوس لیے میں کیا ایک بات
بظاہر مکالا کے حق میں جاتی ہے۔ براہِ انشاء اگر اس نے غرض
تھانہ کی خاطر مراد کی مورا کو سونپ دی تھی تو مورا کو بھی تھانہ
سلسلے میں اپنا براہِ تاؤم از کم مکالا کے ساتھ نرم رکھنا چاہیے تھا۔
”مراد مر جانو اگر اسے کالیں مجھے مکالا کے ہاتھوں کی
قیمت پر برباد نہیں ہونے کے گا۔“

”مکالا کو یقیناً راز معلوم ہوگا کہ لوگاکا کو کملاں روپوش کیا
گیا ہے۔ وہ اس راز کی قیمت کے سلسلے میں مورا کے سامنے تھانہ
بولی کیوں نہیں لگاتا؟“

”وہ۔۔۔ ایسا نہیں کر سکتا۔ سادری خفارت سے بولی۔
”لوگاکا کی زندگی کا راز اگر قہیلے والوں کو معلوم ہو گیا تو وہ سر ہار

کیا ہے۔ ورنہ اسی قبیلے میں مکالا جیسے مکار اور عیاؤں نے بھی
موجود ہیں۔ سادری نے نہایت خفارت سے جواب دیا پھر
قہیلے نے توقف سے بولی۔ ”تم لوگ خوش نصیب ہو جو ابھی۔۔۔“
”زندہ ہو۔“

”شاید اس لیے کہ ہم نے خود کو سمندر اور ہواؤں کا دیوتا
لاہر کے انھیں خوف زدہ کر دیا ہے۔“

”تم بھی مذہم تھیک سمجھ لے ہو یونکس ذرا سمر کو ٹھیک
وجانے دولے جا کہ صحت نوش کر لینے دو۔ پھر یقیناً اندازہ ہو
مانے گا کہ اس جزیرے پر بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو دولتِ باد
فتنا کی خاطر دیوتاؤں کو کہتی ہیں کہ بھینٹ چڑھا دینے سے
بچ نہیں کرتے۔“

”اوہ۔۔۔ میں نے سادری کی بات کے مفہوم کو سمجھنا چاہتا ہوں
بندگی سے کیا؟ گو یہ قائم ہے۔ یاد رکھنا چاہتی ہو کہ جس طرح
ہم نے دیشوں سے مدد و غوثی کے سلسلے اپنی زندگیاں محفوظ
رہیں اس طور قبیلے کے کچھ سرور اور وہ لوگ بھی ہمارے ساتھ
سب کاری میں مصروف ہیں۔ انھیں غالباً مورا کی زندگی
خاطر ہمارے ساتھ سمجھنا پڑا ہے۔“

”اور مکالا کا نام ان بولناک زندہ میں سرِ فرست
اور یہ خفارت سے بولی۔ وہ اور دفنا کے اقتدار کے ساتھ ساتھ
یہ بھی دانت جمانے لگے۔ ”جب نہیں کہ وہ اس وقت
اپنے دل بارہ ساتھیوں کے ساتھ سر جوئے بیٹھی سمورا
ات کے بعد اپنی کامیابی کے جشن کا خواب دیکھ رہا ہو۔
”نمانے نہ جھگے ہم پر یقیناً دیوتاؤں کے قدموں پر بھینٹ
ہونے کا فوری مشورہ نہ دیا تو اور وہ یقیناً اور خفارت سے
یقیناً کو اب تک موت کے گھاٹ اتار چکا ہوتا۔“

”کیا سمورا اور ماما کو اس بات کا علم نہیں کہ مکالا ان کے
لیان آتین کا سائب ہے۔“

”معلوم ہے لیکن قبیلے کے سرور اور وہ لوگوں کے دیشوں
راہِ راستہ مشترک ہے جس کی وجہ سے مکالا کے غلاف بڑا
ناگوارائی نہیں کر سکتے۔ سادری کے لیے میں کرب کی
لٹی تھی غصوں کے کمرے میں وہ بہن کے دیشے چھلنے لگے۔
”خواب کی باتیں یاد آئیں۔ جیکس نے بھی مکالا کو سمورا
بہرِ گزارنے کا حوالہ دیا تھا۔ یونکس لوگاکے نام پر مکالا کو کچھ
خفارت جیکس کی باتوں سے ہی اندازہ ہوتا تھا کہ لوگاکا جو
اساتھ میں اور دفنا کے قبیلے کا سرور تھا مر نہیں بکڑ زندہ
وہ یانک خواب کی قہیلے تک جو نہ جیکس جیسے پراسرار
لکے زبان سے اسے اپنی قہیلے اس لیے بلا قصد نہیں ہو

جو خدا بھرا تھا وہ غلط نہیں تھا۔

”تم۔ کیا چاہتی ہو؟ میں نے تیز نفوس سے گھورتے
ہوئے پوچھا۔ آہستہ آہستہ مراد کی اگر تھیک ہو گیا کہ میں تنہا
تم سے ملی ہوں تو وہ میرا دشمن بن جائے گا۔ اس نے سر کو مٹی
کی پھریں اس کے کہیں کچھ کتا وہ تیزی سے اندھا ہوا اور
چلت کر کہیں کے درازے کو آہستہ سے بولٹ کر دیا۔

غلاف توقع نامی نے اس وقت بھونکنے کی کوشش
تھیں کی شاید اس کی گھٹی میں جس نے بجانب لیا تھا کہ سادری
اس وقت سے کہیں میں کسی خطرناک ادارے سے نہیں آئی تھی۔
”مورا کی حالت اب کیسی ہے؟ میں نے سادری کے
چہرے کے تاثرات کو بغور دیکھتے ہوئے آہستہ سے پوچھا۔
”طور پر میں نے اس سے یہ دریافت کرنے کی محنت نہیں کی کہ
اس کی اصلیت کیلئے اور اس نے انگریزی زبان میں شرح
اور کہاں سے سیکھی کسی جلد بازی کا مظاہرہ کر کے میں اس پر
اپنی بڑھاپا کا اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا۔

”پتلے سے بہتر ہے۔ اس نے ہونٹ کاتے ہوئے آہستہ
سے کہا۔ ”دردی قدرت کو مدد کرنے والی گولی کے ساتھ میں
اسے نیند کی گولی بھی لے آئی ہوں مہلکہ اس کی آنکھ دبا
کھل جائے۔“

”تم فحاشی دہیں اور دوا اندیش معلوم ہوتی ہو یونکس۔۔۔
”کیا یقین یقین ہے کہ مریجی کلاش نے مراد کا ہاتھ
کیا ہے وہ کامیاب ثابت ہوگا؟ سادری نے میری بات کو
انداز کرتے ہوئے سوجھتی کی سے پوچھا۔

”موت اور زندگی خدا کے ہاتھ ہے۔ رکنا کلاش کا
”میں ہمیشہ سے اس کی صلاحیتوں کا معترف ہوں۔ میں نے
پتلے سے وثوق سے کہا۔ ”کیلاش ایک کچھ کامیاب اور تجربہ
مرد ہے۔“

”اگر مراد کا آپریشن کامیاب ہا تو جزیرے کے لوگ اس کا
صحت کا شان دار مشن منائیں گے۔ سادری نے کچھ سوچتے
ہوئے جواب دیا تو میں چونک اٹھی۔

”کیا یقین مراد مورا کی زندگی عوریز نہیں؟“
”وہ مجھے بتاتے ہیں کہ اس طرح عوریز ہے۔ وہ تیز
بولی۔ ”اگر اس خریف آدمی نے مجھے بیٹہ نہ بنایا ہوتا تو
خود اپنے ہاتھوں اپنا کتا گھونٹنے پر مجبور ہو جی ہوتی۔“

”حیرت ہے۔ میں نے زبردستی بولا۔ ”تم ان دیشوں
خریف کہہ رہی ہو جو مذہب کی اجڑے ہوئی باتوں پر
”میں نے صرف مراد کے ہاتھ میں اپنی رائے کا

جس نے مورا کو رسولی سے نجات دلائی تھی دوسری صورت میں
اس کی شخصیت سے کہیں ایک معجزہ ثابت ہوئی۔ جب اسے علم
تھا کہ میں تھانے سے ہٹاؤں تو وہ تیز رفتاری سے تھانے میں
سے کیا کہنے کی خواہش نہ تھی؟

”دھنچھے ایک امکان کا خطرہ کا احساس ہوا۔ کہیں ایسا
تو نہیں کہ سادری کے دوسرے ساتھی ہمارے نصف جہاز پر موجود
ہیں اور باری باری کیلاش اور کیکب کو ٹھکانے لگانے کے بعد
اب میری سمت آنے والے ہوں نہ مانہنے کھلے الفاظ میں اس
بات کا اظہار کیا تھا کہ جب بھی اجنبی لوگوں نے جزیرے پر قدم
رکھا وہ تباہی اور بربادی سے ضرور دوچار ہونے لگے۔ اسی لیے
انھوں نے جزیرے میں قدم رکھنے والے ہر اجنبی کو دیوتاؤں کے دشمن
میں بھینٹ چڑھانے کی رسم ڈالی تھی۔ ہمارے سلسلے میں یقیناً
اس لیے مالوسی ہوئی کہ ہمارے پاس آتشیں اسلحہ تھا جو ان کے لیے
عجوبہ ثابت ہوا۔ خوف زدہ ہو کر رفتی طور پر انھوں نے ہماری
جانب دوستی کا ہاتھ بڑھا لیا پھر جب مراد مورا کو رسولی کے
مناجے بھی نجات حاصل ہو گئی تو جزیرے کے بزرگ لوگوں کے
باہمی مشورے سے ان دشمنی و زندہ سے ہم سے رات کی تاریکی میں
چھٹکارا پانے کی محال ہو اور شاہ سادری کا کسی ایسے ہتھیار
کہیں کے دروازے پر کھڑی تھی کہ کہیں اسے ہتھیار کی گولہ پکڑ
رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھانے ہونے کی دوسری صورت
نکل جاوے۔“

”مجھے وطن سے دور ایک گنم جزیرے میں دیشوں کے ہاتھوں
کربناک موت سے دوچار ہونے کا تصور ہی سے ہر گھبرائی
آگئی۔ میں نے عجیب میں پڑے ہوئے پیتول پر اپنی گرفت اور
مضبوطا کرنی مرنے سے پہلے پیتول کی میگزین میں موجود آتشیں
سیرنگز اور دیشوں کو خون میں لبت پت کرنے کے لیے کافی تھیں
مجھے خود اپنی سادری پر بھروسہ آنے لگا۔ میں سادری کے
چہرے کی مصورت میں غم پر کمر بستہ سامنے قیمتی لمحات ضائع
کر چکا تھا لیکن غصے کا احساس ہوجانے کے بعد ایک ایک لمحہ
بہت قیمتی تھا چنانچہ میں تیزی سے دروازے کی جانب بڑھا
تب دوسرے ہی لمحے سادری نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے نکلنے
کی بات کی پھر تیز زبان میں نہایت روانی سے انگریزی زبان
میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے بولی۔ ”مجھے تم سے بہت اہم اور
ضروری باتیں کرنا ہیں۔“

”میرے بڑے بڑے قدم ایک لمحہ رک گئے۔ سادری کو
انگریزی بولنا سن کر میرے دل کی دھڑکنیں ایک بار پھر تیز ہو
عین رات کھانے کی میز پر اس کے ہاتھ میں سے ڈھنچھے

سمور کے حق میں کیلاش کی سیاحتی بیکار نہیں تھی، تین روز تک وہ بے ہوشی کی کیفیتوں سے دوچار داماگین چوتھے روز اس کی حالت سنبھل گئی۔ اس روز اس نے خود اپنی زبان سے سرگن کا شکر بھرا دیا۔

”تم نے ایک آسمانی عتاب سے نجات دلا کر مجھے خرید لیا ہے۔“ دوتاؤں کی طاقت لازوال ہوتی ہے۔ مسرت۔ کیلاش نے مسکراتے ہوئے کہا: ”تھاری محنت اچھی تھی جو تم نے اور مجھے ساتھیوں نے بھاری طوف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور“

”ورنہ کیا ہوتا؟“ سمور نے تکیے پیر میں سوال کیا۔ ”ورنہ یا تو ہمیں مجھے قدموں پر سر ہکا کر اپنی زندگی کی جھبک مانگنا پڑتی یا پھر خود اپنے ہاتھوں پھانسی کا چنڈا لگے میں ڈال کر عزت کی موت کو ترجیح دینا پڑتا۔“ جب تک برا سامنے نہ مانے ہوئے کہ۔

”کیا تم اپنی کالی زبان کچھ دیر بچھلے بند نہیں رکھ سکتے؟“ کیلاش نے اسے دھتکتے ہوئے کہا۔

”میری رائے تو اب بھی مزار کے سامنے اپنی حلیت ظاہر کر دو، جیکب بڑی جیندی کے جواب دیا: ”اب عظیم کی قسم میں نے دل سے کوئی اور فریب کو کبھی چھلے چھو لے نہیں دیگی۔“

”یہ تمھارا ساقی کیا کہہ رہا ہے؟“ سمور نے دریافت کیا۔ ”تمھاری صحت کے لیے دوائے خیر کو رہا ہے؟“ کیلاش نے بڑی خوبصورتی سے بات بھادی پھر سردار سے باتوں میں مشغول ہو گیا۔

ساوری سب کچھ سننے اور سمجھنے کے باوجود اس طرح انجان بنی کھڑی رہی جیسے ہماری باتیں اس کی سمجھ سے بالاتر ہوں۔ اس کی حیرت انگیز داد کا راز مصلحتوں پر غور کرنا باقی کر جیکب سے قریب آتے ہوئے سرگوشی کی۔

”تمھارا کیا خیال ہے حال۔“ کیا سمور کی کیفیت سچ سچ سنبھل گئی ہے یا مرنے سے پیشتر یہ سنبھلا لینے کی حالت سے دوچار ہے؟

خدا کے لیے جیکب اپنی زبان بند ہی رکھو، میں بڑی سے کہتا ہوں حالات کے جس دوا لہے پر کھڑے ہیں وہاں ایک جانب کوہ ناک موت سے اور دوسری جانب زندگی کی ایک مہم جوئی امیہ میں امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

”اسی لیے تو کہہ رہی ہوں مسکروں، مرنے سے پیشتر میں اپنے اپنے دونوں کا بوجھ ہلکا کر لینا چاہیے۔“ جیکب سے پوچھ کر کاشان بنانے ہوئے جیندی کے بولے: ”کیا تم

کی سمت جانے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ وہ دن تمہیں کی زندگی کا سب سے زیادہ تباہ کن دن ہوگا اور تمھاری برادریوں کے باب میں ایک ہمت ناک اضافہ ہوگا یا اس وقت میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں بتا سکتی گی۔“

”موت ایک سوال اور۔“ میں نے ساوری کو دروازے کی سمت پلٹا دیکھ کر غصوں آواز میں کہا: ”کیا تم مجھے منگواؤ اور اس کی مقدس روح کے بالے میں کچھ بتانا پسند کرو گی؟“ ساوری کے بڑھتے ہوئے قدم کی غمت دک گئے۔

”ہے تیری سے پلٹ کر مجھے حیرت سے گھورنے لگی، چند ثانیے پر سے پر بھاری تاثرات کو پڑھنے کی کوشش میں صرف ہی پھرونی۔“ تم نے تم نے نا اگلاں سنا ہے۔“

”میں اپنے سوال کا جواب چاہتا ہوں۔“ میں نے دیدہ و نشہ اپنے منہ میں پر ایک فاتحانہ اور معنی خیز ہنسنے لگا۔

”ہنگامہ کے بالے میں مجھے کچھ زیادہ نہیں معلوم البتہ اب بار سردار نے اتنا معلوم بتایا تھا کہ اس نام کا جانور جس ہنس اب تقریباً ناامید ہو چکی ہے کسی زمانے میں افریقہ کے ہنگامہ تھے اور ناقابلِ موجود جنگلات میں پانا جاتا تھا۔“

مور کے بیان کے مطابق جب کوئی شخص چالیس روز تک لٹن خوار جانور کو بھوکا پیاسا اپنی قید میں رکھنے کے بعد لکڑیوں کے ڈھانچے کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا

ہو جاتا تو اس کی روح اس کے تابع ہو جاتی ہے اور اسے مستقبل ناپیش آنے والے تمام حالات سے آگاہ کر دیتی رہتی ہے، مرنے کے بعد ہنگامہ کو بھوکے بے عظیم اور مقدس سمجھتے ہیں اور اس

س کو بھی قابلِ احترام سمجھتے ہیں جو ہنگامہ کے پیچھے کا مالک ہے۔ لیکن تم۔“ تم۔“

”پریشانت ہو تم میں نے ایک بار پھر فاتحانہ انداز باری برائی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ”جاؤ اور جا کر مزار کی بت کرو۔“ وقت آنے پر تجھیں ہمارے بالے میں بھی ہرگز

پس معلوم ہو جائیں گی۔“ ساوری مجھے کچھ دیر تک حیرت بھری نظروں سے گھورتی

ہی ہنگامہ کے ذکر کرنے سے اسے شش دھڑکا رہا تھا۔ پھر وہ

ماہانہ خیال کے تحت تیری سے ملٹی اور کین کا دروازہ

دلی ہوتی بارگاہ گئی۔

میں پر ہر گھنٹہ کے بالے میں سوچنے لگا جو جزیرہ اسپا پر

ال موت کے بعد ہنگامہ کی ساؤزہ ہڈیوں کے ڈھانچے کو

مل کرنے کے بعد اور زیادہ حیرت انگیز قوتوں کا مالک بن

ا تھا۔

سمور کے ساتھ ساتھ مکالا کی بھی نگرہ بڑی کر ڈالیں گے۔“ کیا تم واقف ہو کہ ہنگامہ قید ہے؟ میں نے جیندی سے دریافت کیا۔

”ہاں۔ سمور نے مجھے اپنا نام لازماً لیا ہے، صرف اس لیے کہ اگر وہ اس دنیا میں باقی نہ رہے تو میں مکالا کے ناپاک اور

گندے ہاتھوں کو اپنی طوف بڑھنے سے روک سکوں۔“

”ہو سکتا ہے تمھارا خیال درست ہو لیکن میرا خیال اس کے برعکس ہے۔“ میں نے معلوم کی نواکت محسوس کرتے ہوئے

ایک امکانی شے کا اظہار کیا: ”سمور کی موت کے بعد مکالا جیسا عیار اور مکار شخص خودی طور پر تمھاری جانب رجوع نہیں ہو

گا، ایسا کرنے سے پیشتر وہ سب سے پہلے ہنگامہ کو ہمیشہ کے لیے

ٹھکانے لگائے گا یا موجودہ قید خانے سے بھی اور جگہ منتقل کرے گا۔“

”نہیں۔ مکالا ہنگامہ کو قتل نہیں کر سکتا۔“ وہ تیزی سے

بولی: ”اور دینا کے وحشی دہنے سے خیر مذہب پڑنے کے باوجود

کچھ عقیدے رکھتے ہیں جیسے میں کسی سردار کا قتل ان پر۔“

تباہی اور بربادی بھی اگلا سکتا ہے اسی لیے ہنگامہ کو قتل نہیں کیا گیا۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ مکالا سردار کی موت کے بعد ہنگامہ کو کھسی

اور محتاط مقام پر منتقل کرے۔“

”کیا ہنگامہ کی زندگی کا راز مکالا اور سمور کے سوا کسی اور کو

نہیں معلوم۔“ میرا مطلب یہ کہ اگر قبیلے والوں کو ان کی سازش

کا علم ہو جائے تو ان کا ذہن کیا ہوگا؟“

”انتقام کی آگ انھیں اندھا کرنے کی۔“ یہ بھی ہو سکتا

ہے کہ وہ ہنگامہ کو مراد کرنے سے پیشتر ہی مکالا اور سمور دونوں

کو اپنے عتاب کا نشانہ بنا ڈالیں۔“

”تم نے مجھے اس سلسلے میں اپنا راز دکھائے بنالیا۔“ میں

نے ہتھوڑے توڑنے سے پوچھا۔

”مجھے اس لیے کہ تم اپنے دونوں ساتھیوں کو اس بات

سے باز رکھو کہ میری شخصیت میں کسی دلی جیسی کا اظہار

کرنے کی طاقت سے گریز کریں ورنہ مکالا کو اگر قبیلہ ہو گیا تو

قہر کران پر ٹوٹ پڑے گا۔“

”تم کیلاش اور جیکب کو غلط سمجھ رہی ہو وہ دونوں۔“

”میں اپنی نہیں مکالا کی بات کر رہی ہوں جو جیندی سے

زیادہ عمن غرار اور لومڑی سے بھی زیادہ جالاگ اور عیبتار

طبیعت کا مالک ہے، قبیلے کے مشیر لوگ اس سے خوف زدہ

رہتے ہیں۔“ ساوری نے نہایت مگر عجیب انداز میں جواب دیا۔

”یہ اور بات ہے کہ وہ تم لوگوں کے جھانے میں آگیا لیکن

ایک لمحے کے لیے بھی تمھاری طرف سے غافل نہیں ہوگا۔ اس کی دلی خواہش ہوگی کہ سمور کا آپریشن کامیاب ہو کر وہ

ایک تیر سے دو ٹکڑا کرے۔“ امید ہے میرا مطلب سمجھ گئے

ہو گئے۔“

”ہاں۔ سمور کی موت کے بعد مجھے ملے گا ہونے کا بہر

نوٹ جانے گا۔“

”میں اب چلتی ہوں۔“ ار کے ہوش میں آنے سے پیشتر

مجھے اس کے پاس ہونا چاہیے۔“ اس نے جلدی سے کہا۔ میں

تجسس صرف اتنا بتانے آئی تھی کہ ہنگامہ کا دیر بے سد

مختار ہونا چاہیے اور میرے سلسلے میں کھل کر اپنی دلی چہرہ کا

اظہار بھی نہ کرنا۔“

”تم نے اپنے بالے میں کچھ نہیں بتایا۔“ میں نے ایک لمحے

کے بغیر تیزی سے سوال کیا: ”تمھاری اصلیت کیا ہے

اور تم انگریزی آتی۔“ رانی سے جس طرح بول لیتی ہو کیا میں

یہ سمجھوں کہ تمھارا تعلق بھی ہماری ہی طرح۔“

”ہاں۔“ ساوری نے ایک سرد آہ بھر کر جواب دیا۔

”میں مجھے اندازے کی تو یہ نہیں کروں گی لیکن یہ ایک

طویل کمانی ہے۔“ زندگی دی تو پھر کسی وقت تفصیل سے

بتاؤں گی۔“ اور ہاں۔ اس بات کا سختی سے خیال ہے کہ

میری اور تمھاری ملاقات کا علم کسی تیسری شخصیت کو نہیں

ہونا چاہیے۔“ مجھے اسے ساتھیوں کو بھی نہیں ورنہ کھیل کی بباد

الٹ جائے گی۔“

”میں خیال رکھوں گا لیکن کیا تم مجھے یہ بتانا نہیں

کر دو گی کہ ہنگامہ قید ہے؟“ میں نے جیندی سے کہا پھر

سہال کی وضاحت کرتے ہوئے بولا: ”میرا مطلب یہ کہ خدا

خواستہ اگر اچانک سمور اور تمھارے خلاف حالات کا رخ

تبدیل ہو جائے تو میں تمھارے کسی کام آسکوں۔“

”میں تم کو پیش چودہ سال سے انھنی ورنہ کے بار

پر ویش پادری ہوں اس لیے یہ بھی جانتی ہوں کہ تم مجھے اپنے

چاؤ کی خاطر جس وقت اور کیا اقدام کرنا خود ہی ہے۔“ ہنگامہ

کمان دکھا گیا ہے؟“ فی الحال میں اس سلسلے میں اپنی زبان

نہیں کھول سکتی۔“

”بھوری پناہی کا کیا راز ہے؟“ میں نے اذیت

میں ایک اور تیر چھوڑا: ”یقیناً کوئی بہت ہی اہم وجہ ہو

جو سردار سمور نے نہیں کسی صورت میں بھی اس کی سمت

دکھنے کی سختی سے تاکید کی ہے۔“

”میں ابھی ہی مشورہ ہے کبھی بھول کر بھوری پناہی

اجازت نہ مل جائے وہ بیڑھیں پر دم لکھنے سے گریز کریں
چنچہ کرکلا اور اس کے ساتھی رک گئے ہیں نہ ٹامی کو آواز
دی۔ وہ دم ملانا خاموشی سے میرے قریب آکر بیٹھ گیا۔
کیلاش نے کرکلا اور اس کے ساتھیوں کو اپنے کی اجازت
دی تو وہ اپنے نیرے لیے جنگلیوں جیسے انداز میں بیڑھیاں
پھلانکتے اور بگڑ گئے۔ کرکلا کے چہرے پر سب سابق اس
وقت بھی خوشگئی اور زندگی کے طے تاثرات نمایاں تھے
گفتگو شروع کرنے سے پہلے اس نے بڑی مختار اور نفرت بھری
نظروں سے میرے ٹامی کو گھورا پھر کیلاش سے مخاطب ہوا۔
”سمندی دیوتا۔ تم ہم سے مراد سمورا کا حال دریافت
کرتے آئے ہیں“

”مختار سمنرا بالکل تندرست ہے البتہ ابھی اس کے
زخم پوری طرح نہیں بھرے۔“
”مختار اپنا وعدہ تو کیا ہے؟“ کرکلا نے اسے اور کھنٹ
لیجے ہیں بولا۔ ”تم نے کہا تھا کہ تم مراد کو نہ رہ سوچ دھلتے
کے بعد اپنے ساتھ واپس لے جاسکتے ہیں۔“

”ابھی تک صوف تو سوچ دھلتے ہیں۔“ کیلاش نے
نہایت اطمینان سے جواب دیا۔ ”میرا خیال ہے کہ اگلے سات
دنوں میں سمورا کے زخم پوری طرح مند مل ہو جائیں گے اور
تب تم ہم سے اپنے ساتھ لے جاسکو گے۔“

”تو دیوتا ہو تو پھر یقین سے کیوں نہیں بتا سکتے کہ ہمارا
مراد کب تک بالکل تندرست ہو جائے گا؟“

”کرکلا۔“ کیلاش کا لبو ایک دم ہی سخت اور خون خوار
ہو گیا۔ ”کیا تم دیوتاؤں کو شے کی نظروں سے دیکھنے سے باز
نہیں آؤ گے؟ کیا ہمیں یقین اور تھکا سناختیوں کو کوئی
مناسب سبق دینا ہو گا۔ تاکہ وہ ہمارے ختمے اور مرتبے کو
پہچان سکیں۔“

”میں غلط مت سمجھو۔ منامانے جلدی سے زمین میں
بولتے ہوئے نرم آواز میں کہا۔ ”مراد سے دوری نے ہمیں سختی
طور پر بھگا دیا ہے۔ یہ ہمارے لیے پیدائش جو ہم سے ہم سمورا سے
اتنے دنوں کے لیے دور ہوئے ہیں۔“

”دیوتا کو یہ منظور تھا اس لیے یقین میرے کام لینا چاہیے۔“
”ہم اپنے مراد کا جتنی صحت بڑی دھوم دھام سے منانا
چاہتے ہیں اس لیے میں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کب تک
ہمارے ساتھ تھکے اس آدھ جاز سے واپس جائے گا پھر کرکلا
بولا۔ اس کے لب لہجے سے مجھے بدستور مرکاری اور عیاری کی
بڑا ہی سختی۔“

بٹے بدلتے ہوئے کما چھتری سے پلٹ کر اپنے کہیں کی
ن چلا گیا۔

دو پروکوز پر کے کچھ لوگ مراد کی غیرت و رفاقت کرنے
نے کیوں کیلاش نے انھیں جہا نہ کہنے کی اجازت نہیں
ساوری نے اپنے لوگوں کو سمورا کی غیرت سے آگاہ کیا
وہ ملحق ہو کر واپس لوٹ گئے۔

میں نے ساوری کی ایما پر ابھی تک بیٹھ کر کیلاش پر
ایک اصیت ظاہر نہیں کی تھی البتہ مجھے اس بات کی تشویش
بر لاتی تھی کہ جتنی جلدی ممکن ہو کرے ساوری کے پاس
زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کروں اور دینا کے اجنبی
پر پروکوزوں کے درمیان ساوری کی شخصیت ہماری لیے

مدد کار ثابت ہو سکتی تھی میں خاص طور پر بوکا کے سلسلے
پا جاننا چاہتا تھا کہ اسے کہاں قید کیا گیا ہے ساوری نے
بوکا کے پاس میں جو باتیں بتائی تھیں وہ سب زیادہ بہت
حاصل تھیں اور دینا کے جزیرے پر اپنے والوں کو کسی ایک
تاپنے سختی میں ہمارا کرنے کے لیے بوکا کی شخصیت کا حوالہ

دہن و شراہت ہو سکتا تھا۔

میں نے متعدد بار ساوری سے تنہائی میں ملنے کی کوشش
کیں مجھے کامیابی نہیں ہوئی۔ وقت تیزی سے اپنی مشقت
لڑنا ہمارا سمورا کی حالت بھی بہتر ہوتی گئی، ساتوں روز وہ
نقص پر کھلا ہونے کے قابل ہو گیا، انھوں نے دیکھا تو

سے حقوڑی چل قہدی کی اجازت بھی دے دی ساوری
ار کے صحت مند ہوجانے پر بے حد مسرور نظر آتی تھی کہیں مجھے
من گزر رہے تھے میری بے یقینی بڑھتی جا رہی تھی مجھے
بات پر بھی حیرت تھی کہ سمورا کی غیرت و رفاقت کرنے کی
ڈانٹوں میں اور دینا کی پیشتر آبادی آپچی تھی لیکن

لا اور اس کے منصوبے سے کہ دالے نہیں آئے تھے تو اس
بیری یا ابھی ختم ہو گئی۔

اس روز صبح کے وقت ہم اپنے آدھ جاز کے شے پر
ساکے قریب آدم کیسیوں پر بیٹھے مراد کو خوش گوار ہواؤں
لطف اندوز ہو رہے تھے کہ کرکلا اپنے معنوی چکر والوں
براہ گیا مناما بھی ان کے ہمراہ تھا لیکن نہ جانے کیوں مجھے
محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا ہو۔

میر کو پرکھنے ٹامی نے جو اپنا بیشتر وقت جہاز کی
میں کے آس پاس جو کھادی کے فرائض انجام دیتے ہیں
تھا اچانک بھونکنے شروع کر دیا۔ یہ گویا تے والوں کے لیے
انہم کی تنبیہ تھی کہ سب تک انھیں ہماری جانب سے

میں۔ میں لعنت جھپکتا ہوں رو پا پر۔ جبک نے خوف
سے کانوں کو ہاتھ لگا کر ہونے تیزی سے جواب دیا۔

”اب بھیجے لیے ہو جب وہ تھواری شخصیت کا بھانڈا
چھوڑنے کے لیے اس دنیا میں موجود نہیں رہی۔“
”چال۔ اس مزدور سرجن کو دھننے کی کوشش کرو روز
اگر میری زبان بھی کھل گئی تو اس کے کندری اور لاوا کی لڑائی ہوگا

کا ملنا بھرم خاک میں مل جائے گا۔“ جبک ملنا کرکلا کیلاش
کی باتوں نے اس کے مذہبی وجود کو زلزلے کی کیفیتوں سے
دوچار کر دیا تھا۔

میں نے کنگھیوں سے ساوری کی جانب دیکھا وہ بدستور
ہماری باتوں سے بے نیاز سمورا کے بستر سے کھڑکی کی اس
کے بازو کو آہستہ آہستہ ملتا رہی البتہ مراد سمورا جیکب
کیلاش کی باتوں کا مفہوم سمجھنے کی خاطر کچھ بے چین اور مضطرب
نظر آ رہا تھا، اس خیال سے کہ بات زیادہ نہ بڑھنے پائے میں

نے کیلاش کو سمجھانے کی کوشش کی۔

”کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم اپنی بحث فی الحال ختم کر دیں۔
یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب تم اس جھونپڑ کی آواز
بند کرو وہ کیلاش نے جبک کی ایک غیر ضرورت لقب سے نوازا تو
سمورا نے حدیث کیا۔“

”کیا۔“ مجھے اس ساتھی کا نام بھونپڑ ہے؟
”ہاں۔“ کیلاش سمورا کو سمجھانے لگا۔ ”آسمانی دیوتاؤں
کے زبان بھونپڑ کو ہمیشہ ایک اہم حیثیت حاصل رہی ہے اگر
لیے جب ہم نے تم کو آسمانی غائب نجات دلانے کی خاطر
جہاز پر سفر کا آغاز کیا تو اس مقدس جھونپڑ کو اپنے ہمراہ لے آئے

”کیا مراد بہت جلد اپنے پروں پر کھڑا ہونے کے قابل
ہو جائے گا؟“ اس بار ساوری نے نہایت معصومیت سے پوچھا
میرا خیال تھا کہ ساوری نے بھی گفتگو میں حصہ نہ لے کر کیلاش
اور جبک کی ٹوک جھوک ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔

”ہم سمنرا اور ہواؤں کے دیوتا مکاری اور فریب کو
سنا بہ عقیم خیال کرتے ہیں۔“ کیلاش نے ساوری کو گھونٹنے
قد سے خشک آواز میں جواب دیا۔ ”ہم نے سمورا کے صحت مند
ہونے کے لیے جو وقت اور مدت ایک بار تجویز وہ اپنی جگہ

نہ ہمارے فیصلے کو دنیا کی کوئی طاقت زدنیں کر سکتی۔
”تم۔“ واقعی عقیم ہوئے سمورا نے کیلاش کو عقیدت سے
نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”اور دینا کی زمین پر تھکتے
قدم ہمارے لیے نیک شگون ثابت ہوں گے۔“

”اس کا نازہ تمہیں بہت جلد ہوجائے گا لہجے سے

بھوں لہجہ ہو کہ ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ کو بیویوں نے محسوس
لے دی ہے صلیب کے نشان پر کیوں سے جڑوا دیا تھا۔ انہیں

مقدس میں درج ہے کہ آپ آخری انسانوں تک اپنی عظیم
کے مقدس نام کا دور کرتے لہجے زبان سے آتے تک نہ کی۔
”ہاں میں جانتا ہوں کہ تمہارے پیغمبر کی بیٹی اور یہ بھی
میرے گھر میں ہے کہ آپ مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت بھی

دیکھتے تھے۔“ میں نے جبک کو قائل کرنے کی کوشش کی۔ ”ہم
تو ابھی زندہ ہیں اس لیے۔۔۔“

”تم بھی کیلاش کی طرح گمراہی کے راستوں پر بھٹک گئے
جو میرے دوست۔“ جبک پر اس وقت مذہب کا بھوت
سوار تھا۔ ”میری بات کو کھاتے ہوئے بولا۔ ”زندگی ہمارا پاس
خدا کی امانت ہے اور اس امانت میں خیانت کرنا بدترین

مراؤں سے ہمیں دوچار کر سکتا ہے۔“
”لیکن تم حالات کی نزاکت کو۔۔۔“

”ہم ہر حال انسان ہیں۔“ میں محض اپنی زندگی بچانے
کی خاطر دیوتاؤں کا لبادہ اوڑھنا زیب نہیں دیتا، میری بات
کا یقین کر دیا جان راست گوئی کے بعد ہمیں جو موت نصیب
ہوگی وہ بلاشبہ بے حلاوت ناک ہوگی لیکن طاقت میں

ہیں اس کا جو ضرورے گا اس لیے۔“

”اس لیے تم نے اگر اب بھی اپنی محسوس زبان بند نہ کی
تو پھر مجبوراً مجھے مراد سمورا اور اس کے ساتھیوں کو تاننا ہوگا کہ
تم نے محسوس لوگوں کو بے وقوف بنانے کی خاطر مذہب کا لبادہ
اوڑھ لیا ہے۔“ کیلاش جو غالباً ہماری باتیں سن رہا تھا پلٹ

کر بولا۔
”اور تمہارے جو۔“

”ہمارا فیصلہ آتے والا وقت کرے گا لیکن تم خود کو کسی
طرح بھی لے گناہ ثابت نہیں کر سکو گے۔“ کیلاش نے مد سنجہ
نظر آ رہا تھا۔ ”تم نے میں صرف انتخاب کیا ہے کہ وہ پارت کی تنہائی
میں تھکے کہیں میں لاسا کہ نہ کی کی خاطر دھکے لیے آئی تھی

لیکن مجھے اسے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تمہارا دامن
پاک ہے۔“

”لگ۔“ کیا مطلب ہے جبک بوکھلا گیا۔ ”رو پا کا دلوں
بھی اس کے احصاب کو بھجھوڑ دینے کے لیے بت کافی تھا۔
”ہو سکتا ہے تم نے ہم سے بھوت بولا ہو اور غریب رو پا
نے خود کو سمنرا کی بھری ہوئی سوں کے سولے صرف اس لیے
کرنا کہ وہ تمہارے گناہ کے بوجھ سے اپنے وجود کو ہلکا کرنا
چاہتی تھی۔“

”ہمیں یہ علم ہے کہ تم سمورا کے سلسلے میں خامیے فکر مند ہو کر رہ گئی۔“

لیکن جلد بازی ٹھیک تھیں۔ میں نے کمال ہوشیار رہی۔ میرا لاکو
ایک اور فریب میں مبتلا کرنے کی خاطر دو معنی انداز اختیار کیا۔
وقت کا انتظار کرو، سب کچھ تمہارے ساتھ ہیں۔ تمہیں کبھی یہ ہو گا کہ
تم نہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے وقت کا انتظار کرنا پڑے گا۔
میرا لاکو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے ایک مرسری نظر اوروں کے
بے شک و یقین تکایت پر ڈالی اس کے بعد وہ زیادہ دیر
نہیں رہا۔ سمورا سے ملاقات کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے
مراہ واپس چلا گیا۔

میں اپنی کامیابی پر پہلے حدنوش تھا لیکن جب کبھی لکھے انھیں
بھاڑے ایسی نظروں سے دیکھ دیتا تھا جیسے میں دنیا کا آٹھواں
عجز پر مہبون، کیلا لاش کی نظر میں بھی میرے کپڑے پر مرکوز نہیں۔
کو گھوڑ کر بولا، "تھیں اپنے فیصلے کی سڑاری کے فرائض انجام
دیتے ہوئے کتنے سال ہو گئے؟"
"تقریباً بارہ سال۔"

”جہاں۔ یہ خیال ہی کہ تم کیلاس کے مقابلے میں زیادہ
میدے ملے اور نیک واقع ہوئے ہو ممکن آج مجھے اپنے
خیال کی تردید کا پتہ نہیں ہے۔ یہ مکالمے کرنے کے بعد حیکم نے

کہا تم اس سے زیادہ خطرناک ثابت ہو چکے ہو۔
 ”تم نے کیسے اندازہ لگایا؟“
 ”نیکواری باتوں سے۔ جس وقت تم زندہ صفت رکالا
 سے کام تھیں جسے تم نے جس کے تاثرات کو بغور دیکھ رہے
 تھے، وہاں پہلے عکس ہوتا تھا جیسے تم حقیقت میں کوئی دہوتا
 ہو چکے ہو۔ حالات بھی جانتا ہے۔ میرا مشورہ مانو تو اس شخص
 سے بچنا۔“

"تم مرزا مقصد میں سمجھ کر گئے جیکبے بات نہ بننے کی خاطر
 کیا۔ اگر چار چار تو میں تمھاری تندہی کے نذرانے کے طور پر اور
 دیوتا کے قدموں پر قربان کی جا سکتی ہیں تو چار چار عورتیں سہ
 اور ہواؤں کے دیوتاؤں کے نام پر بھی بطور چڑھاوا دی جھان
 جا سکتی ہیں کیا تم ان دونوں دیوتاؤں کے نام پر چھ قربان
 نہیں کرو گے؟"

”مجھے افسوس ہے کہ تم اپنے انجام سے اتنے بے خبر ہو“
 بلاش ایک سزاؤہ پھر کر دولا۔ ”میرے عزیز دوست کیا تم اس
 سفر لے کر کوجھول رہے ہو جس میں ایک ایک جہیز میرے کا ذکر
 ہو رہا ہے جہاں چٹکی لوگ، پارلیوں کا گوشہ اپنے لیے مرتب
 کر رہی آسانی نصرت سمجھے ہیں۔“

حکیم کا اشارہ میری ادھیکلاش کی طرف تھا۔ کلاش
 نے سپنا کو میری سمت دیکھا پھر حکیم کو سزوش کرتے ہوئے دولا۔
 ”مجھ غور، تجھیں اور میں کی اندونی دکر در دل کے معلق
 میں نہیں ہونا چاہیے، تھا راکام صرف تیرا ناول کی خدمت کرنا
 ہے اس لیے محض اپنے کام سے کام رکھا کرو۔“

میں نے اپنے خیال میں کوئی اچھا مذاق لیا ہے مگر میں نے
 بد مزہ مذاق پر بھی مسرت کا اظہار نہیں کر سکتا۔
 اس لیے کہ تم اول درجے کے بھونپو ہو۔
 جب تک تم کو کوئی جواب دینا چاہتا تھا تب تک میں ساری اور
 تمہارے اعلان سے اس کی حسرت دل کے اندر جی گھٹ

ہم اور وہ فنکار کو لگ سمندر اور ہواؤں کے دلوں میں
 کے شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمارے سزا کو بھی زندگی بخشی
 ہے۔ یہ سادہ سی لے پیلے بارگشتوں میں جھک لیتے ہوئے جب تک کہ
 غیظ کیا۔ تم دلوں کے غلام ہو اس لیے ہم تمہارا بھی
 احترام کرتے ہیں۔

”یہ بات بھی دیوتاؤں کی مرضی پر منحصر ہے۔ میں نے ساویری سے ملاقات کے بعد کیلاش اور بیکسے مغلی زمان میں تھوڑی بہت شد و حد حاصل کرنی تھی چنانچہ اس وقت براہ راست مکلا اور کوئٹہ کرتے ہوئے پٹت آوازیں بول رہے۔ اگر بات صرف ہماری مرضی کی ہوتی تو ہم یقیناً یقینی طور پر سمرا کی حجاز سے روانگی کا وقت بتا سکتے تھے لیکن حق را مزارچہ جو ہواؤ دیوتا کے عتاب میں گرفتار تھا اس لیے ہمیں اس کی مرضی کا بھی خیال رکھنا ہو گا۔“

نویک تم اور دیوتا سے گفتگو کرنے کی طاقت رکھتے ہو۔
منامہ میں ہے: ”میں نے غصے سے مناما کو گھورا چہرہ مکالا پر ایک
اچھتی ہوئی نظر ڈال کر بولا: ”تم کو بڑے بے پرواہی سے رہنا کی
حیثیت حاصل ہے۔ مذہبی رہنما جو دیوتاؤں کا نائب ہوتا
ہے۔ کیا تم نے مکالا کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں محسوس کی کہ
دیوتاؤں کی قوت لاحقہ وادرا زوال ہو چکی ہے۔ ہم دلوں کا
حالا بھی جاننے کی طاقت رکھتے ہیں۔“

”مکلا! یہ سب کچھ جانتا ہے لیکن یہ بھی جانتا ہے کہ ہمارا
 اور جو یونہی تمام دیوتاؤں میں سب سے زیادہ عظیم اور بلند ہے۔“
 ”مکلا! نہ جواب دے، اس کے متوجہ نہ ہو۔“
 ”مکلا! تم ہم سے جس مراد کے بارے میں دریافت کر رہے ہو؟“
 ”ہم مراد کی بات کر رہے ہیں۔“ مکلا نے قہر سے پوچھا۔

آپ نے مجھے میں نے خود کو غلط دکھا، کیڑا لاش بات بھلنے کی خاطر کچھ کسنا چاہتا تھا لیکن میں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک لیا پھر مکالمہ لاکھوں میں آنکھیں ڈال کر سرد آواز میں بولا۔

”تم اپنی جھپٹا بھٹی کی جہالت کر رہے ہو اوقات میں
 رہ کر بات کرنے کے آداب کی فکر نہ کھا لے میں کہوں گے“
 ”مکالمات سے نہیں ڈرتا“ وہ سیدہ تان کو دیکھ
 ہو گیا۔ ”ہمارے بچے بچاری ہیں اس لیے ہم ان کو اپنا دھوکے
 سونپھی اور کی تعلیم ضرور دیں نہیں“ ہم مکالمات کو تیار کر مزار
 کئے سو بچے دھیلنے کے بعد ہمارے ساتھ واپس جا کے گا۔“

مکلا پر لے نظر نہاک بیوتا جا رہا تھا، ماسوری بھے
اس کی فخلست کے باے میں آگاہ کہ جب تک مٹی بیسے لیے وہ
سچو سچ بڑی نازک مٹی اگر مکلا اور اس کے نیرہ پرانے مضمونی
چھوڑے اچانک ہماک اوپر فوٹ پڑنے تو ہماری دوش کوئی
دھری کی دھری رہ جاتی تھے مکلا کے ساتھیوں کے مخصوص
چہرے نظر نہیں آتے تھے البتہ اونکے لونگے اور رنگ برنگے
لقا بوں کے اندر سے ان کی بھانختی مٹی کی آنکھیں نظر آری
تھیں۔ ان آنکھوں میں خون کی آمیزش تھی جو ان کے خطرناک
ارادوں کی ترجمانی کر رہی تھی۔

میرا نہیں۔ اس سرزمین کی قوم کا احترام کرو جو تھکے
حسن کے چوہے کے اندر لو کیلا کے نقش و نگار تلاش کرنے میں
اپنا وقت ضائع کر رہا ہے۔ یہ کیسی ہے اس باراد میں جواب دے
اس لیے سمورا اس کی بات کا مفہوم نہ سمجھ سکا۔
"یہ تھا راجھو پو کیلا کہ ہا ہے۔" سادری نے بڑی مصمت
سے کیلاش سے سوال کیا۔

"یہ ہزار کرو اس کا وعدہ یاد دلانے کی بات کر رہا ہے۔"
کیلاش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ سمورائے کہا تھا کہ اگر
اسے رسولی کے محتاجات مل گئی تو نہ صرف یہ کہ ہماری پوجا
کی جائے گی بلکہ ہماری خدمت میں حسین لڑکیوں کا انداز بھی
پیش کیا جائے گا۔

"سمورا کو اپنا وعدہ یاد ہے۔ مٹا مانے مجھے بتا ہے کہ
وہ حسب وعدہ جزیس کے ایک خوب صورت اور پرسکون گوشے
میں تھکے وقتی قیام کے لیے ایک محفوظ رہائش گاہ کا انبات
معقول بندہ بہت بھی کر چکا ہے۔" سرمدانے ہنس لہین دلائے
کی کوشش کی۔ "جس صحت کے بعد ہم تمہاری خدمت میں تھے
مزدور پیش کر کے اور دونا کی طرح تمہاری پوجا بھی میرے
اوپر فرضی ہوگی۔"

"ہو جو کو پوجا باٹ سے کوئی غرض نہیں۔ کیلاش نے
سنیہ گفتگو کو مزاح کا رنگ دینے کی خاطر کہا۔ اسے تو پس
ایک خوب صورت تہیں اور تندہمت لڑکی درکار ہے جو تمام
غراس کی خدمت کرتی ہے۔"
"ہم جو پوجی کی اس خواہش کا بھی نہایت مناسب ثابت
کریں گے۔" سادری نے نہایت سادگی سے کہا۔

"جہنم میں کیا جھوٹا۔" جیکب ایک سخت تبصرے سے کھڑ
گیا۔ غائب بھی تو کی بار بار کی تکرار نے اس کا پارہ چڑھا دیا
تھا۔ مجھے عجیب نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ "جان۔ تم اس
سرزمین کے بچے کو کھانے کی کوشش کرو سچے اس قسم کے
غذا اور چرند ذائقہ ملتی ہیں۔ نہیں بر بات کی ایک حد ہوتی ہے
میں اہمت بھیجتا ہوں۔ خوب صورت تہیں اور تندہمت لڑکیوں
پر۔" پھر وہ تیزی سے اٹھی اور سادری کو گھورتا ہوا اور
منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتا ہے۔ کیس کی طرف چلا گیا۔
سادری اور سمورائے بیک وقت کیلاش کو وضاحت
طلب نظروں سے دیکھی۔

"ہمارے ہی دم نے ایک لڑکی کا انتخاب کیلئے ہی کر
لیا ہے۔" کیلاش نے بے پروائی سے زہر بھرا مسکراتے ہوئے
کہا۔ پھر سادری کی جانب دیکھ کر تھوڑے توقف سے بولا۔

"وہ خوش نصیب لڑکی تم ہو۔"

"نہیں۔ یہ نامک ہے۔" کبھی نہیں ہو سکتا۔ سمورا کے ہر
ایک ایک تھکے ہوئے۔ غصے سے ہونٹ جپاتے ہوئے بولا۔ "مگر
سمورا کے اصول کے خلاف ہے۔ لیکن تمہارے مفاد کو کسی اور
لڑکی کا چناؤ کرنا پڑے گا۔ سادری کو اپنی نچانی بیٹی بنانا ہے
اس لیے یہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔"

"تم پریشان مت ہو۔" میں نے سمورا کو کھنڈا کر کے
کوشش کی۔ "میں خدام کو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔"
"لیکن اگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا تو۔" تو کیا ہوگا؟ کیلاش
نے سمورا کے چہرے کی تاثرات کو پڑھتے ہوئے تنبیہ کی۔ "پوچی
میری زندگی تھکے رجم و دم ہے۔ تم عظیم قوتوں کے
مالک ہو۔ مجھے واپس موت کے اندھے کنوئیں میں گر سکتے ہو۔"

"میں آف تک نہیں کروں گا۔ مگر میری زندگی میں کوئی میری
بیٹی پر اپنا تسلط نہیں جاسکتا۔" سمورا کے تیردہ تھوٹے تھے۔
"سوچ لو۔ تم اپنے وعدے سے کچھ بٹ لے رہے ہو۔"
"ہاں۔ اور اسی وعدہ خلائی کے کوشش میں اپنی زندگی
تھکے تولے کر رہا ہوں۔"

"کیا سادری تمہیں اتنی ہی عجز ہے؟" کیلاش نے
سپاٹ آواز میں دریافت کیا۔
"میں سادری کی خاطر اپنی زندگی بھی بھینٹ کر سکتا
ہوں۔" سمورائے پولے یقین سے جواب دیا۔

"سمورا! کیلاش نے اپنا جہیم قائم رکھتے ہوئے دنگ
لیے میں کہا۔ "مر جیہ کہ تم وعدے کے خلاف کر کے خود کو ہلاک
کی نظروں میں بدترین مزاح کی تھی۔ پھر اسے ہو لیکن ہم کوشش
کریں گے کہ جھوٹو کی توجہ سادری کے بجائے کسی اور لڑکی کی
جانب مبذول کر دیں۔"

"سمورا تمہارا یہ احسان بھی مرتے دم تک یاد رکھے گا۔"
"یقین اس وقت آرام کی ضرورت ہے۔ خون کا دباؤ
بڑھ جانے کی صورت میں تمہیں نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ میں
جانے سے پیشتر ایک بات کان کھوں کہ کسی نوآبادیہ جی
دوناؤں کے سامنے نظر اسوی اور آواز بلند کر کے احتجاج
کرنے کی طاقت نہ رکھنا۔ وہ تمہارا انجام بھی تمہاری توقعات
کیس زلیوہ بھی ایک ہوگا۔"

"میں یاد رکھوں گا۔" سمورا تھکے ہوئے لیے میں بولا۔
سادری کا ہاتھ تھام کر اٹھا اور اپنے کیس کی سمت چلا گیا۔
میں بگڑی ہوئی صورت حال کے بالے میں غور کر رہا
رہا۔ سادری کو ہماری اہمیت کا اندازہ ہو چکا تھا۔ ہماری

دوناؤں ولی فرضی حیثیت اس کی نگاہوں میں کوئی وقعت
نہیں دیکھتی تھی۔ اگر وہ سمورا کو ہمارے ہاں میں آکا کر دیتی تو
اور دنیا کی نوین اور دیان کا آسان ہمارے لیے زندگی کی
نام ریں مسدود کر دیتا۔ سادری کی تاکید پر میں نے بھی اس
کی اہمیت اپنے دوستوں سے پوشیدہ رکھی تھی۔ مگر جیکب کی
ایک ذرا سی طاقت نے حالت کو ہمارے حق میں بے حد
خوش کر دیا تھا۔

سمورا سادری کی خاطر اپنی زندگی قربان کر دینے پر آمادہ
تھا۔ جواب میں اگر سادری کے ہونٹوں کی جھرجھی ٹوٹ جاتی
تو ہمارا کیا انجام ہوتا۔

"خس خیال میں تم جو رہا ہے۔"
"ہاں ہی۔" جیکب کی حرافتوں کے ہاں میں خود کو رہا ہوں۔
"یہ کچھ اور سوچ رہا ہوں۔"
"کیا؟" میں نے جلدی سے پوچھا۔

"سمورا اور اس کے ساتھیوں پر اب کسی حالت میں
بھی اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔" جو شخص سردار ہو کر اپنے وعدے سے
پھر سکتا ہے وہ اپنا مطلب بکل جانے کے بعد ہمیں موت کے
ٹٹ بھی اتار سکتا ہے۔"

"پھر۔" تم نے کیا سوچا ہے؟
"ابھی تیرے کٹس سے باہر نہیں نکلا۔ ہم وقت سے پورا
پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔"
"میں بھی نہیں۔"

"میں کہہ چکا ہوں۔ ایسی دواؤں کے انکشاف موجود ہیں جو
میں نے سنے انسان کو ایک طویل عرصے کے لیے مفلوج کر سکتے
ہیں۔" کیلاش نے تنبیہ کی۔ "ایک خوراک کا چوتھ ہتہ
بھی سمورا جیسے سرکش اور بدعہمد سردار کی مزاج پرسی کے لیے
کافی ہوگا۔"

"وہ تو یقیناً ہے۔ لیکن ہم مکالا اور اس کے ساتھیوں کو
کیا جواب دیں گے؟" میں نے جلدی سے کہا۔ "میرا مطلب یہ کہ وہ
زیادہ سے زیادہ چار یا پانچ روزہ اور صبر کریں گے پھر ہمارے وعدے کے
مطابق سمورا کی دوا پس کا مطالعہ تیز کر دیں گے۔"

"میں ایک تیرے دو شکار کر کے ان وحشی اور جاہل
لوگوں پر اپنی طاقت کا سکہ جھٹانا چاہتا ہوں۔" کیلاش بولا۔
"ایک طرف سمورا کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس نے دوناؤں سے
ساتھ وعدہ خلائی کر کے اپنا نہیں کیا اور دوسری طرف مکالا
اور اس کے ساتھیوں کو بھی سادری سے ذلیل اپنی لازوال اور
اندر۔" تو فوں کا یقین دلایا جاسکتا ہے۔"

"لیکن اس طرح ہمارے دشمنوں کی تعداد میں اضافہ بھی
ہم ہے۔" میں نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"جنت اور جنگ میں تمام سولے جازم ہوتے ہیں۔" مورا کہتا ہے
کہ یہ موقع جو جیکب کی طاقت سے ہمارے ہاتھ آگیا ہے دوبارہ میسر
نہ ہو سکے۔"

"پھر بھی۔" میں اتنی جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔
"میں تمہارے خیال سے متفق ہوں۔" سمورا ہلکے نصف جہاز
پراچی چند دنوں اور مہمان ہے اس مدت میں ہم خوب سوچی سمجھی
کر ہی کوئی آخری فیصلہ کریں گے۔"

"میرا بھی یہی مشورہ ہے۔" میں نے اطمینان کا سانس لیا۔

✱

صلی کی مانوس تک میری ماسوں سے کھائی تو میں
اکہلے کو کسمپا پھر خوابوں کے درجے پھلتے چلے گئے۔ ذہن پر
غمو کی جا جو غماز تھا وہ ٹوٹ کر مزہ دہرہ ہو گیا۔ میں نے تاریکی
کے پورے چاک کر کے دوسری سمت دیکھا تو میری ماسوں کی
دقت اور تیز ہو گئی۔ "یہ کہ وہ ہندے نقوش آہستہ آہستہ واضح
ہو رہے تھے، شیشے پر عیاں کی چادر میری ماسوں کی پیش پا کر
سر کی تولد کی دھونکوں میں بھی اضافہ ہو گیا۔"

"وہ۔" وہ یقیناً میری روح میری درخشش تھی، شبخالی
کا ہلکا آسمانی رنگ والا لایا۔ "جی اے اس کے ادراغی وجود پر
سرمدان تھا میری آنکھیں جڑ سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں
خوب صورت ہونٹوں پر تہم کے جادو جنگاتی وہ آہستہ آہستہ
میر قریب آ رہی تھی اور قریب۔ اور قریب۔ پھر پھر پرتے کی
کیفیت طاری ہوئے تھی، وہ سیکس اس قدر قریب تھی کہ میں
اس کی ماسوں کی پیش اپنے چہرے پر محسوس کر رہا تھا اس
کی زلفیں اس کے کندھ سے کول شرم پر پورے ناکوں کی لہر آ رہی
تھیں بل کہ ابھی تھیں۔"

ایک مدت بعد مجھے اپنی زندگی کا قرب نصیب ہوا تو
میں نے اٹھ کر اس کا نشانہ بان شان استہلال کرنے کی کوشش
کی مگر اس نے مجھے روک دیا پھر اس کی مترنم آواز میرے کانوں
میں رس گھولنے لگی۔

"جمال۔" مجھے یقین تھا۔ تم میری خواہش کی تکمیل ضرور کر دو گے۔
"درخشش میری زندگی، میں تمہارا حکم کیے مال سکتا تھا
لیکن تمہارے بدترین اور ہولناک طوفانوں نے مجھے متحارب
کو لاندہ کر پاش پاش کر دیا۔" میرا سفر۔۔۔۔۔

"تمہارا سفر پورا ہو گیا جمال۔" وہ میرا جلد کاٹتے ہوئے
ہوتی۔ "میں نے تمہیں جوں جوں جیسے ہی تمہاری منزل ہے۔"

پستقدا و بھیرے بھرے خد خدا کی مالک ہونے کی سادھتھ
 سادھتھ اس کے ستم ٹپا پس او چھرتی کوٹ کوٹ کبھی پختی پختی خاص
 طور پر اس کی آنکھوں کی چم قابل دیدی تھی لوں گنا تھا جیسے
 بھی ہوئی نظر نہ اس کے سادھتھ ستم پر آنکھوں کے حلقوں کے
 درمیان و بلب و روشن کر دے ہوں ابھی اس کا افضیلی مبارہ
 لینے میں منمک تھا کہ وہ دروازہ بند کر کے تیزی سے مری
 جانب پہنچی مہرے ہاتھ میں پتول دیکھ کر اس کا دل کھٹکے کو شہر
 ہوئی چھڑاں نے اپنا سادھتھ ہاتھ میری طرف بڑھا کر نہ کھل
 دی اس کی گلاز بھیلی پر کڑی سے سوتی جاتی کوئی مختصر سے
 نظر آ رہی تھی، جس اس کے کہ میں کچھ دریافت کرنا وہ تجھوں
 مگر وہ دم آواز میں لوئی۔

”اسے جلدی سے اٹھاؤ اور صلیب کے نیچے اتار لو۔“
 یہ سہ کائیٹے پڑیں اس کی بے پروائی کو خشکوں
 نظروں سے غموں کرتے، مئے مرغوب میں پوچھا، ہر سہ کائیٹوں
 کا رخ اس کے سینے کی سمت تھا، دو بجے پہنچ گئی کا ایک ہنگامہ
 دباؤ اس کی ساری پھر تھی اور عیاضی کو ایک پل میں دھواں
 کر سکتا تھا۔

اسے سہ قاضی زمان میں لوٹا گئے ہیں تم اسے جبرائیل
 بوٹی بھی کہہ سکتے ہو۔ اس نے سنجیدگی سے مجھے یاد کر لے کی
 کرکشن کی۔ اسے کھانے کے بعد قاضی سے قاضی زمر بھی بھا
 بال بیکانیں کر سکتا، کسی زلف میں یونانی جلیب اس کا
 استعمال کرتے تھے لیکن اب یہ نایاب ہو چکی ہے۔
 "اور تم اسے مجھے کھانا چاہتی ہو۔" میں نے اسے خوفناک
 نظروں سے گھورا۔

”جلدی کرو۔ ورنہ بلو پائپ (Blowpipe) کے ذریعے پھینکی گئی زہریلی سونیاں اٹھائے وجود کو بیک جھپکنے میں نیت و مالود کر سکتی ہیں“

”بہت خوب“ میں نے زہر خند سے کما حقہ مکالائے
تغییب میری موت کے لیے منتخب کر کے یقیناً اپنی ذہانت کا ثبوت
دیا ہے لیکن اس وقت تم میرے دلجم و کرم پر جو سیدھی
طرح اپنے آنے کا مقصد بتاؤ ورنہ مجھے بخاری جوان موت
پر کوئی افسوس نہ ہو گا۔“

مذاہرِ کلام کے ساتھی اپنی گین کاہوں سے نکل کر تیسرا تماشا
میں چل پڑے ہیں اس کے ناپاک قدموں کی آہٹ سن رہی
جوں جوں اس نے چرنے لگے کہا چھاپہ ایک فرش پر لیٹ کر کونڈی
کے تختوں سے کان لگا کر کچھ سنتے تھے۔ اپنا بڑھ بے دماغی و نظر
آبی تھی لیکن میرا خیال تھا کہ وہ مجھ پر عمل درآمد کرنے کی خاطر ہیں

برسرِ لکھنؤ کین کے مشرقی کونے میں عجوبہ خراب تھا، ہمیں پور دھکی ہوئی گھڑی رات کے ڈیڑھ گھڑا اعلان کر دی تھی، میں نے پہلے بھٹا، بطاطی، بوجھل جو کہ کھورٹوں کے فی خاطر طویل جماسی لی پھر دوبارہ سیر پر دروازہ ہرنے کے اشارے سے قریب سے نکلا، ایک کھٹ کھٹ کی آواز دوبارہ میری قوتِ سماعت سے ٹھکرائی اور میں چونکا رہ گیا، ہا، ہو گیا، وہ آواز خراب نہیں تھی، حقیقت تھی، کوئی میرے سینے کے دروازے پر نکلے ہوئے دنگ لے رہا تھا۔

میکے فرہیں میں سادوی کا خیال ابھرا، شاہ بے محلے پہنچا
 صلیت کے بانے میں بحری عقابے اترنے سے فلیخہ اکام کو کرنا
 پا رہی تھی، میں نے ہر حال خطرے کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا
 کیجئے کے پیچھے سے پستل نکال کر اس پر پانچویں گزرت جمانی اور
 جنوں کے بل چلتا ہوا دروازے کے قریب آگیا، باہر صومٹ کا
 بجنا بک شام طاری تھا، میں نے جلد بازی سے گرہن کیا، دروازہ
 سے کان لگا بے باہر کی کس گھنٹا دہکیں جب تھوڑے وقفے
 کے بعد تیسری باہر کھٹ کھٹ کی آواز آئی، میں سے کان کے
 برنے پر ابھری نویں لپوٹی طرح چوکس ہو گیا۔

”کون ہے؟“ میں نے آہستہ سموتک دینے والے کو آواز
 لے کر مخاطب کیا۔

”درازاہ کھولو جلدی۔“ باہر سے ایک گھبرائی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی۔ وہ ساواری نہیں تھی البتہ لمبنے والی تے انگریزی سی میں میس کے سوال کا جواب دیا تھا لب لب سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ اسے انگریزی پر خاما محبور مل ہے۔

”تم نے تھا را نام کیلے اور اتنی رات گئے مجھ سے ملے کا۔۔۔
 ”وقت مت ضائع کرو۔ دوسری جانب سے تیزی سے جواب
 ملا ”دعا فائدہ کھو لو ورنہ موت تمہارے نعا قب میں کسی کا ہلی کا
 ثبوت نہیں دے گی“

ایک تالیف کو میکس ڈیہن میں یہ خیال بڑی سرعت سے
 اُبھر کر عامی کو پیدا کر دوں تاکہ وہ بھی محض فوری خطرے کی
 صورت میں مدد پہنچنے کے لیکن ہجرت جانے کیوں میں نے اپنا
 اللہ ترک کر دیا، آہستہ سے اللہ اچھا تھا بڑھا کر دوا نہ کی تجھ میں
 کھولی ہجرت ان کے ہجرت سے اچھل کر ایک کمت ہو گیا
 ہوا کہ سانس سے کیا جانے والا پہلا ہی وار میری زندگی کا
 بڑا نکل کر دتا۔

دروازہ کھلتے ہی وہ تیزی سے اندر داخل ہوئی پھر اس نے
 بقیہ رفتار سے کیمین کو دو لٹ کر دیا، میں نے اسے
 دیکھا صورت و شکل کے اعتبار سے وہ مقامی ہی لگتا ہی تھی،

ایک پراسرار اور ایڈوینچر ناول

تاریک وادی

ایم اے راحت

تاریک وادی سرزمینِ افریقہ اور زمین کے

دوسرے پراسرار گوشوں کی داستان ہے۔

دنیا کے دوسرے پراسرار گوشے ہمالیہ کے

دامن میں بکھری ہوئی لاماؤں کی پراسرار داستان

جہاں توہمات، جادو اور دیوی دیوتاؤں کی کہانیاں

بکھری ہوئی ہیں۔

دو جلدوں میں مکمل

قیمت: حصہ اول = 150/

حصہ دوم - 150/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

”میری منزل تو تم ہو۔ تم کہاں ہو بتے میں نے بڑے انتظار کا اظہار کیا۔“

”مومن کا طویل سفر تمام ہوا۔ اب فاصلہ بہت مختصر رہ گئے ہیں۔ اس کے کٹائی بنی مومنوں پر سترتیں اُبھرتی ہیں۔ ہم بہت جلد ایک دوسرے سے ملنے والے ہیں، میں نے تم سے یہی کہا تھا۔“

مکمل تھا راقیہ میں اور دُفینا کے جزیرے پر بسے ہیں بے بے حسنی سے دریافت کیا۔

”فقور انتظار کرو میری خاطر، پھر تم سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔“

میرا دم گھٹنے لگتا ہے میری زندگی میں نے شکایت کی۔
• بقول بے غیر زندگی کا تصور بھی میرے لیے بے حداقت ناک
ہے میرے دشمنوں نے عرصہ حیات میرے سرو پر تین گرا کر لٹکا ہے
میں نہیں کہتا کہ تباہی :-

وہ کب غمت طویل ہو گئی۔ ”تم پر کیا کچھ ہیتی ہے میں سب جانتی ہوں۔“

ہوں کیونکہ تم نہیں جانتے کہ بھائے انتفا میں میری بے چین
روح پر کرب ناک لمحوں نے کیسی کیسی شدید اور آہنی ضربیں
لگائی ہیں۔

”درختوں میں تڑپ اٹھی۔“

”ہاں جمال! جب تم مجھے ملو گے تو یہیں تفصیل سے بتاؤں گی کہ موت اور زندگی کے درمیانی راستے کتنے سنگین اور ویران ہوتے ہیں اور....“

پھر وہ کچھ کہنے کہتے خاموش ہو گئی، اس نے پلٹ کر مقرب کی جانب دیکھی، اس کے چہرے پر خوف کے بادل مڑنا لگے۔
میں نے اس کے خوف کا سائب دریافت کرنا چاہا لیکن وہ جیسے پرہیزگار تھی، پلک جھپکتے میں میری نگاہوں سے اونچل ہو گئی۔
اسی لمحے کھٹ کھٹ کی آواز میرے کانوں سے گزرائی تو میں
مڑ مڑا کر جاگ اٹھا۔

میں شاید خواب کی کیفیتوں سے دوچار تھا، میں نے نظر گھما کر ماما کی دیکھا جو حسب دستور اپنے مخصوص انداز میں ماما کوں

جینی نے بلو پائپ نکال کر اس میں ایک زہریلی سونی دھکی
پھر اسے ہونٹوں کے درمیان ڈال دیا۔ میرا خیال تھا وہ مجھے اس
کے استعمال کا طریقہ سکھا رہی ہے مگر دوسری لمحے میری
آنکھوں کے نیچے اندھا بھیل گیا، جینی کے منہ سے قہقہے
والی ہچک کے ساتھ ہی مجھے کوئی باریک سی شے اپنے بائیں
بازو میں اترتی محسوس ہوئی، ایک لمبو کچھ ایسا لگا جیسے سیر
تن بدن میں آگ لگ گئی ہندو سے لے گئے اپنے حلق میں

کانٹے پڑتے محسوس ہوئے اور تیسری لمحے میں اپنا نالازم کھو
بیٹھا۔ آخری بات جو میرے ذہن سے محفوظ رہی وہ
چھوڑ کر دیت کے نیلے پگڑیا تھی۔

اس کے بعد چاروں طرف گھپ اندھیل طاری ہو گیا۔

✱

صبح میری آنکھ کھلی تو میں اپنے کہیں میں بستر پر موجود
تھی مگر شہ زات کی برآمد بائیں میسرے ذہن میں ابھر کر
بوکھلا کر بستر سے بیٹھ گیا، نامی کو دروازے کے قریب مٹا دیکر
کہ مجھے اطمینان ہوا کہ کہیں کار دروازہ بدستور بند ہے نامی کا
دوڑوہ کا معمول تھا کہ صبح اٹھتی ہی وہ دروازے کے اطراف
پتھر اٹا مٹاتا اور جب تک میں دروازہ نہ کھولوں وہ اس کے
قریب سے نہیں مٹتا تھی۔

نامی کی ضروریات کا خیال کر کے میں دروازہ کھولنے کے
ارادے سے آگے بڑھا تو میرے ذہن کو کچھ دھچک لگا زات آخری
بار میں دیت کے نیلے پرتیوار کو گرا رہا تھا، جینی نے بلو پائپ سے جو
زہریلی سونی چھین لی تھی وہ میرے بازو میں چھپی تھی اور پھر
بے اختیار میری نظر اس پہنچے بائیں بازو پر پڑیں تو میں چپس پڑا۔
ٹھیک اسی جگہ جہاں رات جینی نے مجھے بلو پائپ کا
شکار کرنے کی کوشش کی تھی سونی گئے کا ایک چھوٹا سا سرخ
مگر بے حد واضح نشان موجود تھا۔ گویا میں تبے خواب بھرا تھا
وہ تحقیقت تھی، میں جلدی سے پلٹ کر اپنے بستر کے قریب گیا
بیکار اٹھ کر دیکھا تو دل کی دھڑکیوں اور تیز مگر گھٹیں پستول کے
ساتھ ہی مختصر فاصلے پر پڑے میں بلو پائپ اور وہ سونیاں جو بڑے
تھیں جس کے ذریعے مجھے تین دشمنوں کو کال ہوشیاری سے
موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

آہستہ آہستہ میرے ذہن کی الجھی گریں کھل گئیں،
جینی نے مجھے نوٹ لگا نامی ایک بونی کھلائی تھی اس کے سبب
میرے دشمن موت کی نیند سو گئے تو میں نے جینی سے اس شہ زات
بونی کے سلسلے میں استفسار کیا اور جینی نے اس بات کا
عمل منہ پر کر دیا کہ یاکر نوٹ لگا لینے کے بعد ہر کار کا کام نہیں

اسے مکالا اور اس کے ساتھیوں کے خطرناک ارادوں کا
علم جس طرح ہو گیا؟
میسرے ذہن میں جینی سے متعلق متعدد خیالات جنم لے
رہے تھے۔ میں نے پلٹ کر اس کی سمت دیکھی تو چونے بغیر نہ
سکا اپنے ہونٹوں کے درمیان اس نے ایک فلم جیسا پائپ ڈال
رکھا تھا اس کی عقیانی آنکھیں پوری عقیاب کی جانب بڑھتے
ہوئے دشمنوں پر مرکوز تھیں غلابا وہ بلو پائپ تھا جسے اس نے
اپنے کپڑوں میں کہیں چھپا رکھا تھا۔

اس کی کیفیت اس وقت کسی ایسے خطرناک جیسے جینی
تھی اپنے شکار کے لیے گت لگائے بیٹھا ہو میں نے جینی
کو غائب کرنا مناسب نہیں سمجھا، ان میں ستر کو سائیں کو دیکھتے
لگا جو ہر لمحہ جہاز کی سیر میٹھوں سے قریب تر ہوتے جا رہے تھے
اور پھر۔ اچانک ان میں سے ایک ملنا جوا زمین بوس ہو گیا
دوسرا کا انجنا بھی وہی ہوا تیسرے نے پلٹ کر کہا گئے کی کوشش
کی لیکن میں نے جینی کی تیسری چھوٹ کی آواز سنی اور اس کے
ساتھ ہی وہ آخری دشمن بھی کراٹھا ہوا ڈھیر ہو گیا، پستل دھون
منہ سے کوئی آواز نکالے بغیر ہی ختم ہو گئے تھے۔

میسرے جسم میں خوف کی ایک سرور و دھڑکی تھیں جینی نے
مطلق نظر آخری ہی بلو پائپ اور پوری سونیوں کو کپڑے میں
پلیٹ کر میری طرف بٹھانے ہوئے بولی۔

”اسے نبھال کر احتیاط سے اپنے پاس رکھنا، وحشی اور
جنگلیوں کے خلاف لپٹا اور اور پستول کے مقابلے میں یہ ضرور تھا
لے زیادہ کار آمد ثابت ہو گا۔“

”کیا مکالا کو اپنے آدمیوں کی اطلاع نہیں ہو گی؟“
”جوگی۔ لیکن اس وقت جب وہ صبح بیدار ہو کر اپنی
کامیابی کا انجام دیکھنے کے لیے تھری طرف آئے گا۔“

”گوراب مجھے اور مکالا کے درمیان باقاعدہ ملحق جانے کا
”ضروری نہیں ہے“ جینی نے بے پروائی سے جواب دیا
”پوسٹر کر لینی یہ تو کم ہند اور ہراؤں کے دیوتا ہوا اور اسی
حیثیت میں مکالا کو اپنی لالچ دوقوں کا یقین دلا کر خوف زدہ
ہو کر سکتے ہو۔“

میسرے لیے اب کیا حکم ہے؟
”اپنے کہیں میں جا کر آدھ سے جو آدھ سرج نکلتے سے پشیر
تم اور تمہارے ساتھی باطل محفوظ رہیں گے۔“
”جینی۔ میں نے کچھ توقف کے بعد ذہنی زبان میں کہا۔
”تم نے نوٹ لگا والی بونی کے بالے میں جو بات کہی ہے وہ سچ ہے؟“
”جواب میں جو کچھ ہوا وہ میری توقعات کے خلاف ہی تھا۔“

کرنے پر مجبور کر دی تھی۔
”کیسے مکالا نے اسے آہستہ سے کھول کر ہم باہر آگئے،
مکھوٹے پر اور دیوتا کا طول القامت اور بے شکم بہت
اس وقت کچھ زیادہ ہی رازدار ہوں ناک نظر آ رہا تھا، ہر راز
پر ہر سرت تاریکی چھیل ہوئی تھی اس محل سے محو نہ والی ہوجا
کا شواہد تاریکی کو خوف ناک صوتی اثرات سے ملتا تھا۔
جینی کا وجود بھی اس وقت میرے لیے کسی خطر کا چھلکا
سے کم نہیں تھا، وہ تاریکی کے باوجود نہایت چھتری اور تیزی
کا مظاہرہ کر رہی تھی سیر حسیاں اترنے کے بعد ہم نے فزائیت
پر قدم رکھ کر تو مجھے پھر میری گھٹیں۔“

”کیا تمہیں یقین ہے کہ اس وقت.....“
”کوئی آواز نہ تھی۔ کالو۔ جب چاہیے ساتھ ہم بڑھتے
رہو۔“ جینی نے سرگوشی کی پھر مجھے تحقیق ہوئی تھانے کے بائیں
جانب ایک ایسے مقام پر لے آئی جہاں دیت کا اچھا خاصہ
ذخیرہ جمع ہو گیا تھا، ہم اس محفوظ مقام پر بیٹھ کر بجا پر چڑھنے
اترنے والوں کو سامنے دیکھ سکتے تھے۔

”سنو۔“ جینی نے ریت کے نیلے سے ایک لگاتار ہونے لگی
نہایت مدھم آواز میں غائب کیا، کیا تاہم کبھی بلو پائپ
کے ذریعے سوٹیوں کا استعمال کیا ہے؟
”نہیں۔ میں یہ تھوک نکلتے ہوئے بولا۔

”پچترم خاموش بیٹھے میری طرف پوری توجہ سے دیکھتے
رہنا۔ تجرہ انسان کو سب کچھ سمجھنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ وہ بڑے
اعتماد سے بولی۔

”دشمنوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد تمہارا کیا انجام ہو گا؟“
”جینی ان کچھ پر توجہ نہیں کرے گا۔ اس لیے ریشش.....“

میری بات کا جواب دیتے ہی اچانک اس نے مجھے غامض
رہنے کی تاکید کی پھر سرت میں اور زیادہ دھک کر بیٹھ گئی، اس
کی توجہ سرت سے جہاز کی سمت آئے طالعے راتے پر مرکوز تھی۔
میں بھی اس کی تقلید میں آنکھیں میٹھنے لگا، کچھ دیر تک مجھے
کوئی خاص بات نظر نہیں آئی لیکن اس کے بعد وہ دین ان کی
سائے مجھے بھی دکھائی دینے لگے جو آگے پیچھے ہم اٹھتے ہمارے
جہاز کی جانب تیزی سے بڑھ رہے تھے، میں ان کی ٹھیکیں مجھے
سے فاصلہ تھا مگر اتنا قاصد ہو سکتا تھا کہ اتنی رات گئے وہ ہمارے
لیے کوئی خیر سگالی کی علامت ہے کہ نہیں آ رہے تھے ان کے ارادے
یقیناً خطرناک تھے لیکن۔
جینی کون تھی؟

تلاش کر رہی ہے میں نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر خود کو کسی
پہنچ سے دور کر لیا، پستول پر میری گرفت اور مضبوطی ہونے لگی
نے اسے لگاتار ہونے لگا۔
”بھرتی ناک، سامنا یہ ناکہ ختم کر دو میں تمہاری اہلیت
اور اتنی رات گئے اپنے کہیں میں آئے کا مقصد بیان چکا ہوں۔
وہ بدستور آ رہے منٹ ہم زمین پر اڑدھکی یعنی وہی پھر
اٹھ کر کھڑی ہو گئی، تحقیق پر کھکی ہوئی بونی جسے اس نے نوٹ لگا۔“

کا نام دیتا تھا ایک بار پھر میری طرف بڑھتے ہوئے بولا۔
”بستی جلدی ممکن ہوا ہے حلق سے نیچے آتا اور اور میرے
ساتھ اس آگے جہاز سے نیچے چلو ہمارے لیے مناسب ہو گا کہ
اپنے دشمنوں کو جہاز پر آنے سے پہلے ہی موت کی ادھی نیند سلا
دیں تاکہ تم پر اڑدھکی سے ساتھیوں پر کوئی الزام نہ آ سکے۔ اس
باد اس پر اڑدھکیوں کا لپٹا تھا، میں نے پلٹ کر کوئی
سخت جواب دینا چاہا لیکن اس کے آنکھوں کی چمک بکثرت
تیز ہو گئی، وہ بلیں بھٹکائے بغیر میری آنکھوں میں بھاگتی
رہی۔ مجھے محسوس ہوا جیسے میری تمام قوت باقیات وفاقہ جواب
لے گئی ہو میں پوری طرح اس کی نگاہوں کے تحریکوں ڈوبنا
چلا گیا۔“

خاید و مل تنیم میں مارتھی میں نے اپنی آنکھوں کو
اس کی آنکھوں کی تیش سے بچانا چاہا مگر بچا نہ سکا، ان
آنکھوں میں بلا کی کشش تھی میں تیز ہو گیا پھر کسی حالت
معمول کی طرح اس کی تحقیق پر کھکی ہوئی بونی اٹھائی اس سے
حلق کے نیچے آتا رہا، نوٹ لگا کی تیزی میرے وجود میں کچھ بڑے
سیر کے انداز ترقی مل گئی، مجھے اپنا اول پتھر کا محسوس ہوا۔
سیر کو جینے مجھے کی قوت جسے سب کر لی تھی پھر لڑائی کی
پکوں کو جنس ہوئی، اس کے گماڑ ہونٹ متحرک ہوئے، مجھے
گھٹتے ہوئے بولی۔

”تم نے جینی کی بات مان کر خود کو ناپید خطرناک بڑی
حد تک محفوظ کر لیا ہے۔“

”تمہارا تعلق کس گروہ سے ہے۔ تم میری خاطر مکالا کی
دشمنی کیوں دل لے رہی ہو؟ میں نے جینی کے سحر سے آزاد
ہوتے ہوئے پوچھا۔

”یہ وقت تفصیلی باتوں کا نہیں میرے ساتھ آؤ ابھی
ہیں اپنے دشمنوں کو ٹھکانے لگانا ہے۔“ ڈھب بے رات کو
”تاریکی میں ایک اچھٹی لڑائی کے ساتھ جہاز سے نیچے قدم رکھنا
ہر چند موقع مندی کے منافی تھا لیکن میں اس وقت بھی
کسی قیمتی قوت کے زیر اثر تھا، جو مجھے جینی کے مشورے پر عمل

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوئے لیکن مکلا بدستور گردن اونچی کیے اور سینہ تانے کھڑا رہا۔
 سمور کی جڑ کا رور و درین لڑیں کچھ دیر مکلا کے تنویر بھیتی
 رہیں پھر اس نے آہستہ سے سوال کیا۔
 کیا فیصلے پر پھر سہ آدمی کے بادل منڈلائے ہیں۔
 ”ہاں“ مکلا لاہرنٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ ہمارا خاص
 ٹولے میں سے تین افراد کم ہو گئے ہیں۔
 کیا یہ دیکھ کے ممکن ہے؟ سمور نے حیرت سے پوچھا۔ آج
 سے پہلے تو ایسا بھی نہیں ہوا۔
 ”میں بھی نہیں یہی اطلاع دینے آیا ہوں رنار کر بارہ
 سال بعد ہمارے درمیان پھر افزائش پھیل رہی ہے۔“
 ”کون تھے وہ؟“
 ”میں سے بہتر تین دوست، یکمؤرا کا اور بنگا۔“ مکلا نے
 ہماری جانب ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ آج
 رات گئے ایک وہ میسے ساتھ تھے لیکن اب میں نے جزیرے
 کا کوئی نام چھان مارا، ان کا کوئی پتہ یا سرنام نہیں ملتا۔
 ”اور ڈونگے؟“ سمور ایک لمٹ چوتختے ہوئے دریافت کیا۔
 ”اپنی جگہ موجود ہیں۔“
 ”پھر۔ تینوں کہاں گئے؟ منام کا کیا کہنا ہے؟“
 ”وہ ابھی تک کچنی دیت پڑیٹھا الٹی سیدھی کیروس
 کھینچ رہا ہے۔“ مکلا لہجہ جی آواز میں بولا۔ البتہ اس نے اپنی
 زبان میں یہ بھی کہا کہ ہم نے چونکہ اپنی دھم سے منہ پھیر
 لیا ہے اس لیے اور کا اعتبار ہم پر ضرور نازل ہوگا۔
 سمور نے کوئی جواب نہیں دیا، ہاتھوں پر کردہ گایاں
 دیکھ رہا تھا کہ وہ مکلا کے آخری چلے کے بعد کھڑی گری سوچ
 میں غرق ہو گیا منام کے حوالے سے جس رسم کا ذکر کیا گیا تھا۔
 ہمارے علم میں پہلی میں یہ بھی سمجھ رہا تھا کہ مکلا اس وقت منام
 عیادی اور مکادی سے اپنے جرم اور فتنائے آدم کو جو جزیے
 پر ہماری آمد اور دیوتا اور کی ناراہنگی سے منسک کرنے کی
 کوشش کر رہا ہے۔ بہر حال مجھے اس وقت نئی معلومات حاصل
 کر کے بے حد خوش ہوئی سمور نے یقیناً رانی اور جیل بازی
 میں ڈونگے کے ہالے میں دریافت کیا تھا اور مجھے یوں محسوس
 ہوا جیسے اور وینڈے فرار کا ایک راستہ اچانک مجھے نظر آ گیا ہو۔
 ڈونگے کا بعضی اعتبار سے جھوٹی کششیں کو کہتے ہیں مگر
 ہمارے لیے یہ بھی کیا کم تھا، ڈونگے والوں کے لیے تھے کا سارا
 بھی بہت ہوتا ہے۔ میں پوری نوجوان اور انکا سے سمور کے
 چہرے کے تاثرات کا مطالعہ کرتا رہا۔ مجھے اس بات پر بھی حیرت
 ہوئی کہ مکلا کے تینوں ساتھی جن میں اس نے یکمؤرا کا اور

بنگا کے نام سے یاد کیا تھا کہاں غائب ہو گئے، اس کی باتوں
 سے یہ ظاہر ہوتا تھا جیسے وہ تینوں اچانک اور پراسرار طور پر
 غائب ہو گئے ہوں جب کہ میں نے گزشتہ رات خود اپنی
 نگاہوں سے ان تینوں کو بادی بادی میں دیکھا تھا۔
 کے گھٹ جہنم رسید ہوتے دیکھ تھا۔
 وہی صورتوں میں منکس تھیں یا تو مکلا نے اپنی سادش کو
 ”نام نہاد دیکھ کر ان تینوں کو سمندر کی مرکز میں حوالے
 کر دیا ہو گا یا پھر جیسی نے انہوں رات انہیں کہیں اور پھیلانے
 لگا دیا۔ تین اسناد کم ہو جانے کے حوالے پر کیلاش بھی تو کاٹا
 البتہ جبکہ بدستور اپنی نشست پر بیٹھیں یوں حیرت سے
 آنکھیں پھاڑے کچھ مکلا اور سمور اور کچھ لکھے اور کیلاش کو
 دیکھ رہا تھا جیسے وہ ابھی تک معاملے کی نزاکت کو محسوس
 کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔
 ”کیا جیسا کہ کہ وہ تینوں جزیے پر موجود نہیں ہیں؟“
 سمور نے کچھ توقف کے بعد گری سجدگی سے سوال کیا۔
 ”مختار کیا خیال ہے سرار۔ کیا مکلا اور وینڈے کوئی سے
 کام لے رہا ہے؟“
 ”میرا یہ مطلب نہیں تھی لیکن....“

مقبول شاعر قاتل شفا کی کے کردار و کلام کا
 مفصل تعارف و انتخاب
 قاتل سب سے جمیل
 مرتبہ ضیاء ساجد
 قیمت - 100 روپے

”میں دیتا اور دو کو غرض اور راضی کرنے کے لیے کچھ
 قربانیاں دینا چاہوں گی وہ نہ سمجھ سکتا تھا اور ہولناک مناب
 کا شکار ہو جائیں گے۔“ مکلا نے سمور کو کہنے کی کوشش کی
 اور پھر میں مختار بھری لفظوں سے گھوٹنے لگا۔
 سمور اس بادی بھی ہونٹ کاٹ کر کہہ گیا، اسے فوری
 طور پر کوئی آخری فیصلہ کرنے میں جھجکا بہت محسوس ہو رہی
 تھی سادش کی نظر میں بدستور مکلا کے چہرے پر مرکز تھیں،
 ان لفظوں میں مکلا کے لیے نفرت اور مختار کوٹ کوٹ
 کر بھری ہوئی تھی اور تب میں خاموش نہ وہ مکلا سمور کی انہیں
 کو روک دینے کی خاطر ضروری تھا کہ میں دیوتا کے ڈھونڈ کی
 آڑ لے کر شادیں کیاں میں مکلا کو یہ یاد کرنے کی کوشش
 کرنا کہ ہماری تو تینوں لاج و دیں اور ہم اس کی ناپاک سازش
 اور خطرناک چال سے آگاہ ہو چکے ہیں یوں ایک تیرے دو
 ٹکڑا ہو سکتے تھے مکلا نہ صرف یہ کہ ہماری دیوتاؤں والی
 حیثیت کو تسلیم کر کے خوف زدہ ہو جاتا بلکہ آئندہ کے لیے ہمارے
 خلاف کسی خطرناک اقدام سے بھی گریز کرتا۔ لہذا میں نے
 اٹھتے ہوئے کہا۔
 ”سرار سمور۔ ہم دیکھ لے یہ ہیں کہ تم اس وقت بھی اندر
 انہیں کا شکار ہو گیا، ہم دیوتا کی حیثیت سے مختار کی کوشش
 کو آسان کر سکتے ہیں۔“
 ”مکلا کے بیان کے مطابق ہمارے خصوصی ٹولے کے
 تین افراد کل رات اچانک غائب ہو گئے ہیں اور یہ ہمارے
 لیے کوئی اچھا ٹکڑا نہیں سمور نے اپنی زبان میں کہا۔ ایسا
 بیشر کسی وقت ہوتا ہے جب اور دیوتا ہم سے ناراض ہوتے
 ”تم پریشان مت ہو۔ ہم سمندر اور ہواؤں کے دیوتا
 ہوتے جانتے ہیں کہ دیوتا اور تم سے ناراض نہیں ہے تم میں سے
 پانچ لہجے میں جواب دیا۔
 ”پھر۔ ہمارے تینوں ساتھی کیا ہوئے؟“ مکلا نے تنہا کر
 دیا، شاید اسے بری بداعت ناگوار گزری تھی میں نے
 سکرلے ہوئے معنی تیز نگاہوں سے مکلا کو گھورا پھر
 اس وقت خود پر گری جمیدگی جاری کرتے ہوئے بولا۔
 ”بڑی عجیبی ہمیشہ جھوٹی پھلکی کو ہڑپ کر جاتی ہے۔
 سناؤں پر جو فیصلے کئے جاتے ہیں وہ بہر حال اور برصورت
 لاپرواہ ہوتے ہیں کل رات ایک ہنگامہ کی بے چین
 سیر سے رہا ہے آئی، اس نے یہی کہا تھا کہ جزیہ اور وینڈے
 کی رات بھاری تھی مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ تین انسانی
 سپراسرار طور پر غائب ہو جائیں گے۔“

”ہنگامہ کی طرح۔“ مکلا چونکا پھر خود کو سمجھاتے ہوئے
 بولا۔ تم ہنگامہ کے ہالے میں کیا جانتے ہو؟
 ”مکلا! اچانک میرا لہجہ غصہ ناک ہو گیا، میں نے اسے
 غول خوار کیا ہوں سے گھوٹتے ہوئے کوخت لہجے میں جی بلب
 کیا؟“ مکلا گش ہوتے جا رہے ہو شاید ذہن نے بھی یہی سوچا
 کی حیثیت سے تسلیم نہیں کیا۔ بولو۔ کیا تم جانتا ہو گے کہ
 یکمؤرا کا اور بنگا کل رات گھپ اندھیرے میں کس قصد
 سے اپنے گھروں سے باہر نکلے تھے اور ان کا انجام کیا ہوا؟
 ”مکلا امیری گھن گرج سن کر بول کر دیا گیا۔“ غلیں جھانکنے
 لگا میں نے اسی لہجے ایک اور کلامی ضرب دھکی۔
 ”گندے اور ناپاک ارادوں کو بے نقاب کرنا دیوتاؤں
 کی شان کے خلاف ہے لیکن تم اگر ہمارا امتحان لینا چاہو تو
 میں تیار ہوں۔“ انہیں پوری تفصیل سے کل رات کی پوری
 کہانی سناسکتا ہوں۔ کیوں؟ کیا تم سننا پسند کر کے؟
 ”نہیں۔ نہیں نہیں۔“ مکلا اگڑ بگڑا، وہ پوری داغ بھ
 سے مغرب ہو چکا تھا، پٹا کر بولا۔ میں اور تیرے ساتھی
 تمہیں دیوتا مانتے ہیں تم نے سرار کو دوسری کے محتاج نہات
 دلا کر ہم سب پر احسان کیا ہے۔
 ”ہمارے اور مختار کی خدمت فرض ہے۔“ سمور نے غصے
 عقیدت منانہ لفظوں سے بکھنے ہوئے کہا۔ لیکن کیا تم مجھے
 بتا سکتے ہو کہ میرے تینوں خصوصی آدمی۔ کیا تم ہو گئے؟
 ”اور وہ دیوتا کو تو قربانی دے کر کاٹتی وہ پوری ہو چکی
 تم بھی دیوتاؤں کے معاملے میں اپنی زبان بند رکھو نہ حالات
 اور غراب ہو جائیں گے۔“
 سمور نے مجھ سے پھر کوئی استفسار نہیں کیا، خاموشی
 سے اگلے بڑے کو کوشش پر لکھنے ہوئے جنت کے سامنے سرنگوں ہو
 گیا، مکلا اور اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے سرنگوں انقلاب
 میں سر جھکا لیے لیکن مساوری اور کیلاش۔ دونوں کی جبین
 سر جھکے پر مرکز تھیں۔ میں اپنی جگہ سینہ تانے کھڑا رہا
 لیکن ایک سوال میرے ذہن کو بھی الجھا رہا۔
 ”جینی کون تھی؟“ مکلا کے تینوں ساتھی جو ہماری
 زندگی کے خرمیاد رہن کر جی عقاب کی طرف بڑھ چکے۔
 ان کی لاشیں اچانک راتوں رات کہاں غائب ہو گئیں؟
 ✱
 میں مکلا کو مغرب کرنے میں کامیاب ہو کر مگر کیلاش
 اور جبکہ دونوں پہنچے جھاڑی سے دیکھ کر پوچھنے لگے۔ کیلاش
 اس بات پر بلند تھا کہ میں کچھ باتوں کو نہ لکھتا ہوں لیکن

کسی خاص مصلحت کی بنا پر اسے زبان تک لاسے سے گزرنے کو رہا ہوں کیلاش کا فانی اپنی جگہ صدفی حد درست تھا لیکن میری مجبوری اپنی جگہ تھی۔

سادری نے مجھے منع کر دیا تھا کہ میں اس کی اصلیت کے بارے میں زبان بند رکھوں اور جینی کو بھی کسی مقصد کے پیش نظر اس سے قہیلے کے لوگوں کے مقابل میں میری مدد کی تھی وہ کہاں سے آئی تھی اور کہاں غائب ہو گئی، ابھی تک میں بھی ان سوالوں کے جواب کے لیے غور تھی البتہ میں نے اتنا اندازہ ضرور لگا لیا تھا جینی پر سراسر تو قوتوں کی مالک اگر نہ ہوتی تو صبح بیدار ہونے کے بعد مجھے اپنے کبیر کا دروازہ اندر سے لولٹ نہ ملتا۔ کیا کسی کا کوئی وہ دروازہ ہوتا تو اس پر بھی غور کیا جاسکتا تھا لیکن وہاں ایسی کوئی بات نہیں تھی، دروازے کے علاوہ ایک چھڑا سا روشن دان ضرور تھا لیکن ایک تو اس کا دائرہ اتنا تنگ تھا کہ اس میں کسی انسان کا گزرنہ ناممکن تھا ہوسکتا کہ کوشش میں اس ایک آگرا سٹ فین بھی فٹ تھا جسے دوسری جانب سے جالیوں سے ڈھانپ دیا گیا تھا تاکہ حشرات الارض اندر نہ آسکیں یا یہ صورت میں میں نے یہی مناسب سمجھا کہ خود کو انجان ہی بنائے رکھوں چنانچہ میں بڑی معصومیت سے تمام باتوں سے اپنی لاعلمی کا اظہار کرتا رہا۔ کیلاش بھی حد تک میری باتوں سے مطمئن ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے جان بوجھ کر زیادہ اصرار نہ کرنا مناسب نہ خیال کیا ہو لیکن جب تک کسی جگہ کی طرح مجھ سے الجھتا رہا۔

”تم نے مکالمے کیلئے مینوں ساتھیوں کے سلسلے میں نہایت یقین اور اطمینان سے کیا تھا کہ تم اس مقصد سے واقف ہو جس کے تحت وہ کل رات اپنے اپنے گھروں سے باہر نکلتے تھے پھر کیلاش۔

”تم نے کبھی گواہی اور کبھی ذہن واقع ہونے میں ہلا۔

”ظاہر ہے کہ ہر شخص جو رات کے گھپ اندھیکے میں بھت رات گئے گھر سے باہر نکلے گا اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوگا۔

”تم نے اسے اس کی بھی تفصیل سے سننے کی دیکھی تھی اور وہ ایک سخت گورڈز کیا۔ میں نے مسکراتے ہوئے تیزی سے جواب دیا وہ بھی ایک نفیاتی جواب تھا جو بے حد گلاب رہا اور صرف یہی نہیں بلکہ اب تو مجھے یقین بھی ہو چلا ہے کہ مکالمہ اچھے خدات کوئی خطرناک سا رہا ہے۔

”کوئی وجہ؟

”ہاں۔ اس کی دو وجہ ہیں۔ میں نے سنجیدگی سے کہا۔

”آؤں یہ کہ اس نے سمجھا کہ وہ لوگ نااہلی کا حوالہ دے کر ہمارے خلاف اس کے لیے کوئی شخص کی۔ وہ سے یہ کہ اگر اس

کے مینوں ساتھیوں کے گم ہو جانے میں اس کی کسی ذاتی حیل کو دخل نہیں تھا تو پھر وہ تفصیل کمانی والی بات پر کیوں روکھلا گیا۔

”میں نے تم سے متحیک کر رہے ہو لیکن میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ کوئی نہ کوئی بات ایسی ضرور ہے جو تم سے چھپانے کی کوشش کر رہے ہو۔ جب تک سچا ہوتے ہوئے کہا لیکن فوراً ہی جو تک کو بلا دے تم نے کسی منکرار کی روح کا ذکر بھی کیا تھا۔ میں نے اس حوالے پر بھی مکالمہ کو چمکنے دیکھی تھی اس نے ہانکا کہ بالے میں تمہاری معلومات دریافت کی تھیں؟

”کیا تم نے یہ نہیں دیکھی کہ اسی وقت میرا لہجہ اچانک غضب ناک ہو گیا تھا اور میں نے فوراً ہی گفتگو کا رخ مکالمہ کے غائب ہونے والے ساتھیوں کی سمت پھیر دیا تھا؟

”میں ملایا۔ مگر تمہاری زبان پر اچانک ہنکار دہری کیسے آگیا؟

”کوئی نہ کوئی ایسی بات تو کہنا ہی تھی جو ان کے لیے حیرت انگیز اور ناقابل فہم ثابت ہوتی۔

”ہنکار دہری کیوں؟ جب تک مجھے گھومتے ہوئے کہا۔

”تم کچھ اور بھی کہہ سکتے تھے۔

”پہلے میرا ارادہ تھا کہ کسی غنڈہ کی روح کا حوالہ دوں لیکن تمہاری سختی کے خیال سے مجھے مجبوراً ہنکار دہری پڑا۔

”تم نے تاثر نہ سمجھا کہ اس اثر سے ہی تمہیں کچھ لگ گیا ہو۔

”جیکب نے ناگوار انداز میں جواب دیا پھر کیلاش پر ایک نظریاتی اور میرے کہیں سے نکلا ہوا باہر چلا گیا۔

”یہ تو جھٹ ہی گیا تھا۔ میں نے جیکب جانے کے بعد اطمینان کا سانس لیا۔

کیلاش نے میرے اطمینان پر کوئی تفرقہ نہیں کیا البتہ اس کے چہرے کے تاثرات اس بات کی غامضی کر رہے تھے کہ وہ بھی میری صفائی سے پوری طرح متفق نہیں ہے۔ میں نے بھی اس مسئلے کو زیادہ طول دینا مناسب نہیں سمجھا اسی روز ایک اور ایسا واقعہ پیش آیا جس نے مجھ کو سخت ہلا کر دیا۔

”وہ دیر کے وقت خلاف توقع سمجھا اور سادری ہمارے ساتھ کھانے میں شریک نہیں ہوئے۔ میرے استغفار پر سمجھا یہی بتایا کہ اپنے آدمیوں کی گم شدگی اور دیوتا کی خوشنودی کی خاطر اس نے اور سادری نے برت رکھا ہے لیکن سادری خوشی کی خاطر وہ میز پر موجود تھے، جیکب میز پر برقی اور ڈشیر لگانے میں مصروف تھا۔ رہنے کام کے سلسلے میں اپنی اپنی باری مندر کر بھی تھی اور کیلاش سمجھا کہ اس کے ساتھ اس کے

گم شدہ ساتھیوں کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا میں غامض بیٹھا ان دونوں کی باتیں سنانے سے روک رہا تھا، اچانک سمجھا کیلاش نے باتیں کرتے کرتے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور بے چینی سے بولا۔

”ہواؤں کے دیوتا۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ مقدس اور دم سے اس بات پر غور نہیں ہو گا کہ ہم اس کے پجاریوں کی معقول حفاظت نہیں کر سکتے۔

”شاید مکالمہ کی باتوں نے تمہیں گمراہ کر دیا ہے۔ میں نے روکے انداز میں جواب دیا۔

”پھر بھی سادری کی حیثیت سے کسی شخصے کی تصدیق کر لینا میرا فرض ہے۔

”ہمارے بالے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ کیلاش نے سمجھا کہ گھومتے ہوئے سوال کیا۔ کیا تمہیں ہمارے دیوتا ہونے پر شبہ ہے؟

”آرامش صداقت کی کسوٹی ہوتی ہے۔ سمجھانے دہی زبان میں کہا تو میں چونکے بغیر نہ رہ سکا کیلاش نے بھی سمجھا کہ معنی نیز نظروں سے دیکھا جو اپنا جھمکنہ کرنے کے بعد جھپٹ کی جانب گھور رہا تھا۔

”وہاں کیا تلاش کر رہے ہو؟ کیلاش نے کمری پر پہلو دیں کر پوچھا۔

”آسمانی ہلاؤں اور گرد و شبنوں کا بھید سولنے دیوتاؤں کے اور کون جہان مکتبہ بنوہ اپنی ہشتابی پر نمودار ہونے والے بیٹے کے قہور کو خشک کرتے ہوئے بولا۔ کون کیا ہے اس کا فیصلہ صرف وقت کرے گا۔

”اور دیوتاؤں کی نااہلی کرتے وقت کو روک دینے کی طاقت بھی رکھتی ہے۔ کیلاش نے سرسراتے لہجے میں جواب دیا۔

”تمہاری باتوں سے مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے تم نے اپنے اور دیوتا کے سوا کسی کے آگے جھکا نہیں سیکھا۔

”گنڈھارت پٹ کی جانب جھکتا ہے شریمان کیلاش غی اور بیت میں غذا ہوتے جھٹنے کر دہر ہو کر خود بخود جھٹنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جیکب نے جو کنا لگا چکا تھا ہماری باتوں سے آگے بڑھنے کا یہ کیا یہ مناسب ہو گا کہ ہم پہلے پٹ پو کر لیں گے کہ بعد میں بڑے شوق سے دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کا جس قدر پلانے رہنا۔

”جیکب۔ کیا تم کو دیکھ کر مجھے سنجیدہ نہیں ہو سکتا؟ کیلاش نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔ ابھی معاملے کی سنگین نوعیت پر بھی ڈر کر لگا رہا۔

”خود کرنے کے لیے عقل کی ضرورت ہوتی ہے اور عقل کی نشوونما کے لیے وقت پہا بھی اور صحت من خوراک کا ملنا ہے ضروری ہے۔ جیکب نے نہایت بے پروائی سے جواب دیا پھر ذہن اپنی کراچی پلیٹ میں کھانا کالنے لگا۔

گنڈھارت نوعیت کے پیش نظر اس وقت جیکب کی وہ حرکت مجھے بھی ناگوار محسوس ہوئی، سمجھا اور سادری نے بھی اسے مٹواتی نظروں سے دیکھا لیکن پھر اس کے بعد کچھ ہوا اس نے خود جیکب کی سٹی جی ٹیم کر دی۔

پلیٹ میں کھانا کالنے کے بعد جیکب نے ہماری طرف اجازت طلب نظروں سے دیکھی پھر اس نے پہلا دیوتا اپنی کمرز میں لائے کی کوشش کی تھی کہ اچانک بیسیکین زلزلے کی کیفیت سے دوچار ہو گیا۔ کھانے کی ذہن میز لڑکھڑکاس طرح لٹی کی اگر جیکب اچھل کر ایک طرف نہ ہٹ جاتا تو شاید اس کے نیچے دبا ہوتا کھانے کے مہم برتن کے بعد دیکھ کر پشیمان ہونے کی آواز سے ٹوٹ کر چپکنے چور ہو گئے اور ڈشوں میں موجود کھانا پلوں سے کیس کے فرش پر پھیل گیا۔

جیکب کے ساتھ ہی باقی لوگ بھی روکھلا کر کرسیوں سے اٹھ گئے، سمجھا اور سادری جو کمریز کی دوسری جانب بیٹھے تھے اس لیے کیلاش نے انہیں خوں خوار نگاہوں سے گھورنا شروع کر دیا۔ میرا ذاتی خیال بھی یہی تھا کہ سمجھانے سے جیکب کی وہ جلد بازی بری لگی تھی میز رلٹ کراچی نااہلی کا اظہار کیا ہے۔

میری نظر میں بھی سمجھا کی جانب اٹھ گئیں جو کرسیوں سے باہر کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ پٹ پو کر رہا تھا اور کالے ہنک اور سمیت ناگہان بھی سڑا پائیں لرز رہا تھا جیسے نئے کی شدت سے کانپ رہا ہو اور پھر سمجھانے کے حرکت کی وہ سب ہی کے لیے بے حد جبرتا اور تیز اور قابل وقت تھی۔ اور وہ کی جانب نظر میں لگا کر اس نے کیلاش کو ایک نظر دیکھا پھر کھنچت سجھہ میں گمراہ اور کیلاش کے قدموں پر اپنی ہشتابی دگڑنے لگا۔

سادری اپنی جگہ کھڑی ہوٹ کا تھی رہی اس کی آنکھوں میں حیرت اور تجسس کی کیفیت موجود تھی۔

اس کے بعد

درختاں

کا دوسرا حصہ پڑھیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

پسندیدہ رسائل و کتابچہ گراہد پر حاصل کریں

خرید و فروخت کے لیے تشریف لائیں

عمران لائبریری

مجلد ۲۰۰ و ۲۰۱ عید گاہ روڈ ٹوبہ

ایک عشق گزیدہ نواب زلفی کی ہفت روزہ نمائندہ

درخشاں

2

الوار صدیقی

مکتبہ القریش

سرک روڈ، اردو بازار، لاہور ۲

دخت اور انجمن نے ملے جلے تاثرات عیاں تھے ایک چشتی مرقی
نظر اس نے میری سمت ڈالی اور سمور سے غنایاب سر کر لیا۔
”مقدس اور عظیم مزار۔ دیوتا کا عقد مرد پڑ چکا ہے اس نے
میں اپنے غتاب سے نجات بخش دی۔“

سمور نے ساووی کی آواز پر مڑا یا بٹوٹے پر لکھے ہوئے
بلے بنگم پر نظر ڈالی پھر خود کو سنبھالتا ہوا اٹھا لیکن اس
کے جسے پرا بھی تک خوف و دہشت کے اثرات موجود تھے اس
کی چشتیانی پر بسنے کے قطرے چک لہے تھے اور جسم رہ کر لیں
کچکا پڑا تھا جیسے کسی ناپیدہ خطرے کے شدید جھٹکوں سے دوبارہ
کیدش نے ابھی تک اپنی زبان میں کھول پٹی وہ ایک
ماہر سرجن تھا اسی لیے خاموش نگاہوں سے حالات کا جائزہ
لینے میں مصروف تھا، سمور کے آنکھ کے بعد وہ اسے ٹری گہری اور
معنی خیز نظروں سے گھونٹے لگا۔ چند لمحوں کے بعد اسے ممکنہ ہانچے دیکھنا
رہا پھر نہایت محسوس لمحے میں بولا۔

”سمور! کیا میں تمہاری اس دگرگوں کیفیت کا سبب

دریافت کروں؟“

”ہاں۔ تاہم باندھ کر تم سے رحم کی درخواست کرتا ہوں۔“
سمور نے لڑتے ہوئے کہا ”تم عظیم ہو۔ میں نے تعجب پہنچانے میں
غلطی کی تھی۔“

”میز کے لٹنے کا کیا مقصد تھا۔ جانتے ہوئے کیدش کا
لہجہ بے مدد ہو گیا۔“

”ہاں یہ سمور اسمی ہوئی آواز میں بولا یہ مقدس اور
نرم سے شیعہ کی تردید کر رہی۔“

”تم نے ہماری فتونوں کو آزمانے کی حماقت کی تھی۔ کیوں؟“
”ہاں۔ ہم... مگر میں اپنی غلطی پر شرمندہ ہوں۔“

”تم نے دیکھ لیا اپنی حماقت کا نتیجہ۔ اور دہکابت بھی اپنی
جھگڑا رہا تھا۔ کیدش نے دنگ اور ٹھوس آواز میں کہا پھر

سمور کو تھراؤ اور نظروں سے گھونٹنے سے بولا ”تم نے تم سے کہا
تھا کہ محتاط رہنا لیکن تم نے ہماری بات نہیں مانی۔“

”مکالا کی باتوں نے مجھے ہکا بکا دیا تھا۔ مزار ٹوٹنے کے ناتے
میں بے اپنے قبے کی تصدیق ضروری تھی۔ میں مجبور تھا۔“

”پھر تم نے کیا تصدیق کی؟ کیدش نے زیر خند سے پوچھا۔
”مہملوں کے اندک کا جھجھکی پڑھنے کی طاقت دیکھتے ہیں لیکن ہم

چلتے ہیں کٹر ساووی کی موجودگی میں اپنی زبان سے اپنی غلطی
کا اعتراف کرتے۔“

”ہم۔ میں۔ میں نے تھکے کھانے میں بے حد تیز اثر کرنے
اور ہر ملایا تھا، اتنا سرخ اتنا تیز زہر کہ اس پر زبان گھٹنے

ادب و تہ کا بے مروتانہ ارتقا، ہمارے علاوہ اس وقت
ساووی جی دم بخود تھی اور سمور بے ستور کیدش کے
قدموں پر اپنی چشتی رگڑا رہا تھا۔

کھانے کی میز اتنی ہی کبھی نہیں تھی کہ ایک آدمی اسے آسانی
سے الٹ دیتا، فوری طور پر میسر زمین میں یہی خیال ابھلا کہ وہ
سمور کی حرکت رہی ہوگی لیکن پھر مجھے اپنے خیال کی تردید کرنا
پڑی قصور اگر کسی اور کا تھا تو پھر سمور اس جرم کی پاداش میں کیدش
کے قدموں پر ہاتھ چیکے پڑا تھا؟

میسر زمین میں متعدد خیال گذر رہے تھے بولے کہیں
میں کھانے کے برتن ڈالے پڑے تھے اور مجھے اس بات پر بھی شدید
حیرت تھی کہ مانی نے نہ تو اسے اچانک افتاد پر صلیق سے کوئی آواز
نکالی نہ ہی اس نے کھانے کے سامان پر ہمنوا مارا، وہ جی ہماری
طرح سہا سہا خاموش کھڑا تھا۔

میں نے سمور سے نظر ہٹا کر اسے بے بنگم بہت کی جانب
دیکھا جہاں ڈال ڈال نظر آتا تھا کہ کسی لمحے بھی زمین بوس ہو سکتا
تھا۔ کیدش اور جیکب کی نظریں بھی بہت پر مرکوز تھیں پھر کیدش
میں نے ساووی کو بہت کی جانب بڑھتے دیکھا بہت کے قریب جا کر
اس نے ایک بازنگاہیں بلند کر کے آسمان کی سمت توجہ کی پھر
بڑی عقیدت سے تھکے توڑ کر اور کے عیسے کے سامنے جھکتی صلی گئی،
اس کے ہونٹ متحرک تھے شاید وہ پھر سے ہونے والے کو ماننے میں
مصروف تھی اس کی محنت رائیگاں نہیں گئی اور کا طول القامت
بت جوئے میں دھت کسی جگہ ہونے شرابی کی مانند اپنے قدموں پر بیٹھا
طرح زور کھڑا رہا تھا محلوں میں ساکت نظر آنے لگا اور تب جیکب
کی سہمی مرقی آواز میں سے کانوں سے نکلی۔

”رہ مٹھم کی قسم ہمیشہ ان کی بستی میں آجھنے میں۔“
”جیکب۔ میں نے سرگوشی کی۔ اس وقت اپنی زبان پر
قابو رکھو۔“

”جال میں سے غریزہ درست یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ میز کا
یوں اچانک الٹ جانا اور ایک ہی جان بت کا لڑنا کا پناہ۔
کیا اتنی ہی عقل ان تمام باتوں کو قبول کرتی ہے؟“

”خود کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرو۔ میں نے جیکب کو
سمجھانے کی کوشش کی۔ دوسری صورت میں اگر ہم نے پریشانی
کا اظہار کیا تو حالات ہمارے حق میں اور زیادہ غیروں ہو سکتے ہیں
جیکب نے بکھلائے ہوئے انداز میں سر کو خفیف سی جنبش دی
پھر ساووی کی جانب متوجہ ہو گیا جو آہستہ آہستہ اپنے قدموں پر
کھڑی ہو رہی تھی اور اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر اس نے تیار باد
خود کو جھکا یا پھر چلٹ کر ہمارے قریب آگئی اس کی آنکھوں سے

وہ کرتی ایسا ہی گرا اور اہم لازم ہے جو ہماری دوستی کے درمیان دلدار پر کرکھائی ہو گی سنا کیلاش نے قدم سے ناکار انداز میں کہا۔ درخشش بھائی شادی سے پہلے جس مذہب تعلق تھی تھیں میں آج بھی اسی پر قائم رہوں جہز ہرنے کے باوجود میں آدراگون کے عقیدے پر یقین نہیں رکھتا۔ میں نے تم کو یہ بات پہلے ہی سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر اس وقت تم جذباتی ہو رہے تھے اس لیے میں نے تمہارے دل کو نہیں پہنچا نامناسب نہیں سمجھا تم نے اپنی بیوی کی آخری خواہش کا احترام کرنے کی خاطر جس سفر کا آغاز کیا۔ میں اور جیکب اس میں برابر کے شریک بن گئے سفر کے دوران جدوجہدات درپیش آتے رہے ان کا ذکر قبول ہے ہم سب جانتے ہیں کہ قدم قدم پر موت مختلف جہیں اور انکھے روپ بدل بدل کر ہمارا تعاقب کرتی رہی اور ہم ایک ساتھ ان تمام خطروں کا مقابلہ کرتے رہے لیکن اس وقت واپسی ہمارے اختیار میں تھی۔ کیلاش ایک نانیہ کو خاموش براچھ کر لے گیا تو ہوا بولا۔

”ایسا کہ جزیرے پر تنگرا نماز ہونے سے بشیز رہی جگہ ہے ایک امریکی خطے کا اظہار کیا تھا اس نے کہا تھا کہ اگر تم نے ملائی کا سفر اختیار نہ کیا تو جبری عقاب کا سفر ہماری موت کا سفر بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ زندگی سب کو باری اور عزیز ہوتی ہے لیکن میں نے اور جیکب نے زندگی کو کھاری دوستی پر ترجیح نہیں دی۔ کیوں جمال؟ کیا وہ ہماری حماقت تھی؟“

کیلاش مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا اس کے ایک ایک لفظ کا زہر میرے وجود کو شہید کیجے کے لگا رہا تھا وہ جبر کچھ کہہ رہا تھا اس میں حق بجانب تھا۔ میں اپنی جگہ کھڑا ہوا تھا مگر میرے ذہن میں آدھیاں چل رہی تھیں مجھے اس بات کا خدشہ بھی لاحق تھا اگر میں نے زبان کھولی تو حالات ہمارے حق میں زیادہ بھیانک اور خطرناک صورت اختیار کر لیں گے۔ میں بلے بسی کی حالت سے دوچار خاموش کھڑا سوچتا رہا کہ کیلاش کو کیا جواب دوں۔ اسے جینی اور سادی کے راز سے آگاہ کر دوں یا بنوٹوں پر غفل پڑاؤں۔

”میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا میرے دوست۔“ کیلاش نے میری طویل خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ جیکب پر غصہ ہونے کے باوجود جذباتی واقعہ ہولہ جوتم سے اٹھتا رہتا ہے لیکن میں۔ میں تمہیں یقین دلانا ہوں کہ تم نے ہم سب کے حلال میں تمہارے ساتھ نہیں لگایا۔

کیلاش جانتے کچھ لیے پٹا تو میں نے بک کراس کا راستہ رکھ لیا پھر میں نے تمام اقباط بالاسطاق دیکھ کر اسے سادی اور جینی کے ہالے میں تمام تفصیل بتا دی کیلاش حیرت سے میری باتیں سنتا ہوا میں خاموش رہا تو اس نے مجھے بے حد سنجیدگی سے کہا۔

”تمہ نے اچھا کیا جو جیکب کے سامنے ان باتوں کا اظہار نہیں کیا۔ وہ تمہیں مذہبی خیالات اور عقیدے کا مالک ہے، ہو سکتا ہے کہ جینی کے سلسلے میں اپنی زبان پر قابو نہ رکھ سکے۔“

”سمو را کے ہالے میں اب تمہارا کیا فیصلہ ہے؟“ میں نے دل کا بوجھ اتر جانے کے بعد پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ اب اسے رخصت کر دیا جائے جینی نے جس حیرت انگیز قوت کا مظاہرہ کیا ہے اس نے یقینی طور پر سمو را کے دل و دماغ سے سالے شہادت رافع کر دیے ہوں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ آئندہ ہمارے سلسلے میں کسی مزید حماقت کا ثبوت دے سکے گا۔“

”لیکن سادی کا خطرہ ہمارے سروں پر دستور مستطہ ہے گا۔“

”میرا خیال اس کے برعکس ہے۔“

”کیا مطلب؟“

”اگر وہ ہماری دشمن ہوتی تو اپنی اصلیت اتنی جلدی کبھی ظاہر نہ کرتی اس کی خاموشی ہمارے لیے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔“

”ہو سکتا ہے کہ تمہارا اندازہ درست ہو لیکن میں یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ کھانے میں نہ زہر ملانے کی سازش میں وہ سمو را کی باربری شریک تھی میں نے کہا۔ اگر وہ ہماری دشمن ہوتی تو میں اس خطرے سے آگاہ بھی کر سکتی تھی۔“

”اگر وہ ایسا کرتی تو میں طبی اعتبار سے اسے ٹھوس کردار کی مالک نہ سمجھتا۔“

”میں سمجھتی نیں۔“

”سمجھنے کی کوشش کرو میرے دوست۔“ کیلاش تنجید سے بولتا۔ اور دینا کے جزیرے پر ایک سمو را کی واحد ذات ہے جس نے سادی کو اپنی گمبیز شخصیت کے ساتھ ملے پناہ دے رکھی ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ سمو را کی ذات سے بھی کسی طور ہماری کرتی تو میں اسے نامعلوم سمجھتا۔ تم کوشش کرو کہ کسی طرح سادی سے اس کے مافیہ احوال جانیں سکو۔ اور دینا کے جنگلی لوگوں کے درمیان اس لوہی کی ذات ہمارے لیے بے حد مفید اور کارآمد ثابت ہوگی۔“

”اس نے مجھے خاص طور پر مکرلا اور اس کے ساتھیوں سے محتاط رہنے کی تاکید کی ہے۔“

”میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے کہ مکرلا اپنے قبیلے کا سب سے زیادہ خوفناک اور غریب و دزد ہے۔“ کیلاش نے میری بات کی تاکید کرتے ہوئے کہا۔ مجھے تو اس بات پر بھی حیرت ہے کہ اس کی موجودگی میں سمو را کو قبیلے کی سرداری کیسے مل سکتی۔“

”میں تمہیں ایک اہم بات بتانا چاہوں گی۔“ میں نے تیزی سے

مرا تھوڑے تھوڑے وقفے سے جھونک رہا تھا، ہم نے آگے بڑھ

یہاں اسی سے میں سزا کا یہ مسئلہ معلوم کر رہے تھے کہ کیا درخواست ہے جو سمجھنے والے بدستور سپاٹ آوازیں

”ہم انہیں معاف کر چکے ہیں۔“ جیٹے بٹے کھڑے لیے میں کما

وہ کھل جاتے اور تم ان رکاوٹوں کو درمیان سے ہٹانے میں کامیاب

بندشیں ہوتی ہیں۔ اگر میں آسمانی دیوتاؤں کے عہد کا پادشاہ ہوتا تو تمھارے سزاؤ کی بے مبری ضرور کرتا۔

”لیکن تم فکرمند مت ہونا۔ جبکہ بنے ہوا سامنے بنا کر سام سے کہا۔ ہمارے سمندر کے یہ عظیم درختوں اور قدس دیوتا جب تمھارے کے جزیرے پر براجمان رہیں گے ان کا دست شرفقت تمھارے کے گرد منہ لانا ہے گا اور کیا عجیب کہ یہ دیوتا مدارِ جحیم کو کیلا بنادیں۔“

”کیلا۔ یہ کیا ہوتا ہے؟ ہر سا وہی نے نہایت سادگی پر باری سے پوچھا۔

”جیٹا افق کے اس پار دیوتاؤں کی جو بستی آباد ہے وہاں کیلا ان خوب صورت لڑکوں کو کہا جاتا ہے جن پر دیوتاؤں خاص نظر عنایت ہوتی ہے۔“

”بھئیو، تم اپنی زبان بند رکھو۔ کیلاش نے اسے ان میں لڑائی کرتے ہوئے نہایت ہوشیاری سے کہا۔ یہ کیلاش نہیں ہے کہ تم نے ہماروں کے دیوتاؤں کی زبان سنی کر۔“ خوب صورت لڑکی کے دل کا بھید معلوم کرنے پر ہلور کیا ہے۔ ”اپنی غیر مناسبتی سرجن کی دم۔“ جبکہ منہ پھیلا کر کہا۔ ”ان شیطانیوں کو ہمارا بھید معلوم ہو گیا تو ہمیں مایاں سے بھاڑ راستہ نہیں ملے گا۔“

”میں نے یہاں سے فلز کا ایک آسان طریقہ سوچ لیا۔ میں نے ہلڈی سے جبکہ کوئی طلب کیا۔ اگر تم ساتھ بیٹھے ہو تو وہ طریقہ نہایت مؤثر ثابت ہو سکتا ہے۔“

”انسان جب صراطِ مستقیم سے ہٹ جاتا تو اس کی خطہ ہر جاتی ہے اور شیطان اس کی کھوپڑی کے اندر اپنا گھونپ لیتا ہے۔“ جبکہ مجھے گھوٹ کر کہا۔ ”میں جانتا ہوں کہ کیلاش صحت مند ہے۔ تم نے جیسے میرے سامنے اور نیک انسان کو بھٹکا دیا ہے۔ تم دونوں سے کسی عقل مندی کی توقع کر کے میرا قیمتی وقت برباد نہیں کر سکتا۔“

پھر اس سے پیشتر کہ ہم اسے دیکھتے وہ تیزی سے اٹھا بیٹھے قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔

”کیلاش بھئیو کو ہماری کوئی بات انکارا گزری ہے؟“ نے جمید گئے دریافت کیا۔

”نہیں۔ وہ پہل قدمی کے ارادے سے اٹھ گیا ہے۔“ ”تم ابھی جس زبان میں بات کر رہے تھے؟“ ”ساوری۔“ اچانک کیلاش سے سوال کیا ”وہ مجھے ٹوٹنے کی خاطر کیلاش آڑا نا چاہا وہی تھی۔“

”اس زبان پر ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ہم

ہر جادو جو بخاری ابھی کا سبب ہیں۔“

”کیا۔ تم میری رہنمائی نہیں کر سکتے؟“

”اپنی آنکھیں موند لو سمورا۔ اپنے دل کی گڑبڑوں میں بھٹک کر غور سے دیکھو تمھیں وہ چست صاف نظر آجائیں گے جو بخاری راہ میں کانٹے بچھا ہے۔“

”لگ۔“ کیا وہ ہمارے درمیان ہم سے قریب ہو رہی ہیں؟

”مجھے افسوس ہے کہ میں کھل کر تمھیں کچھ نہیں بتا سکتا۔“

”ہیں اس بات کا خیال بھی لاحق ہے کہ مقدس اور ہمارا ہم ملے جے ہم اسے نالائق نہیں کر سکتے۔“

ساوری بہت غور سے کیلاش اور سمر کا گفتگو سن رہی تھی اب اس نے کنکھیں سے میری جانب بھی دیکھا، شاید اسے یہ شبہ ہو رہا تھا کہ میں نے اس کی اہلیت کا راز اور بڑھاپا کی گمشدگی کی کہانی کیلاش کو سادی ہے حقیقت بھی یہی تھی لیکن کیلاش جس خوب صورت انداز میں اداکاری کر رہا تھا اور پیلو بدل بدل کرتے فالے حالات کے باوجود میں ڈھکے چھپے الفاظ میں پیش گوئی کر رہا تھا اسے دیکھ کر ایسا ہی محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کسی مقدس اور عظیم دیوتا سے کم نہیں ہے۔

”تم ہمارے درمیان ہمارے ساتھ رہو گے تو بخاری بہت ساری مشکلات اور ہرجائیں گی۔ سمورا تمھوڑے توقف سے بولا۔ ”منانا نے جزیرے میں بخاری عارضی رہائش کا نہایت مغفول بندوبست کر دیا ہے۔ یہیں تم لوگوں سے درخواست کروں گا کہ میرے جوشِ صحت کے بعد تم اپنے نصف جہاز کو چھوڑ کر ہمارے درمیان آ جاؤ۔“ ”بیر قبیلہ کے لوگ دن رات بخاری خدمت کریں گے۔“

”سمورا۔“ اچانک کیلاش نے چھپتے ہوئے لمحے میں دریافت کیا۔ ”کیا تمھیں یقین ہے کہ تمھارے قبیلہ کے تمام لوگ غلام بنیں؟“ ”ہو سکتا ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن آج تک کسی نے سمورا کی آنکھوں میں ڈال کر اسے لکانے کی جسارت نہیں کی۔“ ”سمورا

دنگ آواز میں بولا۔ ”شاید اس لیے کہ میرے قبیلہ کے لوگ جانتے ہیں کہ میں اپنی لاش پر بھی کھڑے ہو کر قفقہ لگا سکتا ہوں۔“

”تم جلد بھی ہمارا در بدر بھی کیوں میں جانتا ہوں کہ کچھ لوگ بخاری آئیں گا۔“ ”اس بات کی تمھارے دعوے سے لے ہوئے ہیں اور جب بھی تمھیں موقع ملا وہ تمھیں ڈنسنے سے گریز نہیں کریں گے۔“

”تم دیوتا ہو۔“ ہمارے محسن ہو گیا کہ ہر سزاؤ کے دشمنوں کی نشان دہی نہیں کر سکتے؟ اس بار ساوری نے گفتگو میں ہتھ لیتے ہوئے کہا۔

”خوب صورت اور حسین لڑکی۔“ ہم جانتے ہیں کہ سمورا تمھیں دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ عزیز ہے لیکن ہم دیوتاؤں پر بھی کچھ

زبانوں پر دستیں لگتے ہیں لیکن اس وقت میں اپنے خدمت کار کے ساتھ انگریزی زبان میں بات کر رہا تھا یہ کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا کیا تم ہم سے کوئی زبان سیکھنا پسند کرنا چاہو؟
"کیوں نہیں؟ سادری نے غوطی کا اظہار کرتے ہوئے تیزی سے کہا پھر کھانے میں مصروف ہو گئی۔
کیلاش نے بھی مصلحتاً اسے لڑانا دیکر کے سمورے گفتگو شروع کر دی۔

✽

سمورا اور مناما کے بے حد اصرار پر ہم سب کو اس کے شہنشاہت میں شریک ہونا پڑا۔
جیکب اور کیلاش کے لیے اس جشن کے منگنے یقیناً نئے اور عجیب مزید تھے لیکن میں خواب کی حالت میں وہ سب کچھ پہلے ہی دیکھ چکا تھا جو اس وقت اور دنیا کے جزیر پر پانچا قبیلے کے تمام مرد و زن بے حد خوش اور مسرور تھے، سمورا ایک بلند مقام پر ہمارے درمیان بیٹھی اپنے لوگوں کے چروں پر دستیں دیکھ رہا تھا، وہاں ہمارے علاوہ مکلا اور مضموی پہرے والے مخصوص افراد بھی موجود تھے کچھ اور ایسے لوگ بھی تھے جنہیں سمورا نے عزت بخشی تھی وہاں سا بھر ہزار کی منظور نظر آ رہا تھی جو ہر طرف لٹے ہوئے تھے، سمورا کا چہرہ خوشی سے تیز لہلہا رہا تھا، کیلاش نہایت دل پیسے سے دلچسپی ہنگاموں میں جو تھا البتہ جیکب کے پیچھے سے بڑی مترشح تھی اس کی وجہ سادری بھی ہو سکتی تھی جس نے جشن صحت کے موقع پر خود کو زیادہ مخصوص اور نمایاں کرنے کیلئے اپنے بدن اور چہرے پر رنگ برنگ نقوش بنا رکھے تھے۔
اور کا طویل القامت جسم جواز سے اتار کر دایں گھٹے میدان میں دکھائی دیا تھا جسے کے سامنے تقریباً بیس فٹ کے فاصلے پر وہ الاؤ روشن تھا جس کے شعلے آسمان سے بائیں کر رہے تھے۔
روشن الاؤ کے گرد مقامی زن مرد کا قیفاقی نقش جاری تھا ایک طرف چار قدر اور افراد بوری شدت سے دھول بیٹھیں معروف تھے، جو ہر کسی آگ کے شعلوں کی لپٹ لوگوں کے چروں پر نہایت جھانکنا اثر پیدا کر رہی تھی ان کے ملنے سے عجیب غریب اور بے ہنگم شور و مل کی آوازیں بلند ہو کر رات کے ستارے میں دور تک پھیل رہی تھیں۔

پھر مناما نے جو سمورا کی پشت پر موجود تھا اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر دیے یہ غنائی اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ قبیلے کے لوگوں کو نالایک کرنا چاہتا تھا اس کے ہاتھ بلند کرتے ہی مخصوص اور مضموی جیسے والے افرانے اپنے ملنے سے تیز بیسی بیسی آوازیں بلند کرنا شروع کر دیں الاؤ کے گرد اچھل کود اور شیطانی نغموں میں

بند کرنا شروع کر دیں الاؤ کے گرد اچھل کود اور شیطانی نغموں میں

یہاں کے یہاں اپنی مانتا کا ثبوت دیکھنے اور ہنگاموں کی دی ہوئی نعمتوں سے مزین موزائیک سے نزدیک مت گناہ نے جس کے تم متحجب ہو رہے ہو یہ کیلاش بولا میری مانو تو تم ابھی سے اپنے لیے کوئی ناز و روز بعد میں ہاتھ پیرے جاؤ گے۔ وہ اوردھ بگھو، دیکر ناؤ کے مقدس بت کے سیدھے ہاتھ پر جھڑکی موجود ہے تعدد بار مقرر دی جانب دل چاہا اور پند یہ نگاہوں سے دیکھ چکی تھی۔
"میں اس کے مندر شر میں اس کی پسندیدہ نگاہوں کے ساتھ ساتھ تھا اسے ان فضول خیالات پر بھی لعنت بھیجتا ہوں جیکب نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا یہ کیا نہیں اس جھانک اور بول ناک دات میں بھی ایسی پھر نہیں کرتے کوئی شرم نہیں محسوس ہوتی؟
"مچرناؤں کا تصور میرے گھپ اندھروں میں جنم لیتا ہے۔
اسی لیے میں مشکل الگ کے بچنے کا شہت اختیار کر رہا ہوں۔
جیکب پلٹ کر کھینچنا چاہتا تھا لیکن سمور نے سکھایا کھینچ کر کھینچنا تو اس کی بے ہنگم آواز سے چونک اٹھا میں نے نظر کھینچ کر دیکھا سمورا بوری طاقت سے سکھ بھونک رہا تھا "ایک منٹ تک سکھ کی آواز کوئی دبی جھپٹ کر منام نے اپنا سیدھا ہاتھ اچھا کرنا ہم کی سمت پھیلا دیا، یہ گویا پیش شروع کرنے کا اشارہ تھا جسے پاتنے ہی روشن الاؤ کے گرد جہوم ایک بار پھر بے تاب ہو کر اٹھنے کوئی لگا۔ سب سے پہلے ایک بوڑھے شخص نے آگے بڑھ کر مادی کے چند قابل تھیں قرب دکھائے اس نے اپنے معمول کو نیسہ کی لوک پر سر رکھ کر اٹھا کر دیکھا پھر نہایت مابرا نہ انداز میں اس کے جسم پر فرج پھینکے کا مظاہرہ کرنا رہا، جیکب ناروا تیز دھاڑیں بھونک کر دیکھنے سے کلک کر فضا میں بھئی کی طرح کودنے میں لپکتے پھر تیز پر معلوم شخص کے جسم کے مختلف حصوں میں ششے تک اتر جہنے، کم و بیش دس خوراسی انداز میں چھینے گئے پھر جو کچھ ہوا اس نے جہنم میں کوشش کر دیا، بوڑھے جاوہر نے زمین سے سیت کی ایک پتلی اٹھائی اس پر کچھ چڑھ کر معمول کی جانب اچھا لائو کیشف دھوئیں کے بادلوں نے نمودار ہو کر معمول کو لپٹی چادر میں لپیٹ لیا، اور جب وہ دھواں بھیل ہوا تو معمول زمین پر کھڑا مسکرا ہوا تھا اور اس کے جسم پر چھینکے گئے تمام بخور غائب ہو چکے تھے۔

سب جگہوں اور لغو باتیں ہیں۔ جیکب عقارت سے بولا۔
"ان ہی حقائقوں نے میں صراطِ مستقیم سے دور کر دیا ہے۔
"آج منہ بول میری جان کیلاش نے جیکب کو خوف زدہ کرنے کی خاطر کہا تھا وہ رہ رہ کر اسی سفر نامہ کا خیال آ رہا ہے جس میں ہنگلیوں کے کسی ایسے قبیلے کا ذکر موجود ہے جہاں پادریوں کے گوشت کو نہایت ذوق و شوق سے کھاتے ہیں جیون کھانا جاتا ہے۔
"تم اس بے ہودہ ذکر کو پہلے بھی منع نہ بار دہرا چکے ہو۔
"مجھے خطر ہے کہ آج کی رات کیسے بھلے اوپر جاری نہایت نہ ہو۔
"میں موت سے کبھی خوف زدہ نہیں ہوا اس لیے کہ وہ برقی ہے البتہ فقاری جیاس سن کر میرے کان صرصر پک گئے ہیں۔
"سادری سے متعلق نہایت کیلاش دینی زبان میں بولا۔
"آج اس کی قابل نظروں کے خطر کا زاویہ بھلے ہی حق میں اچھے نظر نہیں آتا ہے۔
"جہاں کیا تم اس پڑھے لکھے اور مذہب ڈاکٹر کی باتیں سن رہے ہو؟
جیکب نے مجھے مخاطب کیا لیکن میری نظرس اس وقت مکلا کے چہرے پر مرکوز تھیں جو مضموی جیسے والوں کے درمیان سیدہ تانے بیٹھا سمورا اور سادری کو کوئی بار معنی تیز نظر سے دیکھ چکا تھا۔ اس کی نگاہوں میں شیطانی چمک کو نہ ہی تھی شاید وہ روشن الاؤ کے قریب ہونے والے تھیں نہاتوں سے زیادہ سمورا اور سادری کی ذات میں دل چسپی سے لہتا تھا، میرے ذہن میں متعاقب خوف ناک خیال نے نہایت سرعت سے سراپا لہا، اگر اس وقت مکلا اور اس کے ساتھی اچھا کرنا سمورا اور سادری پر جھوکے عقاب بن کر فٹ پڑی تو کیا ہوگا؟ ہاں! اگر تیسرے کا سب سے زیادہ عیار اور خطرناک شخص تھی کسی وقت بھی کوئی خطرناک جال پل سکتا تھا، سادری نے مجھے اس کے سلسلے میں ہر وقت متعلق رہنے کی تاکید کی تھی۔

"تم کہاں گم ہو چکے ہو جیکب میری نگاہ کے زاویہ کو اتارنے ہوئے نظر کیا یہ کیلاش کی صحبت نے تھیں بھی مالی خولیکہ موزی مرض میں مبتلا کر دیا ہے؟
میں جیکب کی بات سن کر چوہکا۔

"تم۔ کیا تم مجھ سے کچھ پوچھ رہے تھے؟
"نہیں۔ اس دن کو دور رہا تھا جس دن میں نے تم دونوں کے جہاز میں محسوس سفر پر پازا ہونے کیلئے اپنی آمادگی کا اظہار کیا تھا۔

رہت عظیم پر پھر وہ دیکھو یہ کیلاش بولا۔ ہو سکتا ہے کہ فقاری نعمت کے شانے اپنی رفتار تبدیل کریں۔
اس بار جیکب نے کوئی جواب نہیں دیا، تیسری نظروں سے کیلاش کو گھورا پھر اپنی توجہ دوسری طرف مبذول کر لے۔
اور دیوتا کے بت کے سامنے دشمنی رسومات کا سلسلہ جاری تھا، ان ہنگاموں کی فرست بے حد طویل ہے میں مختصراً

کہا کہ میں تم سے یہ اہم وقت اور محادثہ کا مبالغہ آراء صرف فاضل ہے
 زلیلا کا جسم سر پہ چڑھانے کے بعد مکھالانے و شستارے نڈال دیا
 اپنی فطرت کا قہر بلند کیا اور نرسہ کو اس اندلہ میں اوپر اٹھانے کے اور
 بت کے جانب قدم اٹھانے لگا، مضمون کلی چوسے ملا اس کے
 مرقعہ تھے، بجوم بدستور مکال کو داد عین پیش کرنے کے غم فک
 کا غم نرسہ لگا رہا تھا، جو تھی موت کے غم غریبی پوری مر جی توڑ دھول
 نیلے نیلے افرائے ہاتھوں میں شدت کہ تیری ہی شہی، دم دم دم دم
 دم دم کی تیرا دکانوں کے پرے پرے چھاڑے دے رہی تھی۔
 سب ہی کی نظروں مکال کے چوسے پر مرکوز تھیں جو سیدہ
 رے پر زلیلا کے درم دم کو ایک ہاتھ سے فضا میں بلند کرے عجیب
 مان سے آگے مٹھ رہا تھا، زیڈا اور مکے طویل انعامت بت کے
 ساتھ بیچ کر وہ ایک لپک کر رکھا، گھٹنوں کو ذرا سا خم کر اس نے
 دلی کے اس عجیبے کو اپنی عقیدت کا بندہ ہم پیش کیا پھر ایک
 دھک کر زلیلا کی اڑی ہوئی لاش کو زلیلا کے قدموں میں ڈال دیا۔
 میسہ زمین میں زلیلا کے آخری الفاظ کو جسے تھے، وہ
 جینا بداتی ہو گئی تھی مرنے نل و شمعوں کے نرسے میں اپنی زبان
 لوٹنے کی کوشش بھی نہ کرتی تھی، میں دماغ نے جا بجا پر کہ تم قدر

مکالا کی نشان میں جیج جیج کو قہقہہ پڑھنا شروع کر دیے اور سرت کے انہار کے طور پر بے ہودہ اچھل کود شروع کر دی مٹا جانے دوبارہ اپنا ہاتھ قضا میں بند کرنے ہوسے کہا۔
 ”اپنی قدیم رسم کے مطابق ہم باغی زار یا کے جسم کو بھی اتنا دم نکروں میں ادھیڑ ڈالیں گے کیسے سمرا کے حکم کے موجب زار یا کے چہرے کو اس کے جسم سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے گا“ اسے دلوڑا کے قدم میں جھوٹا لگا جانے کا تاکہ چہرہ میں سے کوئی مڑل کی نشان میں گستاخی یا باغیانہ لہجہ اختیار کرنے کی جرات نہ کر سکے۔
 سمرا نے زار یا کے غصے میں سے اس کا سراگ کرنے کا فرض بھی بجا دیا مکالا کو سونپا ہے۔

جمع ایک بار پھر بے دلوڑا ہو کر چلنے لگا۔ مکالا نے ایڑوں پر گھوم کر اپنے حمایتیوں کو مسکراتی نظروں سے دیکھا پھر اپنا ایک ہی وہ کمرے سے نچو نکال کر نہایت چپقلی سے زار یا کی لاش پر بھگاؤ پہنچا۔ اپنا کام کر کے وہ سید علاؤ کیداش کی آنکھیں بھی ہر سرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں مکالا کا چہرہ تیار جسم کسی آدم خوبصورت ہی کی مانند زار یا کی لاش پر ڈھانچا پھر ایک جھنجھٹے میں سب ڈوبارہ سیدھا ہوا تو اس کے سیدھے ہاتھ میں خون آلود نچوٹا اور اٹھنے ہاتھ میں لڑا کے خون آلود بالوں کی ایک لٹ تھی جس کے دوسرے سر پہ اس کا خون میں لٹ پت چرا جھول رہا تھا اور چہرے پر آنکھوں کے قطعی سے اٹھنے ہوئے دھبے بے حد خوف ناک اور بھیاں ناک منظر پیش کر رہے تھے۔
 ”کیا تم بیان مزید کرنا پسند کر دے؟“ جیکب نے بھی ہوئی مدھم آواز میں مجھ سے سوال کیا، ”غائب زار یا کی مودناک موت نے اس کے اھصاب کو بھیجنے کو رکھ دیا تھا، اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔“
 ”ہم بیان اپنی خوشی سے نہیں مجبوری کے تحت بیٹھے ہیں۔“
 ”جنگدان کو اچھے کہیں سے سرت جری کے دوران سیکڑوں خزانہ کا اور چھپچھپاؤ پریش کیے ہیں لیکن آج میرا دل ایک مختلف انداز میں دھڑکنے لگا ہے۔“ کیداش نے کہا۔
 ”اننا اذیت ناک نہیں میں نے پہلے بھی نہیں دیکھی۔“
 ”کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم بھی اس وقت سے غائب ہاتھ کی کوشش کریں؟“
 ”کیا مطلب؟“ میں نے اور کیداش نے یکے کے قریب جیکب سے فراموش طلب نظروں سے دیکھا۔
 ”زار یا کے معصوم چہرے کو غور سے دیکھو موت کی پرسکون نیند سو جانے کے بعد دنیا کے ناہائیاں ہنگاموں سے کس قدر بے نیاز اور پرسکون نظر آ رہا ہے۔“
 ”جست سے کام لوجیک کیداش نے اسے سمجھانے کی

کوشش کی۔ جس اتنی جلدی بالوس نہیں ہونا چاہیے۔“
 جیکب نے باری باری ہمالے چوہوں کی جانب دیکھی پھر ایک جھپکی بے جان مسکراہٹ اس کے منہ میں چھپ کر تڑپ کر نڈھال ہو گئی، دوسری جانب اور دیکھے بے منہمکت کے سنیے قبیلے کے تمام افراد مکالا کو اپنے گھیرے میں لیے شیطانی انداز میں دھس کر لے گئے۔ میں نے لکھیوں سے سمرا کی سمت دیکھا۔ زار یا کی حسرت ناک موت کے بعد وہ بے حد مطمئن نظر آ رہا تھا۔
 نصف رات تک جشی کے بے ہودہ اداسیہ مڑ پڑنا ہنگامہ جاری ہے مکالا نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی قوت کے دوا کا مظاہرہ اور بھی کیے جو انسانی ت سوز تھے اور دینا کے بوڑھے جادوگر نے جس کا نام سوکار دیا تھا کچھ ایسے کلمات کھائے جو ناقابل یقین تھے سمرا نے مجھے بعد میں بتایا کہ سوکار دھرا اور سیاہ علم کے معاملے میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا۔ کوئی اور موقع یا وقت ہونا تو میں بوڑھے ساحر کو دل کھول کر داد دیتا لیکن زار یا کی عزت ناک موت کا بول ناک تاخر ہمارے ذہنوں پر مسلط تھا ان لیے ہم جبراً و قراً س خیال سے جشی میں شریک نہ کہیں وہاں سے ہماری غیر ماضی ہمارے ذہنوں کو ادا زیادہ نہ بھڑکانے۔
 حالات کے پیش نظر ہم سمرا کے ساتھ ساتھ مجبوراً ہنستے مسکراتے رہے کیداش نے بھی وقت کی نزاکت کو سمجھنا چاہا تھا لیکن جیکب بدستور ہم غم میں رہا۔ جشی سے فراغت پا کر ہم جانے کے لیے اٹھے تو سمرا نے باری باری ہم سے ہاتھ ملائے پھر

کیداش سے بولا۔
 ”سمندوں کے عظیم دوتا۔“ ج کا یہ جیس جیشن میں تھا کہ ہم کو نہا ہوں تم نہ آئے ہوئے دوتاؤں کا قصاب رسولی کی موت میں سے جو جسے لپٹا رہتا اور یہ جیشن جواب کی طویل مدت کے بعد اور دینا کے ساحل پر منعقد ہوا تھا بدجی نہ ہونا۔
 ”سمرا۔“ کیا تم سمجھتے ہو کہ دنیا کو کوئی عمل آسان کی جنبش کے بغیر نمودار نہیں ہو سکتا ہے؟ کیداش نے اپنے جہم کو برفراز دکھنے کی خاطر غصوں اور سنجو لہجے میں جواب دیا۔ ”میں تجھیں جیشن صحت کی مہالک یا دیشیں کرتا ہوں۔“
 ”اور میں بھی۔“ میں نے بھی مجبوراً کیداش کی بڑی کی۔
 ”میں کمزوروں کا شکر گزار ہوں۔“ سمرا نے بڑی گرم جوشی سے جواب دیا پھر جیکب کو دیکھنا ہوا بلکہ ”جھونکو شاید میرے جشی صحت پر زیادہ خوشی نہیں محسوس ہوئی۔“
 ”تمہارا اندازہ درست نہیں۔“ کیداش نے تیزی سے کہا۔
 ”دراصل جھونکو کے لیے یہ پہلا اتفاق ہے جب وہ اس قسم کے کسی دکانے میں شریک ہوئے۔ مکالا کی بے پناہ قوت اور سوکار

”جیکب: کیلاش الجئے مجھے بولانے کی تہم ہیں خوف زدہ کرنا چاہتے ہو؟“

”انسان اپنے مسک سے بھک جانے تو پھر گرامیاں اس کا مقدر بن جاتی ہیں۔“ جیکب نے اس بار پارلیوں جیسے انداز میں جواب دیا: ”ایک بھوت کو پھیلانے کی خاطر جی توخ انسان کو روکا اور پھر فیملر جھوٹ بولنا پڑا ہے۔“ ”مخدس کتابوں میں لکھی ہے کہ بالہو سی انسان کی شخصیت کو زنگ آلود کر دیتی ہے اور قفل پر ایسے پرچسے ڈال دیتی ہے کہ ہم ہوش میں آنے سے لاپچار اور بے بس ہو جاتے ہیں۔“

”تم۔ کتنا کیا چاہتے ہو؟“

”جیسں اپنی کوتاہیوں کا اختلاف کر لیتا جا بیسے میرے دوست راست گوئی ہماری ملاکت کا سبب بن سکتی ہے سکر یہ بھی یاد رکھو کہ کاغذ کی ناؤ بہت جلد موجوں کے تھیلڑوں سے ڈال ڈال کر ڈوب کر ڈوب جاتی ہے۔“ جیکب سیٹ آواز میں بولا: ”متر وقت دل پر کوئی بوجھ لے کر شروع کر دو جیسں نصیب نہیں ہوتا۔ جیت ہمیشہ سیسی کی موتی ہے جو سوسلی پر بھی راست گوئی سے دریغ نہیں کرتا۔“

”کیا تم اس وقت اپنی بھواس بند نہیں کر سکتے؟“ کیلاش بھلایا، اس کا لہجہ درشت تھا۔

”اگر تم کو میری بات ناگوار گزری ہے تو میں معذرت خواہ ہوں مگر ایک دن۔۔۔۔۔“

”ہم اس فتنی کو کسی اور وقت بھی سلھی سکتے ہیں۔“ جیس نے جلدی سے جیکب کی بات کاٹتے ہوئے کہا: ”جلد بازی میں نیسے ہوئے فیصلے ہیں بھی نا مناسب ہوتے ہیں۔“

”تم شاید پہلی بار ایک غلطی کا اعتراف کر رہے ہو۔“ جیکب نے زہر خند سے جواب دیا پھر سر جھکا کر خاموشی سے اپنے کہیں میں چلا گیا۔ میں ایک لمحے جیکب کے گرسے طنز پر تھلا اٹھا، اس کے جلے کی کاٹ بڑی شدید تھی۔ پہلی بار اس نے مجھے اس بات کا احساس دلانے کی کوشش کی تھی کہ میں نے درخشاں کی آخری خواہش پر بلا وقفہ سفر کا آغاز کر کے دانش مندی کا ثبوت نہیں دیا۔

درخشاں کا تصور ذہن میں ابھرا تو میرے دل کی دھڑکنے تیز ہو گئیں۔ آخری بار وہ میرے خرابوں کے پیچھے سے نمودار ہوئی تو اس نے مجھے یقین دلایا تھا کہ میں اپنی منزل پا چکا ہوں اور جہاد و رسیان عارضی جدائی کے دن بت جلد ختم ہوئے فالے ہیں وہ مجھ سے بت قریب بھی تھیں وقت کی صلیج ہمارے درمیان حائل تھی جسے عبور کرتے ہی میں اپنی زندگی۔ اپنی روح

کے عیت رائیخ محالات نے جو نیکو بھو نچکا کر دیا۔

”بالکل۔ بالکل۔“ جیکب جبراً اپنے جسک پر مسکرا ہٹ پیدا کرتے ہوئے بولا: ”میں بھی سردار کو ایک نئی زندگی کی ابتدا پر ولی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔“

”شکر ہے۔“

”مکالا کی خنزیر لفظ کی بھی اپنی جگہ لا جواب تھی۔“ جیکب نے دل کی جھڑاس نکالتے ہوئے کہا۔

”مکن سی فطرتی۔“ سمور نے وضاحت چاہی مئی جیکب نے ایسا کا ڈھا لفظ استعمال کیا تھا جو سادری کے پلے بھی نہیں پڑ سکا۔ ”میری ملاو مکالا کے نکت کے مفاہیر سے تھی۔“ جیکب نے خود ہی وضاحت کی اور خود ہی مسکرا بھی دیا۔

”مجھے مکالا کی قوت پر فخر ہے۔ وہ میرا جانشین ہے سمورا کے بعد ایک حلن اسے ہی اور دنیا کی گدی سنبھالنا پڑے گی۔“ ہماری گفتگو کے دوران ”ماٹا“ سوکا اور مکالا بھی قریب آئے، مکالا کی نگاہوں میں ہمارے لیے دستور لغت اور مختار نسخہ آ رہی تھی البتہ سوکا و ہمیں بعضی خیر نظروں سے دیکھ رہا تھا، ہم نے وہاں مزہ نہ کرنا مناسب نہیں سمجھا اور سمور اسے اجازت طلب کر کے اپنے نصف جہاز پر آگئے، مانی مانی وقت ہمارا ساتھ ساتھ تھا۔ ”کیا ہمارے لیے یہ مناسب ہو گا کہ اس محفوظ جہاز کو خیر باد کہہ کر ان وحشیوں اور جنگیوں کے دبیان جا کر رہیں۔“ جیکب نے بھلے ہوئے سوال کیا۔

”کیا مطلب؟“ کیلاش نے پوچھا۔

”تم شاید بھی ہمک تیش صحت کے خوشحیاں اور مخوس بھیل تماشوں میں گم ہو۔“ شاید تحقیق یاد نہیں رہا کہ بدعت سمور نے جاری عارضی رہائش کے لیے بندوبست کر دیا ہے اور اس کی فراکش پر اب میں درندوں کے رسیان زندگی گزارنا ہوگی۔ ”مجھے یاد ہے۔“ کیلاش بولا۔ ”قبیلہ کے لوگوں سے قریب رہ کر ہم ان کے ہائے میں زیادہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔“ ”میں خوش فہمی کا شکار ہوئے ہو مگر جی کیلاش کیا مکالا کی کھینگی اسو کا رو کی سا حارہ نکالیں ہمیں اتنا موقع فراہم کریں گی کہ ہم نجات کا راستہ تلاش کر سکیں؟“

”تم غلط نہیں سوچ رہے کیسں ہمارے لیے اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں۔“ میں نے سنجیدگی سے کہا: ”جبری مطالبہ بھی نہ کر لے اسی وقت تک محفوظ رہے جب کہ بیوقوفان والے تانک کا بھرم قائم ہے اس کے بعد ہر قدرت کو منظور ہو۔“ ”ہمارا جی آزار دہانے زیادہ بھیا نک اور اذیت ناک بھی ہو سکتا ہے۔“

میں ابستر پر کھڑی تھیں جتنا لڑا پھر کہ جب بے ہوشی نے دے دیے قدموں شب
 مار کر میکے کے عصاب کو لپٹے نصف میں کیا گھٹے کچھ ادا دینیں اللہ
 اتنا ضد دینے کہ زار یا کما ناک انجام دہ نہ کہ مجھے پریشان کر
 رہا تھا اور پھر -

ہمارا جلوں ایک بندہ تھا، پر جا کر کہ گیا جو بے حد رخصتا اور خوب صورت نظر آ رہا تھا۔ اطراف میں نابیل اور گھجور کے بے شمار درخت موجود تھے ایک سمت ماحل سمندر کا لہر رہتا تھا اور دوسری جانب وہ چھل بھی جس کے درمیان جزیرے کی شکل میں بھوری پیاز سی نظر آ رہی تھی۔ یہاں ہر طرف بھر نظر آ رہا تھا پھلوں اور پھولوں کے پودوں کی بھی بے شمار تھی اسی سرسبز کے درمیان انھوں نے جاسے لیے ایک بڑے خوب صورت درخت کا گاہ کا بندہ بست کیا تھا، مٹی کی اینٹوں سے بنی ہوئی اس وسیع رہائش گاہ کی چھت نابیل کے تیز اور کڑی سے بنائی گئی تھی مکان کے سامنے ایک بڑا سا احاطہ تھا جس کی زمین کوٹ کر ہموار کی گئی تھی۔

مناما اور سمور کے ساتھ ہم نے مکان کے اندر داخل ہو کر اس کا جائزہ لیا جو بڑے بڑے چادر وں پر مشتمل تھا، سمور نے حسب وعدہ ہمارے تیارم کے لیے نہایت معقول اور مناسب بندوبست کیا تھا، مزہ وں نے ہمارے سامان کو ترتیب سے رکھنا شروع کر دیا، دو کون کو ہم نے رہائش کے لیے بند کیا، ہم کو کھانے کے کمرے کی شکل دی گئی، اور جو تھے میں ہم نے اپنی تمام دیگر ضروری اشیاء کو محفوظ کر لیا۔

مکان کی ترتیب خانہ پر مکرہم باہر بام میں آگئے، میں نے اس بات کو ص طور پر محسوس کیا کہ جس مقام کا ہماری رہائش کیلئے انتخاب کیا گیا وہ آبادی سے دور اور آگ تھا، بندہ پر میرے کی وجہ سے ہم اپنے اطراف کا بھی بخوبی جا رہے تھے، نامی کو وہ جگہ کچھ زیادہ ہی پسند آگئی تھی شاید اسی لیے وہ بار بار اچھل کر جیکب کے ہاتھ سے اپنی زنجیر چھڑانے کی جگہ جگہ کر رہا تھا۔

سمور اور اس کے ساتھی میں نئی رہائش گاہ پر چھوڑ کر واپس چلے گئے، وہ پہر کہ ہمارے لیے کھانے کا نہایت بڑبخت انتہام کیا گیا، ہمیں وہاں کسی چیز کی کمی نہیں تھی قبیلے کے دو آدمی ہماری خدمت کیلئے مقرر کر دیے گئے جن کی ذیوق تبدیل ہوتی رہتی تھی۔ جزیرے پر ہمارے گھومنے پھرنے پر بھی کسی قسم کی پابندی نہیں تھی ہم جہر سے گزرتے لوگ عقیدت سے نظر سے چھکا لیتے دن بھر جزیرے میں چھل دھکی کرنے کے سوا ہمارے پاس کوئی کام نہیں تھا، جیکب البتہ جب ہاں کی لڑکیوں اور عورتوں کو دیکھتا تو ان کی طرز زندگی پر متعجب و شرمندہ ہوتا۔

میں جری عقاب اپنی نئی رہائش گاہ پر متعلقہ ہونے لگا۔ ہفتہ گزر گیا، اس وقت میں کوئی ایسا قابل ذکر واقعہ پیش ہی نہیں آیا جسے فلم بند کیا جاسکے اس ایک ہفتے میں ہم نے جزیرے

بیس دور و دراز تک گھوم پھر کر اس کا اچھی طرح جائزہ لے لیا ہم نے اس سمت جانے سے گریز کیا جس طرف جھیل والی جھڑ پیادہی واقع تھی ہماری رہائش گاہ سے اس کا فاصلہ تقریباً چھ رہا ہوگا، ایک بار جب کہ اسے ادر جانے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن کیلاش نے اسے سختی سے منع کر دیا، کیلاش کا خیال تھا کہ جب تک ہمیں وہاں سے فزادہ کوئی راستہ باذریہ نہ مل جائے یہاں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنا چاہیے جو سمور یا اس کے قبیلے وحشی لوگوں کو ہماری جانب سے بھڑکانے لگی حفاظت سے ہمیں اور کیلاش پر ہفت اپنا دلور سنا دیکھنے مگر ابھی ہمیں اس کے استعمال کی ضرورت نہیں پیش آتی تھی دن چڑھتا ہی حفاظت کرنے اور رات کو ٹامی نہایت چوکس انداز چوکیداری کے فرائض انجام دیتا۔

ایک رات ہم سونے کے اڑنے سے بیٹھ ہی تھے کہ بارہا ہمارے کھوینے کی آواز سنائی دی، میں نے باہر نکل کر دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا، مجھے نامی کی وہ حرکت سخت گل گلز اس دن سے پہلے نامی نے مجھے بلا ضرورت یوں بھونکنے کی عادت نہیں کی تھی میں نے قریب جا کر نامی کو جھکا کر انور دہا چھل کر سامنے کی جانب میری توجہ مبذول کرنے کی کوشش کرنے لگا، جہاں نظر ہو کر کہ، فی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس رات چار کی روشنی بھی پوری آب و تاب چاروں طرف پھیل ہوئی تھی اس لیے کسی چیز کا نظروں سے اوجھل ہونا بھی دشوار تھا، ابھی نامی کی اس حرکت پر غور کر رہا تھا کہ مجھے یوں محسوس ہر میرے کوئی بلے قدوم میری پشت پر چل رہا ہو، قدوم کی آہٹ مجھے صاف طور پر سنائی دی، اسی لمحے نامی کی توجہ بھی میری پشت کی جانب ہو گئی، میں نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا لیکن وہاں ہر سمت چٹکی ہوئی چاندنی کے سوا اور کوئی شے نظر نہیں آ رہی، قدوم کی آہٹ کو اپنا وہم سمجھ کر میں نے نامی کی طرف گھوم کر دیکھا تو وہ زمین سے پیٹ لگائے یوں دیکھا بیٹھا تھا جیسے میری جانب سے کسی مرزائش کی توقع نے اسے خوف زدہ کر دیا ہو، سہمی سہمی نیم وا آنھوں سے وہ میری طرف دیکھ رہا تھا، مجھے نامی کی ان حرکتوں پر اس وقت شدید غصہ آ رہا تھا میں نے اسے گھور کر دیکھا تو وہ معدلت طلب انداز میں کور کوں کرنے لگا۔

”کیا بات ہے جال پر پشت سے کیلاش کی آواز سنائی دی تو میں آہستہ سے اٹھ کھڑا ہوا، کیلاش نے میرے قریب آہوئے دریافت کیا کہ یہ نامی کہیں بھوک رہا تھا؟“

”مجھے خود بھی میسر نہ ہے۔“ میں نے سیدکے سے کہا۔ ”مکان

زندہ جسمہ

ایک اے راحت قیمت = 70/-

اس نے کسی کو بچا ہوتا

”کے“
”کوئی ایسا شخص جو نہی کو چوکس دیکھ کر ماترواپس لوٹ گیا
یا نہتوں کی آڑ میں چھپ گیا ہے۔“
”کون ہو سکتا ہے؟“ کیلاش نے ادھر ادھر ایک اچھٹی نگاہ
ڈالتے ہوئے سپاٹ لیجے میں سوال کیا۔
”آئی رات گئے جو بھی آیا ہو گا ظاہر ہے کسی نیک اور اسے
سے نہیں آیا ہو گا۔“

”لیکن تم کو مانے ہمارے جو فرقت کا رتھر کیے ہیں وہ...“
کیلاش اپنا جملہ مکمل کر سکا میری پشت پر کسی کو دیکھ
کر وہ یک لخت خاموش ہو گیا۔ میں نے فوری طور پر گھوم کر دیکھا تو وہ
دونوں مقامی باشندے جو رات کی ڈیوٹی پر تعینات تھے ہم سے
بیشکل دس بندہ کر کے داخل ہوئے ہاتھوں میں نیزے اٹھائے موجود
تھے مجھے اپنی قوت بصارت پر شہدہ بننے لگا، چشمے پٹے وہاں

کوئی موجود نہیں تھا، غالباً کیلاش نے بھی انھیں نہیں دیکھا تھا۔
پھر وہ اچانک کہاں سے نمودار ہو گئے؟ ایک اہم سوال یہ
بھی تھا کہ کیلاش کے بادل لانے سے چست تھے ان کا دھیان نہیں
آیا۔ یہ میرا خیال ہے نہ ہی ان دونوں کو اچانک بچھ کر ہتھوڑا ہو گا۔
مراچا ہیک دیکھنے سے تھکادی کیا مارا ہے؟ میں نے کیلاش
کو جیت سے دیکھا۔

”ایک لمحہ چست رہے دونوں مجھے بھی نہیں دکھائی دیے تھے۔“
کیلاش نے بے پردائی سے جواب دیا یہ ممکن ہے اس وقت دونوں
ناریل کے درخت کی آڑ میں لیجے ہوں۔“

میں نے ایک بار پھر نظر پڑی گھومیں دونوں نیزہ ہڈی ناریل
کے ایک تناور درخت کے قریب ہی موجود تھے کیلاش کا خیال
درست بھی ہو سکتا تھا لیکن نہ جانے کیوں مجھے یہ احساس برپا
کر رہا تھا کہ کوئی ناویدہ قوت میں اپنے سحر میں ابھی تک کوشش
کر رہی ہے ورنہ وہ درست۔ میں پرانے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا

شاہ فاروق حاکم مصر

پروفیسر ایم اشرف بی۔ ایچ۔ ڈی

50/-

شاہ لعل شہید

پروفیسر ایم اشرف بی۔ ایچ۔ ڈی

50/-

ہڈی کی حیات معاشرہ

پروفیسر ایم اشرف بی۔ ایچ۔ ڈی

90/-

ہڈی کے آخری دس دن

پروفیسر ایم اشرف بی۔ ایچ۔ ڈی

75/-

بکندرا اعظم

پروفیسر ایم اشرف بی۔ ایچ۔ ڈی

75/-

نولین بوتاپارٹ

پروفیسر ایم اشرف بی۔ ایچ۔ ڈی

75/-

رومانی شاعر لارڈ بائرن کی

پروفیسر ایم اشرف بی۔ ایچ۔ ڈی

50/-

حیات معاشرہ

پروفیسر ایم اشرف بی۔ ایچ۔ ڈی

50/-

ہمارا راجہ رنجیت سنگھ اور

پروفیسر ایم اشرف بی۔ ایچ۔ ڈی

75/-

ہڈی کی کہانی

پروفیسر ایم اشرف بی۔ ایچ۔ ڈی

100/-

مکتبہ القریش

اردو بازار - لاہور 2

ہوں کہ جس وقت مانی کے چومنے کی آواز سن کر میں باہر آیا مجھے
نوروز درخت نظر آئے تھے نہ دونوں آدمی۔

”کیا سوچ رہے ہو؟“
”کچھ نہیں۔ میں نے اپنے دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے
ہوئے کہا پھر مانی کی سمت دیکھی جو بدستور آہستہ آہستہ
میں چھا اٹھا تھا۔“

”تو مجھے کچھ پریشان اندازہ لگے نظر آئے ہو سکتا ہے کہ
میں جی۔ بی۔ میں نے باہر جانے کی کوشش کی نہ سوچ رہا
فکرمیری وجہ سے یقیناً اور جبکہ کو بھی پریشان ہونا چاہیے
”اب ان باتوں سے کیا حاصل۔ جو ہونا تھا ہو چکا۔ جو ہو گا
بچا جائے گی۔“ کیلاش نے بے پردائی سے کہا پھر میری بہت بڑھتی
خفا دلائی اتنی جلدی حوصلہ ہار دیا تو درختان بھابی کر کے
اسکو گئے۔“

”کیلاش یہ میں درختان کا ہم سن کر تڑپ اٹھا کیا تم
بیکس جہاز کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو؟“

”ہمت سے کام نہ لیں دوست۔“ کیلاش نے نہایت
ملوس سے کہا۔ ”جذیلے پیچے ہوں تو منزل آسان ہو جاتی ہے۔“
”چل کر آؤ۔“ شاید یقیناً اس وقت آرام کی ضرورت تھی۔

”میں نے کوئی جواب نہیں دیا کیلاش یہ اور دست تھا۔ میرا
برادر تھا لیکن اس وقت اس کی زبان پر درختان کا نام مجھے
مت گراں گوارا، میں اس سے شکوہ کرنے کیلئے مناسب الفاظ
لاش کر رہا تھا کہ اچانک میرے علاوہ کیلاش بھی اچھل پڑا،
”خواب کا وہ بلند ہونے والی جبکہ کی وجہ اتنی ہی کرناک
دھچکا کہ تھی کہ ایک لڑکھائے اوسان تھا ہو گئے، ایک
ایسے کھیلے ہوئے ایک دوست کو دفاعت طلب نظروں سے دیکھا
چہلے نہ تھا شہدہ ہوتے ہوئے اندھا دھن ہوئے تو جبکہ کر ایک
سیاہ بلی سے دست بگمیاں دیکھ کر دھمکے۔“

”ہائے قدس کی اہمیت باکر جبکہ“ وہ لانے کی سمت دیکھا
نیک لے کو اس کی گرفت ڈھیلی پڑی تو سیاہ بلی اس کے ہاتھوں
نے عمل گئی دوسری سمت میں وہ مٹی کی کڑی سے باہر تھی کیلاش
نیک کی ہلکلا ہمت دیکھ کر بے اختیار رہنے لگا لیکن میں بڑی
جذیلگی سے سوچ رہا تھا کہ میں مانی کے چومنے کی وجہ دیکھا
لو نہیں تھی؟

دوسری صبح میری آنکھ دیر سے کھلی کیلاش اور جبکہ
رہے ہیں موجود نہیں تھے۔ جتنی رات کا غماز بھی ہم سیر ہو
رہی تھی مانی کی لے مینی کا سبب میری گھوم میں نہیں آسکا،
حق کسی سیاہ بلی کو دیکھ کر وہ ایسی جنونی کیفیت سے دوچار نہیں

ہو سکتا تھا جس حالت میں میں نے اسے رات دیکھا تھا۔ اور
وہ سیاہ بلی جبکہ سے کس طرح الجھتی ہوئی تھی؟ کیا اس نے جبکہ
پر حمل کیا تھا یا پھر وہ فٹو کی حالت میں خود ہی اس سے الجھ
گئی؟ مقامی کے ذہن میں سیاہ بلی کی مناسبت سے کسی شیطانی
قوت کا تصور رہا تھا، مجھے خوب یاد ہے کہ قبلاً والد صاحب بھی
ایک بار سیاہ بلیوں کو بلاوجہ پھیلنے اور ان سے دور رہنے
کا ضرور تھا، شاید اس لیے کہ باتو سیاہ رنگ کی بلیاں مغوس
خیال کی جاتی ہیں یا پھر ان کے وجود کے اندر کوئی اونگھتی روح
عمل کر جاتی ہے۔ مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ انسان کے مقابلے
میں جانوروں کو گندی اور شیطانی قوتوں کی موجودگی کا احساس
زادہ تیزی سے ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جانور ان
دھنکی جوتی روحوں کو برسر شکل و صورت میں دیکھنے کی طاقت بھی
رکھتے ہیں۔

یہی ایک وجہ ایسی تھی جو مانی کی جنونی کیفیت کا سبب
ہو سکتی تھی لیکن اس نکتہ پر پہنچ کر یہ سوال بھی پیدا ہوتا تھا کہ
اگر وہ کوئی شیطانی روح تھی جو سیاہ بلی کے جسم میں حملوں کر کے
وہاں آئی تھی تو اس کا مقصد کیا تھا، وہ جبکہ پرکھیں مٹاؤ اور
ہوئی اور پھر ہمارے پیچھے پر ہاں سے فزائیکوں پر گئی؟

”باہر سے سمرا اور کیلاش کی گفتگو کی آواز سنی دی تو میرے
لجھے ہوئے خیالات کا تسلسل ٹوٹ گیا، میں بستر سے باہر آ گیا،
اپنے بستر سے اتر کر ایک طویل انگوڑی لے کر میں نے اعصاب پر
طاری بوجھل کیفیت کو دور کرنے کی کوشش کی اور باہر آ گیا،
جہاں سمرا کا ساتھ سادری بھی پہلی بار ہماری رشتہ نش کاہ پر
آئی تھی میں نے سادری کو دیکھا تو نہ جانے کیوں مجھے یوں محسوس
ہوا جیسے اس کی شخصیت ہمارے لیے فزائیکوں کے بجائے اپنی ہی
ہوئی۔ اس احساس کی وجہ یہی تھی کہ وہ ہمارے زبان سے
بخوبی واقف تھی لیکن اس کا ماضی میرے لیے ضرور پریشان کن تھا
اس نے وعدہ کیا تھا کہ کسی مناسب وقت پر مجھے تفصیل سے
اپنے ماضی کے بارے میں بتائے گی لیکن اس کے بعد میں تنہا میں
ایک دوست سے ملاقات کا موقع نہ مل سکا میں نے سادری کو
نگاہوں نگاہوں میں اس کا وعدہ یاد دلانے کی کوشش کی لیکن
وہ انجان جی رہی گئیں کہ ایک ذرا تم نے کراس نے سمرا کی
پروری میں میرے احترام کا انکار کیا پھر نہایت سادگی سے ہماری
راہ نش کاہ کو دیکھنے لگی۔

جبکہ وہاں موجود نہیں تھا کیلاش نے مجھے بتایا کہ وہ
حسب معمول صبح کی چل قدمی کے لیے تھا۔ میں سمرا کے سامنے
والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ میں اس سے مل سادری کے حسن معصوم کی

کسی ایک سوال کی گونج سے چٹخ رہی ہیں مجھے بتاؤ کہ ہم کب
ملک موت کی تلاشی میں اگر طرح و دھند کا رخ کر جاتے ہیں؟

”میں چھپے چھپے ہے حال عمومی بایں : وہ بچے کھو گیا ہوا
جنونی انداز میں بولا : اگر تمہیں ہو تو مجھے یہ میری آنکھوں سے
دے دو۔ اگر بچے کی وہ ہر سکون زندگی لوٹا دے وہاں خود دیوار سے
میرے ہاتھ سے جھکنا ہی اور وسیع کا تصور زندگی کی نوید دیتا تھا۔“

مقابلہ حق میں بستر بھی یہی ہے کہ تم ان باتوں کو بخیر فراموش کر دو۔
 ”بھر بھی، بچہ تیرے چلے، جبکہ الٹے ہوئے دریافت کیا۔
 اس نے اپنے کی کوشش بھی کی لیکن کراہ کر رہ گیا۔
 ”ہر ماشروہ ہے کہ تم ایک سو دو تک صرف بستر سے لگے
 رہو، کیلاش نے جلدی سے کہا، کمزوری کی حالت میں اگر تم نے
 اپنے پیچھے یا چلنے پھرنے کی کوشش کی تو تمہاری حالت بھر پور
 جانے گی۔“

جبکہ خیال تھا کہ ہم کو ماس کے ساتھ کوئی مذاق کر
 لے، پس لیکن جب اسے خود اپنی کمزوری کا احساس ہوا اور اس
 نے اپنے بازوؤں پر سسکی کے نشان دیکھے تو دم دونوں کوشاقت
 بھر مہنگا ہوں سے دیکھنے لگا، رات جو خطرناک لمحے اس پر جاری
 تھے وہ ان کے بالے میں کچھ نہیں جانتا تھا لیکن اس کی
 پیشانی پر اچھٹنے والی سسکیوں سے تار ہی تھیں کہ وہ اپنی یادداشت
 کو کھینچنے کی کوشش کر رہا ہے۔

”تھیں صرف آرام اور سکون کی ضرورت ہے۔ اس لیے اپنے
 ذہن پر سسکی تھم کر زود مت ڈالو۔“
 ”جہاں تک جیکب میری طرف دیکھ کر کیا تم بھی نہیں بتاؤ
 گے کہ کل رات مجھ پر کیا ہوتی تھی؟“

”پتلے وعدہ کرو کہ تم اس تفصیل کو سننے کے بعد کسی تو عمل
 کا اظہار نہیں کرو گے، کیلاش نے اس بار بھی جلدی سے کہا۔
 ”فائدہ نہیں چاہتا تھا کہ میں جیکب کو کوئی ایسی بات
 بتاؤں جو اس کی کمزوری پر پلو بھجواتی ہو۔“
 ”وعدہ، جیکب نے وعدہ کر لیا۔“

”تھیں لاسا یاد ہے؟“
 ”لاسا پک جیکب نے تعجب کا اظہار کیا۔
 ”روپا کا وہ ساتھی جس کیلئے وہ جہاز پر بھی لے گئے ہیں
 وہاں کی خاطر آئی تھی۔“

جبکہ کوئی جواب نہیں دیا، کمزور اسامند بنا کر رہ گیا۔
 ”مجھے خود بھی جہاز پر لے کر دیا، اور چاہا کہ وہ مجھ سے کم
 دور ہو گیا تھا، کیلاش نے مسکراتے ہوئے کہا، ”تم سونے میں
 ہاتھ پاؤں چلا رہے تھے جیسے عالم تصور میں لاسا سے کرائے ہو
 لیے ہو اور دیکھنا ہی زبان سے لاسا کی نشان میں گالیوں کا طوفان
 اٹھ رہا تھا۔ لاسا کو غلطی سے ملنے کے ساتھ ساتھ تم پر پاکو
 اس بات کا یقین بھی دلایا تھا کہ اسے بہت جلد لاسا کی قید سے
 آزاد کرانے لگے اور اس کے بعد۔۔۔“

”تم اگر سر جھک کر مجھے بھانڈتے ہو تو زیادہ کامیاب
 ہو گے۔“

زندگی بسر کر سکتے تھے، جیکب نے زندہ دلی کا ثبوت پیش کر
 میری آنکھیں فطرتاً سے نمناک ہو گئیں کیلاش کا پور
 مسترت سے محل اٹھا۔

”مجھے یقین تھا کہ تم میری بات کو مذاق سمجھ گے مگر
 تم غالباً مجھے بدلانے کی کوشش کر رہے ہو، جیکب
 سے بولا، یہ یقین تھا کہ اپنی جگہ درست ہے کہ میں اپنے
 کمزوری محسوس کر رہا ہوں، ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کسی
 تمام جسم کی قوت کو مفلوج کر دیا ہو لیکن۔۔۔“

”تم مومن میں اس بات کو تسلیم نہیں کرو گے کہ تمہارا
 میں آج بھی روپا کی یاد و زناد کی طرح موجود ہے جس کی
 کل رات مذاق کی کیفیت سے دوچار تھے۔“

”ناکس۔۔۔ وہ بات جو شعور تسلیم نہ کرے لاشعور
 نہیں مٹھ سکتی۔“

”دانشور اس کا قول ہے کہ محبت کی نہیں جاتی۔ ہر
 کیا تیرے کہ تھیں خود بھی اس کی خبر نہ ہو سکی ہو کہ جب تھے
 گہرائیوں پر روپا نے شب بخوں مارا اور دیکھنا ہی راتوں کی
 لے گئی تھی کیلاش نے برے روپا کو مانگ لیا، میں جواب دیا
 ”یہ کیوں نہیں کہنے کے روپا کے ہاتھ تم میری زبان
 کا ذکر کرنا چاہتے ہو۔“

”خبردار یاد ہو جیکب، کیلاش نے ایک لمحہ صبر
 کا اظہار کرتے ہوئے سجد کی سے کہا، ”کیلاش میرے خوابوں
 سے میری سوچ بخیر کی راج ماری ہے۔ میں مذاق
 کا ہر کسی اور کی زبان پر برداشت نہیں کر سکتا۔“
 ”نعت ہے حق، لے بیار پر جو تم اس لیے جاری کر
 ساحل پر چھوڑ آئے، جیکب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، ”آ
 عشق حق تولے ساتھ کیوں نہیں لے آئے۔“

”یہی ایک غلطی تھی سے ابھی سرزد ہو گئی جس پر
 کب تک ہاتھ قمار میں لیکن۔۔۔ مجھے یقین ہے میرا سو
 دیتا ہے کہ ایک نیاک میں اپنے منہ اندر کی دیوی
 حاصل کر لوں گا۔“

کیلاش کی باتیں جیکب کے ذہن پر خوش گوار اثر
 تھیں میں سمجھ رہا تھا کہ اس طرح وہ جیکب کے ہونے
 بدلانے کی کوشش کر رہا تھا، وہ مرنے تھا لیکن اس
 بار نفسیات کی طرح اپنی ہر لوہ صلا جیتوں کو بڑے کار
 ذہن کو سکون پہنچا رہا تھا، رات جیکب کی کیفیت
 کو پریشان کر رہا تھا لیکن میری دعائیں اور کیلاش کی
 کام آگئی، جیکب کے ذہن آہستہ آہستہ نارمل ہو رہا تھا

ہوئے کو جیکب کے ذہن سے ملنے کی خاطر کیلاش نے جو
 ش کی کہ وہ بے مثال تھی۔

تین روز بعد جیکب محل طور پر زود صحت ہو گیا۔
 کیلاش نے مجھے سختی سے تاکید کر دی تھی کہ میں جیکب
 اس کی جنونی کیفیت کا ذکر ملحقہ نذرانہ ہوا کہ اس کے
 کو چھ کوئی جھٹکا پیچھے، جیکب ایک دوبارہ مجھ کی خوش
 ماسکس میں محض یہ کہہ کر مل گیا کہ اسے وقتی طور پر کوئی دور
 نا جس کے اثرات کمزوری کی صورت میں برآمد ہونے دور
 فیت کے سلسلے میں کیلاش یہ بات اسے پہلی بار کرنا چکا
 ”اس قسم کے دورے تشویش ناک نہیں ہونے بلکہ کسی وقتی
 دباؤ کو نفسیاتی مکان کی وجہ سے اکثر صحت مند آدمی بھی
 دنوں سے دوچار ہو جاتا ہے۔“

جیکب ہماری باتوں سے مطمئن ہو گیا اور ایک بار پھر
 اس بات کی غفلت ہو گئی کہ وہ اور ذہن کے جنگلی اور
 رگوں کو کسی طرح یہ بات نہ کہہ کہ وہ جس دورانے برت کی
 رہے ہیں وہ جو عملی طور پر خود لے دست چاہے اس لیے
 سسکیوں نے یاد دہانی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، وہ اور دنیا
 ہی کو سبھی رنگ میں رنگنا چاہتا تھا اور اسی غرض سے وہ
 ایدہ و وقت آبادی کے قریب گھم بھر کر گزارا تھا۔

اس روز شام کو بھی وہ غالباً اپنے مشن پر گیا ہو تھا، میں
 بیدار رہ کر کیلاش بھی موجود نہیں تھا، میں نے اس کو نہ ہاتھ
 لیا اس تبدیل کیا اور طبیعت پر طاری کسل مندی کے اثرات
 لڑنے کی خاطر چیل قدمی کی ٹھان کر چیل پڑا حسب معمول
 لت بھی گھر سے روانہ ہوتے وقت میں نے اپنا بیٹول معر
 مل گولیوں کے اپنے ساتھ رکھ لیا، البتہ بلو پاپ کو میں نے
 نگاہ پر ہی ایک مختصر اور مفوض جگہ چھپا رکھا تھا۔

میاں میں اپنے قارئین کو یہ بات بھی بتانا چلوں کہ میں
 سے متعلق ہونے تقریباً دو ہفتے گزر چکے تھے اس عرصے
 نور مگلا یا سو کا وہ دم سے ملنے کی غرض سے وہاں آئے اور
 بڑے سے میں گھومتے پھرتے ہوئے بھی ہمارا ان کا آستانہ
 بات میں سرور اور کیلاش دونوں کیلئے تشویش کا باعث
 نہ لے کر سادہ سی مجھے مگلا کے سلسلے میں یہ بات یاد کر چکی
 ”انتہائی گہرے اور گھٹیا ذہنیت کا مالک ہے اور کسی
 وہ بھی ایسا چاہا کہ اور خطرناک تمام انجی سکتا ہے جو ہمارا
 نیانی کا باعث بن سکتا ہے سادہ سی کا خیال تھا کہ کیلاش
 را کو اس کی رسولی کے مقابلے نجات دلا کر مگلا کو ہماری

مکالمہ سے کر لیا ہے۔
 سمور کی زندگی بچ جانے کی وجہ سے مگلا کو دوسری ناکامی
 کا منہ دیکھنا پڑا تھا، اگر کیلاش کا آپریشن ناکام ہو جاتا تو سمورا
 کی موت کا مگلا کی راہ ہموار ہو جاتی، وہ ایک تیرے دو شکار
 بہ آسانی بھل لیتا، ایک طرف اسے اور دنیا کی سڑاری کے ساتھ
 سادہ سی بھی مل جاتی دوسری طرف وہ سمور کی موت کا الزام
 ہمارے ہاتھ پر کھینچ کر موت کے گھاٹ اتار دیتا لیکن کیلاش کی
 کامیابی نے اس کے خوابوں کی تعبیر الٹ دی تھی۔

مگلا کو غالباً کیلاش کی کامیابی کا احساس ہو گیا تھا اسی لیے
 اس نے اپنے تین بہترین دوستوں کیلئے ناکام اور ہنگامہ جہاری
 موت کی خطرناک سازش پر آمادہ کر لیا لیکن جیسی کی ہر سرائے
 کے دریاں میں آجائے اس کی وہ چال بھی نہ صرف ہرگز ناکام
 ہو گئی بلکہ اس کے تینوں ساتھی اس طرح غائب ہو گئے کہ اور دنیا
 کے طول و عرض میں ان کا کوئی سراغ نہ مل سکا، شاید اس بات
 مگلا کو جہاری دیوتا والی شخصیت کے سلسلے میں شش بیخ میں مبتلا
 کر رکھا تھا جو وہ ابھی تک دو بارہ ہمارے سامنے آنے کے گریز کر رہا تھا

میرے ذہن میں اس وقت مگلا کی ہر سرائے شخصیت کی جھلک
 رہی تھی جیسا کہ ایک ماٹو آواز نے مجھے چونکا دیا، میں نے
 پتلے کو دیکھا تو بائیں جانب ساحل کے رخ دافع گئے جھٹکا
 قریب ایک اپنے پیٹلے پر مینا کھانڈ لگے آواز نے دہا تھا، میں نے
 یونہی قریب ہزار کا سرسری جائزہ لیا، وہاں اس پاس کوئی دوسر
 فرد نظر نہ پڑا، میں نے آ رہا تھا، لیکن بے ممانہ کے کچھ ساتھی قریب
 ہی کیوں جنگل میں چھپے بیٹھے ہوں لیکن سامنے کوئی نہیں تھا۔

میں اپنے خیالات میں گم رہا، کوش کا وہ خاصی دوزخ
 آیا تھا رات کا ٹھیک اچھا رہا، اپنا دامن چھلانے لگا تھا میرے
 ذہن میں یہ خیال تیزی سے ابھر کہ شاید مگلا دوسرے یہ تعاقب
 کر رہا ہے اور آبادی سے دوزخ آنے کے بعد اس نے میرا
 میں مجھے گھیرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن میں نے فوری طور پر
 اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا، اگر مگلا کمزوری موت ہی منظور
 تھی تو وہ خاموشی سے بلو پاپ کا استعمال بھی کر سکتا تھا ایک
 بار ایک اور ذہن میں بھی ہوئی سوئی پک جھکے میں میری حیات
 کے چراغ کو شمع مزار بنانے کیلئے بہت کافی ثابت ہوئی۔

محض چند ثانیے کیلئے میں اپنی جگہ ڈھانسا کر دیکھتا
 رہا پھر سے قدم اس کی جانب بڑھنے لگے مجھے اپنی جانب
 قدم اٹھانے کیلئے کچھ کرنا بھی جلدی جلدی پیٹلے سے نیچے اترنے لگا
 کسی فوری پیش آنے والے خطر سے گھٹنے کے لیے میں نے خود کو
 پوری طرح غما کر لیا تھا۔

اسے مشیہ یا دیگھس گئے۔

”کیا مکالا اور اس کے عضووں لوگ بھی ہمارے ساتھ دوستی کا سوکھ برقرار رکھیں گے؟ اس بار میں نے سادھی کی فراہم کردہ اطلاعات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تجھے ہونے انداز میں سوال کیا تو منامہ بھوک اٹھا۔ اچھے ہوئے لیے میں بولا۔

”تھواری بی بی! اس مجھے اور میرے حساب کارواں بھی دیتی ہیں۔“
”جائے بالے میں دوبارہ بھی حساب لگانے کی طاقت دکرنا ورنہ ہو سکتا ہے کہ تم دیوتاؤں کے حساب کا نشانہ بن کر اپنا دوستی فزائن کھو بیٹھو۔“

منامہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مکالا والی بات شاید اس کے ذہن ہی پیچیدہ ہی تھی۔ میں نے اس کی گھٹی رگ پر دوسرا وار کیا۔ ہم جانتے ہیں کہ مکالا اور اس کے ساتھی ہمارے بالے ہیں کیا سوچ رہے ہیں۔ ان کی ایک ایک حرکت ہمارے علم میں ہے۔

ان کے محروہ اور ناپاک ہرے ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ میں نے سرد آواز میں کہا: ”وہ ہماری خاموشی سے ڈھیت اور دلبر ہونے چاہتے ہیں لیکن۔ جس دن ہمارے تیرہ بدلے ہماری نگاہی کا ایک اشارہ انہیں مست نابود کرے گا ان کا انجام تھواری توقت سے کہیں زیادہ بھیجا ہوگا اور اس قدر برکت ناک ہوگا کہ اور دینا کے لوگ ہمارے بالے میں سوجنا بند کر دیں گے۔“

”میں سمجھ رہا ہوں لیکن سوکارو! منامہ والی میں لڑھے سوکارو! کا ہمارے کیا کیا غلطی کا احساس ہوتے ہی اس نلے پلے ہونٹ سختی سے جھینچ لے۔“

”نہیں۔ میں نے بہت گفت فہنیز ایدل کرنا دیکھے ہیں۔ تم آئندہ بھی ہماری رہنمائی کی کوشش مت کرتا۔ اور ان ہندسوں اور خطوط کی ترتیب کا کھیل بھی ہمارے سلسلے میں دوبارہ کھیلنے کی جرات بھی نہ کرنا ورنہ تھواری انجام دوسروں سے مختلف نہیں ہوگا۔“

میں اپنا جملہ عمل کرنے کے بعد تیزی سے ایڑیوں کے بل گھوما اور بالائی گاہ کی سمت لیے لیے وگ بھرنے لگا۔ جیسے جیسے پر منامہ کا رد عمل کیا ہوا۔ میں نے اسے دیکھنے کی ضرورت نہیں محسوس کی۔ البتہ منامہ کی باتوں نے میرے دل کی حالت مزید تر کر دی تھی۔

اب ہمارے سامنے صرف دو ہی راستے تھے۔
ہم حالات کے آگے مزید پیچیدہ ہو رہے، سمورا اور اس کے جنگیوں کے رہبر دو افراد کو لے کر جہاز بنیٹیت کیا ہے یا پھر کوئی ایسی ناقابلِ تہمین حرکت کرتے جو منامہ اور دوسروں کو

ہندسوں اور خطوط کی ترتیب بگڑ جاتی ہے، اپنا کھنڈ ی چھا جاتی ہے۔
”ہندسے اور خطوط۔ میں نے اپنی پریشانی کو چھپانے کی بات مسکراتے ہوئے منامہ کو مضحکہ خیز لگا رہی تھی۔ دیکھتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور خطوط آپس میں گڈ گڈ کیوں ہو جاتے ہیں۔“

”موج منامہ، غور کرو، اپنی ناقص عقل کو بروئے کار لے کر اسے دریافت کر دو۔ ایک خاص منامہ ہم پہنچنے کے بعد ہنگامہ آلود ہوں ہو جاتا ہے۔ اپنا حساب بار بار پھیلاؤ۔“

”میں نے بہت کوشش کی لیکن مجھے ہر بار مایوسی ہوتی ہے۔“
”کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ تھواری علم میں انسان ظاہر کرنے کے بعد یہ کس کیوں ہو جاتا ہے؟“
”ہو سکتا ہے میرا حساب غلط ہو لیکن میرا دل بھی تھیں دیتا مانتے کو تیار نہیں ہوتا۔“

”سمورا کا دل ہمارے بالے میں کیا کتا ہے؟ ہم نے منامہ نو تیز لفظوں سے گھونٹے ہوئے پوچھا: ”کیا وہ بھی...؟“
”نہیں۔ منامہ نے جلدی سے کہا: اس نے پہلی بار میری رائے اور میرے حساب کتاب سے اتفاق نہیں کیا۔ وہ تھیں سمرا اور ہواؤں کا دیوتا تسلیم کر چکا ہے۔ شاید اس لیے کہ اس نے تھیں زمانے کی جو کوشش کی تھی وہ ناکام ہو گئی، ورنہ میرا اپنا کمال جانا ایقیناً حیرت انگیز ہے۔“

”تھواری حساب لے لے لے کیا وجہ بتاتا ہے؟ میں نے منامہ کی زبانی سمورا کا خیال معلوم ہو جانے کے بعد قد سے سکون سے دریافت کیا۔

”کوئی کالی طاقت۔ منامہ اپنا پچھلا امرت کاٹنے ہوئے بولا۔ مجھے یقین ہے کہ وہی سیاہ اور نادیدہ قوت میرے علم کے آڈے آ رہی ہے۔“

”کیا تم نے سیاہ قوت کے سلسلے میں سوکارو کی خدمات نہیں حاصل کیں؟ میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا: ”کیا تھواری عقیدہ نہیں کہ سوکارو کو اپنے کالے علم میں بحال میں ہے؟“
”ہاں۔ سوکارو کا تجربہ میرے کام آ سکتا ہے لیکن میں نے اسے اپنے حساب کے بالے میں کچھ نہیں بتایا۔ منامہ نے ساٹ انداز میں جواب دیا: ”میں نے اپنا خیال صرف سمورا پر بھرا کر رکھا تھا اس لیے میری رائے سے اتفاق نہیں کیا۔“

”پھر؟ میں نے تیزی سے پوچھا: ”کیا وہ ہمارے میں تھواری حتمی فیصلہ کیا ہے؟“
”پھر بھی نہیں تم نے اور تھواری ساتھیوں نے غیہ سمورا کو سونے کے عتاب تحت دلا کر ہمارے اوپر جو احسان کیا ہے ہم

گھونٹے ہوئے قد سے درشت لیے میں سوال کیا: ”کیا تم بالے میں بھی اپنے علم سے استفادہ کرنے کی جرات کا“
”ہاں۔ میں انکار نہیں کروں گا۔“
”پھر کیا معلوم کیا تم نے؟“
”میرا علم کتا ہے کہ تم لوگ، دیوتا نہیں بلکہ ہمارا انسان ہو سکتے ہیں اس سے آگے جاننے کی کوشش۔“

کئی باتیں ضروری رہ گئی ہیر

محسن نقوی

قیمت: 100/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار

اے حمید کے ایڈوکیٹر جس قلم سے

عاطلون

انسانی تاریخ کا ایک انوکھا سفر نامہ چار جلد

ابرام مصر سے فرار

اندلس کی آخری شمع

ہڑپ کی ناگن

عاطلون موت کے دروازے پر

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

”مقدس اور متعجب اور تھواری دوستوں کو اپنے محفوظ امان میں رکھتے۔ قریب آکر منامہ نے ہاتھ بند کرتے ہوئے مذہبی انداز میں مجھے دعا دی۔

”منامہ! میں نے تجھ کی سے منامہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا: کیا ہماری یہ ملاقات محض اتفاقیہ ہے یا تم میرا تعاقب کر رہے تھے؟“

”تھواری کیا خیال ہے ہواؤں کے دیوتا۔ منامہ نے ذی زبان میں میری شخصیت کا امتحان لینے کی کوشش کی اس لیے میں جو طنز تھا وہ پوشیدہ نہ رہ سکا۔

”ہم جانتے ہیں کہ تم ہمارا تعاقب کر رہے تھے۔ میں تم سے کہنے ہوئے تھوں آواز میں جواب دیا: یہ بھی جانتے ہیں کہ تم ایکل میں ہم سے کچھ باتیں کرنے کے خواہش مند ہو۔ کیوں کیا یہ غلط ہے؟“

”نہیں۔ منامہ نے جلدی سے اعتراف کر لیا، اس کے سپر پراجیکٹ کے تاثرات پھیل کر گھر سے ہونے لگے۔ مجھے یہ اندازہ لگنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی کہ اس وقت منامہ بھی وہی تھی، کو لکھنے میں الجھ رہا ہے۔ ہر سرسری حقیقت سے عدالتوں میں میرا واسطہ ہر قسم اور ہر جانب کے افراد سے پڑتا تھا اس لیے مجھے قیافہ سسٹم میں کچھ عمل دخل ہو گیا تھا، اس وقت یہ تجربہ میرے کارآمد آیا۔

”پوشانہ مت ہو میرے عزیز۔ میں نے دیدہ و دانستہ لب و لہجہ کو معنی خیز بناتے ہوئے سرسری آواز میں کہا: ”دیوتاؤں کی نگاہیں سمندر کی تہوں تک پہنچ جاتی ہیں۔ تم کو میرے سر پر دو موجود ہوں۔“

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ گفت گو کا آغاز کس طرح کروں۔ منامہ بدستور اچھے ہوئے انداز میں بولا: ”آج تم میرے علم اور تجربے نے مجھے بھی دھوکا نہیں دیا۔“

”ہم تھواری ابھن کا سبب جانتے ہیں لیکن اسے تھواری زبان سے سننا چاہتے ہیں، میں نے غلط لیے میں کہا: ”جو کچھ کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو۔“

”میں علم رمل کا ماہر ہوں۔ آج تک میرا علم اور میرا حساب کبھی غلط ثابت نہیں ہوا لیکن...“

”لیکن کیا پڑ میں نے منامہ کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے تیزی سے دریافت کیا: ”تم خاموش کیوں ہو گئے؟“
”میں اسے سلسلے میں۔ میرا علم ایک خاص حد تک پہنچ کر تازہ کی بی ڈوب جاتا ہے۔“
”میں منامہ تم میں نے دھونے ہوئے دل سے اسے

جینی کاراز پالیا ہوا اور اسے ٹھکانے لگا دیا ہو۔ یہی وجہ ہو سکتی ہے۔ وہ جینی ہماری مدد کو فروغ دے گی۔

میرے ذہن میں آدھیاں چلنے لگیں جینی کے تصور نے مجھے ابھیا دیا، میں اپنے خیال میں غرق ہو کر کیداش کی آواز میں سے کانوں سے نکلائی۔

”کس سوچ میں گم ہو گئے؟“

”آں۔ میں نے چونک کر کیداش کو دیکھا پھر اپنی کیفیت پر غور کیا پاتے ہوئے دولا میں جینی کے بلے میں غور کر رہا تھا۔“

”آں سی۔ جینی کے نام پر کیداش کی نگاہیں بھی چمک اٹھیں۔ پھر راجا خیال درست ہے میرے دوست وہ جینی کی پرامن شخصیت ہی ہو سکتی ہے جو ہمارا کے حساب کتاب میں خلل ڈال رہی ہے۔“

”لیکن وہ اگر چاہتی تو مجھے قبل از وقت قتل کی نراکت سے آگاہ کر سکتی تھی۔ میں نے آہستہ سے جواب دیا میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔“

”وہ کیا؟“

”لیکن جینی بھی حالات کا شکار تو نہیں ہو گئی۔“

”نہیں۔ میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ وہی ہماری پشت چاہی کر رہی ہے۔ کیداش نے پراہم دلوں میں کیا کیا تم بھول گئے ہو کہ اسی کی پر اسرار قوت نے ہمیں میزائل کمریت کے نشہ سے بچا لیا تھا۔“

”مجھے پتا ہے۔ لیکن اس دواس کی آواز پر میرے کانوں میں گونج رہی تھی وہ میری نظروں سے پوشیدہ تھی مگر میں اس کا قرب محسوس کر رہا تھا اور اس دوزخ کے بعد سے اس کی آواز دوبارہ میرے کانوں میں نہیں گونجی۔“

”ہو سکتا ہے اس نے سوکار کے درمیان میں آجانے کی وجہ سے خود کو گھپ اندھیروں میں چھپا لیا ہو اور درپردہ ہماری مدد کر رہی ہو۔“

”خدا کرے پھر اقیاس درست ہو ورنہ ہم بے موت مائے جاہیں گے۔“

”ہمت سے کام لو جمال۔ ابھی ہمارے ہاتھ میں ایک قیمتی مردہ اور بھی ہے۔“

”وہ کون؟“

”مناہ کی باتوں نے شاید ہمارے ذہنی صلاحیتوں کو زندہ کر دیا ہے۔ ورنہ تم بوکا کی اجیت کو بھی فراموش نہ کرتے۔“

کیداش نے کہا۔ ہم اس آخری حیرے کو اپنے بچاؤ کی خاطر مرنا تے آسانی سے استعنا کر سکتے ہیں۔“

دور دار کرنے کا منصوبہ مرتب کر چکا ہو۔

”وہ میں جو بھانے بغیر بھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہوں۔ ہمارا کام ہونا ہونے کے سبب اس کے ہاتھ مٹا کر اس کو کھالے میں زیادہ مضبوط میں۔“

”چونکہ میں ہادی بات مائے لیتا ہوں لیکن تم اس بات کا ہوا پیش کر سکتے ہو کہ اگر مناہ کے ہاتھ زیادہ مضبوط میں تو تم کو کھال دے دوں گا۔“

”یہی ایک بات میرے شہادت کی تصدیق کرتی ہے۔ میں نے دولا گونا ابھی تک ہمارے ماضی کی گزرتیوں تک نہیں سکا۔ اور میرے خیال میں اس کی وجہ سوکار کا سیاہ علم ہے۔“

”گو یا سوکار نے اپنے جادو کے ذریعے مناہ کے حساب کتاب کو برباد کر دیا ہے۔“

”ہو سکتا ہے۔“

”معدی دلیل قطعی ہے وزن نظر آتی ہے۔ کیداش نے کہا۔ سوکار کے کالے علم نے مناہ کے ذہن کو مغرور کر رکھا ہوتا تو ہادی اصلیت کا راز بھی کبھی نہ معلوم کر پاتا۔ صرف ہمارا اس کی نگاہوں سے کیوں اور بھل ہے؟“

کیداش کی دلیل معقول تھی اس لیے میں نے فوری طور پر جواب نہیں دیا۔ ہونٹ کاٹ کر کہہ گیا۔ پھر اچانک میرے جینی کا تصور ابھرا۔ ہمارا کالے خلاف وہ ایک بار بھی ہادی کی مدد کی تھی میرے سین کے اندر کے کالے ہاتھ پر لگا جانا بات کا ثبوت تھا کہ وہ اپنے وجود کے اندر پر اسرار اور تیز چمک رہی تھی۔ اس نے ہمارے دشمنوں کو بلو پائپ کے ذریعے یہ کرناایت خاموشی سے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

”اٹھو کوئی غائب کر دیا تھا۔ اس کی قوت بڑھے سوکار کو بلے میں لٹھیا زیادہ رہی ہوگی ورنہ وہ اس کے کالے علم کا جو بھوکا اور سوکار نے یہ بھی معلوم کر لیا ہوتا کہ ان میں لگا ہوا تھا۔“

”یہی نہیں کیا ہوں سے نکلتے تھے۔“

”یقیناً وہ جینی کی پر اسرار قوت ہی ہو سکتی ہے جو مناہ کے دل اور خطوط کی ترتیب کو بار بار بگاڑ کر اسے ہمارے سلسلے میں مبتلا رکھتا چاہتی ہے۔ میرے ذہن نے مجھے بار بار کی کوشش کی لیکن وہ میرے لیے بیسے ذہن میں پیدا ہوا سارا اباال صان کے بھگت کی طرح میٹھا گیا۔“

”میرے ذہن نے گھبراہٹ میں سوچا۔ اگر وہ جینی کی رقت ہی ہے جو ہمارا محفوظ کر رہی ہے تو وہ خود کو بھوکا کر بھی مٹا سکتی ہے۔“

”یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ناہی میں مدد کر رہا ہو۔“

”میں سمجھتا ہوں۔“

”مجھے کی کوشش کر۔ اگر مناہ اپنے علم کے ذریعے ہادی کو سکتا ہے کہ ہمارے اور اس کے درمیان محض رنگ و نسل کا ہے اور ہم نے اپنی ہادی کی خاطر دیوتاؤں کا ڈھونگ لپکا ہے۔“

”وہ یہ بھی معلوم کر سکتا ہے کہ ہمارا ماضی کیا ہے۔“

”اگر ہادی بات تسلیم کر لی جائے تو یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ اس نے مجھے پوری بات بتانے سے کیوں گریز کیا؟“

”بغیر گم سے کہتا ہوں۔ ہادی تک دوسری حامل کرنے کے بعد زیادہ دیر سے ہمارے چہرے میں نقاب اتار سکتا تھا۔“

”یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ناہی میں مدد کر رہا ہو۔“

سنبھال رہی تھی، علم مرل کے ذریعے اس نے جنگی لوگوں کو گردید اور نہ ہب کی آڑ لے کر سوار کے سامنے اپنی جیت با ایک مقام بنالیا تھا۔ ایک شیطان قولا بڑھے سوکار کو ہادی ماضی کا مذہب دینا کے تعلیم یافتہ لوگوں کی طرح ان کی بھی اپنے درمیان درجہ بندی کر رہی تھی۔

”جبکہ کی ذہنی حالت ابھی اس قابل نہیں تھی کہ اس صورت حال سے آگاہ کر کے اسے کوئی مشورہ طلب کیا جائے۔“

”یہ بھی وہ مذہبی اصولوں پر سختی سے کاربند رہنے کا قائل تھا۔ اس نے ہماری طرح خود کو دونا نہیں خدایا کرنا۔ ایک اس بات پر بعد تھا کہ جو اس طرح خود کو دونا نہیں خدایا کرنا۔ ایک اس بات پر جاتا ہے اس لیے میں سوکار اور اس کے ساتھیوں کے سامنے اپنا ایمان ہادی سے اپنی حقیقت تسلیم کر لینا چاہیے۔“

”میں تم حلوں کا استعمال جائز ہے۔ وہ اس کماوت کے خلاف تھا لہذا اگر ذہنی طور پر وہ بھگت ہوتا تو بھی مناہ کی بات سے اسے باز کرنے کی حافتم بھی نہ کرتے۔“

”پر لبت کر دینا و فیماست۔“

”خراوٹوں نے میں اس کی بے خبری کا یقین نہیں دلا دیا۔“

اپنی جگہ حالات کا جائزہ لینے میں مصروف رہے پھر جبکہ جانے کے بعد خاموشی سے اٹھے اور برآمدے میں آگاہ کر رہے ہوئے۔

”کچھ پریم کم ایک دوسرے کو خالی خالی نظروں سے دیکھتے رہے پھر کیداش نے گفتگو کا آغاز کیا۔“

”کیا یقین یقین ہے کہ مناہ نے جو کچھ کہا ہے درست ہے۔“

”لہذا ہرلے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں۔“

”ایسی صورت میں جب کم کم اس کے اور اس کے ساتھیوں کے کم کم ہو ہیں۔“

”مکان ہے اس نے صلیحان اپنے بیان میں کوئی کمی نہ ہو۔“

”مجھے کی کوشش کر۔ اگر مناہ اپنے علم کے ذریعے ہادی کو سکتا ہے کہ ہمارے اور اس کے درمیان محض رنگ و نسل کا ہے اور ہم نے اپنی ہادی کی خاطر دیوتاؤں کا ڈھونگ لپکا ہے۔“

”وہ یہ بھی معلوم کر سکتا ہے کہ ہمارا ماضی کیا ہے۔“

”اگر ہادی بات تسلیم کر لی جائے تو یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ اس نے مجھے پوری بات بتانے سے کیوں گریز کیا؟“

”بغیر گم سے کہتا ہوں۔ ہادی تک دوسری حامل کرنے کے بعد زیادہ دیر سے ہمارے چہرے میں نقاب اتار سکتا تھا۔“

”یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ناہی میں مدد کر رہا ہو۔“

”میں سمجھتا ہوں۔“

اس بات کا یقین دلا دیتی کہ ہم دولا میں۔ اور ہماری قوتیں لا محدود ہیں۔ یہی صورت پر عمل کرنے کے بعد سوکار اور اس کے ساتھی ہمارے دشمن بن جائیں گے۔ وہ احساسات کے بیماری نہیں تھے جو دیار غیر میں ہادی کی خاطر مدارات کر کے دلوں کو تسخیر کرنے کا عمل کرتے، انھوں نے مارا اور مرنا چاہی تھا۔

”تھا۔“

”انجام شاید ہماری توقعات سے کہیں زیادہ جیت۔“

”میں دولا کی حیثیت میں جو عارضی اور وقتی مراعات حاصل نہیں وہ چھین لی جائیں۔“

”کرمانے خلاوت سازشوں کا جال بن لیتے تھے ہر اسلئے بھانے۔“

”کرتے تو سوار کی ہڈیاں بھی ہمارے قہم قہم اس کے باگر نہیں ہو سکتی تھیں۔“

”ان کی آنکھوں کو چمکا کر نہ مرنے کے لیے ہمارے پاس الادین کا چراغ بھی نہیں تھا۔“

”میں نے کیداش کو صورت حال سے آگاہ کیا تو وہ بھی سوجھ بوجھ پر گیا۔“

”مناہ کی باتوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ بڑھے جادوگر سوکار کو بیدارہ نظروں سے نہیں دیکھتا، شاید اس لیے سوکار کے سیاہ علم کے آگے وہ بھی بے بس تھا یا پھر وہ سوکار کے گرد کے عین کردہ سے متعلق تھا۔“

”میں نے بھی یہی بتایا تھا۔ ہمارا ماضی اس کے حساب کتاب کی زد سے محفوظ رہا ہے۔ کوئی شے بار بار اس کے آڑے آجاتی تھی اگر آتی تو ہم کوئی ناپوں کی طرح اس کے سامنے بھجے پڑے ہوتے۔“

”وہ جنگی تھے۔ وحشی دہشتہ تھے۔ تہذیب اور اخلاق کی ایک سے بے خبر تھے۔ لیکن ہماری طرح انسان ہی تھے۔“

”اس لیے ان کے اندر بھی گڑبہ بند کی خرابی ہو جاتی ہیں۔“

”مناہ کی باتوں نے ہمارے ذہن میں پتہ چلتا تھا کہ اور دنیا کے تجربے کی آبادی کئی نسلوں میں جی ہوئی ہے۔“

”کیا تھا جس کی پناہ میں سادری سکون اور عزت کا سانس لے رہی تھی دوسری لڑی مٹا کر اسے مستقبل سے آس لگائے اس کے شاؤں پر ناہی ہو جاتی تھی۔“

”وہ دلوں کے عجیب سے بے خبر تھے۔“

”ان کے لیے زندگی کا مفہوم صرف کھانے پینے کی مذہب محدود تھا۔“

”اس سے زیادہ وہ سوچ کر کرتے تھے تو کیا کرتے۔“

”اور ایک جتنا مذہبی گڑبہ تھا جس کی باگ ڈور مناہ نے

بجس کا پراملر چہرہ میسٹ ڈیوس کے پردوں میں
 کیا ڈنار کا سینے والا دونہ نائب کپتان جو جری
 بنے ساتھ تھا جس کی شخصیت کے مقصد و ملو استہ
 سامنے بے نقاب ہوئے تھے جو پراملر معلوم سے بے حد
 تھا جس نے اپنی طاقت میں اضافہ کرنے کی خاطر ابا
 ہر کا باک کرتے ہی جیستہ ڈیجر بھر کر کے ساتھ مقدس
 ڈوٹھ پر چھل کر لیا تھا اس نے ایک تیرے دوست کا کے
 کی دیا پر اس نے جری عقاب کا سفر ترک کر دیا اور ابا
 پنا تھا بھی نایا میںوں کے پراملر ڈوٹھ چنے کے

”چہرہ کیا مورا نے جھوٹ بولا تھا کہ وہ میرا آپ ہی آپ
اٹ گئی ہے؟“
”ہو سکتا ہے مڑا نے عظیم مکالا کو جھانپنے کے لیے
ایک من گھڑت کافی بنا دی ہو۔“
”ہو سکتا ہے۔“ مکالا نے سوچتے ہوئے کہا پھر توقف سے
بولتا: سوکارو، کیا نو نے غصیت سنا ما کے بلے میں بھی سب کچھ
دیکھ بھال لیا ہے۔“

”وہ میرے قدموں کی گرد بھی نہیں پاسکتا۔“ سوکارو نے
حقارت سے کہا: میں نے اس کے چاروں طرف ایک ایسا جال
پھینکا دیا ہے جو اسے اٹھایا کیے لیے گا۔ البتہ وہ گتا۔ سوکارو
نے جلد اور چھوڑا تو مکالا کسی زخمی دندے کی طرح اچھل کر
کھڑا ہو گیا، غزالتے ہوئے بولا۔
”کتنے میں تجھے کیا نظر آ رہا ہے؟“
”مجھے اس کی آواز منہ کرنا ہوگی۔ سوکارو نے تیزی سے کہا۔
”مکالا کو کتنے سے ڈرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ کیوں تم مکالا
کے تیرے خطرناک ہو گئے۔“

”یس ایسا ن اور دک جاؤ مکالا۔ اس کے بعد میں اپنے
جادو کے زور سے سب ٹھیک کر لوں گا۔“
”کوئی گڑبڑ تو مکالا سب سے پہلے تیرا نشانہ ادا ہے گا۔“
”جواب میں سوکارو ہاتھ دھو رہا تھا، ”مکالا کے قریب
جا کر بولا۔“ مکالا تو مجھے تو میں ان نقل و باتوں کو اپنے جادو
زور سے بل جبر میں مل کر پھینک سکتا ہوں۔“
”نہیں۔ نہیں۔ مکالا چھاتی ٹھوہک کر بولا۔ وہ پیر فرکار
ہیں۔ میں انھیں اپنی مرضی سے ماروں گا۔“

”مجھے تیری مرضی۔ سوکارو کل بھی تیرا غلام تھا اور۔۔۔“
اسی لمحے سوکارو کی پشت پر دھکے ہوئے جبر کے چرائے
کے نو تیرے لپکے گئی اور سوکارو دیں تیزی سے اس کی جانب
پہنچا جسے وہ شگون اس کی مرضی کے خلاف تھا۔ ایک تانبے کا
وہ ٹھکی ہانڈہ چراغ کی تقریر تو لکھ دیکھا اور پھر میری طرف
پہنچا تو میں غرت لڑا تھا۔

”بڑے ساحر کی سرخ آنکھیں میری جانب جی ہوئی تھیں اور
مکالا۔ وہ سوکارو کو ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جسے کچھ چاہا ڈالنے
کا ارادہ رکھتا ہو۔ اور
میں نے سم کر اپنی آنکھیں بند لیں۔“

”ایک باد چھری مٹی خیز مسکراہٹ ابھری تھی میں نے ضبط
سے کام لیا۔ میں اس سے اور دنیا کے بوڑھے ساحر کے بلے میں
بہت کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا۔ لیکن قبل اس کے کہ میں کوئی
سوال کرتا جیسے کا وجود میری نگاہوں کے سامنے دھول بن
کر لوں لڑنے لگا جیسے وہ بھڑکا ہوا میں نے اسے آواز دینا چاہی
لیکن میری آواز حلق میں گھٹ کر رہ گئی۔ جھوٹ کی چاد
میری نگاہوں کے سامنے دھڑکتی ہوئی اور نیکیں کا جادو اس
کی اوٹ میں دھندلانے لگا۔“

”میں غم غم کر رہا ہوں، وہ سب کچھ میرے لیے ناقابل یقین تھا
دھن کے بادل مرغولے میں گری میری نگاہوں کے سامنے تیرتے
ہے۔ لیکن کاہ جادو اس کے اندر غائب ہو گیا۔ پھر ایک غمت
فضائی نماں تھیں دور ہو گئیں گری دھند کا سحر خیزا تو میں
دم بخورہ گیا میری نگاہیں جبر سے تھکی کی تھکی رہ گئیں میں
اس وقت اپنی درخشش گاہ میں نہیں تھا۔ ایک ایسے کہ میں
موجود تھا جہاں مکالا اور سوکارو آتے تھے۔ سانسے پیٹھے ایک دوسرے
کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ پھر میری قوت
سامنے سے مکالا کی باتوں آواز بھڑائی۔“

”سوکارو دیکھ مجھے یقین ہے کہ وہ دیوتاؤں کا ڈھونڈ
رچا ہے ہی؟“
”مکالا کا اقبال بلند ہو۔ سوکارو کا علم بھی جھوٹ نہیں
ہوتا۔“ بوڑھے جادو کو گھنٹے غصوں آواز میں کہا۔ اگر وہ دیوتا ہوتے
تو اپنے تیسرے ساحر کی دیوانگی کا سبب ضرور جان لیتے لیکن
ایسا نہیں ہوا۔ وہ ابھی تک زہر کے پھیر میں الجھے ہوئے ہیں۔
”سیاہ بلی کا لڑا۔ ابھی وہ نہیں جان سکے۔“

”سیاہ بلی۔ مکالا دیکھ اور کھڑے لیج میں بولا۔ یہ سیاہ
بلی کہاں سے آئی؟“

”اسے سوکارو کے کالے علم نے جنم دیا تھا۔ سوکارو کے
انداز میں خواہش تھی کہ میں نے نقلی دیوتاؤں کو کسوٹی پر پڑھنے
کے لیے بلی کو ہاں بھیجا تھا مگر وہ دھوکا کھا گئے۔“

”پھر سوکارو کے کسوٹی پر کالے اسفید جادو کچھ فرما
دے گا۔ ہوتا ہو۔ مکالا نے تجویز پر بل ڈال کر کہا۔“ میرا نشانہ اگر
خطا ہوگا تو سوار کی گدی اور سوار دیوتاؤں کے سامنے ہاتھ سے
کل جائیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو جانتا ہے تو کہ تیرا ایم کی ہوگا؟“
”بھوپاک موت۔“ سوکارو کے نوٹوں پر شیطانی مسکراہٹ
ابھرائی۔ وہ دوسری لمحے وہ بھی سانپ کی طرح سر راتے پڑے
بوللا۔ سوکارو کی رفتار ڈالوں ڈالوں ہو سکتی ہے لیکن جیسے جادو کے
بول غلط نہیں ہو سکتے۔“

”مجھے اس کی طاقت کا اندازہ ہو چکا ہے۔ میں نے
سے کہا۔“ جیسے موت اور زندگی کے درمیان جو کچھ ملتا ہے
اور دیوانگی کے عالم میں گردازی ہیں میں انھیں آسانی سے
نہیں کر سکتا۔“

”میں نے۔“ آپ کا تھا میرے غم کو فادر جیکر ابھرا
کیلاش کا ساتھ چھوڑ دیں۔“ جیسے ایک لحظہ بھڑکا ہوا
جاننا میں کہ آپ کو اپنے دوستوں سے بہت لگاؤ ہے لیکن
کیا مجھے والا ہے۔ آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔“

”جیسے۔“ میں نے اسے سخت نظروں سے گھورتے ہوئے
آواز میں مخاطب کیا۔ تم شاید بھولے ہو کہ تم نے جبر
پر دانا ہونے سے قبل ایک ساتھ جینے اور ساتھ مرنے کا
کیا تھا۔“

”یہی عہد اپنے درخشاں کے ساتھ بھی کیا تھا میرے
لیکن کیا آپ اس پر توجہ رہ سکے؟“
”تم۔“ تم کیا کہنا چاہتے ہو پھر درخشاں کا نام اس کی مریت
کی دھڑکیں تیز ہونے لگیں۔“

”وقت کے تیز رفتار طوفان میں تمہاری جان حقیر نکلوں۔“
زیادہ حشیت کے حامل نہیں ہوتے۔“ جیسے
بہم بے میں جواب دیا۔ وقت ہی زخم اور جرح کے کا آج ہے۔
وقت زخمیں کھلے تر ترقی میں جی جاتا ہے۔“

”میں اور دنیا کے اس خنوس جزیرے کے بجات لے گی؟“
”میں نے تم کو روک لیا۔“
”اس کا فیصلہ بھی وقت ہی کرے گا۔“
”تم شاید میری بے بسی کا مذاق اڑا رہے ہو۔“ میں گن کر بولا۔
”میرے کام ہے میرے غم۔“ ابھی تو آپ کو اور دنیا کے
اس خنوس جزیرے پر بوڑھے سوکارو کی ساحلہ قوتوں سے خدا

کر رہے۔“
”سوکارو۔“ میں نے چمکتے ہوئے جیسے کو تعجب خیز نظروں
دیکھا۔ کیا۔ تم سوکارو کے بلے میں بھی جلتے ہو پھر
”دروہوں کی زلفت نے آپ کے اس خفیہ غلام کو کھپ
اندھیروں میں بھی دودھ کا پتھر بنا دیا ہے۔ میں اس
وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ سوکارو دات کے اس پچھلے پھر میں کیا
کر رہا ہے۔“

”کیا کر رہا ہے؟“ میں نے تیزی سے دریافت کیا۔
”جیسے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا، اس کے برعکس

کے ذہن سے غریب جیسے کی یاد بھی غمگین تھی۔“
”تم نے اپنے خیالوں کیوں لکھا تھا کہ ہو سکتا ہے تم دوبارہ میرے
آلوہے میں نے جیسے کے جواب کو نظر انداز کرتے ہوئے سمجھ گئی
سے پوچھا۔“

”ابھی میں یقین ہے کچھ نہیں کہہ سکتا۔“
”بتائیں سکتے یا بتانا نہیں چاہتے؟ میں نے ہونٹ
کاتے ہوئے کہا۔ کیا ہنگامہ کی بدلیوں کا ڈھانچہ حاصل کرنے کے
بعد بھی تم مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے بلے میں لالچ
رہ سکتے ہو؟“

”گاہکی ایک ہمت کا عاثر میری زندگی کا سب سے عجیب
اتفاق ہے۔“ جیسے بولا۔ ”دروہوں کی زبانی میں نے ہنگامہ کے
بلے میں بہت کچھ سن لکھا تھا لیکن مجھے یقین نہیں تھا کہ اس
کا حصول میرے لیے اس قدر آسان ہو سکے گا۔“
”جیسے جتنا تم جانتے ہو کہ میرا جاب کی تباہی کے بعد یہ کئی
حالات سے دوچار ہیں؟“

”آپ کا یہ غامض آپ کے حالات سے ایک لمحہ بھی بے خبر
نہیں رہتا میرے غم۔“ سب کچھ اسی انداز میں پیش کر رہا ہے
جس تربیت کے دروہوں نے آئے والے واقعات کی پیش گوئی کی تھی۔
”دروہوں نے یقین۔“ بھی ضرور بتایا ہوگا کہ میری موت
کب اور کس حالت میں واقع ہوگی۔ میں نے جھل کر پوچھا۔

”موت اور زندگی خدا کے اختیار میں ہے۔ دروہوں ان
سروں میں ایک نہیں پہنچ سکتیں جہاں موت اور زندگی کے فیصلے کیے
جاتے ہیں البتہ میں آنا ضرور جانتا ہوں کہ وقت نے آپ کو اور
آپ کے ساتھیوں کو ابھی دیا ہے۔ لیکن یہ حالات عارضی ہیں۔ اس
کے بعد آپ کی زندگی کا ایک تیری دور شروع ہوگا اور وقت
کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں ہوگی۔ ان میرے غم کو دروہوں نے مجھے
یہ بتایا ہے اور ہنگامہ کی مقدس اور عظیم روح نے بھی اس کی
تصدیق کی ہے۔“

”سادری کے بلے میں دروہوں نے کیا بتایا ہے؟ میں نے
کچھ سوچ کر دریافت کیا۔“

”میرا خیال ہے کہ آپ سادری کے بلے میں مینی کے سامنے
میں دریافت کریں۔“

”مینی۔“ میں مینی کا نام سن کر جھنجھکیں کے ہونٹوں
پر چھری پر سر اور دھنی خیز مسکراہٹ نظر آ رہی تھی میں نے
اسے دیکھ کر انداز میں گھورا۔ مینی کے بلے میں تم کیا جانتے ہو؟
”وہ حالات کی پیداوار ہے۔“ جیسے نے بہت سہل سہل
ہوئے جواب دیا۔ ”دروہوں نے مجھے مینی کے بلے میں بل از وقت

نظروں سے سوکار کو گھور رہا تھا، شاید ابھی تک وہ کمرے میں بیٹری موجودگی سے بے خبر تھا۔

”مکالا! سوکار نے بدستور میری آنکھوں میں جھلکتے ہوئے کہا: میں محسوس کر رہا ہوں کہ کمرے میں اس وقت ہم دونوں کے علاوہ ایک تیسری شخصیت بھی موجود ہے۔“

”تیسری شخصیت؟ مکالا نے تیزی سے چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے حیرت سے پوچھا: کون ہے وہ؟“

”میرا علم مجھے دھوکا نہیں دے سکتا۔ سوکار دھکی دھکی کر بڑے سانس کی طرح پھینکاتے ہوئے بولا: چرلج کی کو بلاؤ جنہیں بھیک سکتی، ایسا بیشتر اسی وقت ہوتا ہے جب کوئی مبینی میرے قائم کردہ طبعی حصار کو توڑنے کی کوشش کرے۔“

”پڈلوں کے چکر کیا تو مکالا کے ساتھ مذاق کر رہا ہے؟“

مکالا کا لہجہ غول غول ہوا گیا۔

”نہیں۔ وہ سرسراہٹ ہوئی آواز سے بولا: میرا علم کہتا ہے

کہ وہ اسی کمرے میں موجود ہے میرے کمرے اور اس کے درمیان ایک

دھند سی قائم ہے لیکن میری نظر بہت جلد اسے پالیں گی

اور فینا کی مقدس سرزمین پر آج تک سوکار کے جادو کا

کوئی ٹوٹ نہیں پایا ہوا میں دیکھوں گا کہ وہ کون ہے جس

نے اپنی موت کو لگا دینے کی حماقت کی ہے۔“

”شاید تیرے دماغ میں کوئی فتور پیدا ہو گیا ہے۔ مکالا

گرج کر بولا: یاد رکھ۔ اگر تو نے مکالا کو فریب دینے کی کوشش

کی تو تیرا انجام خفناک ہو گا۔ میری طرف دیکھ مجھے بتا کہ تو

اس طرح آنکھیں پھاڑے کیا دیکھ رہا ہے؟“

”نہیں مکالا! نہیں۔ سوکار تیرے ساتھ مذاق کا قصور

بھی نہیں کر سکتا۔“ سوکار نے اپنی آنکھوں کا زاویہ تبدیل

کیے بغیر تیزی سے جواب دیا: وہ جو بھی ہے اس وقت ہمارے

درمیان موجود ہے اور.....“

”اور اب میرے ہاتھوں تیری موت تیرا تقدیر بن گئی ہے

مکالا کسی زخمی دہشتے کی طرح دادا ڈتا ہوا دو قدم بڑھے بہت

گیا پھر اس نے نہایت چھتری سے کمرے ہٹتا ہوا پتھر مالا کر

سیدھے ہاتھ میں سنبھال لیا، خوف ناک آوازیں لگا دیتے

ہوئے بولا: سوکار۔“ توجہ دتا ہے کہ مکالا بلا جی اور ہشت

کا دوسرا نام ہے۔ زندگی جانتا ہے تو مجھے سیدھی طرح بتائے

کہ تو اس وقت کیا سوچ رہا ہے۔ یاد رکھ مکالا! اس آسانی

پر کا دوسرا نام ہے جسے تیرا گنا جادو بھی نہیں مٹا سکتا۔“

مجھے یوں محسوس ہوا۔ جیسے میں طلسم ہوشربا کی ناقابل

یقین داستان کا کوئی خوف ناک باب پڑھ رہا ہوں سوکار

جس انداز میں وہ یک لخت میری جانب بڑھا تھا اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا تھا کہ اس کے کالے علم نے اسے کمرے میں میری موجودگی سے باخبر کر دیا ہے، وہ مجھے کھا جانے والی تیر نظروں سے گھور رہا تھا۔

میں اپنی جگہ جم ساٹھ بے حس و حرکت خاموش کھڑا اپنے دل کی بے ترتیب دھڑکنوں کا شمار کرتا رہا مجھے یقین تھا کہ میرا مباد وقت قریب آگیا ہے مکالا اور سوکار کے سامنے میری حقیقت کبھی پھر تنگ سے زیادہ نہیں تھی میں مکالا کی زندگی کا مٹی مٹا رہا بھی دیکھ چکا تھا، جشن والی رات اس نے جس بیداری سے مصمم زار باکے وجود کیے ٹکڑے کیے تھے اس کی یاد ابھی تک میرے ذہن میں تازہ تھی۔

گزشتہ وقت کا ایک ایک پول میری روح پر گرا کر گر رہا تھا آٹنے والے لمحوں کا تصور میری سر سے اعصاب کمر کو کھینچنے کیلئے بہت کافی تھا مجھے اس خاموشی سے بھی خوف محسوس ہوتا تھا جو میرے اطراف طاری تھی موت اور زندگی کا دو مانی ڈھنڈ میرے لیے بلعداؤیت ناک تھا میں نے گھر کے آنکھیں کھول دیں، بڑھے ساح کی خوش خوار نظرس بدستور میرے سر پرے پر جمی ہوئی تھیں اس کی کشادہ پیشانی پر پھر نے والی آڑی ترچھی کمر کے لیے اتنا پر لمر اور خوف ناک نظر آ رہی تھیں وہ یوں مجھے متحیر بنا دے دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی قوت بصارت پر شہسبہ چڑھ رہا ہو۔

سوکار کی جگہ اگر میں ہوتا تو شاید میری کیفیت بھی اس سے مختلف نہ ہوتی صرف ایک لمحہ بیشتر اس نے بڑے یقین کے ساتھ مکالا کو باؤں کرانے کی کوشش کی تھی کہ اپنی ساحرانہ قوتوں کو بڑے کار لاکر وہ مجھے اور میرے دوستوں کو چل بھر میں اپنے سروں تلے زندہ کر سکتا ہے اور دوسرے ہی لمحے ہزاروں کی ٹونے لپکا کر اسے وہاں میری موجودگی سے آگاہ کر دیا۔ مجھے اپنا سانس سینے کی گہرائیوں میں کیس گھٹا محسوس ہوا میں کبھی چپن تکا میں سے سوکار وہ کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھوں کی پیش میرے وجود کو بڑی سرعت سے جھلسا رہی تھی جانے وہ کس سوچ میں غرق تھا، شاید میری موت کی خوشی سے اس پر فدا ہونے کی کیفیت طاری کر دی تھی یا پھر وہ مجھے وہ قدرے سرسکاس کا سامنے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔

”سوکار! تو اس طرح آنکھیں پھاڑے غملاں کیا تلاش

کر رہا ہے؟“

مکالا کی تیز اور سرد آواز میرے کانوں میں گونجی میں نے

جو تک کہ مکالا کو دیکھا وہ بدستور بگڑے ہوئے تیر اور خوف ناک

اچھا رکھا ہے؟
 ”میرا مطلب بھی یہی بتاتا ہے۔“
 ”پھر تیری نگاہوں پر دھندھ کیوں طاری ہے؟“
 ”میں ہی معلوم کرنے کے لیے بے چین ہوں۔“
 ”کیا مطلب ہے؟ کچھ کچھ کہہ کر بولنا۔ کیا تیرا خیال ہے کہ کوئی گندی قوت ان اینٹیوں کی پشت پناہی کر رہی ہے؟“
 ”ہاں۔ میں اس قوت کو ذرا قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں۔“
 ”سوکارو نے سہا آواز میں کہا۔ اس کی نگاہیں ابھی تک سرچنے پر مچی ہوئی تھیں، اپنا جملہ تہم کہہ کر وہ بستر سے اٹھ بیٹھا، اس کے ہونٹ تھوڑے تھوڑے شاید وہ مجھے بے نقاب کرنے کی خاطر کوئی جتن ترس رہے تھے میں مصروف تھا، میں اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھتا رہا، دو قدم بائیں جانب کھسک کر سوکارو نے چراغ اٹھا لیا اور اسے سرچنے کے سامنے بلند کر کے میری سمت چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے لگا۔ مگر کلا کی نظر ابھی اسی پر جمی ہوئی تھیں۔

”کوسے میں ایک بار پھر ہل کر خاموشی طاری ہو گئی، میرا سوکارو دیکھ کر دو میاں کا صاف ہونے لگا۔ چار ماہ کی میری سخت برہنہ جلدی ابھی تھی میں نے وہاں سے ڈار ہونے کی کوشش کی لیکن اپنی بچہ سے جنبش بھی نہ کر سکا کسی ناویہ اور پراسرار قوت نے جیسے میرے قدموں میں بیڑیاں ڈال دی تھیں۔“

”چراغ کی کپکپاتی نور پر لہر شدت اختیار کرتی جا رہی تھی میں موت کے انتظار میں اپنی جگہ ساکت جا بٹھا۔ اپنی آخری سانسوں کو سمیٹنے کی کوشش کر رہا تھا کہ جینی کی آواز میرے کانوں میں سرگوشی بن کر سرسرائی۔“

”جہاں مغر، اتنی جلدی بہت ڈار گئے، کیا اپنی درخشش کو حاصل کیے بغیر موت کو گلے لگا لو گے؟“

”درخشش۔“ مجھے اپنی آواز بہت دور سے آتی محسوس ہوئی۔ ”ماں جلال، تمھاری درخشش تمھاری راہ دیکھ رہی ہے۔ تمھیں اسے حاصل کرنے کی خاطر ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔“
 ”تم۔ میں کیا کر سکتا ہوں؟“
 ”بہت کر کے آگے بڑھو اور چراغ کی کپکپاتی نور کو بچھا ساتھ رہنے کے لیے۔“
 ”تم کہاں ہو؟ میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔“
 ”وقت امت خالق کر۔“ آنکھیں کھول کر دیکھو موت ہر لمحہ تم سے قریب ہو رہی ہے۔“

”دو فیضان جیسے بی کی پرلزار تو قوتوں کا کمر تھا جس نے مجھے مکالا اور سوکارو دیکھ کر دو میاں ہونے والی سا باز سے قبل اذیت باخبر کر دیا تھا۔ میں نے جبکس سے دریافت کیا تھا کہ کس ارفینا کے محسوس ہرگز میرے کب تک نجات ملے گی اور برباب میں اس نے مجھے اپنی ناویہ قوتوں کے ذریعے سوکارو اور مکالا

”سوکارو! کیا تیری نظروں اسی پر جمی ہوئی ہیں کہ لڑ نہیں آتا؟“ مکالا نے سہاٹ لے کر میرے سوال کیا، اس کے زیور دستہ خراب تھے مگر آواز میں وہ تھکن گرج تھیں جتنی بڑی خنجر پھینکنے سے پہلے تھی شاید اسے سوکارو کی بات کا لہجہ اگیا تھا۔

”وہ میری نگاہوں کی زد میں ہے لیکن کھر کی دبیز چادر بدستور ہمارے دو میاں کا مل ہے۔ سوکارو بولا۔“

”تیرے خیال میں وہ کون ہو سکتا ہے؟“
 ”ان ہی اینٹیوں میں سے کوئی ایک۔“
 ”تو نے تو کہا تھا کہ انھوں نے شخص دیوتاؤں کا ڈھونڈ

کی نظر میں سے جو کچھ میرے گھڑے تھیں وہ پکس جھپکائے بغیر مجھے مستقل کھڑا رہا تھا لیکن ان کے مکالا کو یہی یاد کرنے کی کوشش کی کہ وہ کرے میں بھی تیرے شخص کو صرف محسوس کر لوں گا۔ دیکھنے سے قاصر ہے۔ شاید وہ کسی خاص مصلحت کی بنا پر ایسا کر رہا تھا لیکن دوسری طرف مکالا کا انداز بتا رہا تھا کہ اگر سوکارو نے خودی طور پر حقیقت کا اظہار نہ کیا تو وہ اسے جہنم رسید کرنے سے گریز نہیں کرے گا میرے ذہن میں ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا۔ کیوں نہ میں مکالا کو وہاں اپنی موجودگی سے باخبر کر کے کشیدہ کر دوں اور اسے بتا دوں کہ سوکارو دروغ گوئی سے کام لے رہا ہے۔ اس طرح نہ صرف یہ کہیں مکالا کو پورے ساحر کی طرف سے بدگمان کر سکتا تھا بلکہ سوکارو کو بھی۔ یاد رکھنا تھا کہ اس کے کالے علمے طلق خوف زدہ نہیں ہوں۔ میں نے زبان کھولنے کی کوشش کی لیکن الفاظ میرے حلق میں گھٹ کر رہ گئے۔ اسی وقت سوکارو کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

”مکالا۔ تیرا اقبال بلند ہو۔ مجھے اگر میری ذات پر شبہ ہو رہا ہے تو دیر مت کر۔ خنجر میری طرف پھینک کر اپنے شعبے کی تصدیق کر لے۔ اگر میرا علم صحیح ہے تو تیرا خنجر میرا دل بھی سکا نہیں کر سکتا، دوسری شکل میں مجھے یقین آجائے گا کہ چھپنے والی شے سونا نہیں ہوتی۔“

مکالا نے کوئی جواب نہیں دیا، چند لمحوں خاموشی کھڑا نکل نواں نظروں سے سوکارو کو دیکھتا رہا پھر مجھے اچانک ایسا لگا جیسے بجلی سی کو گونجی ہو۔ مکالا نے یک لمبے حیرت انگیز چہرے کا مظاہرہ کرتے ہوئے لہجہ کی فوسک اٹھ میں دیا ہوا خنجر سوکارو کے جسم کی جانب پھینکا لیکن اس کا انجام دیکھ کر میرے جسم میں جھرجھری آ گئی۔

سوکارو نے جس بات کا دعویٰ کیا تھا وہ غلط نہیں ہوا۔ برتن نقداری سے پھینکا ہوا خنجر جس تیزی سے سوکارو کی پسلیاں چترا ہوا اس کے جسم میں داخل ہوا اسی تیزی سے مکالا کو مکالا کی طرف لوٹ گیا۔ مکالا کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں جس بھی مکالا کے قدموں کے قریب پرے ہوئے خنجر کو پہنچی پھٹی نظروں سے دیکھ لگا۔ چراغ کی کپکپاتی نور کا مل کو اور زیادہ بھیجا کھل اور بول نہاں بنا رہی تھی۔

”کیا اب بھی تو سوکارو کی دوستی پر جسے کہہ گا؟ سوکارو کی آواز گھرے میں گونجی تو میری توجہ پھر اسی کی جانب مبذول ہو گئی وہ بدستور میری طرف متوجہ تھا۔“

ایم اے راحت کے طلسماتی قلم سے

تاریکے وادی

دو جلدوں میں

حصہ اول = 150/

حصہ دوم = 150/

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

عہد دہی اگر چاہتی تو کل رات ہی ہمارے دشمنوں کا قلع فتح کر سکتی تھی مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ شاید اس لیے کہ وہ بھی قسمت کے گھمے کے آگے بے بس تھی اور ایک ہی سے نجاؤ نہ کرنا اس کے اختیار سے باہر تھا یا یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ بھی کسی بڑی قوت کے اشارے پر عمل کر رہی ہو۔

میں اپنے خیالات میں عموماً کہ کیداش اور سمرا کی آواز سن کر میری سوچ کا شیرازہ بکھر گیا۔ وہ دونوں میری ہی جانب آئے تھے، میں نے اپنی دوستی گھڑی پر نظر ڈالی۔ اس وقت صبح کے تقریباً نو بجے کا عمل رہا ہو گا۔ مجھے خوب یاد تھا کہ صبح میری آنکھ پونے آٹھ بج چکی تھی لیکن اس وقت کیداش اپنے بستر پر موجود نہیں تھا، عام طور پر وہ دیر سے سو کر اٹھنے کا عادی تھا چنانچہ اسے سمرا کے ساتھ دیکھ کر میرا تھاں کھٹکا۔ رات میں نے خاص طور پر مشورں کیا تھا کہ کیداش میرے ساتھ چلنے کے پیش کردہ جواز پر مطمئن نہیں ہوا مگر اس نے مجھ سے کسی قسم کا استفسار بھی نہیں کیا تھا۔

سانباں میں سوچ کر دھوپ بچھلی ہوئی تھی اور حرم کو حرات بخش رہی تھی لیکن نہ جانے کیوں اس وقت سمرا کی کیداش کے ساتھ اپنی جانب آنا دیکھ کر میرے ماتھے پر سرد پڑنے لگے۔ سمرا کا اتنی صبح کیداش کے ہمراہ دواں آنا یقیناً کبھی نہیں تھا۔ تھا میں خاموش بیٹھا سمرا کے چہرے کو نکٹا رہا وہ کیداش کے ساتھ کسی اہم مسئلے پر گفتگو کرنے میں مصروف تھا۔

”تم کب بیدار ہوئے؟“ قریب آ کر کیداش نے مجھ سے دریافت کیا چہرہ خالی کر سوں پر سمرا کے ساتھ بیٹھ گیا۔

”زیادہ دیر نہیں ہوئی۔“ میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

”جنگل یعنی ہمارا خدمت گار جھونپو کہاں ہے؟“

”وہ حسب معمول صبح کی پہل قدمی کے لیے گیا ہوا ہے۔“

میں نے کیداش سے کہا پھر اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھ لگا۔

”ہواؤں کے دیوتا نے کیا تم اپنے لیے اور دنیا کی کسی حسین و شیرازہ کا انتخاب کرنا نہ کر کے؟“ کیداش نے بے تکلفی سے دریافت کیا۔

”کیداش کا سوال میرے لیے ناقابل فہم تھا۔ یہاں میں اپنے قوانین کو یہ بھی بتانا چلوں کہ سمرا نے اپنی رسوائی کے آپریشن سے پہلے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ دیوتاؤں کے عقاب یعنی رسوائی سے نجات حاصل کر لینے کے بعد نہ صرف یہ کہ وہ اور اس کے ساتھی ہماری لہو باز نا اہلنا فرض سمجھیں گے بلکہ ہماری خدمت میں اس قسم کا غصہ بھی پیش کریں گے۔ سمرا نے جتنی خدمت کے وعدے دی دن اپنا وعدہ وفا کرنے کی کوشش کی تھی“

”وہ بیان پہنچا دیا، اس نے یہ بھی کہا تھا کہ ابھی میں سوکا روکی سعادۂ قوتوں سے مقابلہ کرنا ہو گا۔“

وقت نے مجھ پر یہ راز آشکار کر دیا کہ مکالا اور سوکا روکی ہماری موت کے خواہاں ہیں وہ سیاہ ملی جو جیکبے اچانک لکھ گئی تھی میں نے نقاب کزنے کی خاطر سوکا روکی نے مجھ سے جیکب کی دیوانگی کی بھی اسی خبیثت اور لہوڑھے جادو کر کے لاکھ تھا اور یہ سب کچھ اس نے محض ہماری اصلیت جاننے کی خاطر کیا تھا شاید اسی لیے جیسے نے مجھ صورت حال سے آگاہ دیکھے مجھے لیے ایک جوانی کا ردائی کی تھی۔

مجھے جتنی رات کے ہول ناک لحاظ کا خیال آیا تو میں کانپ اٹھا۔ اگر بروقت مہینی نے مجھے چراغ کی کپکپی کی لو پر ہاتھ رکھنے کا مشورہ نہ دیا ہوتا شاید سوکا روکی میں میری موجودگی سے بھی باخبر ہو جاتا۔

میں نے اپنی سیدھے ماتھے کی پتھیل پر نظر ڈالی جہاں پچھلے کے برابر چلنے کا ایک گول نشان موجود تھا، اگر دواں وہ نشان بڑھنا تو شاید میں ان ناقابل یقین واقعات کو محض ایک بھیانک اور ڈراؤنا خواب سمجھ کر فراموش کر دیتا۔

لیکن کیا اچانک میرے سامنے آنا۔ میرا سوکا روکی کے میں موجود ہونا، مہینی کی ایما پر چراغ کو بجھنا اور دوبارہ ہوش آنے پر اپنی خواب گاہ میں بستر پر موجود ہونا یہ سب سب اسی باتیں تھیں جن کی کوئی توجہ نہیں کرنے سے فاصلہ میں لیکن پتھیل پر تپک کا وہ نشان اس بات کی تصدیق کر رہا تھا کہ میں نے زور سے رات خواب کی حالت میں جو کچھ دیکھی اور سنا وہ محض خواب نہیں بلکہ حقیقت تھی۔

معاذ سکرۂ ذہن میں ایک سوال تیزی سے ابھرا، اگر جیسے ہم سے سیکڑوں میل دور رہ کر بھی پراسرار دھجوں کے ذیلیے ہماری مدد کر سکتا ہے اور ہنگامہ روکی موجودگی اسے آنے والے حالات سے باخبر کرتی رہتی ہے تو پھر وہ ہمیں ایندھن بنا کر کیوں استعمال کر رہا ہے؟ وہ اپنی قوتوں کے ذیلیے براہ راست بھی سوکا روکی اور مکالا کے وجود کو نیست و نابود کر کے ہمارے لیے راستہ ہموار کر سکتا تھا، وہ جہنمی کے راز سے بھی واقف تھا اس نے مجھ سے یہی بتایا تھا کہ جہنمی حالات کی پیداوار ہے اور اس کی بلے پناہ قوتیں ہمارے کام آتی رہیں گی۔

جہنمی کی بروقت مداخلت پہلے ہی مجھے اور میرے ساتھ مل کر موت کے جھانک فادیں کرتے تھے۔ یہی سچی تھی کل رات مجھ میں نے سوکا روکی سے مل کر توڑنا کچھ ایک خطرناک صورت سے نجات ملانی تھی لیکن سوال یہ تھا کہ وہ محض ایک حد تک کیوں

گے ہماری نگاہوں کی محض ایک جنبش ہمارے دشمنوں کو ہزیمت موت سے دوچار کرے گی۔

”مکلا! بڑا بہتر دن دوست اور رفیق تھا لیکن اب...“
”اب اس کی نیت خراب ہو گئی ہے۔ کیلاش نے ہر جہت سے کہا وہ قبیلے کے سردار کی گئی کے ساتھ ساتھ ملاری پر بھی اپنا تسلط جمانا چاہتا ہے۔“

”سمورا کو قبیلے کی سرداری کی پروا نہیں لیکن جس دن مکلا نے ساواری کی جانب غلط نظروں سے دیکھنے کی کوشش کی وہ اس کی ناک زدگی کا آخری دن ہو گا۔“ سمورا اچھی طرح سمجھتا ہوا غصہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اپنی کھوپڑی ٹھنڈی رکھنے کی کوشش کرو سمورا! میں نے غصے آواز میں تاکید کی۔ ”کل کیا ہوئے والا ہے تم نہیں جانتے لیکن ہماری نظریں تاریکی کا سینہ چاک کر کے وقت کی رفتار کا اندازہ لگا سکتی ہیں۔ سب کچھ ہمارے اوپر چھوڑ دو اور بے فکر ہو جاؤ۔“

”مجھے بتاؤ۔“ لے سمورا دو ہواؤں کے بیچ دو باتوں کی مکلا کے دل میں کیلئے مقدس اور کی بڑی ترسی کی قسم، میں بڑھ نہیں جرموت سے ڈر جاؤں میں اپنی موت سے بھی محفوظ رہنے کی ہمت رکھتا ہوں۔“

”کالوری! کیلاش نے نہایت پردائی سے کہا کہ کالوری کو پہلی فرصت میں ہماری خدمت کھیلے پیچھے دو اور بے فکر ہو جاؤ۔“

”لیکن...“

”بحث نہیں سمورا! کیلاش گرج کر بولا۔ ”وہی کرو جو تم تم سے کہہ رہے ہیں۔“

سمورا نے کوئی جواب نہیں دیا، کچھ دیر خاموش کھڑا رہا، تیار اور تیار کھڑا کھڑا اور بے جے ڈی جی ہزار آبادی کی سمت لوٹ گیا۔

”یہ کالوری کا کیا چکر ہے؟ میں نے سمر کے جانے کے بعد کیلاش سے دریافت کیا۔“

”تمنا کی کالوری کے گوارہ میں تنگ آچکا ہوں۔“

”لیکن کالوری ہی کیوں؟“

”ماچھی اپنی پنسل بات ہے۔ کیلاش نے بے پردائی سے کہا۔ ”تم شاید مجھے سے خفا ہو۔ کیوں؟ میں نے کیلاش کے چہرے کے تاثرات کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں! میں بولا۔ سمورا۔ میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو مکلا بھی کالوری کی ذات میں خاصی دل چسپی رکھتا ہے۔“

”جہز سے کی خوب صورت لڑکیاں کھلوانا کالوری بھی ایک کھلوانا ہے جس پر جہز سے تمام مقدس لوگوں کا امتیاز۔“ سمورا نے کیلاش کے چہرہ پر ایک ہی خطا نکال دی۔ ”تم لو دو نظروں سے سورا کو گھونٹنا ہوا بولا۔ کیا تم بھول گئے ہو کہ ہماری حیثیت کیا ہے؟“

”میں بھی نہیں سمندری دلوں نے سمورا نے سہم کر پوچھا۔“ کالوری ہماری پسند ہے۔ مان جہز نے اسے اپنی خدمت کیلئے انتخاب کیا ہے۔ اس لیے اب اس پر صرف ہمارا حق ہو گا۔“ کیلاش نے بدستور خاموشی گوارہ میں کہا۔ مکلا کے علاوہ تم جہز سے باقی تمام لوگوں کو بھی بتا دینا کہ اگر انھوں نے کالوری کی جانب چلنا ہی ہوئی نظروں سے دیکھنے کی جسارت کی تو ان کا انجام خوف ناک ہو گا۔“

”ایسا ہی ہو گا۔“ سمورا نے جلدی سے ہاں بھری۔ میں کالوری کو اچھی سمندری دلوں کے قوس میں پیش کر دوں گا۔“

”میں تم سے اسی جواب کی توقع تھی۔“ سمورا نے کیلاش نے اس بار دم بولوا تھا کہ کچھ غصے تو فہم سے بولا۔ ”کیا تم نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ مکلا اور اس کے بے وقوف ساتھی تمھارے خلاف کیا سازش کر رہے ہیں؟“

”میں سید فقیہ پر ابیر کلا کی ٹونہ میں لگے ہوئے ہیں لیکن یہ سوکارو...“

”ہم جانتے ہیں کہ حیثیت سوکارو مکلا کی اہستہ پناہی کر رہا ہے۔ میں نے پہلی بار گفتگو میں جھٹلے ہوئے کہا۔

”جہز! اور تمھارے جاناں خراب خرگوشوں میں مدد ہوتی ہوئے ہیں اس وقت مکلا اور سوکارو سرخوردہ کرکے اسے اور ہمارے صلات خوف ناک منصوبے بناتے ہیں۔“

”میں کیا کر لوں ہواؤں کے دلوں نے سمورا ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ ”تم نے نہیں منع کر دیا ہے ورنہ...“

”نہیں! کیلاش نے تیزی سے کہا۔ تم ہماری مرضی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گے۔“

”میری خاموشی اور سہم پوشی مکلا اور سوکارو کے خلاف خوف لڑے گی۔“

”ہمارے وہیل دینا چاہتے ہیں۔ میں نے کیلاش کی اس میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔ ہماری موجودگی میں تمھیں مکلا سوکارو سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہماری نظریں ن کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہی ہیں ہر جہت چاہیں

”ادہ۔“ سمورا زہر پرب مسکراتے لگا۔ ”سمندری دلوں نے تم شاید کالوری کا ذکر کر رہے ہو۔“

”کالوری۔“ بڑا خوب صورت نام ہے۔ کیلاش نے چننا دہ لیتے ہوئے کہا۔

”کیا میں یہ سمجھوں کہ سمندری دلوں نے کالوری کا انتخاب کر لیا ہے؟“

”نہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟“ کیلاش کا لہجہ معنی خیز ہو گیا۔

”میں تمھاری پسند کی داد دیتا ہوں۔“ سمورا کے ہونٹوں پر ایک غلیظ مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی۔

”تیس وقت بہاؤ مکلا لائے زار یا کے سیم کو چھید کر نینے پر بلند کیا تھا کالوری سہم کر اوہ سین بن گئی تھی۔ کیا زار یا کی طرح کالوری بھی ہو گا کی منظورہ نظر وہ جی ہے۔ کیلاش نے بہت تہجد کی سے دریافت کیا۔ میں اپنی جگہ خاموش رہا۔

”میں جہز بھری نگاہوں سے کیلاش کو دیکھ رہا تھا، کیلاش میرا دیرینہ دوست تھا۔ میرا کلاس فیلو۔ یہ جگہ تھا۔ ہم نے ایک طویل عرصہ ایک دوسرے کی رفاقت میں گزارا تھا اس لیے میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کا کردار ناقابلِ تسخیر تھا۔ لیکن اس وقت بعد جس انداز میں گفتگو کر رہا تھا اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ وہ بے حد ادا بنی لیکن طبیعت کا واقع ہوا ہے۔ اس کی طبیعت کی وہ اچانک تبدیلی میرے لیے بے حد تعجب خیز تھی اور ناقابلِ فہم تھی۔“

”میں نہیں سے نہیں کہہ سکتا۔“ سمورا بولا۔ ”جہاں تک بہر خیال ہے ہو گا بھی کالوری کو پسند کرتا تھا لیکن زار یا نے ان دونوں کو بھی قریب ہونے کا موقع نہیں دیا ہو گا۔ ہو گا کہ سلسلے میں وہ جہز سے کی تمام خوب صورت اور حسین لوکیوں سے بہت زیادہ محتاط رہتی تھی۔“

”جہز ہے۔ کیا تمھارے قبیلے میں بھی لوگ رفاقت کا مضمون سمجھ سکتے ہیں؟“

”جہاں ایک دوسرے سے انتقام لینا اور خون کی برہنہ لینا ایک دل چسپ مشغلہ سمجھا جاتا ہو وہاں رفاقت کا مفہوم بھلا کیا حیثیت رکھتا ہے۔“ سمورا نے کسی پر سپلو ملنے ہوئے جواب دیا۔ ”چرپاٹ آواز میں کہا۔ ہو سکتا ہے کہ کالوری نے بھی زار یا کی وجہ سے ہو گا کہ قریب جانے کی کوشش نہ کی ہو۔“

”وہ کیوں؟“

”اس لیے کہ کالوری اور زار یا آپس میں بہت گہری دوستی رکھتی تھیں۔“

”ادہ۔“ کیلاش سمورا کا جواب سن کر چوکا چھوڑا۔ ”جہز“

”جہز سے کی ہیں لوکیوں کو ہماری خدمت میں پیش کیا لیکن کیلاش نے اس پیش کش کو قبول کرنے سے نہایت قریب ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ اور اب وہی کیلاش مجھے سے لوکیوں کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔“

”میں یہ فیصلہ سمندری دلوں نے چھوڑنا ہوں۔ میں نے آہستہ سے کہا پھر بولا۔ کیا میں یہ سمجھوں کہ ہمارے عزیز دوست کا دل اکتانے لگا ہے۔“

”ہم انسانوں کے رعب میں انسانوں کے درمیان ہیں تو پھر ہمیں انسانی ضرورتوں کے تقاضوں کا بھی خیال رکھنا ہو گا۔“

”کیلاش نے زہر پرب مسکراتے ہوئے کہا پھر سمورا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ”کیوں سمورا۔ تمھارا کیا خیال ہے۔“

”سمورا دلوں کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔“

”سردار نے جلدی سے کہا۔“

”لیکن اس بار انتخاب تمھارا نہیں۔ ہمارا ہو گا۔“ کیلاش نے ایک طویل انکسوافی لیتے ہوئے جواب دیا پھر بولا۔ ”عظیم سمورا! کیا تمھیں زار یا کا بھیا تک انجام یاد ہے۔“

”ہاں۔“ سمورا ایک سخت تنبیہ ہو گیا۔ اس نے میری ذات پر کچھ اچھلنے کی کوشش کی تھی۔ مکلا لائے اس کے ساتھ جہز کہ وہ اس سے زیادہ کی مستحق تھی۔ البتہ مجھے اس بات کا افسوس ضرور ہے کہ زار یا کی بے ہودگی کی وجہ سے کچھ دیر کھیلے رنگ میں جھٹک ہو گا تھا۔“

”مجھے ساواری بے بتایا تھا کہ زار یا لوگ کا کیم شہر کے بعد سے اکثر ہمیں ہلکی بائیں کرنے لگتی تھی۔“

”ہاں۔ وہ لوگ کا کیم میں غم پانگ ہو گئی تھی۔“

”لیکن اس حالت میں بھی وہ خاصی پرکشش تھی۔“

”کیلاش نے سمورا کی آنکھوں میں جھانکے ہوئے کہا۔

”یہ درست ہے یہی وجہ تھی کہ ہو گا اس سے دلیانہ وار محبت کرتا تھا۔“

”جوش صحت کے موزے پرچوں لوکیوں نے قربانیاں پیش کیں وہ بھی لا جواب تھیں۔“

”بہت سے یہی ہوتا چلا آیا ہے۔“ سمورا بولا۔ ”مقدس اور کے سامنے دشمن کی جانے والی آگ میں قربانی پیش کرنا ہمارے لیے سب سے بڑی عبادت ہے۔ ہم اس قربانی کے موقع پر ہمیشہ ایسی تم عمر اور حسین لوکیوں کا انتخاب کرتے ہیں۔“

”سمورا! کیلاش نے اچانک سمورا کی بات کاٹ کر تیزی سے کہا۔ کیا تمھیں وہ خوب صورت دوشیزہ یاد ہے جو جوش والی رات زار یا کے بائیں ہاتھ پر اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔“

مقامی زبان میں کیا گیا تھا اس لیے کابوری بھی جبک کی جانب متوجہ ہو گئی۔

• ہاں۔ تب کیلئے چلے گئے لیے میں پلٹ کر کما۔ مجھے ایسا محسوس ہوا ہے جیسے آسمانوں پر ہماری قسمت کے فیصلوں میں پھنسا ہوا بدل ہونے والی ہے۔

• کیا یہ کیلاش کے بجائے کابوری نے جیت سے دریافت کیا؟ کیا تم نے بھی جانتے ہو کہ ہماری قسمت میں کیا لکھی ہے؟
• تم دونوں کے خادم کو کیا سمجھتی ہو؟ کیلاش نے جلدی سے کہا تم ہماری سمجھت نے اسے انسان بنا دیا ورنہ اس سے پہلے یہ عین بچہ تھا۔

• پھر۔ یہ کیا ہوتا ہے؟ کابوری نے سنجیدگی سے پوچھا۔
• سمنہ کے یونانی اس سواری کو کہتے ہیں جس پر بیٹھ کر ہمارا راج پور پور کیا کے لیے تشریف لے جاتے ہیں۔
• اور پور پور تپسیا کہتے ہیں؟ کابوری نے دوسرا سوال کیا، انتخاب جبک ہی سے تھا۔

• ”تم دھرتی پر رہتی ہو اس لیے ابھی دونوں کی زبان نہیں سمجھ سکتی؟ کیلاش سنجیدگی سے بولا۔ دیکھ کر ہم دونوں جوہو سے ہماری مادری زبان بھی سیکھ سکتی ہو۔“

• کیوں جوہو؟ کیا تم مجھے یونانی کی زبان سکھاؤ گے؟
• میں ہزار بار عنت چینی ہوں تھے اسے شتی پر۔ اس بار جبکہ اپنی زبان میں کیلاش نے کہا۔ ”خود اور تم نے اسے بکلام گھڑی کو میسر نہ کیچھے لگانے کی کوشش کی۔“

• مجھی اس کا سینہ بھی دل لگا کے دیکھنا اور؟
• جبکہ کوئی جواب نہیں دیا، کابوری کو دیکھ کر ایسا بڑا سنا بنا یا جیسے نادانستگی میں کوئی کیل شے اس کے دانتوں تلے اگنی ہو۔

• یہ تمہاری کس زبان میں باتیں کر رہے تھے؟ کابوری نے دیدے بچانے ہوئے کیلاش سے پوچھا۔

• ”چھوٹی اطمینان سے بتاؤں گا۔ فی الحال اتنا بتا سکتا ہوں کہ ہمارا خادم ہمیں پندہ نظروں سے دیکھنے لگا ہے۔ کیلاش نے جبک کو تنگ کرنے کی خاطر سنجیدگی سے کہا۔ جانتی ہو یا بھی مجھے سے کیا کہہ رہا تھا؟

• کیا؟
• یہ شخص اپنی پشت پر جٹا کر نیلے آسمانوں کی بلند لوہوں پر سیر کرانے کی خواہش کا اظہار کر رہا تھا۔ لیکن میں نے سختی سے منع کر دیا۔
• کیوں۔ کیا تم جوہو سے محسوس نہیں ہو رہے؟

ہاں بھی نہیں ہونا چاہیے ہو سکتا ہے کہ وقت اور حالات ہم پر اس درجہ مہربان ہو جائیں۔ کہ ہم پر اسرار قوتوں کے مقابلے میں زیادہ مضبوط اور ناقابل تسخیر ثابت ہوں۔
• تم بنیادی طور پر ڈاکٹر ہوا اس لیے شاید مجھے تسلی ہے کہ بہت سے کام ہو جائیں۔ کیلاش جھروپہ لیجے میں بولا۔
• میں خوف زدہ ہونے کے بجائے خود کو حالات کے سانچے میں ڈھاننا ہوگا میں نے کابوری کا انتخاب بنا دینا کیا؟
• کیا وہ حالے کسی کام آسکتی ہے؟

• تم لوگ اگر فراموش نہیں کر سکتے۔ وہ چاہے اور حالات کے درمیان سے کام لے رہی ہے۔ اگر دلا باز نہ ہوتی تو وہ لوگ اب تک جمادی رہتے مگر کسکتی تھی لیکن وہ اب جلد بازی اور حافقت کا شکار ہو گئی۔ اب میں کابوری کو ہموار کرنا ہوگا اس لیے کہ وہ زار یا کی سہیل ہے۔ کیا سمجھتے؟
• کیلاش کا جواب بے کیش ہو چکا تھا۔ اس نے کابوری کا انتخاب کر کے یقیناً بے حد اسٹن مندی اور دورانیشی کا ثبوت دیا تھا۔ میں کابوری کے سلسلے میں کیلاش سے مزید کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن جبکہ گجے اچانے سے اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

اس روز میں شام کو ٹپلے کے ارادے سے باہر نکلا تو جبک بھی میرے ساتھ ہو گیا۔ خلاف توقع وہ اس وقت کسی گدی سوچ میں غرق نظر آ رہا تھا۔ میرا خیال تھا کہ شاید کابوری کے سلسلے میں کیلاش اور اس کے درمیان پھر کوئی چشمک ہو گئی ہو مگر وہ ڈیڑھ روز سے یہی چور رہا تھا، جبک کو کابوری کا ہمارا درمیان۔ بننا اپنے نہیں تھا، کیلاش نے اس کی یہ بکروڑی بے نیابتی قہمی بنا پھر کیلئے سامنے وہ خود کو کابوری کے زیادہ سے زیادہ قریب رکھنا اور لوگوں کی باتیں کر کے جبک کا خون جلتا رہتا تھا۔ میں بھی دونوں کے درمیان اسی بات پر ٹوک جھوٹک ہو رہی تھی۔

• ناشے کی میز پر کیلاش نے کابوری کو اپنے قریب بٹھا کر اسے چھری کاٹنے سے بھانسا سکی نے کی کوشش کی، جبکہ اندر ہی اندر جھٹکا دیا، وہ حتی الامکان ہی کوشش کر رہا تھا کہ خود کیلاش اور کابوری کے معاملات سے الگ تنگ لگے لگے اس وقت بھی اس نے کسی پر ہلو بدل کر اپنا راج دوسری جانب کر لیا تھا۔

• ”کیلاش تم جوہو کیا تم کچھ بے چینی محسوس کر رہے ہو؟
• کیلاش نے اسے چھری کے فیاطر سمجھتی گئی سے پوچھا۔

ہیں وہ خود میرے لیے بھی ناقابل یقین ہیں کیا تم سوچ سکتے ہو کہ خواب کی کیفیت میں جس حالت سے دوچار ہو، ہوش میں آنے کے بعد وہی موت بھگتے سامنے درپیش ہو؟

• میں سمجھتی نہیں۔
• رات تم نے مجھے ہوش میں آنے کی خاطر آوازیں کی تھیں کیوں؟ کس لیے؟

• تم خواب کی حالت میں مجھے غریب کیفیت میں بڑھا لیے تھے۔ میں نے یہی اندازہ لگا یا کہ تم کسی ڈراؤنے خواب سے دوچار ہو اور اوتھالے ملنے سے گھٹی گھٹی آواز خارج ہو رہی تھی لیکن۔
• ہوش میں آنے کے بعد تم نے.....

• میں نے جھوٹ کا تھا۔ میں تیری سے بولا۔ میری تجویز کے زخم کا نشان اس چراغ کی چمپاتی تیر کو بچانے سے پیدا ہوا ہے جو رات سوکار کے طسکر کہے میں روشن تھا۔
• کیا مطلب؟ کیلاش جو کہ اچھا۔ ”تم سوکار کے طسکر کہے میں کس طرح پہنچ گئے؟

• ”خواب کی حالت میں۔ میں نے ایک مرد آہ بھر کر کہا۔
• ”ہاں میرے دوست جس وقت تم مجھے ہوش میں لانے کے لیے آوازیں مے لیے تھے اس وقت میں اپنے لیٹر بھی موجود تھا اور جسمانی طور پر سوکار کے کمرے میں بھی تھا۔ پھر میں کیلاش کو خود پر گزرنے والی پوری کیفیت کی تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ ”اگر میری تجویز پر زخم کا نشان نہ ہوتا تو شاید میں تمام زندگی ایسی انمولی بات پر اعتبار نہ کرتا لیکن اب میرے پاس ان طسکی باتوں پر یقین کرنے کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں۔“

• کیلاش میرے چہرے کو بغور دیکھتا رہا، شاید اسے شہہ تھا کہ میں کسی دینی قوتوں میں مبتلا ہوں مگر میری تجویز کا اہل وہ بھی دیکھ چکا تھا اس لیے کچھ دیر شش و پنج میں مبتلا رہا پھر سنجیدگی سے بولا۔

• ”تمہاری کافی ہر چند کہ ناقابل یقین ہے لیکن ہم جس سرزمین پر سانس لے رہے ہیں وہاں سب کچھ ممکن ہے کالے چادو اور سفلی کے ناپاک ٹل کے ہائے میں میں نے بہت کچھ پڑھا اور سن رکھا ہے۔ ”دور دراز اور ایک ترین مخلوق میں اب بھی ایسی ان گنت جگہیں موجود ہیں جہاں انسانی کا گزرنہ نہیں ہوا البتہ ہماری سانس وہاں رہنا ہوئے والے عجیب غریب واقعات کو قبول نہیں کرتی۔“

• ”میرا خیال ہے جبکس کی پر اسرار قوت میں سوکار اور مکالا کی سازشوں سے آگاہ کرنا چاہتی تھی۔
• موجودہ حالات کے پیش نظر یہی سوچا جاسکتا ہے۔“

دستک

انوار صدیقی (زیر طبع)

”بیگم! کیا ہم یہ مسئلہ اس سے زیادہ آسان طریقے سے حل نہیں کر سکتے؟“
”کیا ہم سوکار کے جاوہ کا مقابلہ کر سکیں گے؟ میں موت کاٹتے ہوئے کہا۔

• ”اس کا جواب تو جبکس کی نادیہ قوت یا پھر صینی پر اسرار شخصیت ہی دے سکتی ہے۔“ کیلاش نے کہا پھر کہہ ہوئے بولا۔ ”ہو سکتا ہے میرا ناز و غلط ہو لیکن میرا خیال ہے کچھ پر اسرار طاقتیں ہیں بطور تمجید استعمال کر رہی ہیں۔“

• میں سمجھتی نہیں؟
• ”سمجھنے کی کوشش کرو۔“ کیلاش نے محسوس ہو کر اختیار کیا۔ ”درخشش بھائی نے مرنے سے پیشتر تجھیں ایک نادیہ پر دراز ہونے کی فرمائش کی، جہاں پر جبکس سے ہماری ملاقات اتفاق ہو سکتی ہے لیکن اس کے بعد جو حالات اور واقعات کے بعد ہر جگہ ہمارے سامنے پیش آئے اس لیے کیا تم ان بھی محسوس اتفاق کہہ سکتے ہو۔ بھری غصہ کا پورا اور عدم موت بنکر ہو گیا لیکن ہم محفوظ لیجے مگر کالے میں ایسی سازش نہ کرنا کہ ناچا یا مگر صینی کی پر اسرار شخصیت ہمارے کام آگئی ہو جائے کھانے میں زہر ملا یا کیا لیکن تو نہ کالونی کی وجہ سے زہر کھانے کے باوجود زندہ ہو اور اب جبکس جو ہم سے میل دور ہے ہماری مدد کر رہا ہے۔ میں میرے دوست آپ سائل پر جبکس کا اثر نا، گایا کی موت اور جھکاؤ کے جھکاؤ کے قہقہے میں جانا۔ یہ تمام باتیں اس امر کی گواہ ہیں کہ ہم طسکی حال میں چھپ کر رہ گئے ہیں اور جب تک ہماری قوتیں ہماری پشت چنای کرتی رہیں گی ہم پر کوئی آنچل نہیں۔“

• ”اس کے بعد کیا ہوگا؟ میں نے جھوک کر پوچھا۔
• ”کیا ہم دوبارہ مذہب دنیا کی شکل سمجھیں نہ سمجھ سکیں گے؟
• ”میں از وقت کیا کیا جاسکتا ہے۔ مگر ہمیں زندگی

مکن ہو کا لوری کو اس کے لوگوں میں واپس بھجوا دو۔ جب تک
ہولاء جہاں عورت اور بے حیائی دونوں ایک ساتھ ہوتا ہیں
وہاں تباہی اور بربادی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔
”مہ شادی دہلوانے ہو گئے تو میں نے جب تک کی باتوں سے
الچھے ہوئے گاتے تھاری ایک معمولی سی لغزش ہم سب کو
موت سے بچنا کر دے گی۔“

جب تک جواب میں کچھ نہیں کہا لیکن اس کے بڑبڑانے
بجائے والی مسکراہٹ بے حد گہری اور معنی خیز تھی میں قدرے
نرم لہجے میں ہولاء میں تمہیں مذہب کی تبلیغ سے نہیں ہوکتا
لیکن جو کچھ کرو باؤں کا کہو نہ نکالا اور اس کے ساتھ
ہماری کچھ لونی کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔“

”تم جسے زندگی بچھ کر جینے کی کوشش کر رہے ہو میں اسے
موت سے بدتر تصور کرتا ہوں، ہماری موت تو اسی دن واقع ہو
گئی تھی جس دن بحری عذاب طوفان سے ہم کو برباد ہو گا۔“
جب تک کہ پھر لے لے قدم اٹھاتا آگے نکل گیا۔

”جب تک۔ میری بات سنو پلیز۔ کوئی ایسی طاقت
ہم کو زندہ نہیں رکھ سکتی۔“

لیکن جب تک نے کئے بجائے اپنی رفتار اور تیز کردی تھی
اس کی حرکت سخت گراں گزری وہ پر منحصر بنا رہا تھا وہ
ہم سے لے تباہ کر رہا تھا، اور دینا کے وحشی لوگ ہوتا اور
کی شان میں کوئی تباہی نہ ہوا تھی نہیں کر سکتے تھے اور جب تک
میں نکلا کر پاس جانے والے راستے پر ہولاء فوری طور پر
میں کیلاش سے مل کر اسے نئی صورت حال سے آگاہ کر دیا تھا
تھا مبادا کہ جب تک جلد بازی میں کوئی طاقت کر رہا تھا، مانی

ہو تو میں نے ساتھ آگے آگے چل رہا تھا، کچھ دیر تک ہم دونوں
اسی طرح آگے بڑھتے رہے پھر مانی کی لیت ایک موڑ
کے قریب پہنچ کر کہیں آگاہ کیا، اندازاً ایسا ہی تھا جیسے وہ بھی خطرے
کی نوک پر تھا، مانی اس کے کان کھڑے ہو چکے تھے جو میرے انداز
کی تصدیق کر رہے تھے میں مانی کی ایک ایک عادت سے واقف
تھا پھر چاہے میں نے حفظ اقامت کے طور پر سہ جانا تھا جب تک
میں لڑا کر لوگوں کے دستے پر اپنی گرفت جمائی تاکہ کسی فوری خطرے
سے دوچار ہونے کی صورت میں وقت نہ برباد ہو۔

مانی جس موڑ پر پہنچ کر رہا تھا وہاں سے ایک راستہ
ماحول کی جانب جاتا تھا، دو سڑکیاں پر غور و جھگڑا تھا
کی اس قدر ہمت تھی کہ وہاں سے کسی انسان کا گزرنہ ممکن تھا
میرے لئے ہاتھ پر بھی دھرت اس قدر کثرت سے ہو جتنے کہ میں

کی جانب دو سڑکیاں آبادی کے ایک کشادہ مکان میں رکھی تھے
جسے مقامی لوگوں نے عبادت گاہ کے طور پر لے لیا ہے اور وہاں
جا کر یہ جاہل اور گنوار لوگ بے ہودہ اور فضول قسم کی رسمیں
ادا کرتے ہیں اور تیسرا نمبر کمزوری کے بجائے پیچھے سے تڑپا
ہو جرم اور سوار کے پاس اس کی رہائش گاہ میں ہو رہے ہیں
”تم ان عجیبوں کا کیا کرو گے؟ میرا مطلب ہے کہ کیا تم کسی خاص
مقصود کے لیے۔۔۔۔۔“

”ہاں۔۔۔۔۔ جب تک میرا چلنا ہے ہونے تیزی سے کیا میری
غرض ہے کہ ایک ہی وقت میں ان تینوں جگہوں کو برباد کر دوں
اور پھر جب کہ گراماں اور لوگوں کو تباہ کر دوں کس درجہ
تاریکی کا شکار میں۔“

”جب تک تم۔۔۔۔۔“
”میں انھیں اندھیلوں سے نکال کر جاؤں کی ہمت لانے
کی کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور یہ صرف اسی صورت
میں ہے کہ جب دہلوانے اور دینے کی تباہی ہو تو وہ دہلوانے
پھر میں ان بچنے ہوئے لوگوں سے ایک سوال کرنا کہ وہ ایسے
بلے جان اور کڑو دشمنوں اور توں کی پوجا کیوں کرتے ہیں جو
اپنی حفاظت آپ کرنے سے بھی قاصر ہیں بھئی تباہ کیا وہ میرے
سوال کا کوئی جواب نہ دے سکیں گے؟ نہیں۔۔۔۔۔ پھر میں انھیں
نقد سے کھینچ کر بابرکات کے بلے میں تباہ کر دوں گا اور اپنے
سک پلانے کی کوشش کروں گا۔“
”اؤں کے وزن سے انکار نہیں کر سکیں گے۔“
”پھر میں جو تک گناہاں مکن ہے کیا تم نے یہ نہیں سنی۔“
”مذہب اور ایمان کی قوت پناہوں میں بھی دریا میں ڈال
دی جی ہے۔“

”میرا خیال ہے کہ تم اپنے ساتھ ساتھ ساتھ میرے لیے جتنی تیار رہا
بہا کر دو گے؟ میں نے جب تک کو سمجھنے کی کوشش کی تو میری
انگوٹھ میرے خطرناک ارادے سے باز آ جاؤ۔“
”جو چاہیے کہ راتے میں جہاں گونا گے اسے شہید کئے ہیں
یوں؟ کیا تم اس حقیقت سے انکار کر دو گے؟“
”وقت اور ماحول کو سمجھنے کی کوشش کرو تیرے دوست
میں نے کہا کہ جب تک فرار کا کوئی راستہ نظر نہ آجائے میں
مات مختار انداز میں پھوہک پھوہک کر قدم اٹھانا ہوگا۔“

”موت بہت قریب ہے میرے عزیز۔ جو وقت لکھا جا چکا ہے
سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ڈال سکتی۔“
”لیکن مصیحت کے مجھ کو بھلائے ہوئے ہے۔“
”میں انسا ہوں سہی رات سے کہہ رہا ہوں کہ جتنی جلدی

رومانی ناول

75/-	حیدرہ جبین	زیب
75/-	حیدرہ جبین	شاخ بریدہ
75/-	حیدرہ جبین	خانا اور پتھر
75/-	حیدرہ جبین	گیت یہ میرے

مکتبہ القرآن اردو بازار - لاہور 2

کر سکتا ہے؟
”میں نے کیلاش کے کردار کے بارے میں کوئی خبر نہیں
کیا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کابوری کے ساتھ بعض دفعی توبہ
دل بدلا رہا ہو۔“
”میرے نزدیک یہ بھی گناہ ہے۔“ جب تک ہولاء آگاہ
پڑوں کا ساتھ کسی وقت بھی دینی چنگاریوں کو شعلوں کا
ہے سکتا ہے۔“

”تم کہنا کیا چاہ رہے ہو؟ میں نے وضاحت طلب
انداز میں پوچھا۔
”تم کابوری کو وہاں سے چلنا کر دو۔ میرے ساتھ کسی تباہ
باندھنے کا کوئی قطععی مناسب نہیں۔“ جب تک نے ہونٹ کاٹنے
ہوئے سجدہ کی سے کہا۔

”تم شاید بھول رہے ہو کہ ہم جس ماحول میں سانس لے
ہیں اس کا ایک ایک جھپکا کابوری اور اس کے ساتھیوں
بھول رہا ہے۔“

”میری بات سمجھنے کی کوشش کرو جہاں۔ کابوری کی تباہی
میں ہمارا کوئی پلان کا سبب نہیں ہو سکتا۔“
”پلان؟ میں نے چونکے ہوئے پوچھا۔ کس پلان کی؟“

”کر رہے ہو تم؟ میں نے کہیں کہ طرح اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا
”میں نے کہیں کہ بعد میں ہم کو کچھ آواز میں
دیا۔ میں نے دوسرے جزیب میں گھوم پھر کر دیکھ لیا ہے کہ
بلے ہنگامہ اور صرف تین مجھے موجود ہیں ایک توبہ ہے
جہاں پڑا گیا تھا اور اب کچھ میلان میں پڑا چوب
اوس کا شکار ہو رہا ہے دوسرا مجھے ہماری رہائش گاہ

”سمجھنے کی کوشش کرو کابوری۔ تم دہلوانا کی لپٹ ہو، کسی
خود کے ساتھ میرے ساتھ لے کیے کر سکتی ہو۔“

”جب تک ہے۔ میں صرف تمہارے ساتھ چلوں گی۔ کابوری
نے جزیب ساڈی سے جواب دیا پھر کچھ ہوں سے جب تک کو دیکھنے لگی
اور جب تک اسی لئے ہلکا کرنا تھے سے اٹھ گیا۔“

دو پہرے کھانے پر بھی وہ بیٹھا تھا۔ شام کی چائے اس
نے ہمارے ساتھ پی تھی پھر میرے ساتھ ہو گیا۔ اور اب کبھی
گہری سوچ میں غرق نظر آ رہا تھا۔ میں نے اسے از خود دیکھنا
مناسب نہیں سمجھا اور مانی کو بچھ کالے لگا جو خلاف توقع اس
وقت کچھ زیادہ ہی نرمگ میں نظر آ رہا تھا، بار بار مستی کے عالم
میں اچھلنے لگتا تھا۔

”مانی کی طرف توجہ مبذول ہوتی تو مجھے سوکار کی بات
یاد آگئی، اس نے نکالا سے کہا تھا کہ مانی کو وہ اپنے بیروں کی
گرد سے زیادہ اہمیت تھی، مانی اس نے اپنے حادو کے ذریعے
منا ماکر گرا لیا جال بھلا دیا تھا جو اسے اندھا کیے ہوئے تھے
لیکن مانی۔ سوکار نے نہایت سنجیدگی سے مگر مختار سے بھڑکے ہیں
اس خیال کا انکار کیا تھا کہ اسے مانی کی زبان بند کرنا پڑے گی
گو یا اور دینا کے بورے ساحر کی نگاہوں میں مناما سے زیادہ
اہمیت میرے شامی کی تھی۔“

جب تک نے بھی ایک بار یہی کہا تھا کہ ناویدہ سفر کے
دولان میں گن پڑتا ہوں کا سنا دیکھیں ہوگا اس میں مانی
بمبار کیلے ہر حد کا آمنا ثابت ہوگا اور اس کے بعد سوکار
نے بھی ہم سب سے زیادہ مانی ہی کو قابل توجہ سمجھا تھا میں نے
مانی کو بہت محو سے دیکھا سفر پر اونچی سے قبل میرا ارادہ آگے
ساتھ لانے کا نہیں تھا لیکن جب وہ دیوانہ جی کے ہاتھوں
سے زخمی ہو کر میرے قریب آیا اور میرے قدموں پر اپنی
پیشانی رکھنے لگا تو مجھے اس پر غور آ گیا، وہ درخشاں کو سمجھ
عزیز تھا شاید ایسی جگہ میں نے اسے ہمراہ لے لیا۔
”جہاں کیا تم تباہ کر سکتے ہو کہ کیلاش نے کابوری کو اپنے
ساتھ کیوں رکھا ہے۔“

”جب تک سوال کیا تو میرا خیال مانی کی طرف سے ہٹ
گیا، میں نے نظریں اٹھا کر جب تک کو دیکھا، اس کے چہرے پر
بدستور سنجیدگی طاری تھی۔
”میرا خیال ہے کہ کیلاش اپنی تنہائی سے آگاہ کیا ہے۔“
میں نے دینی زبان میں جواب دیا۔
”نا ممکن۔“ جب تک نے تیزی سے کہا کہ کیلاش ہمارا مشترکہ
دوست ہے کیا سوچ سکتے ہو کہ وہ کردار کے سلسلے میں اتنا

گئیں میں نے نظریں گھما کر سوکا رکھ دیکھا جو اپنی تمام تر خفاؤں کے ساتھ میرے سامنے بیٹھ کر کھڑا تھا، اس کی آنکھوں کی سرخی ہر لمحہ کی اور پرامن ہوتی جا رہی تھی، میرے پاس اب ایک ہی راستہ باقی تھا، کوئی لڑائی کیے بغیر اپنا آتش کھلونا جیسے نکالوں اور وہ دلیق خاتمہ کر کے اس منحوس پورٹھ کی زندگی کا خاتمہ کر دوں، کیوں میں نے اس راستے پر بھجنا ہی نہ کیا۔

سوکا رکھ اپنے کالم کے زور سے میرا نام جان سکتا تھا تو میرا لڑا وہ جانے کہ کب بھٹکے میں کوئی خطرناک جانی کاروائی بھی کر سکتا تھا چنانچہ میں نے ضبط سے کام لیا، موقع کی نزاکت کے تحت کالیہی تقاضہ تھا کہ میں خاموش رہ کر حالات کا جائزہ لوں۔

مقام خاموش کھوں ہو میرے دوست، سوکا رکھ زبردست سے بولا یہ کیا یہ غلط ہے کہ کھانا نامہ حال ہے؟

میں تیسرے کرتا ہوں۔ میں نے کھانے کو خود پورا پورا پلٹے ہوئے جواب دیا، ہاں میرا نامہ حال ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح تمھارا نامہ سوکا رکھ ہے اور تمھارے کڑوی کے لونا کا نام اور ہے۔

”نہیں“ سوکا رکھ جھلک گیا، ”تم دلو تا نہیں انسان ہو“

”انسان جب اپنی ہڈیوں کی حد سے گزر جائے تو دلو تا نہ جاتا ہے۔ لیکن تم اس راز کی تمہیں نہیں پہنچ سکو گے۔“

سوکا رکھ نے آج تک میرے کسی آگے کھینے کی گمان نہیں کیا۔

”یہی غلطی تمھاری سب سے بڑی خامی ہے۔ میں اپنے دل کی دھڑکنوں کو سنیتے ہوئے تمھارے اطمینان سے بولا، جو کھینے نہیں بہت جلدی ٹوٹ جاتے ہیں تمھارے ساتھ بھی یہی ہوگا۔“

”مجھے اطمینان کی کوشش نہ کرنا، وہ کسی ذریعہ تک کی طرح ہی کہہ سکتے ہیں بولا، میں اس نادر طاقت کو جیبت جلدیہ نقاب کر دوں گا جو تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی پشت پناہی کر رہی ہے اور جس دن میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا وہ تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی زندگی کا سب سے اذیتناک دن ثابت ہوگا۔“

”ہاں کے ہالے میں تمھارا کیا خیال ہے؟“

”میں۔ میں اس کی آواز بہت جلد بند کر دوں گا۔ سوکا رکھ نے تیزی سے جواب دیا، اگر تم میرے راولے کتے کے درمیان آئے میں ایک لمحے کی دیر کو ہی ہوتی تو میں اس کی آواز باندھ چکا ہوتا۔“

”مگر یہ نام اعتراف کر رہے ہو کہ میرے درمیان میں آ جانے

بہت خراب۔ میں نے یہ دہراؤ اس کا منہ کھڑا کرنے کا خیال دیا، یہ میرا ہی ہونے کا اور کیا کہتا ہے تمھارا علم؟

”کہنا دہراؤ تو میں ایسی میں جو تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی مدد کر رہی ہیں لیکن سوکا رکھ بہت جلد ان طائفوں کو بھٹا دے گا۔“

میں تمھاری بات پر کس رد عمل کا اظہار کروں، دل کھول کر تمھارے گناہوں کا بلندہ آواز میں ردنا شروع کر دوں؟

میرا جواب جلدی پوچھنے کے مصداق ثابت ہوا، سوکا رکھ اپنی جھلک لکھ کر رہ گیا، وہ جو کھل کر ہاتھ اس میں حق بجانب تھا، اس کا علم بھی اپنی جگہ خفیہ تھا لیکن حالات کے پیش نظر حقیقت کا انکشاف ہمارے لیے ہر حادثہ تین ناک ثابت ہوتا، چنانچہ میں نے ایک مثبت طریقہ اختیار کرنے کی ٹھان لی۔

اور دینا کا وہ پرامن اور بڑھاپا جو میرا جواب سن کر ملتا تھا، اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر لپٹا رہنے لگی، وہ مجھے تیز نظروں سے کھینے لگا، شاید وہ مجھے تیرے لیے ملن خیم سے کام لینا چاہتا تھا، میں سوکا رکھ میرے جلدی سے اپنی نظروں کی سمت پھیر دی، جو اپنی جگہ کھڑا باز بار بھٹکا پڑا پھیل رہا تھا۔

”میں جانتا ہوں تو کیا کہنا چاہتا ہے۔ میں نے ہائی کو دینی آواز میں مخاطب کیا۔ لیکن پریشان مت ہو۔ ہم اس وقت جان بوجھ رہے ہیں اس آواز کی دنیا کے ہم سے یاد کیا جاتا ہے اور

ہاں اس قسم کے گھیل منڈے بہت عام ہیں۔“

”ہاں کی یہ بیٹنی میرے جواب پر اور ہوا ہو گئی، اس کے حلق سے جو کھینے کے بجائے خفاؤں خفاؤں کی آوازیں نکل رہی تھیں، میں اس کا مقصد سمجھ رہا تھا، وہ مجھے وہاں سے بہت جلدی کا اشارہ کر رہا تھا، شاید اس لیے کہ اس نے سوکا رکھ کی خواہش کو پوری طرح محسوس کر لیا تھا۔ میں نے اس کے سر پر نہایت محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے چمکا دیا۔“

”وقت کا اطمینان کو سب ٹھیک ہو جائے گا۔“

”ہواؤں کے دلو تا۔ کیا یہ غلط ہے کہ تمھارا ایک نام ہے۔“

جمال صغیر نے

میں سوکا رکھ کی زبان سے اپنا نام سن کر ایک لمحے کو گھوڑا گیا، میں نے بھی مل کر مل کے دلیقے جانے کا حسی میں جھٹکے کی کوشش کی تھی، وہ مجھ پر راز کیا تھا کہ جلدی اس صحت کیا ہے لیکن ہلائے ماضی کو کھینے میں اسے مایوسی ہوئی تھی، جینی کی پرامن رازت خلسے کو بڑا دیا تھا، مگر سوکا رکھ میرا نام نہان گیا تھا۔

میں نے دل کی دھڑکنیں ایک لمبے تیز اور بے ترتیب ہونے

موتنے کی نزاکت میرے لیے بے حد نازک اور سنگین تھی، میرے سوکا رکھ کی تو چارپائی کی جانب منہ دل کرنے کی خاطر اسے مخاطب بھی کیا مگر وہ جیسے گھٹکا اور ہوا ہو گیا تھا، یہی میرے ہائی کی بھٹی میں اس کے قریب موجود تھا لیکن وہ میری ہوا سے بے نیاز سوکا رکھ کی طرف دیکھنے جا رہا تھا، میں نے دیر اور پھر تیسری بار زیادہ بلند آواز میں سوکا رکھ کو مخاطب کیا، مگر اس کی محبت پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ پھر اچانک میرے ہائی میں ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا، دوسرے ہی لمحے اس خیال پر عمل کرتے ہوئے لپک کر ہائی اور سوکا رکھ کے درمیان جا رہا تھا۔

مجھے اپنے مقصد میں ناکامی نہیں ہوتی میرے درمیان میں آئے ہی ہائی کے حلق سے ایک کمرہ پھینچنے کی آواز بلند ہو کر ہو کر دوش پر دوڑ کر تیری جلی گئی، اندازاً ایسا ہی تھا جیسے کوئی گھنٹی ہوتی آواز متوقع تھی، خالص ہو گئی۔

دوسری سمت سوکا رکھ بھی لوں جو کھانے جیسے کوئی خواب دیکھنے اچانک بدل کر ہو گیا، ہوا مجھے اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھا اس نے ایک لمحے کو بڑا کر دیا، سامنے بنا یا لیکن پھر اس کے دونوں پرستی تیز سے مرکب پھیل گئی۔ آنکھوں کی لالی بڑا، میں غائب ہو چکی تھی۔

”تم تم اس نے مجھے آہستہ سے مخاطب کیا۔ ہواؤں کے ہاتھوں سے تم سناؤ بڑھاپے سا۔“ میں نے لیلو اور کو جب میں نے ہونے پات انداز اختیار کیا، یہ کیسے ہوا اگر میرا خیال غلط نہیں تو میں بہت دلوں بعد پیل بار تھیں دیکھ رہا ہوں۔“

”میرا اندازہ اس کے برعکس ہے۔ سوکا رکھ دوسری آواز میں بولا، اگر میرا غلط نہیں تو میرے پیل بھی مل چکے ہیں۔“

”علم کا حصول بلا شہرہ و ذہن کی نشو و نما کتا ہے۔“

”ہویر لیکن سیاہ و سفید کا فرق بھی اپنی جگہ ہے۔“

”میں تیسرے کرتا ہوں کہ اور دینا کے جزیرے پر میں کا علم کا لیے تاج بادشاہ ہوں۔“

”دنیا کے نقشے پر تمھارے جزیرے کی مثال ایسی ہی جیسے کسی بڑے میدان میں پڑا ہوا کوئی مختصر سا فائدہ۔“

”تم دلو تا ہو۔ مگر سوکا رکھ مایوسی سے کہیں۔“

”میں جانتا ہوں۔ میں نے اس کی بات تیزی سے کاٹ دی۔ تمھیں جانے دلو تا ہونے پر فہم ہے اور شے کی بنیاد تمھارا سیاہ علم ہے۔“

”ہاں۔ میرا علم کتا ہے کہ تم اور تمھارے ساتھی بھی جا طرح انسان ہیں۔“

اس کی دوسری جانب دیکھنے سے قاصر تھا، ہائی کا رخ جو کھ سیدھے راتنے کے بجائے ساحل فلارے کی جانب تھا اس لیے مجھے لک جانا پڑا، اگر وہاں میرے راتنے کے ساحل پر کوئی خطہ تھا تو ساحل والے لپٹے ہوئے ہوئے تھا، جو میری نظروں سے ابھل گیا، خود کو نادرہ خطہ سے محفوظ رکھنے کی خاطر میں نے قد سے جھک کر گھنٹی جھانپوں کی آواز میں میری نگاہیں بدستور ہائی پر مرکوز تھیں جس کے کان وہ رہ کر لپکا رہے تھے، البتہ صرف ایسی صورت میں ہونا تھا جب وہ کسی خطرے کو دیکھ لیا کرتا تھا، لیکن اس وقت مجھے اس کے دل پہ پر شہرہ پڑی تھی، اگر وہ کسی خطرے کو دیکھ چکا تھا تو صوراً اسے جھوک جھوک کر مجھے اس کی نوعیت سے باخبر کرنا لازم تھا لیکن نہ اس نے ہڈی نہ میری سمت دیکھا نہ ہی اس کے حلق سے کوئی آواز خارج ہوئی۔

چند ثانیے میں اپنی جھکناکت و جاہد ہوا پھر میں نے ہمت آزمیہ، بچوں کے مل کے کی سمت بڑھنا شروع کیا، جوں جوں میرا آواز ہائی کا درمیانی فاصلہ گھٹتا گیا میرے گیس بڑھنا لگا، ہائی بدستور کسی خاص مرکزی طرف پوری طرح متوجہ تھا، ایک بار میں نے اسے بے حد ملکی آواز میں مخاطب کیا، مگر صاف متوجہ نہیں اس نے میری آواز پر بھی کوئی دھیان نہیں دیا، میرے پاس اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں تھا، خود سامنے جا کر صورت حال کا جائزہ لوں، وقت ضائع کرنے کی صورت میں خطرے کی نوعیت سے سختی میں زیادہ تشدد نہایت ہو سکتی تھی چنانچہ میں نے لیلو اور کو کھینا، آواز تیزی سے لپک کر سامنے آ گیا۔

پھر ہائی کی پرامن خاموشی کی وجہ تھی میری سمجھ میں آ گئی، ساحل والے راتنے پر ہائی سے تقریباً بیس بائیس قدم کے فاصلے پر اور دینا کا بڑھاپا جو سوکا رکھ موجود تھا، سوکا رکھ کو دیکھ کر ایک لمحے کو مجھے بھی جھجھکی آ گئی، اس کی آنکھوں کی تپیلیاں اس وقت حلقوں سے باہر کی جانب ابلی نظر آ رہی تھیں، لوں لگ رہا تھا جیسے جو کمرہ پر درخش لگائے، وہ کب کب ہوں وہ پوری توجہ سے منہ کی ہانڈے ہائی کو دیکھ رہا تھا، شاید اس کی آنکھوں کے سحرے ہائی کو پوری طرح پیچ کر رکھا تھا۔

مجھے اس بات پر بھی تعجب ہوا کہ میرے سامنے آ جانے کے باوجود سوکا رکھ نے میری سمت نہیں دیکھا، ہائی پر نظر سے جھا رہا پھر میرے ذہن میں سوکا رکھ کی مٹی ہوئی بات گونج گئی، اس نے کہا تھا کہ اسے ہائی کی آواز بند کرنا ہوگی۔ غالباً وہ اس وقت ہائی کو پوری طرح اپنی خوف ناک نگاہوں کے مجال میں پھنسا کر اس کی آواز ہمیشہ کے لیے بند کرنے کی خاطر کوئی سحر چھینکے میں غرق تھا، اسی وجہ سے اس نے مجھے بھی نظر انداز کر دیا۔

پروہی ہوا جو اس نے چاہا تھا۔ مامی بی بی پر لپکا اور سوکڑے کے ساتھ نے پشت سے میرے اوپر ایسا بھر لیا اور شہ جاک لپکا کہیں سنبھل کر سکا اور انجام کار اس وقت کسی زمین و زمان میں اپنے دشمنوں کی قید میں تھی میرے سر پر پشت کی جانب قابل برداشت نہیں اٹھ رہی تھیں۔

میں نے آہستہ سے سر کو جنبش دے کر ماحول کا جائزہ لیا، وہ تھرا اور خوف ناک غار بے حد کشادہ اور وسیع تھا میرے بائیں جانب والی دیوار پر زمرین سے تقریباً دس بارہ فٹ کی بلندی پر ایک مختصر سا خلا نظر آ رہا تھا جس کی دوسری سمت کوئی الاوریشن تھا، اسی الاوریشن کی روشنی کی لپٹ کچھ دیر پیش میری بنیائی نگاہ کو اگڑا کر تھی لیکن اس وقت اس کی روشنی میرے لیے کسی نعمت خداوندی سے کم نہیں تھی۔

میں نے خود کو تکلیف دہ فرش سے اٹھانے میں مدد نہیں کی خاموش پڑا حالات پر غور کرتا رہا مجھے برکت تھی کہ کچھ پر جو افتادہ پڑی اس سے دو تھوے جینی کی پامرا شخصیت نے بجائے کا کوشش کی نہ ہی جیسے کن دھوکے ذلیع کوئی امداد کی مامی جیسے جیسے نے ہمارا نجات دہندہ بنایا تھا وہ بھی ایک ہڈی کے لالچ میں آگیا۔

پھر میرے ذہن میں سوکار کا تصور ابھر آیا، لیکن کی پرامن رفت نے مجھے باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ اور دنیا کے جزیرے پر ہمیں بوڑھے جاوہر کی ساحتوں قوتوں سے مقابلہ کرنا ہوگا، ہنگامہ کے حوالے سے اس نے مجھے یہ بھی یقین دلایا تھا کہ میں بہت جلد اپنی دشمنان کی صورت بھی ایک نندہ بننے وپ میں دیکھ سکوں گا۔ دشمنان کا خیال ذہن میں ابھرا تو اس کا سین تصور میری آنکھوں کے سامنے نمودار ہو گیا، خلاف توقع وہ کچھ ملول نظر آنے لگی تھی میری آزادی سلب ہو جانے کے خیال نے میری دشمنان کے چہرے پر بھی غور و فکر کے اثرات طاری کر دیے تھے۔

دشمنان میں تڑپ اٹھنے میری زندگی میری رنج۔ تم کیوں افسردہ ہو؟

یہ تم نے کیا کیا حال!۔ دشمنان کے تصور نے عمل کر جواب دیا یہ تم پریشانیوں سے دوچار ہوا اور مجھے اس کا رنج نہ ہو چلا۔ کیوں کہ مر سکتا ہے۔ مجھے احساس ہے حال کچھ بے گاہ کی خاطر تمہیں اذیت ناک حادثات سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔

دشمنان!

مشاہد میں نے تم سے ایک طویل سفر کی فرائض کر کے اچھا نہیں کیا۔ لیکن میں کیا کرتی تھیں پالنے کے خیال نے مجھے بہت سے لے شاکر دیا تھا۔

کینڈیشن پر محدود تھا اب وہاں ایک برصے سانپ کی ہڈی پڑی تھی، مامی اسی ہڈی پر بھینٹا تھا میرے ذہن میں عمل کی کرکٹ تھی۔ شاید سوکار نے مامی کو اپنے جال میں پھانسی لے کر عطر و کو غائب کر کے ایک ہڈی اس کے سامنے ڈال دی تھی، میں نے مامی کو اس کے ارادے سے باز رکھنے کی خاطر اسے لہذا زمین پر کھانے کی کوشش کی لیکن بانی پلٹ چکی تھی، میری آواز حلق کے اندر ہی گھٹ کر رہ گئی۔

مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری کھوپڑی کی پشت پر اچھا بکری کوئی قباحت ٹوٹ پڑی ہو میری ہچکوں کے نیچے ان گنت روشنی کے جھمکے ہوئے چہرے میرا ذہن کھپ اندھیروں میں تیزی سے ڈوبتا چلا گیا۔

تڑپتے شعلوں کی حد تنہا میری بنیائی کو بے حد گراں اور ناگوار گزار رہی تھی۔

میں نے آہستہ سے کوٹ لی تو کراہ کر دیا پھر۔

مجھے گڑے میں تنگیں لجات یاد آئے تو میرا ذہن ایک لغت میاں ہو گیا، میں نے آنکھیں کھولیں تو لوہے کی سوس ہوا جیسے کسی دوسری دنیا میں آگیا جس میں میری نگاہوں کے سین سامنے تقریباً فٹ کی بلندی پر بے حد زنی چٹان نما پتھر موجود تھا جس کی نوکلی اوڑھن ہمارے میرے سر کی طرف تھیں آگروہ پتھر بلندی سے چھوڑ دیا جاتا تھا۔ مجھے اس تصور ہی سے جھرجھری آگئی خود کو اس پتھر سے چپانے کی خاطر میں نے دوسری کوڑ لی تو ایک بار پھر درو سے کراہ اٹھا۔

میں کسی ناہموار غار کی چھتری بلندی پر پڑا تھا، میں نے ہنسنا آہستہ اپنے ذہن کو گردنا شروع کیا، مجھے مامی کا ہڈی پر بھینٹنا اور اپنے سر پر پشت کی جانب پڑنے والی شدید ضرب بائیل آ یا تو خوف کی ایک سرد لہر میرے وجود میں سرایت گئی وہ نفسی سوکار کی ایک عیارانہ چال تھی جو نہایت نادر کار و کامیاب ثابت ہوئی۔

جس وقت ہم دونوں ایک دوسرے کو مرعوب کرنے کی مٹا دو میں مصروف تھے اس وقت سوکار نے میری پشت پر اپنے کسی سامنے کی ہچکوں کو دیکھ لیا تھا اسے مامی کی فٹ دھڑکتی اس بات کا خدشہ لاحق ہوگا کہ وہ جو کھانے کی مامی کے گائے کچا پھر اس نے میری توجہ مامی کی سمت مبذول کرانی اور مامی کے لیے ڈی کا جال بھی کر خود کو جاوہر کے زور سے ہماری نگاہوں سے اوجھل کر لیا۔

جناب صادق حسین صدیقی کی تاریخی کتب

10/-	جنگ خندق
15/-	فتح شوستر
15/-	سراج الدولہ
10/-	سلطان بایزید یلدرم
5/-	عرب کا چاند
10/-	منزل اعظم اکبر
10/-	مشرق کی حور
5/-	عجمی شہنشاہ
5/-	عروس بغداد
5/-	فتح یرموک
25/-	انقلاب افغانستان
0/-	دو شیرہ ہند

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

سے بخارا جا دو بکار ہو گیا تھے

میرے لیے کی جہن سوکار کی پیشانی پر ان گنت چھریں کی صورت میں نمودار ہو گئی، اس نے مجھے اپنا معمول بنانے کی خاطر ایک بار پھر اپنی آنکھوں کی ساحتوں قوتوں سے کام لینے کی کوشش کی لیکن میں اسے جھکا کر دے گیا، مامی کی طرف متوجہ ہو کر میں نے اس کی عورت کے حصار کو توڑا پھر تیزی سے ایک خیال میرے ذہن میں ابھرا وہ سر کے لیے میں نے خود پر گردی سنجیدگی کا خول پڑھا لیا۔ سوکار کو گھورتے ہوئے میں نے اپنی سینہ کی جھیلی جس پر چراغ بھانے کے باعث سیاہ داغ موجود تھا اس کے سامنے کر کے کرنت آواز میں کہا۔

اسے غور سے دیکھو۔ یہ بھاری ناکامی کا پہلا داغ ہے جو میری تھی میں بند ہے۔

سوکار بوڑھا تو میں نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔

سرعت سے دو سر وار کرتے ہوئے کہا۔

میں جانتا تو چراغ کی طرح بھاری زندگی کی لپکا پاتی تو کو کچھ کر دھو جس میں تحلیل کر دینا لیکن انسان اور دیوتا میں یہی فرق ہے۔ انسان جو خواہشات کا غلام ہے ہر معاملے میں جلد بازی کا مظاہرہ کرتا ہے لیکن اس کے برعکس دیوتا سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھاتے ہیں۔

سوکار نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے حقارت اور نفرت جھری نگاہوں سے گھورتا رہا۔

میرا تہہ کھانے کی کوشش مت کرو سوکار وہ میرا لہجہ سرد ہو گیا تھوڑے عرصے میں عرصے میں کی بات نہیں خاموشی سے ایک طرف ہٹ جاؤ، اسی میں بھاری اور مکا لا دونوں کی برتری ہے۔

مجھے یقین تھا۔ وہم ہی ہوگے جو میری نگاہوں سے اچھل تھے۔ سوکار نے منہ اٹھا پیچ کر جواب دیا شاید میں نے تم سے قریب آنے کی غلطی کی تھی۔

تم اب بھی ہماری طاقت کے بالے میں غلام سوچ رہے ہو؟ میں نے تیزی سے تیر کا ڈکڑا کر کہا۔ ہم چاہیں تو ہماری ہچکوں کی محض ایک جنبش بھانے لے نایاک وجود اور بھانے گندے علم و دونوں کا قہقہہ پال کر سکتی ہے۔

سوکار نے میری بات پر کسی رد عمل کا اظہار کرنے کے بجائے نظریں نیچے کر کے مامی کی جانب دیکھ کر بدستور بھگتی اٹھ

گھر بیٹھے بغیر استاد کی مدد کے غیر ملکی زبانیں سیکھئے

فرچ اردو ریڈر	ڈاکٹر محمد اشرف لی۔ ایچ ڈی	90/-
ٹرکس اردو ریڈر	ڈاکٹر محمد اشرف لی ایچ ڈی	60/-
ڈچ اردو ڈکشنری	ڈاکٹر محمد اشرف لی ایچ ڈی	90/-
ڈیوٹارو ڈکشنری	ڈاکٹر محمد اشرف لی۔ ایچ ڈی	75/-
جرمن اردو ڈکشنری	پروفیسر پولی گوٹ ایم اے	90/-
جاپانی اردو بول چال	پروفیسر محمد امین ایم اے	80/-
جاپانی اردو ڈکشنری	پروفیسر محمد امین ایم اے	80/-
انگلش اردو ریڈر	پروفیسر عبدالرؤف انجم	50/-
فرچ اردو ڈکشنری	پروفیسر عبدالرؤف انجم	75/-
کورین اردو ریڈر	ڈاکٹر محمد اشرف لی۔ ایچ ڈی	75/-
سپیکن ماڈرن جاپانی	شاہد حمید	120/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار لاہور نمبر 2

”درختاں۔ میں بخاری خاطر اپنی زندگی بھی واؤ پر لگا سکتا ہوں۔“

”نہیں جمال میری خاطر مصیبتیں بھیلو اور حالات کا تشکا ہوتے ہوئے مجھے منظور نہیں۔“ درختاں کے افسردہ تصور نے کہا۔

”میری ایک بات مانو گے؟“

”حکم و میری زندگی؟“

”تم نہ واپس پلٹ جاؤ؟“

”درختاں! میں بیچ اٹھا۔“

”ہاں جمال میری یہی خواہش ہے کہ تم خوش رہو۔“

”میری خوشی تو تم ہو۔ میں نے منطربانی کیفیت کا مذاق کیا۔ تم سے مزہ تو نہ لے سکتا ہوں گا کہ میں موت کو گلے دگا لوں؟“

”بھئی کھنکھن کر دو جمال ہماری خوشیوں کے دشمن نہیں آسانی سے نہیں ملنے دیں گے وہ قدم قدم پر بخاری راویں کاٹنے بچھاتے رہیں گے، دشواریاں اور کاؤٹیں کھڑی کرتے رہیں گے۔“

”میں بخاری خاطر موت سے بھی محروم ہوں گا۔“

”جمال۔ تم۔۔۔۔۔“

”نہیں درختاں! کہیں۔ میں نے جلدی سے کہا۔ خدا کی قسم مجھے واپسی کے لیے مجبور نہ کرنا۔“

”تم نہیں جانتے؟“ وہ گلہ گیر آواز میں بولی۔ ”جمال۔“

”کی تعداد بے شمار ہے۔“

”میں بخاری صہول کی خاطر لوی دنیا سے محروم ہوں گا۔“

”جمال۔ مجھے تم سے اسی جواب کی توقع تھی، تم نے مجھ کو کاش میں۔۔۔۔۔“

”درختاں! میرے جذبات کی گہری پار کھیں ابھی اس کا افسردہ چہرہ پر زندگی سے ہر لپٹ سکرابت بھیل گئی۔“

”سے کچھ کم جانتی تھی مگر اچانک اس کی گہری بھیل جیسی ہر صورت تیلی آنکھوں میں خوف کے تانے بانے ابھرتے گئے۔“

”نہ میری پشت کی جانب دزدہ لفظوں سے دیکھا چلے گا۔“

”میں میری نگاہوں سے ابھیں جو تھی۔ مجھے یوں محسوس ہوا۔“

”کوئی دیکھ تو میں میری پشت پر چل رہا ہوں۔“

”میرا دم نہیں ہو سکتی تھی شاید میری موت کے ہر کالے میری سیات کو گلے کرنے کی خاطر آپہ تھے۔“

”انہیں انصورت کا دلہن میں بھی درختاں سے میرا ملاپ منظور نہیں تھی۔“

”اور بے رحم تھے وہ۔“

”میں نے آہستہ سے دوسری کوٹ لی پلٹ کر پشت کی سمت نظر ڈالی تو جیت سے دم بخور رہ گیا وہ یقیناً اپنی

”ل چکے ہو۔ یہ بھری قناب کیا شے ہے؟“

”میرا خیال ہے کہ بھری قناب کے سلسلے میں بھی سوکارو تھیں زیادہ بتر طور پر بتا سکتا ہے۔ میں نے اسے شکر لفظوں سے نکتے ہوئے جواب دیا۔ کیا بھری قناب نے انہیں ہلکا کر دیا؟“

”سوکارو۔ بوزھا سواہ۔“

”جینی نے ان الفاظوں کو پھر ان انداز میں بول دیا کہ جیسے اپنے ذہن پر زور دے رہی ہو پھر تھوڑے وقفے سے بولی۔ سوکارو۔ یہ نام مجھے سنا ہوا لگتا ہے اور بوزھا سواہ۔ اوہ۔ ایک سکت اس کی آنکھیں چمک اٹھیں ہونٹ کاٹتے ہوئے نفرت سے بولی۔ تم شاید اور دھوکا لگائے۔“

”نبیث شیطان کا ذکر کر رہے ہو جو خود کو بہت بڑا دھوکہ دے رہا ہے۔“

”میں نے بوزھی جینی کے چہرے پر بدلتے۔“

”ناخراش کا بنو رہا تڑہ لیا لیکن کوئی ایسی علامت نہ دیا وقت کر سکا جو میرے اس شبہ کی تصدیق کر سکتی کہ وہ سوکارو کی ایما پر جینی کا روپ دھار کر میرا بھید معلوم کرنا چاہتی ہے۔“

”نہ احتیاط سے کام لیا۔“

”کیا تم مجھے اپنے بالے میں کچھ بتاؤ گی؟ میں نے سپاٹ لیے میں دبا دیا تھا۔“

”اب ان باتوں سے کچھ حال نہیں ہوگا۔“ وہ اداں آواز میں بولی۔ ”تاہم بھی ان عیار اور مکار لوگوں کے ہاتھ رنگ لگے ہو جو اور دنیا کے اعتبار کی خاطر اپنے ساتھیوں کا خون بنا پیرا دہ ہو چکے ہیں۔“

”تقدیر یقیناً بھی اس غلام میری طرح اڑیاں رگڑ رگڑ کر موت کا انتظار کرنے کی خاطر لے آئی ہے۔“

”ایک بار جو بیل آجائے وہ صرف اور صرف موت کے ہاتھ میں سوچ سکتا ہے۔ لیکن اب ہم ایک سے دو ہو گئے ہیں۔“

”شاید ہماری زندگی کے باقی ماندہ لحظات سکون سے گزر جائیں۔“

”میں نے آنے سے پیشتر میں ایک طویل عرصے تک ان باتوں کے دو دلیوار سے باہر کیا کرتی تھی پھر میں نے چپ اپنے کی عادت ڈال لی اس کے سوا میرے بائیں اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔“

”تم نے یہاں سے فلاز ہونے کے بالے میں کبھی نہیں سوچا۔“

”نہیں۔ اس لیے کہ میں جانتی ہوں میرے دشمن مجھے یہاں سے زندہ نہیں چلنے دیں گے۔“

”کیا تم جانتی ہو کہ اس غار سے نکلنے کا راستہ کون ملے گا؟“

”شروع شروع میں میں نے بھی بخاری طرح ان ہی باتوں پر بے دھوکہ کیا لیکن پھر تھک پار کھالوں اور ماحول سے مہاجمت کرتی۔“

”اس کا ناک نقشہ اور خدا کا سب کچھ بالکل جینی ہی جیسا نہیں۔ میں نے پہلی بار جس جینی کو بھری قناب میں اپنے بن میں دیکھا تھا یہ وہ جینی نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ جینی میرے سرے اور نواں جسم کی مالک تھی بلکہ جینی ہی جیسا تھا۔“

”اس کی نگاہوں کی جھلک ناقابل فراموش تھی اس کے جسم میں ایسے رہ چلے گئے تھے جس کا مذاق میں اپنی نگاہوں سے دیکھ چکا تھا۔“

”اس وقت جو جینی میری نگاہوں کے سامنے موجود تھی یہ لے جلا غار اور خف تھی اس کے خدا کا حال مر جائے ہوئے زمانہ میں یہ بھی بدتر نظر آئے تھے آنکھوں کے گرد دے دے سیاہ حلقے موجود تھے جسم پر بھر جانے لگی تھیں۔“

”میں انداز میں وہ اپنے ذہن میں پکھڑی تھی وہ بھی ناقابل یقین تھا۔“

”ہوا کا ایک معمولی جھوکا بھی اس کے وجود کو نکلنے کی طرح ڈالے جاسکتا تھا۔“

”میں جینی جینی نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔“

”جینی اس کے جینی ہونے کا یقین دلارہی تھی وہ اس کا لباس تھا جو میں پہنے بھی دیکھ چکا تھا۔ اس لباس میں جینی کے شبہ کی کوئی گہرائی نہیں تھی۔ وہ لباس دیکھ کر میرے ذہن میں جینی کا تصور ابھرتا لیکن جوانی اور بھلائی کا وہ زمین اور آسمان کا فرق جس کے لیے بے حد حیرت انگیز اور ناقابل فہم تھا۔“

”کچھ دیر تک میں اسے خالی خالی لفظوں سے گھورتا رہا پھر میں نے ڈرنے ڈرنے پوچھا۔“

”تم۔ کیا تم۔“

”وہی ہو جو میں سمجھ رہا ہوں۔“

”تم کیا سمجھ رہے ہو؟“

”اس کی آواز میرے کانوں سے محرومی تو میرے دل کی دھڑکنیں نیز نوک میں اس کا لب و لہجہ اور آواز بھی میری جی میں تھی۔“

”تم۔ جینی ہو۔ میں نے تمہیں کھانا کھلا کر رکھا۔“

”ہاں۔“

”جینی میں جینی۔“

”اس نے تعجب سے مجھے گھورتے ہوئے جواب دیا پھر لپٹی۔“

”تم مجھے کیسے جانتے ہو؟“

”میں تم سے بھری قناب پر چل چکا ہوں لیکن اس وقت تم۔ میں کتنے کتنے دک گیا، خودی طو پر میرے ذہن میں یہ خیال ابھرا کہ میں اس وقت بھی سوکارو کی ساواہ فریب کاریوں کا شکار تو نہیں ہو رہا۔“

”تم خاموش کیوں ہو گئے؟“

”اس نے میری خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔“

”کون ہو تم؟“

”میں نے تیرا بدل کر سوال کیا۔“

”میں جینی ہوں مگر تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا؟“

”مجھے ہونے بولی۔“

”انجی ام کہہ رہے تھے کہ مجھ سے بھری قناب پر

”تم شاید یقین نہ کرو لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں دنیا کی
آٹھ زبانیں بے حد روانی سے بول سکتی ہوں۔“

ہر ایک رات جو سمندر قد سے سرسبز ہو، بقیہ والی صاحب

و جو دیں پناہ تلاش کرنے کی کوشش کی کیس مجھے بھیج کر ماں کی آغوش سے الگ کر دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء میں

جس نے اپنی کمائی جلدی رکھتے ہوئے کہا: لوگ مجھے ان ساراٹولوں

”تم نشا پیر می بانوں پر یقین نہیں کرو گے کیسے تحقیقت
سہ کر اس دو سال کے عرصے میں ان دونوں نے مجھے براعتا سے
ناقابلِ تسخیر بنا دیا مجھے ایسے کام میں طاق کر دیا جو خود میرے
لیے بھی ناقابلِ یقین تھے، مڑاؤں کے رینگے سے پس آنے والے
حالات اور خطرات کا اندازہ کر سکتی ہوں جنگلی جانوروں کی
زبان سمجھ سکتی ہوں جب چاہوں دوسروں کی زخموں کا غائب
ہو سکتی ہوں زندہ مرنے سے ہوا کی طرح غائب ہو سکتی ہوں اور
آنکھ بند کر کے ہنا کے اک کو نے سے دوسرے کو نے تک دیکھ

میں جانتی ہوں کیکن ۔

جینی کھڑے کتے کے ہمک لفت خاموش ہو گئی اس نے نظر اٹھا کر غار کے بائیں جانب دیکھا پھر تیزی سے میرے قریب آکر میرا ہاتھ تھام لیا، وہ میرے ہاتھ پر ہنس مائل نظر آئی عورت ذات جتنی میرا اس کا لٹا ہوا سر کوئی قہار نہیں تھا بس اس کے اندر بلاک کی شیطانی قوت موجود تھی اس کے ہاتھ کی گرفت میرے لیے آہستہ آہستہ جیسے جیسے میں اس کی حرکت کا مقصد دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن جیسے جیسے اس کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اس کی آواز میں اتنی ہی آواز کے ساتھ ساتھ مکالا اور سوکارو سامنے آئے تو میں دم بخود رہ گیا۔

”کہاں ہے وہ پتہ مکالا نے تمہارے سوکارو کو دیکھتے ہوئے دریافت کیا تو جینی کی حرکت مجھ پر از خود واضح ہو گئی۔ میں اپنے دشمنوں کے سامنے موجود ہونے کے باوجود ان کی نگاہوں سے اوجھل تھا، مکالا کے سوال پر سوکارو نے حیرت سے اطراف کا جائزہ لیا پھر بخند کی گے بولا۔

”ممکن ہے وہ بدلیصیب اودا نہ چلا گیا ہو تا کہ تاریکی میں رہ کر ہماری نگاہوں سے پوشیدہ رہ سکے۔“
”پھر سوچ لے سوکارو۔ کیسے تیرا انداز غلط نہ ہو مکالا غرایا تو ہو سکتا ہے تیرے کالے علم نے مجھے دھوکا دیا ہو۔“
”ایسا ناممکن ہے عظیم مکالا۔ میں نے اسے اپنے علم کے زور ہی سے زیر کیا تھا۔“

”بھیر۔ وہ کہاں چھپا ہے اسے میرے سامنے پیش کرتے سوکارو نے جواب دینے کے بجائے اس سمت قدم اٹھا جس سمت تاریکی تھی، جھینگ اسی وقت جینی نے سرگوشی کی اور میں نے اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے بڑا دروازہ آواز میں کما۔ سوکارو۔ میں تاریکی میں نہیں دھنسی میں کھڑا ہوں لیکن تیری سیاہ قوت دیوتاؤں کے سامنے کسی کام نہیں آسکتی میری آواز سن کر مکالا اور سوکارو دونوں اچھل پڑے۔ آواز کے رنج پر پلٹ کر میری جانب دیکھنے لگے لیکن شاید میں ان کی نگاہوں سے اوجھل تھا جس کا یقین مجھے سوکارو کا جواب سن کر ہوا۔

”اگر تیرے دیوتا ہونے کی وجہ سے سامنے کیوں نہیں آتے۔“
”میں مجھیں بلور کرنا چاہتا ہوں کہ میرے مقابلے میں تمہاری کوئی حقیقت نہیں۔ میں نے جینی کے کہے ہوئے الفاظ ہلے۔ تو زندگی چاہتے ہو تو میرا ساتھ چھوڑ دو۔“
”میں تمہاری طاقت کو تسلیم نہیں کرتا۔ سوکارو کے بچا مکالا چھاتی پیٹ کر بولا۔ اگر تم لا زوال قوتوں کے مالک ہونو

مکالا کے سامنے آکر تمہارا دل کروتے

میں نے جینی کی سمت دیکھی جو خلاف توقع کچھ لمبے نظر آ رہی تھی اس کی نظریں چاروں سمت لپٹ چکی تھیں جیسے وہ کچھ دیکھنے کی کوشش کر رہی ہو ان نگاہوں سے خوف چھٹک رہا تھا۔ وہ کبھی ناویدہ خطرے سے بے خبر نہ رہا نظر آ رہی تھی میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی میں نے سوچا کہیں وہ سوکارو کی قوت کے آگے خود کو کتر تو نہیں غموں رہی؟ اگر ایسا ہوتا تو میرا کیا بنے گا؟ میں نے نظریں اٹھا کر سوکارو کی جانب دیکھا اس کے ہجڑے ہونے کی وجہ سے یقیناً وہ مجھے بے نقاب کرنے کی خاطر کوئی سحر جھوٹے کرتا میں مصروف تھا۔

”جال۔ جینی نے تیزی سے مجھے مخاطب کیا۔ یہ لوم پر ایک تحقیق سمجھنے رہی ہوں اس کے ذریعے تم اپنے اپنے ہونے کے ڈھونگ کو برقرار رکھ سکتے ہو لیکن تیرا دل کبھی گنگے سے آنا نہ کی عافیت نہ کرنا۔“

جینی نے ایک ہاتھ سے ایک والا دھاگہ اپنے گانے آنا کر میرے گلے میں ڈالا پھر میرا ہاتھ چھوڑ دیا، دوست! مجھے وہ نظروں سے غائب ہو گئی اور اسی لمحے سوکارو خود سے بچ اٹھا۔

”مکالا۔ دیکھ تیرا دشمن تیرے سامنے ہو رہے ہیں۔ سوچو اس حصار کو چھل کر دو کہ یا جو اس نے اپنے گروہ کی قیادت رکھی تھی۔“

میں نے بوکھلا کر مکالا کی جانب دیکھی جو اپنا نیو ہڈ جانب ناں چکا تھا۔ اس کی خوں خوار آنکھوں سے ملاں پڑا جھانک رہی تھی جینی کی گرفت سے آزاد ہو جانے کے بعد ان کے سامنے لگیا تھا۔ ذری طور پر میرے ذہن میں ایک کافیا ابھرا، اس سیاہ دانے کو منہ میں رکھ کر میں دوبارہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو سکتا تھا، میں نے اپنا ہاتھ تیزی سے ایک کی جانب بڑھا یا لیکن مکالا اپنا وار کر چکا تھا، میں خود کو بچانے کی کوشش کی لیکن مکالا کا حملہ اس قدر شدید اور چابک تھا کہ میں بچ نہ سکا، نیزہ میری داہنی ہتھکڑی کو تڑا ہوا غدار کی دلواری سے ٹکرا گیا، وہ دیکھ کر میں اس قدر ناقابلِ برداشت اور اذیت ناک تھی کہ میں ایک کو بھول کر کراہتا فرش پر الٹ گیا اور تڑپنے لگا۔

”دیوتا۔ مکالا کا دشتیانہ فحشہ غار میں گونجا، وہ میرے لیے جیسا کہ تھا انداز میں طنز کرتے ہوئے بولا۔ مکالا ہواؤں کے عظیم دیوتا۔“

میرے اندر انہی ہمت نہیں تھی کہ مکالا کی زد مگنی کا چہرہ دے سکتا، دور کی شدتوں نے مجھے پاگل کر دیا تھا۔ موت کی مراد میرے وجود میں مزیت کی بجائے تھی، میرے برعکس وہ اس غم پر بچنے تھا، ایک ہلکے میں موجود تھا، اسے منہ میں رکھ کر میں خود کو دشمن کی نظروں سے محفوظ رکھتا تھا لیکن شاید میرا ذہن ایک ہی وار میں مہل ہو کر رہ گیا تھا، میرے سامنے مجھے کی نام تو تھیں کتنی کے زخم ہمک عمود ہو کر رہ گئی تھیں۔

میں نے تڑپتے ہوئے مکالا کی سمت دم طلب نظروں سے دیکھا وہ کبھی غور سے نہ دیکھے اس کے طرح میرے قریب گھاٹ لگائے کھڑا تھا نیزہ چھیننے کے بعد اس نے کمر سے وہ نیزہ نکال لیا جس کی گردن اس کے سر سے جدا کر چکا تھا سوکارو اس کے قریب کھڑا مجھے نفرت اور خفا سے بھری نظروں سے گھوڑ رہا تھا، اس کی آنکھوں کی پتلیاں انگاروں کی طرح صبح ہو رہی تھیں میں نے جلدی سے اپنی توجہ دوسری طرف منہ دل کر لی۔

”اچھو ہواؤں کے دیوتا۔ مکالا انھیں بزدلوں کی طرح چھپ کر نہیں بھاؤں کی طرح لٹکا کر مارے گا۔“
”خون کو قابو میں رکھو۔ مکالا۔ میں نے وہ دوکر ہدانت کرتے ہوئے سمجھا لیا اپنے کی کوشش کی۔ مجھے جوابی کارروائی پر مجبور نہ کرو۔“

”جوابی کارروائی۔ لا۔ لا۔ لا۔ ہو ہو۔ مکالا نیزہ اپنی انداز میں تھپتھپانے لگا پھر ایک لمبے نیزہ جو گیا، ہاتھ میں بے خبر ہو کر میری جانب اٹھ کر کھڑے ہوئے بولا۔ تم۔ مکالا کو۔ خوف زدہ کرنا چاہتے ہو۔“

”اب بھی وقت ہے مکالا تم نے دیوتاؤں کا خون بہا کر چاہی نہیں کیا۔“

”مکالا صرف اور کا پرست ہے۔ اور جو عظیم ہے جو اپنے جیولوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ میں اسی اور کے نام پر جینی قتل کیے کی دعوت دیتا ہوں تمہارا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ مکالا اٹھائے خون کو اور کے قتل میں مجھیں چڑھائے گا۔ تمہاری قربانی اور کے لیے تھی مبادا کہ ہوگی اور مکالا تیرا خون اپنی پیشانی پر پھونپ کر قبیلے کے نام کو تیرے گاکر وہ دیوتاؤں کو بھی بھڑانے کی طاقت رکھتا ہے۔“

”معمولاً میں اس قبیلے میں جہان کی حقیقت نہایت کی ہے اس لیے ہم اپنے میرزا بانوں کا خون بہانے سے گریز کر رہے ہیں۔ میں نے مشکل خود کو اپنے قتل پر دوبارہ اٹھائے ہوئے

کہ۔ خون کی مقدار میں خون سے جسم سے خارج ہو رہی تھی میری کمر بڑھتی جا رہی تھی کیکن وہ وقت عارضی زخموں کی مرہم بنی کا نہیں تھا مکالا اور سوکارو کی موجودگی نے میرے لیے موت اور زندگی کا مسئلہ کھڑا کر دیا تھا میرے بائیں سواٹے چرب لمبا کی کے اور کوئی چارہ نہیں تھا مجھے کسی پرستار یا بیبی امداد کا انتظار بھی تھا چنانچہ میں نے وقت حاصل کرنے کی خاطر مکالا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سر زنجیر میں کما۔ تم اپنی حماقت سے اذیت آ جاؤ، ورنہ تمہاری بھول کا خیارہ تھا کہ پورے قبیلے کو بھگتیاں پڑے گا۔“

”سوکارو۔ کچھ سناؤ۔“ ہواؤں کا دلزا مکالا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بول رہا ہے۔ مجھے بتا سوکارو، کیا میں ایک ہی جہت میں اس کا مرتب سے جدا کروں یا اس کی باتوں پر نہ تو قہر لگائوں۔ مکالا میرا مضحکہ اڑاتے ہوئے بولا۔ دیکھ سوکارو غصے سے دیکھ ہواؤں کا زخمی دیوتا اپنے قدموں پر کھڑا ڈول رہا ہے۔ تو کتنے تو ہیں اسے چھپ کر مار کر اڑا دوں۔ اپنے قدموں سے رو نہ ڈالوں یا پھر اسے عظیم اور کے قتلوں ایک گھسیٹا ہوا لے چلوں اور اس کے جسم کے ٹکڑے کر کے پتروں کے قتل میں ڈال دوں۔“

”سب کچھ تیری مرضی پر منحصر ہے۔ مکالا۔ سوکارو نے بدستور ستر چمکے پراپنی نگاہیں جمائے ہوئے کما۔ دیوتاؤں نے تیرے جسم میں جلیان بھر دی ہیں تجھے طوفانوں جیسی طاقت بخشی ہے تیری یہ قربانی آج تک پیش کی جانے والی تمام قربانیوں میں سب سے زیادہ عظیم تر ہوگی، وقت کی راس اب تیرے ہاتھ میں ہے میں تجھ سے اپنی خدمات کا صرف ایک انعام مانگتا ہوں۔“
”ہل سوکارو۔ اور ذرا بے بدبخت جاؤ گے جو مانگنا ہے بے خوف طلب کر مکالا تجھے یا بوس نہیں کہے گا۔“

”مجھے ہواؤں کے دیوتا کا سرود کا رہے۔ سوکارو بولا۔ اس کی ناک کا کھوپڑی کو اپنے دروازے پر بجاؤں گا۔ کاکنا ماورس کے ساتھی بھی جان سکیں کہ سوکارو کی سارا زونیں لا زوال ہیں۔“
”ہاں۔ ہاں۔ تو جھینگ کر رہا ہے۔ تو نے مکالا سے جو تحفہ طلب کیا ہے وہ مجھے ضرور ملے گا۔ مکالا نے اچھل کر نیزہ ابلتے ہوئے جواب دیا پھر مجھ سے اور قریب ہوتے ہوئے بولا۔ دیوتا۔ تم فحش کوئیں ہو۔ کچھ بلو۔ کوئی آخری خواہش مکالا کے سامنے پیش کرو۔“

میری حالت اس معصوم بھیرے مختلف نہیں تھی جو اب ایک بھیرے لڑوں کے جھنڈ میں جھپٹ گیا ہو، مکالا نے صدخوں خوار ہو گیا تھا سوکارو کی سارا زونیں اس کی پشت پناہی کر رہی تھیں میر

موجودہ ہاتھ سر کی سیدھ میں اور فضا میں قہر گیا تھا۔ میں ابھی پھٹی چھٹی جھکا ہوں سے وہ منظر دکھائی دیا تھا کہ کشتی سے ایک آواز آ رہی تھی کہ میرے کانوں سے نکلتی۔

”تمنا شہباز، ہو گیا۔ کھیل ختم ہو رہا ہے۔“

مجھے اپنی سانس میں ملنے میں پھنسی محسوس ہو رہی تھی۔ میں ریت سے اچھل پڑا، وہ آواز میرے لیے بلند مانوس تھی میں نے بڑی سرعت سے پلٹ کر دیکھی، میری آنکھیں فرو جیت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں میرے سامنے وہی نور بدبو دھلا کھیلنے والی پل بار ماں کی قبر پر دیکھی تھی۔

اس کے جسم پر اس وقت بھی میل سے چمکا ہوا یا جامہ لفظ آ رہا تھا، واڈھی اندر سر کے بال غور و جھادوں کی طرح بے تحاشہ مڑھے ہوئے تھے جسم پر اس اندک لگی کی موتی موتی تئیں موجود تھیں سینے پر بائیں جانب زخم کا ایک گہرا نشان تھا جس کے اطراف گاڑھا گاڑھا خون جا لفظ آ رہا تھا۔ اس کی روشن آنکھیں سوکارا اور دکھلا پرچی ہوئی تھیں۔

میں ریت بھری نگاہوں سے خدا کے اس مرکز پر بندے کو دیکھتا رہا جو عشقِ شہبازی میں ڈوب کر خود سے بھی بے نیاز ہو گیا تھا، وہ میرے ذہن کی پرلوار سے کہیں زیادہ بلند تھا، اس کی آنکھوں کی دشتوں میں کائنات کے سارے رنگ عیاں ہو کر رہ گئے تھے، وہ زمان و مکان کی قید سے آزاد تھا، فیصلہ اس کیلئے کوئی حقیقت نہیں رکھتے تھے، وہ خدا کی وحدانیت میں دیوانگی کی تمام سرحدوں کو پھلانگ لگایا تھا۔

سوکارا نے شاید اسی لیے مکلا کو جلد بازی کا مشورہ دیا تھا اس کی گندی اودنا پاک قوتوں نے جذب و کینیں دیکھی مگر وہ اتنا دھڑلہ بھیجنا تھا کہ وقت کا زیاں ان کے حق میں نقصان دہ ثابت ہو گا اور اس کے ثبات دست ثابت ہوئے۔

میں بیکس جھپکے بغیر جذب کو دیکھتا رہا، اس کے ہاتھوں میں اس وقت بھی وہی کڑی تھی جس کی ضرب سے میری ہانگ زخمی ہوئی تھی، میں اس کڑی پر لڑتا جائے ہوئے تھی پھر میں نے ڈوٹے ڈوٹے نہایت ادب کے خدا کے ال نیکیا بندے کو آواز دی جو مجھے موت سے نجات دلانے لگیا تھا۔

”ہاں! میں تم سے شرمندہ ہوں۔“ میری آواز سن کر وہ چونکا ریت سے دلوں کی طرح جھجکے گا پھر واڈھی جھلنے ہوئے بولا۔ ”تو تو کرنا ہے پٹ“

”میں تجاری عاقل کا طلب گزار ہوں۔“ میں نے بے جا بڑی سکھانے جھجھکی تھی میری نگاہ کرم درکار ہے۔

مرکز تھیں اس نے اپنا غور والا ہاتھ تیزی سے پھیل کر کشتی کی جانب کیا، میں سمجھ رہا تھا کہ اب سوکارا کی موت قطعی ہے خیر جھپکے کے لیے خطرناک طریقے میں بار بار کھیل تماشوں میں دیکھ چکا تھا کینیں اس وقت گرچہ ہونے والا تھا وہ ایک عقیدہ حقیقت تھی۔

”میں موت سے نہیں ڈرتا مکلا لیکن میری بات پر اعتبار کرنا۔“ سوکارا نے بدستور سہمی موتی آواز میں کہا۔ ”میری فرت مبنی دھند کے اس پار تئیں دیکھ سکتی لیکن میرا علم کہتا ہے کہ کوئی عظیم طاقت ہوا میں پرواز کر گئی ہو گی ہماری طرف آ رہی ہے۔“

مکلا نے کوئی جواب نہیں دیا، اس کی تو راولو نظری سوکارا کے سینے پر جمی ہوئی تھیں پھر اس نے اچانک کر کو تھوڑا سا خم کیا، ساتھ ہی اس کا دامن شاد بشت کی جانب جھکا، اس کی کلائی میں لوچ پیدا ہوا تو میں نے خوف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں میں جانتا تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے میں وہ غور و نظر نہیں دیکھتا جانتا تھا، سوکارا کی موت میری حق میں جزی کا سبب تھی لیکن میرے زانہ راتنی جہت نہیں تھی کہ موت اور زندگی کے اس کرب تک کھیل کر کچھ نہ سکتا تھے اس بات پر بھی جہت تھی کہ سوکارا و سفلی اور کالے علم میں عمل دخل نہ تھے کہ باوجود مکلا کے سامنے جھپکی جلی بنا ہوا تھا۔

میں آنکھیں بند کیے کھڑا رہا، مجھے یقین تھا کہ کسی بھی گے مکلا کا پھینکا ہوا خونچور سوکارا کے سینے میں نہ تھکے انہی گے گا اور لوٹنے ساہر کے حلق سے نکلنے والی بیخ روح اور جسم تعلق کا رشتہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دے گی میرے دل کی دھڑکیں تبدیل ہو رہی تھیں جہاں بھی تھیں میں سمجھ رہا تھا کہ سوکارا کے بعد میری باری ہو گی، مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

لوٹا اور مندل کی خوشبو کا وہ تیز بھونکا میری قوت شانہ سے سوکارا کیوں میں نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں۔ وہ منظر میرے لیے ناقابل یقین تھا، سوکارا اور مکلا دونوں جھجے اپنی اپنی جگہوں پر اساتہ جہاں ملتا ہے تھے جیسوہ آسان تئیں پھر کے جسم سے تھیں کسی سنگ تراش نے نہایت صارت سے ایک نئی منظر میں ڈھال دیا تھا سوکارا کی آنکھوں میں

غور و جہت کے آثار تھیں مجھ پر کوئی جھپکے تھے اس کے دونوں ہاتھ فضا میں لول بلند نظر آ رہے تھے جیسوہ موت کے پناہ کی درخواست کر رہا ہوا اور مکلا اپنی جگہ قہر و غضب کا شہکار بنا کر کھڑا تھا۔ اس کا جسم آگے کی جانب جھکا ہوا تھا۔ نگاہیں بدستور پڑی بے رحمی سے سوکارا کے سینے پر گڑی تھیں اس کا

”مکلا! میں نے کچھ نہ جانتا تھا لیکن مکلا جس پر زندگی کا سوار تھا ایک لخت، پھل پڑا خوشی سے نعرے لگاتے جھپکے پڑا۔“ سوکارا۔ کان لگا کر منہ سے سن رہا ہوں کہ سوکارا سے کچھ نہ جانتا ہے۔ پھر اس نے میری جانب سرخ خوار نظر دیا دیکھتے ہوئے کہا۔ ”ہاں مانگ۔ کیا مانگنا چاہتا ہے۔“

”مجھے بڑی شدت سے پیاس لگ رہی ہے۔“ میں نے غور نہ کیے ہوئے پانی بار نہایت بے بسی سے سج بولا۔ ”مجھے تھوڑا پانی بلانے اس کے بعد مجھے اختیار ہے۔“

”کیا۔“ مکلا نے چونک کر جہت سے مجھے گھونٹنے کی کوشش کی۔ ”کیا تو مکلا سے مقابلہ نہیں کرے گا۔ کیا تو تانوں کی ساری قوتیں نیزے کے ایک ہی وار سے ڈنگ آؤد ہو گئی ہیں۔“

”مجھے تھوڑا سا پانی بلانے۔ اور مجھے کچھ نہیں چاہیے۔“ میں نے دہنچے ہوئے سخت خوردہ آواز میں درخواست کی۔

”سوکارا۔“ عظیم ہنگامہ کی گماڑا اور لگاؤ پکڑنا تو نے ہوا کا دیوتا مکلا سے پانی مانگ رہا ہے۔ مکلا خوشی سے اچھل رہا تھا۔ ”ابنا بھجوا بار بار ہوا میں بجلی کی طرح لہرا رہا تھا اور الٹے باز سے اپنی جھانکی تھوٹھٹا جاتا تھا۔“

میری خستہ حالت نے اس کی بربریت کو مچا دیا، وہ دل کھول کر اپنی فوج کا جوش ملانا چاہتا تھا، اس کی کڑی میں ہوتا تو شاید میں بھی اسی انداز میں خوشی سے دیوانہ ہوتا۔ ”مکلا! سوکارا نے ایک بار پھر بے حد تنیدگی سے مخاطب کیا۔ ”مردو ساتیں گزرتی جا رہی ہیں وقت برسات مجھے عظیم اور مقدس اور دیوانگی قسم۔“

”ذلیل کہتے۔“ شب ویران اور ادا و خوار خونخوار اپنی گندا زبان سے دوبارہ مقدس اور دیوانہ کا نام لیا۔ ”مکلا گرج کر بولا۔“

”م۔“ میں۔ تیرے آگے ہاتھ جوڑنا ہوں وقت کی تھکا سوکارا نے گھبراہٹ سے مجھے میں کچھ بھیجی تھی نظروں غار کی ناہوار جھٹ کو اوڑھ لگا لیتے ہوئے خوف زدہ آواز میں بولا۔ ”میرا لگتی ہوئی نہیں ہوتا۔“ میں دیکھ رہا ہوں کہ چاروں طرف دھند کی چادر گری ہوئی جا رہی ہے میری آنکھیں رہی ہیں مکلا، میری درخواست قبول کر لے وہ نہ سہی نہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا۔“

مکلا لکھی زخمی زبانی کی طرح بجلی کی مانند سوکارا کی جانب پلٹ پڑا، شاہد سوکارا کی بار بار کی مداخلت نے کا بارہ پڑھا دیا تھا اس کے تیور بے حد خطرناک ہو گئے ہوا جلدی سے وہ دھنچکے ہٹ گیا، مکلا نے اپنا غور و فضا لیا پھر اسے اٹھا لیا، اس کی صرغ صرغ آنکھیں سوکارا پر

زخم سے اٹھنے والی درد کی شدت میں میں نے سر لیے ناقابل برداشت تھیں میں نے سوچا کیوں نہ اس آخری وقت میں مکلا سے چند لمحے احباب مانگ لوں آرام سے کھڑے فرش پر دراز ہو کر آنکھیں بند کر لوں کچھ دیر سکون سے سانس لے سکوں پھر موت کی آغوش میں ہمیشہ کے لیے ڈوب جاؤں۔

شاید میرے ذہن میں ہی دلچ تھا۔

”کیا بات ہے دیوتا؟“ مکلا جرمیریلے لسی کا مذاق اڑانے پر تڑپا ہوا تھا مجھے پکڑا رہے ہوئے بولا۔ ”مجھے لے چسے پر یہ مرد کیوں پھیل رہی ہے کیا آسانی حاقیتیں تم سے روٹھ گئی ہیں یا پھر تم ہواؤں کے تیز و تند طوفانوں کو طلب کرنے کیلئے کوئی عمل کرنے میں مصروف ہو۔“ کچھ تو کہو دیوتا۔ کیا ہے تمہارا من میں کیا سوچ رہے ہو دربارج پٹ“

”مکلا! سوکارا نے اس بات پر گہرے سے گہرے دیریت کر جو کچھ کہتا ہے جلدی کر گزرتا ہے۔“

”وہ کیا ہو گا جھپٹ بڑھے پٹ۔“ مکلا نے گرج کر بولا۔

”یک ساتیں گزرتی جا رہی ہیں۔“ مان میرا مکمل تباہ کر آگوتہ نے درنگ کی تو پانسہ لٹ جائے گا۔“

”شاید تیری کھوپڑی پلٹ گئی ہو بخت بڑھے۔“ مکلا اتحاد سے بولا۔ ”خاموش کھڑا۔“ میرا لگاؤ کوئی مصہوم پڑہ نہیں۔

دیوتا ہے دیوتا۔ ہواؤں کا دیوتا جو جس کے دیوتا سے پکڑ کر زور ہو گیا ہے میں اس عظیم دیوتا کو بسکاسکاس کا کر بے حد نشان وار مگر بڑی اذیت ناک موت ماروں گا۔“

”مکلا! میری بات مان لے، سوکارا کا سیاہ علم۔“

”زمانہ بند کھگید کی ادا۔“ مکلا نے سوکارا پر غرارتے ہوئے میری جانب دیکھی پھر میرے اطراف وارے کی صورت میں

چراتہ ہوئے بولا۔ ”مکلا! ان سکون اور اتنے آرام سے دیوتا کی جھپٹ نہیں لے گا۔“ اس کی شکل کو تو میرے دیکھ سوکارا و زنگ

کی پرچا میں موت کی کڑی جھوپ کے آگے مانہ پڑتی جا رہی ہے۔ یہ جواؤں کا دیوتا ہے۔“ مان وہی دیوتا جس کے ساتھ میں

میرے دشمن کو رسوئی کے عتاب سے نجات دلائی تھی وہی ہے جس نے بزدلوں کی طرح چپ کر کے میری تیریں دوستوں کو مارا اور

پھر شہیدان کے آگے سے جسم سندر کی لہروں کے حوالے کر دیے۔

دل بھر کر لے دیکھ لے بڑھے خیمیت۔ یہ میرا ہی شکار ہے جس کی تلاش میں مکلا نے اپنی متعدد پر سکون لائیں برباد کی ہیں۔

اس نے اول اس کے ساتھیوں نے سورا اور سوری کو اپنے آدھے جواز پر پناہ دی تھی۔ پھر۔ میں اسے اتنی جلدی کیسے ختم کر دوں

ابھی تو مجھے اس کے گندے خون سے اپنے انتقام کی پیاس بجھا رہا ہے۔

”چہنچان میں چھپ کر ملبارا رہے۔ لالچ میں اگر وہ کٹا بیٹھا اس نے کھینچے ہوئے ہونے کا یہ حالات سے کبھی بھی بھٹکتے بھٹکتے پتھیاں کھینچا۔ اڑا اڑا دھم برکیا۔“
”مجھے سلا دو بابا۔ میری اچھی تعلیم ہو۔“
”اپنی پرچہ میں دیکھ کر کھینچے لگا کر۔ تو بابا زان کھانا ترک کر دے۔“
”تم مجھے مل لے ہو۔ میں رو دیا۔ مجھے اپنی کڑی پیش دو بابا۔ مجھے اسی کا سارا بہت ہو گا۔“
”اچھی بھلا لگا لگا سیکھ لے۔ آسان کو تمہارا کر اٹ نک جا۔ ساری غلطیوں سے بچ جائیں گی۔“
”میں تمہارا اشارہ سمجھنے سے خاصہ ہل گیا۔ میں نے گڑ گڑاتے ہوئے کہا۔ اور کچھ نہیں کر سکتے تو مجھے بھی دیوانہ بنا دو۔ میں اٹھا گیا ہوں۔“
”نصروں کے ساتھ عشق لڑائے جا۔ مرنے والے اور اولوں کا تماشا دیکھنا پھرنا چاہئے۔“
”م۔ میں نہیں خا کا واسطہ دیتا ہوں بابا۔ مجھے مایوس مت کرو۔ میں کا پتھر جوڑ کر لڑا۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس گود کو جھنڈے سے نجات دلا دو۔“
”چھپیں لگا۔ چھپیں لگا۔ وہ زمین پر مگر ڈی مانتے ہوئے بولا۔“
”زلف دلاؤ۔ میں تم کا چھپیں لگا۔“
”میں دیوار اس سے سر ہٹا کر اپنی جان سے دوں گا۔ میں نے منجھان جھنجھٹ کر کہا۔ تم میری مدد کو آئے ہو تو پھر چھل کر میری رہنمائی کرو۔“
”عزیز نے مجھے خندگی سے گھورا، لیل جیسے وہ میری بات کا مفہم سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔“
”میں بکھر چکا ہوں سبھی سمیٹ دو۔ میں نے نفرت جیسے لہجے میں التجا کی۔ گھپ اندھیروں میں مل رہے تھے لگا ہے۔“
”میری ایک بات مانے گا۔ اس کا مجاز دینے میں ڈیڑھری سے مرگوشی کی۔“
”تم محکم دو بابا۔ اچھا لے اٹا ہے پر میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں۔“
”راہ چلتے زمین کی خاک اٹھا کر پھینک لیا کہ وہ آنکھ ملنے ہوئے مسکرایا۔ بیٹ کے ساتھ کیڑے مر جائیں گے۔“
”میں اپنی جگہ ٹھہرا کر رہ گیا۔“
”میرے چاہا کر۔ عادت پڑ جائے گی۔“
”مجھے نہ کی نہیں موت چاہیے۔ میں چنچ اٹھا۔ تم مجھے زندہ نہیں دے سکتے تو مجھے مار ڈالو۔“

”آندھیاں اور طوفان آتے رہیں گے۔ خاک اڑتی رہے گی۔ میں ہونٹ کاٹ کر رہ گیا۔ وہ قدم اٹھاتے اٹھاتے بہت قریب آ گیا تھا۔ میری نگاہ اس کے ہاتھ پر پڑی۔ ہم کڑی کی ایک میل پھیل اٹھو بھی موجود تھی۔ جلتے کپڑے۔ میں اس آنکھ سے کسی کے حصول کا خیال بڑی سرعت سے نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے بغیر مجاز کے کا پتھر تھم لیا اور پھر اپنی گرفت خنجر کو دھری شاہ میری ذہنی رو بہک گئی۔ پھر کوئی قبیح طاقت میری رہنمائی کر رہی تھی۔“

”چھوڑے۔ چھوڑے۔“

”آج نہیں چھوڑوں گا بابا۔ تمہیں کچھ نہ بچے گا۔ جانا ہو گا۔ زندگی یا موت۔ جو تھوڑی مرضی آئے۔“
”عزیز کے ہر سے کرا دنگ بدل گیا۔ اس کی آنکھ اٹھ گئیں۔ میں نے خوف زدہ ہو کر اپنا ہاتھ گھسٹ لیا۔ کی آنکھ میری مٹھی میں اٹھی۔ میں نے جلدی سے اسے

طنز و مزاح

- | | | |
|-----|--------------------|-------------|
| ۱/- | انگور کھٹے ہیں | اعتبار ساجد |
| ۱/- | غالب کی آبرو | اعتبار ساجد |
| ۱/- | ایمر جنسی وارڈ | اعتبار ساجد |
| ۱/- | منہ شگافیاں | اعتبار ساجد |
| ۱/- | جانبل اسے مار | اعتبار ساجد |
| ۱/- | اس طرح تو ہوتا ہے | اعتبار ساجد |
| ۵/- | غالب ہمیں بھی چھیڑ | اعتبار ساجد |

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

بعد بھاری رستی میں گھومنا پھرنا عذر و شاہی ہو سکتا ہے۔ نسوانی آواز جو کالوری کی تھی پرستان دی۔ سرواڑھ سوراٹے ایک آسان کے عین تھیں اپنا دھان مان لیا ہے لیکن....“

”لیکن کیا پکیشن نے دریافت کیا۔“
”میرا خیال ممکن ہے غلط ہو لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کچھ لوگوں نے قبیلے میں بھانے قیام کرنا پند یہ نظروں سے دیکھا ہو۔“
”مجھے تم غائب کا لانا اور اس کے ساتھیوں پر شہرہ کر رہی ہو۔“
”میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ کالوری نے جلدی سے اپنی صفائی پیش کی۔ محض ایک انکشاف خیال کا اظہار کیا تھا۔“
”تم شاید بھول رہی ہو کہ میں سمندری دلوں میں پکیشن کے بے حرج گھیر لیے میں بولا۔ ہم جو ایک سرسبز ملک کا سبب بنے کی قوت رکھتے ہیں۔“

”پھر یہ بھانے کا خیال ہے ہواؤں کے دلوں نے اتنی رات کہاں کالوری ہوگی؟ کالوری کی آواز میں ہلکا سا طنز بھی پڑتی تھا۔“
”اب جواب دیجئے جب دلوں نے ملاج اچھپنے ارادیں کیا۔“
”اسی لیے میں نے ایک مشورہ دیا تھا کہ اس خوب صورت اور حسین ناگ کو روک رکھا جائے۔ کب تک دن رات اور اٹھتے بیٹھے اس گناہ کی ٹوٹی کے سامنے اپنا ڈھنگ جاری رکھ سکر گے۔“

”میرا ذہن اب پوری طرح جاگ رہا تھا۔ میرے ذہن میں رفیق میرے قریب موجود تھے۔ ان کی باتوں سے میں نے اپنی توجہ اٹھائی۔ اس کی اس وقت میں اپنی روش کا پھر بول اور رات میری دلہنی تین بجے کے بعد کسی وقت ہوئی تھی جس کا علم میرے دوستوں کے تھا۔ مجھے اندازہ تھا کہ میں کب اور کس طرح اپنے بہتر تک پہنچا۔“
”فاد میں پس آنے والے حالات کا ایک ایک منظر میری نگاہوں میں محفوظ تھا۔ آخری بار عزیز نے انگوٹھی مائل کر کے بدیں لڑھکھڑا کر رکھا تھا اس کے بعد کیا ہوا؟ میں نے اپنے ذہن پر مزور سے کراس سے آگے سوچنے کی کوشش کی لیکن اپنے ارادے میں ناگاہ رہا۔ حالات کے پیش نظر اپنے دوستوں کے درمیان میری دلہنی بھی عزیز کا کرشمہ بھی جاسکتی تھی۔“

”مجھے آنکھیں پٹی اور ریبک کے علاوہ اپنی کتنی کا وہ رقم بھی یاد آیا جو میرا کال کے پیر سے پیدا ہوا تھا۔ میرا لباس خون جھک گیا تھا لیکن نہ تو ابھی تک میرے ساتھیوں نے میرے کسی کے رقم کا کوئی ذکر کیا تھا نہ خون آلود لباس پر کوئی توجہ دینی کی میں نے اپنے رقم کو خود بھی محسوس کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے کوئی نہیں ہوئی چنانچہ حالات کا اندازہ لگانے کی خاطر میں انھیں بند کیے لپٹا اپنے ساتھیوں کی باتیں سننا رہا۔“
”جیک پکیشن نے اپنی نادری زبان میں سمجھانے کی

”عزیز شہادت میں ڈال لیا۔“
”جا۔ جلا جا۔ دودھ جاتا۔“
”عزیز کے کپڑے بدل گئے، اس کی آواز میں قہقہے، میں ہنسنے لگی۔ جتنا ہوا۔ میں ہنسنے سے روک کر دنگ لگا گئے۔ میں نے بیٹھنے کی کوشش کی مگر سنبھل نہ سکا۔ لڑکھارہ کرکھڑا فزق پر گرا تو میری آنکھوں کے نیچے اندھیرا پھیلنے لگا۔ میں نے تیز تیز بکس جھپکا نا شروع کر دی لیکن اندھیرے کے دلوں اور کمرے ہونے چلے گئے۔ پھر میرے ذہن کی تمام صلاحیتیں بھی اندھیروں میں ڈوب گئیں۔“

”کیا تمہیں یقین ہے کہ کل رات یہ بیان نہیں تھا؟ وہ کوئی نسوانی آواز تھی جو میرے کاناؤں میں کہیں دوسرے آتی محسوس ہوئی۔“

”ہاں۔ صبح تین بجے تک میں جاگتا رہا ہوں آخری بار جب میں نے دیکھا تو اس کا بستر خالی تھا۔ یہ آواز کپکپ کی تھی جسے میں ہزاروں میں پہچان سکتا تھا۔“
”ہو سکتا ہے یہ میرے واپس لوٹا ہو۔ نسوانی آواز دوبارہ ابھری۔“

”یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے کسی مقامی جینے کے حال میں چھپ کر اپنی پوری رات یہاں کر لی ہو۔ اس بار جیکب کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔“

”تم کب سوئے تھے؟ کپکپ نے دریافت کیا۔“
”میرا خیال ہے اس وقت رات کے گیارہ بجے تھے جب میں انجیل قفس کے مطالعے میں مصروف تھا، پھر کمرے سے ابھرنے والی گرگشاں میرے ذہن میں کچھ لگا رہی تھیں اس لیے میں نے قفس کے کتاب کچھ دہی چھوڑ دیا۔ گناہ سے محفوظ رکھنے کی خاطر اپنے کانوں میں دفنی رکھی۔ غالباً ساڑھے گیارہ بجے میں مکمل طور پر سوئے میں کامیاب ہو گیا تھا اس وقت تک جال کی داپھی نہیں ہوئی تھی۔“

”اور تم نے مجھے خبر کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی؟“
”کپکپ نے جھلکا کر سوال کیا۔“
”ادھر تھا میرا ایک بھاری سرگوشیوں سے یہی اندازہ ہو گا تھا کہ ہر شے میں ہونے کے باوجود میری جینے میں جھلکا ہوا اس لیے میں نے نہیں خبردار کرنا مناسب نہیں سمجھا۔“
”جیکب نے کپکپ کو کہنے کتے خاموش ہو گیا۔“
”ہمارے قبیلے کے لوگ بے حد ملنسار اور خوش اخلاق ہیں۔ سمندری دلوں کیسے تم لوگ اجنبی ہر اس لیے سورج ڈوبنے کے

کوشش کی، مگر اپنی جگہ ٹھیک سمجھ رہے ہو لیکن ہم نے کچھ سمجھ کر ہی یہیں نظر مل لیا ہے۔

میں نے ایسے لوگ بہت کم دیکھے ہیں جو خود اپنی زبان سے اپنی غلطی اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہیں۔

متم حماقت کی بات کر رہے ہو۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ کیلاش نے وضاحت کی کہ ہم نے جو قدم اٹھایا ہے اس کے نتیجے میں ایک صحت بھی ہے جس کا اندازہ تجھ بہت جلد کر جائے گا۔

متم حالت بھلے کر سب سے ابھرنے والی سرگوشیوں سے بھی اندازہ ہو جاتا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے لیکن جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ میرے نزدیک گناہ ہی ہے۔

تم کس بات کو گناہ سے تعبیر کر رہے ہو؟

کبھی خوب صورت اور حسین عورت کا قرب ہی ہزاروں گناہوں کو کم کرنے کے لیے کافی ہے۔

واقی کو دار کی چنگی اور اخلاق کی بلدی بھی کوئی معنی رکھتی ہے۔ شیطان ہزاروں اور لاکھوں روپ میں انسان کو درغلا تا رہتا ہے۔

جیکب نے سنجیدگی سے کہا: مانا کرتا ہوں کہ میں نے کدوار کے معاملے میں محسوس ہو لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ بھلائی سے قوتوں کی کوئی ایک ذرا سی لغزش خود بخود خبیث نظروں سے گزرے ہو۔

میں تمہاری جو اس تیسیر میں نہ تھا۔

جری محتجب بلے میں تمہاری کیا بلے ہے جیسا کہ ہم نے اپنے سفر کا آغاز یہ سوچ کر نہیں کیا تھا کہ جہاں کی مضبوطی پر ہے سے بڑے طوفانوں کا منہ بھر لے کر تھیں اس کا انعام کیا ہوا ہے۔

بہیں اس وقت یہ فضول بحث تھم کر کے حال کے باب میں خود کرنا چاہیے۔ کیلاش نے بحث ختم کرنے کی خاطر کہا پھر بولا: کیا کمال شام دو دنوں ایک ساتھ تفریح کیے نہیں گئے تھے؟

خدا کا شکر ہے کہ تمہاری یادداشت ابھی تک قائم ہے۔

جیکب نے طنز کیا: وہ ابھی تک اردو میں بات کر رہے تھے شاید اسی لیے کالوری ان کی گفتگو میں حصہ نہیں لے رہی تھی۔

تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ کیلاش نے اس بار مقامی زبان میں پوچھا۔

تمہارا خیال درست ہے کل شام ہم دونوں تفریح کی تھی۔

اسے ایک ساتھ روانہ ہوئے تھے لیکن پھر ایک مڑ پر ہمارے دو خیال اختلاف ہو گیا جس کے بعد جہاں سے آگ آگ ہو گئے تھے۔

بات کیا تھی؟

سواری میں اس وقت اس کی وضاحت نہیں کر سکتا۔

ماہی کہاں تھا؟

رات تک وہ بھی موجود نہیں تھا لیکن شاید اسی وقت

باکھل فضا میں لپٹا انگریزوں کی طرح سن باٹھ لے رہا ہوا۔

پکھیر پیشتر میں نے اسے باہر جانے دیکھی تھی۔

جیکب اور کیلاش کے درمیان جھگڑا جاری رہی ہر بنا دی طور پر نہ ہی خیالات کا آؤی تھا اس لیے اسے ہر درمیان کالوری کی موجودگی گرل گزر رہی تھی اس کا خیال تھا

صوت کی موجودگی ہی تمام فساد کی بڑ بڑتی ہے اس لیے اسے فتنہ اور رکھ جانے انہی باتیں بہتر سے عورت اور مرد کے قرب کا آگ اور پرول کے ساتھ سے زیادہ خطرناک اور دھماکا خیز کا عادی تھا۔

یہ۔ یہ۔ انگوٹھی کیسی ہے؟ اچانک کیلاش نے کہا: شاہ اس کی نظر میری انگلی پر پڑ گئی تھی۔

مکڑی کی ایک معمولی انگوٹھی ہے۔ جیکب نے کچھ تھوڑے جواب دیا: ہو سکتا ہے یہ بھی کسی گناہ کی نشانی ہو۔

نہیں جھوٹو۔ ایسا مت کہو۔ کالوری نے جیکب کی کافہم سمجھتے ہوئے کہا: تمہارے قبیلے میں ایسی کوئی رسم نہیں ہے کہ گناہ گار سے منسوب کیا جائے مگر جو کچھ کرتے ہیں طاقت کے بل بوتے پر کرتے ہیں ایک دوسرے کو کوئی نشانی نہیں دینے

جے بھی نہیں سکتے ورنہ رقابت کی آگ خون خرابے کا سبب بن جاتی ہے۔

کالوری: کیلاش نے سنجیدگی سے دریافت کیا: کیا تم ہزاروں کے دیوتا کی انگلی میں موجود انگوٹھی پر کوئی روشنی ڈال سکتی ہو؟

کیلاش نے قبیلے میں اس قسم کے زیورات پہننے کا رواج پایا جاتا ہے۔

نہیں۔

پھر یہ انگوٹھی کہاں سے آگئی؟

مکاتیم اپنے علم اور اپنی لازوال قوتوں کے ذریعے اس انگوٹھی کے بلے میں نہیں جان سکتے۔ کالوری کے لیے میں اس بڑاگ اور مصروف تھی۔

نہیں۔ کیلاش نے ہرجبڑ ایک معقول جواب پیش کیا۔

دیوتاؤں کے درمیان کچھ عجیبہ ایسے ہوتے ہیں جن کو کسی جگہ میں نہیں لڑا جاسکتا، کیا تم نے کبھی کسی تالے کو ٹوٹنے دیکھا ہے؟

ہاں۔

تالے اسی وقت ٹوٹتے ہیں جب کوئی آسمانی دیوتا مقام کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ کیلاش نے کہا پھر وضاحت کرنے سے بولا: ہم ایک دوسرے کے تسلط میں اپنی قوتوں کا استعمال نہیں کر سکتے، یہ اخلاقی پابندی ہوتی ہے اور جب کوئی دیوتا اس

پندش کو توڑتا ہے تو آسمان سے ایک نارا ٹوٹ جاتا ہے اس طرح دیوتا کو اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے۔

ہم نے ٹوٹ کر کہاں جاتے ہیں؟ کالوری نے پوچھا۔

اس دیوتا کے اسٹورم میں جس کے تسلط میں ہمارے کی فلات ونڈی کی گئی ہے۔ جیکب نے جملے کے لیے میں تک ملاتے

ہوئے کہ آسمانی دیوتاؤں میں اسے سب سے زیادہ عقلمندانہ وار بھی جاتا ہے جس کے اسٹورم میں سب سے زیادہ تارے ہرجو بکڑتے

تھوڑے اسٹورم میں کتنے تارے ہیں سمندری دیوتا؟

جس وقت یہ زمین کی جانب سفر پر روانہ ہوئے تھے اس وقت تک میں میں سے دو اسٹورم خاموشی پر چھٹے اور ایک کا تالا

ہلا چھوڑا تھے۔ جیکب نے گرہ لگائی۔

جھوٹو۔ کیلاش نے تفصیلی آواز میں جیکب کو تنبیہ کی۔

کیا تم بھول رہے ہو کہ دیوتاؤں کے راز سے بچنا اٹھنا بھی ایسا سنگین جرم ہے؟

جیکب نے جواب دینے سے ہشیرت میں نے نہ کوٹ لے کر انھیں لکھوں دیں سب سے پہلے میں نے انگوٹھی پر نظر ڈالی پھر میرا ہاتھ

پہ اختیار کرنے پر چلا گیا، میں نے ٹوٹ کر دیکھا، بیک دھکے میں پڑا ہوا میری گروں میں پڑا تھا، ابھی تک جیکب یا کیلاش کی نظروں

پر نہیں پڑی تھی، ایک کی طرف سے مٹھن ہو کر میں نے کیلاش کی جانب دیکھا جو میرے بائیں جانب کالوری کے ساتھ بیٹھا تھے

وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا، کالوری کی نگاہیں بھی بھیڑی ہوئی تھیں۔

معاذے اپنی کسم کا زخم یاد آگیا، میں نے اس جگہ کو ٹوٹ کر دیکھا تو بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا، جس جگہ کالے کاٹھنے بنے

یہ سب سے شدید زخم آیا تھا اس جگہ بھی کسمی خراش کا نشان بھی نظر نہیں آ رہا تھا، میں نے تیزی سے لباس پر نگاہ ڈالی، وہ

جی بے دماغ تھا میرا دل دھڑکنے لگا، میں سے ساتھ جو کچھ ہوا وہ مجھ پر گرا کر گر رہی تھا۔ اگر میرے ہاتھ میں مکڑی کی انگوٹھی

اور گنگے میں دیکھ کا دانہ موجود نہ ہوتا تو شاید میں ان باتوں کو خواب ہی سمجھتا۔

دلت کم کہاں غائب تھے؟ کیلاش نے سنجیدگی سے پوچھا۔

کل رات میں آسمان پر واپس چلا گیا تھا۔ ہم میں دیوتاؤں سے کھڑی روشنی صلیح دھشتوں کرتے تھے۔ میں نے کیلاش کو کالوری کی موجودگی میں لٹنے کی خاطر کہا: کیا تم میری انگلی میں یہ انگوٹھی

نہیں دیکھ رہے؟

یہ انگوٹھی شاید ہاتھ کو دیوتا کی ہے۔ جیکب نے اپنے خیال میں محض مذاق کیا تھا لیکن میری تیوری پر بل آئے میں غصہ کرنا میں ان تفریح میں کوئی ناز یا بات سننے کو تیار نہیں تھا۔

میں نے جیکب کو تفصیلی نگاہوں سے گھورا، اسے کوئی

سخت جواب دینا چاہتا تھا کہ باہر سے سمور کی آواز سنائی دی

اور جیکب جو میری نظروں کا مقصد ہوا پھر کچھ جلدی سے اٹھا اور تیزی سے قدم اٹھاتا باہر چلا گیا، کیلاش پرستور سیر کر

پر نظریں جسے میری کیفیت کا اندازہ لگانے کی ناکام کوششوں میں مصروف تھا۔

سمور کے چہرے پر نظر آنے والی دشت کی قابل غور تھی

اس وقت وہ تنہا نہیں تھا۔ اور دینا کا مذہبی رہنما تھا، اس کے ہمراہ تھا دونوں ہی کے چہروں پر غور و فکر کی گہری عکاس

نظر آ رہی تھیں جیکب نے اسے پرکھنا اسنا کو گھوڑا رہا تھا۔

خوش آمدید سمور! کیلاش نے دونوں کو بیٹھے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

سمندری دیوتا۔ ہم بھلائے پاس ایک اہم درخواست لے کر حاضر ہیں۔ سمور! بیٹھے ہوئے بولا: مانا ہے تو کھڑا رہو۔

میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس وقت تم کسی پریشانی سے دوچار ہو۔ کیا بات ہے؟

وہ۔ وہ آج میں ماہ بعد بعد لپٹی میں نظر آیا ہے۔ سمور! نے سسے ہوئے لیے میں کہا: اد۔ وہ جب بھی لپٹی کا رخ کرتا

ہے کوئی نہ کوئی مصیبت ہمارا مقدر رہی جاتی ہے۔

وہ کون؟ کیلاش نے بے پروائی سے دریافت کیا۔

کارڈو! سمور! نے تھوڑے توقف کے بعد جواب دیا: کیا تم یقین کرو گے سمندری دیوتا کہ تم آج تک اس کی

موا کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ جب ہوگا ہمارا مدار تھا تب وہ ہمارے ساتھ ہی لپٹی میں رہتا تھا لیکن ہو گئے کے بعد اس نے

لپٹی کو خیر باد کہہ دیا۔ جنگلات کی طرف نکل گیا، ایک سال تک وہ کسی کو نظر نہیں آیا، ہمارا خیال تھا کہ وہ کسی جنگلی جانور

کے لیے قمر تزیین کیا ہوگا اور حشرات الارض نے اس کی پڈلیوں کا بھی مصفا باکرو یا ہوگا۔ لیکن ہمارا اندازہ غلط ثابت ہوا۔ ایک

سال بعد وہ اچانک لپٹی میں گھومنا پھرناظر آیا، دو تین روز تک ادھر ادھر جھگڑتا رہا پھر غائب ہو گیا۔

کیا تم نے اسے بھلائے آدھوں نے گھٹے جنگلات میں اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی؟

نہیں۔ سمور! نے آہستہ سے کہا پھر گھوم کر مٹا کر ایسی

نظروں سے دیکھا جیسے مزید بولنے کے لیے اس کا ستورہ طلب کر رہا ہو۔ منام نے جواب میں نگاہیں اٹھا کر ہیٹ کی جانب

دیکھی پھر گردن جھکا لی سمور! تھوڑی سا سانس لے کر بولا۔

وہ جنگلات آتے تھے اور خطرناک ہیں کہ ہم نے کبھی روز

چونکہ لوگ اس کی امانت سخی اس لیے قبیلے کے تمام لوگ اس کی عزت کرتے تھے۔ کارڈو بولنے سے مکلا اسے چلانے کی خاطر ایک خوف ناک طریقہ اختیار کیا۔ مکولا کا کوئی کارڈو کے بت کے پاس لے گیا پھر اسے دونوں کے قریب میں زندہ جلا دیا اور اسی رات وہ قبیلے کو چھوڑ کر گئے جھگڑات کی جانب چلا گیا۔

”کیا قبیلے کے لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہو سکا کہ مکلا اپنے سردار کی امانت میں خیانت کرنا چاہتا تھا اور کارڈو نے مکولا کی عزت بچانے کی خاطر اسے اور کے قدموں میں بھینٹ چڑھایا تھا۔“

سمرانے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموش بیٹھا ہونٹ کاٹا رہا۔

”تھاری جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی اپنی زبان بند رکھتا۔ کیلاش نے معنی خیر لہجے میں کہا۔ مکلا اچھا نائب اور ہم لڈ ہے ایسی صورت میں تھارا اور مکلا کا کوئی اختلاف نفیاً دانش مندی کے خلاف ہوگا۔“

سمرانے اس بار بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ ناما بھی گزرن بھگائے اپنی جگہ کسی بہت کی مانند لٹا دیا تھا۔

”سمورا۔ میں نے تھوس آواز میں کہا۔ میں معلوم ہے کہ سولار اور مکلا کے درمیان شرف سے بہت کاڑھی چھین چکی ہے۔ ایسی صورت میں کیا میرا سبب نہیں بنتی کہ تم کارڈو باکے کاٹنے کو درمیان سے نکالنے کی خاطر سولار کو مدد حاصل کرنے پر آمادگی ہو سکا۔“

سولار نے اپنے جادو اور کارڈو کے لہجے میں تھاری تھاری اور مکلا کے مخالف کو ٹھکانے لگا سکتا تھا۔

”میں نے یہی کوشش کی تھی لیکن سولار کا کلام میری کارڈو کے اوپر بالکل بی اثر ثابت ہوا۔ سولار کا خیال ہے کہ کچھ آسمانی قوتیں بھی کارڈو کے ساتھ شامل ہیں۔ یہ بات بعد میں قبیلے کے لوگوں کے درمیان بھی پھیل گئی، یہی وجہ ہے کہ اب کارڈو کو دیکھ کر اس سے ترانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے قریب جانے سے خوف کھاتے ہیں۔“

”تھاری حالت واقعی قابلِ رحم ہے۔ کیلاش پٹا آواز میں بولا۔ پٹے مکلا اور سولار کو تھارے برترین رفیق اور ہم راہ تھے لیکن وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ تھارے ہی دوست تھارے دشمن بن گئے اور دوستی اور محبت کی کمی کا یہ دائرہ کتنی کبھی حسین خوب صورت اور جاندار لڑکی کے درمیان گھومتا رہا۔“

زادیا، مکولا اور اب سادری۔

”ایسا ممکن ہے۔ سمرانے کھٹکتے ہیں سرخ ہو گیا۔“

”سادری کی بچنے کی خاطر میں اپنی زندگی بھی واڑ پر لگا سکتا ہوں۔“

خود کرنا ہوگا۔ کیلاش نے نہایت خوب صورتی سے ایک مانتا تھا۔ اور نہیں۔ میں نے فوری طور پر کچھ سوچتے ہوئے بعد گھیر لیے میں کہا۔ کارڈو کے سلسلے میں اگر کوئی عزت کارڈو کا خیال درست ہے تو میں دیوتاؤں کے دیوتا اور یگانے بظاہر کام کر رہے گا۔

میرا تھیک لٹا نے پوچھا، اور کیا کام اس سرور اور نامادوں کے پسے فقی ہوئے، کیلاش نے مجھے حیرت سے مولا گاتا۔ تم۔ تم تھیں اور یگانے کے بالے میں بھی جانتے ہو۔ مولا نے مجھے دریافت کیا۔

”میں بھی اپنے لیے ہونے عہد پر قائم ہیں۔ میرا الجھنا۔“

”میں جو کیا تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم مجھ کو دیوتاؤں کی عزت جاننے کی کوشش نہیں کروں گے۔“

”ہیں میں وہاں پہنچے کی وعدہ کتنی نہیں کی لیکن دیوتاؤں کی عزت سے ہم راہ ارض کے کسی حصے میں بھی جاسکتے ہیں۔“

”کیا اچھا خیال ہے کہ تھیں اور یگانے کا کارڈو باکے پشت بنا ہی کر سکتا ہے۔“

”میں نے اذیت ہم تھیں دیوتاؤں کے دل کا حال نہیں بنا سکتے۔ میں نے تیزی سے کہا پھر سولار کی جانب بچھ کر سرسری

آواز میں بولا۔ کیا تم مجھے کارڈو باکے سلسلے میں کچھ بتا دیا کرو گے۔“

”میں نے اس بات پر حتم کر لی تھی کہ میں اس کی بنا پر بھی ہم ہم سے پریشیدہ رہتی ہوں۔“

سولار نے اس کی طرح زور پر کیا اور یگانے کے حوالے پر اس کے اوسان پٹے میں خطا ہو چکی تھی۔ میرے سوال پر وہ یوں پوچھا جیسے میں نے اس کی کسی بکھٹی رنگ پر تھک دیا ہو۔

”جنتلے ہم کہ وہاں غالی غالی نظروں سے خلا میں گھومتا رہا پھر ابتر ہے۔“

”لوگ کی گم شدگی کے بعد کوئلے کے سلسلے میں میرے اور کارڈو کے درمیان محض کچھ تھی۔“

”کوئلے۔“

”وہ بھی لوگ کی منظور نظر تھی اور سخی کی سب سے زیادہ خوب صورت صحن اور جاندار لڑکی بھی جاتی تھی۔“

”مکلا نے اسے حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن کارڈو باجو لوگ کاہلے ناغہ اور پٹا رہے مکلا کے آڑے آگیا۔ میں نے مکلا کی حمایت کرنا چاہی تو کارڈو باجو میری توقعات کے خلاف نہ سبک کر گئے۔“

”ایک ایسی حرکت کی جس نے قبیلے کے تمام لوگوں کو اس سے متنفر کر دیا۔ سمرانے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔“

گنہگار گوشت اس کی جڑوں کا ساتھ چھوڑ چکا ہے اور ہر جگہ تھڑے کی طرح جھوٹا نظر آتا ہے۔ اس کی زخمت ان کے مقابلے میں بھی زیادہ سہا ہے۔ جب لے لیے ڈگ بھڑکا جلتا ہے تو ایسا عسوس ہوتا ہے جیسے وہ کوئی ذی روح نہ بلکہ ہر اسرار اور جھپکا نظر آتا ہے۔“

”تم اگر میری بات کا یقین کرو تو تسلیم کرو کہ کارڈو باجو بروحتی ہے۔“

”یو جی۔“

”ہاں۔“

”میں جس کی بات مشورے کے کچھ ہزار سال کی عمر یا لینے کے بعد جو شکل چاہے اختیار کر لیتا ہے۔ میں نے شہرہ کنڈوں میں بروحتی کے بالے میں بہت کچھ بڑھ رکھا ہے۔“

”کیلاش نے سبک کر گھوڑ کر دیکھا تو وہ شہرہ کنڈوں سے باہر نکل گیا۔ سمرانے کھڑی گری سوچ میں غرق تھا جیسے پانچ کے بعد بولا۔“

”ہو سکتا ہے جو پوچھا خیال درست ہو۔ کارڈو باکے نظر آنے کے بعد جو آدمی بھی میرا ہے اس کے منہ سے نیلا نیلا جگ ضرور اُبلنے لگتا ہے۔“

”تم اس قدم قدم اور خاموش کیوں ہو۔“

”منا کو مخاطب کیا۔“

”اور خطوط کا حساب پھیل کر کارڈو باکے بالے میں جانے کی کوشش نہیں کی؟“

”نہیں۔“

”جواب دیا۔“

”کوئلے کو ہوا میں اچھالا تھا۔“

”ایک کوڑی کا غائب۔“

”تم نے کوئلے کی حمایت دہارہ کی بروقتی اور تھارا۔“

”میں نے یقیناً دانش مندی کا ثبوت دیا۔“

”روشن میں بھی اس میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کی۔“

”لوگ کے زمانے میں کارڈو باکے کی حیثیت تھی۔“

”اس زمانے میں وہ بے حد ہر ذل عزت شخصیت کا مالک تھا۔“

”اسنا ہی علم اور سلطان پر جس کی بیماریاں کا علاج کرنے میں خاص مہارت رکھتا تھا۔“

”اس کا احترام اپنے اوپر فرض سمجھتے تھے۔“

”اوہ۔“

”کما۔“

”نہیں۔“

”میں نے وہی بٹلا ہوا۔“

”تم ابھی بتلے تھے کہ وہ جب بھی لیتی کال کرنا ہے کوئی نہ کوئی مصیبت اٹھنے سے پرہیز و نائل ہوتی ہے۔“

”ہاں۔“

”میں میں یقین آگیا کہ وہ مصیبتیں ہالے اور پاس کی جانب سے نائل ہوتی ہیں۔“

”پہلی بات ہے ایک باویس ایک انیس کارڈو باکے۔“

”دریافت کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ گئے جھگڑات میں کیا کرتا پھر دیکھا۔“

”کما تھا کہ لے جو جس گھٹنے کے اندازہ اپنے سوال کا جواب مل جانے کا اور۔“

”اور جو جس گھٹنوں کے اندازہ اپنا نائب حالات کا شکار ہو گیا۔“

”ہاں۔“

”مردہ آواز میں کہا۔“

”لوگ کے زمانے میں کارڈو باکے کی حیثیت تھی۔“

معاذ اللہ اگر جتنی کا ہوتا تو مکالا اسے عبادت کا دل جانے

ندرت کیوں نہیں کرتا؟

ہو سکتا ہے سوکا دکنو زخمی کرنے کے بعد اسے اپنی غیبی

حس ہوا اور میں ردا فی یک سکتہ کیڑا نہاگو ہو گیا

کیا دل مجھے وضاحت طلب نظروں سے گھونٹنے سے بولے

ہکتا جا رہے ہو؟

بہی کہ اگر حالات اسی طرح ہالے اطراف اپنا گھیر تگ

نہ رہے تو

مگر کشنہ رات تم اتنی دیر تک کہاں لیجے تھے؟

کیلاش نے میری بات کاٹتے ہوئے اچانک جواب دیا تو

ماہک لے کر گڑ بڑا گیا۔ جیکب اور کاہوری کی موجودگی میں

اسے ڈال دیا تھا۔ یہ رخشاں تھا کہ موقع ملے ہی پہلی فرصت میں

جیکب کی حماقت آنکھیں آنکھیں سے لے کر غار میں پیش آنے

لے واقعات تک کی پوری تفصیل بتا دوں گا کیوں اس وقت

بیکلاش نے رات کو میرے دیر سے آنے کے ہالے میں سوال کیا

جہانے کو میں نے دل نہ لے کر دیکھ دیا بس اچانک ہی میرے

دل نے مجھے شہودہ دیا تھا کہ میں دیکھ اور کڑی کی آنکھوں کے

سے ملنے لگا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے کدوہ دونوں پر لڑنے لگے

ی امداد کو پوچھ لیا تھیں اور عین ممکن تھا کہ میرے زبان

ولنے سے ان کی تاثیر خاتی رہتی۔

میں نے اس کی تاثیر خاتی رہتی۔

میں نے اس کی تاثیر خاتی رہتی۔

میں نے اس کی تاثیر خاتی رہتی۔

میں نے اس کی تاثیر خاتی رہتی۔

میں نے اس کی تاثیر خاتی رہتی۔

میں نے اس کی تاثیر خاتی رہتی۔

میرے تفسیریں فار والا منظر گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

میرے تفسیریں گھم گیا۔

اس وقت بھی غور و فکر کے گہرے تاثرات موجود تھے۔ مہم کی کیفیت بھی اس سے مختلف نہیں تھی۔ کیلاش کے دریافت کرنے پر سمورے سوکار کے زخمی ہونے کی تفصیل سنا کر وہ سب بے تعبہ بخیر تھی۔

مکالا کے بیان کے مطابق گزشتہ رات وہ اور سوکار ایک ساتھ ہی ایک مکان کی چھت کے نیچے سوئے تھے۔ سوکار کو غلاب توقع پریشان دیکھ کر اس کا سبب بھی دریافت کیا مگر اور دینے کے لیے سارے کسی خاص مصلحت کی بنا پر مکالا اپنی پریشانی کی وجہ بتانے سے انکار کر دیا۔ اس نے بھی کہا تھا کہ اگر پریشانی کی وجہ اس کی زبان تک آگئی تو اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ مکالا اور وہ فاصلی رات گئے تک بچھے باتیں کرتے رہے۔ پھر سوکار نے خود ہی کہا کہ وہ رات کا پچھلا ہر ایسی چھت کے نیچے نہیں گزار سکتا چنانچہ مکالا نے اسے اپنے ساتھ سونے کی پیشکش کی جسے سوکار نے فوناری منظور کر لیا۔

رات کے تقریباً دو بجے تک وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے۔ مکالا کے بار بار کہے اور سوکار نے اسے صاف اتنا بتا دیا کہ کچھ زیادہ تو قیاس سے بڑھ کر بھی نہیں کہیں وہ قبل از وقت ان قوتوں کے سلسلے میں کچھ کتنے سے قاصر تھا۔ بوڑھے جادوگر نے دی زبان میں یہ بھی کہا تھا کہ ان قوتوں کی نادر اہلی کا اصل سبب ایک عورت کی ذات ہے۔

دوبجے کے بعد مکالا گھوڑے بیچ کر سو گیا۔ سونے کے معاملے میں وہ ہمیشہ ہی سے عظمت کی تین سوئے والا مشہور تھا۔ لوگوں کا عام خیال تھا کہ اگر سوئے میں مکالا کو ذرا بچ بھی کر دیا جائے تو اسے شہر ہوگا۔ بہر حال خواب قوتوں میں مدہوش ہو جانے کے بعد مکالا ہر چیز سے بے خبر ہو گیا۔ دوسری بار جب اس کی آنکھ کھلی تو کوئی اسے بازو تھا کہ کچھ بچوڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ بڑبڑا کر میرا ہوا تو اس نے سوکار کو کچھ فرق پر زخمی حالت میں پڑا پڑا ہوا ہی مکالا کو مدد کے لیے جگہ لگنے کی سعی کر رہا تھا۔

مکالا نے سوکار سے دریافت کیا کہ اسے زخمی کرنے میں کس کا ہاتھ ہے۔ سوکار نے جواب میں مکالا سے درخواست کی کہ اسے فوری طور پر عبادت گاہ تک پہنچا دیا جائے جہاں وہ دلوں کے قہروں میں محفوظ رہ سکتا تھا۔ مکالا نے سوکار کے مشورے پر عمل کرنے میں دیر نہیں لگائی۔ سوکار تمام راستے اس کے ہاتھوں پر چھو لیا اور کراہتا رہا۔ خون زیادہ نکل جانے کی وجہ سے وہ بے حد زور و زلف کر رہا تھا۔ عبادت گاہ تک پہنچتے پہنچتے اس کی حالت خاصی ابتر ہو گئی پھر سب کالالے ساورو دیوتا

کے قہروں میں لے جا کر لٹھا تو سوکار نے تڑپ کر کہہ دیں۔ چند لمحوں میں وہ حسرت بھری نگاہوں سے اسے اور دیکھتے رہا پھر اس پر دو بار بے ہوشی کا غلبہ طاری ہونے لگا۔ مکالا جو سوکار کو اپنا دست راست سمجھتا تھا اسے حالت پرکھی زخمی دوزخ کے مانند جگہ و تاب کر رہا تھا۔ وہ سوکار سے اس طاقت کا پتہ نشان دریافت کر رہا تھا اسے زخمی کیا تھا۔ جواب میں سوکار نے اپنے ہونٹوں پر ہنسی کی لہر لگا رکھی تھی لیکن دیوتا کے قہروں میں بے ہوش ہونا اس نے کراہ کر ایک نام لے لیا تھا۔

سمورا اچانک خاموش ہو گیا اس کے ہنسنے کا تاثر گہرے ہونے لگا۔

تم خاموش کیوں ہوئے؟۔ کیلاش نے سیات بے دریافت کیا۔ کیا مکالا نے وہ نام تجھیں نہیں بتایا؟

بتا دیا ہے لیکن۔۔۔ سمورا نے اس بار بھی جادوگر کی پلٹ کر منانا کو یوں دیکھتے لگا جیسے بات آگے بڑھنا سلسلے میں اس کا مشورہ طلب کر رہا ہو۔

میں نے بلا وہ جب تک کی نظر بھی سمورا اور منانا کے پرہیزگاری تھیں۔ کالوری سمورا کے آتے ہی سامنے آگئی تھی لیکن برابر دلوں کے کھڑے درازے کے ساتھ آؤپر صورت حال کا جائزہ لے رہی تھی۔

مہم بھاری پریشانی کا سبب جانتے ہیں۔ کیلاش بڑے یقین سے کہتا تھا کہ وہ نام زبان تک لائے سے بچا ہو تو ہم تجھیں بخیر نہیں کریں گے۔

تو کیا۔۔۔ نت۔۔۔ تم وہ نام جہاں گئے ہو؟ سمورا ہونے انما زیں پوچھا۔

موت نام ہی نہیں تم یہ بھی جانتے ہیں کہ مکالا دل میں کیا ہے؟۔ کیلاش نے بے پروائی سے جواب دیا۔ جو قدم اٹھانے کے خواب دیکھ رہا ہے ہم اسے شہر نہ نہیں ہونے دیں گے۔

سوکار کی ناگفتہ بہ حالت نے مکالا کی دوزخ کی بھڑک دیا۔ ہوکا کیوں؟۔ میں نے ستر بجے میں سمورا کو جگہ سے اٹھایا۔ وقت کیلاش پر بڑی سخت سے غصہ آ رہا تھا۔ وہ ان کو کھڑک بچانے کی خاطر وہ رانی میں یہ بات گہا تھا کہ اسے سوکار کی زبان سے نکلنے والا نام معلوم نہ ہو۔ حقیقت اس کے برعکس تھی چنانچہ میں نے سوکار کو اپنی حوصلہ کر لیا۔ مقصد یہی تھا کہ اس کی زبان بھڑک کر وہ آہستہ سے وہ ہونٹوں تک لائے ہوئے خوف زدہ نظر آ رہا تھا۔

مہم راخا غلط نہیں ہے۔ سمورا بولا۔ میں نے آج پشیمین مکالا کو بھی اتنے سختے میں نہیں دیکھا۔

ال وقت وہ کہاں ہے؟۔ کیلاش نے پوچھا۔

وہ۔۔۔ وہ ابھی تک عبادت گاہ میں کسی آخر خود دیکھنے سے دوچار سوکار کے قریب بیٹھا بار بار اس کی بعض لہجے سمورے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا تھا۔

کہا دے کر گئے۔۔۔

نہیں۔۔۔ کیلاش نے اس بار بھی بولنے میں مہل بازی بھاری کی۔ سوکار اپنی جلدی میں سے ہلکا سا اس کے ہاتھ میں جوش طانی روح مروجہ ہے وہ اپنی جلدی اس کا ساتھ میں چھوڑے گی۔

کیوں منانا! یہ کیا خیال ہے؟۔ سمورا نے پلٹ کر منانا دریافت کیا۔ کیا ہمارا دشمن بچ جائے گا؟

مہم نے جڑک دیا وہ اس ہے سمورا! میں نے حالات کو نبھانے کے لیے قہر سے بے ادب اور نگاہوں میں کہا۔ سوکار بھلا کا انجاء ہماری مرضی کے مطابق ہوگا۔ دیوتا اور کنگا کا فیصلہ ہے۔

گاہ۔۔۔ کیا۔۔۔ سمورا بھلا نے لگا۔ اس کی توجہ پھر میری جانب ہو گئی۔

ہاں۔ اور کنگا نے ہماری درخواست پر یقین سے دونوں نون کی روح ہمارے قبضے میں کر دی ہے۔

اور ہم اپنی آسانی سے انھیں موت کے حوالے نہیں کریں گے۔ کیلاش نے مزاح آواز میں کہا پھر چھت کی جانب گھوڑے لگا۔

پھر۔۔۔ میرے لیے کیا حکم ہے سمندری دیوتا؟ تم۔۔۔ ایک کروں؟۔ سمورا نے بدستور بھلائے ہوئے پوچھا۔

کیوں؟۔ کیا تم مکالا سے خوف زدہ ہو؟

نہیں لیکن سوکار اگر دیوتا کے قہروں میں مر گیا تو

مہم کے لوگ مکالا کے ہمنوا ہو جائیں گے۔

کیا مطلب؟

ہاں سمندری دیوتا! قبیلے کے لوگوں کو یہ بات معلوم رکھ لو کہ میری مرضی سے تمہارے درمیان رہا ہے۔

کالوری میں چوکا اٹھا۔ میں نے پلٹ کر کالوری کی بات دیکھی۔ اپنا نام سننے ہی اس کے پیچھے سر کی رنگت زرد ہو چلا۔ مکالا کی ہوشیاری میری سمجھ میں آگئی۔ اس نے مکالمے کی صورت کو اپنی سازش میں ملوث کر لیا۔

میں اس نے بھی۔۔۔ پشیمین سوکار کے زخمی ہونے کے نامی وہ لا جواب تھی لیکن میں سوکار

اور مکالا کو اپنی آنکھوں سے غلامیں دیکھ چکا تھا اور یہ بھی بولتی جانتا تھا کہ سوکار نے بروقت مکالا کو ایک غیبتی طورہ دینے کی کوشش کی تھی۔ وہ اسے آنے والے خطرے سے آگاہ کرنا چاہتا تھا اور یہی بات مکالا کی برہمی کا سبب بن گئی تھی۔ میں نے مکمل بات سمجھ لینے کے بعد سمورے پوچھا یہ کیا مکالا نے کالوری کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے؟

ہاں۔ سمورا نے جلدی سے کہا۔ وہ یہی چاہتا ہے کہ سوکار کی موت سے پہلے کالوری قبیلے والوں میں چلی جائے۔ دوسری صورت میں دیوتا کی نگاہوں میں مجھے جرم سمجھ جائے گا۔

میں نے بھی جی کہا تھا۔ یہ کیسے بڑا سزاوارتہ گرفت سے کہا۔ اب بھی وقت ہے مہمینی جلدی ہو سکے اس کے کھوس

جو دو کو بیابان سے دفع کر دو۔

یہ بھی ہو گیا کہ کیا کہہ رہا ہے؟۔ سمورا نے دریافت کیا۔

اس کا خیال ہے کہ کالوری کی واپسی ہماری توہین ہو گی۔ میں نے سخت لہجہ اختیار کیا۔ تم جا کر مکالا اور اس کے ساتھیوں کو ہمارے قبیلے سے آگاہ کر دو۔

ہواؤں کے دیوتا! کیا تم میں یقین دلا سکتے ہو کہ سوکار کے جسم کی بدروح اس کا ساتھ نہیں چھوڑے گی؟

اس بات ماننا سوال کیا۔

ہاں۔ جب تک ہم نہ چاہیں گے وہ اور دیوتا کے قہروں میں ایڑیاں رگڑنا ہے گا۔

اگر ایسا ہوا تو پھر مکالا کا زوال یقینی ہے۔ منانا بولا۔

قبیلے کے لوگوں کو یقین آجائے گا کہ سوکار کے سلسلے میں مکالا نے جو کمائی مٹائی ہے وہ سن گھڑت ہے۔

تجھیں اس کا اندازہ کیسے ہوا؟۔ میں نے جیسے پوچھا۔

میرا حساب یہی تھا ہے کہ مکالا میں اپنی ناپاک سازشوں میں بلا وجہ گھسٹ رہا ہے۔

اور تم یہ بات قبیلے کے لوگوں کو نہیں بتا سکتے؟۔

وہ مکالا کے قہر سے ڈرتے ہیں اور پھر سوکار۔۔۔

منانا حقارت سے بولا۔ اس کے کالے علم کی گندی قوتوں نے بھی لوگوں کو حواس کر رکھا ہے۔

تم یہ سمورے کیلاش کی جانب دیکھتے ہوئے مر رہے آواز میں پوچھا۔ تم مجھے کیا مشورہ دو گے سمندری دیوتا؟

منانا ٹھیک کہتا ہے۔ میں نے کیلاش کے جواب دینے سے پشیمین شخص آواز میں کہا۔ مکالا نے سوکار کے زخمی ہونے کا جو سبب بیان کیا ہے وہ مجھ اس کے ذہن کی اختراع ہے۔

قبیلے والوں کو کوئی سمجھئے گا؟۔ سمورا نے بے بسی

کاشکار نہ ہوجائے۔ سوکار کے زخمی ہونے کے بعد حالات نے جو گھڑت لی تھی وہ سوکار کے لیے بھی خاصی پریشان کن تھی جبکہ جس گھنٹی میں شہکار کا جاسکتا تھا۔

کھانہ کی میز سے اٹھتے وقت مجھے دیرمانہ اسی منٹے پر گھسکر رہی تھی کہ کالوری نے جو سوکار کے جانے کے بعد سے یہ وہ گم اور اس اداس نظر ادا ہی تھا جیسا کہ کلاش کا ہاتھ بچنے ہوئے کما کی سمندری دیوتا؛ کیا یہ ممکن نہیں کہ تم مجھے مکالا کے پاس والی لوت جانے کی اجازت دے دو؟

۔ کالوری؛ کیا تلاش نے اسے سخت نظروں سے گھونایا کیا تم اپنے ہوش میں نہیں ہو؟

۔ میں موت سے نہیں ڈرتی لیکن اگر مجھے مکالا کے ہاتھوں موت نصیب ہوئی تو کو شدا اور زامیا کی بے چین رویوں بھگے کسم پھات نہیں کریں گی۔ کالوری سپاٹ لے کر بولی تم مکالا کو نہیں ملتے، وہ اپنی وجہ کا پکا ہے۔ ایک بار جہل میں خان لے اسے برقیق پر کر گزرتا ہے، اگر مردانے میری ادا کی کے سلسلے میں اس کا مطالبہ پورا نہ کیا تو میری موت شاید زامیا سے بھی زیادہ دردناک اور جھانک ہو۔

۔ تم موت سے نہیں ڈرتیں مگر مکالا کی ذات سے خوف زدہ ہو کیا یہ حماقت نہیں؟

۔ تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے۔ کالوری نے بڑی عاجزی سے درخواست کی۔ میلز زہدہ ہنا فردی ہے ورنہ۔۔۔

۔ لوگا کی طرح شہکار کا زامیا بھی تھا جسے خوب صورت جسم کے محووں کے ساتھ دفن ہو جانے کا۔ کلاش کے بجائے اس بار میں نے کالوری کو مرے میں غلبہ کیا۔ کیوں تم ہی ایک بات سے خوف زدہ ہو؟

۔ تم۔۔۔ کالوری نے مجھ حیرت سے دیکھا۔ تم لوگا کے بارے میں کیا جانتے ہو؟

۔ سوکار نے سوکار کے ساتھ مل کر لوگا کو اپنی ناک سازش کا شکار کیا تھا۔ مایا نے وہ مکالا کے مطالبے پر پریشان ہو رہا ہے۔ تمہیں یہ باتیں۔۔۔؟

۔ زامیا کی بے چین روح نے بتائی ہیں تم میں نے تیزی سے کما کی سمندری دیوتا نے جس سوکار سے اسی لیے مانگا ہے کہ تم لوگا کے سلسلے میں ہماری دہری کو۔

۔ تم دیوتا ہو کیا بخدا ہی پراسرار قوتیں لوگا کا زامیا نہیں پا سکیں؟۔ کالوری نے مجھے سختی سے نظروں سے گھورتے ہوئے ایک متوج سوال کیا۔

۔ لوگا اور دیوتا کا بخاری تھا اس لیے ہم اس کے معاملے

پریشان مت ہو جو کچھ جیکب کی زبان سے نکلا ہے وہ فرد پورا ہو گا۔

۔ کیا سوکار و عبادت گاہ سے باہر آجائے گا؟

۔ ہاں اور باطل اسی انداز میں جس کی پیش گوئی جیکب نے کی ہے۔ میں بیاں زیادہ دیر نہیں رکھ سکتی اس لیے جا رہی ہوں ہوسکتے رات کو ہماری ملاقات دوبارہ ہو۔

۔ کہاں؟

۔ میرے درمیان وقت کم ہے اس لیے تجھے سوال کا جواب نہیں دے سکتی اور ہاں جانتے جانتے ایک ناکہ کر رہی ہوں۔ ایک ویزو کے سلسلے میں اپنی زبان بند ہی رکھنا اور نقصان میں نہ ہونے۔

۔ میں نے جینی کو عالم تصور میں دوبارہ مخاطب کیا لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ شاید وہ وہاں بھی تھی میں نے جیکب کی سمت توجہ دی وہ بدستور بڑی مصروفیت سے کلاش سے اس کی تھکی کا سبب دریافت کر رہا تھا۔

۔ کالوری بڑی سنجیدگی سے کلاش کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی کہ اگر مکالا نے اس کی والیسی کا مطالبہ کر دیا ہے تو اب دنیا کی کوئی طاقت اسے موت کے چنگل سے نہیں بچا سکتی۔

۔ رات کے کھانے پر جیکب کی خبر ہو گئی نے کلاش کو بری طرح غور کر دیا۔ میرا ذاتی خیال بھی یہی تھا کہ کس جیکب کسی ایسی جذباتی حماقت کا انتخاب نہ کرے جسے جو ہم سب نیچے لچک کا سبب بن جائے۔ سوکار کے جانے کے بعد کلاش نے اسے باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ وہ سوکار کے سلسلے میں جو دعویٰ کرتے تھے وہ اس کی نفسیاتی دیوانگی کا ایک واضح تقاضا ہے دوبارہ ایسی کسی حرکت سے گزرنا پائے نہیں جیکب اس بات کو ماننے پر تیار نہیں تھا کہ اس نے سوکار کے بارے میں کوئی پشیمانی کی ہے۔ اس پشیمانی نے اسے اس کے کہیں کلاش اور جیکب کے درمیان کوئی حتمی صورت نہ نکالنا جیکب تیزی سے باہر چل گیا۔

۔ میرا خیال تھا کہ وہ کچھ دیر تک غنڈھی ہوا میں گھومتے رہے۔ لوت آئے گا لیکن جب رات کے کھانے پر پہنچی وہ فرما کر جیکب کو ہماری آغوش بڑھ گئی۔ ہر چند کہ مجھے یقین تھا کہ میری نے اتنی کوئی زانیہ جرات کسی ہے وہ برقیق پر پوری ہو گئی لیکن مجھ اس کو جیکب کا گھر سے باہر نہ بھی مٹا سب نہیں تھا۔ جھلس بات کا خطرہ تھا کہ کس جیکب بھی میری طرح کسی سارن

۔ کیا فرق پڑے گا؟

۔ مردانہ کی شخصیت درمیان سے نکل جائے گی۔ وضاحت کی۔۔۔ اگر سوکار اپنے قدموں سے اٹھ کر باہر آجائے تو قبیلے کے لوگ مردانہ کی نیت پر ہرگز ایسا ہی ہو گا۔ جیکب نے سنجیدگی سے کہا۔ تم قبیلے لوگوں کو اس بات پر ماضی کر دو کہ وہ آج رات عبادت گاہ پر جس زمین۔ سوکار و انھیں اپنے قدموں پر عبادت گاہ سے باہر نکال دھائی گئے گا۔

۔ جھونپو کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟۔ سوکار کی امید کی کلن چلنے لگی۔

۔ ہاں آج رات تم ہماری طاقت کا اثر کر رہی ہو۔ کیوں سمندری دیوتا؛ کیا یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں پریشان مت نہ سوکار!۔ جیکب نے تیز

۔ تم اور مناماب جا سکتے ہو۔ جیکب نے لب و لہجہ میں کچھ ایسی ہی سنجیدگی سے جلدی سے پٹا اور باہر نکل گیا۔ سوکار نے بھی اس کو دیر نہیں لگائی۔ کلاش کی جانے والی نظروں سے جھونپو اور جیکب کی نظروں اور اسے پر جھونپو کی کیا تم سچ اپنا دعویٰ تازان کھو بیٹھے ہو؟

۔ تمہو نے خوف کے بعد جیکب کو مخاطب کیا۔ جیکب کلاش کی آواز سن کر یوں چوکا ہے

۔ نواب دیکھ رہا ہو۔

۔ کیا وہ دونوں چلے گئے؟۔ اس نے حیرت میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے تعجب سے دریافت کیا۔

۔ شاید جیکب سفر پر اپنے ساتھ لاکر آئے ہوں۔ ثبوت نہیں دیتا۔ میں نے بھی دینی زبان میں اپنی باتیں کہیں بھلاوہ کہ جس کو اس نے کیا ضرورت کلاش نے کہا۔ سارا سامنا یا جیکب چوہر کر کے دیا۔

۔ کیا مطلب؟ کیا میں نے کوئی غلط بات جیکب نے بڑی مصروفیت سے کلاش سے وضاحت کی جیکب کی اداکاری پر شدت پختہ آگیا۔ سخت بات کہنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ میری کی بار بار میرے کانوں میں سرسرا رہی۔ اس لیے جانے پر جیت سے خود بخود نہیں معلوم کہ اس نے سوکار سے کیا بات کہی مطلب؟۔ میں نے دھڑکنے والے کچھ دیر کے لیے میں نے تھا کہ وہ دست کو سوجھ کر

۔ یہ کس۔۔۔

سے دریافت کیا۔

۔ یہ تم ہم پر چھوڑ دو۔ کلاش لولا۔ کل صبح کا سوچ جھانکے حق میں بہتری لیے طلوع ہو گا۔

۔ سوکار نے عقیدت بھری نگاہوں سے کلاش کو دیکھا۔ شاید اس حق کو ہماری باتوں پر یقین آ گیا تھا۔

۔ تم نے کارڈو باکا کوئی ذکر نہیں کیا؟ میں نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا۔ کیا کارڈو باکا کی غصت سے اب تک کوئی پراسرار موت واقع نہیں ہوئی؟

۔ نہیں۔ یہ سلسلے جواب دیا۔ میں ابھی تک ایسی کوئی اطلاع نہیں موصول ہوئی۔ سوکار کی وجہ سے ہم نے اسے تلاش کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔

۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کلاش نے اسے یقین دلایا۔

۔ میں آج کی رات تجھے اوپر اور بخاری ہے۔

۔ سمندری دیوتا۔۔۔

۔ اب تم جاؤ سوکار! ہمیں سوچنے دو۔ کلاش کا لہجہ کھٹا ہو گیا۔ آج کی رات میں بھی کچھ اہم فیصلے کرنے ہیں۔

۔ ہوسکتا ہے کہ آج کی رات مجھے اسے سکون اور آرام کی آفری رات ثابت ہو۔ جیکب نے سوکار کو والیسی کے ارادے سے اٹھتا دیکھ کر اپنی مادری زبان میں کما پھر میری سمت دیکھ کر بولا۔ میں ایک بار پھر جیکب سے یہی مشورہ دوں گا کہ اس شخص

۔ عادت کو چلتا کر دو۔ ورنہ اس کی غصت ہم سب کو لے ڈیوے گی۔

۔ جیکب! کلاش نے اسے تیز نظروں سے گھورا کیا کہ تم اس وقت اپنی زبان بند نہیں رکھ سکتے؟

۔ یہ سب کچھ بخدا ہی وجہ سے ہمارے۔ جیکب نے تلمل کر جواب دیا۔ کالوری کا جھوٹ تھا جسے ہی سر پر سوار ہوا تھا۔

۔ یہ گفتگو بیکر میں بھی ہو سکتی ہے۔ میں نے جیکب کو سمجھانے کی کوشش کی۔

۔ تم لوگ کیا گفتگو کر رہے ہو سمندری دیوتا؟۔ سوکار نے ہمارے چہروں کے تاثرات دیکھتے ہوئے دریافت کیا۔

۔ ہم بخدا ہی دشوار لوگوں کا حل تلاش کر رہے ہیں۔ جیکب نے مقامی لہجے میں سوکار کو مخاطب کیا پھر نہایت مڑ لہجے میں بولا۔ مجھے بتاؤ کہ تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟

۔ اپنے دشمنوں کی موت۔

۔ ترتیب و اگلنے چلو اپنے دشمنوں کے نام میں ہیں

نیشن کر رہا ہوں۔

۔ جھونپو!۔ اچانک منامابول پڑا۔ کیا تم کسی طرح سوکار کے مخوس وجود کو عبادت گاہ سے باہر لائے ہو؟

کے مومن اسے کچھ طاقت بطور تحفہ دے رکھی ہے۔
وہ اسی طاقت کا مظاہرہ کرے گا لیکن تم کو بھی پتہ
ہو گیا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوئی؟
اگر اس کی سہولتیں کوئی سچ ثابت ہوئی تو ہم
کے بارے میں سب کچھ بتا دوں گی۔ کابلوری نے غی
ہوئے کہا۔

”کیا تم جانتی ہو کہ اسے کہاں رکھا گیا ہے؟
دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔
”ابھی نہیں آج کی رات گزار جانے دو۔ پھر
کے سامنے قفل لوٹ جائیں گے۔“

ہم نے زیادہ اصرار مناسب نہیں سمجھا لیکن ایک
میری سبھ میں نہیں آسکی۔ زارایا کی روح نے میرے
آکر تیار کیا کہ اپنی زندگی میں وہ اس جگہ سے ناواقف
جہاں لوگوں کو رکھا گیا ہے۔ اگر وہ اس ماز سے واقف
لیفتا اپنی زبان بند نہ رکھتی۔ سادری نے بھی
کہا کہ باقی کچھ کے لوگ جس دن اس ماز سے واقف
ان کا ساتھ رہو اور انہیں زندہ رہے۔ اسی دن وہ
اور ان کے ساتھیوں کی نمونہ ہوئی مگر فائیس کے۔ پھر وہ
کو کس طرح معلوم ہو گیا اور اگر وہ اس ماز سے واقف
اب تک اس نے اپنی زبان کیوں بند کر رکھی تھی؟
طور پر اسے زارایا کی موت کے بعد ہی قید
کو لوگ کس نہ ہونے کا یقین دلایا چاہیے تھا۔ اگر
زارایا کی روح کو سکون بھی مل جاتا اور کابلوری کا انتقام
پورا ہو جاتا۔

میری طرح کیلاش بھی شاید ان ہی گتھوں کو
میں محو تھا کہ کابلوری سخت دلت سے ہوئی۔
”مردار کا خیال تھا کہ زارایا کی موت کے بعد وہ
ماتس لے سکے گا لیکن سوکار کے زخمی ہونے کی اطلاع
اسے کرب میں مبتلا کر دیا ہے۔“

”میرا خیال ہے کہ تمہارا اپنے دشمن کی موت نہیں
”مکالانے اسی لیے اسے دیوتا کے قدموں میں
وہ ہر مانی نماز میں تہنہ لگاتے ہوئے ہوئی۔ وہ جانتا۔
اگر عبادت گاہ میں سوکار کی موت واقع ہوئی تو قیامت
لوگ مردار پر لگا یا ہوا الزم تسلیم کر لیں گے۔ مکالانہ
اپنا جواب نہیں دیکھا۔ اس نے مردار کو اپنے دشمن کی
جگہ اس کی زندگی کی خاطر دیوتاؤں کے سامنے
پر مجبور کر دیا ہے۔ کیا تم اسے مکالا کی عبادت میں

میں اپنی برسر اور لازوال قوتوں سے کام نہیں لے سکتے کیلاش
نے ایک معقول جواب پیش کرتے ہوئے تنبیہ کی تھی۔
”کیا زارایا بخیر سیسلی تھی؟“ میں نے کابلوری کے
چہرے کے بلے تاثرات کو محسوس کرتے ہوئے اسے اچھلنے کی کوشش
کی۔ کیا تم بھی زارایا کی طرح کسی طاقت کا ثبوت دے کر موت کو
گلے لگانا چاہتی ہو؟“

”میرے بچاؤ کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ میں مکالا کے
پاس لوٹ جاؤں۔“ کابلوری ہنستے ہوئے بولی۔ حالات
نے وقتی طور پر سوکار، مکالا اور مردار کے درمیان ایک عارضی
فیصلج پیدا کر دی ہے۔ تمہارے دیوتا کے عقائد کے دلا کو
بنا دیا ہے وہ نہ تھکے آنے سے پہلے وہ مکالا اور سوکار کے تشاروں
پر رہنا چاہتی تھی۔“

”تمہارا خیال غلط ہے؟“ کیلاش نے کہا۔ ”اگر سوکار مکالا
کے اشاروں پر نہ چلتا تو سادری کے سلسلے میں۔۔۔“
”سادری کی بات جانے دو سمندر دی دیوتا۔“ کابلوری
تیزی سے بولی۔ وہ بھی لوگ کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ اگر
ایسا نہ ہوتا تو سمندر جانے کب کا اسے مکالا کی ہوس کی بھینٹ
چڑھ چکا ہوتا۔“

کابلوری کا جواب ہمارے لیے بے حد اہم تھا۔ کیلاش بھی
سادری کے سلسلے میں یہی اطلاع پاکر سوچے بغیر نہ رہ سکا۔
میرا دل چاہا کہ کابلوری سے اس نسبت کی وضاحت طلب کر لوں
جو سادری اور لوگ کے درمیان برقرار تھی لیکن میں نے جلد بازی
کا مظاہرہ نہیں کیا۔ کچھ سوچ کر معنی خیز انارمیزیں بولا۔ ہم سب
کچھ جانتے ہیں۔ یہ بھی کہ سوکار نے کوشش کی کہ سادری کے قیدی
کے سامنے اپنی زبان کیوں بند رکھی اور یہ بھی کہ وہ سادری کو
مکالا کے سپرد کرنے سے کیوں گریز کر رہا ہے۔
”پھر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟“
”لوگ کا بپتہ نشان۔“

”بھونچو یہ کہاں ہے؟“ کابلوری نے میری بات نظر انداز
کرتے ہوئے پوچھا۔

”کیا مطلب؟“ کیلاش نے اسے سخت نظروں سے گھوڑا۔
”اس نے مردار کے سامنے کہا تھا کہ سوکار آج رات
عبادت گاہ سے باہر جائے گا۔“
”ہاں اس نے ٹھیک کہا تھا۔“ کیلاش نے بدستور خشک
لہجے میں جواب دیا۔
”تو کیا وہ بھی بخیر طرح دیوتا ہے؟“
”نہیں وہ صرف ہمارا خدمت کرنے والا ہے۔ اس کی خدمت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

• حکومت میں لپڑی طرح ہوش میں ہوں۔ یہ سلا سینہ تان کر
• بلائے تھیں مجھ سے معافی مانگنا ہوگی۔
• ٹھیک ہے جاؤ آرام کرو۔
• تم۔۔۔ تم شاید مجھ پر کوس کھانے کی کوشش کر رہے ہو۔
• پتلا جھلا گیا۔

میں نے بائیں اگر وقت ہو تا تو اس دل سپست تماشے کو
مزید طول فے کلفٹ اندوز ہونے کی کوشش ضرور کرتا لیکن
اس وقت سوکار و اور ملا کا معاملہ زیادہ اہم تھا اس لیے میں
نے وہاں لکنا مناسب نہیں سمجھا بلکہ عبادت گاہ کی جانب
قدم اٹھانے لگا۔ ایک لمحے کی مٹا ہر کے بعد مجھے جو خوشی ہوئی
اس کا اٹھا شکل ہے۔ اب مجھے دیوتاؤں کا ڈھونگ پلانے میں
بلے حد آسانی ہو گئی تھی۔ کچھ دشواریوں کا سامنا بھی کرنا پڑا۔
جن کا ذکر میں آگے چل کر کروں گا۔

میں اپنے خیال میں دو یا تین قدم اٹھاتا رہا عبادت گاہ
تک پہنچنے میں مجھے زیادہ دیر نہیں لگی لیکن وہاں جا کر مجھے اس
پر ہز و مت پر ہونے کی نہ تو دل آسانا یا مسامحہ تھی۔ نہ فیصلے
کے سربراہ اور وہ لوگ جن کے لیے یہ جگہ بنے تاکہ کی تھی ہر طرف
گھب اندھلا اور دگری خاموشی طاری تھی۔ شاید یہی کی ہو تھی
سیر کو ملنے پہنچنے سے پیشتر ہی لپڑی ہو چکی تھی۔ مجھے یہ سوچ کر
دلایسی ہوئی لیکن جیسے جیسے ایک اٹھا عبادت گاہ کے کمانڈے
مجھے کسی کی آواز سنا دی تھی۔ میں نے اپنی توجہ عبادت گاہ
کی جانب مبذول کر دی۔ چند ثانیے تک خاموشی رہی پھر دوبارہ
جو آواز ابھری وہ چل آواز کے تھا بلے میں قدمے بن آواز اٹھتی تھی
اس آواز کو سن کر میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ میں

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا عبادت گاہ میں داخل ہوا پھر صبر ہی
میری نظر ملا لپڑی میں ٹھیک کر کے چلی۔ چلتے چلتے
مجمہ چراغ کی چمکیا کی روشنی نے اس منظر کو بڑا ڈراما اور خوفناک
بنادیا تھا۔ میں نے سوکار و کو دیکھا جو در و در لونا کے جسم کے
سامنے کھڑے فرخ پر بلے سدھ پڑا تھا۔ اس کے پیٹ پر جما
ہوا سیاہ خون اس زخم کی نشان دہی کر رہا تھی جس نے سوکار و کی
زندگی کو موت کے دہانے پہلا کر رکھا تھا اور ملا سوکار و کے
قریب فرخ پر گھٹنے جیکے بیٹھا اور کے لیے جان منکر میت تانک
بست سے مخاطب تھا۔

• اور دینا کے مفیم دیوتا! آج کلا بھی تیرے سامنے گھٹنے
• جینے پر مجبور ہو گیا ہے۔ بہت سوکار و موت کے کمانے کھڑا ہے
• اس کے جسم میں جو گندہی روح ہے اسے آسمانوں پر لانے کے
• بجائے آزاد چھوڑ دے۔ نوکلا لایا۔ یہ خواہش لپڑی کو کسے نکالا

پڑی موت میں قدمی خیز ہوگی جب میں نے قدموں کو فرش گاہ
کے باہر موجودی فطوں کے قریب سے یہ سوچ کر گزر دیا ہوں سوکار و
مجھے دیکھنے سے صدمہ میں لیکن یہ خیال کے برعکس وہ بری ایک
ایک حرکت دیکھ رہے ہوں تھے۔

میری حالت زیب نہیں تھی اس وقت میری حیرت کے امتداد
رہی جب میں عافطوں کے درمیان سے گزر گیا اور انھوں نے کوئی
توجہ نہ دی۔ یعنی نے ایک کے بائیں میں جو کتا تھا وہ بی انت
پر کتا تھا لیکن اس کے باوجود مجھے تسلی نہیں ہوئی۔ ایک لمحے کو
میرے ذہن میں یہ خیال گزرا کہ سوکتا ہے عافطوں نے جو میں تو تھا
جیتھے میں جان لوچ کر میری قتل و حرکت پر ٹوک کر نے سے گزرنے
کیا ہو چکا ہے کچھ دور جانے کے بعد دوبارہ ان کی طرف پلٹا۔

اب وہ دونوں میری نگاہوں کے بالکل سامنے تھے۔ میں
ان کے قریب چلا گیا۔ میں نے انھیں دیکھا تھا کہ مختلف اشیا کے
مٹا انھوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ میرا دل خوشی سے بھریں اچھلنے
لگا۔ اسی خوشی میں میں نے ایک پیکار حرکت کر ڈالی۔ اپنے آپ
کو ریک کی پلار اور ناقابل یقین قوت کا مزہ یقین دلانے
کے لیے میں نے جھک کر زمین سے ایک چھڑا نکالا اور اپنی باور شاہ
لے کر ایک عافطہ کے سینے پر زور سے مارا۔ اب ایک اگر وہ مجھے
پتہ تھا تو مجھے طرح سے لپے تھے تو لکروانی طاقت ایگز حرکت پر
ان کا چرکنا یقینی بات تھی لیکن کتھر کی ضرب پر صرف وہی عافطہ
چرکا جس کا نشانہ لایا گیا تھا، دوسرے نے کسی درمل کا اظہار
نہیں کیا۔

• کیا بات ہے؟ • دوسرے عافطہ نے پتلے کا اپنی طرف
گھٹنے دیکھ کر دریافت کیا۔ تم مجھے ایسی نگاہوں سے کیوں دیکھ
رہے ہو؟

• لیون! پتلے نے پاٹ لیے میں جواب دیا۔
• تمہیں اگر مین آ رہی ہے تو کچھ دیر لپٹ جاؤ میں سوچوں ہوں گا۔
• ہاں شاید مجھے آرام کی ضرورت ہے۔ پتلے عافطہ نے کچھ
سوچ کر جواب دیا پھر وہ درخت کی جانب پلٹا ہی تھا کہ میں نے
دور سے لکھا تھا کہ اس کے سر کا نشانہ لیا۔ اس بار وہ مضطرب نہ کر سکا
تیزی سے ٹھکرا کر گھٹا۔ اپنے سامنے کئی خوش خوار فطوں سے گھومتے
ہوئے لپڑا کی گئی ہوش میں نہیں ہو؟

• کیا مطلب؟ • دوسرے نے تعجب و وضاحت چاہی۔
• مطلب یہ ہے کہ ایک پتھر اٹھا کر مجھے بھی ٹھکری کھوڑی
• کو نشانہ بنا کر پڑے گا۔ پتلے نے زخمی تھے ہوئے ٹھکے سے جواب دیا۔
• اہ۔ دوسرے نے غلاف توقع مضطرب سے کام لیا۔ تم نے
• شاید آج چھوڑ دی تھی۔ آج پتلے کھیلے ہیں۔

• لیکن سوکار و کے عبادت گاہ سے باہر آ جانے کے بعد نکلا
• کیا کرے گا؟ • میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔
• وہ کوئی نئی چال چلنے کی کوشش کرے گا۔ کا لپڑی
• نے راز داری سے کہا: اس کی شاطرا نے چالوں سے تو کارڈ و با
• جی مات کھائے لیتی کے منکاموں کو خیر باد کہہ کر فٹوں تک
• جنگلوں میں چلا گیا۔

• تم، کارڈ و ہلکے بائیں میں کیا جانتی ہو؟ •
• وہ لوگ کا وفادار تھا۔ مشکل لوگ کی امانت تھی پھر وہ
• اس امانت کو ختم کر کے قبیلے میں کس طرح رہ سکتا تھا۔ مشکل
• کو جلا کر کھانے کے بعد اگر وہ قبیلے والوں کو مل جاتا تو
• وہ نیزے مار مار کر اس کا جسم چھین کر ڈالتے۔
• تو کیا کو شکر کرو۔۔۔ میں نے دیرہ دانسا اپنی بات دھڑکی
• چھوڑ دی اس طرح میں اپنے ذہن میں ابھرنے والے ایک فوری
• خیال کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔ مجھے اپنے ارادے میں ناکامی نہیں
• ہوئی۔ کا لپڑی میرے قریب میں آگئی میرے سر اور قریب آ کر
• دم آواز میں ہوئی۔

• ہاں کو شکر کارڈ و ہلکے بائیں میں مکالانے اپنی ناکامی کا
• انتقام لینے کے لیے آگ کے فطوں میں جھومک کے سارا الزام
• کارڈ و با پر لگا دیا تھا۔ اگر کارڈ و با اسی رات جنگلوں میں جا چھپتا
• تو اس کا انجام بڑا بھیانک ہوتا۔

• تم شاید مجھ سے مذاق کر رہی ہو۔ کیلاش نے پاٹ آواز میں
• قدمے ناگاری کا اظہار کیا۔ اگر قبیلے والوں کو لوگ کی امانت تھی
• ہی مرنے تھی تو انھوں نے بعد میں کو شکر کا انتقام کیوں نہیں لیا؟
• کیا اب وہ کارڈ و با کو اپنے نیزوں کا نشانہ نہیں بنا سکتے؟ •
• سر مار کے بیان پر ٹوکرومن دی دیوتا! کیا اس نے تجھیں
• یہ نہیں بتایا کہ جنگلات کی طرف نکل جانے کے بعد ایک سال تک
• وہ کسی کو نظر نہیں آیا۔

• لیکن اب کیا بات ہے؟ •
• اب قبیلے کے لوگ اس سے خوف کھتے ہیں۔ اس لیے کہ
• وہ کارڈ و با بایں بلکہ اس کی روح ہے جسے دیوتاؤں نے پرامرار
• قوتوں سے نوازا ہے۔

• اور پرامرار قوتوں کا مالک بننے کے باوجود وہ ابھی پہلا
• کو ٹھکے نہیں لگ سکا۔ کیلاش نے مضطرب لگاتے ہوئے کہا۔
• شاید اس میں بھی دیوتاؤں کی کوئی بصورت ہو۔ کا لپڑی
• نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر اس نے اپنی ہونٹ سختی سے انھوں
• سے چھیننے لیے اور سہے ہوئے انداز میں قدم اٹھائی اپنے کمرے میں
• چل گئی۔

• تم نے کا لپڑی کی باتوں سے کیا نتیجہ اخذ کیا؟ •
• ہو سکتا ہے اس کی بائیں مجھ سے لے کر آدھانت دیں۔
• جبکہ کی فطلاز حرکت نے سارا کھیل بگاڑ دیا۔ کیلاش
• بلائے ممکن ہے وہ اس وقت بھی کسی طاقت میں مبتلا ہو۔
• میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ جب تک سوکار و کے بائیں میں جو
• پیش گوئی کی ہے وہ درست ثابت ہوگی۔

• کیا مطلب؟ • کیلاش نے مجھے وضاحت طلب کرنے لگا۔
• نہ جانے کیوں میرا دل گرا ہی ہے۔ رہا ہے کہ صبح کی پرامرار
• قوت اس موقع پر پہنچی ہو۔ میری مدد ضرور کرے گی۔

• کیلاش کچھ کتا چا بناتی لیکن اسی نے جبکہ اندواں
• ہوا: حسب معمول وہ اس وقت بھی اکھڑا اکھڑا دکھائی دے لگتا۔
• مکالمے سے تشریف آ رہی ہے جناب؟ • کیلاش نے
• سنجیدگی سے پوچھا۔

• جب تک کوئی جواب نہیں دیا، نظر اپنی کارڈ و باری میں
• دیکھا پھر خاموشی سے کھانے کے کمرے میں چلا گیا۔

• تم کا لپڑی کو شیشے میں آٹانے کی کوشش کرو میں جبکہ
• کو سنبھالتا ہوں۔ میں نے کیلاش سے کہا پھر اسے کا لپڑی کی طرف
• دھار کر کے خود جیکے بائیں چلا گیا کہ جو نہایت اطمینان سے کھانے کی
• میز پر اپنے لیے دو مرتب دینے میں مصروف تھا۔

• رات کے تقریباً گیارہ کا مکمل تھا جب میں اپنی رات گاہ
• سے باہر نکلا۔ جبکہ اس وقت گری تین سو رہا تھا۔

• مجھے یقین تھا کہ صبحی نے اور دینا کے ٹوٹے جادو کر کے
• بائیں میں جبکہ کی زبان سے جو کلمات ادا کرانے تھے وہ اپنی جگہ
• اٹ ثابت ہوں گے صبحی کے حوالے پر کیلاش بھی مطمئن ہو گیا تھا
• لیکن میں تمام صورت حال کا جائزہ قریب سے لیتا جاتا تھا میں
• طور پر ایک کی آواز سننے بھی قصود تھی جو میری ایک سیرنگ میں ڈھائی
• سو مار کے مقرر کردہ دونوں عافطہ رات گاہ کے سامنے

پڑی طرح مختلط نظر آتے تھے۔ میں نے ایک کو گریبان سے باہر
• نکالا۔ چند لمحوں کے اندر دیکھتا رہا پھر ٹوٹی ہوئے سے جرم نہ
• میں دیکھ لیا، صبحی نے مجھے بتایا تھا کہ ایک بھوسہ بیٹوں
• پر لپنے والے مفیم ساحروں کا ایک حیرت انگیز تجربے تھے میں
• میں دیکھ لینے کے بعد انسان دوسروں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا
• ہے۔ میں پہلی بار اس عجیب و غریب نئے کی آواز سن کر نے جانا تھا۔
• سادہ رنگ کے والے کو منہ میں لکھنے کے بعد میں آہستہ آہستہ
• قدم آگے بڑھانے لگا۔ میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ میں
• نے سوچا کہ صبحی نے میرے سامنے مذاق کیا ہے تو اس وقت

کر دیا تھا پھر اچانک مکالا کے قدم تھم گئے۔ سوکارو بھی قہقہے کرتے کرتے ایک لمخت رک گیا۔

موسیٰ شعل کی درختی نے بھی تجھے اپنی سمت متوجہ کر لیا اور تب میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میں نے سمرا اور اس کے ساتھیوں کے بالے میں جو خیریتوں کا تھا وہ غلط تھا ناخونوں نے زیادہ فائنل مندی کا ثبوت دیا تھا۔ وہ عبادت گاہ سے کچھ فاصلے پر چھوٹی چھوٹی مسجدوں کی صورت میں درختوں کی آڑ میں دوپٹے تھے ایک دیکھتے کی صورت میں سامنے آئے تو مکالا اور سوکارو بھی شش درہ گئے۔ منام کے ایک نام سے موسیٰ شعل اپنے ہاتھ میں بلند کر رہی تھی سمرا اور منام آگے آگے تھے۔ اس کے ساتھ معنوی چہرے والے کچھ لڑکے تھے اور کچھ دوسرے افراد بھی تھے جو تقیہ سمرا نے عجب کی ایسا پر جمع کیے ہوں گے۔

سمرا کے جیسے پیرستیش دم دی تھیں اس کی آنکھیں بچک دی تھیں۔ وہ بڑے پر وقار انداز میں زمین پر قدم جمائے کھڑا مکالا اور سوکارو کو دیکھ رہا تھا۔ میں قدم بڑھانے کا جمع کے قریب چلا گیا جہاں سے میں دونوں فریق کے چہروں کے تاثرات پر آسانی دیکھ سکتا تھا۔ کچھ دیر تک سمرا اور مکالا ایک دوسرے کو نگاہوں میں تولتے رہے پھر سوکارو کی تجویز آواز میں دی۔

”مکالا! اور دنیا کا سرکار اچھے صحبت سوکارو کی زندگی پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔“

”میں نے غلط نہیں کیا تھا۔“ مکالا نے سہاٹ لیے ہیں جواب دیا۔ تجھے مقدس درجن نے ہی بتایا تھا کہ بخت سوکارو کے ساتھ جو حلوہ پیش آیا ہے۔ اس کی تمام ذلتے واری کا بور کی ذات پر حامی ہو رہی ہے۔“

”کیا عظیم مکالا ہمارے اکابرین کے سامنے ان مقدس درجن کا نام لیا ہے کہ اسے کچھوں نے کا بور کی کحوالات کا ذوق دار قرار دیا اور معزز سوکارو کی شخصیت کو اس حالت میں جلوت کرنے کی کوشش کی؟“ اس بار منام نے اونچی آواز میں زاریافت کیا۔

”نہیں۔“ مکالا سختی سے بولا۔ ”مقدس درجن کی نظاہری کر کے میں ان کے ناو و عتاب کا نشانہ نہیں بننا چاہتا۔ منام کو بہتر بیان پر گھر شہر پر نواس شے کی وجہ بیان کی بلے۔“

”اگر سوکارو عبادت گاہ میں دوڑتا ہے تو مقدس کے سامنے مرگ جاتا تو معزز سوکارو کی سرطانی فیصلے والوں کی نگاہوں میں مشکوک ہو جاتی۔ کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا؟ منام انجید کی سے بولا۔

”بلے شک۔“ مقدس درجن کا یہی خیال تھا کہ سرطانی طور پر کوا حبیبوں کے حوالے کر کے اچھی نہیں کیا؟

”اور اب۔“ مقدس درجن کو کیا خیال ہے؟ منام نے بے ہوشی سے

”نہ عظیم ہے مکالا۔“ سوکارو اسے تعریفی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ ”کا بور کی کی دلیبی تیری سب سے بڑی جہت ہوگی سمرا کا سونج اب بہت جلد ذوق ہو جائے گا۔“

”نہ عبادت گاہ کا علم کیا ہے؟“ کیا سرکار کا بور کی کو پس لے آئے گا؟“ اس بار مکالا نے خند کی سعادت کیا۔

”عبادت گاہ سے باہر نکل مکالا! یہاں مجھے سینے میں اپنا دھکھٹا محسوس ہو رہا ہے۔“

”ہو سکتا ہے۔“ ہو سکتا ہے تو تاہم تیرے گنہگار سوکارو کو زیادہ دیر نہ برداشت کرنا چاہتا ہو۔“ مکالا نے اور کے بت پر ایک نظر ڈالتے ہوئے تیزی سے کہا۔ ”میں جلدی کر مقدس دیوانہ کی نگاہوں سے دور ہو جاتا۔“

سوکارو اور مکالا دروازے کی جانب پلٹے۔ کچھ اپنا دم سینے کی گراہیوں میں گھٹنا محسوس ہوا۔ ایک لمحے کو میں بھول گیا تھا کہ جب تک میں زمین سے وجود نہیں دیکھتا جب وہ دونوں تیرے قریب کر کے عبادت گاہ کے صحن میں پہنچے تو میں نے اہلینا کا سانس یا پھر جلوت کر میں بھی ان کے پیچھے قدم اٹھانے لگا۔

”سوکارو!“ اچانک مکالا نے بڑھتے جاو کر گوشوں سے بڑھ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ ”مکالا کی کمانی یا دھکھٹا۔ اگر تو نے غار والی دانان کے سلسلے میں زبان کھول تو تیری لاش پر کھینچا ہوگا۔“

”میں بھول چکا ہوں سب کچھ فراموش کر چکا ہوں۔“ تجھے صرف ایک بات یاد ہے مکالا! تو اور دہشت کا دور مرا نام ہے۔“ مکالا عظیم ہے۔ سوکارو نے سرسری آواز میں جواب دیا پھر غیبت جھرسے آواز میں مکالا کے گرد ناچنے لگا۔

عجب کی زبان سے نکلی ہوئی بات سچ ثابت ہو رہی تھی سوکارو واقعی کرتا ہوا عبادت گاہ سے باہر جہاں دھکھٹا جینی کی پیرازوڑنے کے ایک نئے روپ میں سامنے آ رہا تھی۔ کندی زبان کے لمبا ہے سوکارو کا زخم مند مل کر کے اسے دوبارہ دونوں ہاتھوں کا رہا تھا۔ ہر بات اسی انداز میں پیش آ رہی تھی جس طرح پیش گوئی کی تھی تھی مگر سمرا اور اس کے قبیلے کے لوگ جانے کیوں غائب تھے۔

سوکارو اور مکالا کے ساتھ ساتھ میں بھی عبادت گاہ سے باہر گیا۔ میرا دل تیزی سے دھوکہ رہا تھا۔ میں نے اندھیرے کے باوجود اطراف کا جائزہ دیا۔ وہاں بظاہر کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔

مکالا سینہ کے گرد ان اونچی کیے بڑے شامانا انداز میں آہستہ آہستہ عبادت گاہ سے دور ہوا۔ ہاتھ اور سوکارو جو دونوں کا بچہ ہی نظر آتا تھا اس کے ارد گرد و تھیوں کے درایتی انداز میں بعض

میں نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ منظر اس قدر گھناؤنا اور غیظ تھا کہ میرا جی مٹانے لگا۔ میرا دل چاہا کہ میں لڑنے قہقہے بھگا جاؤں لیکن اسی لمحے مکالا کی آواز میں سے کانوں میں گونجی۔ ”عظیم بھگا رو کی ناچار اولاد! مجھے معلوم تھا کہ تیری گندی روح صحت کو بچھاؤں گے۔“ ہاں ہاں گیدو کی دم غور سے دیکھ مکالا تیرے قریب موجود ہے۔“

میں نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں۔ مجھے ایک لمحے کو یوں لگا جیسے میں خواب دیکھ رہا ہوں جیسی کا کیفیت ناک وجود وہاں موجود نہیں تھا اور سوکارو جو کچھ دیر پیشتر اکڑی ہوئی سرد لاش نظر آ رہا تھا۔ آنکھیں کھولے پچھٹی پچھٹی نظروں سے مکالا کو دیکھ رہا تھا۔

”کچھ لول سوکارو! ڈیڑوں کے بچہ!۔“ مکالا نے ایک بچہ پر ہاتھ سوکارو کے کولے پر مانے ہوئے کہا۔ ”لو کی طرح تیرے بچاؤ سے اپنے باپ کو کیا دیکھ رہا ہے؟“

”مکالا!...“ میں کہاں ہوں؟“ سوکارو کی خفیف آواز عبادت گاہ میں گونجی۔

”تو زندہ ہے۔“ ہاں غار میں زندہ وہ غلط ہے۔ تیری پلید روح آسمانوں پر نہیں زمین پر بھٹکنے کے لیے تیرے ہم میں واپس آگئی ہے۔“

مکالا نے خوشی میں اسے جھوٹا شروع کر دیا۔

”م... میں... میں... عبادت گاہ میں کیسے آ گیا؟“ سوکارو نے کراہ کر پچھتے ہوئے حیرت سے سوال کیا۔

”مجھے یہاں میں لایا تھا۔“

”تو کیا...“ اور نے تجھے اپنے قہقہوں میں نہا دے دی۔

سوکارو نے سہمی ہوئی نظروں سے اور کے بت کو دیکھا۔ تجھے یقین نہیں آ رہا۔“

”یقین کر سوکارو! تو زندہ ہے۔ شاید اس لیے کہ تو نے جہاؤں کے دیوانہ کا سرطلب کیا تھا۔“ مکالا تیری یہ آواز خود بول رہی کرے گا۔“

”جہاؤں کا دیوانہ؟“ سوکارو دیکھتے ایک بھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ آنکھیں جھپکتے ہوئے بولا۔ ”کہاں چلا گیا وہ اور... وہ غار...“

”عاموشی؟“ مکالا نے برق رفتاری سے سوکارو کے منہ میں پراپنا ہاتھ لکھتے ہوئے تیزی سے کہا۔ ”اپنی گندی زبان بند رکھ۔“

غدار کی باتیں وہیں سے نکالنے میری بات دہرائیں کر لے۔

پھر مکالا نے دھم بھم میں وہی کمانی اور دنیا کے لوڑھے جلدی کو کٹا دی جو سمرا اور قبیلے کے لوگوں کو کٹ چکا تھا۔

تیرے اس احسان کے عوض تیرے قہقہوں میں ان انسانی دیوتاؤں کی جھینڈ چڑھنے کا وعدہ کرتا ہے۔ تجھوں نے سمرا کو دغلا دیلے۔ بھگا رو کی مقدس روح کی قسم میں ان دیوتاؤں کی زندگی اجیرن کر دے گا۔ تجھوں نے مکالا کے ہاتھوں سوکارو کو زخمی کر لیا ہے۔ ہاں لے بغیر دیوتا! بیتا۔ بجاری حیش میں آکر اندھا ہو گیا تھا۔ تجھے اور بیکاری کی قسم سوکارو کے بلید ہم جیٹھنی روح کو ایک بار پھر سے پیدا کر دے۔“

برخیز کر ایک میسرے منہ میں موجود تھا لیکن میں مکالا کے سامنے جانے سے کڑا رہا تھا۔ کچھ دیر تک وہ اور سے عجیب و غریب اور بے سترگ لہجے میں دعا میں کرتا رہا پھر کچھ سوکارو کو گھونٹنے لگا۔ چراغ کی کپکپاتی روشنی نے اس کے چہرے پر لڑنے آئے فانی تاثرات کو بے حد عجیب و غریب بنا دیا تھا۔

”سوکارو! چند لمحوں تک خاموش رہنے کے بعد اس کی آواز دوبارہ عبادت گاہ میں گونجی۔“ آنکھ کھول سوکارو!

اور دنیا کے بد بخت جاو کر! دیکھ مکالا تیرے ناپاک جسم کے قریب بیٹھتے آواز سے رہا ہے۔ مجھے بتائے شب تاریک کی تجھوں پیدا واکہ وہ کون سی دھند کی چاندنی تھی دیکھ کر تیری آنکھیں چند جھپکیں تھیں۔ مجھے اس طاقت کا پتہ بتائے مکالا کا قہر تیرے دمنوں کو بھون کر اٹھ کر دے گا۔“

سوکارو کے جسم کو کسی قسم کی کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ بلکہ اب بھی لگ رہا تھا جیسے اس کا جسم موت کی مڑلے سے نکلا کر پوری طرح اکڑ چکا ہے۔ مکالا اس سے نہایت گندی اور بے ہودہ زبان میں اپنی حیرت اور عقیدت کا اظہار کرتا رہا۔

میں اپنی جنگ خاموش کھڑا مکالا کی وحشت اور جھلجھلٹ کا نشانہ دیکھتا رہا پھر اچانک میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ سوکارو کے سر ہانے میں نے صحتی کو مارا ہونے دیکھا تھا۔ اس وقت بھی اس کے جسم پر وہی چھتہ لایا ہوا موجود تھا لیکن اس کی شکل دیکھ کر تیرے جسم کے روٹنے کوٹے ہوئے۔ اس کے سر کے بال بے تحاشا بڑھتے ہوئے ہاتھوں کے مخوں تک لہرا رہے تھے۔ آنکھیں مفلتوں سے باہر نکلی نظر آ رہی تھیں زبان ہونٹوں کے باہر بھول رہی تھی۔ ہاتھوں کے ناخن بے حد لمبے اور تیز جار پھرنے لگے۔ ہاتھ دکھائی دے رہے تھے۔

مکالا بے سحر سوکارو سے مخاطب تھا۔ شاید یہی نہیں اس کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ پھر میں نے صحتی کو سوکارو کے اوپر پھٹنے دیکھا اس کی زبان دھڑا دھڑا ہوتی جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ وہ لنگ کر سوکارو کے پیٹ کے زخم تک پہنچ گئی اور مجھے ہوئے غنیمت یوں لپٹا لپٹا لگی جیسے وہ خون اس کی مغرب غذا ہو۔

جو سنا انداز میں سوال کیا۔

”دلچسپ اور تھکنے والی سوچ کا کمال غلط کر دکھایا ایسا کہیں اور کیسے ہوا اس کی وجہ دلو تاکہ سوا اور کی نہیں جان سکتا البتہ عظیم اور بڑے بخت سوا کو کوئی زندگی کے سرور اور کدواں کو کاف دار ہونے سے بچا لیا۔ مگر کالانے آسانی دھننا سے جواب دیا پھر براہ راست سمراسے مخاطب ہوا کیا میری فرمائش پر کالوری کو فیصلے میں واپس بلا لیا گیا ہے؟“

”نہیں سمراسے دنگ لیے ہیں جواب دیا تبیلے کے تمام لوگ اس بات کے گرد ہیں کہ سمراسے دی دلو نانے بچے رسوئی کے فتا سے نجات دلائی تھی اور مجھے ان کی خدمت کا جھکا لیا تھا۔“

”لیکن میرا کالام اب بھی یہی کہتا ہے کہ وہ بھی ہماری طرح انسان ہیں۔ سمراسے پہل بار باز نہ کھولی۔“

”اگر تیرا علم سچا ہے تو پھر ابھی تک وہ تیرے گدے علم کا نشا کیوں نہیں بنے؟“ منانے مرد آواز میں سوال کیا۔

”کچھ تیرے قوتیں ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔“ وہ آسانی قوتیں جس صورت دلو ناؤں کے حصے میں آتی ہیں۔

”سوا کو کالام آج تک بھی غلط ثابت نہیں ہوا۔“ پھر اب بھی بار باز ناکامی کا مسکروں دیکھنا چڑا رہا ہے۔

”تھکنے دو میں۔۔۔۔“

”اپنی گندی زبان بند کر بد بخت!“ اس بار سمراسے گرج کر بولا۔ تیرا ناکامی سمراسے اور ہواؤں کے دلو ناؤں کا بال بھی بیکار نہیں کر سکتا۔ وہ عظیم اور آواز دلو ناؤں کے مالک ہیں۔ جنہوں نے فحاشی کی پندوار لگا کر قوتیں کے کار کا بھونچنے میں پیش قدمی کی تھی کہ آج رات تو تمہیں کچھ ہوا عبادت گاہ سے باہر جاتے گا۔ ہم اس کی پیش گوئی کا کٹر دیکھتے ہیں۔“

”ہاں مگر کالام! یہ سچ ہے۔ مصنوی جی سے دلو ناؤں نے مگر کالام کو سواؤں کی بات کا قیاس لانے کی کوشش کی۔“

میں آتے آتے رو گئی۔

”مردار سمراسے کیا تو نے سمراسے اور ہواؤں کے دلو ناؤں سے کالوری کی واپسی کا مطالعہ کیا تھا؟ مگر کالانے سپاٹ لیے ہیں دریافت کیا۔“

”ہاں۔ میں نے تیری ایسا پیا کر کے کی جرات کی تھی۔“ پھر۔۔۔

”سمراسے دلو ناؤں سے کالوری کی واپسی کا مطالعہ بھی ہے رو کر دیا اور پھر بھونچنے بد بخت سوا کو راک کی زندگی کی پیش گوئی کر کے میری زبان بند کر دی۔“

”میں ایک بار پھر کالوری کا مطالعہ کرتا ہوں۔ مگر کالانے اس بار پھر مجھے ہونے تو اسے سینہ بٹھو تک کر کے آواز میں کیا۔“

”مگر کالانے تو پھر بھی خطرہ نہ کر سکتے کیا تو دلو ناؤں کے قوت کو لکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔“

”مگر کالانے کالوری سے اور اس کے سوا کسی سے نہیں لڑتا۔“ تیری خود سری فیصلے کے دوسرے لوگوں کے لیے بھی تنبیہی اور بریادی۔۔۔۔

سمراسے اپنا ہاتھ مکمل نہ کر سکا۔ اس کے سیدھے ہاتھ پر کھڑے ہوئے ایک مصنوی جسے دلو ناؤں کے حلق سے بلند ہونے والی چیخ اس قدر کرب ناک اور بھیجا تھا کہ کسب اس کی طرف توجہ ہو گئے۔ منانے تیری سے پتا نہیں چھیننے والے نے زمین پر گر کر یوں تڑپنا شروع کر دیا جیسے کسی شدہ ملازمت سے وہ جلد ہرجے

اس نے تڑپ تڑپ کر کم توڑ دیا۔ اسی وقت جینی کی پراسرار آواز میںے کانوں میں سرسرائی۔

”میں نے جتنے لیے ایک اور آسانی پیدا کر دی ہے۔“ مصنوی جی سے دلو ناؤں کی پراسرار موت مگر کالام کو لوگوں سے نفی دے کر دینے کے لیے کافی ہے۔

”لیکن اس کا قصور کیا تھا؟“

”وہ مگر کالام کا ہمارا اور ساقی تھا لیکن تم ان بچوں میں مت پڑو۔ جینی نے کہا۔ میں اس وقت تھیں ایک اور بڑی شام چاہتی ہوں۔ کالوری زندگی کا کٹھن کار ہو کر موت سے دوچار ہو چکی ہے۔ اس کی لاش لٹائی گئی ہے گاہ کے قریب ہو چکی ہے۔“

”کیسے ہو رہا ہے؟ میں نے دھڑکنے ہوئے دل سے پوچھا۔“

”میں اسے جی نہیں۔۔۔۔“

”وقت مت ضائع کرو۔ جینی نے میرا جملہ کاتے ہوئے تمہیں بلانے آواز میں اعلان کر کے مصنوی جی سے دلو ناؤں کی موت تھا۔“

جینی والوں کے لیے تھکے کے طور پر کھلے آسمان کے نیچے ڈال دیا ہے۔

”لیکن اس طرح حالات۔۔۔۔“

”میں جلد ہی ہوں جمال! کچھ مجھ کو ایسی ہے کہ زیادہ دیر یہی جتنے قریب نہیں بھیر سکتی۔“

”میں نے دو تین بار جینی کو آواز دی لیکن وہ شاید جاچکی تھی۔ پھر میں نے دل کر کے کرکٹ آواز میں وہی کچھ دہرا دیا۔ جینی نے کہا تھا ساس کے بعد میں ریک کو دستور میں دہرائے گی۔ لاش کا گاہ کی سمت سے خاشہ دوڑنے لگا۔ یہ سیکھنے کے متعلقہ دن کی آواز میں ابھر رہی تھیں۔“

کالوری کی ادھڑی ہوئی لاش ہماری رہائش گاہ سے تھوڑے فاصلے پر کھلے آسمان کے نیچے پڑی تھی۔ پہلی نظر میں ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی آدم خود زور سے کٹھا کر رکھی ہو۔ اس کے جسم پر جہاں بجائے خراشیں نظر آ رہی تھیں جیسے کسی تیز دھات کے بالناختی سے اسے کدو کٹ کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ چوڑے خون سے لٹ پٹ تھا۔ بھٹی بھٹی خوف زدہ آنکھیں ملنے سے ابلی دکھائی دے رہی تھیں۔ مرنے سے چند منٹ پہلے تو

مردار تھا تھا وہ نقیبا آناجی و مشت ناک اور ڈانڈا تھا کٹاں کٹاں کھلی کھلی کھلی رہ گئی تھیں ہر کے بال اس طرح گر کر تود اور اٹھ لے گئے جیسے اسے مرنے کے بعد کئی زمین پر پڑا ہو۔ پھر کدو کھٹ گیا ہو۔

”لاش کے گرد دیکھتے ہی دیکھتے اچھی خاصی بھیر لگ گئی۔“

سمراسے ادا اور اس کے ساقی جیت بھری نظروں سے کالوری کی لاش کو دیکھ رہے تھے۔ مگر کالام چہرہ صاف تھا۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے یوں اپنی آنکھیں بھیجنے لگا تھا جیسے شہید فیض کے عالم میں ہو۔ سوا کو اس کے قریب ہی موجود تھا۔

عبادت گاہ سے واپسی پر میں سیدھا اپنی رہائش گاہ پہنچا اور ریک مرنے کے کھلنے کے بعد میں نے کلاش کو بلایا۔ اسے کالوری کے بالے میں کوئی علم نہیں تھا۔ عجب میں نے اسے کالوری کی لاش کی اطلاع دی تو ایک لمحے کو کلاش کے

چہرے پر ایسے تاثرات ابھرے جیسے اس کی کوئی عورت نے اچانک چھین گئی ہو لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے خود پر قابو پالیا۔ اس کے بعد ہم ایک ساتھ ہی وہاں سے روانہ ہوئے۔

راتے میں میں نے کلاش کو پھر ایک نئی کافی مانی۔ میں نے اسے بتایا کہ لوگوں کے شور و غل کی آواز میں سن کر میری آنکھ کھلی پھر کالوری کی لاش اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے

کے بعد میں نے اسے کالوری کی موت میں کسی مسافک قاتل کا ہاتھ ہے جسے جونی بھی کہا جاسکتا ہے۔“

”کوئی خاص وجہ؟“

”اگر ہمارا تو قوت کو کھنڈ کالوری کی موت ہی مقصود تھی تو

کے بعد میں نے اسے حالات سے باخبر کرنا ضروری سمجھی میری کافی میں خاصے بھول تھے لیکن علامت کی اچانک اصلاح نے کلاش کو

آنا کر بڑا دیا تھا کاس نے مجھ سے مزید کوئی استفادہ نہیں کیا۔

اس خیال سے کہ کلاش متوقع واردات پر پہنچ کر کسی بھولکھا مٹ کا ثبوت دے جسے میں نے جینی کا حوالہ دے کر اسے باور کرا دیا کہ

کالوری کی موت میں بھی ان ہی نادیدہ قوتوں کا ہاتھ ہے جو ہماری مدد کر رہی تھیں۔

کلاش نے جب تک کو بھی بیدار کرنے کی خواہش ظاہر کی اس کا خیال تھا کہ جب تک اس وقت تندرہ لاش نگاہ پر چھوڑنا مناسب نہ ہوگا لیکن میں نے منع کر دیا۔ ایسے موقع پر جب تک

ساتھ لے جانا میرے نزدیک قطعی غیر دانش مندانہ اقدام ہوتا۔ صورت حال کی نزاکت کے پیش نظر اس کے مرنے سے کھلا ہوا کوئی غلط جملہ بولنے ڈرانے کی ناکامی کا باعث بن سکتا تھا۔

کلاش نے تھوڑی سی بحث کے بعد میری تجویز سے اتفاق کر لیا جب تک اس کے بستری پر بخواب لیٹنے دیا۔ راتے میں اس نے مجھ سے پوچھا۔ ”کیا جینی نے کالوری کی موت کی کوئی وجہ نہیں بتائی؟“

”وہ مگر کالام اور اس کے ساتھیوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کلاش کالوری کی واپسی کا مطالعہ بھی نہیں لگا لہذا ہم نے اسے زندگی کی قید سے آزاد کر کے واپس کر دیا۔“

”سوا کو راک کا کیا بنا؟ کیا وہ عبادت گاہ سے باہر گیا؟“

”ہاں جینی نے ہی بتایا ہے۔“

”ہم دونوں جیسے کے قریب جا کر کھ گئے۔ میں نے کلاش کے چہرے کا جائزہ لیا۔ میرا خیال تھا کہ کالوری کی موت کی خبر دیکر اسے فوری طور پر خود چکا چوتی تھا۔ اس کا اثر جیسے حادثہ پر پہنچ کر دوبارہ ظاہر ہوگا لیکن میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ کلاش جو عادی طور پر مسرور تھا ابھی جگمگ ثابت قدم رہا۔ کالوری کی لاش دیکھنے کے بعد بھی وہ حیرت انگیز طور پر مطمئن نظر آ رہا تھا۔“

”لاش کے بالے میں تھا راکیا آنا ڈانڈا ہے۔ میں نے ذی زبان میں دریافت کیا۔“

”یہ کسی نادیدہ قوت کی حرکت نہیں معلوم دیتی۔“ کلاش مجھ کی طرف سے بولا۔

”کیا مطلب؟“

”میرا تجربہ بتا رہا ہے کہ کالوری کی موت میں کسی مسافک قاتل کا ہاتھ ہے جسے جونی بھی کہا جاسکتا ہے۔“

”سمو را بے گناہ ہے مقدس اور کی قسم اگر تم نے میرا ساتھ نہ

SOCIETY.COM

www.PAKS

حالات کا جائزہ لیتے ہیں۔ مثلاً اسے اسے مول پر واجب

انجام دیا تھا، بنا اور اس کے ساتھی بھی سمرا کی کیفیت کو محسوس کر لیتے تھے۔ پھر مجھے سمرا کی حالت پر رحم آ گیا۔ میں نے اسے منجانب کرتے ہوئے کہا۔

”سمرا! سمرا! ہم دیکھ لیتے ہیں کہ تم اس وقت کسی خاص ذہنی غفلت میں مبتلا ہو؟“

”نہیں“ سمرا نے بے بسی سے اپنی اچھی چھپاتے ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہے ہواؤں کے دیر نما!“

ماڑنے کی کوشش مت کرو۔ ہماری دور میں نظریں ب کچھ دیکھ رہی ہیں۔ میں نے سیات لیے ہیں کہ تم اور دنیا کے ساتھ مزاحربو کا کچھ دیکھ لیتے ہیں کہ میں کی روح آہستہ آہستہ دلواریں کے درمیان قید ہے۔“

سمرا میرا جواب سن کر زرد پڑ گیا۔ سو کاڑنے مجھے چونک کر دیکھ کر اور مکلا کی نگاہوں میں غور کے ڈولے تیرے گئے۔ وہ ایک قدم بڑھا کر میرے قریب آ گیا۔ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سرساز آواز میں بولا۔ ”تم کیا جانتے ہو کہ ہاؤں کے ہاؤں میں؟“

”وہ سب کچھ جو تم اور اچھے ساتھی نہیں جانتے ہیں میں نے پہلی بار جواب میں مکلا کو انہوں نے سوالوں سے گھورا۔“

”گو امیرا اندر سے درست نکلا۔ سمرا نے تجھیں اپنا راز داؤنا بیا ہے اور اب تم اس کی پشت پناہی کرو گے۔“

”یہ تھا وہ مجھے سمرا نے ہمیں کچھ نہیں بتایا لیکن ہماری پرادر توتوں نے....“

”مکلا ایک بار دھوکا کھائی لیکن دوسری بار وہ محتاط رہے گا۔ اس نے میرا جھگڑتے ہوئے سر آواز میں جواب دیا۔ ”بجٹ سو کاڑنے اگر مجھے اپنی طرف متوجہ نہ کیا ہوتا تو وہ غافل ہی زندگی کی آخری آہ کا گاہ بن جاتا۔“

مکلا کی آواز اتنی غم خیز تھی کہ سمرا یا اس کے ساتھی اس کا جلد سن سکے البتہ کیلاش غار کو اس کے چونک اٹھا۔ میں کیلاش کی سمت متوجہ ہونے کے بجائے مکلا کو دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں درد کی تصویر تھی۔ وہ کچھوں نگاہوں میں میری طاقت کی پیمائش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میری خاموشی اس کے حوصلے اور بلند رفتی چن چن چن میں مسکرا دیا اور مکلا کو گرجا ہوئے کسی کس غار کی بات کر رہے ہو؟ میں بھی نہیں۔“

”مکلا آئے آج کبھی کے آگے گھٹنے نہیں نیچے بیٹھیں اس کا اندازہ بہت جلد ہو جائے گا۔“

”سو کاڑ کو پیش آئے لالا! دشت بدما بھی ہمک تھا۔“

”اعصاب بظاہر ہے؟“ میں نے سنجیدگی سے کہا۔

”تم ایک بار جس شعبہ بازی کا مظاہرہ کر کے مرہ جو بار

تھیں مکلا کے عتاب سے نہیں بچا سکے گی۔“

”ابھی کچھ دیر پیش قدمی میں ہو گا کہ گفتگو کر رہے تھے۔ کیلاش نے درمیان میں بولتے ہوئے پوچھا۔ یہ غار اور شہرہ بازی ذکر کہاں سے آگیا؟“

”اس کا جواب تجھیں ہواؤں کا دیر نما سے گا میری بھئی میں دھول جھوک کر....“

”مکلا! آ! میں نے اس بار دیر نما آواز میں اسے ملکارا۔“

”تم گستاخ ہونے جا رہے ہو اپنی زبان کو لگام دو ورنہ میری بھی کوئی سبق دینا پڑے گا۔ زندگی جانتے ہو تو کار برد کی لالہ کو لینے کا مذہب پر امنی کر رہا ہے۔ سو کاڑنے کے دور ہواؤں۔“

”مکلا! کیا تیری طرف سے باز نہیں آئے؟“

”سمرا نے کہا۔“

”یہ میرا نہیں کہنے کی کوشش کی لیکن اس کی آواز میں وہ پناہ مہیسی بھی گرجی تھی۔ شاید ہو گا کہ تولے سے سے بدلہ بناؤ۔“

”قبیلے کے معزز افراد کو مجرور میں وہ کھل کر مکلا کے ساتھ کوئی فکر فیصلہ کرنے سے قاصر تھا۔“

”سو کاڑ! مکلا نے سمرا کو جواب دے کے بجائے اور دیر کے بوڑھے جلد کو غضب انگ نگاہوں سے گھورتے ہوئے غار کے لیے میں غصہ کیا۔ اپنی گدی اور نا پاک زمان پر پٹے تھل تھلنے قبیلے کے نام چھوڑی اس وقت یہاں موجود ہیں۔ اب ان کی ہرگز میں بنائے کر ان دونوں دلواریں کی اہلیت کیا ہے۔“

”مکلا! امیرا کہاں لے....“

”بجٹ بوڑھے مکلا نے جھجک کر سو کاڑ کی آواز دوائی۔ گرجتے ہوئے بولا۔ مکلا آجے زبان کھولنے کا حکم دیتا ہے اگر نہ انکار کیا تو میرے گندے جسم کی دھجیاں اڑا دوں گا۔“

مکلا نے اچانک اپنے غار پر کمر جو صورت حال یہاں کر رہی تھی وہ مار لیے۔ یہ مدانک تھی۔ میں نے اسے کاروری کی بہت کی آواز کے کمرعوب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اچانک ہی سے اٹھ کر گیا۔ سمرا کی ابا داری کی مافلت نے اس کے غصے کو بڑھ کر بھر کا دیا تھا۔ مجھے اس وقت صبری باؤ گئی۔ اب صرف اسی کے برابر از قوت ہلکے دیر نما والے ڈھونگ کی حیثیت کو برقرار رکھ سکتی تھی۔ وہ جانتی تو مکلا کو کچھ مجھے بھی کسی شخص کی نصیحت سے دور چانک کر اس کے دل میں ہمارا خوف بٹھا سکتی تھی۔ میرے علاوہ کیلاش نے بھی ہلکے ہلکے حمل سے چلنے والے خطرے کا شناخ کا اندازہ لگا لیا تھا۔ چن چن مجھے آنکھوں میں غلاب کرنے مجھے زبانی میں بولا۔ ”بل! اچھا تھا۔“

”نہیں“ میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے جواب دیا۔

”بچاؤ کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ ہم بھی طرح اپنی

روشنی کا ذہن پہنچ جائیں اس کے بعد ناقص گیر دھماکے ان خوشیوں کے مرتبے دور نہیں تھے۔“

”خوار ہونے کا خیال دل سے نکال دو۔ میں نے مشورہ دیا۔“

”یہی طرح ان دونوں کو عروب کرنے کی کوشش کرو۔“

”ایک صورت اور بھی ہے۔ تم ہنا واپس جا کر لالہ اور لالہ کی کوشش کرو۔ میں اتنی دیر تک مجھ کو باتوں میں الجھتا ہوں۔“

”نہیں کیلاش! میں تجھیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔“

”میں بدستور مکلا کی محنت دیکھ رہا تھا۔ اس کی ترقی اور نظریں سو کاڑ پر بھی ہوتی تھیں۔ وہ سو کاڑ کے ہلنے کا منظر تھا۔ لیکن بڑھاپا اس کی گری سوجھ میں غرق تھا۔ سمرا اور دنیا کی نظریں بھی مکلا اور سو کاڑ کی جانب اٹھ رہی تھیں۔ مجھ میں نے اچانک آواز کو میٹا لے دیا۔ ”جک جھپکتے میں اس نے اپنا پیچھے سے ہاتھ میں لڑا۔ اس کے تیرے دور و درخت صبا ناک تھے۔ سو کاڑ کی خاموشی مکلا کو کہیں کی کیفیتوں سے دوچار کر رہی تھی۔ وہ صلیں کے بل پوری شدت اور درد نگاہ سے چنچا۔“

”خارش نہ کہہ! اب دنیا کی کوئی طاقت مجھے میرے صاحب نہیں بچا سکتی، مرنے کیلئے تیار ہو جا۔“

”مکلا! میں نے دل کوڑ کر کے اس وحشی کو آواز دی۔ کیا تو دیر نما کی لالہ قوت کا امتحان لینا چاہتا ہے؟“

”مکلا نے میری بات پر کان دھرنے کی زحمت نہیں گوارا کی۔ اسی لمحے میری کراس نے غور والے ہاتھ ہلکے لیکن ہلکے جی لے ایسا محسوس ہوا۔ یہ کسی ناخود قوت نے اسے برک کی گندگی ماندہ ہوا میں اچھال دیا۔ جو خیر اس کے ہاتھ سے کل کر دوڑا جا رہا۔ اور وہ غور و خفا با زبان کھانا ہوا میرے قدموں کے قریب آ گیا۔ شاید صبری کی پھر اس قوت ہماری مدد کو گئی تھی۔“

”پہلے میں نے مکلا کی آنکھوں میں خوف کی ایک جھلک دیکھی۔ ایک لمحے کراس نے مجھے سسپی ہوتی نظروں سے دیکھی مگر دوسری بل وہ کمان کی طرح بل کھا کر اچھلا اور اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا۔ اس کی شعلہ باز آنکھیں مجھے گھور رہی تھیں۔“

”مکلا! میری کراس نے مکلا کو دیر نما انجام بہت خوفناک ہو گا۔“

”میں نے صبری کی موجودگی کے خیال سے بہت کرتے ہوئے کہا۔“

”مکلا! واپس چلا جا۔“

”تم.... تم دیر نما نہیں ہو، میں تجھیں....“

”مکلا! اپنا جملہ عمل نہیں کر سکتا۔ یہ تو کرب و کارہ زہن پر آوندہ ہے۔ مکلا! آواز بازاں کھلنے لگا۔ مجھے اب نکل نہیں ہو گیا تھا۔ صبری کی ناخود قوت ہماری پشت پناہی کر رہی ہے۔ چن چن میں نے دیرنگ آواز میں مجھ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔“

”اور دیرنگ کے جاہل اور گنوار کو گوارا نہ نکالا کی گستاخی کا انجام اپنی نگاہوں سے دیکھ لیا۔“

”بلو! کیا تم اس کی دردناک موت جانتے ہو؟ میرا ایک اشارہ تھا۔ میری خوشنہیں پوری کرنے کیلئے کافی ہو گا۔“

”میں ہواؤں کے دیر نما! رقم! رقم! مصنوعی پیسے والوں نے ایک زبان ہو کر کہا۔ مکلا کو رعایت کر دیا جائے۔ آئندہ یہ بخاری شان میں گستاخی کرنے کی رسالت نہیں کرے گا۔“

”میں نے سفارت سے مکلا پر نظر ڈالی جو زمین پر پڑا۔“

”میں نے صبری کو راہ دیا تھا۔“

”میں تجھے آگے ہاتھ باندھ کر مکلا کی جان بخشی کی درخواست کرتا ہوں۔ سمرا نے میرے سامنے گھٹنے کے بل جھکتے ہوئے کہا۔“

”میں مجھے ایک دیرنگ سانپ کی زندگی کی جھلک دیکھ لیتے ہو۔ سو سوچ لو کہیں یہ نئی زندگی یا کرسٹل سے جھپٹے ہوئے ہیں۔“

”کی کوشش نہ کر۔“

”موت اور زندگی اور بگاڑ کے ہاتھ میں ہونے جواب دیا۔“

”میرا ہونے کے ناتے میرا فرض ہے کہ اپنے لوگوں کی جان کی حفاظت کروں۔“

”میں بھی راضی ہوں۔ درخواست قبول کرتے ہیں۔ میں نے سینہ زان کر کرتے ہوئے کہا۔“

”اس بلکڑا کر کھا کر ہماری نگاہوں سے دور کر دو۔“

”مصنوعی پیسے والوں نے میرے حکم کی تعمیل میں دیر نہیں لگائی۔ آگے بڑھ کر انھوں نے درے سے لپکاتے ہوئے مکلا کو اپنی بار بے لیے قدم اٹھاتے ہوئے اپنی کی جانب بوٹ کے سو کاڑ اور قبیلے کے سرور آوردہ لوگوں نے بھی دھان رگنا مناسب نہیں سمجھا اور گروہ میں جھکائے واپس جانے پر مجبور ہو گئے۔ صرف سمرا باقی رہ گیا جو بدستور ہائے سامنے ہاتھ جوڑے گھٹنے کے بل بیٹھا تھا۔“

”تم! اب کیا چاہتے ہو؟“ میں نے تھوڑے وقت کے بعد سمرا سے دریافت کیا۔“

”سمرا! کو قدم قدم پر بخاری مدد دے گا۔ وہ ملتی جی گیاتہ۔ تم نے مجھے تو سو کاڑ دیر نما کے قدموں میں سرگما ہوتا اور قبیلے کے لوگ اس کامیابی پر یقین کر لیتے۔ جو ان کے ذہن میں نہر کی طرح بھری ہوئی تھی۔“

”اور اب تم نے مکلا کی زندگی کی جھلک بھی طلب کر لی۔“

”کیلاش نے نفرت سے کہا۔ وہ جو قبیلے میں بخاری اسب کھڑا تھا دشمن ہے۔“

”میں جانتا ہوں سمرا! لیکن.... سمرا کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔“

کیلاش نے نہایت پیار سے کہا: کیا تجھیں یاد ہے؟

• ہاں میں اس وقت تین دن کی آغوش میں جھکولے کی ہاتھ
جب کسی نے مجھے بازو سے تھام کر چھوڑا۔ جب تکے بکھر چکے تھے
ہم نے سڑک کے جواب دیا۔ میری آنکھ کھلی تو وہ بہت قریب
کھڑا تھیں۔ غصیلنگا ہم سے گھور رہا تھا۔ میں نے سر کمزور نہیں نہ
کرلیں مگر اس نے دوبارہ چھوڑ کر مجھے اٹھنے پر مجبور کر دیا۔
• کون تھا وہ؟

• جو کوئی بھی تھا انتہائی مکروہ اور عجیب ایک شکل کا مالک
تھا۔ یہ جیسے جھرجھری لے کر آتھیں موندلیں۔

میں نے کیلاش کی کسمت دیکھی۔ وہ پوری توجہ سے سیکر
کو دیکھ رہا تھا۔ تم نے اپنی آنکھیں کیوں بند کرلیں؟
• تم... تم... تم دونوں کون ہو؟ • جیسے آنکھوں کو کسی
ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا: بھیا ایک صورت ملا کے سعی
تو نہیں؟

• ہم تھکے دوست ہیں۔

• دوست؟ • جیسے ذہن پر زور ڈالتے ہوئے کہا پھر
بڑی رازداری سے بولا: کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ اس نے کلوری کو
بلا دیا تھا۔ لے رہی ہے کیوں مار ڈالا؟

• کیا؟ • میں بہت سے اچھل پڑا۔ تھیں کیسے معلوم ہوا کہ
کلوری کو مار دیا گیا ہے؟

• ماسی مکروہ شکل والے بتایا تھا اور... اور...

• اور کیا، ہاں یاد کرو اس نے ادا کیا تھا؟ • کیلاش نے کہا۔

• اس نے کہا تھا کہ وہ کلوری سے دلوانہ وار محبت کرتا تھا
لیکن کلوری بے وفا ثابت ہوئی اور... • جب تک ایک لمحے کو
رکا پھر جھنجکی بجاتے ہوئے بولا: مجھے یاد آگیا۔ اس نے بنی کہا تھا کہ
وہ اس بے وفا عورت سے اپنی ناکامی کا انتقام لے چکا ہے اور
اب وہ اس کے چاہنے والے کو بھی بہت جلد موت کے گھاٹ
آنا دے گا۔ کچھ ہم بھی بتایا اس نے۔

جب تک پھر خاموشی ہو کر لوں غلامیں گھونٹے لگا دیے کچھ
یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ کیلاش کچھ دیر تک اسے ٹھکائیے
دیکھتا رہا پھر میری طرف متوجہ ہو کر غصوں لے میں بولا: حال!
مجھے افسوس کے ساتھ تھیں یہ تناؤ بڑا ہے کہ جب تک ایک ایسے
مرض میں مبتلا ہو چکا ہے جس کا کوئی علاج نہیں۔

• کیلاش! • میں دھک سے رہ گیا یہ کیا تم سن رہی ہو؟

• ہاں • کیلاش نے ہاتھ لٹے ہوئے جواب دیا: یہ میری باتیں

میں ایسے کیسے شاد و نادر ہی سامنے آتے ہیں۔

• لیکن اس کے احوال ہے؟

میں اور کیلاش گفتگو کرتے رہے۔ اس دن میں نے پہلی بار
اپنی زندگی کی کیفیت سے دوچار پایا اور وہ نہایت باہمت
اور بڑا روتھ رہا تھا۔ لیکن مجھ کو ایک سروجن تھا جس کے لیے
زندگی اور موت کا بھیل بڑی عام اور روزمرہ کی بات تھی، اگر
بیک میری تھوڑی سی بڑیا اور میں نے اس کی حیرت انگیز
قوت کا تجربہ نہ کیا ہوتا تو شاید کیلاش کی کیفیت نے مجھے
بھی متاثر کر دیا ہوتا لیکن بیک کی موجودگی نے مجھے ڈرتے ڈرتے
اور بے خوف بنا دیا تھا۔

ہم گفتگو کرتے ہوئے اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوئے
تو وہاں جب تک عجیب حالات سے دوچار پایا۔ بستر کے قریب وہ
ٹکڑے ہونے والے ساوہوں جیسے انداز میں آتے جاتے ماسے جیٹے
اس کی آنکھیں بند تھیں اور ہنٹ ہنٹ کی آواز تھی جیسے کسی منڈل
میں بچھا کوئی جاپ کر رہا ہو۔ میں دروازے پر ہی ٹھک کر رک گیا۔
کیلاش سے دم آواز میں بولا: یہ لڑخیاں ہے ہمارے دشمنوں نے
آج جو سیکر کیا پانا بدف بنانے کی کوشش کی ہے۔

مجھے غور سے حیرت ہے۔ کیلاش نے سرگوشی کی ہنسی پوری
لالیل پلٹ چلا دیں کے انداز میں بچک گانا بھینا حیرت انگیز
بات ہے۔

• ہاں جب تک کے لیے میں آپس میں سرگوشی کر رہے تھے کہ اس
نے ہمت نہ کی تھی بند کیسے کہ لہنا اور غصوں آواز میں کہا: کس منج
ہم کو ہر روز کھوٹا کرے پھر وہاں ہم جیسے قریب آتی پالتی مارکر
بچھاؤ گا کسی میں تم دونوں کی کسمت ہے۔

میں نے اور کیلاش نے ایک دوسرے کو خاموشی سے دھکا
لے لیا۔ اس سے دیکھ پھر ڈیلے قدموں کے پڑھ کر جب تک قریب
پڑھنے کے لیے قدموں کی آہٹ پا کر اس نے آنکھیں کھول کر نہیں
لے دیکھی پھر یہ جانتا تھا کہ ہاری ہاری جانب لیں اٹھا
یہ فیروانے رہا ہو اس کے چہرے پر ہلا کی بوند کی طاری تھی۔
• جب کیلاش نے اسے بڑی نرمی سے مخاطب کیا تو اس
نیت کی غصوں کر رہے ہو؟

• مجھے ایسا جان پڑا ہے جیسے اس سے میں آسمان پر اڑ رہا
ہوں اور ادا کی گئی کی پلسٹیں مجھے اٹھ کر رہی ہیں۔
• تھیں پانا پنا یاد ہے؟

• میں آپا پھر میں نے وسیع اور دروازے میں کادوتا
• اور تم؟ • میں نے جب کو گھونٹے ہوئے پوچھا۔

• تم... تم... تم... کی اولاد ہو جس نے ایک غلطی کے عوض جنت

میں جہنم میں آئے تھے اس وقت تم غم خواب تھے۔

• جب تک میں اس کے گئے تھے اس وقت تم غم خواب تھے۔

تھے۔ حق میں اچھا نہیں ہوگا۔

میں اپنا جملہ ممکن کر کے تیزی سے بٹھا اور اپنی رہائش گاہ
کی جانب قدم اٹھانے لگا۔ سمجھانے بھی ہمارے ساتھ آنے کی
کوشش کی لیکن کیلاش کے منع کرنے پر واپس چلا گیا۔

میں نے ذہن میں جینی کا تصور ابھرایا۔ اس کی پراسرار
قوت ہمارے لیے کاد آمد نہایت ہمدردی تھی۔ مکالا کے حق میں
میں نے جو سوچا وہ پورا ہو جانے کے بعد قبیلے کے سردار اور
لوگوں کی نگاہوں میں ہمارا مقام اور بلند ہو گیا تھا لیکن
کلوری کی موت کا معاہدہ بھی ہم صلی نہیں ہو سکا تھا۔ میں
اپنے خیالوں میں غور تھا کہ کیلاش نے میری توبہ آتے ہوئے کہا۔

• کلوری کی موت نے مکالا کو ہمارے خلاف اور بڑھ کر کیا
ہے۔ آج جینی کی ناپید قوت نے ہمارا جیم لکھا لیکن اس
طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ حالات کا مقابلہ کر سکیں گے؟ یہ میرا مطلب
ہے کہ اگر کبھی جینی کی نگاہوں کے زانیے مل گئے تو ہمارا کیا
انجام ہوگا؟

• اس کا جواب تو آنے والا وقت ہی دے سکتا ہے۔
• کیا جینی نے تجھیں ہوگا کے ہمارے میں کچھ بتا دیا ہے؟

• نہیں۔
• نہیں۔ کیلاش حیرت سے بولا: پھر تم نے اس وقت کھرا
کو بڑھ کر کیوں دیا جب میں اس سے ہوگا کے بارے میں دریافت
کر رہا تھا؟

• مجھے یقین تھا کہ وہ ہوگا کے سلسلے میں اپنی زبان نہیں
کھولے گا۔
• کوئی خاص وجہ؟

• ہاں وہ حالات جو ہماری نظروں دیکھ چکی ہیں۔ میں نے
کہا تھا کہ وہ سمجھانے کے سبب صحت کے منہ پر زبان کھولنے کی
کوشش کی تھی اسے مکالا کی درندگی کاٹ تھی تم نے اسے اتفاق

بھی کہہ سکتے ہو لیکن کلوری کی موت کو کس گھانے میں فٹ کر دے
گئے؟ اس نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ کاد و عبادت گاہ سے ہمارا گنا
تو وہ تجھیں ہوگا کے ہمارے میں سب کچھ بتائے گی لیکن میں اس

کے مکروہ زبان کھولتی اسے بھی رات سے شاد دیا گیا ایسی صورت
میں کہ وہ زبان کھولنے کی غلطی نہیں کر سکتا۔

• اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جینی نے جان بوجھ کر کلوری کو ہمارے
درمیان سے جدا دیا۔

• فی الحال ہی سوچا جاسکتا ہے۔

کیونکہ میرا جواب سن کر کسی گری سوچ میں غرق ہو گیا پھر
تھوڑے وقت کے بعد چمک کر مجھے گھونٹے ہوئے بولا: مکالا نے

تمہارے کسی غامض ملاقات کا حوالہ دیا تھا کیا تم اس سے مل چکے ہو؟
• نہیں میں نے جلد ہی سے سیدھا چھوڑ دیا۔
• کیا ہو سکتا ہے وہ جینی کی پراسرار قوت پر جو میرا دل بے اختیار
کر کے مکالا کے سامنے نمودار ہوئی ہو؟

• مگر جینی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت پیش آتی؟ میرا
مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی قوتوں کے ذریعے ہی سامنے آتا تھا
سکتی ہے تو اسے بلا وجہ میل دیا تھا اور پھر دھانے کی کیا ضرورت
ہو سکتی ہے؟

• ہو سکتا ہے اس طرح وہ میں اپنی کسی سازش میں مل
کرنا چاہتی ہو۔

• سازش سے تمہاری کیا مراد ہے؟
• مجھے کی کوشش کی کیلاش! • میں نے دست برد بند کر دیا
جواب دیا: کیا جینی بلا وجہ ہماری مدد کر رہی ہوگی؟ میں نے
اسے صرف ہماری مدد ہی کرنا ہوئی تو وہ اپنی پراسرار قوتوں کے
ذریعے میں سب سے پہلے اس شخص پر سے نکلنے کی کوشش کر
مکالا باس کا راز ہے لہذا اسے کیا ضرورت تھی؟

• تم شاید بھیک ہی سوچ رہے ہو۔
• کیا بات ہے یہ کس دوست؟ • میں نے کیلاش کے لیے

میں بالواسی غصوں کرنے ہوئے کہا: کیا تم اپنی جلدی حالات
سے خوف زدہ ہو گئے؟ تم تو ایک نہایت کامیاب اور تجربہ کار
سروجن ہو۔

• مگر میں انسان ہوتا ہے۔ پھر نہیں جس پر سرد گرد
کئی اثر نہ ہو۔

• سمجھا۔ میں نے کیلاش کی سیدھی کسم کرنے کے لیے اسے
کی کوشش کی۔ کلوری کی موت نے غالباً تجھے ذہن کو
بہت زیادہ متاثر کر دیا ہے۔

• میں سوچ رہا ہوں کہ کلوری تو اس کا جو ہمارا ہم نے
لکھا ہے وہ کب تک چلتا ہے گا؟ • کیلاش نے میری بات
نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

• جب تک جینی اور صحت کو منظور ہوگا۔
• میں جال! • میں سے پتہ اور دینے کے اس گنا
منوں جڑ سے والی کا کوئی راستہ تلاش کرنا ہوگا۔
• ہے کہ اگر ہم سمجھ کر کوششیں کریں آہا کر اسے اپنے حق میں ہمارے
تو کام ہی سکتا ہے۔

• کیا وہ مجھے یہ دریافت نہیں کرے گا کہ ہم جلد ہمارے
باوجود اس سے واپس کاروائی کیوں دریافت کر سکیں؟

• تم غم نہ کرو۔ میں کوئی نہ کوئی مقولہ جڑ تلاش کر لیا

”کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تمہیں اس وقت یہ بے ہودہ نامہ کس شے کرنے کی کما ضرورت تھی؟“ میں نے جبکہ کو گھورتے

میرے ساتھ نہیں تھا۔

• کیا تم اسے دوبارہ دیکھو تو یہ بیان لوگے؟۔ میں نے ہنسی
سجیدگی سے پوچھا۔

میں اس کے ہر حصے کے غور خیال سے غور نہیں کر سکا لیکن اس کا
 حلا زادہ... جیکب نے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا: میرا نانا زوہ اگر غلط
 نہیں تو وہ سات سو فٹ سے کسی طرح کو نہیں تھا، جس حالت کے اعتبار
 سے وہ دیوں کا بیج نظر آ رہا تھا اور اس کے جسم کی زنجیر تکمیل
 یقین کر دے کہ وہ اگلے نوے سال کا لکڑی سے زیادہ سیاہ نظر آ رہا تھا۔
 "جیکب! میں نے اسے یاد دلانے کی کوشش کی تھی کہ یہ
 بھول ہے بلکہ سمرانے کا روڈ با کا ایسا ہی حلے بیان کیا تھا؟"
 "ہر سکتا ہے، ہر سکتا ہے کہ وہ کارڈو باجی رہا ہو۔ جیکب
 نے بے پروائی سے جواب دیا۔

کہا، "میں محسوس کیا تھا کہ گزشتہ اس کی بددلیلی کا سا کچھ چھوڑ
چکا ہے اور جبکہ وہ تحریروں کی صورت میں جھوٹا نفاظ آرہا ہے۔"
میں نے سوال کیا، "جیان کردہ" میلے کو اور دو قاضی سے بیان کرنے پر
کہا، "خود کرنے کی کوشش کرو۔ کیا وہ لیے دیگی بیکر چلنے کا
مادی نفاظ آتا ہے؟"

”نہیں میں نے ایسی کوئی بات نہیں محسوس کی۔ یا شاید مجھے
انتاہوش نہیں تھا۔“ جبکہ ایک رک رک کر کھانا اٹھا رہا ہی تھا جیسے
وہ اپنی بھولی سہری بایہ داشت کر کر مینے کی ناکاکو خوش کر رہا ہو۔
”تھیں جھلک کا وہ حصہ یاد ہے۔“ وہ کہہ رہے تھے کہ وہ اس وقت کو
بھول چکا ہے۔“

”نہیں! اس بار جب کہ نے مجھے جو تک کر معنی خیز نطروں سے گھورتے ہوئے قد سے تلخ لمبے میں بواب دیا، مجھے کچھ بھی یاد نہیں میں سب کچھ بھول چکا ہوں اور یہ بھی جہن ہے کہ میں نے کوئی بھی ایک خواب دیکھا ہو۔“

”جب تک یہ کیلاش نے اسے سمجھانے کی کوشش کی کہ مجرم ایک دوست ہیں دشمن نہیں اس لیے تمہارے حق میں...“

انجیل مقدس کی قسم، میں یقین جو رکھتا ہوں کہ اس کے
 آگے ایک لفظ بھی نہیں بتاؤں گا۔ یہ سیکرٹ کیس کا اصل کارٹون ہے جو
 نیری سے لیا گیا ہے جسے کہ عالم میں جلد ہی اپنی منٹیاں پہننے
 اور زندہ کرنے لگا۔

وہ نفسیاتی کیفیت سے دوچار تھا۔ کیڈاٹس نے مجھے اشارے سے سمجھا کہ اس وقت جب تک کو بھڑکانا مناسب نہ ہوگا چنانچہ میں نے اسے مزید کرکے نہ کی کوشش نہیں کی۔ خاموشی سے لباس تبدیل کرنے کے ارادے سے دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

دوسری صبح مجھ بیدار ہوئے تو سمجھا کہ میرے دروازے پر...

اس کے چہرے پر بڑی اس کی کیفیت کا
کوئی غمی میں بھج گیا کہ وہ جس مقصد سے جاملے پاس آیا
تک لک کر اس کے دم و دم پر تھے اس کی ابو کا ایک لڑ
ہماری راقم کی ننید اور دن کا چین بڑا ہو رہا تھا
اور دینا کا سر اڑھائی اور ہماری حیثیت وہ ان مجرموں
جنس کا لے بائی کی سزا دینے پر

کیا نہی کی سرحدی نے سمورا کی نکاح میں ہما دی تو وہ
مرد بڑھادی تھی لیکن قبیلے کے کچھ لوگ جن میں مرکا لاس فر
تھا وہاں ہما دی موجودگی کو اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے تھے اگر
اختیار میں ہوتا تو شاید اب تک وہ میں بھی اپنے سرور و طاع
ہاں اور کے قوموں میں دیکھتی مقدس آگ میں جلا کر خاک
یکے ہوتے۔

[illegible]

اور دینے کے تمام صلہ پر ہم پر جو کچھ بہت چلی آس
مذازع اس داستان کو پڑھنے والے قارئین کو بھی ہے لیکن
سمت کی دیوہی ہم پر مہربان ہونے لگی۔ جبینی کی پورائت
کامیابیت چاہی کہ لے لی جسکے ہر سہ کے ہم سے ہزاروں
وہ تھا لیکن اس کے تابع و معین ہیں تھے والے حالت
نہ کہ وہ جتنی نقص۔ پھر جبینی نے ایک کا تختہ لے کر کہہ
کہ وہ مضبوط کر لے اور ان تمام چیزوں سے بڑھ کر محض
کوئی بھی چیز اس میں موجود تھی۔ ایک ایک شخص کے لئے
کوئی بھی اس انکسٹری کی قیمت کچھ بھی نہ ہونی تھی
وہ جو کسی نعمت سے محروم تھی اس لیے کہ اسے خدا
بزرگ سے بزرگ سے حاصل کیا تھا۔

مزمون کو قسمت نے حالات کی گھٹن کو ہمارے حق میں
 دیا اور اب سورا ہمارے دھرم و کرم پر عیاں ہے جب کی پیش
 دست ثابت ہوئی تو قبیلے کے لوگوں کی نیکیا جوں میں اب
 جلتی ہو گئی کہ قاتی ساکھ کو بارود بحال ہو گئی لیکن اردو کی فتح
 قی غائب ہو جانے کے بعد وہ ایک مار بھر کا مٹش کی بجائے

میرزا نے اسی نے ہمیں بتایا تھا کہ پتھر کا وہ مجبور فریاد
میرزا کے پاس دیوانہ کے روپ میں سب سے زیادہ ہستی اور
میں امانت سمجھا جاتا ہے میں نے سمورا کو عرب کرنے کے لیے
میں نے ایک تیر چھوڑ دیا تھا جس پر اس خدشے
کا کیا تھا کہ اور دیوانہ کو سمجھنا کہ قبضے سے غائب
ہو سکتا ہے۔ ہمارا مقصد سمورا کو دہشت زدہ کرنے کے سوا اور
کچھ نہیں تھا۔ میں نے اس بات پر حیرت کی کہ پتھر کے مجھے
پتھر کا زور دیا اور جھلکیوں میں چھینک آیا ہے اور اب سمورا
میں موجود ہے۔ یہاں سوالی کی صورت میں حاضر تھا۔
کہ بات ہے سمورا! اتنی صبح کیسے زحمت کی؟

ہندو دیوتا؛ سمورا کا سورج گندا دیا ہے۔ اگر تم نے مار
کی تو میں بڑا جواہر بن گا۔ اس نے کلباش کے سامنے جا
دیر پوچھنے لگوں کہ بن بیڑہ کر مڑی عاجزی سے بولا۔ تم
میں بیڑہ لگوں کہ مالک ہو تم جاہو تو میری عزت بچ سکتی ہے۔
تو دیا نے ہاتھوں اپنی زنگی موت کے حوالہ کرنا پڑے گی۔

[illegible]

اور کا وہ قیمتی مجسمہ؟ کیوں سمرا؟ یہ میں نے چھپے ہوئے

”ہاں ہواؤں کے دیوتا! تم نے سچ کہا تھا۔ دیوتا کا وہ
یاب اور متبرک محبت سے گھسے غائب ہو چکا ہے۔“

”ان کی نگاہوں کے زاویے بدل جائیں گے۔ یہ سمجھانے

سمجھئے انداز میں جواب دیا: تم انھیں نہیں جانتے لیکن میں ان کو دوسراں لودھی زندگ گزار رہی ہے۔ میں ان کی رگ ننگ

کے درمیان ایک آہنی اور مضبوط دلواری حشمت رکھنے پر

چھلکاٹکان کے اختیار کی بات نہیں لیکن اگر انھیں مجھے
غائب مرنے کی اطلاع مل گئی تو....

میں انسو اگئے۔ شاید ذلت اور رسوائی کے احساس نے اس کی آنکھوں کو حلقے کے اندر میں آگیا۔

اس کی حالت قابلِ دید ہے۔

”تو... تو کیا ہوگا میرا سمورا؟ میں نے پوچھا۔ تم
برلنے برلنے خاموشی کھیں ہو گئے؟“

یقیناً کہ لوگ مجھے حقانیت سے وعدہ کاروں کے زینما داروں
اس کے ساتھ مجھے دیوانہ کے قدموں میں لے جا کر زمین کے اندر
نصف دفن کر دیں گے۔ تین روزہ تک مجھے جھوکا پیسا رکھا جائے
گا۔ ان تین دنوں کے اندر اگر وہ نایاب محترم دستباز ہو گیا تو
مجھے میزکھویا ہوا مقام دوبارہ مل جائے گا جس میں پریشی سے کو
چوری کرنے کا اہل نہ ثابت ہو گیا اسے عزت نامہ ملنا ضروری ہے۔
لیکن اگر محترم دستباز نہ ہوا تو پھر میرے حرم کو نیزوں سے چھلنی
کو دیا جائے گا۔

۔ بخارا شہر میں ہے؟ کیلاش بولا: کیا یہ حرکت مکارا
اور اس کے ساتھ غمور کہہ رہے ہیں؟

۲۰ میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سمجھو انے مردہ لے
میں جواب دہ۔

”کہا پہلے ایسا کبھی ہوا تھا کہ پتھر کا وہ مجسمہ غائب ہو کر دوبارہ مل گیا ہو؟“

”ممکن ہے ہمارے باپ داداؤں کے زمانے میں ایسا ہوا ہو مگر جب بچے میں نے مولیٰ سنبھالا ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔“

”اودا اگر قبیلے کے لوگوں کو دیوتا کے مجسمے کے غائب ہونے کا سر سے علم ہی نہ ہو تو؟“

”جب تک وہ بے تجربا میں کے اس وقت تک ہے
اپنا امر فارسیسم کرنے رہیں گے لیکن جس دن انہیں صلیبت کا

علم ہو گیا وہ دن میری آزادی اور عاقبت کا آخری دن ہو گا۔
 تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میں نے مرد آواز میں پوچھا۔

• دیلو مائے تبرک جسمے کی واپسی۔
• فی الحال یہ ممکن نہیں۔ اس لیے کہ مقدس اور گنا ابھی

تم سے خوش نہیں ہے۔
 یہ قبیلے کے لوگ مجھے کتوں سے بدتر مہمت مرنے پر مجبور

کرویں گے :
ایسا نہیں ہوگا : میں نے ٹھوس لہجے میں اسے یقین دلایا۔

”بیلے کے لوگوں کو دیو ما کے جسمے کے عایب پوئے کا تم میں
”سیکن میں ...“

بات کاٹ کر بھڑکتے ہوئے کہا : جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے

موت سے سنوا اور بچا ہے۔ اس کی سستی میں رہ کر
موت سے بچا ہے۔ وہاں سے ملے می تم کو مٹا

”ہیں میں کیا کر سکتا ہوں؟“

www.paksci.com

کیلاس کوئی جواب دینا چاہتا تھا کہ عجیب رویے سے
نکرتا ہوا سامنے آگیا۔ ہم نے اس کی موجودگی میں کوئی بات

میں نے متعدد موقعوں پر کربوگکا کے سلسلے میں زبان کھولنے کی سعی کی ہے۔ کیلاش کا خیال تھا کہ کربوگکا اور دین کے جزیے میں جاسے حق میں سب سے زیادہ

دوبارہ پلینے کا قصہ اس قدر خوب ناک تھا کہ میں بکنے لگا پھر مغایرے میں ایک خیال سرعت سے ابھریا کہ میں اس خیال سے اپنے مطلب نکلنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ میں نے اس خیال کی روشنی میں اسے غور سے دیکھا، کچھ سوچی سمجھی کے لڑائی ناکا تم اپنے اس وعدے پر قائم رہو گی کہ لوگ کا انتقام لہرا ہو جائے بعد درختاں تک میری رہنمائی کرو گی؟

”ہاں میں نے تم سے یہی سوچا ہے۔“
”تم روح ہوا اگر اپنا مطلب نکل جائے کہ بعد میری نگاہوں سے اوجھل رہیں تو میں تمھارا کیا بگاڑوں گا؟“ میں سپاٹ آواز میں لڑائی ہو گئی کہ اگر میرا یہاں سے تو میں نہیں بھیج رہا ہوں نہ دونوں کی بات یہ نہیں ہے کہ بد بخت اور بد کردار سوار میرے اور تمھارے درمیان اندھیروں کی ویسی ہی دیوار کھڑی کرے جیسی اس نے میرے لڑوئے میں مجھ سے جو کچھ دوستانہ کھڑی کر دی ہے اس نے مجھ کی گئی کہ پھر مدد سے بولی۔ میں اب جادہ ہی ہوں۔ جو کتنا ہے سورا اپنے گھر سے نکل چکا ہو۔ کیا تم بھی اس کا تعاقب کرو گی؟

جواب میں زار بانی نے سختی سے اپنے ہونٹ بھیج لیے اس کی کھٹی ہوئی گردن سے خون کے قطرے تیزی سے ٹپکنے لگے پھر وہ کھٹ مٹ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ میں ہلڑا لڑا کھٹ پیچھا بے پیلہ میری لڑائی میں پڑی جو میرے قریب پھرتی مورتی میں دبائے کھٹا تھا۔ میں نے جلدی سے اور کادہ حقیر معرقتی عبثہ مانی کے منہ سے لیا اور ڈیلے قدم اس کرے میں چلا گیا جہاں میں نے اپنا قیمتی سامان لکھا ہوا تھا۔ اور کچھ کھٹ کھٹ سے ایک محفوظ مقام پر چھپا کر میں دوبارہ خواب گاہ میں واپس آیا۔ جب تک گھوڑے بچ کر نہ غریبوں کا تھا میں نے اپنی دستی گھڑی پہنڈ ڈالی اس وقت رات کا ایکسا بجا تھا۔

ہاں کو آہستہ سے تعجب تھا کہ میں نے آرام کرنے کا اشارہ کیا پھر بیک منہ میں دکھتا ہوا دلکش نگاہ سے باہر گیا۔ دوسری نے میں نے لیے قدم اٹھا سوار کی رات گاہ کی طرف جلا تھا۔ اسی رات میں نے خطا مقدم کے طور پر چھٹی کا دیا ہوا پاپ اور لڑی سوئیں کا تحفہ بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ نہ جانے کیوں مجھے یقین تھا کہ میں لوگ تک پہنچنے میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔

ریکب کا بیان درست تھا تو پھر یہ بات بھی یقینی تھی کہ کچھ برادر اور نایہ دو تیس سو رو کی برتری کو ناپید نہ کھا ہوں سے لڑی تھیں گے کیا یہ سوتا ہو ایک آٹا سانی سے اس مجھے کھل سانی میں مل کر سنا تھا ادب پتھر کا دہری افریل عمرہ مانی لینے میں دہلیس کے رستہ کے قریب کھڑا تھا۔ میری بات طوے سنو زار بانی کا آواز میرے کانوں میں گونجی کہ رات تھی۔ لیے لیے حد ابھرتی کی حال ہے۔ اور کے کچھ کوادہ حال کرنے کے لیے سمور اٹھنے کے لیے مجھے جی چاہتا ہے کہ اس کے علم ہو کہ او! کچھ میرے خفیہ میں اسچکا ہے میں نے جیگہ کے درایت کیا۔

نہیں ابھی آج رات وہ ہوگا سے ملاقات کی کوشش فرد سے گا۔ زار بانی نے سختی سے کہا۔ اگر یہ موقع اس کے ہاتھ سے نکل گیا تو پھر شاید اسے نام زد نہ کی جھپٹا جائے گا۔ میں سمجھ نہیں؟ میں نے وضاحت چاہی۔ آج رات اسی کی بات ہے جو اسے ہوگا سے ملنے پر مجبور کر دے گی؟ آج اسے ہوگا کی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے اس کے ملحق میں اپنے خون کے قطرے پیکنا ماموں کے۔ زار بانی نے مختصر جواب دیا تو ابھی سوار کے لیے یہ ملاقات ضروری ہوتی تھان بانوں کو نہیں کھڑکے کی یہ حقیقت ہے کہ اگر آج کی رات بدکردار سوار نے میرے قریب کو اپنے جسم کے خون کے قطرے فراہم نہ کیے تو خدا کا اوکھا کا تعاقب اسے باجوں سے ہٹرنے نہ گوارا دے جو مجھ کو کھٹے گا۔ کیا ہوگا خون کے قطرے سے نہ نہیں پھیر سکتا۔ میں نے کھٹا پھر وضاحت کرتے ہوئے لڑائی میں اس طلب پہنچا کہ لوگ کا انتقام کروا کے لیے قریب کا باہت نہیں بن سکتا۔

”نہیں۔ جو پھر جھٹک اور کھٹ کے نام پر دی جانے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔“
”کیا کھٹا اور سوار کو بھی اس بات کا علم ہے کہ سمورا آج کی رات ہوگا سے ملاقات کرنے جائے گا؟“
”میں اب یقین سے نہیں کہہ سکتی۔“

زار بانی نے میں اور اس کا یقین میرے جیسے پر مرکوز قیاس میں اس کی کھٹی ہوئی گردن کا اپنے سامنے فضا میں ملحق دیکھا۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں نے قبیلہ والوں سے اس کا انتقام چکنا کر دیا تو وہ درختاں تک میری رہنمائی کرے گا۔ وہ دہلیس کی توجہ ہوگا کی شخصیت ہمارے لیے بے حد اہم ہوتی۔ اس کی شخصیت کا نشان سب سے پہلا ساری نے اس وقت کیا تھا جب سوار کو پھر تعجب پر کھٹا مل کے زیر علاج تھا۔ میں آنے والے کل کے بارے میں سوچنے لگا درختاں کو

”ہاں وہ میں سب کچھ جانتی ہوں۔ وہ سار بولی تھیں یہ بھی جانتی ہوں کہ میرے آگے سے بڑی سے بائیں کر لے پتھر۔ کیا وہ تمھاری منزل نہیں ہے؟“
”وہی ہے۔ میں نے یہیں ہو گیا۔ کیا تم درختاں رہنمائی کر سکتی ہو؟“

”ہوگا کا انتقام لہرا ہو جائے کے بعد میری رہنمائی کرنا جائے گی۔“

میرے ساتھ لے اور کادہ نایاب غیر فائز سوار کے پاس ایک مقدس امانت بھی جاتا ہے۔ میں لوگوں کو اس رات سے آگاہ کر دوں تو وہ سمورا کا کریم وریغ نہیں کریں گے۔

”میں جانتی ہوں لیکن اس طرح تم میرے مجبور پہنچ سکتے۔“ زار بانی نے کہا۔ ہوگا ایک بار غلطی پر اولہ سارے دشمن خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹنے پر مجبور ہو گا۔ وہ پتھر کا نایاب مجھ سے تو وہ بھی بہت با عریل میں آجائے گا۔

”کیسے؟“ میں نے حیرت سے پوچھی۔
”تمھارا نامی کسی نے مجھے دلو نامی اس مورتی کو یہاں پہنچا دیا ہے۔ وہ بڑی عقیدت سے بولی تھیں کہ اس سے آگے ہو میں سب کچھ جانتی ہوں لیکن تمھارے قوتوں کا راز میری پہنچ سے باہر ہے کہ اگر دلو نامی جو تو کھ اور سے زیادہ ہند ہے وہ تمھارا کتا اس کی ہوتی۔

جائے کی بہت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے زار بانی کو غور سے دیکھا پھر قیاس اس کے سے کچھ دریافت کرنا مانی تیزی سے کرے میں داخل ہو سے میری تعجب کی کھٹی رہ گئیں۔ زار بانی کا غلط مانی نے اپنے داستانوں کے درمیان اور کی مورتی کو دلو نامی کے قریب آگاہ نہایت وقار داری کے انداز لگا۔ مجھے یقین کی بات یاد آئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ کھٹ پیچھے میں مجھے جو درختاں میں نہیں آئیں گی اس میں نا لیے سب سے زیادہ کار آمد ثابت ہوگا۔

میں بکلیں جھپٹا کر بغیر تحقیر کے اس قیمتی اور کھٹ کو دیکھا کہ ہوا اور دنیا قبیلے کے سوار کی برتری کی اسی مقدس جیسے کے تم ہو جانے سے سمورا کو اپنا عزم نظر آ رہا تھا۔ اس کی راتوں کی نیند حرام ہو چکی تھی۔ میری سختی میں آگیا تھا۔ جیسے قبیلے کے لوگوں کے چاہنا جملے کے لیے اس مورتی کو نہایت آسانی سے غائب کیا ہے؟

”میں میرے دشمنوں کو چن چن کر نہیں دیکھ سکتے ہوں۔ لڑائی کی آواز میرے کانوں میں گونجی تھ کہ میرا ساتھ دینا ہوگا۔ یقین میرے محبوب کو طویل قید نہائی سے نجات دلانا ہوگی تو اس کا دم گھٹ جائے گا۔ وہ مرگ تو زار کا انتقام اچھوڑا رہے جائے گا اور اگر میرا انتقام لہرا ہوا تو میری بے یقین روح نہ جانے کب تک اسی دنیا میں جھپٹتی رہے گی۔“
”کیا یقین یقین ہے کہ تمھارا محبوب ابھی تک زندہ ہے؟“
”میں نے لڑائی کر کے پوچھا۔“

”ہاں وہ زندہ ہے اور اسی پر میرے پرتو جڑے۔ زار بانی نے مجھ سے انداز میں کمان میری روح نے اسے تلاش کر لیا تھا لیکن غیبت مسو کا رکے کالے گلے میری راہ میں اندھیرے پیدا کر دیے۔ اب مجھے نایاب کے سوا اور کچھ نہیں دکھائی دیتا۔“
”پھر تم ہوگا تک میری رہنمائی کس طرح کرو گی؟“

”تمھاری رہنمائی بدکردار سمورا کرے گا۔ ہاں۔ وہ خبیثی سے ملتا۔ تمھاری لازوال قوتوں نے اور کا قیمتی غیر غائب کر کے اس کی راتوں کی نیند حرام کر دی ہے اور اب۔۔۔ اب وہ تمھاری ولایت پر ہوگا سے ملنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ دوسری صورت میں قبیلے کے لوگ اس کے ساتھ مسو کو کریں گے وہ بڑا اشتیاز اور عزت ناک ہوگا۔“

”یقین حالات کا اندازہ کیسے ہوا؟“
”روح آزاد ہوتی ہے۔ میرا خیال تھا کہ کھٹا لا مسو کا رکے قاتل میں لڑا نہیں کاٹ سکیں گی لیکن میرا اندازہ غلط نکلا، کھٹا لا میرے خلاف نہیں کر سکتا لیکن مسو کا راہی بد بخت نے سمورا کے ساتھ کر میرے محبوب کو اپنے سوا نہ حال میں چھپا ہوا تھا اور اب اسی نے اپنے گندے علم کے ذیلے میرے لہرا ہوگا کے درمیان گھپ اندھیرے پیدا کر دیے ہیں اس لیے اب زار بانی کا انتقام لہرا کر کے مجھے ہوگا کا ساتھ دینا ہوگا۔ قبیلے کے لوگوں کو یقین دلانا ہوگا کہ وہ مجھے لڑنا سوار مجھ سے ہیں وہ انسان نہیں در نہ ہے جس نے اپنے دوست کے ساتھ دغا کی ہے یقین سوار اور اس کے بدکردار ساتھیوں کو قبیلے والوں کے سامنے بے نقاب کرنا ہوگا۔“

زار بانی کا آواز بھیجا کہ ہوتی جادہ ہی تھی اس کی خون آلود نظروں میں میرے چہرے پر چھٹی ہوئی یقین پھر وہ ایک ٹانے کو کھٹا ہونگی۔ اس کے بعد اس نے اپنے یقین اور انتقام سے کھٹا نہ لے اگر میرا ساتھ دیا تو زار بانی یقین تھا کہ میری منزل تک پہنچانے گی۔ میری منزل؟ میں چڑھتا۔ کیا تم جانتی ہو کہ میری منزل کیا ہے؟“

درختوں نے مرنے وقت مجھ سے ایک طویل سفر کی فرمائش کی تھی کہ میں اس آج تک بھٹک رہا تھا مجھے وہ دنیا بدل دی جاوے بلکہ میری ہرودہ کو روحِ راج سے کوئی تعلق نہیں ہو اور بوجھ کا کہ دو میدان کی مانند تھی؟ مگر لا اور بوڑھے

اگ قدر- عجب کیوں کی کیا ذرت تھی؟ وہ خود بھی مجھے کو غائب کر کے لے گئے تھا۔ دگر سستی تھی پھر کارڈ واک کے ذریعے اس میں کو پورا کر سکتی تھی۔ جبکہ کو درمیان میں آکر کار بنانے کی کیا ضرورت تھی؟

کیا مینٹی نے محض حالات کو لکھنے کی خاطر ایسا کیا ہوگا؟ اور اگر حقیقت یہی تھی تو پھر منانا کو مینٹی کا نام لینا چاہیے تھی اس لئے اس قدر وثوق سے میرا نام کیوں لیا؟ میں منانا کے چہرے پر طاری سجدگی کو غور سے دیکھتا رہا۔

”ہاں سمورا! میرا علم یہی کہتا ہے۔ منانا نے دوبارہ اپنے حساب کی تصدیق کی تو سمورا اٹھ گیا۔

”شاید نیل داغ خواب ہو گیا ہے یا پھر منکار کی ناجائز اولاد اس کو روٹنے اپنے گندے عمل کے زور سے تیرا حساب بگاڑ دیا ہے۔ تو نے پہلے بھی اسی خیال کا اظہار کیا تھا کہ وہ دیوتا نہیں بلکہ ہماری طرح انسان ہیں“

”میرا حساب اب بھی یہی بتاتا ہے۔ منانا نے بدستور سجدگی سے جواب دیا۔

”پھر۔ انھوں نے مجھے رہوں کے کتاب کس طرح نجات دلائی؟ سمورا انھیں سے بولا۔ تہ عبادت گاہ سے سوکار کے باہر آنے کے سلسلے میں ان کی پیش گوئی کوئی بھی درست ثابت ہوئی اس کے بعد ہواؤں کے دلوں نے اور کے قیمتی مجسمے کے باسے میں جس خدشے کا اظہار کیا وہ بھی پورا ہو گیا۔ کیا یہ سب کچھ اتفاقی ہے کیا انسانی پر سر قوتوں کا مانگ نہیں سکتا ہے؟“

”میں میرے تہمالا سے متفق ہوں لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ کچھ نادیدہ اور زوال قوتیں ان کی پشت پناہی کر رہی ہوں۔ سمورا نے چونک کر منانا کو دیکھا، کچھ دیر تک اپنا نیچا ہونٹ کاٹا رہا پھر سپاٹ آواز میں بولا۔

”تو میں کہ کہ میرا انتظار کر۔ میں اس کے صحن میں خون کے خطرے کا کوا پس آتا ہوں۔“

”مردار! کیا یہ ممکن نہیں کہ میں بھی اچھے ساتھ چلوں۔“

”کیوں؟ سمورا نے بسے متشوک لظروں سے گھورا تو وہاں کیوں جانا چاہتا ہے؟

”عم۔ میں۔ میں اپنے مردار کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔ منانا نے وہی زبان میں اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

”تو پھر ہوا کو اپنا مردار کہہ رہا ہے۔ سمورا کے تیرے نظر ناگ ہو گئے، کیا زندگی سے تیرا دل بھر گیا ہے؟

”اور دینا کے جزیرے پر مجھے مذہبی رہنمائی حشرت حاصل ہے۔ منانا نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ اور کی متحیر مودتی

گم ہو جانے کے بعد تو ہمارا مردار نہیں رہا۔

”منانا! سمورا کی ذہنی دندے کی طرح پٹ پٹاؤں جاس کھو بیٹھا ہے؟

”قبیلے کے لوگوں کو حالات کا علم ہو گیا تو تیرا اپنا نہیں۔ قبیلے کے لوگوں کو حالات کا علم نہیں ہوا۔

”کالہ مرد اور مسفاک ہو گیا۔ مجھے اپنی مخصوص زبان بند ہو گیا۔ ایسا ممکن ہے لیکن اسی صورت میں کہ تو مجھے ہوا کا رشتہ میں نے تجھے اپنا ہمراز بنا کر اچھا نہیں کر۔ وہ وقت گزر گیا۔ اب تیری عافیت اسی میں کے آگے بڑھنے تک کہ مر نہی ہو جائے۔ منانا نے ٹھوس لہجے میں سمورا کو گوارا کر سکتا ہے لیکن اپنا ہمراز ہو گیا۔

”میری مان تو اس کے سامنے ہوا۔ اپنی غلطیوں کی معافی طلب کرنے ہو سکتا ہے کہ وہ بچے کے ماتھے بخش ہے؟

”ہواؤں کے دیوتا نے کہا ہے کہ اگر میں ہوگا کہ لون تو اور کا گم شدہ مجسمے دوبارہ مل سکتا ہے۔“

”منانا کو مختار بھری لظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ تو کی ناراضگی ختم ہو گئی تو قبیلہ پر میرا اقتدار دوبارہ بحال۔ لیکن میرا دل کچھ اور کہتا ہے؟

”کیا؟

”میرے اقتدار کے دن اب پورے ہو چکے ہیں۔ کہا۔ زار یا کی موت رائیگاں نہیں گئی، اس کا خون رنگ اور کیا عجیب ہے کہ زار یا کی کربانک موت ہی نے اور نکا ہوں کے زلیلے بدل دیے ہوں۔“

”مجھے اپنی حاکمیت کا احساس ہو رہا ہے۔ سمورا کی میں خون آسمان یا۔ وہ میری زندگی کا سب سے قیمتی اور بے تھا جب میں نے مجھے اپنا رفیق جان کر اعتماد میں لے لے۔ کی۔ اگر میں اپنی زبان بند نہ کرتا تو مجھے ہوگا کہ زندگی مقدس امانت کی گم شدگی کا پتہ چلتا۔“

”اب ان باتوں سے کیا حاصل۔ جو ہونا تھا ہو چکا۔“

”تیس۔ سا بھی وقت کی رفتار میرے ہاتھ میں کے لیے میں زندگی گئی، بجلی جیسی پھرتی کا مظاہرہ اس نے کر کے کھتا ہوا خیر نکال کر ہاتھوں میں تمام فضا میں لہرائے ہوئے نہایت مسفاک لیے میں بولا۔ تیرے کی دوسری حرکت تیری زبان کو ہمیشہ کے لیے بند کر دے۔ قبیلے والوں کو حالات کا علم نہیں ہو سکتا تھا۔“

”مقدس اور بچکانی حاکمیت عظیم ہے۔ اس کا ثناء

اس طرح میری سرداری بھی برقرار رہے گی اور میں سمندی اور کواؤں کے دیوتا کی ہمدیاں حاصل کر کے قبیلے والوں کے سامنے اپنا وقار برقرار رکھنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے معاف کرنا یا نہ کرنا فریق کر میں تیری لاش کو قبیلے کے رسم و رواج کے مطابق ٹھکانے لگانے سے قاصر ہوں۔“

سمورا کچھ دیر تک منانا کی اکڑی ہوئی لاش سے ہاتھ کر رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر منانا کے جسم سے میخ نکال کر وہاں اپنی کمر اس لٹا دیا اور پٹانوں کی جانب قدم اٹھانے لگا۔ میں ایک خاموش تماشا کی طرح سمورا کے ساتھ کھڑا رہا۔

”منانا کی موت نے سمورا کی ذہنی کیفیت کا اظہار کر دیا تھا۔ وہ برقراری پر قبیلے کا مردار بنا رہا تھا جیسا کہ اسی گدی کی منکر اس نے ہوگا کہ نہایت غریب صورتی سے رستے سے ہٹا ہوا لیکن سادری کے جوان نے پر مکا ادا اس کے دماغ میں کچھ بڑھا سا چہرہ جو مکا ادا کہہ سکتا تھا اس لیے وہ بھی مکا ادا کی طرف ہو گیا۔ یوں قبیلے کے اندر وہ تو لیا بن گیا۔ سمورا اس وقت اس لیے اس کے ہاتھ زلیلہ مضبوط تھے لیکن تعذر اور کے قیمتی مجسمے کے غائب ہو جانے سے وہ بالکل تھرا رہ گیا تھا۔ حالات کے پیش نظر اس نے منانا کو اپنا ہمراز بنانے کی کوشش کی مگر منانا نے جب ہوگا کہ اپنا مردار کہہ تو وہ اپنا غصہ مضبوط کر سکا اور انجام کار منانا کو اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے۔

”میرے لیے ان وحشیوں کے درمیان مجھل جانے والی خون کی ہولی یا قتل و غارت گری کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی وہ جس ماحول میں پانا چڑھے تھے اس میں انسانی قدروں کو غلط و قوت کی کوئی گنجائش تھیں تھی وہ مذہب کی ابجے سے بھی ناواقف تھے ان کے درمیان بریسوں سے جو جنگی اور وحشیہ اندیس جلی آ رہی تھیں وہی ان کا مذہب تھا۔ اس پر وہ سختی سے عمل کرنے کے عادی تھے ان کی اصطلاح نامکس تھی، مخلوق و قتل و غارت گری ان کے دل چاہت تھی۔ تھے وہ اگر کسی کو مارا جاتا تھے تو لاپرواہی دیوتاؤں کو برا بھلا جس شخص کو جو اتفاق رائے سے ان پر ہمیشہ مردار مسلط کر دیا جاتا۔

”سمورا بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ شاید اسی لیے رفیق کئے کے باوجود اس نے منانا کے کانٹے کو بل نہیں اپنے درمیان سے منانا اور اب وہ پھر جلی زمین پر تیزی سے قدم بڑھا رہا تھا چنانچہ ان کے قریب پہنچ کر اس نے پھر کسی مذہب کی تصدیق کی جو ایک تنگ سی دائر میں داخل ہوگا، دلاؤ اسی دور تک بل کھاتی جلی تھی۔ سمورا اپنے نانا جرم کو تنگ راستے کی مناسبت سے سیٹھا اور سینھا تار دلا۔ وہ خامی جلدی میں تھا

”موت کے بعد تیرے اور زیادہ خطرناک اور موت ہاک ہو گا۔“

”میرا اپنی شخص زبان بند کرنے کا عندیہ تو میں تیرے غور سے اپنے ہاتھ نہیں رکھوں گا۔ ورنہ مجھے بھولنا ہے موت کے گھاٹ آباد نا ہو گا۔“

”میں۔ میں تیرے ساتھ کوئی عہد نہیں کر سکتا۔“

”پھر مرنے کے لیے تیار ہو جا۔“

”سمورا نے مرد لہجے میں جواب دیا پھر اس کا ہاتھ بجلی کی طرح لڑا۔ منانا نے پھرتی سے وہ قدم اٹھائے جس نے کی غفلت مندی کی ہوئی تو اس کا سپٹ یقیناً چاک ہو گیا ہوتا۔

”سمورا! منانا نے اسے سمجھنے کی کوشش کی۔ اب بھی وہ اپنے اراٹے سے باز آ جا ورنہ۔۔۔“

”لیکن وہ اپنا جملہ پورا زکسکا، سمورا نے قبیلے کی طرح جھپٹ کر مردار کا کرب جو بے حد متکث ثابت ہوا۔ غیر منانا کے سینے پر ایک گزشتگان لگا تا ہوا گزر گیا۔ خون کی حد ادا ایل کر منانا کے جسم کو متکث بنانے لگی میں چاہتا تو منانا کی مدد کر سکتا تھا لیکن میں نے اذیت مناسب نہیں سمجھی اس لیے کہ مجھے صرف ہوگا کہ کہن گاہ تک پہنچا تھا، منانا کی فات سے کوئی دل چسپی نہیں تھی۔

”خون کی سرخی نے موت کا جھانک احساس دلا یا تو منانا نے پٹ کر بھٹنے کی کوشش کی۔

”منانا! انگ جا۔ سمورا نے اسے دھکا دیا لیکن موت کی مشقت نے مجھے منانا کو برا کر دیا تھا۔ وہ دیرانہ وار بھاگتا رہا لیکن پھر اچانک ”وٹنے“ ڈوٹنے ایک جھٹکے سے رک گیا۔ اس کے حلق سے ایک کربانک میخ بند ہو کر دینے میں وہ تھک چھٹک جلی گئی اس کے جسم نے یکے بعد دیگرے دو تین جھٹکے کئے پھر وہ اوندھے منہ متکثر نہن پر کسی کے ہونٹے سمیت تیر کی طرح دھیر ہو گیا۔ سمورا کا جھینکا ہوا خیر اس کی پشت پر دھتے سب گھسنا نظر آ رہا تھا۔

”مجھے تیری موت پر دکھ ہے میرے دہن میں کیوں تیرے خون پر پھرتے تھے تو نے سمورا کے ساتھ دشمنی مولنے کو اپنی عزت نامک کت کو لکھا کہ میں نے تیری خواہش پوری کر دی۔ اب تو ہمیشہ نام اور کون کی زندگی منانا ہے گا۔ میں نے تیری زبان پر پہلے کتاب کی لکھ دی ہے اس لیے کہ تو قبیلے کے لوگوں کے سامنے میرے خلاف تیرا اگل سکے۔ میں کچھ دیر کے لیے تجھے سے اجازت چاہوں گا۔ ہوگا کہ تیرے دیانت کو لوں پھر تیری اکڑی ہوئی لاش کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کروں گا۔ تیری موت نے میری خشک کر دی ہے۔ میں مجھے کی گم شدگی کو تیری گم شدگی سے شکم کر کے قبیلے کے لوگوں کو برا کر دینے کی کوشش کروں گا کہ غفلت ہو گیا۔“

”وٹنے“ موتی کے ساتھ خود جوری چالوں پر طرب کیا ہے۔

راستے اس کے دیکھ بھالے تھے اس لیے اسے کوئی دشواری نہیں پیش آ رہی تھی۔

”دراڑ کے سلسلے کو عبور کر کے وہ ایک کھلے حصے میں آ گیا جہاں پتھر لی زمین پر پسندیدہ کا پانی موجود تھا، پانی کے دوسری جانب بلند چٹانیں موجود تھیں سمور نے پتھر لی زمین کا وہ حصہ بھی بہت نقداری سے عبور کیا اس کے بعد وہ چٹان کے اوپر چڑھنے لگا، میں برابر اس کے ساتھ لگا رہا، چٹان پر کچھ دور اور پہنچانے کے بعد وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ کر کھدک گیا جہاں چیل کی شکل سے ملتا تھا ایک خاصہ بڑا پتھر کا ٹھکانہ چٹان سے نیچے کی جانب جھکا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اس پتھر کے قریب جاکر سمورا ایک لمبے کو لگا کچھ دیر تک خاموش کھڑا ماحول کی سن گئی تاہم پھر وہ وزنی پتھر کے قریب آ گیا جس جانب والے راستے پر ہولیا۔ پندرہ بیس منٹ تک وہ چٹانوں پر لڑا لڑا دھڑلہ چڑھا تاہم پھر ایک تنگ سی دراڑ کے اندر داخل ہو گیا جو میرے رانداز سے کے مطابق دس پندرہ منٹ تک بل کھا ہی چلی تھی تھی دراڑ کے اختتام پر آگے جانے کا راستہ بظاہر مرسد و نظر آتا تھا لیکن سمور نے چٹان کے ایک حصے پر دونوں ہاتھ جکڑ کر طاقت صرف کی تو دونوں بھی ایک صلا پیل ہو گیا جس کے اندر سے ایک آدمی منبجل گزر سکتا تھا۔

سمور کی پروری میں میں نے بھی اس خلا سے گزرنے میں خاصی جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔ دوسری جانب خاصا اندھیرا تھا میں نے ایک دو جگہ معمولی ٹھوکریں کیں لیکن منبجل گیا سمورا پوچھنا راستوں سے واقف تھا اس لیے وہ نہایت آرام سے آگے قدم اٹھاتا رہا۔ کچھ دیر ہم آگے پیچھے چلتے رہے پھر سمور نے ایک اور وزنی پتھر کو درمیان سے مٹا ہوا تو چھب اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن نے مجھے جوڑنے پر مجبور کر دیا اس کے بعد میں زیادہ دور سفر نہیں کرنا پڑا۔ کچھ دیر بعد میں سمور کے ساتھ ایک کشتہ دو غادیں موجود تھا جس کے اندر ہر طرف خاصی روشنی بھی موجود تھی۔

غار کے درمیان ایک ٹھون تم کا ٹوکھلا وزنی پتھر فرش کے اندر دھنسا نظر آ رہا تھا جس پر لوہے کی ایک رنگ آلود زنجیر دکھائی دے رہی تھی روشنی کا بندوبست یہاں بھی بالکل اسی انداز میں کیا گیا تھا جیسا میں ایک بار پہلے دیکھ چکا تھا، غار کے اندر چٹان کو کات کر ایک بلند جگہ ایک چھوٹا سا سوراخ کیا گیا تھا جس کی دوسری سمت غالباً موی شعل روشن تھی اس کی روشنی کشتہ دو غاد کو بھی روشن کیے ہوئے تھی۔ سمور کچھ دیر تک خاموش کھڑا ٹوکھلے ٹھون پتھر کو دست بھری نظروں سے گھورتا رہا بظاہر وہ ان کوئی آدم یا دم زاد

نظر نہیں آ رہا تھا لیکن جب میں سمور کے ساتھ گھوم پتھر کی دوسری سمت کیا تو وہ شخص میری نظروں میں سنگلاخ فرش پر دونوں ہاتھوں کے درمیان سر جھپٹا پڑا تھا۔ رنگ آلود زنجیر کا دوسرا سراسر کے بیرون گیر کی طرح موجود تھا۔

”لوگا! میسے زمین میں ایک نام تیزی سے گزرا دل کی دھڑکنیں تیز مڑنے لگیں میں اس شخص کو غور سے لگا اس کی شکل اس کے ہاتھوں کے درمیان چھپی ہوئی تھی اس کی جامت اور ذوق امت کا بخوبی اندازہ لگا سکا میرا خیال تھا کہ لوگا قید منافی کی صعوبتیں جھیلتے جھیلے لاغور اور خف ہو چکا ہوگا۔ وہ سمور کے راستے کا سر اور بڑا پتھر تھا اس لیے اس کے ساتھ کسی اچھے سکر توقع نہیں کی جا سکتی تھی لیکن وہ شخص جو فرش پر اوڑ مڑ پڑا تھا اگر لوگا ہی تھا تو پھر میرا خیال درست نہیں وہ درمیان قد اور دوبرے بدن کا مالک تھا اس جسم پر سیل اور گڈنگ کی خاصی ڈیزل نہیں موجود تھیں لیکن کہیںوں کے پاس سے اس کی جلد کا اصلی رپ بھی نظر آتا تھا جو مقامی لوگوں کے مقابلے میں خاصا اچلا کا جا رہا تھا اس کے سپر ہلباس نام کی اگر کوئی شے موجود تھی تو وہ مستحال سنگینی ہی تھی اس کے سر کے بال خالصہ دراز لکھے ہوئے تھے۔

سمور اسے خاموش کھڑا استقامت بھری نظروں سے دیکھ رہا پھر اس نے غلے کے اس حصے کی جانب دیکھی جس کی دوسرا سمت سے روشنی چھوٹ رہی تھی پھلے وہ خلا کے پتھر سے پر روشنی کی پر اسرار اوکیکا مٹ کو غور سے گھورتا رہا اس نے مجھ سے کہا کہ ”لوگا! زنگ آلود زنجیر“

”لوگا! زنگ آلود زنجیر؟“

”لوگا! زنگ آلود زنجیر؟“

”لوگا! زنگ آلود زنجیر؟“

”لوگا! زنگ آلود زنجیر؟“

”لوگا! زنگ آلود زنجیر؟“

”لوگا! زنگ آلود زنجیر؟“

”لوگا! زنگ آلود زنجیر؟“

”لوگا! زنگ آلود زنجیر؟“

”لوگا! زنگ آلود زنجیر؟“

”لوگا! زنگ آلود زنجیر؟“

”لوگا! زنگ آلود زنجیر؟“

ہوگا۔ سمورا، بوکا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے گھونٹے ہوئے بولا: کیا تو مقدس اور بیکارے نام پر اپنے دوست کو معاف کر سکتا ہے؟ بوکا اہل کلمے کو چڑھا کر اپنا ہونٹ چلنے لگا: اس کی آنکھوں کی چمک مانہ پڑنے لگی، کچھ دیر تک وہ سمورا کو دفعتاً طلب نظروں سے گھورتا رہا پھر سپاٹ بے یوں بولا۔

”کیا میں یہ سمجھوں کہ تو نے سادری کے سلسلے میں اپنا عہد تو رد کیا ہے؟“

”نہیں۔ سادری آج بھی دلوں کی طرح پاک ہے۔ سمورا تیزی سے بولا: مکالا! اس کے ساتھیوں کے ہاتھ ابھی کسا دی۔ ہم نہیں پہنچ سکے۔“

”پھر۔ تو تعاقب کسی بات کی طلب کر رہا ہے؟“

”اور کا وہ مقدس اور ناباب جبر جو میرے پاس تو باؤں کی امانت تھا پراسرار طور پر غائب ہو گیا ہے۔“

”کیا۔ کیا تو سچ کہہ رہا ہے سمورا؟ بوکا کی آنکھیں جھانپیں۔“

”ہاں۔ سمورا ہاتھ ملتے ہوئے بولا: قبیلے کے لوگ ابھی تک اس راز سے واقف نہیں ہوئے۔ اگر تو مجھے اور بیکارے مقدس نام پر معاف کر دے تو گمراہ جبر مجھے دوبارہ مل سکتا ہے۔“

”میرا خیال ہے کہ تو ایک بار پھر مکالا اور بدکار سوا کر ڈکے فریب کا شکار ہو رہا ہے۔ تو بوکا نے تیزی سے کہہ پھر بولا: کیا تو نے منام سے بھی دریافت کیا کہ اس کا حساب کیا لیتا ہے؟“

”منام کی کوڑاؤں ٹوٹ کر بکھر چکی ہیں۔ میں نے اس کے ہندسوں اور خطوط کے حساب کو ختم کر دیا۔“

”کیا۔ کیا تو نے اور دینا کے مذہبی رہنما کو بھی اپنی زندگی کا نشانہ بنا ڈالا؟“

”ہاں۔ سمورا نفرت سے بولا: مجھے کسی گمراہی کی اطلاع ملے ہی اس بخت نے غلطی کی طرح نگاہیں پھیر لی تھیں۔ وہ مجھے ایک نظر دیکھنے کا آرزو مند تھا۔“

بیس؟ بوکا کا آخری جملہ اس کے سمورا کے علاوہ کسی اور شخص کے لیے نہ تھا۔ اس نے اپنے بزرگوں کی کسی پیش گوئی کا تذکرہ اس پر جو کچھ میت رہی تھی شاید اس کا علم اسے پہلے غائب اسی لیے وہ ابھی تک حالات سے دل برداشتہ۔ ان کی آنکھوں کی پراسرار چمک بے معنی نہیں تھی وہ تعجباً اس کے لیے موقع کا منتظر تھا۔ اس کے بزرگوں نے اسے جو کچھ تھا وہ غلط تھیں۔ خدا اور دینا کے جزیرے پر ہماری کاظم اسے ہماری آمد سے بہت پہلے ہو چکا تھا لیکن اپنی زندگی کے اس اہم راز میں سمورا کو شریک نہیں کیا۔ تجھے جیلوں کی موجودگی کا علم کیسے ہوا؟ سمورا نفرت سے گھونٹے ہوئے پوچھا۔

”شاید تو میری بات پر یقین نہ کرے لیکن یہ حق ہے کہ تیری غداری سے بہت پہلے تیرے بزرگوں نے ولے حالات سے آگاہ کر دیا تھا اور پھر۔ کوئل نے مجھ سے ایک بات قبل حساب لگا کر میرے بزرگوں کو کہا۔“

”تصدیق کر دی تھی؟“

”کوئل۔ سمورا ہونٹ چلاتے ہوئے عقارت سے بولا: کیا تو نے سادری کے اس بدلیسی باپ کو بھی بزرگوں کو بتا دیا ہے؟“

”نہیں۔ کوئل نے خود ہی مجھے تمام خطرات آگاہ کیا۔“

”سچی۔ شاید اسی لیے تو نے سادری کو کہا ہے۔“

”میرا دہم ہے۔ بوکا نے تیزی سے جواب دیا: کوئل مجھ سے ہی کہتا تھا کہ جس روز سادری بے عزت ہوئی وہ تیری بربادی اور تباہی کا بدترین آغاز ہوگا۔ تو میرا وہ ہے اس لیے میں نے تجھے بہت پہلے سادری کی مخالفت مشورہ دیا تھا۔“

”سمورا کی آنکھوں میں خون ابلنے لگا۔ وہ بوکا کو چلنے والی نگاہوں سے گھونٹے لگا۔“

”میری بات کا یقین کر سمورا! میں تجھ سے فریب نہیں۔ سادری کو بھول جا بوکا! سمورا نے ہونٹ کانٹے مرزبانی میں کہا: میری بات کا جواب ہے۔ کیا تو ابھی مقدس نام پر مجھے معاف کرنے کو تیار ہے؟“

”نہیں۔ میں غلطی توئی کی مرضی میں دل نہیں دے سکتا۔ میں تجھ سے درخواست کر رہا ہوں۔“

اس خیال کو ذہن سے نکالنے کے سمورا کی زندگی میں تو بارہا لپکا تھا۔ ہوا مقام حاصل کر کے گاتیری زندگی اور ت دونوں کے امتیاز میں رہنا۔

”میت کر سمورا! بوکا سپاٹ آواز میں بولا: اگر تو میرے میری زندگی تیرے راتے کی دیوار بن رہی ہے مجھ موت کے گھاٹ اتارنے سے دریغ مت کر لیکن اتنا دیکھ کہ کسی مردانہ کی موت بھی دیوتاؤں کے غضب کا بے بن سکتی ہے۔“

”دیوتاؤں کا غضب؟ سمورا نے عقارت سے کہا پھر اندازاً ان میں مقصد لگاتے ہوئے بولا: بوکا! تو نے قبیلے کو کس طرحیں جتلا کیا تھا وہ اب ٹوٹ چکا ہے۔“

”یہ طرف غور سے دیکھ۔ کیا تو نے میری گردن کی رسولی کو بھی دیوتاؤں کا غضب نہیں کیا تھا؟“

”ہو سکتا ہے دیوتاؤں کو تیرے اوپر رحم آ گیا ہو۔“

”نہیں۔ سمورا گرج اٹھا: میں نے کس ساتھ یہ نہانی ان جملہ گولہ لے کر ہے جو اور دینا کے جزیرے پر بیس جہان لہ۔ وہ سمند اور ہواؤں کے عظیم دیوتا ہیں ان کی قوتیں وال ہیں۔“

”میں نہیں مانتا۔ بوکا نے پہلے باز نفرت کا اظہار کیا۔“

”تیرا عظیم اور بیکارے جو نام چیزوں کا خالق اور متوں کا مالک ہے۔“

”آج اس کا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔ میری بات کا جواب دے بوکا! میں آخری بار تجھ سے پوچھ رہا ہوں۔ کیا تو مجھے مان کر سکتا ہے؟“

”نہیں۔ تو کو فیصلہ کن انداز میں بولا: میں تجھے اور بیکارے پر معاف نہیں کر سکتا۔“

”ابک بار جبر سوج لے تیری موت کے ساتھ ساتھ سادری بڑت بھی جی میں مل جائے گی۔“

بیس کا سیاب ہوتا وہ بجلی کی پیرتی سے نوجو پھینک چکا تھا لیکن پھوٹے سر ہی لے جو کچھ ہوا اس نے میری عقل بھی ضبط کر دی۔

سمورا کچھین کا ہوا نوجو بوکا کے چلنے سکون پھر سے محو کر ایک طرف دوڑا پھر سنگناخ فرش سے ہٹوں کے کشیف ہاٹ تیزی سے بلند ہونے لگے میرے دیکھنے ہی دیکھتے بادلوں نے بوکا کو اپنے اندر چھپا لیا۔ سمورا نے بادلوں کو چکر لگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن اس طرح ایک جھلکے سے اچھل کر دوڑا جگا جیسے کسی ناویدہ قوت نے اسے گنبد کی مانند اچھال دیا ہو۔

زمین بگڑنے کے بعد وہ ایک ٹانے کیلے بادلوں کی طرف متوجہ ہوا پھر دوسرے ہی لمحے بوکا کراٹھا اور دوسری کالے بنے خا شہ جگنے لگا۔ میں نے وہاں دیکھا بوکا کھینچ جانے کے بعد خالی ہاتھ نہیں واپس آچا جتنا تھا مگر اسی لمحے جینی کی گھڑی ہوئی آواز میرے کانوں میں صدائے بازگشت کی کر گونجنے لگی۔

”دیوتاؤں کی پراسرار قوتوں سے محو اتھا ہے لیے بھی خط ناک ثابت ہوگا۔ معنی جلدی ممکن ہو اس طہم کے سے باہر نکل جاؤ۔“

”جینی کی آواز سننے کے بعد میں نے وہاں مزید دیکھنے کی حاکمات نہیں کی۔“

دوسرے روز میں نے پوری سبقت میں مناما کو تلاش کر ڈالا لیکن کہیں اس کا نام و نشان نہ ملا۔ ہر چند کہ سمورا نے اسے میری نگاہوں کے سلسلے اپنے قوت و غضب کا نشانہ بنایا تھا لیکن نہ جانے کیوں مجھے وہ باتیں خواب سی لگ رہی تھیں شاید اس لیے کہ مجھے رات کی بات صرف پراسرار بادلوں کے نواز دہننے اور جینی کی تنبیہ تک باقی تھی۔ میں جینی کے مشورے پر تیزی سے غار سے باہر نکلا تھا اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ یاد نہیں۔“

”جیکب اور کلاش دونوں میرے ساتھ تھے۔ دونوں ہی نے مجھے اس تشویش کا کہ میں مناما کی جستجو میں کیوں مارا پھر رہا ہوں لیکن میں نے جیکب کو مذاق میں مال دیا اور کیا ش کو یہ کہہ کر اچھا دیا کہ گزشتہ رات میں نے خواب کی حالت میں مناما کو کرب تک عالم میں ٹوٹے بھنڈا رتے دیکھا ہے۔“

”کیا ش کا خیال تھا کہ سمورا اسے اپنے جسم کی تصدیق کر سکتے ہیں لیکن میں نے سمورا سے پوچھ کر گھٹنا سب نہیں سمجھی۔“

”میرا خیال ہے کہ تم دو قہین وقت صرف پانی پکڑا کر آؤ۔“

”نہیں۔ میں کد لہا ہوں سمورا! جو کچھ تو تیار رہا ہے میرے بزرگوں نے اسی کی پیش گوئی کی تھی۔ بوکا نے جذباتی انداز میں جواب دیا: مقدس مجھے کا غائب ہو جانا۔ مذہبی رہنما کی موت اور۔ اور کیا اور دینا کے جزیرے پر کچھ جینی بھی موجود

”ساووی کے بالے میں نہ تے کیا سوچا ہے؟“ میں نے

مذہب نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ لوگ انے ساوری کو پر اسرار

سمم آنے بھی میری طرح حالات کے نشیب و فراز پر غور

خود پر وہ مہال کے وجود کے اندر دینی سوتی چنگا رہیں کہ مہارے
کہ جیڑ کا مارا پھر جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا
اور مکالا اور سمرا میں ساوری کی وجہ سے باقاعدہ ٹھہری تھی تو
سوکا کو لے کر مناما کو بھی لے کر اسے جہان سے ہٹانے کی جہاز پر کوشش
خروج کر دی۔

ساوری نظر نیچی کیے اپنی داستان سنانی دہی سمرا
نے اسے لوگوں کے باز سے صاف اسی حد تک آگاہ کیا تھا کہ وہ
مرا نہیں زندہ ہے اور دلپاؤں نے ایک خاص مدت کے لیے
اسے اپنے پاس بلا لیا ہے اس نے ساوری کو سختی سے تاکید
کوی تھی کہ وہ دلپاؤں کے اس مقدس راز کو صرف اپنے سینے
تک محفوظ رکھے البتہ اگر اچانک کبھی سمرا کا سورج غروب
ہو جائے تو وہ قبیلے کے لوگوں پر اس راز کا انکشاف کر سکتی ہے۔
میرا ذہن ساوری کی داستان حیات سننے کے ساتھ ساتھ
اپنی سہمی قوت میں بھی الجھا ہوا تھا جسے میں نے عینی کی
یقین دہانی کے بعد محسوس کیا تھا ساتھ اٹھ بیٹے کے اور
نموند وحشی و زندوں سے مفاد پر کرنا کسی انسان کے بس کی
بات نہیں تھی لیکن میں نے کسی تنہا کے بغیر وہ کارنامہ
سر انجام دیا تھا، شاید یہ عینی کی پرامن راج نے اپنی تمام تر
قوتیں ایک کے ذریعے مجھے عین دی تھیں۔

”مقدس باپ! میں بخاری بناد کی طلب کار ہوں“
ساوری نے اپنی داستان ختم کرنے کے بعد اچانک جب تک
دو خواست کی تودہ گڑا کر کہہ دیا، اس کی لوکھاٹ کی ایک
وجہ پر بھی تھی کہ ساوری نے پہلی بار اس کو انگریزی میں
خطاب کیا تھا۔

”تہتم...“
”ہاں مقدس باپ! جب میں نے اپنے باپ کے ساتھ
اس شخص پر زبیر پر قدم رکھا تھا اس وقت میرے گلے میں
بھی مسیح کی نشانی صلیب کی صورت میں موجود تھی جسے میرے
باپ نے خطے کی کوسوں تک کے کسے کے گلے سے آگاہ دیا میں نے
آج تک اپنے مذہب کی اس نشانی کو اپنی زندگی کے زیادہ
سنبھال کر رکھا ہے۔“

”کمان چہو مقدس صلیب!“
”میں نے اسے ایک محفوظ خطاف پر دفن کر دیا تھا مجھے
خطہ تھا کہ اگر جنگوں کو میری فتنہ خنثی کرنا میں گیا تودہ
مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔“
”تم نے دودا اندیشی کا ثبوت دیا“
”فادر جیکب! کیا تم مجھے راہب بنا سکتے ہو؟“

میں رفتہ رفتہ قبیلے کے لوگ اپنے ہر دل پر زبیر مار کر روٹھا
ہر دل پر وہی تعلق کرتے رہے پھر انھوں نے اپنے راج
پر حاکم سمرا کو اپنا سردار منتخب کر لیا، لوگوں کے بعد کوئل کو سوار
انفرت کا نشانہ بننا پڑا، اپنے سامنے دو ہزار سے زائد
سوار کو مجھ کو روٹھا، ان میں کسکتا تھا اس لیے کوئل کو
پول کے خدوں میں جھینٹ چڑھا دیا گیا۔

ساوری کا انجام بھی شاید کوئل سے مختلف نہ ہوتا لیکن وہ
تھی تھی۔ اس کے علاوہ لوگ نے سمرا کو باور کرنے کی کوشش
تھی کہ اس دن اس نے ساوری کو موت کے گھاٹ اتارا یا
کہ وہ تھی لگا، وہ اس کی حکومت کا آخری دن ہو گا،
وہ نے بات سمرا کے ذہن میں بٹھا دی تھی کہ کوئل اور لگا
ساوری کو قبول کر لیا ہے اور اگر جھوٹی ساڑی پر پہننے والے
پڑاؤں کے دیوانہ اور لگا کی اس محسوس نشانی کو ختم کیا گیا تو اس
بنا سمرا کو براہ کرم کرنے گا۔

لوگ نے ساوری کو بچانے کی خاطر جو حال چلی تھی اس
میں اس کی اپنی خود غرضی بھی شامل تھی کوئل نے لوگ کے
تسلیم میں جھانکنے کے بعد ان تمام پیش گوئیوں کی تصدیق
لائی جو لوگ کو اس کے آبا و اجداد کی زانیہ عوام ہوتی تھیں وہ
لوگ کا مقصد ہو گیا اور غالباً کوئل نے جو اپنے مستقبل کے
بچاؤ کا انجام ہے بھی واقعہ تھا ساوری کو بچانے کی خاطر
لوگ کو ضعیف الاغیاؤں سے فائدہ اٹھا یا، اس نے لوگ کو
یقین دلایا تھا کہ اگر اس نے ساوری کی زندگی اور عزت کی
حفاظت کی تو ایک دن ساوری جی اس کی نجات کا ذریعہ
ہے گی اور لوگ کے دوبارہ برسر اقتدار آنے کے سلسلے میں ساوری
کی ذات کو ایک اہم تعلق ہو گا۔

سمرا بھی اپنے قبیلے والوں کی طرح جنگلی رسم و رواج کا
عادی تھا لیکن اس نے ساوری پر کبھی بری ہنگامہ نہیں ڈالی
اسے بیٹی کا نام دینے کے بعد سمرا نے اسے قبیلے کے لوگوں کی
پہلی اور گندی نظروں سے بچا لیا لیکن ساوری جوان ہوئی تو
سب سے پہلے مکالا کی نیت بدلی، سمرا نے اسے روکنے کی کوشش
کی تو ان کے درمیان دوستی کا رشتہ آہستہ آہستہ دو ثابت کی
صکات اختیار کرنے لگا۔

لوٹھا اور جھینٹ سوکا رو دشمنی کی اس آگ کو ہوا دیا
راہ لوگ کے غلط فہمی سے قبیلے والوں کی نگاہوں میں ایک
فوجی اہمیت حاصل تھی لیکن سمرا نے مناما کو اپنا وارثت
بنا کر اس کی حیثیت کو بھی سنبھالنے کی کوشش تھی سوکا کو
سلطان بننا سے پہلے روٹھنے کی سعی جاری رکھی لیکن اندرونی

کیا اس سادری کے قریب کھڑا مجھے بھی بھیجی گیا
دیکھ رہا تھا، شاید اسے اپنی بیانی پر یقین نہیں آ رہا ہو
میری اپنی کیفیت بھی کیلاش سے مختلف نہیں تھی۔

وہ دھنوں کے درمیان پلی بڑھی تھی لیکن اس نے
کی بو باس کو نہیں اپنا یا۔ اپنے وطن اور کھار سے ہزار
میل دور ہونے کے باوجود وہ اپنی مذہب کو نہیں بھولا
اور یہی وجہ تھی جو اچانک دلپاؤں کی کی سرحدوں کو بھینکا
جنوں کی سرحدوں تک جا پہنچی تھی، دشمن اس کو پال کر
کی خاطر اپنے ساتھ لے جانے آئے تھے۔ میں انھیں
قابل چھوڑنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے قدموں سے واپس جائے
اور مکالا کو اپنی ڈوٹی چھوٹی حالت دکھا کر اور کرکاسین
اب ساوری ہماری پیادہ میں تھی۔

لیکن اس نے اچانک سامنے آکر انھیں بادی منسلک
بہت دیر تک وہ صف کے شہزادوں سے دوچار رہی کہ
کی طرح خاموش کھڑی ان کی لاشوں کو تھکتا بھری نگاہوں
سے گھورتی رہی پھر جب جنوں کی کمی آئی تو اس نے بو پاپا
زہریلی سبوتاں میری طرف پھینک دیں منہ ڈھانک کر کہتی
تھی کہ مانتا چھوٹ چھوٹ کر رہنے گی، کیلاش اسے تسلی دے
اندھے آیا، فحشی دیکھ وہ سہمی سہمی منہ پھینکی رہی
نازل ہونے لگی۔

معاذے بے حد اصرار یہ اس نے اپنی داستان حیات دہرائی
شروع کر دی اس کی کمانی بھی عینی سے ملتی جلتی تھی حیران
کا فکار ہو کر وہ بھی اپنے باپ کوئل کے ساتھ اور دنیا کے ہر
تک آگئی تھی اس کا باپ سیاح تھا اس لیے دنیا کی مختلف
سے واقف تھا، ہونڈی اور لگا کے اندر دینی علاقوں میں اس نے
خاصا وقت برباد کیا تھا، وہیں اس نے کالے حادہ کی تلبہ
حاصل کی تھی اور مستقبل بینی میں دسترس حاصل کی تھی۔
لوگائیں چاہتا تھا کہ کوئل کو موت کا حکم سنائے وہ
اپنا نائب بنانا چاہتا تھا۔ اس کی اسی خواہش نے مکالا اور
سمرا کو اس کا دشمن بنا دیا، نائب سمرا کو لوگ کا نائب تھا ایک
موقع پر کوئل نے اس کی بیانی کی کیڑوں کا مطالعہ کرنے کے
بعد اسے بتا دیا کہ اگر وہ دنیا پر لوگ کے بعد ماسی کی مڑاوی قائم
ہو گی حکومت کے نشے میں آکر سمرا اور لوگ اسے اپنی وفاداری
بھول کر سوکا کو اور مکالا کے ساتھ مل کر اس نے نہایت دور
اندیشی سے لوگ کو اسے ہٹانے کی خاطر چنانوں والے غار
میں قید کر دیا۔

گرفت میں اپنا گھٹنا ہوا محسوس ہوا۔ میں نے خود کو اس کے گھٹنے
سے چھلانے کی خاطر منہ بڑا دلا تو اب لگا جیسے بے رحم ہوں
طوفانی قوتیں سمٹ آئی ہوں۔ بے انتہی کہ ایک معمولی جنس نے
اسے ریک کی گند کی طرح دور اچھال دیا۔

میں نے حریف کی تنگی جس حد سے کھلی کی کھلی رہ گئیں،
خود میں بھی سشوارہ دیا، میں نے اپنی زندگی میں کسی کسی
ساتھ ملتا پانی نہیں کی تھی لیکن اس وقت مجھے ایسا لگا رہا
تھا جیسے کچھ شرمیرا اور نا بکھر چکے نہ تھے گھیر لیا ہو میرا حریف
زمین پر گر کر دوبارہ کھڑا ہو گیا، دوسری بار اس نے اپنی ہمت
میں زیادہ محتاط انداز میں خطرناک حرکت کیا لیکن اس بار بھی اسے
باوہسی کا سامنا کرنا پڑا، میں نے ہاتھ اٹھا کر شخص اپنے بچاؤ
کی کوشش کی تھی لیکن وہ فضا میں میرے سر کے اوپر سے لڑتا
ہوا دوسری جانب جا کر میرے بل کر گیا۔

میں نے ہٹ کر اسے دیکھا، اس کا چہرہ لولہ مان ہر رہا
تھا اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن کراہ کر کہہ دیا۔ اس کا
شہر دیکھ کر اس کا دوسرا تھی آگے بڑھا لیکن میری ایک ہی
فکرو کرنے اسے بھی زمین بوس کر دیا پھر وہ بعد بعد دیکھ بھج
پر ملتا رہتا رہتا لیکن ان کا انجام اٹھنا، کہ ہونا مارا۔ عینی نے
غلط فہمی لکھا تھا میں اس وقت اپنے جسم کے اندر بجلی کے
شرکے محسوس کر رہا تھا، جیسے میری رگوں میں خون کے بجائے
آگ بھری ہو۔

میں نے حریف بھی بہت ڈھینچ ثابت ہوئے، جب
تک وہ قیاموں پر اٹھنے کے قابل نہ رہا بار بار میرے مقابلے پر
آئے یہ پھر جب وہ نہ تھا ہونے تو میرے سامنے ہاتھ
جڑوئے لگے۔

”جوڑوں کے دلپاؤ! ہمیں معاف کر دو، غیبت سوکا نے
میں دھوکا دے کر مجھے اسے مقابلے پر آمادہ کیا تھی، ہم نے ضرورت
”جاؤ۔“ دغ ہو جاؤ اور سوکا کو روکنا بھانپنا کر دینا ناؤں
سے بچانے کا انجام دوسری بار بھیجا تک موت کی صورت میں
خبر ہو گا۔ میں نے گرج کر کہا۔

وہ میری آواز سن کر پکڑتے ہوئے اٹھ لیکن پھر ایک
کر کے دوبارہ گرے لگے۔ میں نے ہٹ کر نشیت کی سمت دیکھا
ساوری بلو پاپا ہاتھ میں لیے کھڑی تھی اس کا چہرہ شعلوں
کی طرح دھک رہا تھا۔ مجھے یہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں
پڑی تھی کہ میرے حریف دوسری بار کیوں گرے تھے ساوری
نے اپنے انتقام کی آگ بجھانے کے لیے انھیں ہمیشہ کی نیند
سلا دیا تھا۔

کیوں نہیں؟۔ جیکب نے بوجھ کی سے جواب دیا: میں جیسے مسک کے بتانے ہوئے زریں اصولوں پر چلنے کی تعمیدوں کا تم میرے ساتھ لا کر اور دینا کے جھگڑوں کو انسان بنانے کی کوشش کرو گی؟

کیا مسیح کی تعلیم عام کرنے کے لیے سادری کا بار مہر بنا ضروری ہے؟ کیلاش نے دبی زبان میں کہا۔

”ہاں۔ انسان کو کچھ پانے کے لیے کچھ کھانا بھی پڑتا ہے وہ جو امر بنا جاتے ہیں انہیں اپنے من کو مارنا پڑتا ہے اور جب انسان میں کو مارنے کا فتنہ بکھرتا ہے تو بہت بلند ہو جاتا ہے۔“

”تم شاید بھول رہے ہو کہ ہم ایک گناہ جزی سے پریشانی کے درمیان آکر پھنس گئے ہیں؟“

”میں جانتا ہوں۔ شاید قدرت نے مجھے اسی مقصد کے لیے یہاں بھیجا ہے کہ میں اور دینا کے سنگ اور جھنگل میں لوگوں کی اصلاح کروں۔ جیکب نے بوجھ کی سے کہا: میں نے اپنے مشن کا ایک حصہ پورا کر لیا ہے۔ دو مہینے اور باقی رہ گئے ہیں اس کے بعد۔“

”نہیں۔ میں نے اسے تو کتنے ہونے سختی سے کہا تھا کہ تم اب دوبارہ کسی حماقت کا ثبوت نہیں دو گے۔“

”تم مجھے حماقت سمجھ لے رہے ہو وہ میری نزدیک میں عبادت ہے۔“

جیکب اپنی بات پر ڈٹا رہا، سادری اس کی ہر بات بھی اس لیے وہ بھی ہاں میں ہاں ملائی رہی۔

”سادری! کیلاش نے نہایت خوب صورتی سے مومنوں بہ لے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا: کیا تمہارا خیال ہے کہ مکالا اپنے آٹھ آدمیوں کی موت برداشت کر لے گا؟“

”نہیں۔ اس نے جو آدمی بھیجے تھے وہ ان کے بے حد وفادار اور جہاں شاد تھا تھے۔ ان کی موت کی خبر مکالا کو اور سخت غراہ بنانے کی کہیں تم۔“ سادری نے اچانک میری جانب دیکھتے ہوئے حیرت سے کہا: ”مجھے یقین نہیں آتا کہ تم نے انہیں مارا ہوگا۔“

”تمہارا کیا خیال ہے؟“

”تم نے دیوتاؤں کا جو ڈھونگ رچا رکھا ہے، مجھے اس کی اہمیت بہت سہلے سے معلوم ہے لیکن میرا خیال ہے کہ کوئی پرنسپل قوت تمہاری پشت پناہی ضرور کر رہی ہے ورنہ تم بڑا دار اور حیرت سو کا رو کی سازد قوتوں سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتے تھے۔“

”یہ تمہارا دوسرا ہے؟ میں نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی۔“

”میرے مایوس جو کچھ ہے وہ صرف خدا کا دیا ہوا ہے۔“

”ہو سکتا ہے تم جھگڑا کر لے رہے ہو لیکن مجھے یقین نہیں آتا۔“

”تم غلطی پر ہو۔ انسان چاہے تو اپنے وجود میں دُوب کر وہ بکچھ پاسکتا ہے جو بظاہر میں مشکل اور ناممکن نظر آتا

سنا ہوتا ہے۔“

”جس اب بھی تمہارا مطلب نہیں سمجھ سکی۔“

”میں سمجھتا ہوں۔ کیلاش نے میرا مقدمہ بیان پتہ ہونے کا ہمارا خیال ہے کہ اور دینا کی سرحدوں پر کچھ قبیلہ اور بھی رہتے ہیں۔ کیا سمجھتے ہو؟ اس کے انکار کا کہ ہے؟“

”نہیں۔ مجھے اس کے بارے میں کوئی فکر نہیں۔ سادری نے جیت سے بکس جھگڑا کر دیا۔ ”میرے کہا: میرے طرف سے یہاں ہے کسا گھڑا کلا کا خاص پتھو ہے اور آج تک اس نے اٹھائے میں کسی کو اپنے اوپر سبقت نہیں لے جانے دی۔“

”کارڈو باکلیا جھگڑا کر رہے ہیں۔“

”یہ تمہارے بتا رہا تھا کہ وہ اسے بہت دُور بعد پھر نظر آیا ہے لیکن ابھی تک میں کی موت کی اطلاع نہیں ملی۔ کوئی ایسی موت ہے کہ کارڈو باکلیا پر اسرار تو کسے نہ ہو کیا جاسکتا ہے۔“

”میرا خیال ہے کہ وہ کارڈو باکلیا جھگڑتی ہوئی رُوح ہے۔“

”سادری! خوف سے بھر پور لیتے ہوئے بولی: میں نے اسے صرف ایک بار دیکھا تھا لیکن مجھے اس کی نگاہوں میں با اس کی حرکات و سکنات میں زندگی کی کوئی علامت نظر نہیں آتی، یوں لگتا ہے جیسے وہ شبیہی اما زیں چل رہا ہو۔“

”میرا اور دُور ہے جو اسے بلے پروا ہے۔“

”سموٹا کا خیال ہے کہ وہ مکالا سے اپنا انتقام لینا چاہتا ہے لیکن مکالا ابھی تک زندہ ہے۔“

”ہو سکتا ہے کہ یہ بھی کوئی کارڈو باکلیا ہے۔“

”میں تمہاری رائے سے متفق ہوں۔ سادری بولی: ”ڈونٹیا کی نزدیک سے گزرنے والی ہوا میں بھی بے حد پر اسرار ہوتی ہیں۔“

”ساں جو واقعات اور حادثات رونما ہوتے ہیں وہ عقل سلیم بھی تسلیم نہیں کر سکتی۔“

”میرا خیال ہے کہ وہ مکالا سے سبھو کتنے کی آواز سانی دنی تو سادری اپنا جملہ مکمل کر سکتی، میں اور کیلاش تیزی سے اٹھ کر باہر کی جانب نکلے پھر دو دروازے پر ہی جھنگل کے لگنے والی جس پر پھونک رہا تھا وہ گھسے سادری کے ایک طرف اقامت آدمی تھا جو ہماری دُش کا کی جانب نشیبت کرکشیانی انداز میں چلتا ہوا ایسی کی سمت واپس جا رہا تھا۔“

”میرے ذہن میں فوری طور پر جو ہم ابھیلا وہ کارڈو باکلیا سوا کسی اور کا نہیں تھا۔ اس کا قد سات فٹ کے گرد بگ تھا۔“

”جہاں سے دل کی دھڑکنیں تیزی سے بگڑ گئیں، مہا کی اگرچہ ہوتا تو ”جہاں جیت میں ایک کراس کو دلوچ سکتا تھا لیکن وہ اس

کے قریب جانے کی ہمت نہیں کر رہا تھا اور کارڈو باکلیا نے ڈنگ جھڑنا اس کی دسترس سے دور ہوتا جا رہا تھا پھر وہ ایک درخت کی آڑ میں پہنچ کر ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

”مہا نے ایک لمخت دوڑنا شروع کر دیا، درخت کا فاصلہ ہماری رہائش گاہ سے مشکل پچیس گز کے فاصلے پر رہا ہو گیا، مہا کے ساتھ ہم نے بھی دوڑ لگا دی لیکن درخت کے قریب پہنچ کر ہم تھکے زدہ رہ گئے، وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا، قریب جوار میں ایسا کوئی دروازہ نہ تھا جیکب جہاں بھی نہیں جھنکے تھے ہم کارڈو باکلیا عارضی پناہ گاہ سمجھ سکتے۔“

”وہ ایسا تک ہی پر اسرار طور پر ہماری نظروں سے غائب ہو گیا۔“

”میں نے مہا کی سمت دیکھا جس نے بھونکنا بند کر دیا تھا لیکن اس کی نظریں دستر درخت پر جمی ہوئی تھیں۔“

”کچھ سوچ کر میں نے جلدی سے مہا کے گلے میں پڑے ہوئے پانی کی گرفت مضبوط کی اور اسے واپس رہائش گاہ کی طرف لے آیا لیکن اس کی دھت کسی طرح تک نہیں ہو سکی تھی بار بار وہ چہرہ اکر دھت کی جانب واپس جانے کے لیے زور لگا رہا تھا۔“

”میں نے کیلاش کی طرف دیکھا۔ وہ بھی کسی گری سوچ میں گم نظر آ رہا تھا۔“

کارڈو باکلیا نے اسے میں کا بوری نے جس خندے کا اخبار کیا تھا وہ درست ثابت ہوا۔ اگر وہ انسان ہوتا تو اس طرح دھت کی آڑ میں جا کر ہماری نظروں سے اوجھل نہ ہوتا۔ مقدس دیوتاؤں نے یقیناً اس کو کچھ پر اسرار قوتیں ودیعت کر دی تھیں جو اس کی جہل میں رُوح ابھی تک اور دینا کے گرد و نواح میں بھگتی پھر رہی تھی۔“

”میرے ذہن میں یہ خیال بھی ابھلا کہ جس طرح صبیحہ نے مجھ ایک کا ٹھنڈا مہا ہے اسی طرح ممکن ہے پھروری پاڈی کے طویل العمر اور جہاں دیدہ جا دو گھوں نے کارڈو باکلیا کی ریک سے ناز و با ہو لیکن اگر ایسا ہوتا تو اسے زور دُش میں لیں دُندانے پھرنے کی کیا ضرورت تھی۔“

”جیکب نے دیوتا کی امانت تھکے غصے کی جوری کے سلسلے میں جو حلیہ بیان کیا تھا وہ بھی کارڈو باکلیا سوا کسی اور کا نہیں تھا۔ تو کیا وہ جیکب نے لے آیا تھا؟“

”ہاں جیکب اس کا کام دیکھیں تھی؟“

”کیسے ایسا تو نہیں کردہ اور اسے اس نایاب مجھے کی دُش میں ہو۔“

”مگر یہ تصور بھی زیادہ مضبوط نہیں تھا، اگر اسے مجھے کی تلاش ہوتی تو وہ اسے اس وقت بھی تلاش کر کے اپنے قبیلے میں کر سکتا تھا۔“

مکاحوں کے سامنے زقص کر رہے ہیں۔ دیکھو سوکارو! غور سے دیکھو۔ وہ میرا مذاق اڑا رہے ہیں میری عزت کو سنا کر رہے ہیں۔ مکلا کو بڑی کاٹنے دے رہے ہیں۔ کیا میں اپنا سر دلوں سے مار کر پاش پاش کر دوں؟

مکلا جنوں کی حالتوں سے دوچار تھا، اس نے اپنا جرم مکمل کرنے کے ساتھ ہی اپنا جبر لوہا باندھ گھڑا دیا سوکارو لڑکھڑاکر اور ذرا بازاں لکھنا دلوں سے نکال کر رک گیا۔

”ہنکارو کی اولاد! اپنے علم کو کر دینے کی کوشش کر نہیں تو میں تیری ڈبلیوں کا سرمہ بنا دوں گا۔“

مکلا دوبارہ قہر میں گر کر پوچھنے لگا: ”ساحر پر ٹوٹ پڑا ہے بلے تھی حالانوں اور گھونٹوں سے نوازنا رہا لیکن سوکارو بھی شایر رہ کر بنا رہا تھا۔ جو مکلا کے قہر و غضب کو نہایت خفاشی سے برداشت کرنا رہا۔ مکلا تنگ کر دیا تو وہ کراہتا ہوا زمین سے اٹھ بیٹھ گیا۔“

”میسے پاس ایک آفری طریقہ اور ہے میسے دوست! شپشک کے دل کا خون جسے میں نے رتی میں جھگو کر اپنے پاں محفوظ کر لیا تھا۔“

”شپشک! مکلا نے سرفیج میں کہا۔ یہ نام میں آج تیرا گندی زبان سے پہلی بار سن رہا ہوں۔“

”میرا اشارہ اس چمکا دوڑ کی طرف ہے جو برس با برس تک مقدس اور گے پڑے بت سے الٹی لگی رہی تھی۔ ہاں مکلا! تو ان ہاتھوں کو تیس بیس کتا تین گھجے میسے علی کی قوت نے بتایا تھا کہ اس کو بڑی چمکا دوڑ کی شرح تارک ہاتھوں کی ہر راز ہے اور کے قہر سے اسے دنیا کے تمام مریدانہ رازوں سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس کا دل اور چمکا کر نہ بھی تھا اسی لیے میں نے بڑی شپشک کو پچھو کر ذبح کر ڈالا اس کے خون سے رتی جھگو کر اپنے پاس محفوظ کر لی جبھی میں اس مقدس ہونی سے جرح و وطن کرنا ہوں۔ شپشک کی روح روشنی کے بدلے کے گرد آؤنی نظر آتی ہے اور مجھے مستقبل کے بارے میں سب کچھ بتا دیتی ہے۔“

”کیا انوے ابھی اس کی روح کو میری خاطر طلب نہیں کیا؟“

”میرے کام لے سکا ہمارا کچھ ہی دقت کا شین دانا ہے۔“

”کمان ہے وہ مقدس روتی، جلدی کرنا بدان کے خیر کیلئے۔“

ورنہ میں کیس تجھے بیرون تلمصل کر نہ لگ کی قید سے آزاد نہ کر دوں۔“

سوکارو نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دوسرے کمرے سے جا کر مٹی کی ایک ٹوٹی ہوئی بانڈی لایا جس میں اس نے

پلٹ کر سوکارو کو قہر آلود نگاہوں سے گھونٹنے لگا اور کچھ اپنا عقد ضبط کرنے کی خاطر خود اپنا بونٹ منڈو سے بجانے لگتا۔

”بخت بوزھے! اچانک اس نے سوکارو کے قریب جا کر زلزلے ہوئے کہا: ”قرنہ فیصلہ کے لوگوں کے درمیان مطمئن مکلا کا وہ خارج جرح کر دیا میسے سنا تجھوں کی موت تھے اس وقت تک میں سے نہ بیٹھنے کے لیے جب تک میں ان نفسی دوتاؤں کے خون کے جام سے اپنے اندر کی آگ سرد نہ کر لوں گا۔“

میری بات کا یقین کر مکلا، ایسا ہی ہو گا۔“

مکلا لڑکھڑاکر اٹھا: ”وہ مبارک گھڑی کب آئے گی۔ مجھے بتا دینا پاک علم کیا کہتا ہے۔“

”کوئی پراسرار قوت ہے جو ابھی تک تیرے دشمنوں کو محفوظ رکھے ہوئے ہے ورنہ تو جانتا ہے کہ آج تک سوکارو کے آگے بڑھنے سے بڑے سوکاروؤں کے قہر میں نہیں بھیر سکے۔“

”یہ مجھے یاد ہے جب میں نے۔۔۔۔۔۔“

”ڈیٹنگ مت مارتے مکلا! اسے جلد پورا کرنے کا موقع نہیں دیا قہر تو ویسے میں بولا: ”جو کچھ دل تک ہو چکا ہے اسے بھول جا۔ سوچو۔ یہ تباہکار اب کیا ہونے والا ہے میری رگوں میں کھولتے ہوئے خون کی گردن کیسے کم ہوگی۔ وہ تیک ساعت کب آئے گی غیبت کتنے جب میرے دشمنوں کی ہول سے قہر میں ہوں گا اور ساواری۔ مقدس اور چمکا کی فہم میں اس کو کیا تباہ و برباد کر دوں گا کہ فیصلہ کے لوگ اس ہاتھوں کا بھی گولا نہیں کریں گے۔“

”میرا مکلا! جب کچھ تیری مرضی کے مطابق ہو گا، مجھے سوچتے تے۔“

”سوچ۔ سوچ۔ جلدی سوچ۔ بخت اور غیبت بوزھے! ورنہ مکلا کے انتقام کی آگ بھی جھولا کر جس کمرے کے گتے میں نے تجھے بھی بٹھا کر ساواری کے معاملے میں جلدی کا مظاہرہ کر لکھیں تو نے میرا کہنا نہیں مانا۔“

”جیسا بندہ۔ کیا تو یہ برداشت کرے گا کہ مکلا کی انگلی میں کوئی دوسرا ساواری کو حاصل کر لے۔“

”مجھے ساگو اور سمر کے مقابلے تک انتظار کرنا ہو گا سوکارو! اٹھتے ہوئے بولا میرا علم یہی کہتا ہے کہ حالات اس مقابلے کے بعد پانچ ضرورتیں تبدیل کریں گے۔“

”میں۔ انتظار کی یہ کھڑیاں میری موت کا سبب بھی بن سکتی ہیں۔“ مکلا نے تڑپ کر کہا: ”میسے دماغ کی خرابی نہیں۔“

”جی نہیں! میں میسے سنا تجھوں کے خون آلود چہرے میری

تف کر نہ سکا اور اس کی قہر کے افراد کے علاوہ کسی کو لوگ بھی اس بات کو پسند نہ کر سکتے تھے۔ دیکھیں کہ جمائے پاس لیے۔ ساواری کی ذات ہی مکلا اور سمر کا درمیان دشمنی کا سبب بنی تھی۔ اب اسی کی خاطر مکلا کے بہترین ساتھی جانے لگے تھے۔

مکلا اور سوکارو کو جب اپنے ساتھیوں کی موت کا معلوم ہوا ہوگا تو ان کے دلوں پر کیا گزری ہوگی۔ وہ قہر اپنی ناکامی پر پھیلنے لگے۔ ہمارے طاقت کا کوشش کر کے مکلا کے لیے ایک ناقابل حل معرکہ ہو گا۔ مکلا کی فہم دو چند ہو گئی ہوں گی۔ ساواری نے ایک موقع پر کہا تھا کہ اور فینا کے جزیرے پر مکلا اور غضب کا دوسرا نام ہے۔ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس نے اپنے دوستوں کی موت کا کیا اثر رات تک ہر چوس لیا۔ کیا شایر ہو گیا؟

نیچال تھا کہ مکلا اور سمر کا ویدوں کو ساواری کے حصول کے لیے ضرور داند کرے گا لیکن ساواری کا خیال اس کے برعکس تھا اس نے کہا تھا کہ ایک باد ناکام ہو جائے گا بعد مکلا اور گولڈر اقدام اٹھانے کی بجائے اپنی مکلا راز صلا جیتوں سے کالے کا اور رات کے گھپ اندھیسے اور سناؤں میں گولڈر اقدام اٹھائے گا۔

ساواری کے اسی خدشے کے پیش نظر ہم نے بڑی بار ڈوبی باندھ لی تھی۔ میں نے جان لو بھ کر بات کے دوسرے حصے کو اپنے لیے منتخب کیا۔ چنانچہ جب نصف رات کے بعد میری ڈوبی آئی تو میں نے دہائش کا گاہ کے اطراف چکر لگا کر کسی ایسا خطے کی کوسوں تکھنے کے لیے براہ راست سوکارو اور مکلا کو جنوں رازہ مناسب بھی دیکھ کر موجودگی میں ان کی نگاہوں میں آئے بغیر میں جہاں چاہے جا سکتا تھا۔

میں نے مکلا کی دانش کا گدھ کیا لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ سوکارو کے گھر پر مجھے ناکامی نہیں ہوئی۔ مکلا اور سوکارو دلوں مل گئے۔ رات خاصی جھپک چکی تھی لیکن وہ ابھی تک جاگ رہے تھے۔ مکلا کسی نرمی و دندے کی طرح خنجر کے شگے فرش پر ادا رہا رہا تھا اور سوکارو ایک گوشے میں یوں خاموش کھڑا تھا جیسے کوئی شرابا و گستاخ طالب علم اپنے کیے کی سزا جھگرتا رہا ہو۔ میں العینان سے ایک طرف کھڑا ہوا حالات کا جائزہ لینے لگا۔

مکلا خاموش دیکھ اپنے خیالوں میں گم رہا کبھی وہ بیک کر نہ راز سے ایک ہاتھ کا گھونسا بنا کر دوسرے ہاتھ کی پتیلی پر ہانپنے لگتا کبھی تلمل کر کے فرش پر پیرا تارنا اور کبھی

بعد پتلی جڑیوں میں پھینک دیا تھا۔

سمر نے یہی کہا تھا کہ وہ جب بھی ہستی میں نظر آتا ہے۔ کوئی نہ کوئی بربادی ضرور مل میں آتی ہے۔ یہی سحر تھی جس کی وجہ سے لوگ اس سے خائف ہونے لگے تھے وہ جس راستے پر چلے لگے وہ جہز نظر آتا ہی کے لوگ اس سے گھبرا کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتے۔ اب تک بہت سالوں سے لوگ اس کی آنکھوں کے سحر کا شکار ہو چکے تھے۔ وہ جس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایک نظر دیکھ لیتا اس کی موت بڑی آہستہ ناک ثابت ہوتی، جس سے ہم کلام ہونا تو وہ جو جس گھنٹوں کے اندر اندر کرب ناک حالات کا شکار ہو کر نہ لگ سے رشتہ توڑ لیتا۔

مکلا کو دوتاؤں کے قدموں میں جھینٹ چڑھانے کے بعد وہ پراسرار دن گیا تھا۔ سمر نے بڑے یقین سے کہا تھا کہ مکلا کو مقدس آگ میں جھونکے گا ہول ناک فرض کا روڈ ہائے ہاتھوں اور ہاتھ جھپکے گا ہول ناک فرض کا روڈ ہائے کی تھی اور کارڈ و باستی والوں کے عتاب سے بچنے کی خاطر گھٹکات کی طرف مائل گیا۔ اسے مکلا کی تلاش تھی وہ مکلا لاسے اپنا انتقام لینے کے لیے فیصلہ کر دیا تھا۔

مکلا کیوں؟

کیا دوتاؤں کی بخشی ہوئی پراسرار قوتیں مکلا سے انتقام لینے میں اس کی معاون نہیں ثابت ہو رہی تھیں یا پھر کارڈ و با کی روح کو کسی موقع کی تلاش تھی؟ وہ دوسروں کے لیے ملامت کا باعث بن سکتا تھا تو پھر مکلا ابھی تک اس کی گرفت سے بچا بچا کیوں گھوم رہا تھا۔ اور کارڈ و ہائے جھپک ہی کے ذریعے اور کے تیزی جیسے کو کیوں غائب کرایا؟ کیا وہ اپنی قوتوں کے ذریعے کسی اور طریقے سے سمر کو کوحالات کے سنگینوں میں پھنسانے سے قاصر تھا؟

اس کی حقیقت کیا تھی؟ وہ کیا چاہتا تھا؟ کیوں اپنی پراسرار قوت و حرکت سے ہستی والوں کو قوت زدہ کیے ہوئے تھا؟

میسے ذہن نے کارڈ و ہائے سلسلے میں جتنا سوچا اپنا ہی اچھا چلا گیا پھر سوکارو کے سامنے آدھ بوزھے اور عیار رار سوکارو کا تھا۔ وہ مکلا کی پشت چاہی کر دیا تھا اس لیے یہ بات قرین قیاس تھی کہ اس نے مکلا کے گرد کوئی ایسا جادوئی جال بن دیا ہو جو کارڈ و ہائے کی روح کے لیے ناقابل تخیل ہو اور اسی ناکامی نے کارڈ و ہائے کو بھیجا کہ فیصلہ کے دوسرے لوگوں کو اپنے عتاب کا نشانہ بنانے پر اکسا دیا ہو۔

ساواری کی شخصیت نے درمیان میں آکر ایک نئی صورت اختیار کر لی تھی سمر نے پہلے ہی اس بات کا خدشہ ظاہر کیا

اس کے جسم میں ہلاکی پھرتی تھی اس کی خون خوار نظروں میں آدم خوردہ بدنوں کی سی خوف ناک چمک دکھائی دے رہی تھی چند لمحے وہ ماحول میں کسی خطے کی کوئٹہ کوٹھارہ پر چڑھنے کے قریب جا کر دوبارہ دو زانو ہو گیا۔ سرمرائی آواز میں بولا۔

”کیا کارڈ وہاں بھی میسٹر دشمنوں کے ساتھ مل گیا ہے؟“
 ”نہیں۔ وہ تیری تلاش میں پھٹک رہا ہے۔ سوکارو نے اس کی نگاہوں کے سامنے سواری ایک دلواری کھڑی کر دی ہے لیکن جس دن یہ دلواری لوٹ گئی وہ دن تیری زندگی کا سب سے بھیاں دن ثابت ہو گا۔“

”وہ۔ وہ اس وقت کہاں ہے؟“ مکالانے ٹھٹھیاں ہنسنے ہوئے حقارت سے پوچھا۔ مجھے اس کا پتہ بتائے تاکہ میں اس کی روح کو ہمیشہ کے لیے جہنم سے ہٹا دوں۔“

سوکارو کے مونٹ اس بار بھی متحرک ہو کر دھکے کوئی آواز نہیں باہری میری پلکیں جھپکے بغیر چمکا دڑکی پر مار دیتی مونی پر بھی میں پرکھڑا نہیں سوکارو بدستور بت بنا بیٹھا تھا مکالا تو دھنک کے تصور میں بنا ہوا تھا۔ پھر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی ذی فہم میرے قدموں کے قریب سرسبز ہوئی نے پلٹ کر دیکھی تو میری سانس جلی کے درمیان ہی گھٹ کر رہ گئی۔

کوڑا لے رنگ کا ایک ہم سانپ بڑی سرعت سے چراغ کی جانب مل کھڑا ہوا رنگ رہا تھا۔ میں نے جھپٹنے کی کوشش کی لیکن آواز میرے منہ میں جھپٹ کر رہ گئی البتہ اس نے ہٹا دیا میں نے ایک میسٹر سے منہ سے کل کیا، سوکارو نے کیلنگت چمک کر میری جانب دیکھا اس کی آنکھوں میں سوکارو کے دوڑے تیرنے لگے لیکن پھر چمکا دڑکی کرب ناک چیخ کی آوازوں نے اسے بھی ہلا دیا۔

مکالا بھی اچھل کر پڑا نہ لڑا ہو گیا۔ میں نے دیکھ کر کوڑا لے رنگ کا جسم سانپ چمکا دڑکی پر بھی میں کو اپنے منہ میں دباؤ اپنے دل سے جسم کو بڑی شدت سے بل سے رہا تھا سوکارو نے ایک بار پھر میری جانب حقارت سے دیکھا اس کی نگاہوں میں کچھ ایسی ہمارا قوت موجود تھی کہ میں اس کی جانب سے اپنی توجہ نہیں ہٹا سکتا، مجھے ایسا لگا جیسے میرا ذہن نیند کی آغوش میں جھک رہا تھا۔ ہر کچھ پر ایک عجیب سی خودی کی کیفیت طاری ہو رہی تھی شاید میں سرنیم کا نشانہ ہو رہا تھا۔ پھر اچانک چراغ کی لہر دڑکی کچھ گئی چمکا دڑکی کرناک اور تیر چیخ کی آواز کے ساتھ ہی مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں ہوا میں پرواز کر رہا ہوں میں نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن میرا ذہن گھپ اندھروں میں ڈوبنا چلا گیا۔ میں کتنی دیر پہلے ہوئی سے دوچار رہا ہوا پھر یہ غنودگی کی

پہلے مکالا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سر کرانے کا مانگا؟“
 اس بار چمکا دڑنے کوئی جواب نہیں دیا، مالے کے گرد اس کی پھاڑ کی رفتار ہر تیز ہوئی جاری تھی، مکالا خون آلود لڑوں سے اسے گھونٹا رہا۔ کچھ دیر تک کربے میں ہولناک اور بے تک خاموشی طاری رہی، چرات کی کپکپاتی لڑکی روکشی نے اچانک کربے حد پر اسرار طبع میں بنا کھینچا۔
 ”شیرک! مکالا کی سرور آواز دوبارہ خاموشی کا سینہ چرتی ہوئی ابھری، کیا توجہ تھی ہے کہ وہ تینوں اجنبی سیال کیوں آئے ہیں؟“

”وہ جو خود کو ہواؤں کا دیوتا ظاہر کر رہا ہے ایک عجیب کی تلاش میں پھٹک رہا ہے۔ طوفانی لڑوں نے ان کے جہاز کو ایک حادثے سے موجد کر کے دو ٹکڑے کر دیا جس کا ایک حصہ انھیں لے کر اور دینے کے ساحل پر آ گیا۔“

”کیا وہ یہاں سے زندہ واپس جائیں گے؟“
 ”جیسے پوچھا میں کی تلاش ہے وہ طویل عرصے تک زندہ رہے گا۔ البتہ اس کے ساتھی اس کی عمر کا ساتھ نہیں دیں گے۔“

”میسٹر یاقینوں کی موت میں کس کا ہاتھ ہے؟“
 ”ساوری کا اس نے پلو پائپس کے ذریعے تیرے دوستوں کو مار ڈالا۔“

”پلو پائپ؟“ مکالا پوچھا۔ ”اور دینے کے جزیرے پر پلو پائپ کا استعمال ترک ہوئے صدیاں بیت گئیں پھر ساوری حکومت کا دور ہو پڑا آکر اس سے ملتا۔“

”مکالا! کیا تو جیسی کو قبول کیا؟“
 ”جیسی؟“ مکالا دوبارہ حیرت سے اچھلا۔ وہ۔ وہ جیسی ہے۔

”ہاں۔ وہ جیسی ہے مگر اس کی روح ابھی تک جھٹک رہی ہے۔ بھوری پازیلوں کے جادوگروں نے اسے جیسی شخصوں سے لڑا ہے جیسی کہ اس کا ہاتھ پورا نہ ہو گا اس کی روح آسمان کی زمین کی سمت پرواز نہیں کرے گی۔“

”کیا جیسی بھی مکالا کے دشمنوں کے ساتھ مل گئی ہے؟“
 ”سوکارو کے ہونٹ متحرک ہوئے لیکن مجھے کوئی آواز نہیں ملتی وہی مکالا کا چہرہ غصہ کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔“

”شیرک! تو خاموش کیوں ہے؟“
 ”ہو بات میری طاقت ہے اب میں اس کا جواب نہیں دے سکتی۔“

”میسٹر دشمن اس وقت کیا کر رہے ہیں؟“
 ”دو خواب ہیں اور تیر۔ وہ تیرے سامنے کے ساتھ ساتھ مل کر لڑ رہے ہیں۔“

مکالا نے کیلنگت حیرت لگا کر اپنے اطراف کا ہارنڈ لیا

”کیا یہیری باتوں کا جواب ہے؟“
 ”میں اس کی ترجمانی کرتا ہوں گا۔ وقت مناسب رہے گا۔“

”مکالا! جو کچھ تیرے دل میں ہے پوچھ لے۔“
 ”مکالا نے سوکارو کے چہرے کو غور سے دیکھا پھر وہ کھنکھنایا۔“

”شیرک! بے چین روح! کیا تو مکالا کی آواز سن رہی ہے؟“
 ”مکالا نے اپنا جملہ تکیا تو یقیناً قیاس۔ تان نال کی آواز ابھرنے لگی پھر سوکارو کی ہل ہوئی سپاٹ آواز کر کے لڑنے میں لگی۔“

”ہاں۔ میں تیری آواز سن رہی ہوں۔“
 ”کیا جس ساتھی کی گندی پیداوار سوکارو؟“

”دوستی بھرا ہے۔“
 ”یو ڈھا واوگر دلا شہیر دو دست ہے لیکن حالات اسے خوف زدہ کر دیا ہے۔“

”مکالا کے علاوہ میں نے بھی جو تک رسوکارو کی جانب دیکھا وہ کسی پتھر کے مجھے کی مانند اپنی جا رساکت و جامہ نظر تھا۔ اس کی آنکھیں مطلقوں کے درمیان پتھر کرناکت ہو گئی تھیں اس کی کٹنا وہ پیشانی پر پیسے کے قسطے چمک رہے تھے۔“

”صرف اس کے ہونٹ متحرک تھے، بالکل ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے سوکارو کی اپنی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ چکی ہو اور کسی دوسری روح نے اس کے جسم میں عارضی طور پر قبضہ کر لیا ہو اس کی آواز میں بھی چمکا دڑوں جیسی تیز اور گوارا گرج موجود تھی۔“

”مجھے بتا۔ کیا تو پورا پورا ڈھکے خوف کی وجہ جانتی ہے؟“
 ”مادہ قوتوں نے اس کے تمام حلوں کو رنگ آکر کر دیا ہے۔ وہ طاقتیں کون سی ہیں؟“

”مکالا نے تیری سے پوچھا۔“
 ”میں مجبور ہوں۔ ان طاقتوں کی نقاب کشائی نہیں کر سکتی۔“

”وہ لوگ کون ہیں جنھوں نے آدھے جہاز پر ہمارا جہاز میں قدم رکھا ہے؟“
 ”کیا وہ سمندر اور براؤں کے دیوتا ہیں؟“

”نہیں۔ وہ بھی فیصلے پر بسنے والوں کی طرح عام انسان ہیں۔“
 ”پھر۔ وہ مکالا کے قریب محفوظ کس طرح ہیں؟“

”پرامر اور لازوال قوتیں ان کی پشت پر ہیں۔“
 ”کیا میں ساوری کو کھال کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا؟“

”نہیں۔ اس کا تکیا دل سے کھال سے وہ تیرا جیبا“
 ”شیرک! ہو گا۔“

”تو۔ تو۔ مکالا کو خوف زدہ کرنا چاہتی ہے۔ مکالا نے کسی زہریلے ناگ کی مانند چمکا دڑنے ہوئے کہا۔ کیا تجھے تین معنوں

سرمخ رنگ کی روئی کو محفوظ کر رکھی تھی۔ میں حیرت سے اس کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لیتا رہا، مکالا کی نظریں بہر طور بڑے سار پڑی ہوئی تھیں۔ جو روئی کے متعلق کوسے سے جی نلنے میں مصروف تھا۔ لیکن مکالا نے یقین نہیں آیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ مکالا کو کھٹکنا کرنے کی خاطر اسے اپنی چرب زبانی سے بدلانے کی کوششوں میں مصروف ہے۔“

”خون آلود روئی کا کوئی ٹکڑا اپنے اندر کسی بد روح کو قید کر سکتا ہے یہ بات میری سمجھ سے بالا تر تھی۔ میں نے افربی قابل کے متعلق جادو ڈھکے اور پرامر واقعات کے سیکڑوں قفسے سن رکھے تھے۔ جو حیثیت ان کے رادی تھے وہ ان خیر العقول باتوں کو قسم کھا کر بیان کرتے تھے اخباروں اور ساروں میں ایسے واقعات خاص طور پر چل رہے تھے کہ ساتھ ساتھ

کے جانے اس کے ساتھ ہی اس شخص کی تصویر بھی شائع ہوتی جو ان واقعات سے دوچار ہو چکا ہوتا تھا لیکن میں نے ان کہانیوں پر کبھی یقین نہیں کیا۔ میں اسے سستی شہرت کا زیلو سمجھتا تھا لیکن اس وقت میری آنکھیں کھلی کی کھلی ہو گئیں۔ سوکارو نے کربے میں اندھیر کر کے خون آلود روئی کو مومی چراغ روشن کیا۔“

”وہ بڑے انوکھے سے زمین پر اکھڑے بیٹھے چراغ کی نیکیا قی لوٹ نظریں لٹا رہا۔ مکالا گھٹنوں پر ہاتھ لگا کر جھک کر اڑ پڑے۔“

”ساحری کر تھو کو بیچ رہا تھا اور میری نگاہیں چراغ کے گرد پھیرا ہونے لگے غصہ پڑے پھر پھٹک رہی تھیں پھر اس وقت مجھے اپنی قوت بنی کی پریشانی سے لگا جب میں نے ایک چمکا دڑکی مختصر سی پرچھ میں کو باقاعدہ اس مالے کے اطراف پر پرواز دینی دیکھ کر سب کچھ مجھے خواب کی بات لگ رہی تھی لیکن جب چمکا دڑکی قیاس نہیں بنیں قیاس اور۔ قیاس قیاس۔ کی دھما آواز میرے کانوں سے عکاسی تو میں آنکھ سے بند کر دیا۔“

”سوکارو کے چہرے پر چراغ کی کپکپی روکشی نے اس کی شبائتوں میں اور اضافہ کر دیا تھا، چمکا دڑکی آواز سن کر اس کے جیسے اور دھکے ہوں پھر ایک زہریلے مسکڑت پھیل کر گری ہوئے تھے۔“

”سوکارو! بد بخت کتے! تو واقعی غیور ہے۔ میں چمکا دڑکی آواز سن رہا ہوں۔“

”میری عینیت کو برقرار رکھنے مکالا! میرا ہارنڈ کا ٹوٹ گیا۔“

”تو شیرک کی بے چین روح میرے قفسے سے نکل جائے گی سوکارو نے اپنی حیرت برقرار رکھتے ہوئے جواب دیا۔ پوچھ مکالا! جو کچھ تو دریافت کرنا چاہتا ہے شیرک کی روح سے براہ راست دریافت کر لے۔“

”میرا ہارنڈ کا ٹوٹ گیا۔“

”تو شیرک کی بے چین روح میرے قفسے سے نکل جائے گی سوکارو نے اپنی حیرت برقرار رکھتے ہوئے جواب دیا۔ پوچھ مکالا! جو کچھ تو دریافت کرنا چاہتا ہے شیرک کی روح سے براہ راست دریافت کر لے۔“

”میرا ہارنڈ کا ٹوٹ گیا۔“

”تم نے کوئی جواب نہیں دیا۔“

”درختان! کیا تمہیں علم نہیں کہ جینی نے میرے اوپر

کیا مہربانیاں کی ہیں؟“

”تم شاید اپنی درختان پر شہر کر رہے ہو۔ اس نے جو کہ

کو مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھی پھر بڑے پیار سے

بولی: ”کیا تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں رہا؟“

”یہ بات نہیں ہے جان میں! لیکن....“

”مجھے بے دہمی میں جو سوال کھلا رہا ہے میں اسے چھوڑ

ہوں۔ اس نے میری آنکھوں میں جھلکتے ہوئے اداس لہجے

میں کہا: ”تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے جہاں زندگی کی

مرصعین ختم ہوتی ہیں وہاں سے ایک نئی اور پرامن دنیا نکلا نماز

ہوتا ہے یہ دنیا تھری دنیا سے بہت مختلف ہوتی ہے،

میاں پر قسم قسم کی بندھنیں ہوتی ہیں جنہیں عبور کرنا ان کے اختیار

کی بات نہیں ہوتی۔ مجھ پر بھی کچھ پابندیاں عائد ہیں جنہیں توڑنا

میرے اختیار میں نہیں۔“

”کیا تم تھری نظریں مجھے دیکھنے سے قاصر ہیں؟“

”نہیں۔ میں تمہیں دیکھ رہی ہوں تو دوست جیسے

میں بولی: ”تم میرے جمال ہو! وہی جمال ہے جس نے پہلی بار

کاجل کے رپ میں سری لندا میں دیکھا تھا، پھر تم نے ایک

دوست کو پسند کر لیا، ہمارے درمیان دھرم کی دیوار کھڑی تھی،

میں نے اسے دیوار کو گرادیا۔ یاد ہے تمہیں محبوب ہمیشہ پہنچ کر میں

نے اپنا دھرم چھوڑ کر تمہارا دھرم اٹھانے کا خیال ظاہر کیا تو تم

خوشی سے اچھل پڑے تھے مگر اس کے بعد تم نے شادی کر لی۔

تم شاید باضنی کی ان بیٹی باتوں کو بھول گئے لیکن میری آتما کو

ایک ایک بات یاد ہے۔ جب تم مجھے نہیں دیکھ پڑے اس وقت

مجھے میری بے چین نگاہیں بکھیتی رہتی ہیں۔ مگر جمال

میری بات کا بغیر کرو۔ میری آتما ہمیشہ تمہارے قریب جھنجھٹی

رہتی ہے۔ میں تمہارے ایک ایک راز سے واقف ہوں لیکن....“

وہ اچانک خاموش ہوتی تو میں مضطرب ہو گیا۔

”لیکن کیا میری روح آپ میں نے چھپی ہے پرچھاتم

خاموشی کیوں ہو گئی؟“

”تم نے میری نگاہوں کے سامنے کچھ رکھا ڈھکی کھڑی کر

دی ہیں۔ میں ان رکاوٹوں کو نہیں پھلانگ سکتی۔“

”میں سمجھ نہیں تم کھن رکاوٹوں کی بات کر رہی ہو۔“

”رہنے دو جمال! ہم شاید میری بات پر یقین نہیں کر سکتے۔

کوئی اور بات کرو۔“

”نہیں درختان! میں نے اصرار کیا۔ مجھے بتا دو کہ وہ

”اگے کچھ مت کہنا درختان! میں نے تیری سے کہا۔ میں

اوری کو بھی فرصت میں سہولت کے پاس واپس بھیج دوں گا۔“

”سہوکار اور مکلا کا خیال بھی ذہن سے نکال دو! اس نے

ہی اپنا تیت سے التجا کی۔“

”اگر تمہیں راحم ہے تو ایسا ہی ہو گا۔“

”تم نہیں جانتے جمال! ہم نے مقدس اور کے تیت تھی مجھے کو

نہ ذکر کے اچھی نہیں کیا۔“

”وہ کارڈو باکی حرکت تھی۔ میں نے اپنی صفائی پیش کی

ی کی ایسا پر جیسے مجھے پر ہاتھ صاف کر دیا پھر ثانی اسے

سے پس اٹھا لیا۔“

”میں تمام رازوں سے واقف ہوں۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ

یہ قوتیں ہمارے راتے میں خندقیں کھود رہی ہیں۔ وہ

پہلے ہمارے پیار کے دشمن تھے اب بھی ہمارے ملاپ کو پسند

ن کر رہے گے۔ وہ تمہارا راستہ کھوٹا کر کے کی کوشش کر رہے

ہیں۔ ہم کیا مانو۔ اور کے مجھے کراچی رہائش گاہ کی حدود

باہر کر دو۔“

”ٹھیک ہے! میں صبح ہوتے ہی پتھر کے اس بے جان مجھے

میں دور ٹھیک آؤں گا۔“

”جمال! درختان کے اس جو سر پر زندگی کی رقص جاگ

ہاں بہت سیدھے سامنے بے حد محسوس ہوا سی لیے دنیا

میں قریب میں آجاتے ہو۔“

”میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ والہا نے نظروں سے اس کے

بے چہرہ ہونے کی شفق کی ٹہنیوں کو دیکھا دیا۔“

”مجھے کوئی جانتے ہو؟ اس نے میرے بالوں میں اپنی نرم

لیاں پھرتے ہوئے پوچھا۔“

”ہاں۔ وہ مجھ اس محسوس ہر پر میری طرح حالات

نگار ہوئی ہے لیکن پرامن رازوں نے اب اس کے ہاتھ مضبوط

لیے ہیں۔ مگر جینی نے میری مدد کی ہوتی تو شاید میں اب

ماورائے دنیا کے دشمنوں کے غائب کا نشانہ بن چکا ہوتا۔“

”کیا جینی نے تمہیں کوئی جیتی تجھ دیا ہے؟“

”میں درختان کے سوال کا جواب دینا چاہتا تھا لیکن

انہ نے میرا ہاتھ نہیں دیا۔ پھر میں نے جو کہ کر درختان کو

ماحت طلب نظروں سے دیکھی میرے ذہن میں ایک سال

لاہور سے ساہرا کر اگر وہ روح ہو کر تمام قید بندے آزاد

ہو جائے تو میرے قیدی میں رہے گی کی موجودگی سے بھر گئیوں

”کوئی بات ضرور تھی جس نے میرے دل کی دھڑکنوں

پر کر دیا۔“

”یہ تھی راحیل ہے میری زندگی! میں نے اسے نہیں د

کی کوشش کی۔ مجھے تھی بے علاوہ دنیا کی اور کوئی شے نہیں تھی۔

”پھر یہ بہت سوکار کی کھوج میں اپنا وقت کیوں

کر رہے ہو؟ تمہیں اور فینڈ پر بسنے والوں کے ذاتی معاملات

انہی دل پی کیوں پیا۔ جو کئی ہفتہ میں ان جھڑپوں میں الجھ

ہوا کیا۔ تم نہیں جانتے۔ ناویدہ اور پرامن راز تو میں نہیں

سے بھٹکا کر دوسلے جا رہی ہیں۔ وہ میری نگاہوں میں لگا

ڈالے شکایت کر رہی تھی۔ میری روح تھی کہ اسے نظر میں لے

ہے۔ اگر تم نے اپنا راستہ نہ بدلا تو ہمارے ملاپ کی تمام امید

ہو جائیگی۔“

”نہیں نہیں نہیں۔ میں جتنی اچھی۔ ایسا نہیں ہوسکتا

میں زندگی کی آخری سانسوں تک تمہاری تلاش جاری رکھوں

۔ تم مجھے دوبارہ مل کر لے جانا چاہتے ہو تو تمہیں کچھ کرنا

دینی ہوں گی۔ وہ سنجیدہ ہو گئی۔“

”مجھے حکم دو درختان! تمہاری ہیکوں کی ایک جنبش پر میرا

زندگی قربان کر سکتا ہوں۔“

”مکلا اور بوزے سوکار کے راتے سے دور ہو جاؤ۔“

”وہ یہی ہی جان کے دشمن ہیں میرے خون کے پیارے

اگر میں نے اپنے بچاؤ کی کوشش نہ کی ہوتی تو مکلا لاسکے آتی۔“

”نہیں تو تھی ڈالے۔“

”مقل سے کا احوال! اگر کوئی تمہاری درختان کو تھیک کر

تمہاری کیا حالت ہوگی۔“

”میں۔ میں ان نگاہوں کی روکشیاں نہیں لوں گا ہرگز

زندگی پر اپنی نظر ڈالنے کی کوشش کریں گی۔“

”وہ بھی اسی لیے تمہاری زندگی کے دشمن بن گئے ہیں

تم نے سادری کو پناہ دی ہے۔“

”وہ مکلا اور سوکار سے نفرت کرتی ہے۔“

”تم کہہ رہے ہو ان کے دہان آنے والے۔ اس کا بچہ

گیا پھر وہ محبت جبری نظروں سے گھومتے ہوئے بولی: ”کیوں نہ

کیا سادری تمہیں بہت زیادہ عزیز ہے۔ کیا تم اس کی دلازت

میں الجھ کر اپنی درختان کو قورقوش کر دو گے؟“

”درختان! خدا کے لیے مجھے اتنی گالی کی امت مدد ہے

نے احتجاج کیا۔ بعض ایک اتفاق ہے کہ سادری میاں آگئی

ہے ورنہ....“

”اے درمیان سے ہٹا دو جمال! جتنی جلدی ممکن ہو اسے

سمواری کو تول میں واپس لے دو۔ اور اگر تم نہ لایا۔ کیا تو پھر

تمہاری زندگی۔ تمہاری روح۔ تمہاری درختان تم سے....“

وہ کیفیت کب تک طاری رہی مجھے کچھ یاد نہیں لیکن اتنا ضرور

یاد ہے کہ دوسری بار میری آنکھ اس وقت کھل گئی میرا بازو

تھم آکر آہستہ آہستہ آواز میں سے رہا تھا۔ مجھے وہ آواز خوابوں

کی دنیا کے کسی دور راز کو نوں سے آتی سنا تھی۔ وہ

آواز میرے لیے پرامن نہیں تھی میں پوری تو رہے اسے سننے کی

کوشش کرنا ہر پھر میں نے ہر طرف آکر انہیں کھول دیں۔

وہ میری زندگی۔ میری روح۔ میری درختان تھی جو میرے

قریب کھڑی تھی سب اس نظر سے گھل رہی تھی۔ میں جو کہ

کراہہ مچاتی۔ درختان کے چہرے پر کسے ان اثرات دیکھ کر بے

دل کی حرکت دگر دوں ہوئے تھی۔ اس کی آنکھوں میں اداسیاں

رخص کر رہی تھیں جو نمون پر سوچ کی پھر میں جبر کر رہا ہے جو نے

لگی تھیں اس کا حسن گناہ گناہ یا اس نظر ڈال تھا۔

جانے کئی حالات ہے وہ چار تھی پہلے میں نے اسے کبھی

آشنا اس اتنا پریشان نہیں دیکھا تھا۔ بولوں لگ رہا تھا جیسے

قدرت کی ستم ظریفیوں نے کتنی گھٹا، ترو تازہ اور تھکے گلاب

کی تمام جھٹ تمام دشمنیاں اک دم سے واپس چھین لی ہوں میں

اس کی حالت دیکھ کر تڑپ اٹھا۔

”درختان! میں نے اسے آواز دی۔ میری زندگی تمہیں

قدر اس کیوں ہو؟“

”تمہاری تکلیف میری روح کے لیے ناقابل برداشت ہوتی

جا رہی ہے۔“

”درختان!“

”ہاں جمال! میں تمہاری جرم ہوں۔ وہ ہونٹ کاٹتے

ہوئے بولی: ”میں نے تم سے مرنے وقت سفر کی فرمائش کی

ہوتی۔ آج تم لوں حالات کا تشکار ہوئے۔“

”نہیں درختان! نہیں ایسی بات مت کرو، تمہاری تلاش

تو میری زندگی کا مقصد ہے۔ آرزو فرماؤ یہ ہوں بہت جلد

تمہیں دوبارہ حاصل کر لوں گا اور پھر دنیا کی کوئی طاقت نہیں

ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتی گی۔“

”کاش ایسا ممکن ہوتا۔ اس کی کنزل جیسی تباہ

نگاہوں میں جینی فطرت سے بھلنے لگے۔ وہ اداس اور کوئی کھٹی

نظروں سے غلاؤں میں گھومتی تھی۔“

”یہ بہ تمہارے کیا کہا۔ میں نے سہم کر پوچھا۔ کیا میں....“

”ہاں جمال! ہم نے حالات کی ترتیب کو اچھا دیا ہے۔“

وہ مجھے تسکون دے کر لے گئی۔ تمہیں اب درختان سے زیادہ

پرامن راز توں کے نشے نے دھوئیں کر کے ہے تم راتے سے بھٹکتے

جا رہے ہو۔“

نہیں تھی مجھے اپنا سر زخمی سے گھومتا محسوس ہوا ہوا تھا۔ پھر
کیلاش نے آکر ٹپک کر مجھے نہ بچکا ہوتا تو شاید میں تیرا کر
پچھتہ زمین پر گر جاتا۔

○

میرا ذہن آہستہ آہستہ جاگ رہا تھا۔
جبینی کے جہت دلانے پر میں نے مکرلا لکان آنکھ
جھپکائی کہ کھٹکانے لگا وہاں ساری کو جمل کرنے کی خاطر
سرودھڑکی بازی لگا کر تھے اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سب
لیے تعجب خیز تھی تھا۔ سوکارا اور مکرلا لکان لگت گئیں نے اپنے
کانوں سے سنی ہیں ان کے درمیان موجود تھا لیکن ان کی نگاہیں
سے اوجھل تھا پھر شیرک کی پر اسرار روش نے کمرے میں میری موجودگی
کا ایک ہلکا سا اشارہ بھی دیا جسے مکرلا نہ سمجھ سکا۔

شیرک کے قصور کے ساتھ ہی میرے ذہن کو ایک جھٹکا
لگا۔ مکرلا کے استفسار پر چمکاؤڑکی اٹھی ہوئی پر پھیپھڑوں
سوکارا کی زبانی کہا تھا کہ اس طویل عرصے تک زندہ رہیں گے لیکن
جیکب اور کیدار ش میری عمر کا تھا نہ بچا کہیں گے۔ روشنی کے
ہلے پر جھٹکتی ہوئی روح نے مکرلا کو میرے بارے میں یہ بھی
بتا دیا کہ ہم کو کم ہوں اور تیرے پر ہماری آمد کا مقصد کیا ہے
اس نے خاص طور پر اس بات پر زور دیا تھا کہ کچھ بار سڑ تو ہیں
میری پشت پناہی کی یہی میں محکومہ ان طاقتوں کی نقاب
کشی کرنے سے مجبور تھی۔

جبینی نے بھی مجھے باور دلانے کی کوشش کی تھی کہ میں
بے پناہ قوتوں کا مالک ہوں جیسے نہ بھی اس کی تائید کی
تھی خود میں بھی آنکھ دھستوں کے مقابلے کے وقت اپنی قوت
کا کرٹو دیکھ چکا تھا۔ میرا خیال تھا کہ جبینی اندر ہی میری مدد
کر رہی ہوگی لیکن وہ کوئی اور ہی طاقت تھی جس کی نشاندہی
شیرک کی روح بھی کرنے سے قاصر تھی۔

میرا ذہن حالات کی کرداروں میں الجھتا گیا۔ سوکارا نے
کارڈوا با اور مکرلا کے درمیان دھند کی ایک دیوار اٹھال کر رکھی
تھی لیکن شاید اس نے اپنا بچاؤ نہیں کیا تھا۔ اسی لیے کارڈوا
نے کڑوا لے ناگ کی صورت میں نمودار ہو کر شیرک کی روح کو
دوبج لیا۔ وہ سچویشن اتنی ہولناک اور پریشان کن تھی کہ ریکب
جیسے کمزور نہ ہو سکتا تھا۔ اور دینا کے لوڑھے ساحت نے مجھے سامنے
دیکھ کر اپنی نگاہیں گھبراہٹ کے خواب ناک لہروں کے جھنڈوں میں پھانس
کر لے کر اپنے کرنے کی سعی کی۔ وہ غالباً عمل ترمیم کا ماہر تھا جس
اس کی نگاہوں کی جاوگر کی کے حال میں جھوٹ گیا میں نے خود
کو بچا ناپا یا لیکن مجھے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی۔

اور دینا کا لڑا ہا غنیمت جاو کر اپنے مقصد میں کامیاب
ہونا۔ ریکب کی تاثیر ختم ہو جانے کے بعد پھر میری کوئی چال
ورنہ ہوتی۔ مجھ کو ب کی وہ انگوٹھی جو میں نے انگشت نشانات
میں پہن رکھی تھی اگر میرے جسم سے علیحدہ ہو جاتی تو میں خدا
کا ایک باب اور رنگینہ بزرگ کے سامنے سے محروم ہو جاتا اور
پری۔ دانشاں حیات اور دینا کے غلام جزیرے میں مریضہ کچلے
نہیں ہو کر رہ جاتی۔

میرے ذہن میں آندھاں چل رہی تھیں میرے کانوں
میں شور و غل کی آوازیں بے ستور گونج رہی تھیں ناویدہ، پر اسرار
لالہ طاقتوں کا محو اور جاری تھا اور اسی شور و غل کے درمیان
جس کی آواز ایک بار تیرے کانوں میں گونجی۔

میرے جزم اور کاوہ نایاب مجسمہ...
کہا ہوا اس مجسمے کو کہ میں نے چونکے ہوئے دریافت کیا۔
کارڈوا با اس کی تلاش میں ہے۔

اسی وقت ثانی کے جھونکے کی تیز آواز زنی دی گئی
بڑا کرٹو جھپکا، میرا جسم پسینے سے شرابور ہوا تھا۔ میں نے
اٹھ کر جانچ لیا۔ اس وقت میں اپنے بستر پر تھا۔ جیکب
پر قریب مجھ خواب تھا، میں ایک لمبے کونگٹ ہو گیا پھر جیکب
میرے ذہن میں ابھرا تو میں تیزی سے اٹھ کر اسٹور روم
کی طرف بھیجا کجاں اور کجاں قیامتی مجسمہ پر ستور اسی جگہ موجود
تھا جہاں میں نے اسے محفوظ رکھا تھا۔

باہر سے ثانی کی آواز پر ستور اسی تھی، میں مجسمے کی طرف سے
طلسم ہو کر باہر نکلا تو میری نگاہوں نے ایک خوف ناک منظر
دیکھا وہ کسی کو مارا لاساں ہے جسے میں لڑھے سا حاکم دنگش کاہ
بڑا کچھ چمکا تھا احاطے میں پھنس اٹھا ہے کھڑا ثانی کو ڈسنے کی
کوشش کر رہا تھا، میں دروازے کے قریب ہی جھٹک کر ریکب
کیا، ثانی نہایت ہوشیاری سے خود کو کڑوا لے رنگ کے جسم سے
کی دسترس سے دور کیے ہوئے جھونکے جا رہا تھا۔

کارڈوا با! غیر اختیار طریقے سے کمزور سے کارڈوا
کا اٹھنا تھا۔ اسی لمبے ساپ کی توجہ میری جانب مبذول ہو گئی
اگے سے منہ سے آگ کا ایک تیز شعلہ لپکا چڑھ کر پلٹ کر میری
نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

مجال! کیا ہوا؟ تم بیان کیوں کھڑے ہو اور یہ خامی
کیوں جھونکے جا رہا ہے؟
کیلاش کی آواز سن کر میں اچھل پڑا میں نے پلٹ کر
اٹھ کر جانب دیکھا وہ مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہا
تھا لیکن میرے اندر کیدار ش کے سوالوں کے جواب دینے کی سکت

رہی ہو اور میں اسی وقت جیکس کی آواز میرے کانوں میں
"تیرے جزم! میری درخواست ہے کہ آپ مکرلا
انگوٹھی کو دیکھ سہ اتانے کی طاقت نہ کیجیے گا۔
تم ہم کمال ہو، میں نے عالم تصور میں جیکس کی نظر
میرے پاس وقت گم ہے میرے بڑے بڑے بچوں
کی کالی طاقتیں میرا سترو روک رہی ہیں۔ وہ..."

جیکس کی آواز کا تسلسل ٹوٹ گیا۔ فضا میں بار
روشنی کے جھمکے ہوئے لگے۔ غالباً پراسرار قوتیں آپس
مکھ رہی تھیں۔

"مجال! درخشش کی پوکھائی ہوئی آواز ابھری تھی۔
دھتے سے آواز دور نہ سب کچھ تباہ و برباد ہو جانے کا۔
"نینی سے جزم! جیکس کا چہرہ میری نگاہوں کا
آگیا۔ سوکارا کا کالاکلم آپ کو قریب ہے۔ آپ

اپنی درخشش کچھ لے رہے ہیں وہ درخشش نہیں...
جیکس اپنا چہرہ پورا نہ کر سکا۔ آگ کا ایک شعہ ہر دم
اس کی جانب لپکا تو اس کا چہرہ غائب ہو گیا میں نے نظر

گھم کر درخشش کی جانب دیکھی پھر اس وقت میرے دل کا
جھٹکا میرے قابو سے باہر ہوئے گئیں جب ایک چمکاؤڑ
اٹھی ہوئی درخشش کے جسم سے نکل آئی اور اس کا وجود آگ کی لہر
میں آگیا۔ چہرے میں ایک ہولناک منظر دیکھا۔ میں جیسے درخشش

رہا تھا اس کے جسم کا گوشت تیزی سے شعلوں کے درمیان جھلکا
اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ دھلے ہوئے چہرے ہو گئی۔

میں اس دہشت ناک منظر کی تاب نہ لا سکا، دو دونوں
سے میں نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا میرے کانوں میں پر اسرار جزم
شور و غل کی آوازیں گونج رہی تھیں جیسے لافعلو افراد آپس میں
ایک دوسرے سے جھگڑتے ہوئے ہیں نے سختی سے انھیں جھینپ لیں
ذہن جاگ رہا تھا۔ جیکس کی بد وقت مداخلت نے مجھے سوکارا

کے قریب سے بچا لیا تھا۔
مجھے یاد آگیا۔ میں نے شیرک کی روح اور مکرلا کی گفتگو اپنے
کانوں سے سنی تھی۔ سوکارا نے اسی گفتگو کے پیش نظر اپنی کالی
طاقتوں کے ذیلیان ناویدہ قوتوں کا راز جاننے کی کوشش کی
تھی جو میری پشت پناہی کر رہی تھیں درخشش کے زپ میں اس

کسی گہری روح کو میرے پاس بھیج کر انکسٹری اور ایک کارڈ
معدوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن جیکس نے اس کی تائید
پانی پھر دیا۔ جھگڑا کی روح نے اسے لپکا سوکارا کو کٹ ڈالا
سے مطلع کر دیا ہو کر اور پھر اگر جیکس نے اس خطہ ناک سچویشن

میں میری مدد کی ہوئی تو کیا ہوتا؟
"جیکس! میں نے اپنی روح کی طاقتوں کو کوشش کرنے کی کوشش کر

کیا وہ لوہاں میں جھونکے تھیں میرے قریب ہونے مجھے بھی
دور کر دیا ہے۔"

اس نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا۔ چند ثانیے
میری نگاہوں میں بھی سختی رہی پھر میرے ہاتھ کی سمت اشارہ
کر کے آہستہ سے بولی۔

"مجھ سے لپکاؤ یہ انکسٹری کہاں سے آگئی؟
"یہ ایک... میں روائی میں حقیقت بیان کرنے کرتے
یکسٹ خاص مشور ہو گیا، مجھے جبینی کی بات یاد آگئی اس نے

کہا تھا کہ جس دن میں نے ریکب یا انکسٹری کے ہلے میں اپنی
زبان کھولی ان کی تاثیر ختم ہو جانے گی۔
میں ریکب کا کمال دیکھ چکا تھا لیکن مجھ کو اب اس

انکسٹری کے کرسٹم سے ناواقف تھا۔
"تم کیا سوچتے لگے مجال! کیا جیکس میری کسی بات سے دکھ
پہنچا ہے۔ اس نے مجھے سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر خود ہی کچھ
سوچ کر بولی۔ "سمجھ گئی۔ تم شاید مجھے انکسٹری کے ہلے میں کچھ

نہیں بتانا چاہتے۔ نہ ماناؤ میں تم سے ضد نہیں کروں گی لیکن نہ
جانے اس انگوٹھی میں کیا بات ہے کہ میری آنکھیں بار بار اس
پر پڑتی ہیں اور چہرہ چھایا جاتی ہیں۔ پھر مجھے کچھ نظر نہیں آتا،

صرف تھانے وجود کی ایک جگہ مجھے تھانے قریب کا لپٹیں دلائی
رہتی ہے۔"

"یہ جاتی... یہ دو دیاں خامی ہیں۔ میں نے جذباتی لہجے
میں کہا۔ میں بہت جلد تھیں تلاش کر لوں گا پھر ساری کادیں
دور ہو جائیں گی۔

"مجال! ایک درخواست کروں۔ مانو گے؟ وہ مجسمہ التجا
ہی گئی۔
"حکم... میں اس کی نگاہوں کی پیش سے جھٹکتا لگا۔
"ایک لمحے کے لیے اس انگوٹھی کو اپنی انگلی سے مار دو۔

پس ایک پل بھر کھلے۔ میں تھیں جی بھر کر دیکھنا چاہتی ہوں
اس کے بعد میں واپس چلی جاؤں گی۔

درخشش کے جزم پسینے میں دو دھتے، کس تھی اور جزم
چلتی محسوس ہو رہی تھیں میرا ہاتھ لے اختیار لکڑی کی انگوٹھی کی
طرف چلا لیا۔ درخشش کی التجا پر میں اسے اتانے جا رہا تھا لیکن

اسی لمحے میری نگاہوں کے سامنے روشنی کا آتشا بد اور تیرہ جھمکا
ہوا کہ میری آنکھیں جھپک گئیں باطل ایسا لگا جیسے بجلی کے دو
سنگے نامائیں میں گھبرا گئے ہوں۔ درخشش کے چہرے پر بھی

خوف اور دہشت کے تاثرات نظر آ رہے تھے وہ اس طرح آنکھیں
بھاڑے غلامیں گھوڑ رہی تھیں جیسے کچھ تلاش کرنے کی کوشش کر

”ہاں۔ اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ اگر ساوری قبیلے والوں کے درمیان واپس آجائے تو وہ ساگو سے میرا مقابلہ ختم

اگر موت سمورا کا مقصد بن چکی ہے تو اسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔ یہی نہیں۔ اس نے بادی بادی مجھے اور کیلاش کو گھنٹاتی نظروں سے دیکھتے ہوئے سپاٹ آواز میں جراب دیا پھر اس کی تیز نگاہیں ساواری پر جم گئیں۔

شاید وہ ساواری کے چوسے برابر اپنے حملے کا رد عمل دیکھنا چاہتا تھا۔ میں نے ساواری کو مذہب کی کیفیت سے دوچار محسوس کیا۔ جب تک کا چہرہ ایک سخت غصے کی نمائندگی سے سرخ ہو گیا، دھڑکنے والے سانس کے خون کی گردش تیز کر دی تھی۔ کیلاش بھی اپنی جگہ سنبھلا کر دیکھا لبا اسے سمورا سے ایسے دو ٹوک جواب کی امید دینا تھی۔

جیسے وہ لڑنے کے لیے تمام تھا۔ میں اس کے کہ جب تک کسی حماقت کا ثبوت دیتا یا ساواری کے انکار سے بات بگڑ جاتی۔ میں تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سمورا کو غصہ طبع کے مٹاؤ آواز میں بولا کہ تم اگر ساواری کو لے جا سکتے ہو تو ضرور لے جاؤ۔

”جہاں! جیکب نے بگڑے ہوئے نیوے سے کہا۔ رب ظہیر کی قسم میری زندگی میں مسیح کی کسی پرستار کا واس کی مرضی کے خلاف دوزخ میں اور وحشیوں کے حوالے نہیں کیا جاسکتا۔“

”سمورا! میں نے جیکب کی بات کو عجیب نظر انداز کرتے ہوئے گرج کر سمورا کو لٹکا کر دیکھا کہ تم نے میری بات نہیں سنی۔ لے جا سکتے ہو تو لے جاؤ ساواری کو۔“

میرا خیال تھا کہ جیکب کے بدلے مجھے تیز کیلاش کی سرمری اور ساواری کی پڑھار خاموشی سمورا کو اس کے اشارے سے باز رکھے گی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میری گرج دادا داس کی اس کی نگاہوں کے انداز سے بھی بدل گئے۔ کبھی چوٹ کھانے ہوئے دھڑکنے کی طرح اس نے ہلٹ کر میری طرف دیکھا پھر گے بھڑک ساواری کی کلائی پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ اس کی آنکھوں میں خون تیز نہا تھا۔ مکلا اور سوکار نے اس کے اوپر کوئی ایسا ہی ہنر نہ ہو سکا تھا جس نے اسے ایک سخت بغاوت پر اکاڑ دیا تھا۔

میں نے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں اگر وہ ساواری کو لے جائے میں کامیاب ہو جاتا تو ہمارے دیوتاؤں والی مشیت کا بھرم خاک میں مل جاتا۔ میں اسی نکتے پر غور کر رہا تھا کہ میری نگاہیں اچانک جھک اٹھیں۔

جسنی کی برابر روح اپنی مادی شکل میں سمورا کے عقب میں کھڑی تھی۔

بڑاں ہو گئی۔ میں نے ایک سرمری نگاہ سے سمورا کو دیکھا اس کی تیز نظروں میں دشتیں زعفرانی نظر آ رہی تھیں۔

”نہم نے اس آہستہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ مجھے تعین کیا کہ آج رات کسی وقت ہمارے پاس ضرور آؤ گے۔“

”ہواؤں کے پونہا میں۔۔۔“

”مجھے آسانی قوتوں نے بتا دیا ہے کہ کھیلے آئے کا قصد کیا ہے۔ میں نے سمورا کو مرعوب کرنے کی خاطر سنجیدگی سے قطع کلام کرنے ہوئے کہا۔ تم ساواری کو واپس لے جانے کے ارادے سے آئے ہو کیوں؟“

”وقت کے تقاضوں نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔“

”اور میں نے اسے اپنے فیصلے سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔“

جب اپنی زبان میں بولا صلیب ہمارا مقدس نشان ہے اور جہاں بار صلیب کے سامنے تلے آجائے اسے صرف موت ہی دینے کے رشتے سے جدا کر سکتی ہے۔“

”سمورا! میں نے نہایت بے پروائی سے ہاتھ اٹھا کر جیکب کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے سمورا کو غصہ طبع کیا۔“

میرا مشورہ ہے کہ مکلا کو دیوتا کے انسان کی رسم کی ادائیگی کے وقت تک مال دو۔ اس کے بعد تاروں کی رفتار بگڑ جائے گی۔“

”میرا یہ بات نہیں سنے کا۔ اس نے پوچھنے سے پہلے پہلے ساواری کی واپسی کی شرط رکھی ہے۔“ سمورا نے ہونٹ کاٹنے ہوئے جواب دیا۔

”اور لگا کی ناراضی کا خوف کرو۔ یہ میں نے جرم گرجی خیر آواز میں کہا۔ اگر تم نے اپنی ضد نہ چھوڑی تو رہا باپٹ جائے گی۔“

”ساواری کی واپسی میرے لیے موت اور زندگی کا سہارا ہے۔“

سمورا نے اس بار خشک اور ناگوار انداز میں جواب دیا۔ مکلا کی ہوکھا بے پیکل دیکھا جانے لگا۔

”جو کچھ کل ہو چکا ہے اسے بھی دھیان میں رکھو۔“

”نہم۔ میں۔ میں نے سب کچھ سوچ لیا ہے۔“

”دھوئیں کے بادلوں کا حجم جھیل کے پورے جزیرے کو اپنی لمبائی میں لے سکتا ہے۔“

سمورا میرا اشارہ سمجھ کر جھکا۔ اس کے چہرے پر ایک لگ لگاؤ آکر رہ گیا۔ آنکھوں کی دشت دوجہ ہو گئی، جند لگے بچھڑاٹ نظروں سے گھوڑا مارا بچھا ہوا ہٹنے ہوئے بولا۔

”ساواری دیکھنا چاہیے جانے گی۔“

”تم گرجتے ہوئے سمورا! کیلاش نے اس کے تیز محسوس کرنے ہوئے تیزی سے کہا۔“

نجات چاہتے ہو تو میرے مشورے پر عمل کرو اور۔۔۔“

”جیکب! کیلاش نے تیزی سے کہا۔ ابھی زمانہ بڑا رکھو نہ یہ رات اور دینا کے اس محسوس جزیرے پر ہزار آخری رات ثابت ہو گی۔“

”وہ جو موت سے ڈر جاتے ہیں زندگی کے مفہم نہ واقف ہوتے ہیں۔“

”سچوئیں کو محسوس کرنے کی کوشش کرو۔ کیلاش نے کیا۔ جہاں کی بے ہوشی میں اپنے آپ کو بظاہر ثابت کرنا حماقت سمجھ کر وہ تھیں ایسے موقعے بعد میں بھی تیرے کھٹے۔“

”وقت ایک بار پھر سے مکمل جملے تو دوبارہ ہلٹا دالیں نہیں آتا لیکن تم اگر کتنے ہو تو میں خاموشی پر مجبور ہوں۔ تم۔ تم ابھی کسی طاقت کا ذکر ہے تھے جس کا ذکر پر مقدس اور کا مجسم غائب ہو گیا۔“ سمورا نے دریافت کیا۔

”وہ اور لگا کی خفگی ہے جس نے تھیں حالات کا فکا کر دیا ہے۔ تیکلاش جلدی سے بولا پھر اس نے جیکب کی کونچیلے ہوئے کہا۔ ہواؤں کا دیوتا جب تک آنکھیں نہیں کھولتا تھیں انتظار کرنا ہو گا۔“

”مکلا وحشی ہو رہا ہے۔ وہ اور اس کے گرگے میرے واپسی کا شدت سے راستہ دیکھ لے رہے ہوں گے۔“

”ساواری بچا ہے ساتھ کسی قیمت پر واپس نہیں آ گی۔“ جیکب دوبارہ بول پڑا۔ اس کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔

”بھو جو! ہم میری آنکھوں کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔“ وہ ہمارا نہیں۔“

”تھرا امرد ہے۔“ جیکب نے بدلتا آواز میں کہا۔ لیکن میرا یہ فیصلہ مل ہے کہ ساواری بچا ہے ساتھ نہیں جانے گی۔“

”سمندری دیوتا! کیا تمھارا بھی فیصلہ ہے؟“

”سمول کے لیے میں مجھے پہلی بار زندگی کی ایک کڑی آزمائش محسوس ہوئی۔ مکلا اور اس کے ساتھیوں نے غالباً اسے حالات کے پیش نظر اس حد تک مجبور کر دیا کہ وہ جزیرے پر ساواری کو اپنے ساتھ لے جانے کا ارادہ کر کے آیا تھا۔“

”میں مکلا اور سوکار کی وفاداری کے خواہش سے اسے زندگی کی جھجک دکھائی ہو گی۔ وہ اس کے سر میں ڈوب کر ہواؤں میں اڑنے کی خاطر تیز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔“

”جیسے جیسے وہ اپنی حفاظت کرنے کی طاقت جھک رہی ہے۔“

”نہم! اس کے کہ سمورا کی بات کا کوئی جواب کیلاش نے جیکب کی زبان سے ادا ہوتا۔ میں نے کراہ کر آنکھ کھول دی۔ خواب گاہ میں جیسے لوگ موجود تھے سب کی توجہ میری جانب

کرا سکتا ہے۔“

”کیا فرق پڑے گا؟“

”مکلا براہ راست مجھے مقابلے کے لیے لٹکانے کی ہر بات نہیں کر سکتا۔“ سمورا نے وضاحت کی۔ یہ ہمارا دستور ہے۔ کوئی نائب اپنے مزار سے غدار کی حفاظت نہیں کر سکتا۔“

”نہم بیک ہے۔ سمورا! کیا تم نے میں یہ باور کرانے کی کوشش نہیں کی تھی کہ مکلا عیادری اور مکاری میں اپنا ثانی نہیں لکھتا۔ کیلاش سپاٹ آواز میں بولا۔ ساواری کی کلائی کے بعد وہ کوئی دوسری سازش کر سکتا ہے۔“

”ایسا نہیں ہو سکتا۔ سمندری دیوتا، مکلا نے مقدس لوگوں کے ہاتھ پر عہد کیا ہے کہ ساواری کے حصول کے بعد وہ میرا وفادار رہے گا۔“

”مگر یا تم ساواری کو مکلا کے حوالے کرنا چاہتے ہو؟“

”ہاں۔ تم اور انے مردہ آواز میں جواب دیا۔ اب میرے پاس اپنے بچاؤ کا کوئی دوسرا راستہ نہیں رہا۔“

”کیا منانا کا بھی یہی خیال ہے؟ کیلاش نے حقیقت مننے کے لیے یہ سوال کیا۔“

”منانا۔ وہ۔ وہ۔ اور دینا پر ہمارا دھیان موجود نہیں ہے۔“

”کہاں چسپا لیا؟“

”مقدس اور لگائے اسے جھوری ہواؤں پر طلب کر لیا ہے اور۔۔۔“

”اور تم ایک بار پھر بھول لے رہے ہو کہ اس وقت کس سے خطاب ہو؟ کیلاش کا لہجہ سخت سرد اور تیز ہو گیا۔“

”سمندری دیوتا!“

”سمورا! کیلاش نے گرجت آواز میں تنبیہ کی یہ کیا تم اس بات کو پسند کر دے کہ ہم ساواری کے سامنے حقیقت کو بے نقاب کر دیں؟“

”نہم سمندری دیوتا! نہم۔ وہ گڑ گڑانے لگا۔“

”حقیقت بے نقاب ہو گئی تو سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔“

”تباہی سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے۔“ جیکب بول پڑا۔“

”خدا کے بتائے ہوئے ذریعہ اصولوں کو اپنالو۔“

”نہم! اس کی بات کر لے رہے ہو جو بھو جو۔“

”دوبی جس کے اشارے پر بچنا ہے اور دیوتا کا مجسم غائب ہو گیا۔ بولو کیا تمھارا دیوتا خود اپنی حفاظت کرنے کی طاقت بھی نہیں لکھتا۔“

”تمھاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔“

”اس لیے کہ تم گڑھی کی عمیق گڑھیوں میں گر چکے ہو۔“

لڑکی اس گلی کی
اسلم راہی ایم۔ اے۔ 30/-
اس جلتے جہاں میں
اسلم راہی ایم۔ اے۔ 30/-
خدا کہاں ہے
اسلم راہی ایم۔ اے۔ 51/-
جلتے بچتے لوگ
اسلم راہی ایم۔ اے۔ 51/-
میرا
اسلم راہی ایم۔ اے۔ 51/-
روستے کنول
اسلم راہی ایم۔ اے۔ 51/-

”ساواری میرے ساتھ جہاں گئی تھی اس نے خود اپنے
کونقین دلائے کی فریادیں اور درمیان میں کہا کہ یہ اور
کے ہوا سمورا کا فیصلہ ہے اور سردار جو فیصلہ کر لیتا ہے
جنگا مل جوتا ہے۔“
”جہاں! جبکہ یہاں بھیجیں لیکن غلٹ نہ ہونے
معموس وحشی اور جنگلی دندنے سے کہہ کر اپنے ہاتھ پاؤں
کے جسم سے پیچھے ہٹ کر رہے۔ رت پیچھے کمر میں باوری ہونے
ملنے موت کو گوارا کر سکتا ہوں لیکن یہ برداشت نہیں کر سکتا
ہے کہ ایک پرستار کرنا المرن کے حوالے کر دوں اور خدا ہوتا
تماشا دیکھتا ہوں۔“

”بھوجو! سمورا نے جبکہ کو گھولتے ہوئے غصہ ہاتھ
انداز میں لٹکایا تھا جس کے اثرات تباہی بکری
اور پھلے ساختھی بچھے روکنے کی خاطر باہم صلاح مشورہ کر
ہیں لیکن آج بھاری دلو تاروں والی قوت بھی سمورا کا لانا
نہیں کاٹ سکتی۔“

”میں سمجھتا ہوں۔“ میں نے سمورا کو گھولتے ہوئے ہاتھ
سپاٹ لیے میں کہتا ہوں کہ سمورا نے پھلے کان چیرے ہیں
”ہاں! سمورا گرجا تھا تو سمورا نے مجھے یقین دلایا
کہ تم دلو تاروں ہونے کے باوجود مقدس اور غیر اور کھانے کی بن ہوا
ہیک نہیں بیچ سکتے۔ وہ ہاتھ مقابلے میں ہماری مدد فرما کر
”میری بات مان لو سمورا! ساواری کا ہاتھ چھوڑ دو۔
مکالا کو دلو تار کے آسان کی رسم کی ادائیگی ہک ملنے دہو۔
اس کے بعد رت کی چال تھا جسے حق میں ہوگی۔“

”دوسری صورت میں تم ہاتھ مقابلے کا فکرا ہو گئے تو
ساواری ہر ہاتھ لے کر جو کہ یکیش نے اپنے ہاتھ لیے ہیں
کرتلی پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن اسے کامیابی نہیں

وقت

کی رفتار ایک بار پھر میرے حق میں نظر آنے
لگی جیسی قیام موجود گئے بساط کا نقشہ لٹ
دیا تھا، اگر وہ ہماری جسمی خلافت ساواری کو اپنے ساتھ
لے جائے میں کامیاب ہو جاتا تو ہماری دلو تار والی جیت اور دنیا
کے دشمنوں کی نظروں میں ختم ہو جاتی، ہونے سمورا کو رونے با دہار
مکالا کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ ہم عام
انسانوں کی طرح ہیں مکالا کو ساواری کی واپسی کے بعد محسوس
اور بصیثت جاوگر کی باتوں کا یقین آ جاتا تو اس کے حوصلے
بلند ہو جاتے۔

”میں نے ساواری کی خاطر مکالا کے آٹھ بہترین ساتھیوں کو
موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ مکالا کی جوابی کارروائی بہت سخت
ہیں بلکہ حد ہولناک اور اذیت ناک ثابت ہوئی۔ ہم نے کوئی فوٹو
کے بڑوں کی کٹا ہوں میں جو موت حاصل کی تھی وہ خاک میں
مل جاتی۔“

مکالا اور سمورا نے سمورا کو یقینا کوئی ایسا سزا باٹ دکھایا
تھا جو وہ بغاوت پر آمادہ ہو گیا جس انداز میں اس نے مگر بڑھ
کر ساواری کی کلائی پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی اس سے صاف
ظاہر تھا کہ وہ ہر قیمت پر اسے ساتھ لے جانے کا اہل فیصلہ کرے
دلو تار آج تھا، اس کے توجہ بہت تھیکے اور خطرناک نظر آ رہے تھے۔
میں نے جیسی کہ سمورا کی پشت پر ہاتھ جاکر ہنوا کر ہونے
دیکھا تو میری رگوں میں خون کی گردش تیز ہو گئی جیسی کہ آمد
ہوا جو نہیں ہو سکتی تھی وہ یقینا سمورا کی سرکوبی کی خاطر ہماری
مدد کو دلو تار آج تھی میں نے جبکہ اوکلاش کی سمت لکھیرا
سے دیکھا ان دونوں کی کیفیت بدستور غیر نظر آ رہی تھی اس لیے
کہ جیسی میری نگاہوں کے سامنے ہونے کے باوجود میرے یقینوں
کی نگاہوں سے اوجھل تھی۔ بھوری بیاضی کے معرکہ ہوا گرہوں سے
لے لائے اور پھر سردار تو فوں سے نوازا تھا۔

سمورا کی آنکھوں میں کسی غم آٹم ڈرنے جیسی ہک
موجود تھی ساواری کی کلائی پر گرفت جیسے وہ ہماری طرف بڑی
کینٹ نوٹروں سے دیکھ رہا تھا، شاید وہ نگاہوں نگاہوں میں
ہاتھ آئندہ اقدام کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ سمورا اور
مکالا کی یقین دہانی کے باوجود وہ اپنی آنکھوں سے ہماری قوت
کے جو کرشمے دیکھ چکا تھا شاید اس نے ابھی تک اس کے قدم
روک لیے تھے۔

”تم! میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پٹ
آواز میں کہا کہ جس سوچ میں تم ہو؟“

ہوئی میں نے چلی باورکلاش کے چپے پر غم اور ہمت
سے ساریوں کو لہراتے دیکھا۔
”میں اب سمورا پر کوئی قیام نازل نہیں کر سکتے۔ سمورا
یکیش کی سمت دیکھ کر دشت آواز میں بولا۔ ”بصیثت سمورا
اور مکالا کی قوتوں نے صرف ساواری کا مطالعہ کیا ہے۔ اس
کے بعد ہاتھ دربان تمام اختلافت ختم ہو جائیں گے۔
”جہاں! جیسی کی تیرا اوڑھنے کے کانوں میں کوئی نہ ہو
کچھ کر لے جلدی کر گزرو۔ میں زیادہ دیر تک اپنے مادی
دو کو برقرار نہیں رکھ سکتی۔“
”جیسی! میں نے لبوں کو جنبش دینے بغیر اسے دل ہی دل
میں مخاطب کیا۔ اگر سمورا ہاتھ سامنے ساواری کو لے جائے
میں کامیاب ہو گیا تو؟“

”جہاں! جیسی ہر جملہ کہتے ہوئے تیزی سے بولی کہ
کراچی طاقت پر ابھی تک شبہ ہے کہ تم نے منہ مکالا کے آٹھ
گرگول کو موت کے گھاٹ نہیں اتارا۔ میری بات کا یقین کر
جہاں! تم بے پناہ اور پرامن قوتوں کے مالک ہو جیسی بیابانوں
پر ملنے والے اور کھانے کی لازوال قوتیں بھی تھے سے مقابلے میں
بیچ میں۔“

”تم نے یہ بات پہلے ہی کہی تھی لیکن میں کس طرح مان لوں
کہ ایک عام انسان پرامن اور مخفی شیطانی قوتوں کا مفت بل
کر سکتا ہے۔“

”تم وقت ضائع کر رہے ہو۔“ جیسی الجھتے ہوئے بولی۔
”تم چاہا ہو تو میری آنکھیں دور کر سکتی ہو۔“ میں نے ہنسا
کہا۔ ”مجھے بتاؤ جیسی! میں نے کیا جاکر وہ قوتیں کہاں
ہیں جو دلو تاروں کو زیر کر سکتی ہیں؟ کیا میں یہ سمجھوں کہ
ریک کی موجودگی نے مجھے ناقابل تخریب بنا دیا ہے؟“

”میں کسی بات کی وضاحت نہیں کر سکتی لیکن یقین
آنا یقین دلا سکتی ہوں کہ جو تم چاہو گے وہ ضرور پورا ہوگا
لیکن ایک شرط پر۔“

”وہ کیا؟“
”تم اپنی پہلے بناؤ قوتوں سے کوئی غلط کام نہیں کر سکتے
جس دن تم نے اپنی کیا۔ لازوال قوتیں تم سے ناراض ہو جائیں گی
اور وہ قوتیں۔“

”تم قوت پر باد کر رہے ہو۔ مجھے جو کتنا بھی کہی اب
جا رہی ہوں۔“
”میں نے اسے دیکھا جاکر لیکن وہ اپنا جملہ مکمل کرتے ہی
میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی اور تب میرے کانوں میں

سمورا کی آواز گونجی جو کھلاش کو تحقارت بھری نگاہوں سے
گھولتے ہوئے کہہ رہا تھا۔
”سموری دلو تار! ابھی تاڑھو ہک اب ختم ہو چکا ہیں
جاتا ہوں کہ کچھ چھوٹی مونی پرامن قوتیں بھاری پشت
پناہی کر رہی تھیں لیکن سمورا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ
وہ ساواری کی واپسی کے بعد اپنے جادو سے ان کا قوتوں
کو بھی ہانڈ کر لے لیں کرے گا اور پھر تم سمورا کے دم و دم کو
پرہیز کر گئے۔“

”سمورا! یکیش کے بجائے میں نے سردار واز میں کہا۔
”میں ابک بار پھر یقین ہی مشورہ دوں گا کہ ساواری کو مکالا
کے حوالے کرنے کا ارادہ ترک کر دو۔“

”اور اگر میں بھاری بات مٹنے سے انکار کر دوں تو؟“
”تم غلط کیا کہل اور لوکا دونوں کو فراموش کر لے۔“ میں تیزی
سے بولا۔ ”کیا یقین یا دہیں ریکہ مقدس اور کینے ساواری کا پتی
پناہ میں قبول کر لیا تھی اور اس دن تم نے ساواری کے سلسلے میں
کوئی غلط قدم اٹھا یا۔“

”وہ لوکا کی چال بھی ہو سکتی ہے۔ سمورا نے ہر جملہ کہتے
ہوئے کہا۔ ”سمورا نے مجھے یہی بتایا ہے کہ لوکا نے ساواری کو بچا
کی خاطر مجھ سے ایک خوب صورت جھوٹ بولا تھا۔ میں اس کے
فریب میں آگئی لیکن اب میں اس خوب صورت فریب کے جال
کو توڑ دوں گا۔“

”تو تم اپنے ارادے سے باز نہیں آؤ گے؟“
”نہیں۔“ سمورا تحقارت سے بولا۔ ”آج دنیا کی کوئی طاقت
مجھے میرے ارادے سے نہیں روک سکتی۔“

”نہیں سمورا اور مکالا بہت زیادہ گھمنڈ ہے۔ کیوں؟“
”ہاں۔ وہ میرے لئے لوگ ہیں۔ میرے دیرینہ ساتھی
میں اوتھ۔“

”میرا اپنی اتفاق بڑھ لے۔ سمورا! میرا بھیا جاکر
بے حد صلح اور خطرناک ہوگا۔“ خود کو سامنے کی کوشش کر دے
”دروہ کیا کہو گئے؟“ سمورا نے ہنسنے بولا۔ ”جیسی کا پتی
روک لے۔“

”میں سمورا کی زبان سے جیسی کا نام سن کر چونکا لیکن پھر
میری سمجھ میں آگئی، خشک کی پرامن ارادے نے مکالا کے اس
سوال کا جواب نہیں دیا تھا کہ جیسی میرا ساتھ ہے ہی ہے یا
نہیں لیکن اس نے یہ ضرور بتا دیا تھا کہ بھوری بیاضی پر ہونے
والے جادو کو میں نے جیسی کو کچھ پرامن قوتوں سے نوازا ہے
اور جب تک اس کا انتقام لوں گا میں ہوگا اس کی روح اور دنیا

سمو راں موش کھڑا ہونٹ کا فادر با ساوری جیکب کے چچے
 سہمی کھڑی تھو تھر کا نب رہی تھی اور کیلاش میں حیرت سے
 آنکھیں پھاڑنے لگے دیکھ رہا تھا جیسے میرے سر پر اپنا ہی رنگ
 نکل آئے ہوں۔
 دیکھتا تھا کہ منہ صبح کے پتلاؤں سے جنگ کرنے کا ہوا۔
 جیکب بیٹا لہجے میں سمو راں کو مخاطب کیا۔
 "بھونچو! کیا تم اپنی زبان بند نہیں رکھو گے۔ سمو راں نے چچے
 جھٹکتے ہوئے تھکا کر کہا "اس کی کیفیت قابل دیدنی تھی۔
 "سمو راں کی نصیحت فوٹوں کو آواز دو سمو راں اس سے کہو کہ
 وہ جاں آکر تھوڑی مدد کرے۔ میں نے سرد آواز میں کہا پھر تورو
 بل کر لولا۔ کیا تم بھول گئے تھے کہ ہماری حیثیت کیا ہے؟
 کیا تم اپنی نگاہوں سے ہماری اویہ قوت کے رشتے نہیں دیکھ چکے؟
 "م۔م میں مجبور ہوں ہواؤں کے دیوتا! سمو راں نے بے بسی
 سے کہا۔ مکالا اور اس کے گروے میری عزت کے دشمن ہو گئے
 ہیں۔ مکالا اور سمو راں نے مجھ سے یہی کہے کہ تم مجی ہماری طرح
 بے بس اور جو انسان ہوا اور کچھ بدللو تو میں تمہاری پشت پانی
 کر رہی ہوں۔
 "ساوری اگتھ لے ساتھ نہ گئی تو کیا ہوگا؟
 "وہ۔ وہ مجھ سے دیوتا کی موتی کا مطالبہ کریں گے۔ سمو راں
 بدستور اپنا ہاتھ ملے ہوئے بولا۔
 "یہ کیا بھینس بھینس ہے کہ اور کی گم شدہ موتی مل جلنے کے
 بعد وہ بھینس تنگ نہیں کریں گے۔
 "میں اور فینا فیصلہ کا سرواڑہ میں جانتا ہوں کہ کسی کی
 توقع رکھنا ناش مندی کے خلاف ہے لیکن موتی واپس مل جانے
 کی صورت میں وقتی طور پر وہ میرا لالہ بھی بیکار نہیں کر سکیں گے۔
 البتہ مجھے ساگو سے مقابلہ ضرور کرنا پڑے گا۔
 "ہائی! میں نے سمو راں کو جواب دینے کے بجائے ہائی کو زور سے
 آواز دی جو میری آواز سننے ہی دونوں ہوا اندر آ گیا۔ میں نے
 جھجک کر ہائی کے کان میں گڑھی کی تو وہ اچھٹا ہوا اور بارہ کر کے
 نکل گیا۔ وہ میرا دلہا ہوا تھا۔ مجھے اس کی صلاحیتوں پر اعتماد
 تھا اور میرے اعتماد کو بھینس نہیں مگی۔ جینٹل بعد ہی ہم باہمی
 دوبارہ کرے میں داخل ہوا تو جیکب اور کیلاش بھی ششدر رہ گئے۔
 سمو راں بھی چھٹی نظروں سے نہائی کو دیکھنے لگا جس نے اپنے سے نہیں
 اور کی گم شدہ موتی کو دیکھا تھی۔ میں نے ہائی سے موتی حاصل
 کی پھر سمو راں کو دیکھا جس کی حالت قابل دیدنی تھی۔
 "کیوں۔ کیا بھینس اپنی نگاہوں پر بھینس نہیں آ رہا؟
 "ہواؤں کے دیوتا! وہ میری آواز سن کر لڑیں چو نکا میسے

برہوتی جادی تھیں۔ ہمیں عجب کرنے کی خاطر اور فینا کا فوری
 دلدادہ سوری کے حکم کو بار بار شدید جھٹکے سے رہا تھا۔ اس کی
 بھول میں شعلہ قہقہے کر رہے تھے اور چہرہ فتح مندی کے احساس
 بدک رہا تھا۔
 کبھی بھی اپنی جگہ موش کھڑا غار آئے فلائنگس لمحوں
 تیناچ پر غور کر رہا تھا۔ جیکب نے تیری دیوانگی میں موکے پر آ
 زور دے کر بھولنے کی کوشش کی لیکن میں سلسلے سے نکل گیا۔
 "ہاں! مجھے چھوڑ دو ساوری! کیا بک خوش دزدہ کے ہاتھوں
 اپنا رہنمائی فرمیتے ہے۔ جیکب احتجاج کیا۔
 "وقت کا انتظار کرو۔ میں نے جیکب کو سمجھانے کی کوشش کی
 اپنے انتقال کی حالت میں کیے جا رہے تھے وہ بھی سو منہ نہیں
 بت ہوتے۔
 "جو وقت کا انتظار کرتے ہیں وقت ان کا انتظار نہیں کرتا۔
 بیٹے تھکا کر کہا۔ "ان جنگی دزدوں نے کہا ایک سچی پرست اور جنگ
 لالہ اور تیری روح مرے دم تک مجھے ملے گی۔
 "اگر بھینس صبح کی قوت پر اعتماد ہے تو پھر تم کیوں آجپے
 باہر ہو رہے ہو؟ میں نے تیری سے جواب دیا تو جیکب حیرت
 بکھ گونے لگا۔
 "میری نگاہیں بدستور سمو راں پر مرکوز تھیں۔ برہوتی دوازے سے
 کا فاصلہ برہوتی کے چہرہ پر جاکر ایک بجلی کی کڑک کی
 آواز سے ہر سنے دل و بلاد دیے۔ روشنی کی ایک بارہک لیکر ان
 موت میں سمو راں کی جانب تک کر غائب ہو گئی۔ یوں لگا
 جیسا جیس کوئی انہونی ہو گئی ہو۔ ہماری آنکھیں حیرت سے
 لک لکھ رہی تھیں۔
 سمو راں وہ ناک جھج کے زمین پر اونچے منہ کر کے ساوری
 مایک گرفت سے آزاد ہو کر دیوتاؤں کی طرح جی گئی ہماری سمت
 کی۔ مجھے اپنی نگاہوں پر یقین نہیں آ رہا تھا لیکن جب کھڑا کرتا
 دوبارہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوا اور بے بسی کے عالم میں
 بڑی جانب رحم طلب نظروں سے دیکھنے لگا تو مجھے بے اختیار
 کسی انہونی اپنا بیباک ہوا تھا وہ بار بار برہوتی کے کرب کی حالت
 اہل دل رہا تھا۔
 "میں کو کھڑا کیا ہوگا بھینس؟" میں نے فضا کی طرف بڑھتا
 اپنے چہرے پر ششدری تو رہے بلکہ وہاں گھر کے تھے پھر دم
 ماملائی کو کہیں چھوڑ دیا؟ آج کے چھوڑا ساوری کا اپنے ساتھ
 ہواؤں کے دیوتا! ہم شاید بھول رہے ہو کہ مکالا اور اس کے ساتھی بڑی
 بڑی تھی راہ دیکھ لے رہے ہوں گے۔ اگر تم خالی ہاتھ
 لے کر آئے تو کیا منہ دکھاؤ گے بھینس۔

تھوڑی کی حقیقت ہے ہم! جو خاک سے پیدا ہوئے اور اب
 دن خاک ہی میں مل جاؤ گے۔
 "خاک میں اب کون ملے ہے۔ بھینس آنے والا وقت ہے
 "کا۔ سمو راں نے برہوتی کے اشارے میں سرکھٹے ہوئے جواب دیا
 "منفصل اور کے افسانہ کے موقع پر اب ہم تھوڑی کرنا پڑا
 ہمیشہ کے عظیم اور کھانا کو کھانسی کرنے کی کوشش کر لیں گے۔
 ایک سوچ اور ایک چاند تھوڑی زہد گیوں کی ضمانت ہے کہ
 بعد بھینس سمو راں پہل بارہتی لے خون سے دیوتا کی موتی
 کو کھلے گا۔
 "تم شاید جگتے میں خواب دیکھ رہے ہو۔ میں نے جینی
 کی باتوں کو یاد کرتے ہوئے قہقہے سے بولی کہ مکالا اور
 سمو راں کی باتوں میں اگر تم بکھٹے ہو اور اپنے انجام سے بے خبر ہو
 نظر آتے ہو۔ ہماری طاقت کا اندازہ بھینس ساگو سے مختل کے
 وقت خطرناک حالتوں سے دوچار ہونے کے بعد ہی ہوگا۔ اس
 وقت ہم کو کوشش نہیں آوے گی۔
 "یہ خیال اب اپنے ذہن سے نکال دو۔ ساوری کی ابھی
 کے بعد مکالا اور دوست ہوگا اور ساگو مختل کے کا اعلان واپس
 لے گا۔ سمو راں نے برہوتی کے اعتماد سے جواب دیا۔ البتہ قہقہے کے
 لوگ اب ایک نیا اعلان نہیں گے۔ تمہارے خون سے دیوتا کے
 عمل کا اعلان۔
 "سمو راں کیلکٹ سے لے لے میں ملا کی سفائی انہونی میں
 نے اسے تمہارے گھونٹے ہوئے نفرت بھرے لیے میں لگا رہا۔
 "تم ساوری کو یہاں سے نہیں لے جاؤ گے۔ یہ میرا آخری فیصلہ
 ہے۔ جیت ہے تو اسے لے جا کر دکھاؤ۔
 میرا جواب دہکتی اور جھڑکتی آگ پر پڑا ہوا تھا۔
 سمو راں مکالا اور سمو راں کی دوستی کے نشے سے مشاعر تھا
 میری بات میں کتنے سے مزاج ہو گیا۔ اس کے تیرے جھڑکا
 نظر آئے گئے۔ جینٹل نے وہ میں خوف کانٹا نکال دیا۔
 اس کی نگاہوں میں زندگی جھک دہی تھی پھر اس نے ساوری
 کو ایک جھٹکا دیا تو وہ کراہ کر اس کے آہنی بازوؤں میں جھول گئی۔
 ایک بار پھر اس نے تمہارے بھری نظروں سے میں دیکھی چہرہ ساوری
 کو دوازے کی سمت گھٹینے لگا۔
 "میری نظری بدستور سمو راں پر مرکوز تھیں۔ جینی نے مجھے
 بے پناہ قوت کا احساس دلایا تھا اس کا نشانہ میں مکالا کے
 آٹھ پٹے کے آہیوں کو تنہا بچاؤنے کے بعد دیکھ رہا تھا۔ اس
 وقت جینی میں کسی انہونی کا منتظر تھا لیکن جون ہل سمو راں کا
 برہوتی دوازے سے فاصلہ گھٹتا جا رہا تھا میں سے دل کی دھڑکتی

کے طول و عرض میں بھٹکتی ہے گی۔ غار! سمو راں اور مکالا لے
 سمو راں کو عجب کرنے کی خاطر کچھ امکانی باتیں اپنی طرف سے بڑھ
 دی تھیں۔
 "میں ہواؤں کے دیوتا! سمو راں نے میری خاموشی کا مذاق
 اڑاتے ہوئے کہا۔ کیا میری زبان سے جینی کا کام نہیں کر سکتے بڑا
 تعجب ہوا؟
 "حفاظت کی باتوں سے پرہیز کرو۔ میں جنگ آواز میں بولا۔
 "ساوری کی زندگی برباد کرنے کے بعد مکالا اور سمو راں کی ابا پاپ
 تھیلے کے لوگ تمہارے اور کی اس موتی کا مطالبہ کریں گے تو تمہارے
 پاس ایک مقدس امانت تھی۔ اس وقت تک کیا جواب دے گے؟
 "یہ میرا اور میرے ساتھیوں کا فوجی معاملہ ہے۔ تم کو ہمارا داخلی
 معاملات سے کوئی دل چسپی نہیں ہونا چاہیے۔
 "ساوری اور میرا معاملہ بھی اب ایک علیحدہ صورت اختیار
 کر چکا ہے۔ جیکب پھر درمیان میں بول پڑا۔ "مجھے دل سے میرے
 کی خدمت کا اعتراف کرنے کے بعد وہ تمہارے اور تمہارے عزیز مند
 رسد و راج سے قطع تعلق کر چکی ہے اس لیے بتر ہو گا کہ تم اپنے
 ناپاک اور گندے ہاتھ دودھ دھو۔
 "میں بھونچو! سمو راں برہوتی سے بولا۔ اب تمہاری اور
 تمہارے ساتھیوں کی شہید بازی نہیں چلے گی۔ بھینس سمو راں
 نے مجھ کو لوگوں کے بالے میں تمام باتیں بڑی تفصیل سے بتا دی
 ہیں۔ اور تم، ہواؤں کے دیوتا! کیا تم ایک بھٹکتی ہوئی پڑھائیں
 کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک نہیں آ گئے۔ سمو راں نے میری
 جانب گھڑتے ہوئے کہا۔ یہ بھی غلط ہے کہ تم ہماڑ میں
 اپنی منزل کی جانب سفر کر رہے تھے وہ ایک طوفان سے دوچار
 ہو کر دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ ایک حصہ سمندر کی تہ میں چھو گیا
 اور طوفانی مروجوں نے دوسرا حصہ تھوڑی خوش قسمتی سے اوزر فینا
 کے ساحل پر اچھال دیا۔ کیوں! کیا تم ان باتوں سے انکار
 کر سکتے گے؟
 "میں قیاس درست نکلا۔ سمو راں اور مکالا نے شہر کی طرف
 کردہ معلومات کو رگڑنے کے سمو راں کو بتا دیا تھا میرے علاوہ
 کیلاش بھی مراد گوڑ کی زانی وہ باتیں سن کر ششدر رہ گیا، ساوری
 کے چہرے پر بھی خوف کے بادل لہر لگے لیکن جیکب پران
 باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔
 "تم جو کچھ لے رہے ہو ٹھیک کہ لے رہے ہو لیکن وہ جو مزید
 سے قریب ہوئے ہیں ان کے دل خوف و دہشت سے نہیں گھبر رہے۔
 اس نے مجھے ہونے تو لے جواب دیا۔ اگر بھی جینی ہواؤں کی
 موجوں میں موت کے بھیباک چنگل سے نجات دلا سکتی ہیں تو

لکھ سکتا ہوں میری زندگی؟ اس کی نگاہوں میں خمی قطر ص
کی نمی دیکھ کر میں تڑپ اٹھا۔ خدا تر آدمی اس نہ ہر سار گزمت
کو منظور ہوا تو ہم ضرور ملیں گے۔

• اور کچھ سوچیں قبیلہ اولہا ہاں کے لوگوں نے تمہیں ابھی پایا
ہے جمال! تم بڑے...
• کمبری زندگی اکو۔ میں نے بے صبری سے اصرار کیا یہ تم
خاموش کیوں ہو کر بیٹھیں۔

• میں بے حد مجبور ہوں جمال! جب تک تم مجھے خواہی نگاہوں
سے تعلق نہ کر لو گے میری بوجھ پائیاں برقرار ہیں گی لیکن اس کے
بعد میں آزاد ہوں گی، پھر دو دریاں، یہ بوجھ ریان تم جو مالیش کی؟
• وہ دن تک آئے گا میری زندگی؟

• بہت جلد، حضور! انتظار کر لو۔
• میرا دم گھٹنے لگے ہے۔ میں نے کہا یہ کیا تم مجھے میری منہ زنی
کی راہ نہیں دکھ سکتیں؟

• کاش میں ایسا کر سکتی؟ اس کی آنکھوں میں بالو سی کا
رنگ گلہ ہونے لگا پھر امید کی ایک کرن چمک اٹھی، میرے
قرب آکر میری راز داری سے نہایت مددگار آواز میں بولی۔ تم
اگر یہاں رہنا اختیار کر لو تو ہماری ملاقات کی راہیں زیادہ ہموار
ہو سکتی ہیں۔

• بیدار رہنا؟ میں نے تیزی سے دریافت کیا۔ مجھے
تناؤ و دشنام، وہ دانستہ کون سا ہے جو مجھے میری زندگی سے
قرب کر سکتا ہے؟

• تم بولنا کو کون فراموش کر لے ہو۔ اس نے سرگرتی
کی بولنا کو قید سے آزاد کر دیا۔ اور پھر وہی منزل خود بخود آسان ہو
جانے گی۔ سلاشت از خود نظر آئے گی۔

• ہاں اب میں ایسا ہی کروں گا۔ میں نے جذباتی لہجے
میں کہا۔ میں اسے بھول رہا تھا، ابھی کیا تو نے یہ یاد دلایا۔
• لیکن ہر شہر سے کام لینا جاہل آدمی نہیں راستے سے ہٹ کر
میر قریب آؤ گے اس پر قدم قدم پر بے شمار کاؤ ہیں۔ وجود
میں۔ وہ جو ہمارے دشمن ہیں جبکہ جو کھات لگائے بیٹھے ہیں۔
تمہیں چھوٹا چھوٹا قدم اٹھانا ہوگا۔

• "دشنام؟" میں نے لہجے بولنے کی خاطر انگشتی کی جانب
متوجہ کرتے ہوئے کہا۔ کیا یہ انکو بھی تھیں پسند ہے بڑا ہر مولی
سی ہے پسند...؟

• میں نے اپنا جملہ ادھوا جھوڑ دیا، دشنام کے چہرے پر
نظر میں جا کر اس کے "نا ثبات دیکھنے لگا۔ وہ چلنے کی خاطر جس
کھڑی گاڑی کی انکو بھی کو دیکھتی رہی پھر اس کی آنکھیں چمک

سادری جو نو چہادی زبان سے کچھ کہہ ڈالتا ہو گئی تھی
اس لیے وہ اپنی جگہ کھڑی زیر لب مسکراتی رہی۔



اس کی زلفوں کے سیاہ و نرم بال میرے گالوں پر برسرِ لڑنے
میں نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ میرے دل کی دھڑکنیں
تیز ہو گئیں وہ کوئی غیر بین میری اپنی زندگی میری
روشنی و دشنام تھی جو میرے قریب کھڑی والدہ نظر میں سے

پڑھ کر جاری تھی اس کی نشانی آنکھوں میں سرسبز لہجے پناہ
جنت تھی، پیار تھا، انابت تھی، اس کا قرب اور اس کے جسم کی
ہاں تک مجھے یاد دلاری تھی میں نے آہستہ سے ہاتھ بڑھا
رکے پھر ناچا، لیکن وہ میرا رادہ بھانپ چکی تھی، مسکرا کر ایک
نہرے ہوئے ہو گئی۔

• دشنام! میں نے شکایت کی یہ تم مجھے سے کڑا رہی ہو؟
• میں صحت اور صرف بخاری ہوں جمال! لیکن ابھی حالے
دیوان کچھ مٹا، کچھ فاصلے باقی ہیں۔

• اور دشنام کی بات اس کر مجھے کینٹ خیال آگیا کہ ایک
بار دیکھنا سو کرانے دشنام کے وہب میں اپنے سحر کے ذیلے
تحت کھڑا اگلوانے کی کوشش کی تھی۔ اگر تیرے بے برقت
بچے حقیقت سے آگاہ ہو تا تو شاید میں وہ انگشتی انگلی
سے اٹا لیا جو میں نے مجھ سے حاصل کی تھی اور پھر میرا رخ م
تیرا اور دنیا کے لوڑھے اور نصیبت جاوگر کی خواہشات کے
میں مطابق ہوتا۔

• دشنام! میری روح تمہارے کما تھا کہ ہم بہت جلد ایک
"سکر کو پائیں گے۔ میں نے غلط انداز اختیار کیا۔ تھوڑی
نہایت کے مطابق میں نے سمندری سفر اختیار کیا، بڑی سگری
میں ہوں گا سا سنایا اور اب...."

مجھے شرمندہ نہ ہو جاں! وہ طویل ہو گئی۔ میں جانتی ہوں
آہستہ میں میری خاطر کیا کیا حکایت برداشت کی ہیں لیکن اب
نظر تیری سے سمت لے لے ہیں جلدی کی طویل گھوڑیاں بہت
بلوڑھ ہونے والی ہیں۔

• "تمہارے بیٹے بھی یہی کہتا تھا لیکن...."
• "جال! اس نے میرا ہلکا کرتے ہوئے تیری بے بسی سے کہا۔
• تم یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ میں ایک روح ہوں ایک
بہت کم بختی ہے جس میں روح جو ہوتے لے انفرادی ایک ایک لمحہ
بلوڑھ اور بڑی اذیت میں گزارا رہی ہے۔ کاش میں تمہیں
بانتی کہ میں تم سے کس قدر قریب ہوں۔

• "تمہاری خاطر میں دنیا کے آخری سرے تک سفر جاری

میں تھلے خیال سے سوئی صدف تنقہ بولنا کہ
جلدی سے کہا کہ ایک مودتی ہی پر کیا مختصر ہے۔ تم نے
میں بھی دانش مندی کی توقع کرنا میں حاکم نہ ہے۔

• میں اس وقت سجدہ ہوں میرے دوست! جو
کیلاش کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔ آہستہ میں کسی حافظہ
ثبوت نہیں دلوں گا۔

• کیا تمہارا اشارہ سادری کی سمت ہے؟ میں نے
کو مزہ بھڑکا۔

• "یقیناً یہی بات ہے۔ کیلاش نے حکموں کا کیا کیا؟
دیکھا نہیں کہ سادری نے سمور کے جنگل سے نجات پاتے۔
جب تک سانس میں پناہ حاصل کی تھی۔

• "کیس وہ شرمناک صادق نہ آجائے کہ آسان سے گرا کر
• "میں فائدہ جب تک کیلاش نے اس بارے میں مدد
سے دریافت کیا۔ کیا جمال کا خیال درست ہے؟

• میں فی الحال تم دونوں کے لیے بورڈ فٹنگ پر کچھ
انہار کرنا بھی قافیت ہی سمجھتا ہوں۔ جب تک تھلا کر کہ
ہی منہ میں کہہ نہ سکا وہ سکرے میں چلا گیا۔

غیر ملکی زبانیں سیکھئے

مصنف: پروفیسر ایم اشرف

کورین اردو ریڈر 80/-

رشین اردو ریڈر 80/-

رشین فرہنگ 75/-

چائز اردو ریڈر 80/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار لاہ

کوئی بھی ایک خواب دیکھتے جاگ اٹھا ہوا۔ بڑی عقیدت سے
بولتا۔ تم نے سچ سچ غلطیوں کے مالک ہو۔

• "تمہارے غم شدہ مودتی کا مطالعہ کیا تھا سحر اور وہ فرج ہے۔
میں نے مودتی کے بڑھاپے کو سمور نے جلدی سے آگے بڑھ کر لے
لے لیا اور بڑی عقیدت سے جوئے لگا، میں سمور کو لڑنا تھا کہ کوئی
واپس مل جانے کے بعد اس کی دشمنوں میں بھی، انکی بے ہوشی

کے لیے پناہ تو میں نے کچھ سوچ کر لے رکھ لیا، پناہ آواز میں
بولتا اور کی مودتی تھلے لکھ میں ہے۔ دیوتا کے نشان کے
موقع پر سحر اور تھلے کے مقابلے کا انجام کیا ہو گا یہ بھی تم ایسی
آنکھوں سے دیکھ لو گے لیکن... میں یہ وہ دانستہ اپنا جملہ ادھوا
چھوڑ کر اس کے پس سے کہنا عزت دیکھنے لگا۔

• لیکن کیا؟ سحر نے لے چینی سے سوال کیا۔

• میں اور دنیا کے قبیلے کے اوپر تباہی اور بربادی کے بول
منڈ لانے دیکھ رہا ہوں۔ کل کیا ہوئے والا ہے یہ میری نگاہوں
دیکھ رہی ہیں۔

• "مراؤں کے دیوتا! سمور تمہارے اپنی گتہ کی صفائی کا طلب گاہ ہے؟
• "سحر کی موت تھلے کے مقابلے میں عبرت ناک ہو گئی اور
بخت و بدکردار سمور... میں نے ایک بار پھر اپنا جملہ ادھوا
کیا تم مجھے صاف نہیں کر دے؟ سحر کو گولڈ لے لگا۔

• "ہم سوچیں گے تمہارے بارے میں۔ میں کیلاش نے طویل خاموشی
کے بعد کہا۔ فی الحال تم جاسکتے ہو۔

• سمور نے دم طلب نظروں سے جب تک کی سمت بھی دیکھا
لیکن جب تک نفرت اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کر لے سمور
کچھ کھانا چاہتا تھا وہ اوڑھ لے کر شہ مودتی خلافت توقع مل جانے
کے بعد ایک بار پھر جاری دیوتاؤں والی حیثیت کے فریب میں
آگیا تھا لیکن جب تک کی مدد میری نے اسے زبان کھولنے کا موقع
تیس دیا پھر لے لے وہ خاموش کھڑا بار پھر نظر میں جھکا کر تیزی سے
پلٹا اور مودتی کو سینے سے لٹکے لیے لیے جو کچھ تھلا گیا۔

• یہ اور کی غم شدہ مودتی تھلے سے پاس کہاں سے آگئی؟
• "مراؤں کے جانے کے بعد جب تک مجھے گھولتے ہوئے دریافت کیا۔
• "یہ سب دیوتاؤں کی غلطیوں کے ناقابل یقین کر سکتے
ہیں فدا کر جب تک؟ میں نے اسے جانے کی خاطر کہا۔ کیا تم نے
نہیں دیکھا کہ میں نے مادی کے کان میں اپنی خواہش کا
انہار کیا اور اس نے میرے حکم کی تعمیل کر دی؟

• "تم نے جو کچھ کیا ابھی نہیں کیا۔ جب تک جھینگے سے بولا۔
• "نہ میں نے دیوتاؤں کی مودتیوں کے سلسلے میں نہیں اپنا
رازا دار بنا کر دانش مندی کا ثبوت نہیں دیا تھا۔

میں سے بلو پاپ ہیں ایک ذہنی سوئی رکھی پھر سارے دریاں والی خلائ کے قریب جا کر سوار کے لب لعل کے نقل آتے ہوئے آہستہ سے اوکارا کو آواز دی لیکن دوسری جانب کوئی جواب نہیں ملا۔ یا تو اوکارا نے غلطی کی ہو سکتی ہے کہ وہ سادہ لٹا تھا یا پھر رات کے پچھلے پیر وہ بھی غفلت کی منہ سے دھند تھا۔ میں نے ایک بار پھر اسے قے لے سوائی آواز میں پکارا۔ ال باجی مجھے مایوسی ہوئی لیکن تیسری آواز پر دوسری جانب کھانسی آواز سنائی دی جسے کوئی روکھا کر اٹھا جو۔ پھر ایک لمحے بعد اوکارا کی آواز تیسرے کانوں سے نکلائی۔

کون ہے؟

”اوکارا! میں نے دستور سوار کے لہجے کی نقل کرتے ہوئے سنا کہ آواز میں کہا تھا تو سوسا تھا؟“

”سوار! اوکارا نے اس بار خوف زدہ انداز میں جواب دیا۔“

”خدا پر ایک بل کو میری آنکھ جھپک گئی لیکن میں غافل نہیں تھا۔“

”سامنے آکر بات کر۔“ میں نے راز واری سے کہا۔ میں تیسرے ایک اہم سوال پر ہوں۔“

”مقدس سوار! آپس تو اپنے غلام سے ناراض تو نہیں ہوگا۔“

”وقت مت برباد کرو۔ میں کوشش لے رہا ہوں۔“

”ایک ایک پل بہت اہم ہے۔“

”آتا ہوں سوار! آتا ہوں لیکن شبید پر کی قسم میں جاتا ہوں کہ غفلت کی سزا جیسا کہ موت ہے۔“

میں نے کوئی جواب نہیں دیا تیزی سے بلو پاپ فریڈل کے درمیان ایک نفوس انداز سے دبا کر سانس روک کر میری نگاہیں درمیانی خلا پر جمی رہی تھیں لیکن پھر اچانک میں نے اپنی توجہ قے لے کر اسے طرف منہ دل کر لی جہاں جتان ایک ایک حصہ اپنی جگہ سے آہستہ آہستہ مرکب دبا تھا، میں سانس رکھ کر تیسرے حرکت کھڑا رہا پھر جیسے ہی ایک انسانی ہیولا نمودار ہوا میں نے بلو پاپ کے اندر تیزی سے چھوٹ کر مادی اور دوسرے لے لے کر لپٹا ہوا فرق پر ڈھیر ہو گیا۔ میں لپک کر اس کے قریب گیا تیزی سے نمودار ہونے والے خلائ کے دوسری جانب دیکھا وہاں کوئی موجود نہیں تھا مادہ سارے مطہر ہونے کے بعد میں نے اوکارا پر نگاہ ڈالی جو زندگی کی قید سے آزاد ہو چکا تھا، اس کی حیرت سے جی پی جی تھیں غفلت کے درمیان ساکت ہو کر تڑپ خوف ناک دکھائی دے رہی تھیں۔ جو کچھ اچانک ہو گیا شاید اسے اس کی توقع نہیں تھی۔

اوکارا کے مکان کی خستہ کمرات سے بٹلے کے بعد میں نے دیکھ کر منہ سے نکالا اور بوکا کے قریب جا کر اسے بیدار کرتے

دیکھا کہ ایک بے ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔ میرا جی بھی شور ہے۔ تیسرے نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ میں مکالا کے حکم کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا چاہیے۔ سوکا فٹہ۔ یہ بھی کاٹنا کچھ زیادہ اور پسرا تو میں ناکشٹ بنا ہی کر رہی ہیں۔ چوتھی بولا یہ کیا ہم پھر سارا راتوں سے مقابلہ کر کے کامیابی حاصل کر سکتے ہیں؟“

”میں مکالا کے یقیناً کچھ سوچ سمجھ کر ہی میں صرف نگرانی اچھو رہا ہوں۔ دو سے تین شخص نے تیزی سے سرگرمی کی جو چوتھی بولا۔ دوسری شکل میں یا تو وہ لوہے سے سوکار کے عمل کے ذریعے ان ہون کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کرتا یا پھر خود ہی جھوکے خاک کی طرح اُن پر ٹوٹ پڑتا۔“

”تھیک ہے۔“ پہلے شخص نے ہونٹ چبانے سے پہلے بولی۔

”جواب دیا۔ اگر تم مناسب نہیں سمجھتے تو پھر ہم ضرور نگرانی ہی اٹھانے کرتے ہیں۔“

ان کی باتوں نے میرے دل خیال کی تصدیق کر دی کہ وہ خود مجھے قریب آنے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے چنانچہ میں ناک طرف سے مطہر ہو کر لپٹا اور اس رائے کی جانب تیز تیز اٹھانے لگا جو بوکا کی طرف جاتا تھا۔ مجھے ان راستوں کو تلاش کرنے میں تھوڑی دشواری بھی پیش آئی جو چنانچہ کے درمیان میں تھے لیکن میں ان کے شکل سے ملے جلے چتر کے قریب پہنچ کر بوکا کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں میں تھیک نشان پر آ گیا تھا کچھ بعد میں تنگ دلاڑے کے گرد کر اس شان تک پہنچ گیا جس کے مخصوص حصے پر باقیوں کا دباؤ ڈال کر سوار نے وہ خلا نمودار کیا جس سے ایک آدمی ہٹسکل کر کر اس غلام تک پہنچ سکتا تھا ہن بوکا کو قید کیا گیا تھا۔

میری کوشش پر ایک بل نہیں گئی، تھوڑی سی گنگ دوکے وہیں ہو کر ایک پہنچے میں کامیاب ہو گیا جو تھوڑے بعد ہاٹسکل کے باوجود مکالا کے فرق پر نہایت بے غوری کی تیز سولہ فائیں چند منٹے خاموش کھڑا ہو کر دیکھا کہ پھر میری نگاہیں نکل کر جانب اٹھ گئیں جہاں سے لپک کر تیزی سے چھوٹ رہی تھیں مکالا کے دوسری جانب سوار کا کوئی ذخیرہ غلام اوکارا موجود تھا جو وقت کسی بھی پولیس کے محتاج یا فسر کی طرح غلام کی سمت نکلے راستوں پر نظر پڑ جائے دکھتا تھا۔

برسہ رات کے وقت چتر لے راستوں اور تنگ تارک یا انہماک ہزاروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے میرے جسم پر ہواؤں فراخ تھیں اور میں کچھ مکان بھی محسوس کر رہا تھا۔ گو وہ وقت ان باتوں پر غور کرنے کا نہیں تھا، کچھ سوچ کر

میں نے کچھ بغیر جی میں باہر جا سکتا تھا لیکن شاید قدرت دہری کر دی تھی جس کا احساس مجھے راتوں کاہ سے کوئی ہو گیا۔ وہ یقیناً مکالا یا سموار کے آدمی ہے ہوں گے درختوں کی آڑ میں چھپے ہوئے ہمارے راتوں کا گواہ کی کوئی ہے جو واقعہ تک پہنچے تھے اس سے خوف زدہ ہو کر انھیں ہکا بکا کر کے کہتے تھے ہوسکتی تھیں وہ دور دورہ کر ہمارے نقل حرکت کا جائزہ لینا چاہتے تھے۔

ان کی تعداد محض پانچ تھی ممکن ہے کچھ اور بھی ہے جو میری نگاہوں میں نہ آ سکے ہوں۔ میں اگر چاہتا تو بوکا پر ڈیوٹیاں کا کام تمام کر سکتا تھا لیکن میں نے سرگرمیاں۔ وہ کام پر معمولتھیں میں ان کے اپنے امانے کو کوئی دخل نہیں آکر وہ ہماری جان کے دلے رہتے تو خواب کان میں داخل ہونے میں بھی ہٹسکل نہ لگا سکتے تھے میں ان کے قریب اپنے ایک اقدام پر غور کرتا رہا، ہر چند کہ مجھے یقین تھا کہ آٹھ تین سو ساتھیوں کا انجام دیکھنے کے بعد وہ جانے قریب کی جرات نہیں کر سکیں گے لیکن دشمن کی جانب سے غفلت پریشان اسے خوف سے کرتے تھے بھی دانش مندی کے خلاف تھا۔ وہ جلد کے بعد میرے دیگر ساتھیوں کو اپنی زندگی کا نشانہ بن سکتے تھے۔

میرے ذہن میں جرات کی دشمنی کے بلے پہنچتے تھے شہر کے شہر کے چکر لگنے کوئی کی پیش گوئی کے الفاظ گونج رہے تھے اس نے سوکار کے زبانی میرے بدترین دشمن مکالا کا بار کی کوشش کی تھی کہ میں طویل عرصے تک زندہ ہوں گا یہ سیکورٹریس تھی تھیک اور کیلاش میری عمر کا ساتھ دے رہی تھی اس خیال نے میرے قدموں میں بیڑیاں ڈال دیں تھیں کے درمیان ان کی نگاہوں سے سوا دھچکل کھڑا ہوا تھا میں سے ایک نے سربیشا زیادہ ڈرا اور بے خوف دکھائی دیا اپنے دوسرے ساتھیوں سے سرگوشی کی۔

”کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہم صبح تک یہاں بے چین کے بجائے آگے نہیں اور اپنے ان دشمنوں کا صفحہ بکا کر دے جنھوں نے ہمارے عزیز ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔“

”نہیں۔“ دوسرے شخص نے تیزی سے کہا۔ مکالا۔

میں صرف دور دور کران کی نگرانی کا حکم دے دیا۔ ”لیکن اپنے دشمنوں کو ختم کر کے ہم عظیم مکالا کی نگاہ میں اونچا مقام بھی حاصل کر سکتے ہیں۔“

”مکالا کی مصرت میں ہمارا انجام ہمارے ساتھیوں کا ہوں گا بھی ہو سکتا ہے۔“ دوسرے شخص نے فیصلہ کن لہجے

انھیں۔ بل جیسے اسے فاران کا خزانہ مل گیا ہو میری نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر تڑپ اپنا بیٹ سے بولی۔

”یہ کون سی تھوڑی زندگی کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ یہ حد بآبایت نہ جانے اسے سنبھال کر رکھنا۔“

”میں پسند ہے تو تم لے لو۔“ میں نے انکو بھی پرہیزگار کر کے اسے اٹانے کی اداکاری کی تو درخشاں بے چین ہو گئی، تڑپ کر تیزی سے بولی۔

”نہیں محل! اینٹیں اس انکو بھی کھول کر بھی اپنی انگلی سے اٹانے کی کوشش نہ کرنا جس دن ہم نے ایسا کیا وہ تمہارے سکن کا آخری دن ہوگا۔“

”میرا سکن میری راحت تو تم ہو میری زندگی! میں نے درخشاں کی اہمیت کو کسوٹی پر پرکھنے کے بعد جانتا لیجئے میں جواب دیا۔“

”یہ تھوڑی محنت ہے جو تم ایسا کہہ رہے ہو لیکن مجھ سے ایک وعدہ کرو۔“

”مجھ کو میری زندگی؟“

”تم۔“ اس انکو بھی کوشش قیمت پر اپنے وجود سے علیحدہ نہیں کر دے گا۔ وہ بے پرواہی سے بولی۔ ”اگر کبھی میں بھی درخشاں کو تم تو تم سختی سے انکار کر دینا۔“

”کیوں؟“ میں نے سنجیدگی سے وضاحت چاہی۔ ”آخر ایسا کیا بات ہے اس انکو بھی؟“

”تم اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے جمال! یہ انکو بھی تمہارے لیے تھوڑی زندگی ہے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ درخشاں نے مجھے یقین دلانے کی کوشش کی۔ وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی لیکن اچانک اس طرح چوتھی جیسے اسے خطے کا احساس ہو گیا ہو۔“

”کیا بات ہے درخشاں! تم اچانک پریشان کیوں ہو گئیں؟“

”م۔ میں جا رہی ہوں حال! اہم میری باتوں کا خیال رکھنا۔“

”مجھے بتاؤ درخشاں! تم۔“

”بوکا۔“ درخشاں نے میرے اوپر قریب ہو کر کان میں سرگوشی کی۔ ”اسے صحتی جلدی ممکن ہو آواز کر دو۔“

”پھر وہ اچانک میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی میں پریشان ہو کر اٹھ بیٹھا، تھیک میرے قریب اپنے لیٹر پلٹا حلق سے طویل توڑ لے کر لپٹا تھا۔ میں نے اپنی دست گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ صبح ہونے میں ابھی خاموشی تھی کچھ دیر تک میں لیٹر پر بیٹھا درخشاں کے نصو سے کھینچا رہا پھر بوکا کا خیال آیا تو میں نے لیٹر چھوڑ دیا تیزی سے دے پاؤں اٹھ کر بلو پاپ لیا اور دیکھ کر منہ میں دھک کر دانت گاہ سے باہر نکلا۔

میرا عمل قطعاً غرارادی تھا ”آخری رات کے دیکھ کر

ہوگا کہ قطعہ کر لے کر تیرے عزیز ہوتے جا رہے تھے۔ وہ جنونی انداز میں غار میں اچھل کود کر رہا تھا، ایسی آزادی کا مہلا کرنے کی خاطر بار بار دروازے کی طرح اپنی جھانکی کھینچے لگتا۔ میں نے وہاں رکن مناسب نہیں سمجھی، ہوگا سے نصیحت ہو کر جا پس اپنی باتش کا پورا کیا جہاں جیکے خزانے بدستور گنج رہے تھے میں خاموشی سے اپنے بستر پر نیم دراز ہو گیا اور ہوگا کے پاس سے میں بڑی سنجیدگی سے غور کرنے لگا۔

✱

اس روز صبح ہی سے اوو فینا کے جڑ پیرے ریلے کا سماں نظر آ رہا تھا۔ قبیضہ کے لوگ اور فکے طویل القامت اور بے ہنگم بت کے سارے سرشار ہی سے جمع ہو کر شروع ہو گئے۔ دو دروازے کی تمام چھوٹی موٹی بیڑوں کے وحشی جزئی در حوت پڑے میلان کے گرد اکٹھا ہو رہے تھے جہاں ایک خاصے کتہ وہ کھڑے کے اندر دم دم آگ روشن تھی۔

آج قبیلہ کے لوگ اور کی موت کی کوشش دینے کی رسم کی ادائیگی کا جشن منانے والے تھے جس کے بعد سمورا اور سا پیلوان کے درمیان مقابلہ ہونے والا تھا، ساوادی مجھے اس جشن کے بدلے میں بتا رہی تھی اس کے بیان کے مطابق دو ہوتا کے انسان کی رسم کی ادائیگی ہر تین سال بعد منعقد ہوتی تھی اور قبیلہ کے لوگ اس جشن کا بڑی شدت سے انتظار کرتے تھے۔

حسب معمول میدان کے قریب اوپر چلے پر سمورا کے بیٹھے کی جگہ مخصوص تھی، ہم نے جہاں بوجھ کر بیٹھے کے قریب کوئی جگہ چھل کر لے کے بجائے اور فکے بت کے بائیں جانب ایک ایسی جگہ کا انتخاب کیا جہاں سے نہ صرف یہ کہ میدان کا وہ عقد صاف نظر آ رہا تھا جہاں ساگو اور سمورا کے درمیان مقابلہ متوقع تھا بلکہ اس مقام سے سمورا پر بھی نگاہ رکھی جاسکتی تھی۔

جوں جوں وقت کے تغیرات ہوتا تھا میدان میں لوگوں کا آواز ہمارے دھنکا جا رہا تھا، میں اور کیلاش ساوادی سے جشن کی تفصیلات دریافت کرنے میں مصروف تھے لیکن جیکے نیم بیٹھا کسی گری سوچ میں غرق تھا، میری نظر بار بار مجمع کی جانب اٹھ رہی تھیں میں ہوگا کو تلاش کر رہا تھا، غار سے رخصت ہونے وقت اس نے مجھے سے یہی کہا تھا کہ وہ ایک شب وقت پر لوگوں کے درمیان خود کو ہٹا کر رکھے گا۔

• دلو کے انسان کی یہ رسم ظہور نہ دے گی کی ایک مہترن اور نہایت وحش ز مثال ہے، ساوادی میں بتا رہی تھی، مجھ پر بعد میں اپنی نگاہوں سے اس رسم کے وحشت ناک پہلوؤں کو دیکھ سکو گے۔

لوں کا تہ بڑے کانٹے مٹھیاں بھیج کر کہا پھر میری طرف بچے ہی سے بولا، کیا تمہیں یقین ہے کہ یہاں تک آتے ہوئے تمہیں نے قطعہ نہیں دیکھا ہوگا؟

”گروہ دیکھا، لیکن تو چھوٹے زردوں کی مانند میری پوشاں ہو کر پڑے۔ کیا اوکا را کی موت پر سے یہاں کی تصدیق کرتی؟“

”تم جیکے کہ لپے میرے دوست! ہوگا نے پہلی بار اطمینان دل سانس لینے ہوئے کہا پھر کچھ سوچ کر بولا، تمہارا کا ہوگا۔ میں بھی راہروان بھی فراموش نہیں کر سکتا گا اور ہر مشورہ ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو تم یہاں سے واپس ساقیوں کے درمیان لپٹ جاؤ۔“

”کیا تم میرے ساتھ چلنا پسند نہیں کرو گے؟“

”نہیں۔ ہوگا نے غصہ منکر فیصلہ کن انداز میں جواب دیا۔

”ہوگا! میں نے اسے یہ دلائل کی کوشش کی، تم نہ شاید اسے ہو کر سمورائے تمہیں آہنی زنجیروں میں باندھ لکھا بیسے چل جانے کے بعد اگر وہ ادھر آ گیا تو پھر راستہ تو ہی ہے زیادہ خطرناک ثابت ہوگا۔“

”نہیں۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ ہوگا ٹھوس آواز میں ثابت کیا کہ میں مقدس اور کیلا کی خوشنودی کی خاطر حاضر ہوں۔ میں اب قسموں کا مالک مجھ پر ہر مان ہے اس لیے اب کی کوئی طاقت میرا راستہ نہیں روک سکتی میرے راضی ہونے پر ہوگا کی قوت کا تاثر دیکھنا پسند کرو گے؟“

پھر قیل اس کے کہ میں کوئی جواب دیتا ہوگا نہ جیت کی بوجھ بند کر کے آنکھیں بند کر لیں اس کے مونٹ ٹھوکر لے کر غائب ہوئے اپنے مقدس دیوتاؤں سے غلبہ تھا۔

خاموشی کھڑا اس کی کیفیت کا جائزہ لیتا رہا اور اس نے میری جستجو کی کوئی انہنا نہ دے ہی جب لوگ دو باڑا اپنی ہر گھوڑیوں مان آنکھوں کے اندر مجھے جھرتے شعلوں کا نہانہ دھن نظر آ رہا تھا پھر اس نے آہنی زنجیر کی سمت اشارہ کر کے اندر دھنشی کا ایک تیز جھکا کر ہلا دیا ہوگا کے

دل میں لڑنے والی آہنی زنجیر ٹوٹ کر زردہ ریزہ ہو گئی۔ اٹھا اٹھا جیت پر تاقا ہونے کی کوشش کر رہا تھا کہ اچھٹ زنجیر چھڑتی سے اچھٹ کر اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا۔

”تم نے دیکھا ہے؟“ اجنبی دوست، میرے سر سے تقدس ہوگا کی کھوٹی ہوئی توہین سے واپس لوٹا دی ہیں۔

”میری بادی ہے۔ ہوگا نے وحشت زانہ انداز میں ہنسنے لگتا تھا۔

”مگر اب سے انتقام کا وقت قریب آ گیا ہے۔“

لگا، کچھ دیر تک ہوگا کا گورا انداز میں کرٹیں بہتا رہا پھر بڑبڑا لگنے ہوئے غزایا۔

”سوسو ساتوں کی غلغلہ پیداوار ایک تو پانصیب ہوگا کو پہل بھر بھی چین کی نیند۔“ ہوگا کا جملہ اس کے حلق میں پھنس کر ادا ہوا رہ گیا، غلات توقع کسی اجنبی کو اپنی نگاہوں کے سینے دیکھ کر وہ ایک لمحے کو ٹنگ رہ گیا، آنکھیں بھیٹے بہت سے گورا پھر رک کر لڑا یہ قسم، تم کون ہو؟ اگر میری نگاہیں دھوکا نہیں کھا رہی ہیں تو پھر راتعلق اور وینا قبیلہ سے نہیں ہو سکتا۔“

”تم جیکے لپے ہوئے میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ”میرا تعلق تمہارے قبیلہ سے نہیں ہے۔“

”پھر۔ تم؟“ اس نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن اوکا را کی اڑی ہوئی لاش کو دیکھ کر پھر چرتوں کا شکار ہو گیا۔

”سمورائے اسے تمہاری تحرائی پر تعینات کیا تھا، میں نے اسے چھلنے لگا دیا۔“

”کیا تم اس بڑے بڑے پرتھنا آئے ہو؟“ ہوگا نے مجھے گھولتے ہوئے سوال کیا۔

”نہیں۔ میرے دوست تھی اور بھی ہیں۔“

”اوہ۔ اوہ۔“ ہوگا کی آنکھیں جب انھیں۔ چرتو بڑی ہوس کے پاس میں میرے زبردگوں نے پیش گوئی کی تھی لیکن

”تم نے اوکا را کو لکھو مار دیا۔“

”لڑا کیلے چین روح نے مجھ سے تمہاری لڑائی کی خوشی کا اظہار کیا تھا اس لیے میں نے تمہارے دشمن کو موت کا ہدیہ نیند سلا دیا۔“

”تو کیا۔“ سمورائے زار یا کو بھی ختم کر دیا۔ ہوگا کی آواز زردہ گئی، اپنی محبوبہ کی موت کی خبر سن کر وہ اسفرد ہو گیا۔

”جیسے کام لہو! میں نے اسے اسے حالات کی تفصیل بتا دی ہے۔“

”ہوگا نے سمورا کا سوچ اب غروب ہوئے اسے لپے لپے بڑگوں نے پوچھیں کوئی کی تھی اب اس کا وقت بت قریب آ گیا ہے۔“

”میں نے سمورا کو تمہارے کی کوشش کی تھی لیکن وہ قتل کے نغمے میں ادا ہو گیا۔“ ہوگا نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”مقدس جسم کی تحم شدگی، مذہبی زہما کی موت اور اور وینا کے جڑ پیرے پر تم لوگوں کی آمد میرے بڑگوں نے ہم سب کو تھکایا تھا۔ مقدس اور کیلا کا عتاب اپنا رنگ دکھا رہا ہے۔ سمورا کا زوال قریب آ چکا ہے لیکن تمہارے مجھے ساوادی کے پاس میں

کچھ نہیں بتایا۔“ ہوگا نے جو کہ کر پوچھا۔ کیا میرے دشمنوں،

ناز کفیل گیلانی کا نیا رومانی، معاشرتی،

ناول

تین پیاسے درشن کے

قیمت = 150/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

نے اس معصوم بچی کو بھی...

”نہیں۔ ساوادی ہماری حفاظت میں ہے۔“

”مجھے یقین تھا۔“ ہوگا جو پہلے ہی میں بولا۔ دیوتاؤں سے قبول کر لیا ہے اس لیے سمورا کی طاقت اسے برباد نہ کر سکتی۔ میں ہوگا کو اس کی غیر موجودگی میں پیش آنے والے

سے آگاہ کرنا رہا پھر جب میں نے اسے دیوتاؤں کے انسان۔ موقع پر ساگو اور سمورا کے درمیان ہونے والے مقابلے کے

میں بتایا تو ہوگا نے مجھے کھینچی نظروں سے گھڑتے ہوئے پوچھا۔ ”کیا تم نے اور کا گم شدہ جسم سمورا کو واپس کر دیا؟“

”نہیں اس کا علم کس طرح ہوا؟ میں نے دریافت کیا۔“ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں آنکھوں کا کاب میرے

کا انجام لکنا بھی ایک ہوتا ہے۔ ہوگا نے میرے سوال کا دینے کے بجائے غلامی گھڑتے ہوئے کہا پھر اس نے اپنی

جیریں پڑی ہوئی آہنی اور موٹی زنجیر کو سختارت سے گھورا۔ ”تمہاں کی خدمت کرو۔“ میں نے کہا۔ میں نے زار لپے

وعدہ کیا تھا کہ تمہیں ہر قیمت پر قبیلہ والوں کے دہار اسے جائل ہوگا۔

مقدس اور کیلا کی قسم میں سمورائے زار یا کی موت کا انتقام

تھا ساوری کے بیان کے مطابق مردہ انسانی جھنجھوں اور سالن خوردہ کھوکھوں کے ایک بڑے انبار کو اور کی موتی کو غسل دینے کے بعد اس کے سامنے جمع کر کے مذبح پر پیش کر دیا گیا وہ کوئی خاص رتین مرکب تھا جسے چھوڑنے سے آگ کے شعلے ایک دم بجھ کر اسماں سے بائیں کرنے لگتے تھے اتھواری پنجرے کے علاوہ گڑھے کی آگ کو بھی تیز کر دیا گیا شعلوں کی روشنی نے دن کا سماں پیدا کر دیا لیکن انسانی جھنجھوں پر ان کی لپٹ بعد پڑا اور اہل ہل کی نظر پریشان کر رہی تھی۔ سمورا اور مالالا اپنی اپنی نشستوں پر موجود تھے لیکن ابھی تک ساگر نظر نہیں آیا تھا، سب بے چارے معنی ہوتے چہرے والوں نے اور کی موتی کے سامنے جمع ہو کر مردہ کی سہولت کی ادائیگی کی پھر مٹی کی گولوں کا وشتیا زلف شروع کر دیا تو اس کے قدموں میں مختلف قربانیاں پیش کی گئیں پھر غصہ مٹا دیا۔ نئے دوش الاؤ کے قریب میدان کا ایک خاصا بڑا حصہ خالی کر دیا جہاں سمورا اور ساگر کے درمیان مقابلے کا اعلان بار بار کیا جا رہا تھا۔

برلہ میں بدستور لوگ کی ذات میں ابھی ہوا تھا، ابھی تک مجھے میں دودھ وریک اس کا کوئی نشان نظر نہیں آتا تھا مجھے اس بات پر بھی ہر تھی کہ خلاف توقع مکرالے حد مطمئن نظر آ رہا تھا۔ ساوری کی دایبہ کو اس نے اپنی انا کا مٹا دیا تھا لیکن اس وقت اس نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر ساوری کی جانب دیکھنا گوارا نہیں کیا، شاید اسے قوی ہند تھی کہ سمورا اور ساگر کے مقابلے کے بعد باطل کا لٹ اس کے حق میں ہلٹ جائے گا، میری نظریں بار بار سمورا کی سمت جھپٹ رہی تھیں جو مکرالہ کے سیدھے ہاتھ پر موجود تھا۔ تیش کے منہ سے اس نے خاص طور پر اپنے بڑے چہرے کی جھلکیوں کو مختلف رنگوں سے رنگ کر اور زیادہ چمکرا رہا اور جھپٹ کر بنا کر دکھا تھا۔

ایک جنگلیں کا شور و غل جی دھول مٹنے کی کان بھانڈا اور ازل کے ساتھ ہی دم توڑ گیا اور ہر سمت گری خاموشی طاری ہو گئی پھر سمورا کے قریب کھڑے ہوئے ایک مصنوعی چہرے والے نے ہلہ آواز میں مجھے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اور دینا کے لوگ ابھی افسوس ہے کہ چند ناگزیر چالا کی بنا پر آج مٹا جائے گا ساتھ اس جہنم میں شریک نہیں ہو سکا لیکن مزار سمورا کے حکم کے موجب میں تمہیں نقد اور کے پیش نشان کے اس شریک کو نفع سے شریک کی مبارک باد پیش کرنا ہوں اور اب وہ مقابلہ شروع ہونے والا ہے

اگر تم نے یہ موتی سمورا کو دیا پس کی موتی تو آج قیامت کے لوگ اسے یوں سڑوں پر بھیڑا اٹھائے یہ جیکبے دانت پیسے ہوئے مجھ سے فحاشیت کی۔

حالات اور وقت کا تقاضا تھا کہ درمیان میں سمورا کا ساتھ بھی نہ دیتا۔ میں نے جیکب کو سمجھانے کی کوشش کی۔ میرا نظریہ تم سے باطل مختلف ہے۔ وہ نہایت مزیدار میں ہوتا۔ یہ سترزدیک مذہب کے مقابلے میں وقت اور حالات کے تقاضے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ تم مغرب پانی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ جو کچھ میں اس وقت کہہ رہا ہوں وہ کس حد تک درست ہے۔

جیکب: میں ایک لذت بخیزہ ہو گیا۔ کیا تم کو ذہن میں ابھی تک یہ خیال ہو رہا ہے کہ تم اور اس کے عمیلوں کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے؟

میں ایک بار یقین پائا زار بنا کر حماقت کا ثبوت دے چکا ہوں۔ دوبارہ مجھ سے ایسی توقع نہ رکھنا۔ جیکب نے تھوس آواز میں جواب دیا اس کا لب لعل ہلکا ہوا تھا۔ تھے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اسے کرکٹ نہ کیجئے۔

دانشور نے جیکب کی کھانسی کی بجائے جھپٹ کر کہا۔ "میں ایک عرصے سے دیکھ رہا ہوں لیکن ابھی تک مجھے تمہارے سر پر بھی سینگ ہمارے کوئی شے نظر نہیں آتی یہ جیکبے ہلٹ کر جواب دیا۔ ایسی صورت میں تمہارے ہاتھ میں کیا رائے قائم کی جائے جبکہ تمہارے پاس سرکاری کی سند بھی موجود ہے۔ یہ کلاش کوئی مناسب جواب دینا چاہتا تھا کہ جلدی توجہ دوبارہ شور و غل کی جانب منہ دل ہو گئی ہلہ دم نے مکرالہ کو دیکھا جو جرم کی صورت میں اپنے خیلے کی جانب اپنے ہاتھ سے قدم اٹھا رہا تھا، اس کے مٹوں حسرتی چہرے والوں کی دیکھا تھا کہ وہ علاحدہ اس کے کھانسی بھی تھوڑے جلدی کرتے اور اہل افسرے بند کرتے جلوس کی شکل میں مکرالہ کو اس کی نشست کی جانب لے جا رہے تھے۔

میں اپنی اس داستان کو زیادہ طول نہیں دوں گا اگر واقعات کے ایک ایک حصے کو رقم کرنے میں بیوقوف کی توش یہ زندگی ختم کیسے اس لیے میں اختصار سے کام لیں گا اور ان قصوں اور واقعات کو دکر دکر کرنا جاؤں گا جو میرا دل چاہے ہوں گے۔ ہمارے پڑھنے والے آگاہ ہلٹ کا تذکرہ ہوں اور ان کی دل چسپی پر قرار ہے۔

برحال وہ وقت بھی آگیا جس کا ہمیں شہسب کے انتظار

کہا آج جی اور کی موتی کو کھنڈیوں کے خون سے منس دیا جلتے گا پتہ کیلاش نے دریافت کیا۔

"نہیں۔ ساوری نے مٹی سی جھپٹ کر لیے ہوئے خواب دیا۔ آج دیونکے بت کو پانی سے نہلایا اور دھو یا جائے گا۔ اس کے بعد وہ تمام مردہ دھپچے اور کھوپڑیاں انبار کی صورت میں جمع کر دی جائیں گی تین سال کے عرصے میں جمع کی گئی ہوں گی۔"

"میں بھی نہیں۔ میں نے حیرت سے پوچھا۔

"قیامت میں جہنم کو گھر بننے ہیں ان کو ضائع نہیں کیا جاتا۔ ان کے جسم کا گوشت کھانے کے لیے محفوظ کر لیا جاتا ہے اور اتھواری پھر جی سے انسان کی رسم کی ادائیگی کے موقع پر جمع کر کے اس میں آگ لگا دی جاتی ہے۔"

کیا تمہارے قیامت کے لوگ انسانوں کا گوشت بھی کھاتے ہیں؟

جیکب: جیکب نے جواب دیا کہ انسان کا گوشت کھانے کے لیے محفوظ کر لیا جاتا ہے اور اتھواری پھر جی سے انسان کی رسم کی ادائیگی کے موقع پر جمع کر کے اس میں آگ لگا دی جاتی ہے۔

میں نے ساوری کی بات کا کوئی نوٹس نہیں لیا میری نگاہیں بدستور لوگوں کے جسم کے درمیان یوگا کو نظر نش کر رہی تھیں مجھے ساگر کے مقابلے میں سمورا کی کامیابی کی زیادہ امید تھی ہر چند کہ میں نے ابھی تک کو نہیں دیکھی تھیں سمورا انشا اللہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ اس نے جزیہ میں کسی ایسے انسانی وجود کو ہلاکت کر لیا ہوگا جو کسی وقت اس کے مقابلے پر ہونے کی جرات کرے۔ اس کے علاوہ میرا خیال تھا کہ لوگ عین وقت پر قیامت کے لوگوں کے سامنے نمودار ہو کر

ایم اے راحت کے قلم سے

کائنات

دو حصوں میں مکمل

جلد اول = 50/

جلد دوم = 50/

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

برباد کو ہلٹ کر دیکھ دے گا۔ جینی کے علاوہ ساوری نے بھی باہمی باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ جس قدر قیامت کے لوگ ان کے پاس سازش کا علم ہو گیا کہ ان کے محبوب اور برلہ کو تیرہ سالہ کو زبردستی قیدر تاشی کی صنعتیں جھپٹنے کے لیے ان کی نگاہوں غائب کیا گیا کہ وہ دن سمورا اور ساگر کی زندگی کا آخری دن ہوگا میں ابھی اپنے ان ہی خیالات میں گم تھا کہ ایک جانب شور و غل بند ہونے لگا، ہمارے ہلٹ کر دیکھی تو اور دیکھا کہ ساگر اور سمورا دونوں کے گاہیوں پر سمورا اپنی نشست کی طرف مباد تھا۔ انہوں کو آپس میں بانہ دھرا کھٹوں نے ایک نئے شکل سے دیکھی تھی اور سمورا اس نئے شکا ویرا کی تانے باندھنے سے بیٹھا نظر آ رہا تھا، دستور کے مطابق اس نے اور کے پاس آیا بے تحیہ کو ہاتھوں میں بلکہ رکھی تھی جو قیامت کے سڑاے پاس ایک مقدس امانت بھی جاتا ہے۔

یہ صبر سے کام لو اور یہاں میں نے بے پروائی سے تجرا کیا
 جو کچھ ہو گا مجھے اس حق میں ہتر جی ہو گا۔ میں خلیل نقیصہ
 دلانا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں مکلا اے مجھے ساتھ کو کو
 زیادتی میں کر سکے گا۔
 اور دنیا کا جزیرہ لوگوں کے شور و غل سے گونج رہا تھا
 مکلا اور سوکرا کے چروں پر فغانیہ مسکراہٹ رقص کر رہی
 تھی دوسری جانب شا کو اپنے حریف کو شکست تسلیم کرانے
 خاطر لوہی دردمند کی خاطر ہار کر دیا تھی سمورا کا چہرہ خواں
 لہو لہان تولد ہوا تھی اور ساگو مشینیں انداز میں اس کی ناک

۷۔ سردار یوگاز زند باد :

میں میری رائے اب بھی وہی ہے لیکن تم نے جس اس

سمو را کے حامیوں نے ساگو کا شکریہ ادا کیا۔

مفکر متکروم و جمال! جبینی کی آواز میں سرانوں

سے محسوس کیا ہوگا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ میرے اچانک سے ظہور
بہت جلد کے بعد کسی متعلقین طرک کی کہانیاں سنیں اور
سنائی گئی ہوں گی لیکن یہ جو کچھ مجھ میں ہوا اس میں خدشہ اور ہچکاکی
میں اور میرے ایک کو خاص و دل حاصل تھا۔

دو تامل کا حکم ہی تھا کہ میں کچھ عرصے کے لیے قبیلے سے دور
رہوں تاکہ ان سرحد اور ایک چہرہ کو بغور دیکھ سکوں جو ہمارے
تہذیب ہمارے دیوتا اور قبیلے کی فلاح و بہبود کے دشمن ہیں۔
میں کہہ ہوں تم آج تک مجھے کچھ سے سرگوشی کرتے ہوئے
خفاقت سے کہتا ان وحشیوں کی زبان سے بھی تہذیب تمدن
اور فلاح و بہبود جیسے مقدس اور پاکیزہ لفظ آواز نہیں ہیں کیا
تم اس المیہ نہیں سمجھتے؟

”جیکب! ابھی تو ان کے لیے اپنی زبان بند رکھو کیونکہ
نہ جلد ہی سے کہ۔“

”کیوں حال! کیا تم بھی مجھے زبان بند رکھنے کا مشورہ دو گے؟
جیکب نے مجھ کو اس میں کہا۔ کیا تم مجھے اس بات کی اجازت دو
گے کہ میں بھی تہذیب کی اس دوز میں شریک ہونے کے لیے اپنا
لباس تار تار کر دوں اور۔۔۔“

”پلیز جیکب! میں نے سرسرتے لیے میں درخواست کی۔
اس وقت اپنی زبان بند ہی رکھو۔“

”میں ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں ایسی تہذیب پر جو ہر رنگ
دھونگم اور دزدگی کے اصولوں پر قائم کی گئی ہو۔“

”میں نے جیکب کو گھور کر دیکھا تو اس نے نفرت سے اپنی
توجہ دوسری طرف کر لی۔ میں دوبارہ لوگاک کی جانب دیکھنے لگا
جو ہماری باتوں سے بے نیاز بدستور اپنے ساتھیوں سے غافل تھا۔

”میں نے وہ بدستور دیکھا! قبیلے سے دور وہ کہیں نے جو
تجربات حاصل کیے ہیں وہ میری زندگی کا تجویز میں میں نے ان
چہروں کو بھی دیکھ لیا ہے جو دوستی اور محبت کے نام پر دعا اور

قریب کا کاروبار کرتے ہیں میں ان لوگوں کو بھی بے انتہا
کرتے ہوں جو وقت اور حالات کے ساتھ پھیلنے پھیلنے کے لیے
ہوتے ہیں لیکن نہیں۔ میں مقدس اور نکالے نام پر سولے

ایک فرد والے کہ تمام لوگوں کو کام معافی سے ملے ہوں
لوگاک نے کوفہ مومن ہو گیا۔ مجھ سے اس کے انہی
جملے پر چینگو میاں شروع کر دین سمرا کا چہرہ ہلنے لگا

زرد ہو رہی تھی۔ وہ بدستور نظریں جھٹکے بغیر ہوش کھڑا تھا۔
مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ زیادہ دیر تک اپنا توازن
برقرار رکھ سکے گا کسی لمحے بھی خوف سے جھکا کر گر پڑے گا۔

”ہواؤں کے دیوتا! کیا تم اپنی آسمانی قوتوں سے دریافت
کرتے ہو کہ میں نے میری غیر موجودگی کو بڑی شدت

میں نے تیزی سے اٹھ کر جھوم پر نظر ڈالی۔ لوگاک سیدھے
نہا نما نما میں قہر اٹھاتا آگے آ رہا تھا جن لوگوں نے سمرا کو
کا نہ جیل پر اٹھا رکھا تھا وہ بھی دم بخود ہو گئے، سمرا کے چہرے
پر اچانک موت کی سیاہی چھل کر گری ہوئی تھی، وہ تیزی سے
ہیٹے اتر کر ایک طرف جانے کی کوشش کرنے لگا لیکن حضور
چہروں نے محبت کے اسے اپنے نرے میں لے لیا۔
”ہواؤں کے دیوتا! تم نے ٹھیک کہا تھا۔ لوگاک ہمارا مقدس
ملاوہا پس گیا، اب سمرا کا اقتدار مڑنا نہیں رہ سکے گا۔ تم
واقعی عظیم ہوئے۔ سادری نے لوگاک کو دیکھ کر خوشی سے بے قابو
ہوتے ہوئے کہا پھر دیوانوں کی طرح جھوم کو جبری پھاڑتی لوگاک
کی سمت دوڑنے لگی۔“

✽

دو دن لوگاک کو دوبارہ قبیلے کی ملاری سونپنے کی
رسم ادا کی گئی، اس روز ہم لوگاک کے خاص مہمان کی حیثیت
سے اس جشن میں شریک ہوئے جو عبادت گاہ میں منعقد کیا گیا۔
میرا خیال تھا لوگاک کو فاپس پالینے کے بعد قبیلے کے لوگ
مکلا اور سمرا کی ناپاک سازش سے آگاہ ہو جائیں گے اور ان
کی دزدگی سمرا کی زندگی کا چراغ ہمیشہ بجھنے کے لیے بجھ کر
گئی مکلا کے جبر کو یہاں سے پھیلنے کو روک دے گا اور ان تمام
افراد کو جن پر موت کے گھاٹ اتارا جائے گا وہ جیوں نے
قداری کا ثبوت دیا تھا مگر ایسا نہیں ہوا۔ لوگاک نے اپنے خلاف
کی جانے والی سازش کے سلسلے میں زبان بند رکھی تھی جشن کی
رسومات ختم ہونے کے بعد وہ دیوتا کے جیسے قدموں کے
قریب سے ہوتے چہرے پر بیٹھ گیا۔ یہ لوگاک اس بات کی
تصدیق تھی کہ اور دنیا کے جزیرے پر بہت سے والوں نے اسے اپنا
سوا رہا تھیں کہ کیا ہے۔

میں لوگاک کے ساتھ ہاتھ پر جو وہ تھا پکڑا کر اور جیکب
سے ساتھ تھے سادری لوگاک کے لئے ہاتھ پر کڑی بے حد سرور
نظر آ رہی تھی اور سمرا جبر سے کہ میرا والدہ لوگوں کے جھوم
میں سے آگے چھوڑنے کی طرح میرے جھٹکے کھڑا تھا، مصنوعی
چہرہ والے افراد لوگاک کے پیچھے دیوتا کی موتی کے ساتھ نصف
وانرے کی صورت میں موجود تھے۔

رسومات کی ادائیگی کے بعد لوگاک نے ایک نظر سمرا پر
ڈال دیا، جھوم پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے بولا۔
”اور دنیا پر اپنے والوں سے غریب و ستوا آج ایک
تک کے بعد تم رات کو پھر مجھے درمیان موجود ہے میں
جانتا ہوں کہ میں سے بغیر تم نے میری غیر موجودگی کو بڑی شدت

عبادت گاہ میں ہرست حکم پر کار ڈوبا کر لیتے نہیں دیکھا ہے۔
 - میں نے کئی خیالات کی ذکر کرتا ہوں لیکن سب میں نے
 سمجھا کہ ہر بات گاہ سے اور دیکھنے کی بات کیا تھا،
 اس وقت پتھر کے وہ بے جان مورے مجھے بالکل بے بس نظر
 آ رہے تھے۔
 - جبکہ میں نے اسے لڑکے کی کوشش کی تھی کہ
 بحث ختم نہیں کر سکتے۔
 - ہمارے لئے دو سب سے بڑے! بوگٹے ہاتھ اٹھا کر مجھے
 سمجھا دینے کے لئے ہر سب سے بڑے بل کر چکے ہوئے۔ میں نے ہاری دہل
 تسلیم کرتا ہوں کہ مقدس اور دلا کا اب مجھ سے ملنے کے قہقہے
 میں اپنا بچاؤ نہیں کر سکا مگر ذرا سوچو، کیا مقدس اور کی
 خاموشی تھی جسے کدوا کی نفی نہیں کرتی۔ مجھے بتاؤ اور دیکھیں!
 کیا کسی مذہب کے دو سب سے بڑے مذہب کی بڑائی پر غیبی ہے؟
 بوگٹے ہیں خوب صورتی سے جبکہ کو فائل کرنے کی
 کوشش کی اس نے جبکہ کولا جواب ہو کر تبدیل چھٹنے پر
 مجبور کروا دیا پھر تب اس کے کتبیک کٹ جیتی شروع کرتا
 میں نے جلدی سے موضوع بدلے ہوئے کہ۔
 - بوگٹے کیا سمجھتے تھے جس جگہ ہمارے ہمارے سب کچھ ہوتا ہے؟
 - نہیں میں نے سمجھا کہ ناقص معلومات کو دینے کی کوشش
 نہیں کی اس لیے کہ وہ تھا جسے ہمارے میں ابھی تک اس بات کا
 فیصلہ نہیں کر سکا کہ تم لوگوں کی اہمیت کیا ہے؟
 کیا مطلب ہے میں نے بوگٹے کی معنی خیر مسکرات پر چوٹ
 ہوئے کہ اہمیت سے تھی کہ مراد ہے؟
 - بوگٹے ایک گناہ پر ہے جو بے دلی و دشمنیوں کا مظاہر ہے
 لیکن علم کی روشنی دینے کے گوشے گوشے میں موجود ہے میں سیر کرتا
 ہوں کہ تعلیمی اعتبار سے میری حیثیت تھی جسے قہقہے میں ہرگز
 زیادہ نہیں لیکن مقدس اور بچا کی پرستش نے کچھ ایسی لازوال
 قوتیں بخش دی ہیں جس کی بدولت میں جھوٹ اور جیس جیس فرق
 محسوس کر سکتا ہوں۔ بوگٹے بے حد تنید کے سے کہ مجھے تھا جسے
 ہمارے میں بھی تمام حالات کا بخوبی علم ہے میرے ہرگز نہیں
 اس پر ہرے پر ہتھ پڑی تھی کہ بہت پہلے کر دی تھی اور
 اسی وقت سے میں ہتھ پڑی راہ دیکھ رہا ہوں۔
 - تم۔ ہمارے ہمارے میں کیا جانتے ہو؟ کیلاش نے وضاحت مانگی
 - یہی کہ تم ایک امیر اور بڑے کاروبار میں ہو۔ بوگٹے نہ سکتے
 ہوئے دوستانہ ہے میں جواب دیا کہ تم نے اگر اپنی سرکاری کے ذریعے
 سمجھا کہ اس کی روشنی سے نجات نہ دلائی ہو تو شاید میرے
 فیصلے کے لوگ ہتھ پڑی دیوتاؤں والی حیثیت کو بھی تسلیم نہ کرتے۔

بوگٹے سب سے سیدھے سادے سادے نماز میں باتیں
 کرتا ہے، یہ بلا توقع بھی جب میں نے جبکہ ہر سب سے
 ابھی یا ناگوار کی کے تاثرات نہیں دیکھے ورنہ مجھے اندیشہ تھا کہ
 کہیں وہ درمیان میں کوئی ایسی اونچی لوچی بات نہ کر دیتے جو
 ہماری جانی بنائی سادہ کو فریب کر دے کیلاش بھی بے حد توجہ
 سے بوگٹے باتیں سن رہا تھا۔
 - مقدس سادہ؟ بوگٹے ایک لمحے کو خاموش ہوا تو سادہ
 نے کہا کہ قادیان کے میری خاطر سمجھا کہ لکھنا رہی حالانکہ
 کی حیثیت دیوتاؤں کے خاندان میں جیسی ہے۔
 بوگٹے کے جسے پر ایک لمحے کو گہری سنجیدگی نمودار ہوئی
 لیکن پھر اس نے مسکراتے ہوئے جبکہ کو دیکھا بڑے شستہ
 لیے میں بولا۔
 - قادیان کے سادہ! سادہ! مجھے اپنی جی بی کی طرح عزیز
 ہے اس لیے میں تمہارا بھی شکر گزار ہوں۔
 - ہمارے جو کچھ کیا وہ میرا اخلاقی اور مذہبی فرض تھا۔
 اس لیے شکر ہے کہ کیا بات ہے۔ جبکہ مذہب ہمارے ہمارے
 - اگر میرا مذہب غلط نہیں تو میرا اخلاقی عیسائی مذہب کبھی
 - میں نے کئی خیالات کی تردید نہیں کر دی گئی لیکن...
 - سادہ کی بات اب بھی عیسائی تھی؟ بوگٹے جبکہ کی
 حیرت پر مسکراتے ہوئے کہ اس نے مجھے اپنے مذہب کے بارے میں
 بہت ساری معلومات بھی فراہم کی تھیں۔
 - میرا خیال ہے کہ انسان کو ہمیشہ کسی ایسے معبود کے سامنے
 سر جھکا کر چاہیے جو ہر اعتبار سے عبادت کرنے والے سے زیادہ
 قوت رکھتا ہو۔ جبکہ ہمارے ہمارے ہمارے کے نامے اپنا پہلی
 انڈیا آفٹیا کہ ان میں اپنی جگہ سادہ کو دیکھا کیلاش کو بھی اس
 کی یہ عقافت گراں گزری لیکن بوگٹے کے جسے پر ہتھ پڑی کے
 کوئی تاثرات نہیں ابھرنے وہ جبکہ کو دیکھے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔
 - میں نے کئی خیالات سے متفق ہوں میرے سرور مذہب کے لیکن
 تم یکس طرح ثابت کر دے کہ کوئی عقیدہ ہے۔ میری معلومات
 تھیں خدایے میں محدود و ضریف ہیں لیکن میرا اپنا ایک نظر ہے
 میں کسی ایسے معاملے میں دخل نہیں دیتا جس کے بارے میں
 مجھے پوری معلومات حاصل نہ ہوں۔ تم جانتے ہو تو سادہ سے تصدیق
 کر لے۔ میں نے اسے کبھی اپنے دیوتاؤں کے سامنے جھک کر سجدہ
 نہیں کیا۔ جس سے تمہیں میری بات ناگوار نہ ہو لیکن میرا یقین
 ہے کہ میرے جس مقدس اور بچا کے سامنے سر جھکنا ہے وہ بھی عظیم
 قوتوں کا مالک ہے اسی کی پرستش نے مجھے سونوارا ہے۔ ایسی
 طاقت عطا کی ہے جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کیا تم نے

جس روز بوگٹے کا دوبارہ اور دیکھا کہ سادہ کیلاش اس کے
 وہ سادہ کے ساتھ ہماری رفاقت کا وہ پہلی بھی ہوتے ہیں
 کہ ابھی گفت گاہ سوچ رہا تھا کہ سادہ سے وہ بے حد
 غماور و دانا پیش نظر آتا تھا۔ میں اس کی قوت کا متاثر ہوا
 کے وقت بھی دیکھ چکا تھا اور اس وقت بھی جب وہ سادہ
 میں سب سے بڑے پر کھڑے کسی شیر کی مانند دیکھا تھا لیکن میں
 زندگی میں وہ بہت سادہ اور نرم مزاج واقع ہوا تھا۔ اس کی
 طبیعت کا کچھ اندازہ ہم نے اس وقت بھی کر لیا جب اس نے
 سمجھا کہ اسے انتقام لینے کے بجائے اسے نہایت فراخ دلی سے
 کر دیا تھا۔ خدایا اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ اس کے ساتھ جو
 سادہ ہوئی تھی اس میں سمجھا کہ اس کی اقتدار کی ہوس سے زیادہ
 مکالمہ کی گئی اور کئی توجہ نصرت کو دے رہا تھا۔
 - میں گفت گاہ کے دوران اس نے کچھ الفاظ میں مجھے اپنا
 نجات دہندہ قرار دیا۔ اس بات پر میرا فکریہ ادا کیا کہ میں نے
 سادہ کی سلسلے میں سمجھا کہ اس خواہش کو روک کر دیکھا کہ اسے
 کے سوا کہ دیکھا جلتے اور اس بات پر بھی کہ میں نے اپنی جان
 پر کھیل کر لایا کی روح سے کیے ہوئے ہمدردی پیش نظر لے
 قیدی تھیانی سے نجات دلائی۔

ایک خوبصورت اور دلچسپ ناول

انمول

ایم اے راحت

دو جلدوں میں

جلد اول = 180/-

جلد دوم = 200/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

نا قابلِ برداشت ہوں پھر اس نے آسمان کی سمت چہرہ منہ کر کے
 آنکھیں موند لیں اس کے ہونٹ ملنے لگے۔ میں نے بڑے کرچیک
 کی سمت دیکھی اس وقت اس کی سڑی بھی گم نظر آ رہی تھی۔
 ماحول پر خاصی دیر تک موت کا بھیاںک اور ہولناک
 سکوت طاری ہوا پھر مکالمہ دیوانوں کی مانند چیتا پر ہوا کہ
 میں داخل ہوا۔ وہ بابا ہالاس طرح اپنے لادگر دیکھ رہا تھا جیسے
 کوئی ناپید قوت اسے اذیت پہنچا رہی ہو۔ بوگٹے آنکھیں
 کھول دیا اور تھوڑے وقت میں سے مکالمہ لگا کھولنے لگا جس کے
 سامنے سما کھڑا بھی کچھ بھی نظر نہ سے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا
 - کارڈو! کیا تو یہاں موجود ہے؟ بوگٹے کی مراد آواز بھری
 "ہاں سادہ! بیلیریا میں تیرا حکم بحال آیا کارڈو! ہاں
 آواز مٹی دی پھر وہ اصلی روپ میں نظر نہ لگا۔ مکالمہ کے پتھر
 پر موت کے خوف ناک سامنے نہ لائے گئے۔
 - تیرا شکار تیری نگاہوں کے سامنے موجود ہے۔ موت کمر
 بوگٹے خوار آواز میں چلا یا یہ جتنی جلدی جتن ہو سکے اس
 بدکردار کو کھٹکے لگائے۔ یہ تیرے سوار بوگٹے کا حکم ہے۔
 کارڈو بولنے مشینی انداز میں لٹ کر مکالمہ لگا دیکھا۔ مکالمہ
 نے موت سے فرار ہونے کی کوشش کی لیکن اپنی جگہ سے اہٹ
 اچھ جیش نہ کر سکا، یوں تھوڑے کر کے پھر کچھ جیسے کسی پڑا سوار
 طاقت نے اس کے پیر پیر دیکھے ہوں بوگٹے کی شدت اننگاہیں
 مکالمہ پر مرکوز تھیں پھر کچھ ہوا اس نے ہمارے جسم کے دھڑکنے
 کھڑے کر دیے۔
 مکالمہ کے ذہن پر گرتے ہی کارڈو باجی زمین پر
 لیٹ گیا پھر اس نے ٹوٹ لگائی آواز دے کر صورت اختیار
 کر لی۔ دو سب سے پہلے وہ چار سادہ کھولے مکالمہ کی سمت
 دیکھے لگا، مکالمہ کے خوف سے حلق کے بل چیتا دیا لیکن
 پھر آہستہ آہستہ اس کی آواز اس کے حلق کے اندر گھس گئی تھی
 کارڈو بولنے آواز دے کر وہ پ میں مکالمہ اپنے منہ کے
 درمیان دلوچ کر دین سے اوپر اٹھا لیا اور آہستہ آہستہ اپنا
 منہ بند کرنا شروع کیا تو مکالمہ کی زبان کو دھڑکنے لگی اس کے
 جسم سے خون کے فوارے اُٹھنے لگے۔ وہ موت اٹھنے لگی کے
 درمیان چپناکسی زخمی پڑنے کی مانند پھر پھیرا رہا تھا اور
 کارڈو بولنے دیکھا کہ انداز میں اس کے جسم سے خون کا ایک
 ایک قطرہ پھوٹ رہا تھا۔ وہ منظر اس قدر کرکٹ ناک اور مشیت
 سے پھر لڑی تھی کہ میں نے گھبرا کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ آج بھی
 جب مجھے مکالمہ کی اذیت ناک موت کا خیال آتا ہے تو ہر بھری
 لیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اس لیے کہ وہ صرف مقدس اور یگانہ اور یونانہ اور کے بخاری ہیں
تم نے اپنے انتہائی مسئلے کے عمل مظاہرے سے بھی مفہام تو لوگوں کو
مربوب کر لیا ہے۔
کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ ہمارے بیان آنے کا سبب کیا ہے؟
میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے سوال کیا۔

”میسٹر عزیز! ابھی اس سوال کا جواب تو زار یا کی
بلے صین روح بھی بتی ہے۔ تو یگانہ ایک کے کو زار یا کے پتہ
طول ہو گیا یہ کہ جلدی یا خود پتہ پوچھنا پائے ہوئے ہوا۔ یہ میں صرف
آشنا بتا سکتا ہوں کہ قسمت تم لوگوں پر ہمارا بھی جو طوفان فی لہوں
نے تھا ہے ہمارا اس جزیرے پر پہنچا دیا اور نہ کیا خود وہیں جانے
کہ ان بد نصیب لوگوں کا بھی کس قدر حسرت ناک اور اذیت ناک
ہوا ہوگا جو تھکے سفر میں شریک تھے۔“

”زار یا کی روح نے مجھ سے ایک عمدہ بھی کیا تھا۔ تم میں نے
بلے صینی سے چوہہ بدلتے ہوئے کہا تھا اس نے کہا تھا...
میں جانتا ہوں کہ جس کے بد نصیب زار یا کی بلے صینی
روح نے تم سے کیا وعدہ کیا ہے لیکن شاید وہ اپنا وعدہ پورا نہ
کر سکے۔“

”کیا مطلب ہے؟“
”کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو غیظ اور قدس جوتانوں کے
علاوہ کسی اور کو نہیں معلوم ہوتیں۔ لوگ انے فرزند کی کاغذ کرتے
ہوئے کہا زار یا کو بھی صرف اسی حد تک معلوم تھا کہ تم نے کس
مقصود کے تحت یہ مفاہیہ دیکھ کر میری طرح وہ بھی تھکے مسئلے
میں اور دنیا کی حد کے اندر تک تمام واقعات کا علم رکھتی
ہے لیکن اس جزیرے کے آگے کیا ہوگا۔ یہ بات میسر سے ملے
بھی جا رہی ہے۔“

”لوگ! میں نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔
”کیا میں یقین کر لوں کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ درست ہے۔“
میرا جواب سن کر لوگ کا چہرہ ایک لمحے کو غصے کی شدت
سے تنہا تھا، اسے شاید میری بات ناگوار گزری تھی، ایک پہل
کے لیے اس نے مجھے بھرتے ہوئے تیرے دیکھی پھر خود کو سنبھالتے
ہوئے تنبیہ کی سے بولا۔

”میسٹر عزیز! کیا یہ غلط ہے کہ تم اپنی شریک حیات کا ایک
بار دھو دینے کے بعد دوبارہ اسی کی آخری غواہی پر اسے تلاش
کرنے کی خاطر بھٹکتے پھر رہے ہو؟
”تم نے درست کہا ہے لیکن کیا تم یہ نہیں جانتے کہ میں اپنے
مقصود میں کامیاب ہوں گا یا نہیں؟“
”میسٹر قبیضہ کی حد وہ کہہ میسر سے بزرگوں اور دیوتاؤں نے

مقدس اور یگانہ کی ضمانت دی ہے۔ اس کے بعد کیا ہوگا۔
مقدس اور یگانہ کی قسم یہ بات ہوگا بھی نہیں جانتا۔ اگر جانتا
تو اپنے حسن کو اندھیرے میں بھی نہ رکھتا۔“

”کیا اور کیا جانتا ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے؟ کیا لاش
نے میسر سے مطالب کو محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔
”وہ دیوتاؤں کا دیوتا ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔“ ہوگا
نے بڑی عقیدت اور اعتماد سے جواب دیا۔

”کیا بخاری پر تنہا ہمارے کسی کام نہیں آ سکتی۔“ جب تک کہ
”میں تمہارا مقصد سمجھ رہا ہوں اور فوراً ایک ہی گھر گئے افسر
ہے کہ میں اس سلسلے میں بخاری کو فی مدد نہیں کر سکتا۔
”کیا تم اس بڑے بڑے بخاری داپس کا کوئی بندہ بتا سکتے
نہیں کر سکتے؟“ جب تک کہ دو سوال کیا۔

”یہ حالات پر منحصر ہے۔“ لوگ انے تیزی سے جواب دیا۔
”لیکن میں یقین اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ تم جب تک
ہمارے درمیان رہو گے بخاری حقیقت یہ ہے خاص جہانوں میں
ہوگی اور جو لوگ کامان ہوا ہے قبیضہ کا کوئی فرد بھی نذرنا
سے دیکھنے کی عزت نہیں کر سکتا لیکن میری ایک شرط بھی ہے۔
”تم میسر قبیضہ کے لوگوں کو نہ ہی اعتبار سے اپنا ہم خیال بنانے
کی کوشش نہیں کرو گے۔“

روزنامہ ”امروز“ میں چھپنے والے
فکائیے اور شگفتہ کالموں کا انتخاب

گستانی معاف

☆ منظر بخاری

قیمت: -/100 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

”اوانگر میں بخاری بات ماننے سے انکار کر دوں؟
”مگر تم نے ایسا کیا تو پھر ہماری دوستی دشمنی میں تبدیل
ہو جائے گی۔“ ہوگا محسوس آواز میں بولا۔ ”لوگ انے نے یہی معاذ
میں آج تک کسی کے ساتھ ترقی کا پتہ نہیں کیا۔“

”سمولنے ہم سے ایک عمل اور بھی لیا ہے۔“ کیلاش نے
پاٹ بلے میں کہا۔ اس نے میں پھیل والی جھوری پاڈیوں
کی طرف جھپٹنے سے سختی سے منع کیا تھا۔ ”تم اس سلسلے میں کیا کہو
گے؟ کیا ہمیں صرف تھکے قبیضہ کی حدود تک محدود رہنا
پڑے گا؟“

”ہاں۔“ میرا خیال ہے کہ سمولنے تم سے جو وعدہ لیا ہے وہ
ٹھیک ہی ہے۔“

”کیا رکھا ہے ان جھوری پاڈیوں میں؟“
”یہ راز ہمیں ہے ہمارے آباد اعداد کے سنے میں دفن ہو چکی
جستہ ہم نے ہوش سنبھالا ہے ہمارا کوئی آدمی جھوری پاڈیوں
کی طرف نہیں گیا۔“

”کوئی خاص وجہ؟“
”ہمارے بزرگوں نے یہی بتایا تھا کہ ان چٹانوں کے میلان
کے مقدس اور یگانہ کا مسکن ہے اور اور یگانہ اپنے درمیان کسی
دوسرے وجود کو برداشت نہیں کرتا۔“

”لوگ! میں نے اسے گھونٹے ہوئے قے لے کر خشک لہو تپتا
کیا۔ میں یقین یقین ہے کہ آج تک ان پاڈیوں کی جانب ہتھکڑ
قبیلہ کا کوئی آدمی نہیں گیا۔“

”ادہ۔ ادہ۔ اب میں سمجھ گیا۔“ لوگ انے ایک لغت
ہو سکتے ہوئے کہا پھر تھوڑے وقفے سے بولا۔ ”وہ جینی کے سوا
کوئی اور نہیں ہو سکتی، مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ کوئی پراسرار قوت
بخاری پشت پر ضرور موجود ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید ہم لوگ
اب تک سوکار کے کالے علم یا پھر مکالا کی مکاری کا شکار
ہو چکے ہوتے۔“ میسر سے عس کی بات مجھے بناؤ گے کہ جینی تم سے
کس روپ اور کس حال میں ملی تھی؟“

”مراور جگہ کے بخاری ہو۔ اور یگانہ نے تھیں لازوال قوتیں
عنایت کی ہیں۔“ کیا تم اپنی ان قوتوں کے ذریعے جینی کے
بلے میں نہیں محسوس کر سکتے کہ وہ کس کس حالات کے پیش نظر ہوا
ساتھ لینے پر آمادہ ہوئی تھی؟“

”مراہ خاں ہوگا کہ طاقت کا امتحان لینا چاہتے ہو۔“
اس نے تیزی سے جواب دیا۔ ”میں نے جینی کے ہالے میں خود
کیا تھا مگر مجھے غالباً وہ برہمنی، میرا خیال ہے اپنا انتقام پورا
کرنے کے بعد اس کی بلے صین روح آسمانوں کی سمت پرواز کر

گئی اور مجھے یقین ہے کہ جینی کی پراسرار قوتوں نے اس وقت
تھا راسا تھا دیا ہوگا جب موت تھا لے سرس پریم لادہ
ہوگی۔“ شہید سے بھی اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ کم ہی وہ
اجنبی جہان ہر جہ کے جزیرے پر قدم رکھنے کے بعد ہمارے
بزرگوں نے سمورا اور مکالا کا سولج عذوب ہونے کی پیش گوئی
کی تھی۔“

”کیا جینی جھوری پاڈیوں کی طرف نہیں گئی تھی؟“ میں نے
اپنا سوال واضح کر دیا۔

”مجھے افسوس ہے کہ میں تھکے اس سوال کا جواب نہیں
دے سکتا۔“ لوگ انے ثابت صاف گوئی اور کہے انداز میں کہا۔
”کچھ باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن کا راز ہی دینا ستر موت
ہے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اگر جینی ہی کی پراسرار قوت نے بخاری
ساتھ دیکھ تو پھر اس نے تم کو ان پاڈیوں کے بلے میں کچھ
بتایا بھی ہوگا۔“

”لیکن تم نے کہا تھا کہ بخاری کا کوئی آدمی...“
”لوگ انے جھپک جی کہا تھا۔“ اس نے کیلاش کا جملہ جھپٹتے
ہوئے جلدی سے کہا۔ ”جینی کا تعلق ہمارے قبیلے سے نہیں تھا
وہ بھی سادری اور تم لوگوں کی طرح حالات کی شرط غیبیوں
کا شکار ہو کر ہمارے درمیان آگئی تھی۔“

”گو یا اس کا مطلب یہ ہوا کہ تھکے قبیلے کے افراد کے
علاوہ تم میں نے جھپٹے ہوئے انداز میں ہوگا کو ٹھونکا جانا، مجھے
اپنے ارالے میں نامانی نہیں ہوئی، وہ کہنت ہاتھ تھا ہواٹھ
گیا۔“ مجھے تیز نظروں سے گھونٹنے ہوئے سرسراتی آواز میں بولا۔
”سمولنے تم سے جو وعدہ لیا ہے اس پوچھا تم رہنے میں

ہی بخاری بھلائی ہے؟ فی الحال میں اس سے زیادہ حد تک نہیں
کہہ سکتا۔ البتہ ایک بار پھر یقین یقین دلاتا ہوں کہ جب تک
تم ہمارے درمیان قبیلہ کی حد کے اندر رہو گے ہمارے آدمی
بخاری خاطر ملازمت میں کسی بدلے سے کام نہیں لیں گے۔“
”لوگ! کیلاش نے وضوح بدنا چا کیا۔ کیا یقین یقین

ہے کہ سمولر کو نائب کا درجہ دینے کے بعد تم نے اس کی بخاری
کو فرمایا ہے۔“

”دونوں کے عہد سولنے مقدس دیوتاؤں کے اور کوئی
نہیں جانتا۔“ لوگ انے کو سنبھالتے ہوئے غصا آواز میں بولا۔
”ہو سکتا ہے اقتدار کی ہوس اسے ایک بار پھر لڑتے سے بھٹانے
کی کوشش کرے لیکن اس بار اگر اس نے بخاری کی کوشش
کی تو اس کا اپنی مرگالے بھی زیادہ بھیا تک اور بت ناک ہوگا۔“
”بخاری لازوال قوتوں نے کیا بتایا ہے، کیا سمورا دوبارہ

مقبول ہوئی ثابت ہوا اس خیال کے پیش نظر مجھے یقین تھا کہ لوگ
کی پالیسی حوالے سے اس میں خیر نہیں ہے گی البتہ اس بات کا اندازہ
میں نے پہلی ہی نظر میں لگایا تھا کہ سمورے مقابلے میں ہر گاہ
بہت زیادہ طاقت و نہایت چالاک اور دراندیش واقع ہو گا۔
میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلی فرصت میں اور فینا کی ضرورت
سے دور نکل جانا چاہیے۔

جان بوجھ کر نامساعد حالات کے درمیان گھر رہنے
پر کوئی ممتحن ہی آمادہ ہو سکتا ہے نہ اس کی تلاش کو جواب دیا۔
لیکن کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس کی جستجو کمال تک پھیلی
ہوئی ہیں؟

”کیوں نہ نہ؟ آج ہی سے اس ضمن میں بھان میں شروع کر دیتا
کیلاش بولا۔ میرا مقصد ہے کہ اگر ہم روزانہ ایک صدمہ کا دور
دراز کے علاقے تک جا کر نہ لیں تو کیا عجب ہے کہ یہاں سے
فلور ہونے کی کوئی صورت نکل آئے۔“

”خیال برائیاں ہیں یہ کیوں سوچ لو سمورے طرح لو لگائے
بھی اپنے کچے مخصوص آدمیوں کو ہماری نقل و حرکت کی نگرانی پر
ضرور مہم کیا ہوگا۔“
”لیکن اس نے یہ بھی کہا ہے کہ تیرے پر ہماری حیثیت
معمانوں جیسی ہوگی۔“

”تھک ہے آج ہم جھیل والی سمت چلتے ہیں۔ میں
نے کیلاش کی بات سے باہر ناخاستہ اتفاق کرتے ہوئے کہا ہے
مہمے اپنا رخ جھیل کی جانب کر لیا جو ہماری رولش کا فاس
تقریباً چھ میل دور تھی۔“

اس وقت جزیرے پر صبح کا وہ منظر ہے حسین اور سنا
تھا مقامی لوگ چونکے رازوں کو دیکھ کر ہلکے رہنے کے مادی
تھے اس لیے ابھی تک خواب پرورش میں مبتلا تھے لیکن قدرتی
منظر پوری طرح میلہ نظر آ رہے تھے ساحلی علاقہ ہونے کے

باوجود وہاں ضرورت سے کچھ زیادہ برہنہ تھی اور خوش گلوں پر
اپنی زبان میں قدرت کی صنائی کا انفرالاب لہے تھے بہر حال
قدرتی مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بہت دور تک نکل گئے جھیل
سے ہمارا صلہ بے پناہ ایک میل رہ گیا تو میں نے کیلاش کو
رکتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہم جھیل کے کنارے جانے کے بجائے
کسی بلند و مرتع پر چڑھ کر حالات کا جائزہ لینے کی خوش گزین
کے کہیں کیا ساحل پر جانے کے لیے کوئی خطرہ موجود ہوگا؟“
”مجھے تو کیلاش کو دیکھ کر صدمہ آ رہا ہے سمورے میں
خاص طور پر یہودی پناہیوں کی طرف جانے سے منع کیا تھا اور

لہذا کیلاش کر رہا تھا۔
”اور یہ جینی اور اس کی پراسرار قوتوں کا کیا قصہ ہے؟“
”جینی کی سہولت سے کر رہا ہے۔“

”میں بتاتا ہوں۔“ کیلاش نے جلدی سے کہا۔ ”یعنی وہاں
ایک عورت کی جھینگی ہوئی روح ہے جو جھیل کی مدد کر رہی ہے۔“
”یہ بات میں ہر گاہ کی زبان بھی جس جگہ ہوں لیکن میں نے آخر
مدد دے دیوں کر رہی ہے؟“ اس کا مقصد کیا ہے؟

”انتقام کی تلاش بولا۔“ تھری اطلاع کے لیے یہ بھی بتاؤ
کہ سنی ایک بار تم سے بھی متاثر ہو چکی ہے تمہارے اسے لفظ نہیں
دی اس لیے مرنے کے بعد اب وہ جھیل سے غلط کر کے تم سے
اپنی ناکام محبت کا بلا چکا رہی ہے۔“

”تم غلط جھانسنے ہو یہ بھڑکے ہوئے کیلاش نے اس کا جواب
دیا۔ ”جینی کے ہاگوارڈ نامہ میں جواب دیا۔“ میں نے جینی کا نام پہلی
بار سنا ہے اس لیے۔۔۔“

”جینی تو ستر فنی سینٹر صدمہ و صدمہ؟“ کیلاش نے اس کا جلد
کاتے ہوئے پڑی سے کہا۔ ”میں بتا رہی اس بات سے متفق ہوں
تمہارے جینی کا نام پہلے مجھے نہیں سن سکا تھا کہ اس بات بھی انکار
کر سکتے ہو کہ وہ پانامی کسی عورت سے بھی واقف ہو۔“

”کیا مطلب؟“
”مجھے تو کیلاش کو تو مطلب عاف ظاہر ہے۔ وہاں
دہانے مرنے کے بعد اس خیال سے اپنا مذہب اور نام دونوں
تبدیل کر لیا ہے کہ شاید تھری رحمت کو بھی جو تک گاہ سکے
کیلاش نے یہ بات اس قدر سنجیدگی اور بے ساختگی سے کہی کہ
میں اپنی منہی منہی نہ کر سکا اور جھینک۔ وہ کیلاش کو تھوڑے
لفظوں سے گھوڑا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

دوسری صبح میں جھیل قندری کے اڑنے سے نکلا تو کیلاش
بھی بیسے ساتھ تھا، ہمارے درمیان ہر گاہ کے متعلق گفتگو ہو رہی
تھی اس کا خیال تھا کہ ہر گاہ کے میدان میں آجائے کہ بعد ہماری
خسکات بڑھ جائے گی اس لیے کہ پہلی ہی ملاقات میں اس نے
ہماری اہمیت کو جاننے کے ساتھ ساتھ بے نقاب کر دیا تھا لیکن میں
کیلاش کی رائے سے متفق نہیں تھا۔

میں نے ہر گاہ کو رازدار کے حوالے سے باور کرانے کی کوشش
کی تھی کہ اگر اس کی بے جین روح نے مجھے سے عہد نہ لیا ہوتا تو میں
سمورہ مکلا اور اس کے درمیان ہونے کی کوشش بھی کرتا اور
ہر گاہ کو فرائی قید سے نجات دے دیتا، یہ بھی ممکن تھا کہ وہ غار
جہاں کھڑے فیصلہ والوں کی نگاہوں سے بے پوش دکھائی تھا اس کا

مقدمہ میں ٹھوکر پر بھیگی ہیں۔
”ایک آخری حربہ باقی رہ گیا ہے۔“ کیلاش نے سیر قریب
تھوڑے سے سرگوشی کی۔ ”سمورہ۔“ ہم سب نے فینے میں آنے کی خوش
کہیں نہ کریں۔“

”کیا معاملہ ہوگا؟“ میں نے ابوس کی اظہار کیلئے خوشال کے
خیال نے مجھے مضطرب کر دیا تھا۔
”ہمت سے کام لو جہاں ایوں ہاتھ ہو ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے
کیلئے گا۔“

”میری ہمت اب جواب دے گئی ہے کیلاش! میں نے مضطرب
آواز میں کہا۔ ”کاش میں نے ہمت و ہمتاں کی آخری خواہش پر یہ سفر
اختیار نہ کیا ہوتا۔“ شاید ہم اپنے راستے سے ہٹ سکتے تھے اور اب
قصد میں اسی کیے کی منزل دے رہی ہے۔“

”جو وقت گزر گیا وہاپس نہیں آ سکتا۔“ یہ سوچ کر اب میں
کیلاش کا ہاتھ کیلاش نے میری ہمت بڑھانے کی کوشش کی۔
”زندگی میں ایسے بے شمار موڑ آتے ہیں جہاں انسان خود کو ہاکل
لے اس اور جو محسوس کرنے لگتا ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ
راستے خوب خود صاف ہوتے جاتے ہیں۔“

”میں بھی اب خود کو وقت کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا چاہتا
ہے۔“ قیادت مجھ سے اور میرا ہرمان ہو جائے۔
”ہر گاہ کی شخصیت مجھے بھی بے حد پھلور اور پراسرار نظر آتی
ہے۔“ جینی کے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ ”بہت عظیم کی قسم
وہ شخص جو افلاک سے پھیلنے کی کوشش کرے اور جہاں زیادتی کو
نہ کہ کا شعور بنا کر دوسروں کو قائل کرنے کی کوشش کرے،

انتہائی بلینٹ اور خطرناک ہوتا ہے۔“
”میں یقین خاص طور پر محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا۔“
کیلاش نے جینی کی سے جواب دیا۔ ”سمورہ کی بات اور تھی لیکن ہر گاہ
اپنے مذہبی عقائد کے معاملے میں زیادہ خصوص اور سخت گیر طبیعت
کا مالک نظر آتا ہے۔ ہم نے اس کی موجودگی میں اور نہ کہ نایاب
مجھے کی چوری کا اعتراف کر کے کسی عقل مند کی کا ثبوت نہیں دیا۔

”آئندہ حماقت کی باتوں سے گریز ہی کرنا۔“
”ذہنی معاملے میں مجھے اپنی موت پر کوئی تردد نہیں ہوگا۔“
جینی نے صاف گوئی سے جواب دیا۔ ”چھوڑ کر مجھے گھوڑے پر
بولا۔ ہر گاہ تھیں بار بار محسوس کہ ہم سے غلط کر رہا تھا۔ اس
نے یہ بھی کہا تھا کہ قتلے اسے قید تھائی سے نجات دلائی ہے۔

”کیا یہ درست ہے؟“
”نہیں۔“ میں نے جینی کو ملنے کی کوشش کی۔ ”وہ اپنے
بزرگوں کی پیش گوئی کی رعایت سے ایک امکا کی سیلو کو جانکر

اختیار حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔“ میں نے پڑوانتہ بیچیدگی
کے اس پراسرار عمل کو توڑنا چاہا جسے ہر گاہ نے اپنی شخصیت کے
گرد نہایت مہارت سے چھڑا رکھا تھا۔ ”میں سمجھتی ہوں کہ جینی اور
افلاک کی کاٹ محسوس کر کے ہر گاہ ایک لمحے کو غصے سے متوجہ
گیا۔ اس کی آنکھوں کے زائے بری تیزی سے بدلنے اس کا اند
پڑوشیدہ وحشت اور زندگی بڑی سرعت سے ابھری لیکن اسی
سرعت سے ہر گاہ نے خود کو بھٹکے سے بچا لیا۔ چند ثانیہ کے لیے
مجھے تیز نگاہوں سے گھورتا رہا پھر معنی خیز انداز میں بولا۔

”تم اپنے ساتھیوں کے مقابلے میں زیادہ دل چسپ اور
دولانڈیش نظر آتے ہو۔ میں پہلی فرصت میں تم سے دوبار ملاقات
کرنے کی کوشش کروں گا پھر یقیناً تباؤں کا کہہ کر پراسرار اور
لازوال قوتوں کا استعمال کس طرح کیا جاتا ہے۔“

”میں تم سے ایک آخری سوال اور کرنا چاہوں گا۔“ میں نے
ہر گاہ کی نگاہوں کو نگاہوں میں لگا ہوں میں محسوس کرتے ہوئے کہا۔
”کیا میں اپنی اس عزیز ہستی کو دوبارہ پاسکوں گا جس کی تلاش
نے میں اور فینا کے ساحل تک پہنچا دیا ہے؟“

”حاب ہر گاہ کی باری ہے میرے عزیز! اس بار اس نے میر
مضائق اٹانے کے ذریعہ کو صاف تھیں جانے دیا۔“ میں نے ان
پراسرار طریقے سے اپنے سوال کا جواب حاصل کرنے
کی کوشش بھی نہیں کی تھیں نے یقیناً بے محنت سو کا رو
کے لیے بھی ناقابل تسخیر بنا دیا تھا؟

”میں کوئی جواب دینے کے بجائے ہر گاہ کو گھونے لگا۔ صبحی
اور جھینک کے بعد ہر گاہ نے بھی مجھے اس بات کا یقین دلانے
کی کوشش کی تھی کہ میں بے پناہ اور لازوال قوتوں کا مالک
ہوں۔“ مجھے خاموش دیکھ کر ہر گاہ کے چہرے پر مسرت کی ایک
لہر دو گئی وہ ہمارے درمیان زیادہ دیر نہیں رکھا، باری باری اس
نے جسے مذہب انداز میں ہم سے مصافحہ کیا پھر ساوی کے ساتھ
زنجیرت ہو گیا۔

”جہاں؟“ ہر گاہ کے جانے کے بعد کیلاش نے مجھے غلط
کہتے ہوئے کہا۔ ”میں نے کیا نتیجہ اخذ کیا اس کے سلسلے میں؟“
”سمورہ کے مقابلے میں ہر گاہ بہت زیادہ نیک نہایت گہرا
اور دور اندیش نظر آتا ہے۔“

”ہمیں اس سے ہر گاہ محتاط اور ہوشیار رہنا ہوگا۔“
”میں تھری رائے سے متفق ہوں۔“ میں نے تصدیق میں
درخشش کے مصدمہ اور سنگتہ وجود کو محسوس کیا ایک مردہ جھکر
جواب دیا۔ ”میرا خیال تھا کہ سمورہ اور ہر گاہ کے خیرے آزاد ہو
جانے کے بعد ہم سکون کا سانس لے سکیں گے لیکن شاید ہمارا

مجھے یقین ہے کہ ہم جس عجل کی جانب قدم بڑھا رہے ہیں وہ ان پیادوں سے نزدیک ترین ہے ایسی صورت میں کچھ مخفی لوگ اس جتنے کی مخفی پروردگار مقرر ہوں گے۔
میں یہی دیکھنا چاہتا ہوں۔
کیا مطلب؟

میرزا خیال ہے کہ میں کسی کسی طرح ان پیادوں کی طرف ضرور سفر کرنا چاہیے۔ کیلاش نے دوبارہ قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا: میرا دل گواہی دیتا ہے کہ ان پیادوں پر پہنچ جانے کے بعد ہمیں مذہب دنیا کی طرف ایسی کاروائی تلاش کرنے میں ضرور کامیابی ہوگی۔

میر کیا تم اپنا روالہ اور ساتھ لائے ہو؟
کیوں، تمہیں اس وقت اچانک روالہ اور کمال خیال کیوں گیا؟
مختصر کے صورت میں حالات سے نمٹنے کے لیے ہمارے پاس روالہ لوگ موجود ہیں ضروری ہے۔

میر تمہارا دم ہے جہاں کیلاش نے سجدہ کیے سے کہا: ہر مہر غالباً ساحلی علاقوں پر اپنے والے جنگلی قبائل کے ہائے میں زیادہ معلومات نہیں رکھتے۔ یہ اوپر سے جس قدر توئی توڑم اور جھٹکے نظر آتے ہیں ان سے اتنے ہی بڑا دم کم ہمت اور آرام طلب ہوتے ہیں میلان میں دشمن کے سامنے اگر ان سے مقابلہ کرنے کے بجائے لوگ بغیر سے چھپ کر حملہ کرنے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں اور ایک خاص بات یہ ہے کہ لوگ کبھی متناظر شکار کی تلاش میں نہیں گھومتے، جتنے کی صورت میں جنگل جانوروں جیسے انڈاز میں گھسی جھاڑیوں کے درمیان سفر کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔

میر کیا تم نے پہلے بھی کسی ساحلی علاقے کا سفر کیا ہے؟
نہیں۔ لیکن تم جانتے ہو کہ مجھے کالے رنگ کے زلفے میں بھی معلوماتی اور مقامی قمر کی کتاب میں پڑھنے کا بے حد شوق رہا ہے۔ میں نے ایسی بے شمار کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جو اور بھی سب سے شرمناک ہیں جنگلی اور وحشی قبائل سے متعلق کبھی کبھی ہیں۔

مجھے اپنے دشمنوں کے مقابلے میں جنگ کی حکمتوں سے زیادہ خطرہ لاحق ہے۔
کوئی خاص بات؟

کیوں، کیا تم نے جنگ کی اس طاقت کو محسوس نہیں کیا کہ یہ لی لی ملاقات میں وہ لوگ کے سامنے اپنے مذہبی خیالات کا پلہ لے کر بیٹھ گیا اور کس قدر طری سے اصرار کر بیٹھا کہ اور کانا یا جب جسماسی نے سہارا کی باتیں کا وہ سے چوری کیا تھا۔ ہم اس کی علت سے واقف ہوئے کیلاش نے بے پروائی سے سہارا دے کر جواب دیا: مذہبی معاملات میں وہ جنوں کی

مذہب کا مذہبی عقیدہ کا قائل ہے اور ایسے کسی معاملے میں بھی اس دانش مندی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔
سہارا کی بات اور بھی میرے دوست ہیں کہ ہم نے لوگ کی گفتگو پر غور نہیں کیا، مذہب کے معاملات میں وہ جب تک زیادہ شوق اور دلائل مقدسوں کا مالک نظر آتا ہے۔
میں تمہارا مقصد نہیں سمجھتی۔

مطلب کیا ہے؟ میں نے وضاحت کی۔ جب تک کہ ہمارے پاس یہ سیکرٹس زیادہ سے زیادہ ملے اور ہم اس کو کسی بھی طرح اپنا ہر خیال بنائے اور انہیں عیب کی بنائے میں کامیاب ہو جائے۔ عجیب الظرفین یاد دہی ہونے کے ناطے میں ماننا ہوں کہ اس کے اندر بے پناہ تبلیغی صلاحیتیں موجود ہیں جن کا مشاہدہ ہم پہلے بھی کر چکے ہیں لیکن موجودہ حالات ہمارا منہب دنیا کی ضد ہیں۔ یہاں انسانی زندگی کی کوئی اہمیت نہیں سمجھی جاتی۔ کیا تم جنگ کی اس حرکت کو دانش مندانہ کہہ سکتے ہو کہ اس نے ہمیں تلے بغیر اور کے مخفی جیسے کو نمائندہ دہری سے پاکر دہریہ رخیال ہے کہ وہ اب بھی اسی حکم میں ہے کہ گزشتہ اور کے باقی جسموں کو نیست نابود کرے اور قبیلے کے لوگوں کو تارکے کو دھم میں رستے پر چلے جے ہیں وہ غلط ہے جب تک کہ اس نے ایک بار نہایت سنجیدگی سے کام لیا ہے کہ وہ تیوں جیسے اس کے رستے کی تین بڑی اور اہم رکاوٹیں ہیں جنہیں ختم کرنے کے بعد وہ اپنے مشن میں بڑی آسانی سے کامیاب ہو جائے۔ کے خواب بچھ رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر لوگ کا کوڈز اساتذہ جی ہو گیا کہ جنگی اس کے دیوتاؤں کے ہائے میں کیا سوچ رہا ہے تو شاید وہ ہمارے ساتھ کسی نرمی کا برتاؤ نہیں کرے گا۔
ہمال! کیلاش نے میری بات کو سیکر نظر انداز کر کے ہمارے گھرے گھولنے سے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا: کیا یہ درست ہے کہ

- قاتل فقیر (انتخاب) طارق اسلیل ساگر - 60/-
آدم خور کزلا (-) طارق اسلیل ساگر - 60/-
عورت رات اور خون (-) طارق اسلیل ساگر - 60/-
آدم خور کا نقاب (-) طارق اسلیل ساگر - 70/-
برف کا چشم (-) طارق اسلیل ساگر - 60/-
جنم جلی (-) طارق اسلیل ساگر - 60/-

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

ہے لوگ کا قید سے رہا کی دلائی ہے؟
ہاں۔ میں نے خود کو سنبھالنے سے ہونے عطا طبعے میں زیادہ کی روح نے ایک رات خواب میں مجھے ایک لالچ

ایک مطلب؟
اس نے کہا تھا کہ اگر میں کسی طرح لوگ کا رہائی دلا دوں وہ دشمن ایک میری رہنمائی کر سکتی ہے۔ دشمن کو ہالینے دینی نے مجھے دیوانہ کر دیا چنانچہ میں نے پہلی فرصت میں ہی کی پڑاؤں روح سے اپنی خواہش کا اظہار کیا اور جینی نے ناخوش لہری کر دی۔
میر کیا تم اس وقت جینی کی پاسر اوقات ہی میری مان کر رہی تھی؟ میں نے کھوئے کھوئے لیے میں کہا ہے یاد آ رہا ہے ایک پیرہنچ لاسٹہ میں جس سے گزرتے ہیں لوگ کہا بیٹھے کا سیاب ہوا۔ میں نے اسے ناد کیا اور پھر دوسری صبح جب

لانا کھل تو میں اپنے بستر پر موجود تھا۔
میر کیا تم کو کوشش کرو تو اس رستے کو دوبارہ تلاش کر سکتے ہو؟
میرا خیال ہے کہ ایسا ممکن نہ ہوگا۔ میں نے اچھے اچھے اذاد بولے یا پھر ملدی سے گفتگو کا نفع دلتے ہوئے بولا۔
بالاں! یہ سے بڑی دوست کیا تم یقین کرو گے کہ وہ میری ہی پاسر اوقات تھی جس نے سوار کو اس کے مقابلے میں جب تک ناز کیا تھا تبس وقت سا کو سہارا کے سینے پر بڑھا اسے مستحکم کرنے پر مجبور کر رہا تھا اس وقت جینی نے ایک دار لکڑی کی پکڑ کے ایک انٹے سے سا کو ہوا میں پھیل جانے کے بعد کہا ہوا: تم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہو؟
میر کیا بڑھے سوار کی موت میں بھی جینی کا ہتھوڑا تھا؟
ہاں۔ جینی نے اس دھند کی دیوار کو درمیان سے ہٹا دیا جس کے مکاں اور کارڈو بلکے درمیان جادو اور کالے کے زور سے قمر تھی۔

میر نے سجدہ کیے سے کہا: دھند دور ہونے ہی کا رڈو با پڑاؤ روح سے ناک کی صورت میں اگر سوار کو ڈس لیا۔
میر کیا تم نے کیلاش سے کچھ سوچنے ہوئے کہا۔ وہ یقیناً ایک بو ائزن جی تھا جس نے سوار کا رڈو کا ہنر بلٹ دیا۔
ایسا نہ ہو تا تو وہ اتنی آسانی سے خود کو موت کی دہشت آگ باپورا نہ دھن بھی نہ جھونکتا۔ دن منٹ، کیا تم مجھے بتاؤ کہ کارڈو بلنے کا لکڑیوں بخش دیا جبکہ روایت کے مطابق لانا احوال کے آدمیوں ہی نے کارڈو با کو جنگل میں تلاش

کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا؟
مجھے اس سچے پر خود بھی تعجب ہوا تھا مگر شاید دیوتاؤں کو یہی منظور ہو کہ مکاں کی ہجرت ناک موت کا کام ہو گا کہ ہاتھوں انجام کو پہنچے۔

جینی نے تمہیں کیا بتایا؟
"پورے عبادہ گر کی موت کے بعد وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تھی اور اب شاید دوبارہ مجھے نظر آئے۔
میرم بہ بات اتنے یقین سے جس طرح کہ لہے ہر بیکلاش نے جو سچے ہوئے سوال کیا۔
"کیا تم نے لوگ کا کیسے نہیں سا کہ جینی کے سلسلے میں وہ بھی کچھ معلوم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اس کا بھی یہی خیال ہے کہ جینی کی پاسر اوقات روح اپنا انتقام لپور کرنے کے بعد آسمانوں کی سمت پرواز کر گئی ہوگی۔
میر کیا اب ہم ایک طاقت کی نادیہ اہلاد سے محروم ہو چکے ہیں؟

شاید۔
میر کیا تم نے غالباً اسی لیے یقین ہمارے مقابلے میں زیادہ دل چسپ اور دوا دلش قرار دیا ہے۔ مگر اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ بہت جلد تم سے ملاقات کر کے یہ بتائے گا کہ پڑاؤں تو توں کا استعمال کس طرح کیا جاتا ہے۔ کیا تم اس محلے کی وضاحت کر سکتے گے؟

اس کا جواب تو بوجھ گیا ہے کہ میں نے ملدی سے کہا پھر کچھ سوچ کر بولا: ہو سکتا ہے کہ لوگ اپنی لازوال قوتوں کا مظاہرہ کر کے ہمیں مغرب کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہو اور یہی ممکن ہے کہ وہ جلد اس نے شخص میں خوف زدہ کرنے کے لیے یوں ہی کہہ دیا ہو۔
لوگ نے ایک اور بات پر بھی غماض زور دیا تھا۔
کیلاش نے سجدہ کیے سے پوچھا: انڈا میں کیا۔

وہ کیا ہے؟ میں نے وضاحت طلب کی۔
اس نے کہا تھا کہ اور دنیا قبیلے کی حدود تک لپوتاؤں نے ہماری کامیابی کی ضمانت دی ہے۔ اس کے آگے کیا ہوگا؟ بات خود لوگ کا کبھی نہیں معلوم لیکن میرا خیال ہے کہ لوگ ان حالات سے بھی باخبر ہے جو ہمیں آئندہ پیش آنے والے ہیں اور کسی خاص مصلحت کی بنا پر اس نے وہ بات ہمیں بتانا مناسب نہیں سمجھی۔
میر جس پڑاؤں رمز میں پرسانس لے رہے ہیں وہاں ہر پہلو ممکن ہو سکتا ہے۔ میں نے ایک مردہ بھر کر جواب دیا۔

ہو سکتا ہے کہ تم نے ہوگا کے سلسلے میں جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ سو فی صد درست ہی ہوگیں ذرا سوچو، کیا ہم ہوگا کو زبان بھولنے پر مجبور کر سکتے ہیں؟

کیلاش نے میرے سوال کے جواب میں کچھ کہنا چاہا مگر بھرا پنا ارادہ ملتوی کر کے ہنٹ پہلنے لگا۔ ہم اب ٹھٹھے ٹھٹھے جھیل کے قریب آگے بڑھ رہے تھے اور وہاں جھیلوں کے قریب پہنچ گئے، یہاں سے جھوری بیاباؤں کا خاصہ شکل نہیں ملتا نظر آتا تھا۔ مجھے اس وقت اپنی دور میں سا کھنڈ لالنے کا بڑی شدت سے احساس ہوا، دور بین مورتی تو ہم اس جھولی سیاری کا جائزہ زیادہ بہتر طور پر لے سکتے تھے جو ایک خنات انداز سے کے مطابق سطح سمندر سے تقریباً دو ڈھائی سو فٹ بلند اور خاصی وسیع و وسیع نظر آ رہی تھی اس کے کناروں کو کٹ کر اس طرح ہموار کیا گیا تھا کہ دوسرے وہ جھیل کی مانند نظر آتے تھے جھولی بیاباؤں پر ایک طرف سورج کے نکلنے پر پھیلتی قیامت کے کھنڈرات بھی نظر آ رہے تھے یہ سمات رنگین پتھروں اور بڑی بڑی پتھروں سے بھر کر تھی لیکن کسی زلزلے یا زبردست حملہ کی وجہ سے منہدم ہو کر عجیب و غریب جتنا شکل اختیار کر چکی تھی۔

”کیلاش! کیلاش نے جھالیوں کے قریب لکے ہوئے کہا۔
”کیا تم اس سمات کو دیکھ رہے ہو؟ اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو جھولی بیاباؤں پر کوئی قدیم شہر آباد تھا جو کسی بڑے طوفان کی وجہ سے مرنے لگا اب ہو گیا لیکن اس کے نشان کھنڈرات کی صورت میں ابھی تک وجود میں ہو سکتا ہے اسی وجہ سے سمورائے میں اس طرف جانے سے منع کیا ہوا۔“

”تمہارا خیال درست ہے۔“ میں نے ایک انجانے سرستے ہاتھ اٹھا کر ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا ”وہ دیکھو۔ اس طرف کسی بہت بڑے پتھر کے بولبہ ستون اور دیواریں بھی دکھائی دے رہی ہیں۔“
”ہم دونوں ان جاتی کھنڈرات کے بالے میں تیار رہنا پڑے کرتے رہے ہیں اس بات پر بھی حیرت تھی کہ جھیل کے قریب تک جانے کا نظارہ کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ خود روا اور خاراہ بلند جھالیوں نے ہر گھٹنے کے لئے رک لکھ تھے لیکن ہم نے بہت نہیں ہار دی تقریباً ایک گھنٹے کی گزرتی تھی کہ بعد میں ایک ایسی گڑبڑی تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے جو جھالیوں کے درمیان سے نکلتی تھی جھیل تک پہنچ گئی تھی یہاں جھالیوں کو کٹ کر

بال جبریل

ضرب کلیم

بانگ درا

شاعر امروز و فردا

ڈاکٹر محمد علامہ اردو
قیمت: -/30
ڈاکٹر محمد علامہ اردو
قیمت: -/40
ڈاکٹر محمد علامہ اردو
قیمت: -/60
ڈاکٹر محمد علامہ اردو
قیمت: -/150

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

ایک مختصر راستہ بنا گیا تھا جس سے ایک وقت میں محض ایک گزر سکتا تھا۔ ہم اس راستے سے گزر کر کچھ چپکے تو جلدی ہوئے کوئی ٹھکانا نہ ملا، پگڈنڈی کے اختتام پر بانس اور مسکوں کا بنا ہوا تھا جو میں طرف سے جنگلی بیڑوں اور جھالیوں سے ہوا تھا، چھپرے کے نیچے ایک جھونپڑا موجود تھا اور اس کے سامنے ہی موٹی موٹی رسیوں سے بندھی دو کشتیاں نظر آ رہی تھیں۔ قریبی طور پر دیکھا کہ کھلا کے مخصوص ساحلوں کی گم شدگی۔ موقع پر سمورائے ایک بار دو جنگوں کشتیوں کا ذکر کیا تھا۔ اس وقت جھیل میں دو گنگائی ان کشتیوں کو دیکھ کر کہ جس سرست کا احساس ہوا اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ کشتیاں ہمارے لیے تھیں تاہم ان کے نزلے نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں ان کا استعمال نہیں ہو سکتا تھا۔ قریبی طور پر جھولی بیاباؤں کی جانب روانہ ہو جاؤں جانے کیوں سیریل

دیکھتے تھے کہ ہمیں جھولی بیاباؤں کے آواز میں اپنی جانب ہلا رہی ہو، ہم میں سرست کی لہر دوڑ گئی تھیں پشیماس کے کریک لڈش اپنی خواہش کا اظہار کرتا غصے اچھلنے والی قدموں کی آہٹ میں اپنی جانب متوجہ کر لیا۔

ہم نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا جہاز نمونہ سیاہ فام وحشی ادنی جانب تیز سے اٹھائے کھڑے آستانی نفرت اور غصے سے ہمیں گھور رہے تھے۔ سمورائے کے آگے کھڑا تھا اس کے پورے جسم جھیل کے مقابلے میں زیادہ خطرناک نظر آ رہے تھے۔ ایک نوکری لہجے میں ہم سے موت کے سول پر مڑ لاری ہوا اور یاد فام وحشیوں کے تیز سے ان کے منہ کی ہاتھوں سے نکل کر پھر ہم دونوں کی زندگی کا مصفاہ باکروس کے کیسین پھر دیکھ کر کوڑی زینہ لے گئے تقویت بخشی میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے سمورا سے کہا۔

”مقدس ہو گئے ہیں اچھیں دلا بانی کی تفصیل کے مدد کے لئے ہلائی حینیت معزز مہمانوں جیسی ہوگی لیکن تم... کیا میں رافیت لکھتا ہوں کہ کتنے سے اچھیں نے ہمارے اوپر تیز سے کس لیے نال لکھے ہیں؟“

”ہوگا کہ کا اٹل ہوتا ہے مگر کیا تم بھول گئے کہ ہمارے دہان کوئی مدد بھی ہوا تھا؟ سمورا کے لیے میں سخت اور نفرت کا پلا جلا احساس جھک رہا تھا۔

”یاد ہے میں... میں نے بڑائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تجھ کیلئے جواب دیا تھا۔ تم نے میں جھولی بیاباؤں سے دور ہونے کی تاکید کی تھی۔“

”چھپرے میں کیا کر رہے ہو؟“
”سیر رہا تھا۔ اس بار میرے بجائے کیلاش نے کہا۔ ویلے کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ یہ ڈونگے یہاں کس مقصد سے موجود ہیں؟“
”میرے ساتھ وہاں جیلو سمورائے حکمانا نماز اختیار کیا پھر واپسی کے راستے پر پلٹ گیا۔

”ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ سیاہ فام وحشیوں میں سے اپنے میں دستور قراؤہ نظروں سے گھومتے ہوئے سمورائے سوال کیا۔“
”تم اپنی اپنی جگہ غنات پر مودا رہو۔“ سمورا ایک لمحے کو خاموش رہا پھر فیصلہ کن آواز میں بولا۔ ”ہمارے مخصوص آدمیوں کے علاوہ اگر کوئی دوسرا دوبارہ ادھر آنے کی کوشش کرے تو تم ہمیں اطلاع دینے کی زحمت نہیں کرو گے۔“ سمورا کا حکم ہے کہ کھنڈ تیز ہو جانے کی طرف جانے والوں کا جسم جھک کر لکھ دیں۔

میں نے اور کیلاش نے ایک دوسرے کو وضاحت طلب کرنے

سے دیکھا پھر ہم سمورائے کے اشارے پر اس کے نیچے نیچے قدم اٹھاتے جھالیوں کی دوسری جانب آئے لکھے اس بات کا اندازہ لگانے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی کہ جھیل کی نگرانی پر نصیحت افراد دست دیر سے ہماری نقل و حرکت کا جائزہ لے رہے تھے پھر ان ہی میں سے کسی نے ہوگا تک خبر نہ پوچھا دی اور سمورا کو صورت حال کا اندازہ لگانے کے لیے بھیجا گیا۔

خاصی ویرکیم فراموشی سے واپسی کے راستے پر چلتے رہے پھر سمورا ایک موڑ پر چکر کر بڑے سرے میں بولا۔
”ہوگا کہ کا حکم ہے کہ آگے بڑھو بارہ جھیل کے قریب جانے کی قوت نہیں کرو گے، دوسری صورت میں تمہارا انجام اتاری تو تھا کہ کیس زیادہ جھپکا اور اذیت ناک ہوگا۔“

”میں سمورا کا حکم اتاری زبانی سن چکا ہوں۔ میں نے سمورائے اچھوں میں آنکھیں ڈالنے ہوئے سیاہ آواز میں کہا۔
”لیکن تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ یہ ڈونگے کتنے کس کا آتے ہیں جھپکا ہوا ہے کہ ہو گئے کہ کتنے آج تک اس کے کسی آدمی نے جھولی بیاباؤں پر قدم نہیں لکھا۔

”سمورائے غلط نہیں کیا۔ سمورا بولا۔ فیصلہ کا کوئی آدمی ان بیاباؤں کی سمت جانے کی ہمت نہیں کر سکتا۔

”تم نے اپنے آدمیوں سے کہا تھا کہ مخصوص لوگوں کے علاوہ... میں نے جھپکا کہا تھا۔ سمورائے اس بار قدرے نرم لہجے میں جواب دیا۔ صرف ہمارے مخصوص لوگ ہی ان دو جنگوں کو استعمال کر سکتے ہیں وہ دیوتاؤں کے لیے چڑھا دالے کران کشتیوں کے ذریعہ جھولی بیاباؤں تک جاتے ہیں اور جھیل اور کھنڈ وغیرہ کا والی چٹان پر لکھ کر واپس آ جاتے ہیں اس چٹان سے آگے آج تک کسی نے قدم نہیں لکھا۔

”تمہارا خیال درست ہے۔ میں نے ایک انجانے سرستے ہاتھ اٹھا کر ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا ”وہ دیکھو۔ اس طرف کسی بہت بڑے پتھر کے بولبہ ستون اور دیواریں بھی دکھائی دے رہی ہیں۔“

”ہم دونوں ان جاتی کھنڈرات کے بالے میں تیار رہنا پڑے کرتے رہے ہیں اس بات پر بھی حیرت تھی کہ جھیل کے قریب تک جانے کا نظارہ کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ خود روا اور خاراہ بلند جھالیوں نے ہر گھٹنے کے لئے رک لکھ تھے لیکن ہم نے بہت نہیں ہار دی تقریباً ایک گھنٹے کی گزرتی تھی کہ بعد میں ایک ایسی گڑبڑی تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے جو جھالیوں کے درمیان سے نکلتی تھی جھیل تک پہنچ گئی تھی یہاں جھالیوں کو کٹ کر

جیت سے پوچھا۔
”اور تو اس کے لیے تمہارے وضاحت کی کہ ہم چھپرے چھوٹے دیوتاؤں کی دھوکے کوئی نام سے یاد کرتے ہیں؟“
”جیت ہے۔“ میں روانی میں کہتا تھا۔ ”مقدس اور کھنڈ اگر ہمیں لیے سب کچھ فراہم کرتا ہے تو کیا چھپرے چھوٹے دیوتاؤں کے ہیں اور کھنڈے فراہم نہیں کر سکتا؟ کیا اسے اپنے دیوتاؤں سے زیادہ تمہارے دیوتاؤں کا خیال ہے اور اس نے چھپرے چھوٹے دیوتاؤں

کو بھلائے رقم و کیم...
ہر بارہ ہوا بی اپنی زبان بند کر لو۔ سمورا کے تیر دو بارہ
خطرناک ہو گئے تھے گھوٹے ہوئے بولنا۔ ابھی رات گاہ کی
جانب واپس لوٹ جاؤ اور بھول جاؤ کہ تیر اپنی زبان سے
اور تو اس کے بالے میں کوئی گت نمی کی تھی۔
تم ہماری بات، یہ کیلاش نے بات بنانا چاہی۔
نہیں۔ سمورا کی سخت غضب ناک ہو گیا۔ تم اب کوئی
وضاحت نہیں کرو گے۔ زندگی چاہتے ہو تو خاموشی سے میری
نگاہوں کے سامنے سے دوڑ ہو جاؤ۔ باقی بائیس سلاز خود بھی
سنے کا۔ سمورا کی خوف ناک نگاہوں سے نفرت کے شعلہ نکل رہے
تھے۔ ہم نے اسے مزید چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا اور اپنی باتوں کا
کی سمت تیز تیز قدم بڑھانے لگے۔ سلاٹے میں ہم دونوں ہی
خاموش بیٹھے۔ شاید ہم دونوں کے ذہنوں میں ایک ہی خیال
گوج رہا تھا کہ اگر مجھ کی طرح جھوٹی بیانیوں کی پیروی میں تو
صرف یہ کہ دونوں کے شر اور فساد سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ بلکہ
منہ دنیا کی جانب واپس کی کوئی راستہ بھی مل سکتا ہے۔ قدم
ملاتے ہوئے چھپیل کا راستہ ملے کیا۔ واپس گھر پہنچے تو جبکہ کو
بے چینی کے عالم میں باہر اگلے میں گھٹنے دیکھا میرا ہاتھی بھی اس
کے ساتھ موجود تھا۔ اگلے میں ایک اور مدت کے تنکے کے قریب
کھڑے ہوئے فرش کی مٹی پر نہایت آرام سے لیٹا وہ جبکہ کو
یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس کی بے چینی کا سبب جانے کی کوشش
کر رہا ہو۔ قریب پہنچے تو کھائی میں عادت سے قریب اگر
مستی میں اچھلے کو نہ لگا، میں نے اگلے ہوئے حالات کے متغیر
استفسار کر دیکھا تو دم دبا کر واپس چلا گیا۔
کیا بات ہے جبکہ؟ کیلاش نے اسے استفہامیہ نظروں
سے گھورتے ہوئے سوال کیا۔ یہ بھاری شکل پر صبح صبح بارہ
کیوں بچ رہے ہیں؟
اس لیے کہ زوال کا وقت قریب آچکا ہے۔ جبکہ تیری
سے بول رہا ہے۔ ابھی کچھ دیر بیشتر لوگ باہر آ رہے تھے۔
لوگ آ رہے تھے؟ ہم ایک ساتھ ہی چسکے۔
کیوں نہ کیا لوگ کسی زلزلے یا طوفان کا نام ہے جسے کسی کہ
تم دونوں کے چروں پر پوشیتیں طاری ہو گئیں؟
میں قصہ سے آ رہا تھا وہ کچھ کیلاش نے دریافت کیا۔
میں نے لوگ کے حامی بڑی اور قربانی کا اہتمام کر
کر رہے ہیں۔ جبکہ سچے سچے سے بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ تجھیں
بھی اس طرح اس شرکت کی دعوت دینے کی موزنی سے آ رہا تھا۔
تم دونوں کے بالے میں یہ نظروں میں دریافت کر رہا تھا۔

کیا کہہ رہا تھا؟ اس بار میں نے سوال کرنے میں جلدی کی۔
میں خیال ہے کہ وہ تم دونوں کی کسی حرکت پر ناراض ہے۔
جبکہ ہماری جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ کیا تم اب بھی
تیرانے کی زحمت گزار کر اور کہ اس وقت بھاری سواری کا
آ رہی ہے؟
آج ہم ڈرائیو سٹلے تھے۔ جھیل تک چلے گئے تھے۔ یہ کیلاش
بے پروائی سے کہا۔
رہنمائی کے لئے اوپر اپنی حرکتوں کا سایہ برقرار رکھے اور
آگے بھی ہمیشہ سچے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ جبکہ باہر
جیتے بلیجی سے میرا جواب دیا۔
تم لوگ کس سلاٹے میں کچھ لوگ اس کو رہے تھے۔ یہ کیلاش تیار
کیا کہہ اس نے ہمارے بالے میں؟
صرف آنا کہ ہم صرف قیادت کی مراد دیکھ رہے ہیں۔ ہم
نہیں ہم نے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی یا خشکی کے پانی
سمندر یا جھیل میں قدم رکھا وہی لوگ اس کا نمونہ بن گئے۔
مجبور کر کے گاؤں اور پھر ہماری جہانوں جیسی حیثیت اس کی
نگاہوں میں باقی نہیں رہے گی۔ جبکہ نہایت سنجیدگی سے ہم
تیار ہو کر گئے گھوڑ کر لڑا۔ کیا میں کھوں کر تم دونوں نے اور
کے اس غور سے فرار کا کوئی راستہ تلاش کر لیا ہے یا کوئی
منصوبہ بنالیا ہے جو لوگ کے گاؤں تک پہنچ گیا ہے؟
کیا تم نشتے فاش ہو چکے ہو؟ کیلاش نے اس کا
سوال نظر انداز کرتے ہوئے دریافت کیا۔
نہیں۔ جبکہ کا لہجہ معنی خیز ہو گیا۔ پہلے میں اس بات
کا منتظر تھا کہ تم لوگ آ جاؤ تو ایک ساتھ نشتہ کر دیں گے لیکن
لوگ کتنے کے بعد میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ آج میں نے
روزہ رکھنے کا عزم ارادہ کر لیا ہے۔
روزہ؟ میں نے نہایت دھمکے انداز میں کہا۔
اب ایک روزہ رکھنے کی کیسی سوچ ہو گئی۔
میں نے ایک منت مانی تھی۔ جبکہ بے سوز معنی خیز لہجہ
میں سرکرتے ہوئے کہا۔ آج اس منت کے پورا ہونے کا خیال
آ رہا تو میں نے روزہ رکھنا ضروری سمجھا۔ ابھی روزہ رکھنے سے
انسان نفس کشی کی عادت اختیار کر سکتا ہے۔
کیا مطلب؟ کیلاش نے نہایت کما۔ کیا آج بھی وہ
میں بے نیسب و با کا دھیان آ گیا تو نفس کشی کی پرکھیں کر رہا
تھے۔ قیاس تھا کہ کتنا لاؤ وہ پاس آگے نہیں بڑھ سکے گا۔
جبکہ اب اس نے اس گھوٹے سے سیدھی گئی۔
کیوں بچھڑتے مانع میں اور دیکھ عجموں کو تیار کرنے کا خیال

زینس سوار ہو رہا ہے؟
تیرا بے چروں سے قندہ تھک چکی سی ہے۔
اس میں لے چلے چلے گا۔ یہ کچھ دیر آرام کر لو پھر طریان
خدا جی گھوٹے کو لے دینا۔
میں نے ملاخا زہ دست سے نو میں ایک بار چرخیت منہ بند
لوں کا کھیلے ہاتھوں کے ساتھ چھڑے چھڑا کر ارادہ جتنی جلدی
میں کر کے اپنے مانع سے نکال دو۔ میں نے ٹھوس آواز میں
کہا۔ سمورا کی بات دیکھتی تھی لیکن لوگ وہ شاید نہیں معاف
نہیں کرے گا۔
آج جلدی کی آخری نتیجہ پر چھلکا۔ لنگنے کی کوشش
میں کو جمل، چھلے پلے، ہاتھ کر لو، بھلائے جسے کیلاش کے
خفا میں زارہ کا کان کا اس جھک رہا ہے۔
کیا تم نے ہاتھ لے کر نہایت کیڑا کر رہی ہے؟
تیرا آگے بڑھتے ہوئے دریافت کیا چھلکے کے کہے میں
بھی کلاس نے فدا جبکہ زندہ ماد کا قہر بلند کیا اور میرا
لوٹ پڑا جہاں جبکہ نہایت پیٹنے سے تھکے گاؤں پر تھک
اتھا کہ کھاتا، بارہ تیرو میل بدیل چلنے کے بعد مجھے جی شرت
سے جھک گئی تھی اس لیے میں نے بھی مختلف طرفوں کے
مصلحتی نشتے کی پلٹیں پلٹتے حالت کو نامعلوم کر دیا۔
دشمن اور دشمن ہر قسم دشمنیوں کے دلیں سے بناؤ
پریشان تھی اور جبکہ مزید ختم تھی۔
میری حالت تھی کہ میں ہر وقت نامی کو ساتھ
لے کر چل رہی تھی کہ اس سے بچل جاتا تھا چنانچہ اس نام بھی
پر چھل میں کئی فرق نہیں آیا۔ عام طور پر اس وقت جبکہ
مجھے بہت لپے بہت پرستہ نظر آتا تھا لیکن اس شام اس کا بہتر
فائل تھا کہ لپے کو میں لگا لیکن پھر اس خیال کے ٹکس سے
آج وہ جلدی سدا ہو گیا اور لنگنے کے اس سے بچل گیا تو میں
ٹائی کے ساتھ باہر کی جان کیلاش اگلے میں ملنے دنگلے
میں حریف تھا، میں نے کیلاش کو جلدی جانے کے اشارے
دے دیے کہ اس کا احوال سے بچل کر بادی کے خلاف سمت ڈالی
پاڑیوں کی طرف چلی پڑا۔
ابھی میں تقریباً دو فرلاگے دور گیا ہوں گا کہ میری نظر
بائیں جانب والے درختوں کے چھنڈے والے راستے کی جانب اٹھ
گئی۔ میں نے دیکھا کہ میرے قہار کے قہار نے نہایت بڑھوں کی
سنبھلے ہوئے حق و باطل کی ایک سمت چلے جا رہے ہیں مجھے ادا گیا کہ
جبکہ کل بتایا تھا کہ لوگ کے حامی اس کے دوبارہ برسرِ قہار

تیرے کی خوشی میں برسی پوجا اور قربانی کا اہتمام کر رہے ہیں
ہیں، ابھی اس میں شرکت کا پیغام ملا تھا لیکن ہم نے باہمی
مشق کے بعد اس جتن میں خربک ہونے سے محبت کر لی
تھی یہاں یہ بتانا اندھروں سے ہے کہ اس جتن میں شرکت کرنے
کی عمر میں کا اہتمام سے زیادہ جبکہ کیا تھا اس نے دلیل
پیش کی تھی کہ اس کے عیسے کو دیکھ کر اس کے مذہبی جذبات
بھڑک اٹھتے ہیں اس لیے مناسب یہی ہو گا کہ اسے جتن کی
طوفان بدلتی سے علیحدہ ہی لکھا جائے موقوف کہ جبکہ
ہی کی مخالفت کی بنا پر ہم نے بھی لوگ سے معذرت کر لی
تھی۔ مجھے اس بات کا علم تھا کہ سورج غروب ہوتے ہی
قربانی اور پوجا کے ہنگامے گورم ہوجائیں گے چنانچہ مجھے یہ
اڈازہ لگنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی کہ کھائی یا تیر
بچنے کی صورت میں اپنے دل کی پوجا کرنے اور قربانی کی
بے ہودہ رسم میں شرکت کے لیے جا رہے ہوں گے۔
میں طہنی ہو کر آگے بڑھنے لگا اور ایک مختصر سے پناہی
ٹیکے کا وسیع چلا گیا جہاں سے میں اکثر سورج غروب ہونے
کا سین اور دل فریب منظر دیکھ کر آتا تھا، اس روز بھی میں
دوبتے سورج کی آخری کرلیں کو دیکھنے دیکھ رہا تھا کہ ایک
بلند ہونے والے ایک شعلے میری تمام دل چسپی ختم کر دی
میں نے تیزی سے گھوم کر ادھنی جانب نگاہ دوڑائی تو پھر
سے شعلہ بلند ہو کر غائب ہو گیا تھا، یہ وہی مقام تھا جہاں بڑے
میدان میں کھائی کرکوں نے اور کا سب بڑا عجم سما گیا
تھا اور تمام بڑے تین اسی میدان علاقے میں منعقد ہونے لگے
قوری طور پر تیسرے روز میں ہی خیال اٹھ کر غائبانہ قربانی
اور پوجا کی رسم کا آغاز ہو رہا ہے۔ ہر چند کہ ہم نے اس جتن
میں خربک نہ ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن نہ جانے کیوں
میرا شوق مجھے پھر کا اور میں باڑی ٹیلے سے پہنچے انکر
میدانی علاقے کی طرف قدم بڑھانے لگا۔
ابھی میں ٹیلے سے انکر کے شکل مجھ سے قدم ہی آگے بڑھا
ہوں گا کہ ایک بار زوردار دھماکا ہوا جس کے ساتھ ہی دو بارہ
ایک شعلہ بھڑک کر آسمان سے بائیں کھٹے غائب ہو گیا اور
اس کے بعد شور و غل کی تیز آوازیں اٹھنے لگیں مجھے یوں
لگا جیسے میدان میں جمع ہجوم غیظ و غضب کے عالم میں
مشغول ہو کر چلا رہا ہو۔
جتن کے تو نعوں پر اس قسم کا شور و غل اور ہنگامے
میرے لیے کوئی نئی بات نہیں تھی لیکن اس شام یہ جانے کیا بات
تھی جو دھماکے کی آواز بلند ہوتے ہی میری انٹی آنکھ تیزی سے

چھوٹے لنگی، میں اس تہ کے داموں اور کماؤں کا نشانہ رہا۔
 کبھی نہیں ہوا مکمل اس روز مجھے یوں لگا جیسے کوئی خطرہ
 ہماری جانب بڑھ رہا ہے اس خیال کے ذہن میں ابھرتے
 ہی میری رفتار تیز ہو گئی، میں ابھی کچھ ہی دور آگے گیا تھا
 کہ میں نے کیلاش اور سادری کو تیزی سے اپنی سمت آتے
 دیکھا شتم کھلے گھر سے ہونے لگے تھے لیکن اس کے باوجود
 میں نے ان دونوں کے پیچھے سے اناڑہ لگا لیا کہ وہ مجھے کوئی
 بُری خبر نہ دے والے ہیں دوسری جانب میرا دل علاقے سے ملنے
 ہونے والا شور و غل اور لوگوں کی چیخ و پکار جنونی کیفیت
 اختیار کرتی جا رہی تھی اچانک مانی نے بھی معلق سے غور و
 کی آواز میں بلند کرنا شروع کر دیں۔

”بھال، بھال! کیلاش نے مجھے دیکھ کر دوسری سے ملنے آواز
 میں تقریباً چمچے ہوئے گنا۔ غضب ہو گا۔ روکا اواس کے عیالوں
 نے جب تک کو بچہ لیا ہے اواب وہ اسے دیکھ کر ہونے کی کیفیت
 پر چلنے جا رہے ہیں۔“

”مگر کیوں؟ میں نے تو کھلا کر سوال کیا۔ آخر سب کیوں
 ہوا ہے؟ جب تک نے کیا جرم کیا ہے؟“

”میں بتاتی ہوں، سادری دہانتے ہوئے بولی۔ مرنار اور
 اس کے مصنفی جیسے فالے بجاری اپنی پوجا اور قربانی کی باتوں
 میں مصروف تھے کہ اچانک فائدہ جیکب وہاں پہنچ گیا اس نے
 اور اسے جیسے پرکونی غول چھوڑ کر اسے آگ لگا دی پھر جب
 قطعاً بھڑکے تو اس نے خوشی سے جھلاتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ

”فیضان مر گیا۔ فیضان مر گیا۔ خوشی ملی جیتنا چلا، آدھ دھنیا کے
 عیسے دور بھاگ رہا تھا کہ ایک زبردست دھماکہ کی آواز
 سنے میں ہل گئی اور دیکھو کہ پر سے اڑ گئے۔ اور کاجا ہوا
 وزنی سرکہ بجاری کے اوپر اڑنا ہوا اگر تو وہ بجاری بھی میں
 کو اٹھ کر گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک اور صلابت سے ہوا کہ اگر
 اواس کے بجاری بھی شش درہ گئے لیکن پھر انھوں نے غار

جیکب کو گھیر کر پکڑ لیا، اس کے ہاتھ پر ایک ستون سے بانڈھ
 نیچے ہیں اواب وہ جیسے کھلے کا پیر کو گھر میں بانڈھے ہیں۔
 ”مجھے یقینی تھا کہ جیکب ایسی حالت سے باز نہیں آئے گا
 تھا مانی نے اس نے حال سے ملنے عیش میں خیرک ہونے
 کی مخالفت کی تھی۔ میں نے ہرٹ چلنے ہونے کا پیر سلوری
 سے بولا کیا نہیں نہیں ہے کہ روکا ہمارے ساتھی کو معاف نہیں
 کرے گا؟“

”اس خیال کو ذہن سے نکال دو۔ سادری نے تیزی سے
 جواب دیا۔ روکا مذہبی معاملات میں کسی جملہ سے بھی زیادہ
 سکتا اور بے رحم واقع ہوا ہے۔ اسی نے پجاریوں سے کہا ہے

غیر کہیں مجھے۔ دیکھ کر حیرت میں ہوئی کہ جیکب کیسے پر کر رہا
 رہے گا۔ جیسے ایک عجیب سی سترت جو گرہ مٹتی تھی۔
 میں نے اپنے ذوق دوست کو دیکھ کر گفٹ سے چھوٹا

روک کا ایک ستر میں ہونے کے سبب وہ مجھے نہیں دیکھ رہے تھے
 خیال پر حال تھا کہ جب میں جیکب کو کاڈھے پر لاؤں گا تو اس سے
 ہٹنے کی کوشش کروں گا تو روکا اور اس کے بھائیوں کو خطرے
 احساس ضرور ہوگا اور پھر وہ مجھے گھیرنے کی کوشش بھی ضرور
 کرے گا۔ مانی نے میری یہ شکل کسی حد تک آسان کر دی اس نے

ایک بجاری کی پنڈلیوں میں اپنے اذیت لگایا کہ کڑا ڈیوے پھر ملنے
 میں سے بھڑکے لگا، بجاری کی پر بنا کہ جیسے اور مانی کی آواز
 نے روکا اور اس کے بھائیوں کی جوابی جانب مبدل کر لی۔
 ”میں سادری اور دلیر سا تھا۔ روکا غضب ناک انداز میں

بلا بایا اس پاک اور عیس جانور کو ہلاک کر دو نیزہ مارا کہ
 اس کے سر کو چھینتی بنا دو۔“

مانی نے ایک سمت جھٹ لگا کر بجاری کی شروع کر دیا، روکا اور
 اس کے مصنفی جیسے فالے بجاریوں کے علاوہ کچھ دوسرے لوگ
 بھی نیزہ بھجال کر مانی کی جانب دوڑ پڑے۔ یہ سب کچھ
 بد مکتبت تھا، جیکب نے مانی کو غنا کسی ایسے ہی منہ کی

وجہ سے ہمارا جانت دہنہ کیا تھا، میں نے نہ نہیں لگا کی جلدی
 جلدی جیکب کو پسوں سے آزاد کیا اور اپنے کندھے پر لا دیا۔
 ”یہ کیا ہو رہا ہے؟ کچھ دسٹی جیکب کو فضا میں معلق

حالت میں دیکھ کر چلنے لگے۔ یہ ریسوں کی قید سے کس طرح
 آزاد ہو گیا؟“

پھر ان پانچوں نے مجھے دائرے کی شکل میں گھیرنے کی کوشش
 شروع کر دی یہ صورت حال میرے لیے پشیمان تھی میں ایک
 لے کو کا بان کا علاقہ تنگ ہوا جا رہا تھا معایسے ذہن میں سنبھل
 کا خیال آیا میری جیب میں موجود غنا برقی زنادی سے بیٹول
 نکال کر میں نے یکے بعد دیگرے تین فارکیے تین دسٹی پھیل

کر گئے تو جمع کر گیا، ان کے چوڑے پرخوں ولس نظر نہ لگا
 وہ ان دھماکوں کو غنا بنا دیا تو ان کا غضب بھڑکے تھے، میں نے

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ریبک کو ڈاڑھ کی اوٹ میں
 دبایا پھر تیز چمک لکھا۔

”اور دھماکہ کو؟“ تم دلیر ماور کی مخالفت نہیں کر سکتے۔
 ایک مولی شخص نے مانی کی طرفوں کے سامنے تھے مقدس ملوثا
 کے پرچے اڑانے لگے اور تھلا مارا رہے ہی سے دیکھے روکے سانسہ چھوڑ

لا۔ ایک ایسی نے آج اور کھلے قدم و غضب اور غلبہ کو لگا لگا
 سہ۔ ہر اورت میں کی دھیں میں جو مقدس اور کھلے حکم پر پہنچے

ذہن کو لے جا رہے ہیں۔ اور گنا اسے اپنی مرضی کے مطابق بنا
 دے گا۔ ہمارے سامنے جھک جاتا دہن اور گنا کا غضب ایک
 ایک کر کے تم کو خوف ناک دھماکوں کے ساتھ ختم کرنا ہے گا۔

اپنے نیزے پھینک دیا اور ستر میں پرک کر دو۔
 میرا غنا نیت کا سیلاب ہوا، اپنی تقریر ختم کرنے میں اس نے

دو فائراور کیس کے پیچھے میں قبیل کے دو آدمی اور دھڑکے
 پھوڑی ہوا جو میں نے چاہا تھا، جیسے کہ جسے خوف و ہشت

سے زندہ رہ گئے، نیزے پھینک کر اچھوں نے دائرے کی صورت
 ختم کر دی پھر کھلنے لگے بل زمین پر بیٹھ کر سجدے کی حالت میں

چلے گئے۔ میں جیکب کو کاڈھے پر اٹھنے سے بھیل کی سمت دوڑنا
 رہا، کوئی عیبی قوت یقیناً میری مدد کر رہی تھی ورنہ اندھیرے میں

اٹھنے سے نہیں ہوتی پر برقی زنادی سے ایک انسان کے زونی پر بھڑک
 اٹھنے سے دھن دھان میں نہیں تھا۔ مانی کے بھونکنے کی آواز

خاصی دور سے سنائی دے رہی تھی، روکا اواس کے ساتھی پر شور
 اٹھا میں چلنے دھننے غنا بنا مانی کا غضب کر رہے تھے۔

میں نے اپنی رفتار اور تیز کر دی پھیل کا فاصلہ میرا نماز
 کے مطابق ابھی باقی میل سے زیادہ ہی باقی تھا مجھے کیلاش اور

سادی کا خیال بھی لاقی تھا، نہ جانے ان پر کیا بیٹی ہو؟ ایک
 بار مجھے اور کیلاش کو کشتیوں والے جو تہ کے قریب دیکھ لیتے

کے بعد روکا کے عافظوں نے وہاں کی غرائی کے انشادات یقیناً
 زیادہ سخت کر دیے ہوں گے؟ سمجھنے لگا تھا کہ دوسری بات جنھوں

بجاریوں کے علاوہ اگر کوئی ان دونوں کے قریب جانے کی کوشش
 کرے تو اس کا جسم بے دریغ نیزوں سے پھینکی کر دیا جائے گا۔

کیلاش و دونوں کشتیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوگا؟
 سمیرا وہ ہیں منفرد خیالات ابھر کر آپس میں گڈ مڈ ہوتے

ہیں میرا سانس رفتہ رفتہ چھوٹنے لگا، میری نقاد بھی دم نہ ہونے
 لگی موت کا ہول ناک تصور مجھے سہارا دے رہا تھا لیکن پھر اچانک

میرا جیڑا ہمارا زمین پر پڑا تو میں اپنا نواز بول رہا تھا کہ سکا میں
 نے خود کو سنبھالنے کی بہت سی کوشش کی مگر جیکب کا نواز بھی میرے

شندے پر پکڑا پکڑا تھا اس لیے مجھے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں
 ہوئی، میں اڑ کر پڑا ہوا آئینے سے زمین پر گر کر پھر لول غسوس

ہوا جیسے میری بیٹوں کے نیچے ان گنت تیز زرخشاں ابھر کر گئی
 گھپ اڑھروں میں ڈوب گئی ہوں۔

مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ میرا ستر میں پرکرتے وقت کسی
 زونی چہرے میرا تھا ساں کے بعد کیا ہوا؟ مجھے کچھ جوش نہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسے یاد دلایا پھر سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔
 ”تم تبلیغ کے ذریعہ بھی ان بد بخت گمراہوں کو روشنی دکھاتے
 تھے۔ اور ان کے غمخواروں کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑ گئے؟“
 ”اس لیے کہ میں جانتا تھا کہ جب تک اور کا غمخوار
 بت ان کی نگاہوں کے سامنے اپنی معذرت اور ہیبت ناک
 صورت میں موجود رہے گا وہ کم بخت خدا پر ایمان نہیں لائیں
 گے۔ ہمیشہ اس بات سے خائف رہیں گے کہ اگر انھوں نے
 اپنی راہ بدلنے کی کوشش کی تو اور کا قہر انھیں تباہ کرے
 گا۔ چنانچہ انتہائی غور و خوض کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ
 اور کے غمخواروں کو برباد کرنے کے بعد ان بد بختوں کو احساس
 دلایا جائے کہ ایسے تئوں کو ماننے سے کیا حاصل ہو اپنی
 حفاظت آپ نہ کر سکیں۔“
 ”تم جاہلوں میسوی بائیں کو کہتے ہو: کیلاش بھڑک اٹھا۔
 ”دنیا میں سیکڑوں اور ہزاروں قسم کے لوگ ہیں جو اپنے
 اپنے انداز اور طور طریقوں سے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔“
 ”لوگا اور سورا دونوں نے کہا تھا کہ بھوری پھاڑیوں
 پر موت منڈلاتی ہے اس لیے آج تک کسی نے اس طرف
 جانے کی ہمت نہیں کی۔“ پھر ہم اسی سمت کیوں جا رہے
 ہیں؟“ جب تک نے سنجیدگی سے سوال کیا۔
 ”ممنوع کے اصولوں سے بحث کرنا ہی احمقانہ
 دلائل پیش کر رہے ہو۔ کیلاش نے اسے قائل کرنے کی
 کوشش کی۔ بحری عقاب کی تباہی سے پیشتر اگر ہم کسی
 سے اور وینا کے جزیرے کے بارے میں دریافت کرتے تو
 وہ یقیناً ہمارا مضحکہ اڑاتا یا پھر یہی مشورہ دیتا کہ ہم اس
 جزیرے سے دور رہیں کیونکہ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے یہاں
 زندگی کا ایک نئے انداز میں نہیں دیکھا۔ سیاح اور سیاحی
 کے مطلب بھی سمجھتے ہو؟“
 ”جس نعت میں یہ دونوں لفظ ایک ہی میں لفظ متغ
 بھی پایا جاتا ہے کبھی فرصت ملے تو اس کے معنی بھی دیکھنے
 اور سمجھنے کی کوشش ضرور کرنا۔“
 ”گو یا تم ابھی تک اس بات پر اکتے ہوئے ہو کہ تم نے جو
 کچھ کیا اسے عقل مندی کے نمبر میں شامل کیا جاسکتا ہے۔“
 ”تم بنیادی طور پر عقل مندی سے منع ہوئے ہو۔“
 ”دوست! اس لیے اس بحث میں الجھنے کی کوشش نہ کرو تو بہتر
 ہوگا۔“ جب تک نے دستور سنجیدگی سے جواب دیا پھر گفتگو
 کا رخ بدلتے ہوئے بولا۔ ”میرا خیال ہے کہ میں سب سے پہلے
 مال کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔“

”انہی آواز سادری کی تھی۔“
 ”پھر مجھے کوئی احتیاطی تدبیر اختیار کرنی پڑے گی۔“
 ”کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم جان کو بچانے کی خاطر اس سے
 بچ پانی کے چھینے۔“ جب تک کی آواز سانی دی گیا، یکیش
 اس کا جملہ ٹھٹھکا دیا۔
 ”تم اپنی زبان بند ہی رکھو۔ یہ جو کچھ ہر لہجہ فطرتاً ہی
 جڑ سے ہوا ہے۔“
 ”یہ تھا را خیال ہے لیکن میں اسے شہیتہ ایزدی کہوں
 گا۔“ جب تک بولا۔
 ”اس سے پیشتر بھی بخاری عمارتیں میں موت کے دہانے
 پہ لے جا چکی ہیں۔ کیلاش جھلا گیا۔ آخر تمہیں ان وحشیوں
 کے مذہبی معاملات میں دخل انداز ہونے کی کیا ضرورت تھی؟
 ”وہ گڑھی کے راستوں پر اندھوں کی طرح جھنگ رہے
 ہیں انھیں روشنی دکھانا اور راہ راست پر لانا میرا دینی
 فرض تھا۔“
 ”فادر جب تک آسادی نے وہی زبان میں کہا۔“ تھا را
 بچ جانا بھی کسی مجھ سے کم نہیں، اگر جمال نے اپنی جان پر
 بھیل کر تمہیں بچانے کی کوشش نہ کی ہوتی تو اب تک وہ
 اور کے قدموں میں بخاری فریادی گوارہ جے ہوتے۔ میں نے خود
 اپنے کانوں سے لوگا کا وہ حکم سنا تھا جس کے مطابق تعین
 ہوں کہ تمہارا گوشت بچا دیوں اور قبیلے کے دیگر لوگوں کے
 درمیان تقسیم کر دیا جائے۔“
 ”میں اسے بھی شہیتہ ایزدی ہی سمجھ کر قبول کر لیتا۔“
 جب تک کے لیے سے اطمینان ظاہر ہو رہا تھا۔
 ”لیکن ان لوگوں کا کیا ہوتا ہو تھا را بھنا ہوا گوشت حلق
 کے نیچے آتے۔“ کیلاش تھکا کر بولا۔ ”بھگوان کی سواگدان کا
 انجا بھی جیسا کہ ہی ہوتا، تھا را زہر ملا گوشت انھیں بھی
 موت کے گھاٹ اتار دیتا۔“
 ”جو لوگ مذہب کی راہ میں سر سے کفن باندھ کر نکلتے
 ہیں انھیں انجام کا مطلق کوئی خوف نہیں ہوتا۔“
 ”پھر وہی الٹی یہی باتیں شروع کر دیں تم نے۔“ کیلاش
 نے تیزی سے کہا۔ ”کیا تعین نفس ہے کہ تم ان جنگلیوں کو اپنے
 سانچوں میں ڈھالنے میں کامیاب ہو جاتے۔“
 ”کوشش کرنا میرا فرض ہے۔ کامیابی یا ناکامی کا
 انھار بہ حال خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔“
 ”جو گانے تمہیں تاکہ کی بھی کہ تم مقامی لوگوں کے مذہبی
 معاملات میں دخل ہونے کی حماقت نہیں کرو گے۔“ کیلاش نے

”انکا“ ”اقابلہ“ ”سونا گھاٹ کا پجاری

”غلام رو حیں“

جیسی لازول کمائیوں کے خالق

انوار صدیقی

کی ایک نئی اور چونکا دینے والی کہانی

مخرو اسرار کی رونگھٹے کھڑے کر دینے والی

داستان

خبیث

پانچ حصوں میں مکمل

قیمت: مکمل سیٹ = 200 روپے

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

تھوڑے وقفے کے بعد پانی کے ہم دم
 ذہن کو رفتہ رفتہ بیدار کر دی تھی بے آہستہ آہستہ گوری ہوئی
 باتوں کا نیل آنے لگا، میں جب تک کو کندھے پر اٹھائے شہیتوں
 ولے گھاٹ کی جانب بڑھا، اٹھا، اوپٹے نیچے ہمارا راستوں
 پر زندہ رہنے کی آرزو تھی بڑی رفتاری سے دوڑنے پر مجبور
 کر دی تھی پھر جب تاریکی کی چادر دبیز ہونے لگی تو مجھے کھ نظر
 نہیں آ رہا تھا، میں انداز سے سمت کا تعین کر کے بھاگتا رہا
 لیکن ایک جگہ میرا توازن بگڑ گیا، میں نے خود کو سنبھالنے کی
 کوشش کی مگر گرنے کے مترسیر مری ٹھوس پتھر سے ٹکرایا تو
 میری کھوپڑی میں بیک وقت مٹی سورج طلوع ہو کر شہیت
 غروب ہونے چلے گئے اور اب۔
 میرا جسم کچھ اس انداز میں بل رہا تھا جیسے میں پانی میں
 کسی تختے پر لیٹا ہوں غنودگی کا ہلکا ہلکا آہستہ آہستہ
 بوہل چوٹوں پر طاری تھی۔ پانی کے چھینے میرے چہرے پر
 پڑتے تو مجھے یوں محسوس ہوتا جیسے کوئی مجھے ہوش میں لانے
 کی کوشش کر رہا ہو، میں نے اپنے ذہن میں ابھرتے ہوئے
 سوالات کو سینا خرچ کیا۔
 میری آنکھیں بند تھیں لیکن میں اس وقت بھی آس
 ہول ناک منظر کو دیکھ رہا تھا جب آسمان سے بائیں کھٹے پڑے
 شہید جب تک کے ہر جسم پر موت کے بھیاںک سائے بن کر
 چپکا لیے تھے، اگر میں نے وہاں پہنچنے میں ذرا دیر کی ہوتی تو
 شاید وہ وحشی اور جنگی دندانے میرے سر پر زبردست کھجوں
 کر کھا چکے ہوتے اور مقدس اور نیکی کی خوشنودی کی خاطر ان
 کا جنونی رقص جاری رہتا۔ میں نے بوہل چوٹوں کے زمین
 ہلکی سی بھری پیدا کر کے دیکھنا چاہا کہ قدرت نے مجھے کس
 حالات سے دوچار کر رکھا ہے، جسم کے ہیکلے اور سامنے کی
 رفتار مجھے میری زندگی کی نوید دے رہی تھی مگر اس کے ساتھ
 ہی یہ خیال بھی مجھے پریشان کر رہا تھا کہ اگر خدا غواستہ آٹھ
 کھولنے کے بعد میرا کوئی ساتھی میری نگاہوں کے سامنے نہ ہوا
 تو میں کراہ کر کیا بیٹھتا۔ ابھی میں بہوٹھی رہا تھا کہ کیلاش
 کی آواز میرے کانوں سے مگرانی۔
 ”میرا خیال ہے کہ اب جمل کو ہوش میں آجانا چاہیے۔“
 ”اور اگر تم کچھ دیر اوپر بے ہوش رہے تو کیا ہوگا؟“

ساتھ بھی یقیناً یہی ہوا ہوگا۔ تم جو کہ خوف کی حالت میں دو جا رہے تھے اس لیے کسی پتھر سے ٹکرا جانے کے بعد شعوری طور پر ہوش و حواس گھو بیٹھے لیکن تمہارے لاشعور میں تو چونک کر یہ بات مٹی ہو چکی تھی کہ زندگی بچانے کے لیے تمہیں اتنی دیر تک ایک جدوجہد جاری رکھنی ہے اور جب کہ کو ساتھ لے کر کشتی تک پہنچنا ہے اس لیے تمہارے جسمانی اعضاء اسی انداز میں حرکت کرتے رہے جس طرح تم نے سوچا تھا، پھر وہ بے پاس آ جانے کے بعد تمہیں اپنے تحفظ کا یقین مل گیا تو فوراً لاشعور بے ہوش ہو بھی گیا۔ یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ اس عمل کو تم اگر چاہو تو اپنی بے ہوشی کا نام بھی دے سکتے ہو۔

ایک دوست اور تجھ کا ڈاکٹر اور سرجن ہونے کے ملتے کیلاش اپنا فرض برہی خوب صورتی سے پورا کر رہا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ وہ کوئی طبی قوت ہی رہی ہوگی جس نے موت کے دہانے سے زندگی کے راستوں تک میری رہنمائی کی تھی۔ میں پہلے بھی قدرت کے کرشموں کا تماشا دیکھ چکا تھا۔ میں نے کیلاش کی بات کی تردید نہیں کی، ایک لمبے کو میری نگاہیں بے اعتنا رکھ دئی کہ اس انجینئری کی جانب اٹھ گئیں جو میں نے مجذبہ کے ہاتھ سے انادی بھی، کوئی ایسی قوت اس انجینیئر میں ضرور موجود تھی جس نے فوری طور پر میرے ذہن کو پرسکون کر دیا۔

”میرا مشورہ ہے کہ اگر تم لمبی چوڑی تقریر سننے کے بجائے کچھ دیر آرام کرو تو زیادہ مناسب ہوگا۔“ جبکہ کہتا ہوا کہہ دیتا کہ مجھ کو یہ باتوں پر فخر دیکھنے کے بعد پھر تشویش ناک واقعات سے دوچار ہونا پڑے۔

”تم جب بولو گے ہمیشہ فصول اور غیر ضروری باتیں آجھانے سے نکلیں گی۔“ کیلاش نے جبکہ کو گھورا۔

”اور تم نے جو بے وقت کی راگنی شروع کر رکھی ہے۔“ جبکہ چڑکیا۔ ”بھلا اس وقت تمہیں بے ہوشی خواب بیاد یا باشعوری اور لاشعوری حرکتوں پر اپنے تجربیات اور مشاہدات کا شمار کھول کر بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ بھی طرح حمال کو یہ مشورہ بھی لے سکتے تھے کہ فی الحال تین صرف آرام اور سکون کی ضرورت ہے۔“

”پہلے میں نے ہی ارادہ کیا تھا لیکن اس خیال سے عمل نہیں کیا کہ جہاں شیطان موجود ہو وہاں کسی انسان کو سکون اور آرام بہتر نہیں آ سکتا۔“

”مجھے آئیے میں تم سے اپنی شکل بھی دیکھی ہے؟“

”اتنی فرصت کہاں ہے۔“ بیٹھنے میں مصروف دیکھ کر کیلاش نے ایک مرد آہ بھر کر کہا۔ ایک بار جلدی میں خوش کی تھی لیکن بعد میں احساس ہوا کہ آئیے کے بجائے تمہاری فیم شدہ تصویر میرے سامنے تھی۔“

”سادری! میں نے کیلاش اور جبکہ کی لوک جھوٹا کو غم کرنے کی خاطر سادری کو غمی طلب کیا۔“ بھولی پادری کے بالے میں تھا اور کیا خیال ہے؟

”میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتی البتہ میں نے مزار پر گاہ اور سمورا سے منہ سے ہمیشہ ہی سنا ہے کہ جب بھی کسی نے کٹائے کی حد سے آگے جملنے کی کوشش کی وہ دوبارہ کسی کو نظر نہیں آتا۔“

گنگا کے پجاری ناگ

اسے حید کے ایڈوکیٹس قلم سے

جس دلیل میں گنگا سنی ہے۔ اس دلیل کے ہمارا راز خانوں اور جنوبی بھارت کے ہوس پرست پجاریوں خیر عشرت گاہوں اور بندھیا چل کے خطرناک جنگل میں ایک پاکستانی نوجوان کا سفر نامہ۔

قیمت: چھ اڈل

قیمت: چھ دوئم

50/-
100/-
مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

”ہو سکتا ہے پادریوں پر آدم خور دندے لڑتے ہوں انسانوں کو دیکھنے ہی ان پر چھپتے پڑتے ہوں اور چھپتے ہوئے ہوں۔“ جبکہ خیال ظاہر کیا۔

”یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان ان پادریوں پر جملنے بعد راستہ بھٹک جاتا ہو اور...“

”تم بیک لے ہو مانی ڈاکٹر سرجن! جبکہ برہنہ رہا۔“ ہم اس وقت بھوری بیاد کی کا ذکر کر رہے ہیں جہاں اپنا کائنات جہاں قدم رکھتے ہی اچھے خاصے معقولانہ بھی بے حد معقول ہو جاتے ہیں۔

”مجھے خوشی ہوئی فادر جبکہ کہ اب تمہارا ذہن اصل حالت کی طرف واپس آ رہا ہے ورنہ جس وقت موت سے فرار ہونے کے بعد ہوش آتا تھا اس وقت تمہاری کیفیت بھیک نہیں تھی۔ بار بار تم عجیب غریب باتیں کہہ کر بڑھانے لگتے تھے اور وہ زبان تمہاری اپنی نہیں۔“ کیوں سادری! کیا کیلاش درست کہہ رہا ہے؟ جبکہ کیلاش کی بات پر سادری سے گھبرا کر نصیحتیں چاہتے ہوئے مسکرایا۔

”میں نے تم کو متعدد بار منع کیا، لیکن تم نے میری بات نہیں مانی۔“ میں نے جبکہ کہتا ہوا کہ وہ قدم چوبند بازی اختیار کیا۔ ”میں نے کچھ بھی اچھے ثابت نہیں ہوئے۔“

”میں نے جو کچھ کیا بہت سوچ سمجھ کر کیا۔ اگر انہوں نے تو صرف اس بات کا کہ میں اور کے مجھے کا سر اپنے ساتھ لاسکتا۔“

”کیا مطلب! کیلاش نے حیرت سے دریافت کیا۔“

”جب تک ہمارا تعلق وحشی اور جنگلی قبائل سے رہتا

وہی سر کے ذریعے انہیں اس بات کا یقین دلانا تھا اپنے راتے سے بچنے ہوئے ہیں اور...“

اور میں بڑے یقین اور اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مثبت انداز فکر اختیار کرنے کی کوشش نہ کی جاتی ہے حتیٰ کہ میں بڑے منفی نتائج سامنے آئیں گے۔“

”نہ جھکا کر نہ پھر نرم آواز میں بولا۔“ میں نے درخت کے ایک ٹکڑے کے پیچھے لاسنے کرنا دھاندلہ ڈونڈا بند رہا کسی دن منہ کے بل گرو گے پھر تمہارا سنبھالنا بھی ہو جائے گا۔“

”تمہارے مشورے کا شکریہ۔“ لیکن تم جانتے ہو کہ میں معلومات میں جو رائے رکھتا ہوں اسے دنیا کی کوئی جتنی حکومت بھی نہیں بدل سکتی۔“

”کیا تمہارے مرنے کے بعد میں تمہاری بدروح کی کو بھی برداشت کرنا پڑے گا۔“

جبکہ خاموش رہا، اس نے اپنا رخ دوسری جانب پھیر لاش نے اطمینان کا سانس لیا پھر مجھے سے مخاطب کیا۔

”مجھے حیرت ہے کہ ابھی تک قبیلہ والوں کو ہمارا خزانہ نہیں ملے ورنہ وہ ہمیں روکنے یا جان سے مار کی کوشش ضرور کرتے۔“

”ہو سکتا ہے وہ ہمیں بستی میں تلاش کر لے رہے ہوں۔“

”یائے کما۔“

”میں صرف لوگوں کے بالے میں غور کر رہا ہوں۔“ میں بال بے میں جواب دیا۔ ”مجھے یقین ہے کہ مقدس نے اسے ان گنت پلامرا اور جسمانی قوتوں سے نوازا ہو اور ہماری جانب سے کیوں غافل رہا، کیا وہ ان کے ذریعے اس بات کا پتہ نہیں چلا سکتا تھا کہ ہم فرار کے بعد کھر کا رخ اختیار کریں گے اور...“

”میں ابھی جلد مکمل نہیں کر سکا تھا کہ میں ساحل کی طرف رخ کی آواز سنائی دیں ہم نے نظر گھما کر اترنے کے ساتھ ساتھ کوہا لے فرار کا علم ہو گیا تھا، کشتی کے قریب ہمیں ان گنت مومی شعلیں حرکت لائیں شاید وہ ہمیں تلاش کرتے پھر رہے تھے یا پھر پتھروں کا کوئی طریقہ سوچ رہے تھے۔“

”میں خطرے کی بو پا کر اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے اپنی دم لائیں اس نے جوتھنے کی حماقت نہیں کی سادری نے اسے چھوڑنا شروع کر دیا۔“

”کیا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ اب تم سادری کے ہاتھ سے چھو

لے لو پھر کیلاش نے جبکہ سے کہا۔

”تم جس مرن کی دوا ہو پھر۔“

”تمہاری بات دیکھ رہے تھے کیلاش بولا۔“ سادری نے روانگی سے قبل کہا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ موت بھی گوارا کر سکتی۔“

”یہ سادری کا خیال تھا میرا نہیں۔“

”یہ یاد رکھنے کے لیے علم زخم اس وقت تو اپنی نوک جھونک سے باز آ جاؤ۔“ میں نے کہا پھر سادری سے بولا۔ ”کیا تمہیں یقین ہے کہ ہر لوگ ساحل پر جمع ہو رہے ہیں وہ ہمارا تعاقب کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔“

”سوچ کر روشنی ہوئی تو شاید پورا قبیلہ ہمیں روکنے کی خاطر سمندری پھیل میں کود پڑتا لیکن رات کے اندھیرے میں وہ پانی کی آواز رکھنا بھی شدید گناہ سمجھتے ہیں اس لیے ہر لوگ اس وقت بر لٹاٹے محفوظ ہیں۔“

”میں سمجھتی ہوں کہ کیلاش نے سوال کیا۔“ وہ رات کے رات بھیل میں اترنے کو گناہ نہیں خیال کرتے ہیں؟

”ان کا خیال ہے کہ رات کا وقت مقدس اور بیکار نام کے لیے وقت ہے اور اور بیکار پانی کا شور پسند نہیں کرتا۔“

”یہ تمام کی تمام جہالت کی باتیں ہیں۔“ جبکہ براسا منہ بنا کر بولا۔ ”مذہب بھٹک کر انسان جانوروں سے بھی بڑھ جاتا ہے۔“

”ایک اہم بات اور وہ جاتی ہے۔“ میں نے کچھ سوچ کر کہا۔ ”اگر لوگوں کے پاس کوئی تیسری کشتی موجود ہوگی تو وہ صبح کا اجالا پھوٹنے ہی اپنے آدمیوں کو لے کر ہمارے اوپر چڑھ کر توڑ کی کوشش کرے گا۔“

”میں وہ وحشی حالت میں بھی کٹائے والی چٹان سے لگے بڑھنے کی حماقت نہیں کریں گے۔“ سادری نے کہا۔ ”یہ بات مجھے بھی بخوبی معلوم ہے کہ قبیلے کے لوگوں نے مجھے کٹائے والی چٹان سے آگے قدم بڑھانے کی جسارت نہیں کی ان کا خیال ہے اور گناہ اپنے درمیان کھڑا اور حقیر انسانوں کی موجودگی اپنے نہیں کرتا۔“

”قبیلے میں کسی تیسری کشتی کی موجودگی کے بالے میں تمہارا کیا خیال ہے؟“ جبکہ نے دریافت کیا۔

”میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتی۔“

”مجھے یقین ہے کہ یا تو اور دھن کے ساحل پر کہیں کوئی تیسری کشتی ضرور موجود ہوگی یا لوگوں کے آدمی راتوں رات کوئی کشتی ضرور بنائیں گے۔“

”کوئی خاص وجہ؟“ جبکہ نے کیلاش کو گھورا۔

”میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے خواہ کوئی بھی طریقہ کریں۔“

”اختیار کیا جائے لیکن وہ ہر حالت میں اور دتس کے لیے

وجود میں تھا، البتہ یہ ممکن ہے کہ اس دور کے لوگوں نے کسی قسم کی ہوائی مشین ایجاد کر لی ہو۔
”مجھے یہ سب کچھ ایک خواب سا لگ رہا ہے۔“ سادری بولی۔ ”لوگ انے سب کا جو تصور پیش کیا تھا یہ جنگ اس سے قطعی مختلف نظر آ رہی ہے۔“

”کی خیال ہے، ہر غار کی جانب چلیں؟“ میں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا پھر اپنے قدم آگے بڑھائے۔ زبلہ نے چون ایک انجانی شخص مجھے سب سے پہلے اس غار کی سمت جانے پر اکاڑی تھی، ماضی سے براہ تھا اور خوشی سے اچھلا پھر رہا تھا۔ کیلاش نے اپنا سفری جرمی بیگ اٹھا کر کٹانوں سے لٹکا لیا جس میں دنیا جہان کی اہم چیزیں موجود رہتی تھیں۔ جبکہ غار کی جانب بڑھنے سے کترا رہا تھا لیکن کیلاش کو لگے بڑھنا دیکھ کر وہ بھی چار دنا چار ہمارے ساتھ ہو گیا۔ سادری کو اس نے سامان اور سستی کی نگرانی کی تاکہ کوئی بھی اس لیے وہ جگہ سے ہٹے نہیں آئی۔

”کچھ دیر بعد ہم غار کے دہانے پر کھڑے تھے وہاں کے سامنے پتھر کی بنی ہوئی رنگین محراب کوئی سو فٹ بلند ہی ہوگی۔ اس پر ستر شاخ کی خوب صورت نقوش آج بھی واضح تھے البتہ کہیں کہیں سے پتھر اٹھا ہوا نظر آ رہا تھا۔“ دہانے کے مین اوپر ایک پٹائی پٹان چھپنے کی طرح دور تک باہر نکلی ہوئی تھی۔ یہی سبب تھا کہ دور سے غار کا وہ دہانہ تا ایک اور دھندلا دھندلا نظر آتا تھا۔

”میرا انداز ہے کہ کچھ عرصے تک یہ غار بھی پھیل کے پانی میں ڈوبا رہا ہے۔“ میں نے کہیں کہیں نظر آنے والی کافی کافور دیکھے ہوئے کہا۔ ”ہو سکتا ہے کہ یہ پورا جزیرہ غرق آب ہو اور کسی زلزلے کے تحت یہ جھکے کے سبب پانی کی سطح سے اوپر آگئی ہو۔“ براہ حال یہ بات یقینی نظر آتی ہے کہ یہ جزیرہ نام بھی بے حد آباد اور خوش حال رہا ہوگا۔

”آباد نام تو غیر ٹھیک ہے۔“ جبکہ جمع کی بات ان محاوروں کو دیکھ کر کوئی بھی اسی قسم کی قیاس آرائی کر سکتا ہے لیکن ہم اتنے یقین سے ان لوگوں کو خوش حال محسوس کر سکتے جو جو یہاں آباد رہے ہوں گے؟

”تم اگر کوئی مغز نہ ہوتے تو حجاب پہنے ہوئے نقوش اور مڑکے اطراف کیادریوں کی موجودگی سے بھی حال کی بات کی تصدیق کر سکتے تھے۔“

”تم نے جو دلیل پیش کی ہے وہ بھی انتہائی بچکانہ اور چھس چھسی ثابت کی جا سکتی ہے۔“ جبکہ پھلکار جواب

جس منظر دیکھنے لگے۔ کیلاش بطور خاص کافی پرسکون رہا۔ نظر آ رہا تھا شاید اس لیے کہ وہاں جو کچھ تھا کوئی اب نہیں بلکہ حقیقت تھی، ایک قدیم تہذیب کے آثار ہیں واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ سادری ان تمام مناظر کو برت سے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی کہ وہاں کا ماحول یاد دینا کے باعث مختلف اور پرسکون تھا۔

”مجھے خاص طور پر ایک عجیب سی مسرت کا احساس ہو رہا تھا، ایسا فرحت بخش ایمان اور سکون مل رہا تھا جو کسی جگہ ہونے مسافر کو اپنی منزل پر پہنچ کر ہوتا ہے، ایک وجدانی کیفیت۔“ وہ خود پتھر کی بنی ہوئی مہر کی طرح ایسی شکاری لکڑی کر رہی تھی جس کو کوئی نام دینا مشکل تھا، جبکہ بھی برت سے آنکھیں پھاڑے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔

”کنے سے دور تک ہر سمت ہموار زمین پھیل ہوئی تھی چنانچہ سے کوئی مسکو کے فاصلے پر پتھر کی بنی ہوئی ایک رنگ قی آگے آگے جا کر ایک غار کے دہانے میں ضم ہو گئی تھی اس لیے ہم نے ایک خاص چیز دیکھی مڑکے کے دونوں کناروں پر لیا دیاں بنی ہوئی تھیں اور ان کے درمیان تقریباً دو فٹ پر لا راس تھا، ہم کہتے ہوئے اس راس کے قریب پہنچ گئے۔ اس راس کے متعلق تھا راکیا نیال ہے حال ہی کیلاش نے پوچھا تھا۔ کیا پتھر کا یہ راستہ ہزاروں سال پرانا نظر نہیں آتا؟“ میں نے کہا تھا۔ ”خیال سے متفق ہوں۔“ میں نے راس کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا پتھر اندازاً ایک گیس گیا ہے جیسے برس برس تک اس پر لوگوں کی آمد رفت کا سلسلہ جاری رہا ہو۔“

”تھا رات بارہ فاصلہ اگر اوپر سے معلوم ہو تو اسے کیلاش نے قیاس آرائیوں سے مجھے دیکھا پھر جبکہ بولا یہ کیوں فادرا تھا کہ یہ کیا رائے ہے؟“

”کچھ بھی نہیں سوائے اس کے کہ یہ جگہ محفوظ ہے اور توہم پرست لوگ ڈر کے مارے آج تک یہاں نہیں آئے۔“ جبکہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ”لیکن قبل از وقت ہیں کسی خوش قسمتی کا شکار بھی نہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ بھی ہم نے پورے جزیرے کا جائزہ نہیں لیا۔“

”مجھے تو یہ ہموار میدان کسی ایئر پورٹ کی طرح نظر آتا ہے۔“ لیکن ہے کسی زمانے میں یہاں اڑان کھٹولے اترتے ہوں یہ کیا کی مثل ایک کو گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔

”بائل غلط ہے۔“ جبکہ تیزی سے بولا۔ ”ہال نہ اچھی ان راستوں کو جس دور سے ملتا ہے اس دور میں ہوائی جہاز کا کوئی

میں سامان تھا اس میں بھٹا ہوا گوشت اور پھل و میوہ موجود تھا۔ میں نے سوچا کہ ہم تین چار روز تک یہ آسانی نہ ہو کر گزارا کر سکتے تھے۔ میں نے سادری سے دریافت کیا اس نے بتایا کہ قبیلے کے لوگ مرشام ہی سے ایک خشک ہم اور کھانے جمع کرنے شروع کر دیتے ہیں اور سب سے بہتر مخصوص بھاری انھیں چکن چٹان تک پہنچا دیتے ہیں۔ ”میاں تو ہر طرف سیل اور کافی کی چمکا ہوا ہوتی ہے جبکہ کتا تو کیلاش کی رنگ شرارت پھڑ پھڑاتی۔“

”وہ راستہ کل قدم اٹھانا، سادری بھی ہمارے ساتھ نہیں چھل رہی نہ جانتا۔“

”ہر چند کہ اس وقت چاروں سمت تاریکی کا راجہ لیکن ہم نے علی وقوع کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ ہم جس مقام پر قدم رکھا تھا وہ ہموار چٹائی پٹان آئی لیج اور سطح بھی کہ تراش ہوا چھوڑا معلوم دیتی تھی پانی کی جگہ جو کتا تھا وہاں تراشی ہوئی لاندھا کھوٹا سائی بی غیر سے یقیناً کشتیاں باندھنے کا کام لیا جاتا تھا۔

”ہم بہت دیر تک ارد گرد کا جائزہ لیتے رہے پھر یہ پایا کہ اس وقت آرم کیا جاتا ہے اور صبح ہونے کے بعد بڑھا جائے چنانچہ ہم کشتیوں سے کچھ فاصلے پر ایک خش مقام تلاش کر کے کھلے آسمان کے نیچے لیٹ گئے۔“

”آپنے والے خطرے کے امکانات کے تحت ہم نے قصد ایک آدمی باری باری جاگ کر پھر دینا لیا۔“ قمر انداز میں پہلا نام جبکہ کا کھلا اس لیے وہ بیٹھا رہا۔

”بھوری پٹائی پر قدم رکھتے ہی میں ہر قسم ناقابل بیان ہے، سب ہی کے چہرے اس خوف و ہراس سے آزاد نظر آئے تھے جو اور وہ قینا کے تیم کے دوران ہر دستہ رہتا تھا، البتہ سادری ابھی تک کچھ بھی نہیں فکرمند دکھائی دے رہی تھی۔“

”پہلے فوٹ اور پتھر اٹھانے کے کر کے مکمل نہ رہیں گے۔“ اور دست سے جبکہ چوڑھارے میں ہلا کا نام ہے۔“ پریشان مت ہوئے کہ اسے پتھر اٹھانے پر تھے ہی متام بلائیں بھاگ جائیں گی۔“ کیلاش نے جملہ سبب کیا تو جبکہ کتا منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ میں نے وہ بارہ قبیلے والے ساحل کی سمت دیکھا جہاں موشی شعلیں ہستور شمشانی نظر آ رہی تھیں۔ سادری جس مہارت اور دلیری سے جو چوچلا رہی تھی اس سے ہماری کشتیوں کی رفتار پہلے کے مقابلے میں خاصی تیز ہو گئی تھی چنانچہ ہم دیر بعد شمشانی گھاٹ نما پٹان تک پہنچ گئے جہاں قبیلے کے لوگ اور دستہ کے لیے نہ لانے کے چھل اور کھانے رکھ کر چلے جاتے تھے۔ سب سے پہلے کیلاش نے اچھل کر سٹنگلاخ چٹان پر قدم رکھا لیکن اگر وہ سنبھل نہ گیا ہوتا تو کتا لے کے چھل میں جرم جانے کی سبب پہلے ہو گئی تھی اسے واپس کشتی میں لے آئی، کیلاش کے بعد جبکہ اور پھر میں نے سنبھل سنبھل کر ساحل پر قدم رکھا لیکن سادری جبکہ رہی تھی ایک طویل عرصے تک اور وہ قینا کے قبیلے میں زندہ کی گرائے کے سبب وہ بھی ان کے رنگ میں ڈوب گئی تھی۔ ”کیا بات ہے سادری؟“ میں نے سنجیدگی سے کہا۔ ”تم شخص بات سے خوف زدہ ہو؟“

”جہاں! لوگ! کتا ہے کہ اس کے غصے میں بھاریوں کے سوا جو بھی کشتیوں سے ساحل کی سمت قدم بڑھاتا ہے۔ وہ زندہ نہیں رہتا۔“

”فکرت کرو۔“ یہاں فادر جبکہ بھی ہمارے ساتھ ہے۔ کیلاش نے برجستہ کہا۔ ”اور مجھے تو ہی امید ہے کہ یہ یقین پائے۔“ علاوہ کسی اور پریش مرنے کے اس لیے کہ ہمارے قتل و کشتی سے اتر آؤ۔“

”کیا ہے ہو گئی ہے۔“ جبکہ سرگرمی کی وہ تکرار اٹھاتا تھا۔ ”مگر جتنا ایک بار تو ذرا غور سے دیکھ لے جیسے تو بے ہوگی کتا ہے وہ کسی قدر تندرست تو آنا اور پرکشش لڑکی ہے۔“ کیلاش نے آہستہ سے نہایت شاعرانہ لہجے میں جبکہ کہا پھر آگے بڑھ کر اس نے سادری کا ہاتھ تھام کر اسے بھی ساحل پر بھیج دیا۔

”اس خیال سے کہ میں لوگ کے قبیلے کا کوئی مریخ وارات کے گھپ اندھ سے ہی میں ہم تک پہنچنے کی کوشش نہ کر مجھے ہم نے کشتیوں سے پہلے سامان اتارا پھر کشتیوں کو بھی دو۔“ ”مک گھسٹ لائے۔“ کیلاش نے جلد بازی کے باوجود دھتھول میں ضرورت کی خاصی چیزیں ٹھونس لی تھیں دوسری کشتی جس

جیس اس کے میاں ہونے پر کیوں اعتراض ہے؟
اس لیے کہ یہ باتیں میسر مسک کے خلاف ہیں۔

”تم کیس باگل تو نہیں جوئے“ کلاشن نے اسے غصے سے

۱۰ بلند اور چربی سیرھیاں بنی ہوئی تھیں۔ بنیاد کا چوڑا
۱۱ پتہ پچاس مربع فٹ رہا ہو گا لیکن جس پائڈن پر وہ عجمہ

اب کیا خیال ہے تمہارا جو میں نے جبکہ دریافت کیا۔
حیرت انگیز : جبکہ نے سیاہ چمچے فرس کو ہاتھ سے

بمبھی پھر مائے ساتھ ساتھ ادھر کی جانب چڑھنا شروع کر دیا۔
 وہ مرنے کا وہ راستہ جو میں نے ۳۱ وقت اختیار کیا تھا

کا مریا ہے۔

”سوری جیکب! کیلاش نے جلدی سے کہا اگر تھیں میری باتوں سے کوئی صدمہ پہنچا ہے تو میں معافی کا طلبگار ہوں۔ جیکب کی رنجیدی جوں آواز نے اٹھائی تھی جیسے حد متاثر کیا درختال کا تصور عیسائیوں کے پردوں پر اچھرنے لگا لیکن اسی وقت سادری کی آواز نے ہمیں جھوکا دیا۔

”میرا خیال ہے کہ قبیلے کے لوگ ہماری تلاش میں لپٹے ہیں۔

”کیا مطلب؟“ میں نے تیزی سے اٹھتے ہوئے سادری کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

”جیکب اور کیلاش بھی اس اطلاع پر اٹھ بیٹھے اور سادری کو گھولنے لگے جو پھیل کر سمت کان لگنے لگے کچھ سننے کی کوشش کر رہی تھی، پھر ہم نے بھی باقی کے اس شور کی آواز سن لی جو غالباً زوردار چوچیلانے سے پیدا ہو رہی تھی مجھے جوتہ مرنے کی آواز سننے لگی، ہم نے اسے تعجباً سوکڑے دور غار کے دہانے کے اندر تھے لیکن وہ آواز رفتہ رفتہ واضح ہوتی جا رہی تھی، میں غولے سے سنبھلا رہا اور تب مجھے احساس ہوا کہ وہ آواز صدمے یا رگشت کے اصول پر غار کے اندر کستانی لے رہی تھی۔

”ہم نے سادری کو دہانے کی تاکید کی پھر اپنا آتشیں اسلحہ سنبھال کر کمانے کی جانب قدم اٹھائے۔ غار ناچار جیکب کو بھی ہمارے ساتھ آنا پڑا، سادری کا اندازہ غلط نہیں تھا، ہم نے کمانے کے قریب پہنچ کر ایک کشتی کو اپنی جانب بڑھتے دیکھا جس میں لوگ اور سمورا کے علاوہ مصعونی چہرے والا ایک بجا رہی بھی موجود تھا جو بڑی مستعدی سے چوچیلانے لگا۔

”کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہم ان تینوں کو بھی ٹھکانے لگا دیں؟“ جیکب نے غور سے پوچھا۔

”زبان کو لگام دو مجھ کو کیوں؟“ ایک تیس نہیں جانے کہ ہم نے دیکھا اور دیکھا بات کہتے ہیں وہ پتھر پر مٹی ہے، کیلاش نے رعب والے میں وہی انداز بنا کر کہا جو ہم نے اور دیکھا پتھیلے والوں کو مرعوب کرنے کی ڈانٹا تھا۔

”خدا کا شکر کہ مریج کے تھے کہ ہم اس جہنم سے لہجے کے ورنے لوگ انہیں سب کی اہمیت بے نقاب کر دی تھی۔

”دیکھو فادر جیکب! غور سے دیکھو۔ سادری کی دراز بکوں مٹی ٹپکے پھیل رہے ہیں۔ آف۔ خدا یہ وہ ہنسی بھنی ہے جسے بے خبر انسان کے پلوں میں محبت کے نغمے لایا ہے۔

”اب دیکھ رہی ہے؟“ کیلاش نے اس بار اشارہ اٹھا دیا۔

”میرا خیال ہے کہ تم نے ضرورت سے کچھ زیادہ بولنا شروع کر دیا۔

”جیکب! کیلاش نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا: ”دو پیر کا کھانا“

”جیکب کا مشورہ معقول تھا، میں غار کے دہانے روانہ ہوئے تقریباً تین گھنٹے گزر چکے تھے وہوب کی تازہ زیادہ محسوس ہوتی اگر ذرا جھیل کی سمت سے نہ چل رہی ہوتی ہم نے والیسی کا راستہ دوسری سمت سے اختیار کیا جو نسبتاً زیادہ آسان تھا“ اس طرف بھی ہیں آتش فشاں سے اپنے والے لاوے کے بہت سارے پتھر تھے جو اس بات کی تصدیق کرتے تھے کہ بھوری پھاڑی کی وہ قدیم اور تاریخی محاذ میں آتش فشاں کے سرد ہونے کے بعد ہی عالم وجود میں آیا، تین دو پیر کا کھانا، کھانے کے بعد ہم کمر باندھ کر آگ سے لپٹ گئے، سادری نے اپنے لیے ہمارے قریب بیٹھ کر فاصلے پر ایک جگہ صاف کر لی تھی اور اس وقت چٹان سے ٹپک لگنے لگی گری فوج میں غزق نظر آ رہی تھی۔

”جیکب! ایک تہہ بندہ کہ مریج کا ایک نہایت معقول مشورہ پر غور کرو گے؟“ کیلاش نے مدغم آواز میں کہا۔

”کسی غرض مٹی کا شکر بھی نہ ہو جانا۔ میں نے بڑا سے جواب دیا: ”آج یہاں ہمارا پھیلاؤ ہے، ہم کسی وقت بھی کسی نئی افتاد سے دوچار ہو سکتے ہیں۔“

”تم غراہ کچھ بھی کہو لیکن یہ علاقہ مجھے حد پر سکون اور قدرتی مناظر سے بھرپور نظر آ رہا ہے۔ عبادت دریافت کیلئے یہ نہایت مناسب جگہ ہے۔“

”لیکن آبادی کہاں سے لاؤ گے؟“ میں نے یوں ہی ایک سوال کیا تو کیلاش کو موقع مل گیا، مرکوشی میں بولا۔

”فادر جیکب! اگر چاہے تو آبادی کا بندوبست ہی ہو سکتا ہے لیکن اس کے لیے سادری کی جانب جھکنا پڑے گا۔“

”میرا مشورہ ہے کہ اب اگر ہم پہنچے کی حوت والیسی کا شروع کریں تو زیادہ مناسب ہوگا۔“ خلاف توقع جیکب نے

”کیلاش کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا: ”دو پیر کا کھانا“

”جیکب کا مشورہ معقول تھا، میں غار کے دہانے روانہ ہوئے تقریباً تین گھنٹے گزر چکے تھے وہوب کی تازہ زیادہ محسوس ہوتی اگر ذرا جھیل کی سمت سے نہ چل رہی ہوتی ہم نے والیسی کا راستہ دوسری سمت سے اختیار کیا جو نسبتاً زیادہ آسان تھا“ اس طرف بھی ہیں آتش فشاں سے اپنے والے لاوے کے بہت سارے پتھر تھے جو اس بات کی تصدیق کرتے تھے کہ بھوری پھاڑی کی وہ قدیم اور تاریخی محاذ میں آتش فشاں کے سرد ہونے کے بعد ہی عالم وجود میں آیا، تین دو پیر کا کھانا، کھانے کے بعد ہم کمر باندھ کر آگ سے لپٹ گئے، سادری نے اپنے لیے ہمارے قریب بیٹھ کر فاصلے پر ایک جگہ صاف کر لی تھی اور اس وقت چٹان سے ٹپک لگنے لگی گری فوج میں غزق نظر آ رہی تھی۔

”جیکب! ایک تہہ بندہ کہ مریج کا ایک نہایت معقول مشورہ پر غور کرو گے؟“ کیلاش نے مدغم آواز میں کہا۔

پُرخطر اور غرض تھا لیکن بہر حال ہم کسی یکسی طرح اوپر تک پہنچ گئے، میرا خیال تھا کہ سادری دریا میں ہی لپل جائے گی لیکن میرا اندازہ غلط ثابت ہوا، وہ اوپر پہنچنے کے بعد بھی جاق و چوبند نظر آ رہی تھی البتہ جیکب کی ہلکی سانسیں ملنے لگی تھیں جو اس بات کی دلیل تھی کہ وہ بہت زیادہ تھک گیا ہے۔

”کچھ دیر سستلے کے بعد ہم نے دوبارہ اپنا سفر شروع کیا وہ چھپے چور میں نیچے سے نظر آتے تھے چٹانوں کو بڑی محنت اور عمارت سے کاٹ کر بنائے گئے تھے جہاں پر کبھی ایک شہر آباد رہا ہوگا لیکن اب محض اس کے کھنڈرات باقی نہ گئے تھے، ہر طرف تباہی کے زبردست آثار نظر آتے تھے۔

”پھاڑی چوٹی کے قریب غالباً کوئی عظیم الشان مندر تھا جس کی دیواروں کی بڑی بڑی سلیں بکھری پڑی تھیں کچھ ٹوٹے چھوٹے عیسے بھی موجود تھے لیکن اس طرح ریزہ ریزہ ہو چکے تھے کہ انھیں دوبارہ اصل شکل میں لانا ناقابل فہم تھا۔

”وہ پھاڑی ایک مرد آتش فشاں تھی ہم اور اوپر گئے جہاں سے ایک سڑک نما راستہ آتش فشاں کے دہانے تک بل کھانا چلا گیا تھا، آتش فشاں کا وہ مرد دہانے تک ایک میل چڑھی پھیل گیا تھا جہاں پہنچنے کے لیے پھاڑی کے ایک کنارے سے سڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔

”اب میں بڑے دقت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ شہر جو اب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے آتش فشاں پھاڑی کے سرد ہوجانے کے بعد ہی تعمیر ہوا تھا اور پھر فوجی ماسی کے شہید ہوجانے سے تباہ و برباد ہو کر کھنڈرات میں بدل گیا۔“

”کیا قانون کی موٹی موٹی کتابوں میں جغرافیائی حالات کا ذکر ہی ہوتا ہے؟“ جیکب نے بڑا مذاق اڑانے کی کوشش کی۔

”جیسے سمجھ نہیں، تم نے قانون کی کتابوں اور جغرافیہ کا حوالہ دیا ہے وہاں میں نے سیدھی گئی ہے جواب دیا: ”یہ تو زندگی کے وہ مشاہدے ہیں جو کوئی انسان بھی محال کر سکتا ہے۔“

”لیکن اس کا انسان ہونا بھی شرط ہے؟“ کیلاش نے گڑ لگا کر تو جیکب ٹھکانا کر رہ گیا پھر دقت سے توقف کے بعد بولا۔

”ابھی ہیں ان پھاڑیوں پر ایک اہم چیز اور تلاش کرنی ہے۔“

”کوئی نئی اور تازہ حقاقت؟“ کیلاش نے کہا۔

”نہیں۔ میں تمہارا کوئی نہ ذکر نہیں کر رہا میرا اشارہ دیوتاؤں کے دیوتا مقدس اور ہنگام کی طرف ہے جو قبیلے والوں کے بیان کے مطابق بھوری پھاڑیوں پر درہنہ ہے اور اپنے دریاں کسی انسانی وجہ کو برداشت نہیں کر سکتا۔“ جیکب نے کہے میں گھرے طنز کی آمیزش تھی۔

تم جو سب سمجھ لیکن میرا مشورہ یہی ہے کہ اگر بکشت وز
اول کا اصول، پیشہ کے حدود و ضوابط کا خیال ثابت ہوتا ہے۔
میں نے کوئی جواب نہیں دیا، بلکہ اپنے ہاتھ کا اشارہ کیا
تو مصنفی چہرے پر لہجہ بکارتی نے چھوڑ دیا، بند کر دیا کشتی
کھلے سے کچھ دور ہی رکھتی پھر لوگ اپنے ہمیں مخاطب کیا۔
"سندھی دوستو! ہم یہ درخواست لے کر آئے ہیں کہ تم
ہمارے ساتھ واپس چلو، ہم بھاری ممان نوازی کا وعدہ کرتے ہیں
تم جو جاؤ گے، ہمیں منظور ہوگا لیکن اس کے عوض ہمیں ہماری
صرف ایک بات ماننی ہوگی۔
"تقریر جاری رکھو لوگا! میں سن رہا ہوں۔ میں نے مرد
اور عورتوں کو اختیار کیا۔
"فادر جیکب کو ہمارے حوالہ کرو۔ ہم اسے دیوتا اور فک
نام پر جھینٹ چڑھا کر اور بیکار کو رضی کرنا چاہتے ہیں نہ تمہیں
اور بیکار کا اعتبار ہمیں تیار و برباد کر دے گا۔
مجھے لوگ کی بات پر ہنسی بھی آئی اور مصنفی میں نے سخت
لہجے میں جواب دیا: "مردار لوگا! مجھے تم سے اس قسم کے پائل پٹے
کی گفتگو کی امید نہیں تھی کیا تم نے نہیں دیکھا کہ فادر جیکب نے
اور فک کے عیسے کو تیار کر دیا لیکن اس کا کچھ نہیں بکڑا۔ اگر تمہارا
دیوتا ہمارے مقابلے میں زیادہ طاقت ور ہوتا تو ہم سب کو تیار
کر دیتے۔
میں سمجھ رہا ہوں لیکن میرے قبیلے کے لوگ آپ سے باہر
ہو رہے ہیں۔
"تم انہیں یقین دلانے کی کوشش کرو کہ ہماری حیثیت کیا
ہے۔ میں نے بلند آواز میں کہا: "کیا تم بھول رہے ہو کہ تم نے
خود ہی اس بات کا اقرار کیا تھا کہ میں بے پناہ اور لازوال
قوتوں کا مالک ہوں۔
"میں اب بھی یہی کہتا ہوں اس لیے کہ میری نظریہ یقین
پہچان گئی ہیں لیکن....
"ایک بات اور غلے سن لو! میں نے اس کا جملہ کٹ
کر کھاتے جتنی کی روح اپنا انتقام لو کر کرنے کے بعد آسمانوں
کی جانب پرواز کر گئی ہے یہ عین جلتے جاتے اس نے مجھے
یقین دلایا تھا کہ میری قوت مقدس اور بیکار سے بھی زیادہ ہے۔
کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ ہم بھاری نظروں کے سامنے اس مقام
پر کھڑے ہیں جہاں آج تک ہم نے کسی بیکاری نے قدم نہیں
رکھا؟ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ مقدس اور بیکار نے
میں اپنے دوستانہ قبول کر لیا؟ واپس لوٹ جاؤ لوگا! اور
اپنے قبیلے کے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرو کہ ہمیں پھیر دنا

طنز و مزاح

مظفر بخاری	125/-
مظفر بخاری	75/-
مظفر بخاری	90/-
مظفر بخاری	100/-
مظفر بخاری	100/-
مظفر بخاری	200/-

ایک سو ایک (کالم)
مستثنیٰ معاف
ایک سو نو (کالم)
چمن کو چلے

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور نمبر 2

مذہب مقدس اور بیکار بتلے، ہم تمہارے دیوتاؤں کے عظیم دیوتا
بیکار سے ملاقات بھی کر چکے ہیں اس نے ہمیں کچھ عرصے تک
ماہمان بنانے کی پیشکش کی تھی جسے ہم قبول کر چکے ہیں
اتراب بھی ہمیں خودی طور پر واپس چلنے کو کہو گے؟
کیلاش کا تیرہ ٹھیک نشانہ پر لگا۔ بیکار اور اس کے
بھائیوں کے ہر قدم پر سفید پڑ گئے وہ بھی بھیٹا لگا ہوں سے
اری طرف بڑی عقیدت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے
ہر دم گئے سوال کیا۔
"مقدس اور بیکار نے کس نے بات کی تھی؟
"میں نے میں تیزی سے بول پڑا۔
"کیا ہمارے دیوتا نے ہمارے لیے بھی کوئی پیغام دیا ہے؟
"ان میں نے جیج کو جواب دیا: "مقدس اور بیکار کو
ت پند نہیں آئی کہ تم نے ہمارے کے سلسلے میں صفیوں کے
بش نظر دروغ گوئی سے کام لیا۔ اسی وجہ سے اور بیکار نے دیوتا
یو کے عارضی اور مصنفی عیسے کی تباہی پر کسی تم غصے کا
لہار نہیں کیا کیونکہ یقین کر گئے کہ اور کا اصل عہدہ خدائے
مقدس اور بیکار کے پاس محفوظ ہے۔ اگر ہمیں میری بات
یقین نہیں تو میں یقین دعوت دیتا ہوں ساحل پر اچا کر
بے جہاد غار کھجول، میں ہمیں اپنی بات کا ثبوت پیش
روں گا۔
"نہیں۔ میں تمہاری بات پر اعتبار ہے۔ بیکار نے
استورخون زدہ آواز میں کہا: "مجھے علم ہے کہ تم بے پناہ قوتوں
کے مالک ہو اس لیے تم جو کچھ کہو گے ہر وہ بھی سچ ہوگا۔
"اور بیکار کا ایک فرمان اور غور سے سن لو! یہ کیلاش
رجن دار لہجے میں دہراتے ہوئے بولا: "تم آئندہ سے اس
لے کر گشت پھیاں اور پھیل وغیرہ کی واقفہ قرار دینا
پڑھانے کے لیے لاؤ گے۔ اس کے علاوہ تم ہمارا تمام سامان بھی
پلی فرمست میں بیان لا کر کٹا پھینچو جاؤ۔ یہ تمہارے
تقدیر اور عظیم اور بیکار کا حکم ہے۔ اور اگر تم نے یہ حکم نہ مانا تو
میں روز کے اندازہ انداز اس کا قریضہ والوں پر آسانی غناب
نا کر نازل ہوگا۔ تمہارے دوستانہ ایسی خطرناک بیماریاں پیدا
کریں گی کہ کوئی علاج تمہارے لیے ممکن نہ ہوگا۔ قبیلے کے
لوگ ایڑیاں رکڑ کر کوہ کریں گے اور تمہارا نام دشنام صفیہ
اسی سے عرف غلط کی طرح مٹ جائے گا۔
"نہیں۔ میں نے بیکار اور اس کے ساتھیوں کے حلقے سے
گھٹ گئی جیسے بلند ہونے لگیں پھر انھوں نے ہمیں یقین دلایا
کہ وہ اور بیکار کے طرف سے جاری ہونے والے فرمان سے انکار

نہیں کریں گے۔
"ایک بات اور کان کھول کر سن لو ساگھارا رو بہ کنار
ساتھ دوستانہ دروازہ اور تم اور بیکار کے حکم کی بلا جوں و برا
کہنے سے تو ہو سکتا ہے کہ ہم کچھ عرصے بعد مقدس اور بیکار اور
دیوتا اور سے اجازت لے کر ایک بار باہر بھرتا لے درمیان
واپس آجائیں۔
"ہم بڑی شدت سے اس مبارک دن کا انتظار کریں گے۔
مقدس اور بیکار نے کنا کہ وہ ہمارے اوپر رحم کرے۔
"کہ روں گا لیکن تم اور بیکار کے حکم کی تعمیل میں مجھ کے
کام لیتا۔
"ساواری کہاں ہے؟ بیکار نے ڈنڈے ڈنڈے دریافت کیا۔
"اسے مقدس اور بیکار نے اپنی خدمت کے لیے پند کر لیا
ہے۔ میں نے سفیدی سے جواب دیا پھر بولا: "تمہارے دیوتا
نے ان کشتیوں کو بھی عرف کر دیا جس میں ساواری ہو کر ہم بیان
تک آئے تھے۔ اس کا حکم ہے کہ ہم آئندہ ایک وقت میں
صرف ایک کشتی استعمال کرو گے۔ دو کشتیوں کے شور سے
تمہارے دیوتا کے آرام و سکون میں خلل پڑتا ہے۔
"ہم وہی کریں گے جو ہمارا عظیم دیوتا چاہتا ہے۔
"بیکار نے جواب دیا پھر وہ واپس چلے گئے، جیکب اپنے
سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔
"خدا کی پناہ۔ ایسا سفید جھوٹ۔ ایسا کھلا ہوا فریب۔
آسانی باپ تم لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔
"بھگت۔ عجت اور جنگ میں تمام حربے جائز ہوتے ہیں
کیلاش نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن جیکب بدستور کان کو ہاتھ لگا
کر بار بار توہ کر رہا تھا۔
"لوگا اور اس کی ساتھی جب کشتی پر ہی صوفی دور پل گئے
تو ہم غار کے دلنے کی طرف پلٹ آئے جہاں ساواری چوہی
سے ہماری منتظر تھی۔
رات کا کھانا کھانے کے بعد ہم غار کے دلانے کے
اندہ کی سمت ایک چٹان پر ہی لیٹ گئے تاکہ اس سے محفوظ
رہ سکیں ہمارے پاس نہ لیٹر تھا نہ کھیل اور وہ رات خاصی
مرد تھی چنانچہ ہم نے سردی سے بچنے کی خاطر کچھ کڑیاں جمع
کے آگ روشن کر لی پھر سونے کے ارادے سے لیٹ گئے۔
ساواری برہنہ کڑا زار اور وحشی ماحول کی پردہ و مخفی لیکن
ہمارے سامنے اس دہانے میں اسے کچھ بچھا ہوا اور عجیب
عسوس ہولنا تھا، ہم نے جواگ روشن کی تھی وہ سردی سے

بچنے کی خلاف ورسی تھی۔

”کیلاش! جیکبٹے لیٹے لیٹے کہا: کیا تمہیں امید ہے کہ لوگا اور اس کے ساتھی ہمارا باقی سامان واپس کریں گے۔“

”کیا مطلب؟ کیلاش نے سوچتے ہوئے جیکب کو گھورا۔“

”اب تمہیں اپنے قیمتی سامان کی فکر لاحق ہو رہی ہے یہیں اس وقت جب ہم دوکان کو تیشے میں آٹانے کی کوشش کر رہے تھے تم نے جو اس کی بھی کوشش باپ ہمیں بھی معاف نہ تھے گا۔“

”وہ جملہ میں نے تم دونوں کی دوسخ کوئی کے سلسلے میں کہا تھا تم چاہتے تو بغیر جھوٹ بولے بھی اپنا سامان طلب کر سکتے تھے۔“

”پہلے ہی اللہ ہ تھا لیکن تم نے مجھے جھوٹ بولنے پر مجبور کیا۔ میں نے کہا خدا کے غضب سے ڈرو۔ کیا میں نے تم دونوں سے جھوٹ بولنے کی فرمائش کی تھی؟“

”تمہارا کیا خیال ہے کیا ساوری کو ہم باہر کر لائے ہیں جو دوکان اور اس کے قبیلے کے لوگ ہمیں بلانے لگے اور معجزہ کے سارے سامان کے نصیب کر دے؟“

”تم جو موت کو جیکب! میں نے اس خیال سے کہہ سیں جیکب کو ساوری والا مذاق کرانے لگا رہے جلدی سے کہ: ”لوگا کے دونوں بھی ہمارا تمام سامان ہاں تک چھوڑ کر جانیں گے۔“

”تم جو تمہی اس دور و دراز سفر میں مسکے بہت تکرے اور پراسرار ثابت ہوئے ہو۔“ جیکب نے سیدھے سے شکایتی انداز اختیار کیا۔

”میں بھی نہیں۔“

”مجھے بایں ایسی ضروری باتوں میں جھمکے جھپکاؤ ہو۔“

”مثلاً؟ کیلاش نے پوچھا۔“

”تم اپنی جو بھی بندہ ہی دکھو۔“ جیکب نے کیلاش سے کہا پھر مجھے سے مخاطب ہو کر لولا۔ ایک بازو نے اور دینا کے جڑ سے پرچی جینی کی پراسرار طاقت کے سلسلے میں لمانے کی کوشش کی تھی اور۔ ”کیا تم مجھے بناؤ گے کہ لوگا کے صرف تم کو ہمارے مقابلے میں زیادہ دل چسپ کیوں کہا تھا؟“

”اچھا اچھی پسند اور اختیار کی بات ہے۔ میں جیکب کے جھیلن پر مسکرا دیا۔ ”وہ تمہارا اصرار ہے تو میں لوگا سے دوسری بار یہ اتفاقاً ضرور کریں گا کہ وہ ہمارے مقابلے میں تم کو زیادہ دل پسند شخصیت قرار دے۔“

”اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر خدا جیکب کی حمایت میں اس قدر میں ہمارے ساتھ ہو تو یہ سمندر سی سفر آسانی نہک اور یوں ثابت ہوتا۔“ کیلاش بولا۔

”جمل! کیا تم اس بات کی وضاحت کرو گے کہ دوکانے بھٹے ہائے میں یہ کیوں کہا تھا کہ تم بے پناہ اولاد والی قوم کے مالک ہو؟“ جیکب نے کیلاش کے جلا کو بغیر نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

”جملان کے لیے اس وقت ہمارا دامخ مت چاؤ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں جینی کے ہائے میں بہت جلد سب کچھ بتا دوں گا۔“ کیلاش نے تیزی سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ میں دوبارہ اصرار بھی نہیں کروں گا جیکب نے ناخوش کر اسے یہ کہہ چلا جینی تھکی کا اظہار کرنے کی خاطر اس کی نظر کو لے لی۔ میں اس کی اس معصوم حرکت پر مسکرتے بغیر نہ سکا۔

”کچھ دیر بعد جیکب نے خزانے نشرو منے لگا۔ کیلاش بھی جلا ہی نیند کی آغوش میں بیٹھ گیا۔ میں نے ساوری کی جانب نگاہ ڈالی۔ وہ آنکھیں بند کیے اور گھٹنے پیمٹ کی جانب سینے خروٹ پرشی تھی۔ لیٹنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ جھپکی تھکن نے اسے بھی دینا و یا قہسے بے خبر کر دیا ہے۔“

اس رات ہم نے باری باری جاگتے رہنے کی ڈیوٹی نہیں لگائی تھی لیکن نہ جانے کیوں مجھے تھکن کے باوجود نیند نہیں آرہی تھی، ایک عجیب سی اضطرابی کیفیت مجھے بے چین کیے ہوئے تھی بار بار میرے ذہن میں یہی خیال ابھر رہا تھا کیا واقعی درختان جھوری پھاڑیوں کے اندر ہی ایسے مروجہ جینی سے میری راہ ویجھ رہی ہے؟ میں سنگین چٹان پر پڑا اور اصرار کر رہا تھا کہ میری بے چینی بڑھتی جاتی پھر ایک سخت میں بڑھ کر اٹھ بیٹھا۔

رات کے سنانے میں مجھے تیس دورے مہر سہتی کی آواز ہوا کہ دوش پر لہرائی سانی دی تو میرے دل کی جھلنیں تیز ہو گئیں پھر موسیقی کے لیے پرچی عورت کی سحر تیز اور روح پرور آواز ابھری تو میں تیشے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ نغمہ لیا دل گرا دیا تھا کہ مجھ پر وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ سوائی آواز اتنی شیریں اور ایسی سرلی تھی کہ گنگ لپے میں سنا کر جا رہی تھی۔

میں اپنی جگہ خاموش کھڑا اس نغمے کو سننا رہا اور پھر آنا رہا۔ وہ آواز جیسی ایک ہی عورت کی تھی لیکن اس طرح جاں سمٹ گونج رہی تھی کسی ایک سمت کا تعین کرنا دشوار تھا۔ اس نغمے کے بول میں ایسی بے چادگی اور آواز میں ایسا سوز اور تڑپ تھی کہ میں ڈوب کر رہ گیا۔ بول غمور ہو رہا تھا جیسے وہ آواز درختان کی ہواور وہ مجھے سے شکایت کر رہی ہو۔

میں نے سوچا کہ اس آواز کا تعاقب کروں اور دیکھوں کہ وہ کون ہے جو رات کے اس ویران سنانے میں فضا کو اپنی سے سحرانیز کر رہی ہے لیکن پھر میں نے اپنا ارادہ رد کیا۔

مجھے جرات تھی کہ دن بھر مغلانے میں دودھ دوڑک گھومنے کے باوجود میں وہاں اپنے سوا کوئی اور نظر نہیں آیا۔ اتنی رات گئے ایک عورت بالوں کی پر سوز آواز پورے نے میں گونجتی پھر ہی تھی۔ میں اپنی جگہ گم صم کھڑے ہوں سنا رہا پھر ایک سخت وہ آواز آتا بند ہو گئی یوں جیسے کسی نے ریکارڈ پر سے سوئی اٹھا لی ہو۔

میں بیت و بریک بے چینی کے عالم میں گئے آسمان کے نیچے غلام چٹان پر سنا رہا تھا میں تنگی بڑھتی جا رہی تھی مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ دن میں جھوری پھاڑی کا وہ علاوہ جس قدر ہم قرات کو اس سے کہیں زیادہ سرد تھا، کچھ دیر تک میں وہی برداشت کرتا رہا پھر دوبارہ اپنی جگہ آگیا۔ اس خیال سے آگے بڑھنے نہ پائے میں نے دو تین خشک کمریاں الاؤ میں والیں ریلٹ کر اس آواز پر غور کرنے لگا جس کے مدھریل بدستور بہ کانوں میں رس گھول رہے تھے میں اس آواز کو باہر قرار میں نے سن اس لیے کہ میں نے اسے پورے بون دھول میں باقی ایک دو لپٹاؤتے غیب صورت تھے کہ میرے دل پر فٹن ہو کر رہ گئے تھے۔

میرے ذہن میں جینی کی داستان ابھرائی اس نے مجھے ہی بتایا تھا کہ خود لوگا اسے جھوری پھاڑیوں پر چھوڑ گیا تھا ہاں مجھے جو نکلات میں لاتعداد طویل العمر مردوگ تھے۔ ان ہی جاوہروں نے جینی کو پراسرار علم کی تعلیم دی۔ وہ اپنے فن پر کیا تھے جینی کے بیان کے مطابق وہ جب چاہتے نظر آتے اور جب چاہتے نظروں سے اوجھل ہو جاتے۔ جینی نے خاص طور پر مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ دو سال تک جھوری پھاڑیوں میں رہنے کے باوجود اسے وہاں تو جی کوئی معصوم بچہ نظر آیا نہ کوئی عورت۔

پھر وہ عورت کون تھی جو اتنی رات گئے پر سوز آواز میں دل گرا نہ لرا لاپ رہی تھی اور گانے گاتے اچانک اس کو آواز آتا بند کیوں ہو گئی، میری جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید اس پر اسرار سے کھل کر مے مے اس کی عقل ضبط ہو جاتی یا وہ وحشت اور خوف سے دیوانہ ہو کر پھاڑیوں کے درمیان دوڑنے لگتا اور کسی عجیب گھٹلاں سے پھسل کر اپنی نیند سو جاتا مگر مجھ پر ایسی کوئی کیفیت طاری نہیں ہوئی، اس لیے کہ میرے ساتھ میں غریب

کی اختہ می موجود تھی اور ایک کا وہ عجیب غریب تھن بھی میرے گلے میں لٹک رہا تھا جو جینی نے مجھے دیا تھا۔ مجھے اپنے پناہ اور لازوال قوتوں کا مطالعہ کوئی علم نہیں تھا جس کا احساس مجھے سب سے پہلے جینی کی پراسرار روح نے دلایا، جسکے نے بھی ان ہی قوتوں کی جانب میری توجہ دلائی تھی پھر لوگائے بھی اس کی تصدیق کر دی۔

میں قوت کے نمبروں سے متعدد بار زندگی میں عظیم نعمت سے محروم ہونے سے بال بال بچ چکا ہوں لیکن وہ واقعات اور حادثات جن سے میں دوچار ہو چکا ہوں میرے پڑھنے والوں کو ایک سن گھڑت اور فرضی داستان لگے لیکن جو کچھ میرے اوپر گزر چکی ہے میرا دل اس کا گواہ ہے۔ مجھے جینی کے وہ آخری جملے بھی یاد ہیں جو اس نے ساگر اور سمندر کے مقابلے کے وقت کہے تھے، اس کی پراسرار روح اپنا انتقام پورا کرنے کے بعد آسمان کی سمت پرواز کر گئی تھی اگر وہ زمین پر ہوتی تو میری اچھی کو دور کر کے کی کوشش ضرور کرتی۔ ایک موقع پر اس نے مجھے یہ یقین بھی دلایا تھا کہ میری قومیں عظیم یونانوں سے بھی زیادہ ہیں اور یہ کہ مقدس اور یکجا بھی مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

میں اپنے خیالوں میں غم ہوتا چلا گیا نغمے کے سرے پہلے سب زہن میں گونجتے رہے پھر اچانک مجھے یوں لگا جیسے کوئی مجھے آہستہ آہستہ آواز میں سے رہا ہو، ایک دو بار میں نے اسے اپنا وہ ہم قرار دیا۔ جھوری پھاڑیوں کے ان ویرانوں میں ادھی رات گئے جھلاکوں مجھے میسر نہ ہو سکا۔ ہم سے آواز نہ سنا تھا لیکن تیسری بار جب وہ آواز زیادہ صاف اور واضح طور پر میری قوت سماعت سے محرومی تو میں آہستہ سے اٹھا، نظر گھرا کر دیکھی تو ایک لمبے کوخوت کی سرد لہر میرے وجود میں بجلی کے کرٹ کے مانند دوڑ گئی مجھے سے بشکل بیس فٹ کے فاصلے پر ایک انسانی بیولا کھڑا تھا میں نے اپنے دوسرے ہاتھ پر زور سے چبھی پھری تو اندازہ ہوا کہ میں خواب میں نہ رہا۔

”جمال! میرے سناؤ ناں بچے کیا تم میری آواز نہیں سن رہے؟“ پوچھی جارہے مجھے مخاطب کیا گیا تو میں خدا کا نام لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ ”کون ہو تم؟“ میں نے سپاٹ لیے میں دریافت کیا۔ ”آہستہ لو۔“ مجھے اسے ساتھیوں کی آنکھ کھل گئی تھی۔ ”تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہونا پڑے گا۔“ میرے ساتھ آؤ۔ ”مجھے تم سے کچھ ضروری اور اہم باتیں کرنی ہیں۔“ ڈور وینس میں تھیں کوئی رک بیٹھنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ وہ انسانی بیولا جو حقد و قامت کے اعتبار سے بڑا قوی و

نیراد کہ کر ان سنگلاخ چٹانوں میں نہ جھجک رہا ہوتا۔
 - مطمئن رہو تم جس قریب کے متلاشی ہو وہ بہت جلد
 تمہیں مل جائے گا۔
 - کہاں ہے وہ میرا گوہر مقصود جس کی تلاش نے مجھے
 دیوانہ بنا رکھا ہے۔
 - اسی غامد کے دلہنے کے اندر جہاں تمہنے اپنے سنجیدہ
 کے ساتھ بٹاؤ ڈالا ہے۔
 - گویا تم نے تمہارے ہو کہ وہ کہاں ہے تمہنے ہنطاری
 لیے ہیں خوشامد کی بجھ پر دم کرو۔ مجھے میری منزل کی
 نشان دہی کرو۔
 - میں تمہاری لیے جینے محسوس کر رہا ہوں۔ اس نے
 خشک آواز میں جواب دیا۔ جلد بازی سے کام مت لے۔
 تمہنے جس لٹے پر قدم اٹھایا ہے وہ نیکو کاروں کی راہ میں
 کسی جاسکتی اس لیے میں فی الحال تمہے کسی کام نہیں
 ہکتا البتہ اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ تمہا لے ساتھ جو جس
 جانور موجود ہے وہی تمہاری منزل کی نشان دہی کے لیے
 تمہارا بہترین دقیق ثابت ہوگا۔
 - میرا ہمتی! میں خوشی سے اچھل پڑا کہ کیا وہ جانتا ہے
 کہ میری روح، میری زندگی کہاں ہے؟
 - جنونی کیفیتوں سے پرہیز کر خود اوسیدی جمال!
 وہ سادہ سادہ میں بولا۔ تم تو بے حد زمین آدمی ہو سکتا
 تھیں بل نہیں کہتے اپنے مالکوں کی جگہ پہچانتے ہیں۔
 اور بات ہے کہ سو گھنٹے کی یہی قوت اثر ان غیس جانوروں
 کو بھی قریب میں مبتلا کر دیتی ہے۔
 - تمہاری باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں۔ میں نے سوچا
 ہوئے دل سے احتجاج کیا۔ کیا تمہارے سادے بے میں
 کھل کر گفتگو نہیں کر سکتے؟
 - جب عقل پر پورے اور نگاہوں کے سامنے دھند کی جال
 پڑی ہو انسان اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہے۔
 - کیا تم نے صرف یہی کہنے کی غرض سے مجھے اتنی بات
 کلیف دی تھی؟ میں نے تجھے انداز میں کہا۔
 - میں مجبور نہ ہوتا تو تمہیں اس وقت بھی زحمت دیتا۔
 وہ تھکا کر قد لے غصے سے بولا۔ خدائے ایک برگزیدہ بندے
 نے مجھے تمہاری نگرانی سونپی ہے۔ غور سے سنو تیری جمال!
 تمہیں اگر کبھی میری ضرورت پیش آئے تو دقیقہ نہ کرنا
 کر لینا، میں خوش قسم کروں گا کہ تمہا لے کسی کام آسکوں۔
 - رفیق! یہ کیسا عجیب نام ہے؟

یہ جھوٹا جانتا ہوں محسوس کرنا چاہتا ہوں۔
 - ہاں سیدی جمال! تم ایک قریب سلسل کا فکا
 ت نے تمہیں ایک قسم میں گرفتار کر رکھا ہے کاش
 باتوں کو سمجھ سکتے۔
 - ہو سکتا ہے تم خشک کہہ رہے ہو لیکن تمہنے میری
 ن کو بھی قریب سے نہیں دیکھی ورنہ ہوش مندی کی
 نہ کرتے۔ تمہنے میرے لیے ہنطاری کیا۔
 - جو خوب صورت اور حسین آغوش کے متلاشی میں وہ
 بلاؤں سے بھجک جلتے ہیں جس میں لٹے پر قدم
 پڑے جو اس پر بھی دھند بھاڑی ہوئی ہے بجوری بادی
 دھندلا کر گرہ کر کے گا۔ تم طاقت کا وہ عظیم تر شہر
 آگے جو ناقابل شکست ہو گا لیکن وقت کی بساؤں
 رخ پلے گی اس وقت تمہیں بھینٹا دوں گا فکا ہونا پڑا
 اس وقت تم قانون قدرت کے ہاتھ گھسٹ سکتے ہو مجبور
 ہو گے ہیں۔
 - میں نے تم سے درخشاں کا پتہ دریافت کیا ہے۔ میں نے
 بات کاٹ کر وقت انداز میں تیری سے کہا۔
 - تم بہت جلد اس قریب کو حاصل کرو گے جسے تمہنہ
 ہے جو۔ وہ ہاتھ ملنے ہوئے بولا۔ افسوس تمہیں سمجھ
 لے ہو کہ تم نے سب اپنی دلی خواہش میں کھولنے خد کے
 برگزیدہ بندے نے تمہیں زخمی کیا لیکن تم اس زخم کی
 کا مقصد نہ سمجھ سکتے اپنے عاشقانہ ہنوں میں مبتلا رہے
 تم ان باتوں کو سمجھ لیتے تو کندن بن جاتے۔
 - وہ آواز جو مجھ کو ہمیشہ میں سکھانے میں دس گھول
 فی کس کی تھی؟ میں نے اس کی نصیحت آموز باتوں
 زانے کے لیے گفتگو کا رخ بدلا۔
 - وہ اس حیرت کے کہ ایک جھپٹتی ہوئی بد روح تھی جو
 آواز کے حس سے تمہیں ابھی دہی تھی۔
 - لیکن جینی نے مجھے کچھ اور دکھا تھا۔ میں نے اسے سمجھنے
 سن کی۔ اس نے کہا تھا کہ یہاں گھنے جنگلات میں بل ہر
 آواز میں جس جوش و رز زبے علم عمل میں ڈبے رہتے
 غراں کے درمیان کوئی عورت یا بچہ۔
 - جینی نے تمہیں جو داستان سنا ہے میں اس سے ہنگ
 بت کچھ جانتا ہوں لیکن تمہیں صرف درخشاں کا پتہ چاہیے
 اہمال! اس بار اس کی آواز میں طنی اور طنز کی
 ش موجود تھی۔
 - ہاں۔ اگر مجھے اس کی تلاش نہ ہوتی تو میں اپنی جاگیر کو

گند کر تم اس منزل تک پہنچے ہو۔
 - ان داستانوں پر میرے لیے کرب اور ذوقوں کے سوا
 بھی نہیں۔ میں نے کھن کر اپنا مدعا بیان کیا۔ مجھے اپنی را
 اپنی زندگی اپنی درخشاں کی تلاش ہے۔
 - سنو جہاں تمہنے اپنی جوانی کے نشے میں بہن
 باتوں پر توجہ نہیں دی، تمہیں بار بار سنبھلنے کے موقع
 لیکن تمہنے سب گنوا دیے اور اب تم ایک ایسے دور لپے
 کھڑے ہو جہاں ایک طرف گھب اندھیلہ ہوا دوسری
 - مجھے اپنی درخشاں کی تلاش ہے۔ میں نے بار بار
 اختیار کیا۔ اگر تم مجھے وہ راستہ دکھا سکو جو مجھے درخشاں
 لے جائے تو میں تمہارا احسان مند رہوں گا بصورت
 میں یہی کموں کا کر تم وقت ضائع نہ کر رہے ہو۔
 وہ ایک لمبے کے لیے خاموش رہا پھر ایک لمبی سانس
 لے کر بولا۔
 - میں جانتا تھا جمال! کہ تم جس لٹے پر اتارے گئے
 لٹے ہو وہاں سے تمہاری واپسی دشوار ہو گی۔
 - درخشاں۔ صرف درخشاں کی بات کر دے۔ میرے لیے
 میں وحشت خاں ہو گئی، میں جانتا تھا کہ جنت کی فوٹو
 کے لیے ہر چیز ممکن ہوتی ہے۔ وہ یقیناً میری مدد کر سکتا تھا
 میں چاہتا تھا کہ قبل اس کے کہ وہ میری نگاہوں سے اوجھا
 ہو اس سے درخشاں کا پتہ دریافت کر لوں۔
 - تمہارا خیال درست ہے۔ اس نے ہکا بکا انداز میں
 جواب دیا۔ تمہیں کی تلاش میں جھجک رہے ہو اس کا
 عکس ان ہی بجوری پادریوں میں موجود ہے۔
 - مجھے یقین تھا کہ یہی میری منزل ہو گی۔ میں خوشی سے
 چیخ اٹھا۔ اس نے کہا تھا کہ درخشاں کا عکس میرے قریب
 ہی نہیں موجود ہے لیکن میں خوشی میں اس قدر مشتاع ہو گیا
 کہ عکس کی تشریح نہیں دریافت کی۔
 - میں تمہاری وقتی مستوں کا اندازہ لگا سکتا ہوں
 سیدی جمال! اس نے بھی جانتا ہوں کہ وقت کی باگ ان وقت
 تمہا لے ہاتھ میں ہے، تم جو چاہو گے وہی ہوگا۔ ایک لمبے
 مدت تک تم مختلف حالات میں وقت پر محنت کرو گے
 لیکن اس کے بعد۔۔۔
 - اس کے بعد کیا ہوگا۔ یہ بعد میں دیکھی جائے گا۔ میں
 نے ہبک کر کہا۔ فی الحال تم مجھے میری درخشاں کا پتہ بتاؤ۔
 - کیا وہ تمہا لے سینہ دل میں موجود نہیں؟
 - ہے۔ مگر میں اسے ظاہری حالت میں دیکھنا چاہتا

دکھانی ویتا تھا نہایت نرم آواز میں بولا پھر میرے جواب
 کا انتظار کیے بغیر گھوم کر محل کی طرف قدم اٹھانے لگا۔
 اس کی آواز میں کوئی ایسا حضور و مروجہ تھا جو میں متام
 احتیاطی تدبیر کو بالائے طاق رکھ کر اس کے پیچھے پیچھے ہولیا۔
 کچھ دور تک ہم خاموشی سے آگے پیچھے چلتے رہے پھر ایک برک
 پتھر کے قریب پہنچ کر وہ دوبارہ میری جانب پلٹا۔ یہ سنہ
 اور اس کے درمیان اس وقت بھی بیس فٹ کا فاصلہ برقرار
 تھا۔۔۔ تاہم اس کے سبب میں خشک طور پر اس کے چہرے کے
 خدخال نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن وہ یقیناً عمر دا ہو گا ورنہ
 "میرے بچے" کہہ کر مجھے کیوں مخاطب کرتا، میرا دل چاہا کہ آگے
 بڑھ کر اسے قریب سے دیکھوں لیکن شاید اس نے ہر دل کا
 بھید پڑھ لیا تھا۔
 - نہیں سیدی! ہم میرے قریب آنے کی کوشش مت کرنا
 جو صرف جاسے درمیان ہے اسے برقرار رہنے دو اسی میں خدا
 کی مصلحت ہے۔
 اس دہانے میں ایک پراسرار نوراد کی زبان سے سیدی
 اور "خدا" کا نام کس کچھ حیرت ہوئی، میں ایک لمحے کو ہوش
 رہا پھر میرے ذہن میں ایک نکتہ طینت اجٹا کا تصور
 ابھرا ہوا، اگر جینی کے بیان کے مطابق وہ کوئی جادوگر ہوتا
 تو اس کی زبان سے سیدی یا "خدا" کے الفاظ بھی ادا نہ ہو۔
 - تم دو در اندیش بھی ہو اور ذہن بھی لیکن افسوس کہ اپنے
 راستے سے جھجک گئے۔
 - میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو تم کوئی جن براور۔۔۔
 - میں تمہاری ذہانت کی تعریف کر چکا ہوں۔
 - تمہنے ابھی کہا تھا کہ میں اپنی را سے جھجک گیا ہوں
 میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا یہ کیا تمہاری دہشتناکی
 کر سکتے ہو؟
 - تم جانتے ہو سیدی کہ ہم وہ پوشیدہ مخلوق ہیں جنہیں
 آگ سے پیدا کیا گیا، ہم عام انسانوں کے مقابلے میں زیادہ
 مستقل مزاج ہونے میں، البتہ ہم میں سے جو راستے سے
 جھجک جاتے وہ ہندی اور شد زور بن جاتے۔
 - میرا دل گرا ہی دیتا ہے کہ وہ مجھے جس کی تلاش ہے میں
 کہیں موجود ہے۔ میں نے پلا کسی امید کے اپنے دل کی بات
 کہہ دی۔ تم مجھے بے حد قریب لیکن میری آنکھیں اسے دیکھنے
 سے قاصر ہیں۔
 - میں جانتا ہوں کہ تم اپنی ہند سے باز نہیں آؤ گے لیکن
 میری مانو تو واپس ان ہی داستانوں کی طرف لوٹ جاؤ جن سے

بعد میں نے کیا خواب دیکھی اور مامی سے کیا باتیں ہوئی مجھے اس کا مطلق کوئی احساس نہیں تھا۔

انگرم حالات میں جب تک خواب میں میسر نہ ہونے کا ذکر کیا ہوتا تو شاید میں اس کی بات کو مذاق سمجھ کر ہنسی میں اڑا دیتا مگر ماما کی ذات سے منسوب کر کے کسی مقبرے کا ذکر کرنے سے قبل غور تھا، یوں بھی جب تک جیسے سادہ لوح اور مذہبی آدمی کی ذات سے کسی دروغ گوئی کی امید نہیں کی جاسکتی تھی۔

”تم نے مقبرے کے ساتھ ایک بار۔۔۔ درخشاں بھائی کا نام بھی لیا تھا۔“ جب تک قلم رک کر اپنا جملہ پورا کیا۔

”پلیز جیکب! میں درخواست کروں گا کہ تم ایک ایک لفظ تفصیل سے بیان کرتے چلے جاؤ، ہر سانس بے کھاری باتیں میرے لیے کارآمد ثابت ہوں۔“

”میں ایک بار پھر یہی کہوں گا کہ تم بار بار مامی سے کسی مقبرے کا پتہ اور نشان دریافت کر رہے تھے۔“ پھر اسی لمحہ بے حد خوشامد اور التجائی آمیز تھا، ایک بار تم نے ماما کو بتا کر لے کر لے کر کشش بھیجی کی تھی کہ اگر وہ کسی زمین دوز مقبرے تک پہنچا دی رہبری کرے تو تم، درخشاں بھائی کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

”شکر ہے میرے دوست! میں نے جذباتی انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

”میرے دوست! میں نے جذباتی انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

”میرے دوست! میں نے جذباتی انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

”میرے دوست! میں نے جذباتی انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

”میرے دوست! میں نے جذباتی انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

”میرے دوست! میں نے جذباتی انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

نہ دیتا تھا۔ یہ خیال ہے کہ پہلے ساز و سامان کو اٹھا کر دلانے کے بہت جلد سے رکھ دیا جائے۔

کیلاش کا مشورہ معقول تھا لہذا ہم نے سب سے پہلے انام سامان غاصد دلانے کے اندر ایک محفوظ مقام پر ایک باوا۔ اس کے بعد ہم نے جلدی جلدی۔ افین لیمپ تیار کیے جن کی روشنی میں ہم دوبارہ غار کے اندر کی دنیا کا ازلہ لے سکتے تھے ساوری ایک کھون چنن کی طرف بھیجی۔

نہ تیار کر رہی تھی۔

”اے! ان۔ میں تم سے اس مقبرے کے بارے میں پوچھنا تو بھول گیا جو رات گئے وہ زمین پر سوار تھا۔“

”کیا مطلب؟ میں نے جیکب کو وضاحت طلب لفظوں میں دیکھا۔“

”خداوند جیکب کا کہنا ہے کہ رات کے میسر پر جب یہ بیدار ہوا تو تم خامی کے گلے میں ہاتھ ڈالے سو پہلے پتھر اور خواب کی کیفیت میں کسی مقبرے کا ذکر کر رہے تھے۔“

”کیلاش نے دسترخوان سے ایک تازہ سیب اٹھاتے ہوئے کہا۔ یہ بات کہاں تک سچ ہے۔“ جیکب ہی بہتر بتا سکتا ہے۔“

”میں جھوٹ بولنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں۔“ جیکب نے کیلاش کو گھولتے ہوئے کہا۔

”جیکب! میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔ کیا تم ان باتوں کو دہرا سکتے ہو جو خواب کی کیفیت میں میرے منہ سے نکل سکی ہیں؟“

”بہا خوری اکثر انسان کو میٹھے میٹھے خواب دیکھنے پر مجبور کر دیتی ہے۔“ جیکب نے کہا شروع کیا۔ ”گذشتہ رات تم بھی اسی کیفیت سے دوچار تھے۔“ وہ یقیناً پتھر بڑھانے کی آواز ہی تھی جس نے مجھے بیدار کیا، تم ماما کی گردن میں ہاتھیں ڈالے بڑی رقت بھری آواز میں کسی مقبرے کا پتہ دریافت کر رہے تھے اور وہ مجھ کو اپنی زبان سے نکلتا ہوا بھول چلا تھا۔“

”اور کچھ تو میں نے دستور سنجیدگی سے دریافت کیا جیکب کی بات سننے کے۔“

”بھلا شہزادہ رات کے واقعات پر ذہن میں تازہ ہو گئے۔“

”بھلا شہزادہ رات کے واقعات پر ذہن میں تازہ ہو گئے۔“

”بھلا شہزادہ رات کے واقعات پر ذہن میں تازہ ہو گئے۔“

”بھلا شہزادہ رات کے واقعات پر ذہن میں تازہ ہو گئے۔“

کائنات

ایم اے راحت قیمت: 100/-

ایک لمحے کو ماما کی نگاہوں میں دردندگی نمودار ہوئی، شاید اپنے جن بچہ ہاتھ ایک میسر پر مامی کی مامی کے اسے نہ ہی سر کر دیا۔ وہ آنکھیں کھلے چند لمحوں تک کھلے رہ گئیں۔ وہ بچہ جیسے میسر دل کا احوال اور میری کیفیت کا لگا جانا ہوتا ہو پھر اس نے بڑی اپنائیت سے زبان باہر نکال کر میرے پاؤں جاتے شروع کر دیے۔

مجھے ماما کا وہ انداز بہت بھلا لگا۔ شاید اس لیے مجھے اس پر یاد آ گیا کہ وہ میری منزل کا پتہ جانتا تھا اور مقرب مجھے وہاں تک پہنچانے میں میری معاونت کرنا تھا۔ میں اس کے سر پر نہایت شفقت سے ہاتھ چھیرنے لگا۔ اب میں تھک چکا تھا۔ ماما کی قریب ہی لیٹ گیا۔ شاید یہی اوقات تھی۔

دوسری صبح کیلاش نے مجھے جھنجھوڑ کر بیدار کیا۔ ”آنکھیں ملانا آتی تو میں نے دیکھی کہ سو راج کی کرن میں غار۔“ وہ اپنے دلے پہنچے تھے جیکب کی تعین ساوری اور جیکب بیدار ہو چکے تھے پھر میری نظر سامان کے انبار پر پڑی تو میں ہیرت سے اچھل پڑا، ایک لمحے کو میں یوں ہیرت پر نظروں سے اپنے ساز و سامان کو دیکھنے لگا جیسے کوئی غور دیکھ رہا ہوں۔

”اتنی ہیرت اور اس قدر تعجب؟ آنکھیں ہیں رش۔“

”یہ۔۔۔ یہ سامان؟“

”یوگا اور سمورا کھانے اور پھل وغیرہ کے نذرانے کا ساتھ ساتھ ہمارا تمام سامان بھی کھاٹ والی چٹان پر چھوڑ گئے ہیں۔“ کیلاش نے مجھے تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہمارا کل والی دھونس نے یوگا اور سمورا کو بے حد خوفزدہ کر رکھا ہے۔ یوں سمجھو کہ وہ ہمارے لیے دامن غم بن گئے ہیں۔“

”اور بس دن یہ غلام غلامی پر آمادہ ہو گئے اس دن ہمارے اوپر چڑھوہ طبق بھی روشن ہو جائیگا۔“ جیکب نے زبان میں کہا۔ جھوٹ اور قریب کا طلسم زیادہ عرصہ بڑا

”میں نے اسے کیا غرض۔“ بعض اپنے کام سے باز رکھو۔ وہ نفرت سے بولا پھر اس سے پیشتر کہ میں اس سے کچھ اور دریافت کرتا وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

”بچہ دیکھو۔“ اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑا میں رفیق کے ہاتھ میں سوچتا رہا۔ وہ چوتھا شخص تھا جس نے میری پراسرار۔۔۔ قوتوں کی تصدیق کی تھی، اس نے کہا تھا کہ خدا کے کسی برگزیدہ بندے نے اسے میری نگرانی پر مامور نہ کیا ہوتا تو شاید وہ میرے قریب پھٹنے کی خوشحال بھی نہ رہتا۔

”مجبوز۔“ میرے ذہن میں اسی دیر لے کر تصور ابھرا تھا جس نے سب سے پہلے ان کی قبر پر توڑ پھرنے کے بعد مجھے زخمی کیا تھا۔ وہ میری رہنمائی کرنا چاہتا لیکن وقت اور حالات نے مجھے اس حد تک ابھاد دیا کہ میں اس کے اشارے اور کلاموں میں کجانی والی گفتگو کا راز نہ پاسکا۔ اس نے متعدد بار مجھے گڑھی سے بچانا چاہا لیکن میں جیکب چکا تھا، چھو کر ہی ہر اقدار میں جی تھیں محنت کے کچھ کے آگے میں بے بس دلا چکا تھا۔

پھر جب اور وینا میں سوکار اور دلا لاکر خباثتوں نے ایک غار کے اندر مجھے قید کر دیا اور موت میرے سر پر نہ لاری تھی۔ خدا کے اس برگزیدہ بندے نے میری مدد کی۔ میں نے اس روز بہت کچھ اس کی آغلی میں پڑی کڑی کی انگوٹھی حاصل کر لی لیکن اگر اسے منظور نہ ہوتا تو شاید وہ انگوٹھی بھی مجھے حاصل نہ کر پاتا اور اب اسی خدا کے ایک بندے نے رفیق کو میری نگرانی پر تعینات کیا تھا۔

میرے ذہن میں رفیق کے الفاظ اور چلنے کو ج اٹھے اس نے بڑے وثوق اور یقین کے ساتھ مجھے طاقت کا حتم۔۔۔

”میرے دوست! میں نے جذباتی انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

”میرے دوست! میں نے جذباتی انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

”میرے دوست! میں نے جذباتی انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

”میرے دوست! میں نے جذباتی انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

”میرے دوست! میں نے جذباتی انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

”میرے دوست! میں نے جذباتی انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

”میرے دوست! میں نے جذباتی انداز اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔“

کیا تم واقعی بات سنجیدگی سے کہہ رہے ہو؟ کیلاش نے مجھے تبسمہ گھورا۔ انا زباں بالکل ایسا ہی تھا جیسے اسے میسر صبح بیدار ہونے پر شہ ہوتا ہو۔

میں سنجیدہ ہوں مافی دوبر آپس نے کسی انجانی سرسٹک احساس سے متراش ہوئے ہوئے کہاتہم لیں سمجھ کر وہ کہتا جو خواب کی کیفیت میں میری زبان سے ادا ہوئے وہ میسر کیے درختان کو تو خن کرنے کے سلسلے میں ٹیسی اٹھنے میں پانچا ہوا جو جبکہ آکھ کھل گئی اور اس نے میری زبان سے جو جملے نکلے وہ سب لے ورنہ شاید ہمیں اپنی منزل کے سراغ میں ایک عرصے تک بھٹکتا پڑتا۔

یہ تھا اور ہم یہ میسر بڑا! جیبت مجھے نرم لے میں سمجھنے کی کوشش کی کہ درختان بھی تو دوبارہ پالنے کا تصور تھا جسے ذہن میں دلوانی کی حد تک موجود ہے اس لیے غار کے اندر نظر آنے والے پرلمار ساحل نے اس دیرینہ تصور کو تقویت پہنچانے میں مدد کی ہے اور تم۔

ہو سکتا ہے تم درست سوچ رہے ہو۔ میں نے بات کو ختم کرنے کی خاطر جلدی سے کہا پھر ناشہ کرنے میں مشغول ہو گیا۔ "جہاں! کیلاش نے بدستور سنجیدگی سے کہا تم میرا خیال ہے کو کھاتے ذہن کو شہ بہ آدم کی ضرورت ہے اور اسی خیال کے پیش نظر میں بحیثیت ایک مریض کے تعین پر دو تہا مشورہ دوں گا کہ دو چار روز تک تم اپنے ذہن کو تمام پرانگندہ خیالات کی قید سے مکمل آزاد کر کے صرف آدم کو تو

دوسری صورت میں مجھے کیا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے؟ میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

تم میسر بدیتی مشورے کو مذاق میں ملنے کی کوشش کو رہے ہو کیونکہ انہیں کرو میسر درست! میں تمہیں اتھاری موجودہ ذہنی کیفیت کے پیش نظر یہ حد تک اور مفید مشورہ دے رہا ہوں۔

خواب کی باتوں پر اس قدر سنجیدگی سے غور کرنا بھی میرا نزدیک حماقت سے کم نہیں۔ جبکہ کیلاش کی سنجیدہ گفتگو لے اکتاتے ہوئے بے پروائی سے کہا تم میں نے بزرگوں کی زبان سے بھی سن رکھا ہے کہ خواب کی تعبیر اکثر الہی ثابت ہوتی ہے۔

اور بزرگوں کے اسی قول کے مطابق اب تم غافلانہ کسی زمین دوز تہ خانے کے بجائے غار کے اندر کسی ایسے سوراخ کو خائن کرو گے کہ جو چھت پر آسمان کی جانب کھلتا ہو۔ جس کے لیے کیا مشورہ ہے جو جبکہ بے رجسٹرہ کیا تھا دی

اس بات پر ہنسوں یا آنسو بہانا شروع کروں۔

جواب میں کیلاش نے بڑی خوشخوار نظروں سے میرا کو دیکھا، کوئی جواب نہ نہ پڑا تو اس نے غافلانہ ہی ہنسنے سے خفاغ ہو کر میں نے غار کے اندر چلنے کا ارادہ کیا تو کیلاش نے مجھے روکنے کی کوشش کی لیکن میرا ارادہ کے آگے ہتھیار ڈال کر آمادہ ہو گیا۔ میں نے آواز اٹھا کر سادوی کو بھی ساتھ چلنے کی پیشکش کی لیکن اس نے نہ کر دیا اور سامان کے قریب رہنے کو زراہہ ترجیح دی۔

میں نے غافلانہ میں غافلانہ اس لیے کہ وہ ہم سب کے آگے تھے اس دن ہم جو محسوس ج طوط ہوئے کے بعد غار میں آئے ہوئے اس لیے ہیں کہ ابھی کا احساس نہیں ہوا، سورج کی روش براہ راست غار کے دہانے سے اندر جا رہی تھی جس سے دروازہ کا جھنڈا میں دوپٹے جھٹک نظر آ گیا، ہوائی مٹھن کے تینوں چھان بھی دکھائی دے رہے تھے لیکن اور کا دیو قیامت جھنڈا زیادہ واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔

ہم نے سورج کی روشنی میں غمے کو ایک بار پھر بڑے دیکھا وہ دور ہونے کے باوجود وہ دور دورہ اس بات سے مشابہ تھا جو ہم اور دینا پر دیکھ چکے تھے اور جس کی تباہی نے ہمیں بھڑی پناہ دی تھی۔

میرا خیال ہے کہ غار کا دہانہ اسی خیال سے مشرق کی سمت بنایا گیا ہے کہ صبح کو پوچھا کہنے والوں کو اپنے دروازہ روشن دور ہی سے ہو جائے۔ کیلاش نے اپنے خیال کا اظہار کیا تو جبکہ نے جلدی سے کہا۔

مجھے اس وقت دلائلے نکل کے کہنے واقع وہ غار یا آگیا جس میں اورو میل کے مندر میں ہیں بٹ لکھ ہوئے ہیں۔ کیا تم یہ بتانا چاہے ہو کہ تم نے بھی مذہب کی آڑ لے کر ایک مبلغ کی حقیقت سے تھوڑی بہت مٹا چکی ہوگی؟

نہ جبکہ اسی جگہ اپنے سچے مارنا شروع کر دیے جہاں گرفتار ہو جہاں سے اسے ایسی ہی حرکت کرتے دیکھ تھا، جبکہ اور بلاش بھی مافی کی اس حرکت کو بغور دیکھتے تھے۔

یہ تھا رانی کی حرکت کہ ہا ہے جبکہ بولا کل بھی رہے کی اسی سیرٹی پر بڑے معمولی دل چسپی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ آؤ دیکھتے ہیں۔ کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔

ہم خاموشی سے بیٹھ جہاں پڑے اور پرستے کو مافی پرستہ سیرٹی کے جوڑ کو بار بار دیکھتے اور اس پرستہ لگا کر کچھ سرنگھنے کی کوششوں میں مشغول تھے۔ ہم نے نیچے جھک کر اس جگہ کا بغور جائزہ لیا جہاں مافی کی دل چسپی برہم بڑھتی جا رہی تھی نظر بڑے وس و مان کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جس سے ہم مافی کی جنونی کیفیت کا مقصد سمجھ سکتے۔ البتہ مافی کے بار بار نکلنے نیچے اٹھنے سے سیرٹی کی بنیاد پر کچھ خرائش ضرور دکھائی دے رہی تھیں۔

میں کچھ دیر تک خاموش کھڑا مافی کی دیوانگی کو محسوس کرتا رہا پھر کسی فوری خیال کے تحت میں نے مافی کے گنگے کا پتہ چھان کر اسے کیلاش کے حوالے کیا اور غور کشا وہ سیرٹی جو آٹا لیت کر اس جگہ تک لگا دی جہاں مافی بار بار پڑنے ارادہ تھا، دو سے میری لے میری رنگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گردن تیز ہو گئی، جس جگہ مافی بار بار سونگھنے کی کوششوں میں مصروف تھا وہاں سے عجیب قسم کی ہلکی اور بھینتی بھینتی خوشبو آ رہی تھی ایسا لگتا تھا جیسے صندل یا گلاب کا معطر مکدہ ہو، پس کچھ دیر اس خوشبو کو محسوس کرتا رہا پھر میں نے قرب و جوار کی دوسری جگہوں پر سونگھنے کی کوشش کی لیکن ویسی خوشبو نہیں آئی۔

میں نے پانورہ کو اناؤں جیسی حرکتیں کرتے بار بار دیکھا ہے لیکن آج پہل بار ایک پڑھے لکھے اور سمجھدار انسان کو اناؤں جیسی حرکت کرتے دیکھ رہا ہوں۔ جبکہ میری حرکت پر تنقید کرتے ہوئے کہا۔

میں نے جبکہ کی بات پر کڑی توجہ نہیں دی ایک بار پھر تاک اسی جگہ گر دی جہاں سے خوشبو آ رہی تھی۔ بڑے ذہن میں ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا۔ کہیں وہ زمین دوز تہ خانہ یا مقبرہ اسی جگہ کے نیچے تو نہیں جس کا ذکر میں خواب کی حالت میں مافی سے کر رہا تھا۔ اور بڑی درختان۔

کیا بات ہے جہاں پہ کیلاش نے نیچے جھٹکے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ تم اتنی توجہ سے کیا تلاش کرتے پھر لے ہوئے۔ وہی زمین دوز مقبرہ جہاں کے خوابوں میں ابھرتا تھا۔

جبکہ وہ جملہ محض میرا مذاق اڑانے کی خاطر کہا تھا لیکن اپنے ذہن میں ابھرنے والے خیال کی تصدیق جبکہ کی زبانی ہو جانے کے بعد میسر دل کی دھڑکنیں تیز مری طور پر تیز ہو گئیں میں پرستہ جھانپتا ہوا تھا تو کیلاش نے پرتشویش لہجہ میں میسر پرستہ پرتل جلتے ہوئے کہا۔

جگہ مان کے لیے جہاں! مجھے بتاؤ کہ تم کیا محسوس کر رہے ہو جہاں تک میری تشخیص ہے تم اس وقت مافی بلز پرستہ کے شدید دھندے دو چار ہو۔

ہاں۔ ہاں۔ شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں نے وہ دانستہ تیز تیز سانس لیتے ہوئے جواب دیا تب مجھے اپنا دم کھٹکا محسوس ہوا ہے۔ یوں محسوس ہوا ہے جیسے میسر داغ کی تمام نشیں پھٹ جائیں گی۔

جبکہ! جلدی کرو، جہاں کو سمجھ لو۔ اسے فوری ہلکی امداد کی شدید ضرورت ہے۔ کیلاش نے تیزی سے کہا پھر اس نے میسر منع کرنے کے باوجود مجھے اپنے کندھے پر ڈالا اور سیرتھیاں اتر لے لگا۔ جبکہ بھی لو کھلائے ہوئے نہ جلنے کیوں میں نے اس وقت جو کچھ محسوس کیا او

سیرتھیوں سے پھوٹنے والی خوشبو کے بلنے میں جو سوچا وہ میں اپنے ساتھیوں سے چھپا نا چاہا رہا تھا۔ شاید اس لیے کہ میں پھر کسی وقت تنہا اپنے خیالات کی نقد پین کرنے کا خواہش مند تھا۔ کیلاش کے کندھے پر چھوٹے ہوئے میں نے آخری بار دلوٹا اور کے مجھے پرتل ڈالی تو مافی بدستور وہاں موجود تھا۔ میسر ذہن میں رہتی کا جملہ صائے باگشت بن کر گرنے لگا۔

مجھے ساتھ جو نجس جالہ موجود ہے وہی تھا دی منزل کی نشان دہی کے لیے کھنڈا بہترین دقیق ثابت ہو گا۔

وہ میسر قریب پہنچی بڑے دل آویزاں مزمیں مسکرا رہی تھی میں پکلیں میں بھری گئے اسے دیکھتا ہوا ڈھان واقع بے حد مسرور نظر آ رہی تھی اس کے گلانی چہرہ پر دنیا جہاں کی خوشیاں نقص کر دی تھیں ایک طویل عرصے بعد میں نے اسے آنا غرض دیکھا یوں لگتا تھا جیسے اسے نہ مافی مڑول گئی ہو۔

مکھی بازندہ وہ میسر چہرہ کو کھتی رہی اس کے انداز سے پیار تک رہا تھا اس کے ہلکے کی ہلک پرتل داغ کو معطر کر رہی تھی میں نے آنکھیں کھولنے کی کوشش نہیں کی یوں ہی لیٹا رہا جیسے مجھے اس کی آمد کی کوئی اطلاع

۲۔ تحقیق سے اندازہ لیا جیچہ درست نہیں لیکن اب ایسا نہیں ہوگا، اس نے فیض میں بھرپور ٹکراہوں سے مجھے پریشانی پہنچائی ہے کہ اب ہماری جذباتی کھڑکیاں ختم ہونے والی ہیں، اب ہم ایک دوسرے کو جھوٹ سکیں گے، دل بھول کر باتیں کریں گے اور... توجہ دیکھ سکتے ہیں کہ کتنی رسمی بیہوش

تھری خاطر انھوں نے نصیحتیں اٹھائی ہیں صوبہ میں
 جھیل میں پھرانے کیا پردہ " درخشاں نے مخاطبہ میں
 جواب دیا " وہ تھری سے کام آئے ہیں اور کیا جب کہ مجھے
 حاصل کرنے کے بعد بھی تجھیں ان کی ضرورت پڑے۔
 " درخشاں : تم نے کہا تھا کہ تھری نندہ سے وہاں موجود

اُردو بازار - لاہور 2



www.PAKSOCIETY.COM

ہماری جانب سے کوئی پیش قدمی انھیں سفاکی کا مظاہرہ کرنے پر آمادہ کر سکتی تھی، ان کی غوغار نظروں سے دھتکتا ہوا زندگی جھلک رہی تھی۔

”سمورا! آئیے میں نے کچھ سوچ کر مرے لیے میں کیا کیا تھیں امید ہے کہ تم ہمیں اپنے ساتھ جھوڑے پاڑیوں سے لپٹیں اپنے قیصر کے لیے جاسکے۔“

”کون جانے گا تھیں؟ سمورا نے مسکراتے ہوئے زہرے لہ انداز میں سوال کیا۔“

”مقدس اور گناہ کی لاش نے میرے موش میں آجانے کے بعد تازہ دم ہو کر کہا: تم تھیں تو لوٹ کے مہمان ہیں کیا ہیں حلیف پہنچ کر اپنے خیمہ پر دیوتاؤں کو راضی کر دے؟“

”اور پھر انھیں مہمان بنایا ہو تا تو ہم گھٹا دل چنان سے آگے بڑھتے ہی اس کے منہ کا کشتہ زخم کھلے ہوئے۔“

”سمورا! ہم نادانی کر رہے ہو۔“ میں نے خود ہل کر کہا: انداز اختیار کیا: زندگی چاہتے ہو تو ہمیں آزاد کر دو ورنہ...“

”تم اپنی آسمانی قوتوں کا استعمال کر دے۔ کیوں ہواؤں کے خیمہ دیوتا؟ سمورا نے مذاق اڑایا تو میرا چہرہ صدمے سے سرخ ہو گیا۔“

میں نے خدا کو یاد کر کے زور لگایا تو خود میری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی کچھ کر مضبوط رسیاں جو میرے جسم پر جکڑے ہوئے تھیں کچھ دھلگے کی مانند کئی جھڑوں میں ٹوٹ کر پھرنے لگیں میں تیزی سے اٹھ کر اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا، سمورا اور اس کے ساتھی مجھے حیرت سے آنکھیں پھاڑ رہے تھے کہ کچھ

لپٹے تھے، جبکہ کیلاش اور سادری کی نگاہیں بھی کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

”تم نے اور گناہ کی طرف میں قدم رکھ کر اپنی موت کو دعوت دی ہے۔ اب اپنا انجام بھی دیکھ لو۔“ میں نے گرج کر کہا اور فحشی کو دل میں آواز دی چہرہ جو کچھ ہوا اس نے میری عقل بھی ضبط کر دی۔

جس جگہ ہم کھڑے تھے وہاں کا ایک وسیع صحرانہ علاقہ روشن ہو گیا اس ویرانے میں وہ روشنی کہاں سے چھوٹی تھی آج تک نہیں سمجھ سکے، سمورا اور اس کے ساتھیوں کی نگاہیں بھی تیز روشنی میں جذبہا گئیں چہرہ اچانک اپنے پھینک کر

گرا میں پر سیدھا میرے ہو گئے، صرف سمورا اپنی جگہ سے کی حالت سے دوچار کھڑا ہماری پشت کی جانب دیکھ رہا تھا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو درمست سے میری آواز بلند ہو گئی۔

کیلاش، جبکہ اور سادری بھی خستہ رہ گئے، مجھے اپنی قوت بنائی پر تشہرہ ہوتا تھا لیکن جو کچھ میں نے دکھائی ہے سمورا اور

پاؤں بھی رسیوں میں مضبوطی سے جکڑ دیے تھے۔

مجھے کیلاش یا جبکہ حالات کی تفصیل دریافت کرنے کی ضرورت نہیں پیش آئی، موقع کی نزاکت نے مجھے سب بوجھ دیا، مجھے بے ہوشی کا آنکھیں دینے کے بعد وہ میری

ان سے ملنے ہو گئے تھے پھر رات میں وہ بھی بے خبری کے عالم میں گھوڑے کے پیچ کر سو رہے ہوں گے کہ سمورا اور اس کے

بچ ساتھیوں نے جریہ ناپاک منصوبہ بنا چکے تھے رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں نیند کی حالت میں

دی طرح دلوچ لیا پھر قبل اس کے کہ کوئی مزاحمت کرنا ہاتھ ساتھ دی سلوک کیا گیا جو قربانی کے کردار کے ساتھ فوج

رہنے سے پہلے کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاتھ جبر رسیوں میں جکڑ دیے گئے۔

میں نے ہوا کا اس سادش میں شریک رہا ہو لیکن ہر حال سمورا کی باتوں سے یہی اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ ہماری

پہلی دیکھ کر کسی شخص کی کاغذ کرنے کے بجائے پہلی فرصت میں ہمیں اپنے دیوتاؤں کے نام پر قربان کرنے کی عادت

نور حاصل کرے گا۔ ہواؤں کے دیوتا؟ سمورا نے مجھے کراہتے سنا تو تیزی سے

پری جانب متوجہ ہو کر حشرات سے بولا: مجھے تعین تھا کہ مزید وہ دیکھ سونے کی اداکاری نہیں کر دے گا۔

میں نے اس بے رحمت کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا، سب سے پہلے میں اپنی آنکھیں کو ٹھٹھا جو میری انگلی میں بدستور موجود

تھی پھر دیکھ کر اپنے سینے پر محسوس کیا تو مجھے بے حد اطمینان ہوا، سمورا اور اس کے ساتھیوں نے اپنا جان چڑوں کو دیکھی

نہیں یا پھر وہ ان کی اہمیت سے ناواقف تھے اس لیے غلامانہ رنگے میری نفوس بدستور سمورا پر مرکوز تھیں جو میرے سامنے

میں نے نہ کھڑے تھے تو آواز نظروں سے گھور رہا تھا، میرے

اقدام جو حیرت کی جانب باندھے گئے تھے اس لیے میں ایک

لحاظ سے خاص تھی، ایک ثانیہ کو میری نگاہوں کے سامنے

ملنے لہانے لگے۔ اگر میں دوزخ کے حوالے سے پیشتر وہ

تو ہمارے اوپر پڑی ہوتی تو شاید مجھے آٹنا افسوس ہوتا لیکن

دشمن کو اپنے لیے کے خیال نے میری مایوس زندگی میں امید کی

تو مع دشمن کی تھی میں اسے اتنی جلدی بھینا دیکھ کر تیار

نہیں تھا۔

میرے ذہن میں رفیق کا نام ابھرا، ان بے پناہ ہمارا

آؤں کا خیال آیا میں جن سے ناواقف تھا لیکن جس میں

اور لگا کر دینا اس کی تصدیق کر چکے تھے، میں نے سمورا کو ایک

نظر کر دیکھا اس کے آدمی ہاتھوں میں تیرے لیے تیار تھے۔

کالی دنیا

ایم اے راحت قیمت: 100/-

جب میں تھیں اس لیے کسی کی حالت میں ہر گھٹکے کے روبرو پیش کرنا کا تو وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اطمینان کا مستحق قرار دیکھا۔

”تم نے کیا کیا کھا کھاٹ والی چٹان سے آگے آج تک تھو؟ کسی آدمی نے قدم نہیں رکھا۔ کیا وہ سچ تھا؟“ جبکہ

سوال کیا۔ ”ہاں۔ مجھے غلط بانی سے کام نہیں لیا تھا۔“

”بچہ۔ آج تم یہ جرات کس طرح کر رہے؟ کیا تھیں مقدس اور گناہ کا خوف نہیں رہا؟“

”ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ مقدس اور گناہ کی خوشنودی کی خاطر کر رہے ہیں۔ سمورا بڑے اعتماد سے بولا: مجھے تعین

ہے کہ تمہاری قربانی دینے کے بعد ہم اپنے خیمہ دیوتاؤں کی ناراضگی دور کر لیں گے۔“

میں بدستور غنوغ کی حالت سے دوچار تھا، میں نے ہمت کر کے آنکھ کھولی تو چاروں طرف تاریکی کا راج تھا اور

پچھانسا ہی ہوئے میرے سادہ گردن نظر آ رہے تھے، میں نے اپنے ذہن پر زور دیا تو یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ جو کچھ میری نگاہیں

دیکھ رہی تھیں وہ خواب نہیں ایک زندہ حقیقت تھی۔ خوف کا احساس بیدار ہوا تو غنوغ کی کیفیت جاتی رہی اور

موقع کی نزاکت میری سمجھ میں آ گئی۔

ہمارا خیال تھا کہ گناہ اور قیصر کے لوگ ہم سے اس طرح

خائف ہو گئے ہیں کہ وہ بارہ ہمارے قریب لے کر ہرگز نہیں

کر سکیں گے لیکن ہم نے دشمنوں کو کمزور سمجھ کر جس دشمنی کو

اپنے ذہنوں میں جکڑ دی تھی وہ ہماری جھوٹی سمجھ میں کا

نمیزہ میں اس وقت جگمگتا پڑ رہا تھا۔ درختال نے مجھے اسی غلطی کی جانب متوجہ کیا تھا۔

میں نے اپنے ساتھیوں کی سمت دیکھا، جبکہ اور

کیلاش رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے سادری کو سمورا کے

دوسا تھیں نے پکڑ رکھا تھا لیکن میرا دماغی وہاں موجود نہیں

تھا، میں نے اسے دیکھ کر غصہ کرکٹ لینے کی کوشش کی تو

کرار کر رہ گیا، سمورا اور اس کے ساتھیوں نے میرے ہاتھ

میری کیفیت دیکھ کر پریشان ہو گئی، کیلاش نے اسے تسلی دی کہ کسی کوئی بات نہیں جس پر کسی پریشانی یا تشویش کا اظہار

کیا جاسکے، وقتی طور پر میری حالت بگڑ گئی تھی جو آواز کرنے کے بعد ٹھیک ہو سکتی تھی پھر کیلاش نے منع کرنے کے باوجود

مجھے نیند کا آنکھیں لگا دیا، مجھے اپنے ہی کیے کی منزل رہی تھی۔ میں نے کیلاش سے زیادہ اصرار نہیں کیا خاموشی سے آنکھیں

لگوا یا مجھے خوف لاحق تھا کہ اگر میرے ساتھیوں کو علم ہو گیا کہ میں نے ان سے ایک اہم بات پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی ہے

تو وہ یقیناً مجھ سے نفرا ہو جائیں گے۔ ہر حال میں نے طے کر لیا تھا کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد میں کیلاش کو اپنے خیالات

سے مدد رکھ کر دوں گا اور یہ سمجھوں گا کہ جبکہ میری موجودگی میں کسی نے زبان کھولنا اس لیے مناسب نہیں تھا کہ ناکامی

کی صورت میں وہ ہمارا ناظر بن کر دیتا، اس سے پیشتر بھی کچھ بائیں لپٹ رہی تھیں جو میں نے صرف کیلاش کو بتائی تھیں جبکہ

کے فرشتوں کو بھی ان کا علم نہیں ہو سکا تھا۔ میرا ذہن آہستہ آہستہ جاگ رہا تھا، نیند کا وہ خمار جو

آنکھیں کھلنے کے بعد بجلی جیسی سرعت کے ساتھ میری نگاہوں میں دوڑ گیا تھا بدیع کم ہو رہا تھا، مجھے درختال کا جدا یاد

آیا اس نے بڑے خوف زدہ انداز میں مجھے یاد کرنے کی کوشش کی تھی کہ میری بے ہوشی نے میرے دشمنوں کو ایک

موقع فراہم کر دیا ہے لیکن میں اس جگہ کا مقصد نہ سمجھ سکا۔ میں ابھی ذہنی جنتا شک میں مصروف تھا کہ سمورا کی گرج وار

آواز میرے کانوں میں گونجی۔ ”تمہاری بازی پلٹ چکی ہے شری کیلاش مارا جاؤ تم بے وقوف بنانے کی خاطر جو ڈھونگ چاہا تھا وہ بھی تم

ہو گیا۔ اب سمورا کی بازی ہے۔“

”تھیں بھینٹا پڑے گا سمورا! کیلاش کی آواز ابھری۔“

”سمورا! لوگ کو حالات کا علم ہو چکا تو وہ ہمیں بھی محاف نہیں

کے گا۔ دیوتا اور در کا عتاب تھیں ہر بار کرے گا۔“

”اب ان پر لے کر ہوں سے کام نہیں چلے گا سمورا۔“

دیوتا؟ سمورا نے مضطربانہ والا لہجہ اختیار کیا پھر گرج کر

بولا: اب مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔“

”لوگ کو کیا جواب دو گے؟“

”وہ ہمارا مدد ہے تم اسے ہم سے زیادہ نہیں جانتے۔“

سمورا نے غلٹے ہوئے جواب دیا۔ وہ جھوٹا (جبکہ) بھینٹ

پڑھا کہ مقدس اور گناہ کو غرض کرنا چاہتا تھا اس وقت تھا کہ

ساتھی نے اسے بجا لیا۔ اب تھیں کوئی قوت نہیں بچا سکے گی۔“

کھینچے اور دور دور نظر آ رہے تھے۔ انھوں نے کھل کر مجھ سے کوئی شکوہ نہیں کیا لیکن وہ میرے دوست تھے میرے ساتھ تھے ہم نے زندگی کا ایک طویل عرصہ ساتھ رہ کر گزارا تھا، ادا کھرد اور غرضوں میں ایک دوست کے خراب رہ چکے تھے پھر ایک لمحے تھا کہ ہم ایک دوست کے جذبات کو محسوس کر سکتے یا چوتھے درجہ پر احساسات کو نہ بڑھ سکتے۔

ایک طرف میں اپنے ساتھیوں سے نرمزدہ تھا اور دوسری جانب بولگا اور قبیل کے بین بڑے بچادی مجھے گناہ کا کر رہے تھے پھر ایک انا تیس وہ بار بار میرے سامنے بھٹک جاتے۔ ان کے چروں پر ہدایت اور خرمندی کے گہرے اثرات موجود تھے، غلطی سمور کی تھی لیکن بولگا اور اس کے ساتھی ملانکے لیے مجبور ہو گئے تھے، اس لیے کہ بعضی نے دیوتا اور دوسرے وہ ہیں ان کو ان کے حواس باختہ کر دیے تھے۔ وہ بعض اپنے بچہ کے ثبوت کو لیے جتے تھے ان ہی کے ایک ساتھی نے اس بات کی تصدیق بھی کر دی تھی کہ وہ دیوتا اور کو نرمزدہ حالت میں دیکھ چکا ہے۔

میں عجیب محسوس کرتا تھا، میرا ذہن کیسے اور تھا۔ لیکن نگاہیں بولگا اور اس کے مینوں بجا رہیں پھر مرکز تھیں جو ہمارے سامنے بار بار کھینچے ایک کر اور زمین پر سر لکھ کر مجھے پراسرار طاقتوں کا احساس دلا رہے تھے پھر بولگا اٹھ کھڑا ہوا۔

”ہواؤں کے دیوتا! مجھے افسوس ہے کہ تیرے نائب نے دیوتاؤں سے بدعہدی کا ثبوت پیش کر کے ہمیں بھاری سنگاہوں میں گرا دیا وہ مجھ سے غلط تھا۔ اس کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ ذہنی طور پر مجھ سے زیادہ پریشان ہے۔ ہم تم سے معافی اور رحم کی ہیک بگھٹے آئے ہیں۔“

”تم غلطی کیلئے ہو بولگا! میں نے حالات کے تقاضوں کے پیش نظر اسے نفرت سے کھوٹے ہوئے تلخ انداز اختیار کیا۔“ میں ہواؤں کا دیوتا نہیں۔ کیا مجھے بے ہنگاموں نے ہمارے بالے ہیں۔“ پیش کوئی نہیں کی تھی؟

”ہو سکتا ہے تاروں کی جال اور بانسوں کے حسابے انھیں بھی بھاری اصلیت جاننے کی اجازت نہ دی ہو۔“ بولگا ہنستے ہوئے بولا۔ ”میرے ساتھی نے ہمیں حالات کی پوری تفصیل سنا دی ہے۔“

”پھر۔۔ اب کیا پوچھنے آ رہے ہو؟“

”آئیں ہو گیا۔“

”میں معاف کر دو ورنہ مقدس اور بیگا کا غائب ہونے کی

گئی رہتی۔ سمور کی موت ہمارے لیے فائدہ مند ثابت ہوئی۔ وہ جسے دیکھنے نے معاف کر دیا تھا اپنے ساتھیوں کی۔۔۔۔۔

اکڑی ہوئی لاشیں لے کر قبیلہ کی جانب واپس لوٹ گیا بولگانے اس کی زبانی حالات کی تفصیل سنی تو دوسری صبح وہ اپنے تین بڑے بچاروں کے ہمراہ ساحل پر موجود تھا مجھے دیکھ ہی وہ اور اس کے ساتھی کھنچنے کے بل زمین پر بیٹھ گئے، یہ تو باعقیدت کا انداز تھا۔ اس بات کی دلیل تھی کہ انھوں نے میری دیوتا والی حشمت کو تسلیم کر لیا ہے۔ پھر انھوں نے بیٹے سامنے اپنے اپنے سرزمین پر ایک لیے میں غامض کھڑا ان دشمنوں کی حماقت و غیر سرگرمی دیکھتا رہا۔

وقت کی ایک کروٹ نے بساط کا رخ پلٹ کر دکھ دیا۔ اصلیت کیا تھی؟ بولگا اور اس کے بڑے بچاری بھی اس سے ناواقف تھے وہ صرف اسی بات پر ایمان لے آئے تھے جو ان کے ساتھی نے انھیں بتائی تھی تفصیلات کی تصدیق سمور اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں نے کر دی۔ یہ بات بھی اپنی جگہ درست تھی کہ سبے دیوتا اور اس کے مجھے کو نرمزدہ حالت میں دیکھا تھا، حقیقت کیا تھی؟ اس کا علم مجھے بھی اس وقت ہوا جب رفیق کی آواز نے مجھے غائب کیا۔

اس داستان کو پڑھنے والے گواہ رہیں۔۔۔۔۔

موت پر یقین تھا، میں نے یہی سوچا تھا کہ پہلی فرصت میں گمراہ کم کیلاں کو اس حقیقت سے ضرور آگاہ کر دوں گا کہ اور کے مجھے کہ جو تیرے والی آخری سریشی کاراڑ کیا تھا، نامی کیوں جنونی کیفیت میں بار بار اسی طرف بھاگتا تھا اور خود میں نے سڑھیوں پر لینے کے بعد کیا محسوس کیا تھا مگر وقت نے مجھے آتی ملت دی کہ میں کیلاں کے سامنے صفائی پیش کر سکتا، جس انداز میں میں نے سمور اور اس کے ساتھیوں کو بلکا رہا تھا وہ بھی میری پراسرار قوتوں کی دلالت کرتا تھا، میرے جسم کے گرد مضبوطی سے باندھی تھی کھجور کی موٹی رستی متعدد ٹکڑوں میں ٹوٹ کر گری تو سمور اور اس کے ساتھیوں کے جسم بھی زرو پڑ گئے تھے، خود مجھے بھی اس بات پر حیرت تھی، میرے راند کوئی قوت ایسی ضرور پوشیدہ تھی جو آدھے وقت میں میرے کام آگئی لیکن اس کے سر پر راز سے خود میں بھی ناواقف تھا اپنے ساتھیوں پر کس بات کا انکشاف کرتا۔

ہو کہ بے نفع نے میرے جہاں نثار دوستوں کو مجھ سے بدلت کر دیا ان کے دلوں میں میرے خلاف رنجائے کیا کیا لائے، پک رہے تھے وہ مجھ سے ہنگام ہو گئے تھے، مجھ سے کچھ

میں چلانے لگا، کبھی وہ پٹان پر اس طرح لوٹے گئے، میرے انگاروں پر لیٹا ہوا اور بھی جنونی انداز میں دیوتا وار اپنے پیروانوں سے اپنی ہولناکیاں نوچنے لگا، اس کا جسم انھوں اور خون سے لوملوان ہو رہا تھا پھر ایک اس نے اپنے منگرتی زور سے پتھر پر مارا کہ کھوڑی پنج کر دو ٹکڑوں میں منقسم کر دے اس کے بعد اس نے زہر ٹرپ کر دم توڑ دیا۔

سمور کی موت اس قدر بھیبا بھی تھی کہ ہمارے جسم کے روتے کھڑے ہو گئے پھر اور نے بادی بادی دو سے چار آدمیوں کی سمت نظر اٹھا کر ان کا انجام بھی سمور سے مختلف نہیں ہوا۔ آخری آدمی نے بھاگنا چاہا لیکن پراسرار قوتوں نے اس کے پیروں کو لیے وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکا اور نیچے معاف کرنا ہے۔ اپنے بدبخت ساتھیوں کی لاشیں لے جا۔ بولگا سے کنا کر اگر پھر اس کے کسی آدمی نے گھاس ڈال چٹانوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو اس کا انجام سمور سے زیادہ بھیبا نک اور ہولناک ہو گا۔

ہاں حال خوشی جو اپنے ساتھیوں کے مقابل میں زیادہ غوریدہ نظر آ رہا تھا اور کی بات سن کر مجھ سے یہ گرجا پڑا پھر تیزی سے اٹھا اور اپنے ساتھیوں کی لاشیں ساسل کی جانب۔ کھینچنے لگا، جب وہ لاشوں کو کشتی میں ڈال کر واپس جاتے لگا تو اور ایک گشت ہماری نظروں سے غائب ہو گیا پھر میرے کانوں میں رفیق کی آواز گونجی۔ ”تیری جہاں! میں نے تجھے اور دشمنوں کو بھٹکانے لگا دیا۔ اب وہ دوبارہ کھٹ سے آگے آئے کی جرات نہ کر نہیں کریں گے۔“

میرا مشورہ ہے کہ تم اب بھی واپس لوٹ جا ورنہ حالات تم کو گوارہ نہ دیں گے۔

میں نے جب کہ اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا وہ بھی دیموں کی قید سے آزاد نظر آ رہے تھے لیکن جو غریب کال اور ہولناک مناظر ان کی نظروں سے گزر چکے تھے اس کے بعد اتنی بہت محسوس میں تھی کہ وہ کوئی سوال نہ مائیں نے بھی حالات کے پیش نظر چپ سادہ لی۔

وقت اور حالات نے مجھے میرے ساتھیوں کی نگاہوں میں مشکوک بنا دیا، جبکہ اور کیلاں مجھ سے شک کی تھی ان کی جگہ میں جوتا تو شاید میرا رد عمل بھی وہی ہوتا۔ ایک سادہ تھی جسے وقت اور ماحول نے طاقت کا بھاری ہی جاننے کی تعلیم دی تھی لہذا وہ میری طاقت کا نشانہ دیکھنے کے بعد مجھ سے بہت زیادہ مغرب ہو گئی، ہر وقت میری پرزائی میں

ساتھیوں کو بھی بدبخت زدہ کر دیا تھا لیکن وہ مجھ سے تھا، اور زہدہ حالت میں ہماری نگاہوں کے سامنے موجود تھا اور سمور کو خور خور نظروں سے دیکھ رہا تھا، اس کے جسم پر وہی کفن نگارہ توہ لباس تھا لیکن اس طرح جبکہ وہ اپنا جیسے کسی مخصوص دھات کا بنا ہوا اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں شعل بنو رکھی تھی جس سے نیلے رنگ کے خطرات کی شعل نکل رہے تھے۔ چہ لے اور خاموش کھڑا سمور اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے ہونا شروع کیا تو چٹانیں بھی لرز اٹھیں ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے خوف ناک اور سیاہ بادل پر ستور آواز میں گرج رہے ہوں اس کی آنکھیں دیکھنے انگاروں کی مانند سرخ ہوئی جا رہی تھیں۔

”اور کے بدترین غامض ہونے کی آواز ہے؟“

سمور اور اس کے ساتھی بدبخت سے تھر تھر کانپنے لگے ان کے حلق سے پھٹی پھٹی چیخیں بلند ہونے لگیں، چہرے سفید پڑ چکے تھے اور آنکھیں بیان نہیں شاید انھیں نقص نہیں آ رہا تھا۔ کڑی کا بنا ہوا دیوتا جسے جیکبے تیار وہ برباد کر دیا تھا زہدہ ہو کر ان کے سامنے کس طرح آگیا، وہ کھینچنے کی حالت سے دوچار نہ کر اور کی گرجتی ہوئی آواز پھر تیزی سے بڑھ کر احمقہ لگو! کیا بھاری سنگاہوں میں زہدہ انسانوں کی کوئی حقیقت نہیں رہی۔ تم بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح قتل و غارت گری پر آمادہ ہو۔ زہرے بیٹو کو کیا اور کی قوت میرے دلوں سے دور ہو گئی؟ جواب دو، کیا تم نے ان لوگوں کو قتل کرنے کی نیت کی ہے جو تمہارے عزیز اور مقدس دیوتا اور بیگا کی پناہ میں ہیں؟

”رحم۔ مقدس اور! رحم۔ سمور ہدایتی انداز میں گود گود لے لگا۔

”رحم کا وقت گزر گیا سمور! مقدس اور بیگانے مجھ تم لوگوں کی سرکوبی کے لیے سو زہد کی بخشی ہے اس کا وقت اب ختم ہے۔ اور کے جھوٹے اور دغا باز بچاری میرے قریب آ۔ اور دیکھ کہ تو اپنے دیوتا کے حضور ایک جہم کی غنیمت کھاتا سمور گھٹکیا ہوا چاند قدم آگے بڑھا، اس کے جسم پر موت کے خوف ناک سامنے لڑ رہے تھے۔ پھر اسے جسم قرار دیا تھا لیکن اس کی آنکھیں بدستور اور کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ اب دیکھ کہ اور کا قہر کس طرح نازل ہوتا ہے۔ اور کی نگاہوں سے ایک شعل سا لپکا، دوسرے سرے لے اب لگا جیسے سمور ہولناک ہو گیا، ایک بدبخت زدہ اور کرناک پنج مار کر وہ دبر کی گیند کی مانند فضا میں اچھلا اور ہدایتی انداز

نسلوں کو تباہیوں سے دوچار کر کے نیست و نابود کر کے گا
بوکا گوگرد لگائے گا۔

”اس بات کی کیا ضمانت ہوگی کہ تم باغیچے قصبے کے
لوگ دوبارہ ہمارے سکون میں غل جھونے کی کوشش نہیں
کریں گے؟ کیلاش نے دریافت کیا۔

”تم جراثیمات چاہو ہم دینے کو تیار ہیں سمور کی غلطی
نے مجھے دلوں میں جو شکوک پیدا کر دیے ہیں بوکا انھیں سمجھ
سکتا ہے اس لیے ہم تمہیں مطمئن کرنے کی خاطر ڈیڑھی سے
بڑی قربانی دینے کو تیار ہیں۔

”میسرے بلے میں تمہارا حساب کیا کتنا ہے؟ کیلاش
نے تعقبات سے پوچھا۔

”مجھے میری محاکموں میں اور زیادہ ذلیل مت کرو سمدی
دیوتا! بدکردار سمورا کی مذموم حرکت نے آج زندگی میں پہلی
بار بوکا کو اپنے دیوتاؤں کے سوا کسی دوسرے سامنے
ذمی پروردہ سمجھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ہم اور ہمارے قصبے کے
لوگ تم سے رحم کی درخواست کرتے ہیں۔

”ہم نے پہلے ہی کہا تھا جھوڑی پھاڑیوں پر پہلے
”مقدس دیوتا اور یگانے ہیں اپنی ممان نوازی کی پیشکش
کی ہے لیکن....“

”ہم عہد کرتے ہیں کہ آئندہ گھاٹ والی چٹان سے آگے
قدم نہیں بڑھائیں گے۔

”کیا تم ہمیشہ سے اسی عہد پر قائم ہو رہے ہو؟ میں نے جینی کی
پر اسرار داستان کو ذہن میں تازہ کرتے ہوئے بوکا کو وضاحت
طلب نظروں سے گھورا۔

”ہم میں تمہارا مقصد نہیں سمجھ سکتا۔ بوکا نے جھپکی
ہوئے دریافت کیا لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ میری
بات کا مقصد سمجھ چکا ہے۔ قصبے کے مین بڑے بجا رہوں گے
سامنے زبان کھولنے سے پرہیز کر رہا ہے اس کے چہرے کے
بلبلے تاثرات اس کے احساسات کی ترجمانی کر رہے تھے۔

”میں تمہاری مجبوری سمجھ رہا ہوں۔ میں نے زہر خند سے
مسکرا کر پھر دوبارہ جینہ کی اختیار کر لی اور سر ہلے میں بولا۔ جینی
نے مجھے جو داستان سنا دی تھی اس کے ہالے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

بوکا میری بات کا مقصد سمجھ گیا۔ میں نے اس کی مژداری
کا جھوم برقرار رکھنے کی خاطر اپنے سوال کی نوعیت تبدیل
کر دی تھی اس کی آنکھوں میں مسکرا کا اظہار بر ملا نظر آیا۔
کچھ تال سے بولا۔

”ہواؤں کے دیوتا! میں نے پہلے ہی یہی خیال ظاہر کیا۔

”تمہارے اپنے ساتھیوں کے مقابلے میں زیادہ طاقت و ارادہ۔“
”تقریباً بیس بوکا! مجھے صرف جواب دہ کار ہے۔ میں نے
اس کا جلد درمیان سے کاٹ دیا۔

”وہ دیوتاؤں کا اشارہ تھا جس نے جینی کی داستان
حیات کو ترتیب دینے کی خاطر بوکا کو محض ایک بادِ قزوت
کا موقع دیا تھا۔ بوکا نے کمال ہوشیار رہی سے میرے سوال
کا جواب دے دیا، وہ یقیناً بہت دور اندیش اور اپنے ساتھیوں
سے کہیں زیادہ ہوشیار تھا۔

”میں تمہاری جسارت کو عزت کی نظروں سے دیکھتا ہوں
لیکن تم سمورا اور اس کے ساتھیوں کی جسارت کو کیا ہم لوگ؟

”مقدس اور یگانہ زندگی اور موت کا خاص ہے۔ مجھے
یقین ہے کہ سمورا اور اس کے غدار ساتھیوں کی موت اسی
اندا میں دم کر دی گئی ہوگی۔ بوکا نے بڑے اعتماد سے جڑ
دیا۔ ہوسکتا ہے کہ خود میری موت بھی اسی انداز میں واقع ہو
لیکن ہم قسمت کے کچھ کو نہیں مانتے۔“

”مجھے تمہاری حالت کوئی متاثر کر رہی ہے۔ میں نے اسے
قبیلے میں آگے کی کوشش کی لیکن اپنے لیے میں کوئی کرنی
کوئی ٹپک نہیں دے دی۔“ میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”بوکا ہر عہد کے ایک عہد کرنا ہو گا۔“
”جواب دیا۔

”تم یہاں سے واپس چلے جانا۔ قصبے کے لوگوں کو تباہ کر کے رہو
اور اس کے بد بخت ساتھیوں کی موت کی حالت کی اطلاع ہو
مجھے منظور ہے۔“

”آئندہ سے جو کشتی دیوتاؤں کے لیے نذرانے اور چڑھاؤ
لے کر جھوڑی پھاڑی کی جانب آئے گی اس میں دوسرے زیادہ
افراد موجود نہیں ہوں گے اور وہیں سے ایک تم ہو گے۔“
کیلاش نے دوسری شرط پیش کر دی۔

”بوکا کو یہ بھی منظور ہے سمدی دیوتا؟

”ساوری دستور ہمارے ساتھ رہے گی اور اسے کسی
طو طریقے اختیار کرنے کی مکمل آزادی ہوگی۔“ جیکب بولا۔

”میں تمہارے مذہبی خیالات کی قدر کرتا ہوں مقدس
اور بزرگ جھوٹیو!۔“

”جھوٹیو نہیں۔“ جیکب جھلکا گیا۔ ”تم اور تمہارے ساتھی
مجھے صرف فائدہ جیکب کہہ کر غلط کر رہے ہو۔“

”اگر بوکا نے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے فائدہ جیکب تو
وہ اس کے لیے معافی کا خواست گمارہے لیکن مجھے تمہارا یہی

”تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔“
”مجھے افسوس ہے فائدہ جیکب! بوکا نے نہایت صاف گوئی
سے کہا۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق
وہ عمل کا انتخاب کرے البتہ میں نے یہ درخواست پہلے ہی
پیش کی تھی کہ تم میرے قصبے کے لوگوں کو مذہبی اعتبار سے
اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش نہیں کرو گے۔“

”کیوں؟ کیا تمہارا خیال ہے کہ اندھوں اور تار بیکوں
نے مکمل کروٹنی کی سمت جا مانا ہے؟“ جیکب نے جرح کی تو
بوکا کے تیرے بدلے لگے۔ حالات نے اسے ہمارے سامنے سرنگوں
ہونے پر مجبور کر دیا تھا کیسی میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ اپنے
مذہبی عقائد کی بنیادوں پر ہمارے ساتھ کوئی سودا کرنے کو
تیار نہیں۔

”جیکب ہے۔ کیلاش نے بوکا کی جھپکی ہٹ کو محسوس
کرتے ہوئے میری مشکل آسان کر دی۔“ ہم نے اپنے معاملات
میں اس وقت تک کوئی دخل نہیں دیں گے جب تک تم ہم سے
کچھ نہ مانو گے۔“

”بوکا ہر عہد سمدی دیوتا! وہ بد عہدی پر موت کو
ترجیح دینے کا قائل ہے۔“ بوکا نے سیدھا مان کر خوش آواز
میں جواب دیا پھر اس نے تیزی سے اپنے تیز سے کی اتنی اپنے
لے ہاتھ کی کلائی میں مار کر علیحدہ کی تو خون کی دھار بہنے لگی
نیل اس کے ہمارا حرکت کا مقصد دریافت کرتے ہوئے
خود ہی اس بات کی وضاحت کر دے اپنے عہد پر قائم رہے گا۔“

”چودہ عہد بیان کر کے واپس لوٹ گئے، ساوری نے اپنا
غوش بھی کر بوکا نے اس کی مخصوص آزادی کا اعلان کر دیا تھا
جیکب اس بات پر میری طرح غمگین تھا کہ کیلاش نے
اس کے اور بوکا کے درمیان مذہبی بحث میں دخل اندازی
کیوں کی۔ اور کیلاش کی مٹا پس دستور مجھ سے شاک کی نظر
اڑی تھی میں ساوری اور جیکب کی موجودگی میں زبان کھولنے
سے قاصر تھا چن چن میں نے جو تیز پیش کی کہ نذرانے اور
چڑھاؤں کو کھلا آسمان کے نیچے سے بنا کر غدار کے دلہنے کے
اندیشہ و جاہلے تاکہ وہ غمخوار نہ کیوں۔“ جیکب کیلاش
کی جانب گھولتے ہوئے آگے بڑھ کر ایک ٹوکری اٹھائی اور
مذہبی منہ میں کچھ بولتا ہوا غدار کی سمت چل دیا ساوری
نعمتاً تھکلا اٹھایا اور جیکب کے تعاقب میں قدم اٹھانے
لگی کیلاش آگے بڑھا تو میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

”میسرے دست! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے بڑھ کر
”میں نے بڑے مخصوص سے اسے مخاطب کیا۔

”مجھے بوکا کی ایک بات نے بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔“
کیلاش نے بڑی خوب صورتی سے اپنا مافی الضمیر ظاہر کرتے
ہوئے کہا۔ ”اس نے کہا تھا کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنی
مرضی کے مطابق راہ عمل اختیار کرے۔“

”کیلاش! میں اس کے گہرے فطرت پر مٹاپ تھا۔ مجھے
غلط مت سمجھو۔ میں انہیں تقصیر دلاتا ہوں کہ میں کو اپنا
راز دہ سمجھتا ہوں لیکن جیکب پر اس کی بھلائی طبیعت کے
پیش نظر مہارت واضح نہیں کی جاسکتی۔“

”کیا مطلب؟“
”میں انہیں بتانا چاہتا تھا کہ تم نے اوڑھے عہد سے جو بڑے
پر میری جس کیفیت کو بڑے پیش کا نام دیا تھا وہ غلط تھا
اور میں نے جواب میں اپنی ہی کیفیت کا اظہار کیا وہ بھی
صریح جھوٹ تھا۔“ مجھے جیکب کی موجودگی میں وہ سب کچھ
مجھ سے کہنا پڑا۔ میں نے تیزی سے کہا پھر سڑھیوں سے
چھوٹنے والی دمک کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بولا۔ ”لیکن ہے
تم اسے میری دیوتا کی کوئی میرا دل گواہی دیتا ہے کہ اس
چہرے کے نیچے کوئی زمین دوز نہ تھا یا مقبرہ ضرور موجود
جہاں میری درختان میری راہ دکھا رہی ہے۔“ میں بولتا رہا۔
”ماہی کی جونی کیفیت میرے قصبے کی تفصیل کرتی ہے اور
جیکب نے جواب میں میرے بڑے دلہنے کی بات کہی تھی وہ بھی
درست ہے۔ کیا تم ان سب باتوں کو محض اتفاق سے تعبیر کر رہے
ہو سکتے ہو؟ تمہارا اندازہ دست ہوا وہ عہد کے نیچے
کوئی تمہارا یا مقبرہ موجود ہو لیکن کیا تم مجھ سے بتانا کہ وہ
کر تم نے رسیوں کی بندھنوں سے خود کو کس طرح آزاد کیا تھا؟
جس لیے میں تم نے سمورا کو متھانے کے لیے لٹکا رہا اور اس کے
ہولناک انجام کی پیش گوئی کی کہ وہ صدمہ کیا تھا؟ کیا تم۔“
ان سب باتوں کو محض اتفاق کہو گے؟

”کیلاش مجھ سے باز رہو اور شکایت کرنے میں متی نہ
تھا ایک لمحے کو میرے دل میں آئی کہ اسے سب کچھ بتاؤں
لیکن پھر مجھے جینی کا خیال آگیا، درختان کی روح نے جی بھی
سے ہی درخواست کی تھی کہ میں ایک اور غمخیزے حاصل کی
ہوئی انکھوں کے راز کو کسی اور غمخیزے نہ کروں جیکس نے
بھی ان باتوں کو چھپانے کا اشارہ کیا تھا۔

”جیکس۔“ میسرتے میں میں جیکس کا نام گونجتا تو میں نے
نہایت خوب صورتی سے ان تمام باتوں کو جیکس کی ذات اور
اس کی پر اسرار دھو سے محسوس کر دیا جی کی رازداری پر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

ہاوی ہونے کے سبب کچھ نظر نہیں آ رہا تھا، ہاوی پر اس خوشبو کو سونگھنے کے بعد جنوبی کیفیت ہاوی ہو رہی تھی اس لیے مجھے بھوارا سے چوتھے کے اوپر ملے جا کر عجب کے ساتھ بازو ہٹا پڑا میری اس حرکت پر اس نے دوزخ سے جھوٹا شریع کر دیا۔ شاہدہ التجاج کر دیا تھا با پھر اپنی زبان میں مجھے کچھ بھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔

مہارے ہاوی باری سوراخ سے آنکھ لگا کر دوسری جانب دیکھنے کی کوشش کی لیکن کچھ نظر نہ آ سکا۔

جو کہتا ہے کہ اس عجب کے نیچے پلنے دور کا کوئی خزانہ دفن ہو چکا ہے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ تو وہ وسطی کے اکابرین ایسی ہی محض خاک جگمگ پر اپنے خزانے پوشہ لکھتے تھے۔ اور کیا ان فرانوں پر جو خوب بھی پھوڑی دیا کرتے تھے کہ لوگ آسانی سے ان کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ کیلاش نے جب کو گھورا تو اسے بھی اپنی مخالفت کا احساس ہو گیا۔ پھر فوراً ہی اس نے بچنے ہوئے کہا۔

کیلاش! کہیں! وہ زمین دوز قبر تو کمال جس کا ذکر

بھالنے خواب میں کیا تھا؟

اب تم نے ایک ذہانت کی بات کی ہے۔

مگر اس سوراخ کا کیا مطلب ہے، جیکب نے بدستور تنبیہ کی

سے کہ تاہم کی اس جگہ سے خاص دل چاہی بھی خالی رانگت

نہیں ہو سکتی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس سوراخ کے اندر کوئی

میکینزم ہو جو مقبرہ کا راستہ دریافت کرنے کی خاطر موجود ہو

لیکن میں لظن آ رہا ہوں

جیکب کی بات سن کر نہ جانے کیوں میرے من کی

گردش تیز ہو گئی، میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے کدال ڈھول

میں پھوڑ کر سوراخ میں ڈالا اور دائیں بائیں زور لگاتے لگا پھر

ایک بار جب میں نے اوپر کی جانب طاقت صرف کی تو ہم

سب ہی حیرت سے اچھل پڑے، جیکب کا اندازہ درست ثابت

ہوا۔ وہ پورا چوتھرہ جس پر دیونا اور کالو قامت عورت نصب

تھا ہوشور گھڑ گھڑا ہٹ کے آواز کے ساتھ ہٹے کی جانب

دائیں کے شکل میں تیزی سے سرکتے لگا، اگر ہم فوراً ہی اچھل کر

ایک سمت نہ پھٹتے تو سیکندروں میں وزنی پتھر کے نیچے آکر نہیں

تھکتے ہوتے۔

ہاوی نے زور دے جھوٹا شریع کر دیا اور ہم حیرت سے

آنکھیں پھاڑے اس راستے کو دیکھنے لگے جو چوتھرہ سرکتے ہوئے

کی بنیاد سے ہوسر پکارا ہے، میں نے کیلاش کی جانب

اٹھائیں اس کی نگاہوں میں بھی جھٹس جھٹکے ہوئے تھے

جمال! تم نے دیکھا کہ تاہم اس وقت بھی اور عجب کے

دیں کھولنے میں مصروف ہے۔ جیکب نے تنبیہ کی

میں نے کتا بوں میں پڑھا ہے کہ حمارو شیطانی قوتوں

روحوں کو دیکھنے کی صلاحیت دیتے ہیں۔ جھکا تاہم

نیاد اور دیونا کی اہمیت کا راز پایا ہے اس لیے میرا

ہے کہ اس عجب کو مکتبی جلدی تباہ کر دیا جائے نہ

ہم نے جیکب کے مشورے پر کوئی تھپہ ضروری نہیں سمجھی۔

آفری سریشیوں پر پہنچنے کے بعد تاہم نے ہمارا استقبال

درت میں کیا وہ بھی قابلِ غور تھا۔

نازہر اس طرف مبذول کرنا چاہتا تھا جہاں کچھ فراموش

ہی تھیں اور حال سے میں نے مندل اور گلاب کی جگہ

میں کی تھی۔

میں نے کیلاش کے اشارے پر تاہم کو ایک طرف ہٹا لیا۔

اُن نے جگہ کر اسی مقام پر چو قریب کیا تو اس کی آنکھوں

سور اور گرا ہو گیا، دوسرے ہی لمحے وہ سریشی پر لپٹ کر

پڑی، اس جگہ کو آہستہ آہستہ بھڑکتے لگا۔

کیلاش اس طرح تم اس لیے جان پتھر کے عجب کو بھلا کہنے کی

مش کی ہے جو جیکب نے کیا کہیں پھر وہ بھی جگہ ملت بخیہ

لیا اور اس کو مل سوراخ کو کھج کر دیکھنے لگا جو پلا سٹر اور

باجھوٹے سے آہستہ آہستہ نور اور ہور رہا تھا۔

کیلاش نے اپنی جدوجہد تیز کر دی میرے دل کی دھڑکنیں

نا تیرج تیز ہو تی جارہی تھیں جیکب اکڑوں میں سب

جیت سے دیکھ رہا تھا، ہاوی کی حالت بدستور ویسی ہی تھی

رنگاروہ بار بار اسی سوراخ کی جانب پلٹنے کی جدوجہد کر

رہا تھا۔

دو گھنٹے کی طویل کوششوں کے بعد کیلاش کو اپنے رائے

ال کا مینا ہی ہو گئی، وہ سوراخ جو ایک ایچ کے قطر سے زیادہ

میں تھا پوری طرح صاف ہو گیا اور پھر مندل اور گلاب عود

ہر کی ملی جل تیز تک ہاوی قوت شامت سے حمارو نے جیکب

اکچھ میرے پیشتر سیدھا لڑا رہا تھا کہ ملت بخیہ ہو کر میں

امانت طلب نظر سے دیکھنے لگا۔

میری تو ہر سریشی والے سوراخ پر ہر کر دیتی جس کو ہونو

کے جیکب کل رہے تھے کیلاش نے سوراخ میں کدال ڈال کر

دیکھا اس کی گرائی ڈیرہ فٹ سے زیادہ تھی لیکن اندر گری

کھلنے پینے کی چیزوں کو سینے سے رکھتے ہیں محض تھی میں

نے جیکب کو براہ راست بھیڑنا مناسب نہیں سمجھا لیکن

کیلاش نے تھوڑی بہت تک دو دو کے بعد اسے بھی دھڑکا لیا

وہ جیکب کی ایک شکایت بدستور قائم رہی کہ کیلاش نے

اس کے اور بڑھانے کا مہم ہونے والی مذہبی بحث کے دوران

مصل امتداری کر کے اچھا نہیں کیا۔ مذہبی معاملات میں چوتھ

وہ جنوں کی حدوں سے بھی گزر چلے گا عادی تھا اس لیے

کیلاش نے کوئی بحث مناسب نہیں سمجھی اور اپنی غلطی تو سیر

کو کے معاملہ رفع دفع کر دیا۔

دو ہر کے کھانے کے بعد ہم نے دوبارہ غار کے اندر جانے

کا پروگرام بنایا کیلاش نے کچھ ضروری اوزار بھی ساتھ لیے تو

جیکب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: اچھا کیا جو تم ٹھکان

اور تھوڑی بھی ساتھ لے لی۔ اور دیکھ عجب کو تباہ کرنے میں

یہ چیزیں ہمارے لیے بے حد کارآمد ثابت ہوں گی۔

میں نے اسے ایک اور مقصد کے لیے بھی ضروری سمجھی

ہے۔ کیلاش سنجیدگی سے بولا: تم نے کوئی اٹھنا بات

کی تو یہی کدال اور تھوڑی تھا مار چھوڑنے کے کام بھی

آ سکتی ہے۔ کیا خیال ہے؟

میں نے فغان پر اظہار خیال کرنا میرے نزدیک تعین

اوقات ہے اس لیے خاموش رہنا زیادہ بہتر نہیں تھا جیکب

نے خشک لبے میں جواب دیا۔

مسموم اور اس کے ساتھیوں کی ہولناک موت کے

بالے میں ہم کیا کہہ سکتے؟ اگر اور زندہ صورت میں سامنے

آکر ہمارے مدد نہ کرے تو ہمارا انجام کیا ہوتا ہے؟

خدا کی قسم، میں ان باتوں پر تنبیہ کی سے غور

کرنا بھی گناہ کبیرہ سمجھتا ہوں۔ جیکب نے جذباتی انداز اختیار

کیا: وہ جو کچھ ہمارے نظروں نے دیکھا ہمارا دوتوں کی

شعبہ بازی تھی۔ جری عقاب پر بھی ہم ایسی بے ہودہ

باتوں سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔

آئی۔ سی۔ اٹھنا را اشارہ غالباً رہا کی طرف ہے۔

میں روپا اور پھلے خیال دونوں پر نعمت بھیجنا

ہوں۔ جیکب نے نفرت کا اظہار کیا تو کیلاش نے ڈی۔

فیوہل سے باتوں کا رنج بدل دیا، جیکب کو احتمال کی حالت

میں لانے میں میں کوئی خاص دشواری پیش نہیں آتی تھی

سورج کی روشنی کے علاوہ ہمارے پاس نارنج۔

اور ہر انصاف لیمپ بھی موجود تھے اور کا عجمہ میں دودی

سے نظر آ رہا تھا قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ تاہم بدستور آخری

کیلاش کو کچھ سے شکایت لاحق ہوئی تھی، میں نے جہتی کے

قیمتی مشورے اور حالات کے پیش نظر کیلاش کو رہنمائی

عندب کی اختصری یا ترقی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا،

جیکب کی شخصیت سے تاہم اٹھانے ہوئے کہا: یقیناً کو

میرے عزیز دوست! وہ جیکب کے تابع پر امداد روسی تھیں

جھوٹے بچے رسید کی بندش سے آزاد کیا اور غائب ہو گیا

میں بھی جیکب ہی نے مجھے زمین دوز مقبرے کی باتیں کی

ہوں گی جو بیدار ہونے پر مجھے یاد نہیں رہیں۔ ہو سکتا ہے کہ

وہ بھی کسی بد رنج کی کوشش سادی ہو جس نے ہاوی کو جو ستر

کی آخری سڑھیوں میں فلی پی لینے پر اسکا دبا ہو گیا تھیں

یاد نہیں جیکب نے اس سفر میں تاہم کی فات کو چھپا لیے

سب کا راز افشاء دیا تھا۔

اور دیونا اور کا وہ جان دار جیکب کی تھا جس نے سورا

اور اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا کیلاش نے

سوال کیا لیکن میں اس کے چر کے تاثرات سے اس بات

کا اعادہ لگا رہا تھا کہ اس کے دل پر میری جانب سے جو غبار

تھا وہ چھٹا جا رہا تھا۔

میں یقین سے نہیں کر سکتا میرے دوست ایکس

قیاس ہے کہ جہتی کی روح کے آسمان کی سمت پھرانے

کے بعد اب جیکب در پردہ ہمارے مدد کر رہے، اس نے

جری عقاب پر اپنے تابع روحوں کی مدد سے جو ناقابل یقین

مخاطر کے تھے وہ بھی مجھے علم میں ہیں آپا کے جزیرے

پر اس نے جس خوب صورت انداز میں جنگارو کے ڈھانچے

کو حاصل کیا۔ وہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ جیکب نے پناہ

توں کا مالک ہے۔ میں نہیں جیکب کا وہ خط بھی دکھا چکا

ہوں جس میں اس نے جری عقاب کی تباہی کی پیش گوئی

کی تھی۔ کیا آپ تک سب کچھ اسی انداز میں پیش نہیں آ رہا

جس طرح جیکب نے دفناً دفناً میں باور کرائے کی کوشش

کی تھی؟

نہ کیا نہیں ہو سکتا کہ بھوری ہاویوں کے گھنے جنگلات

میں رہنے والے ان عمر سیدہ جادو گروں میں سے کسی نے ہاوی

مدد کی ہو جھوٹوں نے جہتی کو اپنی لازوال قوتوں سے نوازا تھا؟

ہو سکتا ہے۔ میں نے جو کہ کر کیلاش کے خیال کی تاہم

کرتے میں میں قلوبا اداکاری کا مظاہرہ کیا اس نے ہمارے

درمیان ہے سے گھٹا شکوہ بھی دور کر دیا۔

غار کے دہانے تک میرے اور کیلاش کے درمیان یہی

باتیں ہوتی۔ ہیں جیکب بدستور پہلا ہے جو نے حق سادی

ہاں بال بچے تھے، ایک لمحے کی دیر جو حاتی تو اور دو دیوتا کے بیٹے کا چوترا ہیں کسی جنگ کی طرح میں لڑ کر دیتا ہمای کی زور نو سے جو ٹھنکے کی صدا سے باز گشت دورد و درنگ گونجتی رہی، میں نے لپک کر اسے کھولا تو اس نے جھوٹا بند کر دیا جسٹ لگا دواں آگیا جہاں جیکب اور کیلاش تصور پر حیرت بنے اس راستے کو دیکھ رہے تھے جو چوترا سر کے سے نمودار ہو رہا تھا، تقریباً دس منٹ تک وزنی پتھروں کی گڑ گڑاہٹ کی آواز غار میں گونجتی رہی پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ اور دو کا طویل انصاف مجید خیمہ داس کے شکل میں گھوم کر ایک جانب ہو گیا اور اب ہمارے سامنے وہ میرھیاں موجود تھیں جو ہیں کسی زمین دور تہ خانے کا مقبرہ تک پہنچ گئیں تھیں۔ ثانی جنوبی انداز میں میرھیاں کی جانب حسرت لگنے کو تیار تھا لیکن میں نے اس کے گلے میں پڑے ہوئے پٹے کو چھوئی سے جکڑ لیا۔ چھینتی چھینتی تیر خرابو اب ہیں اپنے خنوں میں جھپٹ محسوس ہو رہی تھی۔

کیلاش نے میپ کی روشنی میرھیاں پر ڈالی، ہر خند کران میرھیاں پر گرد و غبار جمع تھا لیکن وہ محسوس پتھر کی پڑی نہیں تھیں "لوگات کر نہایت خوبصورتی سے بنائی تھی تھیں اور اپنے ہمارے کئی مہارت کا نہ بولتا بولتا ہوت تھیں۔ کیلاش نے جیکب کو گرد و صاف کی تو معلوم ہوا کہ وہ میرھیاں بھی سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھیں لیکن ان کی مفید رنگت وقت کے ہاتھوں دھندلا گئی تھی۔

"یہ کیا حاققت کر رہے ہو؟ جیکب نے کیلاش کو جھکتے دیکھ کر تیزی سے کہا۔

"جہاں کیلاش نے جیکب کی بات پر غفرا انداز کرتے ہوئے مجھے مخاطب کیا "کیا تم دیکھ رہے ہو کہ یہ گول زینے دس بارہ کی قد لوگ نظر آ رہے ہیں لیکن اس کے آگے گھپ اندھیرا ہے کیا خیال ہے؟ ہم جھکاؤں کا نام لے کر نیچے اتارنا شروع کریں؟

میں نے جیکب کی کیلاش کی بات کی تصدیق کرنا چاہی تو پتے پر ایک ہل کو میری گرفت ڈھیلی پڑی اور ثانی زور لگا کر میرے ہاتھوں سے نکل گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ میرھیاں پر نیچے کی جانب دوڑا ہوا ہماری نظروں سے اڑھل ہو گیا۔

"ثانی۔ ثانی" میں نے کرخت آواز میں اسے پکارا لیکن اس نے میری آواز پر کوئی دھیان نہیں دیا۔

"خدا کی قسم۔ اگر مجھے علم ہو کہ تم نے خواب کی حالت میں جو کہا ہے وہ درست ثابت ہوگا تو میں اپنی زبان بند رکھتا ہوں جیکب نے اپنے سینے پر انگلی سے صلیب کا نشان بست کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم خوفزدہ ہو؟ کیلاش نے پوچھا۔

"بات خوف یاد ہشت کی نہیں لیکن میرے نزدیک کسی کے مقبرے میں یوں دھناتے ہوئے داخل ہونا کلاہ میں لقب لگانے سے زیادہ بدتر گناہ ہے۔"

"جیکب ہے۔ تم نہیں کہ کہا انا انتظار کرو میں اس کیلاش نیچے جا رہے ہیں؟"

"مصل کے ناخن جو مال! اگر زمین دوز مقبرے کی میرھیاں کو لاس کی ایک میگزین سے نمودار ہو سکتا ہے تو انہر دوسرے میگزین بھی مفرد ہوں گے۔ ہماری ذرا سی غلطی کیلئے ہیں بھی اسی مقبرے میں زندہ دن کر لینے کو کافی ہوگی؟"

جیکب کا خیال اپنی جگہ درست ہو سکتا تھا لیکن دراصل کو لینے کے خیال نے مجھے دوا کرنا تھا ثانی کے حلق سے نلندہ سے خارج ہونے والی خراہٹ کی آوازیں آج بند ہو چکی تھیں میں نے تاریکی کی روشنی میں پہلے زینے پر قدم رکھا تو جیکب نے میرا ہاتھ تھام لیا۔ وہ مجھے روکنا چاہتا تھا لیکن میں نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا اور تیزی سے زینے سے نکلنے لگا۔ مجھے اتنا ہوش کہاں تھا کہ زینوں کی تعداد گنتا مگر ایک زینے پر قدم رکھتے ہی میرے قدم یک لمٹ رک گئے۔

وہ روشنی جو ایک نمودار ہوتی اتنی تیز تھی کہ ایک لمحے کو میری آنکھیں چند لمحہ کھلیں پھر میں نے دوبارہ آنکھیں کھلیں تو مجھے یوں لگا جیسے قرون وسطی کے کسی بزرگ کے مزار میں کھڑے ہوں میں حیرت سے آنکھیں پھاڑے ایک ایک شے کو دیکھ رہا تھا کہ جیکب کی گھٹی گھٹی آواز سنائی دی "مقدس باپ ہم پر اپنی باتیں نازل کرے۔ وہی ہوا جس کا ذکر تھا تھا"

میں نے جیکب کی آواز پر لپٹ کر دیکھا، مجھ سے دیر تھی اور کیلاش موجود تھا اور اس کے پیچھے جیکب کھڑا چھت کی سمت دیکھ رہا تھا جہاں اب باہر نکلنے کا بظاہر کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا، حیرت سے میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہیں اور کے مجھے کا وہ چوترا جس نے پشور آوازوں کے بعد ہمارے لیے زمین دوز مقبرے کی میرھیاں دریافت کی تھیں نہ جانے کہ اس قدر خاموشی سے دوبارہ اپنی جگہ واپس آگیا کہ میں ایک ذرا آہستہ تک نہ سوس ہوئی، جیکب نے شاید اس خلا کو بند ہونے کو دیکھا تھا "ہاں! آتم میں بیڑھی پر کھڑے ہو وہیں رکے رہو"

کیلاش نے تنبیہ کی سے مجھے ہدایت کی پھر انگلی کے اشارے سے میرھیاں کا شمار کرتے ہوئے بولا "اکیس۔ تم اکیسویں میرھی پر کھڑے ہو جس کے نیچے لٹھنا کوئی ایسا میگزین موجود ہے جو یہاں کے حیرت انگیز برقی نظام کو کنٹرول کرتا ہے۔ کیا تم نے اس بیڑھی پر قدم رکھتے وقت کوئی ہلکا سا دباؤ محسوس کیا تھا؟"

"مجھے یاد نہیں۔"

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم ایک زینہ چڑھ کر دوبارہ بیڑھی پر قدم رکھو، اگر سیرا اندازہ درست ہوا تو روشنی کا حلق ہوا جائے گا اور اس عمل کو دہرانے سے مقبرہ دوبارہ کھلے گا"

میں نے کیلاش کے کہنے پر عمل کیا تو اس کا اندازہ مفید نہ ثابت ہوا، اکیسویں بیڑھی سے قدم اٹھا کر میں نے اس بارہ بوجھ ڈالا تو مقبرہ گھپ اندھیرے میں ڈوب گیا لیکن کو دہرانے سے وہ جگہ پھر فقو نور بن گئی۔

"تم نے یہاں کے خفیہ برقی نظام کے کسی عمل کو دریافت نہ کیا؟ قابلِ تعریف ہے مگر یہاں سے باہر نکلنے کی کیا نا ہوگی؟ جیکب نے سسے ہوئے لمحے میں کہا۔

"جسب ہم ایک ساتھ ہیں تو پھر دس بات کا ہر جینا ہمارا مقصد ہی ہوگا کیلاش سے بے پروائی سے بولا۔

"کیا تمہارا خیال ہے کہ وہاں کسی کے راستے کے لیے بھی کوئی میگزین موجود ہوگا؟"

تم شاید بھول رہے ہو فائدہ جیکب کہ نیچے اترنے سے پیشتر اپنے ہی مقبرے کے اندر میگزین کی موجودگی کا خیال نگاہر غائب

جیکب نے کوئی دوسرا سوال نہیں کیا، خاموشی سے ہونٹ ملا۔ میں نے ہلٹ کر نیچھ کی جانب نظر دوڑائی، وہ مکہ جو یوں کے اختتام پر موجود تھا خاصہ وسیع و عریض نظر آتا تھا لہذا ہزاروں سے روشنی کی اتنی تیز شعاعیں چھوٹ رہی جیسے وہاں میرے جو اہرات جڑے ہوں ہم نے قریب دیکھا تو دیواروں پر ایسا چمک دار رنگ نظر آیا جس کے اندر نہری شعاعیں نکل رہی تھیں۔ جیکب کا خیال تھا کہ کوئی ہلکا دھات ہے جسے نہایت مہارت سے دیواروں پر لپکا گیا تھا۔

کرے میں کسی قسم کا کوئی ساز و سامان نہیں تھا۔ درمیان ہر ایک ایک تخت نما چوترا موجود تھا جس پر ایک میٹر شخص کسی لاش کی طرح لیٹا نظر آ رہا تھا۔ ہم نے ثانی کی ایک کیفیت کے راز پر جو زمین دوز مقبرہ دریافت کیا وہ خود سے مجھے عجیب ہوش ربا کی داستان سے کم نہ تھا۔ میری داستان حیات کو پڑھنے والے ممکن ہے کہ ان باتوں پر انکار کرے اور اسے زینہ داستان کے لیے خوب صورت ٹھہرائی گردائیں جیتقت یہ ہے کہ آج جب میں بھی ہلٹ رہا ہوں میں جھانکتا ہوں تو سب کچھ ایک خواب سا لگتا ہے۔

ہم میں سے کسی نے اس سخت ناچھر کے چوترا سے قریب ملنے میں محنت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ دور کھڑے حالات کا موازنہ لیتے رہے، ہم نے ایسی حیرت انگیز اور کشش لاش پہلے بھی نہیں دیکھی تھی اس کے جسم پر ایک کا مدار کشی ہوا جو دھجی و سر عجیب و غریب قسم کی ٹوٹی نظر آ رہی تھی جس پر بیش قیمت میرے اور کوئی ملنے ہوئے تھے۔ اس کا قدرات فٹ سے کم نہیں تھا۔ سر اور دائرہ کی سفید بال جو روشنی کے گائے کی طرح نرم دکھائی دیتے تھے اس کے جبرے پر کھمبے ہوئے تھے۔ ہم سکتے کے عالم میں اسے گھورتے رہے، اتنا نورانی اور پرکشش چہرہ ہم نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔

"اگر یہ بھی کوئی مجسمہ ہے تو میں اسے سنگتراشی کا ایک ناقابلِ یقین شاہکاروں کا کیلاش نے بے محکوت توڑی۔

"بلاشبہ۔ اس کے چہرے پر جو سنجیدگی اور سخت گیری نظر آ رہی ہے وہ صرف دیوتاؤں کا حق ہے۔ کہیں یہ قدس اور بگا کا مجسمہ تو نہیں؟ جیکب نے حیرت سے کہا۔ اور دنیا کے سرداروں نے میں ہی بتایا تھا کہ قدس اور بگا شور و فل پسند نہیں کرتا۔ شاید اسی لیے اس کے مجسمے کو زمین دوز مقبرے میں رکھا گیا ہے؟"

"اگر یہ اور کیا کا مجسمہ ہے تو اسے اس قدر قیمتی اور زربن پریشانی کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے کیلاش کو سنجیدگی سے مخاطب کیا "خود سے اس کے چہرے، پیر اور ہاتھ کی انگلیوں پر نظر پڑا تو کیا یہ سب کچھ عین تھیں؟ تراشہ نظر آتی ہیں؟"

"تم کہنا چاہتے ہو؟ کیلاش نے مجھے حاضیت طلب نظروں سے دیکھا۔

"میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ یہ کوئی پتھر کا بے جان مجسمہ نہیں بلکہ کوئی حنوط شدہ می ہے جسے یہاں محفوظ کر دیا گیا ہے؟"

"نا ممکن۔ جیکب بولا "میں نے ہزاروں حنوط شدہ میان اور لاشیں دیکھی ہیں لیکن زندگی کی علامتیں ان میں نظر نہیں آتیں۔"

"گو یا تم بھی میرے خیال کی تصدیق کر رہے ہو؟"

"اگر تمہارا اندازہ درست ثابت ہوا تو میں اسے ایک معجزہ کوں گا کیلاش نے بدستور تجفٹ کی سمت گھورتے ہوئے کہا "اس کے جسم پر جو لباس اور زخاں نظر آ رہے ہیں وہ ہزار سال ہمارے دور سے تعلق رکھتے ہیں، اس قدر قدامت کے لوگ بھی قرون وسطی میں ہوا کرتے تھے؟"

پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھا تا چوترا سے قریب چلا گیا میں نے بھی اس کی تقلید کی لیکن جیکب اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔

چوترا سے قریب پہنچ کر کیلاش کی آنکھیں فرود حیرت

کا جلشن دینے کا یہی مقصد ہے کہ جبکہ کے ذہن پر جو جنونی کیفیت پوری شدت سے طاری تھی اس کا اثر خفاں ہو جائے۔ لیکن اکثر ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ ہوش میں آنے کے بعد بھی مریض وہی حرکتیں شروع کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں مریض کو اعتدال کی حالت میں دابہں آئے میں کچھ وقت لگ جاتا ہے۔ میں نے جبکہ کے چہرے پر نظر ڈالی، خواب کی حالت میں وہ بے مدد مصروف نظر آ رہا تھا، ماما کی گندگی کا خیال سب سے پہلے مجھے آیا تھا مگر جبکہ نے اس کو اپنے ذہن پر اتنی شدت سے محسوس کیا کہ اپنے اعصاب پر قابو نہ پا سکا اور جنونی کیفیت سے دوچار ہو گیا۔

"کیلاش! میں نے جبر جھری بیٹے ہوئے کہا۔ اگر مقررے کا اختیار ملے دوبارہ نہ لکھا اور جبکہ گھپ ہر صبح میں اسی برقی رفتار سے زینے کے طرے تار جاتا تو اس کا انجام کیا ہوتا؟"

"خوف سے دوچار ہونے کی حالت میں اگر سر پر کوئی شیہہ چوٹ آجاتی تو پھر یہ بھی ممکن تھا کہ جبکہ اپنی یادداشت کو تھپتا یا ہمیشہ کے لیے پاگل ہو جاتا۔ کیلاش نے سخن کی رفتار دیکھتے ہوئے کہا، "جنگوں کا منکر ہے کہ بعض ٹھیک چل رہی ہے۔ دولان خون بھی بدتریک نازل ہو رہا ہے۔"

سادری کبھی میرا اور کبھی کیلاش کا منہ سنبھلے لگتی۔ وہ اس وقت جبکہ کے سر جاتے بیٹھی اس کے سر کو آہستہ آہستہ سمد رہی تھی۔ چہرے پر تشویش ناک تاثرات نمایاں تھے اس سے یہی اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ اس نے جبکہ کو پیش آنے والے حادثے کو جبری بنیدگی سے دلی ہمسوس کیا ہے۔

"— یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟ اس نے کچھ دیر بعد کیلاش سے دریافت کیا، "کیا فاکس کیا کیا فاکس کے بعد کہ زمین دوز... ہاں۔" کیلاش کے جواب میں نے ممدی سے کہا۔ ہم نے ایک زمین دوز مقررے تلاش کر لیا ہے۔ فائدہ جبکہ وہاں کے پراسرار ماحول کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا۔ لیکن کوئی خطرے کی بات نہیں، میں نے سادری کو تسلی دی۔

"وہی روت میں کہ جب تھامے مسمیٰ خوبصورت اور نیک دل قانون فادر جبکہ کی خدمت کر رہی ہے۔ اس کی زندگی نہیں بچنے کا کیلاش نے سادری کو دلدارہ دینے کی کوشش کی۔

"وہ۔ وہ۔ ماما۔ وہ کہاں گیا؟ سادری نے جلدی سے اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ دوجاں تک فاکس کے اندر دینی اسرار میں دل چاہی لے رہا ہو گا۔ کیلاش بے پروائی سے بولا۔

کوئی تعریف نہیں کی میرا ذہن اپنے ماما میں الجھا ہوا اور درخشاں کا تصور میری بے چینی میں اضافہ کر رہا تھا۔

اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں اس مقبرے سے باہر نہ آتا تھا۔ ماما میرا نام ہی گم ہوا تھا وہ لیتنا کوئی طعنه خانہ بننے میرے ہوش و حواس متزلزل کر دیے پھر جبکہ نے جس نے زوہ مجھے میں غیبت بلاؤں کا نام لے کر واپسی کے لیے کی سمت دوڑنا شروع کیا تھا اس نے میرے ہاتھ پاؤں بھی لاد لیے کیلاش کو مجبوراً میری تقلید کرنا پڑی تھی۔

میرا خیال تھا کہ جبکہ نے وہ حرکت محض نہیں خوف زدہ نے اور زمین دوز مقبرے سے دور رکنے کے لیے کی ہوگی میرا قیاس درست نہیں تھا۔ ہم جب مقبرے سے نکل کر اہل کے دہانے پہنچے تو سادری کے چہرے پر ہوا نیاں اڑ رہی اور جبکہ کے لبوں سے بار بار یہی تار جاری تھی کہ "میرا باپ۔ رحم۔ غیبت بلاؤں سب کو۔ ایک ایک کے چٹ کر جائیں گے؟"

ہم اس کے سامنے موجود تھے لیکن اس نے ہاری موت کو نہیں دیکھا بلکہ دواؤں کی طرح اپنی رت لگا کر با۔ مجھے جبکہ کی بات پر ترس آ گیا۔ اس وقت اس کی حالت قابل رحم ہی تھی۔ میں اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں، ہاتھ پاؤں میں تشنج اور ہونٹ لپیٹا انداز میں ایک جانب پھٹتے جا رہے تھے۔ یوں جیسے کوئی ناقوت سے ایک ہی سمت سے چپڑھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"کیا خیال ہے تمہارا؟ میں نے کیلاش کو مخاطب کیا۔ کیسے یہ ہیں مقبرے سے دور رکنے کے لیے سفرے بن

دادا کا رویہ نہیں کر رہا؟"

"غلط خیال ہے تمہارا۔ جبکہ پر اس وقت جو کیفیت رہی ہے تم اسے مانی خوبیاں بھی کہہ سکتے ہو۔"

کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر اس نے جلدی ماما کی جلشن تیار کیا، سادری اس تمام عرصے میں ہمیں ناحت طلب نظروں سے دیکھتی رہی، جبکہ کی حالت نے اسے لایا کھلا دیا تھا۔ جلشن لگنے کے بعد جبکہ پر غنودگی کا

ال طاری ہو گیا۔

"اسے آرام کی شدید ضرورت ہے۔ کیلاش نے اسے زمین لگاتے ہوئے کہا۔ اب خطرے کی بات نہیں، دو گھنٹے بعد جب ہوش میں آئے گا تو اس کی کیفیت نازل ہونا چاہیے۔

"ہونا چاہیے سے تمہاری کیا مراد ہے؟

"میں نے ایک امکانی بات کہی ہے۔ فوری طور پر چند

ایک صحت مند آدمی کا ٹیپوچر معلوم ہوتا ہے۔"

"جنگوں کی قسم۔ میں اسے ہوش میں لانا نہ لگاؤں۔ ضرور کروں گا اور یہ تجربہ میری زندگی کا ہم ترین تجربہ ہو گا۔ کیلاش بے حد جذباتی آواز میں بولا، "کاش میں اپنا کامانا یا ایرمینی بیگ ساتھ لایا ہوتا ایک لمحہ کی دیر نہ کرتا۔ خدا کو شاید یہی منظور ہے کہ تم کو حقائق سے باز رکھا۔ کیوں؟ کیلاش نے جبکہ کو گھورا، "کیا تمہارے بات کا یقین نہیں ہے؟"

"یقین ہونے کے باوجود میں تمہیں ان شیطانی فکروں دور رہنے کی تاکید کر دوں گا۔"

"شیطان کی جگر سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"مقدس باپ ہم سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھ رہے ہیں۔ دعا سے خیر کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا، "مجال نے خواہ جس مقبرے کی بات کی تھی وہاں اس بزرگ کے بجائے درخت کو ہونا چاہیے تھا لیکن..."

"میرا ماما کہاں گیا؟ میں نے حیرت سے پوچھا۔ ہونے ادھر ادھر دیکھا، ماما کی کوشش نے اپنی نظروں سے غائب مقبرے کی مریضوں کی جانب جھٹ لگاتے دیکھا تھا لیکن اس وقت وہ کس نظر میں آ رہا تھا۔

"اب بھی وقت ہے میرے دوست! جبکہ خوف آواز میں بولا، "یعنی جلدی ممکن ہو یاں سے میں گھلونا ایک کر کے ہم بھی غیبت بلاؤں کا شکار ہو جائیں گے۔" اس روز ہم نے پہلی بار جبکہ کو اس قدر خوفزدہ دیکھا۔ غیبت بلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے وہ پوری جان سے کانپا پھر قہقہے سے کہہا، "میرا سب کچھ بھگتا ہے وہ پٹ کر اڑ جائے۔" والے زینوں کی سمت پکا اور بیڑھیں طے کرتے لگا، "ایم۔ میری ماما اس کے قدموں کا پوجہ پڑا تو پھر مقبرہ گھپ اند میں ڈوب گیا۔

میں نے اور کیلاش نے اپنی اپنی تاریخ روشن کر لی۔ تاریخی کی روشنی کا دائرہ میری جھپٹ سے گزرتا ہوا چھت بنا پہنچا تو ہم ششدر رہ گئے۔ اور روکے جیسے کا جہر لکھنا آ رہا تھا اور جبکہ مقبرے سے باہر نکل چکا تھا۔

"مجھے یقین تھا کہ اکیسواں زینہ ہی بیک وقت مجھ کی روشنی اور سکاس کے راستے کا خفیہ سکین مانت ہو گا۔ کیلاش نے کہا، "روشنی کا مکمل غور میں آئے ہی مقبرے کا راستہ بند ہوا ہے اور تاریکی پھیلتے ہی چوتھے والا راستہ مکمل ہوتا ہے۔ کیلاش کا اندازہ اس بار بھی درست ہوا لیکن میں

سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ میرے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہونے لگیں۔ پھر کے تحت پر کوئی مجسمہ نہیں ایک انسانی جسم موجود تھا جس کی تصدیق کیلاش نے ڈرتے ڈرتے اس کا ہاتھ چھونے کے بعد کی۔

"مجال واقعی تمہارا اندازہ درست ہے، یہ پھر کابوت نہیں بلکہ کوئی افسانہ ہے اور... کیلاش نے اپنا جملہ دھورا چھوڑ دیا، "میرے بچے جھکا کر کچھ دیر تک تھوڑی سی ممانہ کر رہا پھر رکتے کے عام میں بولا، "مامی کا ڈ... مجھے اس میں زندگی کی علامتیں بھی نظر آ رہی ہیں۔"

"کیا مطلب؟ میں حیرت سے اچھل پڑا، "کیا تم مجھے بتانا چاہ رہے ہو کہ یہ... فیض زندہ ہے اور ہزاروں سال سے خوابیدہ یغیوں سے دوچار ہے؟"

کیلاش نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ شانے سے اپنا چرمی قبیلہ اٹا کر کھولا اور اس میں سے پتھر مائیکل کر اس عمر رسیدہ جسم کی گردن پر رکھ دیا اور اپنی دلی گھڑی دیکھنے لگا۔ "یہ یہ تم کیا حماقت کر رہے ہو؟ جبکہ نے ہمارے قریب آکر ہلکے سے ہونٹے لیے میں پوچھا، "یہ پتھر مائیکل کس مقصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ کیسے تم لوگ پولے تو نہیں ہو گئے؟"

"کیلاش کا خیال ہے کہ یہ کوئی مجسمہ نہیں۔ ایک زندہ انسان کا جسم ہے۔"

"زندہ انسان؟ جبکہ نے مجھے غور سے گھورا پھر سینے پر صلیب کا نشان بندتے ہوئے کہا، "مقدس باپ تم دونوں پر رحم کرے، میرا مشورہ مانو تو خاموشی سے لوٹ چلو۔ میرے پاؤں کو چھڑا ٹھیک نہیں ہوتا۔"

"چند لمحے انتظار کرو فادر جبکہ! میں نے گروشی کی پتھر مائیکل کا بارہ ابھی ہمارے شہادت کی تصدیق کر دے گا۔"

"امداد واقعی یہ زندہ ثابت ہوا اور کیلاش کے چہرے نے

سے ساتھ جیسا تو۔ تو کیا ہو گا؟"

"سب سے پہلے ہم اس مقبرے سے واپس نکلنے کا راستہ دریافت کریں گے۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟"

جیک نے کوئی جواب نہیں دیا، نہ ہی میں اس کوئی دعا پڑھنے لگا۔ میں نے اسے مخاطب کرنا سنا سب نہیں سمجھا۔ پھر اس وقت ہماری حیرت اور تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب کیلاش نے پتھر مائیکل اٹھا کر اسے غور سے دیکھا اور ہمارے حوالے کر دیا، بارہ اٹھا لے ڈگری درجہ حرارت ظاہر کر رہا تھا۔

"میرے خدا۔ میں نے سب سے بڑے انداز میں کہا، "یہ تو

”کیا وہ مقبرہ دیران تھا۔ یا... سادری اپنا جمل نامکمل
چھوڑ کر ہم دونوں کو گھوڑے لگی، اس کے چہرے پر سنجیدگی کی
جگہ وحشت کے سسے سسے مائے منڈلانے لگے۔

”سادری! کیلاش نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے نرم آواز میں پوچھا: کیا جب تک نے یہاں آنے کے بعد تم سے کچھ کہا تھا؟“
”نہیں۔ بس ایک ہی رٹ لگا رکھی تھی کہ خبیث بلا میں سب کو ایک ایک کر کے چٹ کر جائیں گی۔“

”تم نے قبرے کے بارے میں کوئی سوال کیا تھا؟“
 ”کیا وہاں مقدس اور نیکو تو نہیں سورا تھا؟“
 ”یہ — یہ خیال تمہارے ذہن میں کس طرح آیا؟“ میں
 نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”میں نے یہ بات بارہا سردار پوچھا اور سورا کی زبانی سنی ہے کہ بھوری پہاڑیوں کے غار میں دو تاون کا دورہ تا ماحقد اور ایک کا محو خواب ہے اور وہ — وہ جس کی کینڈہ میں غفل بلرز ہوتا ہے اور گنگائی، رُحِ پاک بھٹکتے ہیں اس چٹ کر جاتی ہے۔“

”ہو سکتا ہے کہ بگاڑ اور سمورانے محض قبیلے والوں کو بھیڑی
پیازوں سے دور رکھنے کی خاطر ایسی جو لٹک کہانیاں گھر گھر
جوں بے ساری نے بے جوش بیگ کے معصوم چہرے پر ایک
لفظ اُتے ہوئے کہاتیں دہائیں اگر گھر تیں تو پھر
مادر جبکہ کن فہمیت بلاؤں کا ذکر کر رہے تھے ہ کون کے
چست کر گیا ہے

۱۱۱ "میں نے رکھو۔ جو کچھ تم سوچ رہی ہو وہ میں تمہارا
 ہم اور ایک اتفاقیہ حادثہ ہے، تو کیا میں تمہیں کسی سے بولا ہوا
 ہے کہ تم میرے کرنے کے اوجود قبر کے بارے میں پوری تفصیل
 جہادی۔ صرف غیبی رائے کہنے اور نہ ہونے کے لیے غریب طریقے
 کو اختیار کیا۔

سازاری بے حد تنہا تھی کہ انھیں پناہ کے کیلاش نہ تھی
 جس پر چرچا مچی کہ ان کو اس کے کچھ سے یہ خوف کے سارے
 تھیل کر گھر سے جوئے گئے، وہ اپنا بیٹا نہ لے سکا۔
 درمیان پوری شدت سے ہتھیاروں کی فتنی۔

”بیوں۔ کہا نہیں یقین ہے کہ اور نیکی کی روح ہمارے
 مامی کو سمو چاہے پرنی ہوگی؟ ہیلا ش نے سکرلاتے ہوئے کہا کیا
 ان فرسودہ باتوں پر یقین رکھتی ہو؟

”تم کو حالات کا اندازہ نہیں ہے۔ ساواری بھر مہری
لے کر بولی، اور وینا تیلے میں، رہ کر مہری نظروں سے جو کچھ دیکھا
ہو وہ دنیا کا کوئی سمجھ دار اور با مشور شخص تسلیم نہیں کرے گا کیسے

میں نے وہ سب کچھ اپنی ننگا ہوں سے دیکھا۔ ہر نعمت سوا کر
کالے علم کو تم کیا نام دو گے اور کیا تم نے مغلی کے بارے میں کچھ
کچھ نہیں سنا؟

”میں اس کے علاوہ بھی بہت کچھ جانتا ہوں لیکن یقین کرو کہ وہ منحرف شخص جو زمین دوز تہہ خالے میں عموماً جے کوئی دیوتا نہیں ہو سکتا۔“

”چھر — وہ کون ہوگا؟“
 ”کوئی بہت بڑا علم اور سائنس دان!“

”دیوتاؤں کی قوت کیا عالموں اور سائنسدانوں سے کم ہو؟
ہے؟ سادری نے معصومیت سے سوال کیا تو کیداش نے جواب دیا
میر کسی خاموش تماشائی کی طرح بظاہر کیداش اور سادری

دل دل چاہے گفتگو کس روا تھا لیکن میرا ذہن بدستور مایوس تھا
ہوا تھا، وہ جس انداز میں اچانک غائب ہوا تھا، وہ حیرت انگیز
تھا۔ مستقبل کے دیواروں کا مائزہ دیکھتے وقت میں نے وہاں دور
کمرے کے اسٹائل پر بھی غور کیا تھا لیکن مجھے مایوسی ہوئی۔

رہی ہے کہ کیا تھا کہ میری کو ہر شخص وہاں میری غار کے اندر ہو جا
ہے اور وہ میری میری کو ہر شخص وہاں میری غار کے اندر ہو جا
ہے اور وہ میری میری کو ہر شخص وہاں میری غار کے اندر ہو جا

تین درمیان کی ایک کڑی یعنی ہیرا نامی غائب ہو گیا تھا۔ یہ

ترک کب کیوں ہو گیا ہے ورنہ اس کے جسم کی ملک حامی کے لیے
 ہی مانوس تھی۔ رفیع کی پیش گوئی نے مجھے صدمہ والے آخری زینے
 پر لے کر ڈھکیے۔

دروا تھا کہ اسی چہرے کے نیچے میری درخشاں موجود ہوگی۔
 سر کا خفیہ راستہ دریافت جو تہی نامی جس جنونی امتداد میں آ
 طرف لگا رہا بھی میرے لیے غائب تھا۔

میری اس داستان کو پڑھنے والوں کو شاید یاد ہو
 کہ درخشاں ماما کو بہت عزیز کھیتی تھی اور ماما بھی جنوں کی
 جمل شہزادوں کو جواہر، درخشاں کی موت کے بعد جہیں
 لے اس کی آخری خواہش کے پیش نظر جہیز معہ کھیتاڑ کیا۔
 وقت میں نے اپنی جاگیر کے تمام معاملات دیوان جی کے
 حوالے کر دیے تھے۔ میں نے اپنی کھیتیں ۱۵۰۰ روپیہ کی قیمت پر

ناہید کی مٹی کہ وہ اس کا خیال رکھیں، میں اسے جبری مفر
ساتھ نہیں لانا چاہتا تھا کیونکہ اسے گھر سے روانگی کے وقت
غیر مکر میں سے قریب آگیا اور میں نے ٹامی کی دھشت کو
دیکھتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔

جس وقت نامی میسر کے ہاتھ سے چٹا چھڑا کر رہیوں کی
 بیٹیا تھا اس وقت بھی اس کی وحشت بالکل وہی رہی تھی چنانچہ
 اُن کا کہہ کر اب رفعتی کی پیش گوئی پوری ہوئے کہ وقت آگیا تھا
 جس کے دوسری جانب میری درخشاں میری راہ تک رہی
 میں نے جو سما چا تھا وہ پورا نہیں ہوا اور نامی نے ہلکا سا
 غائب ہو گیا۔

جلیب نے میری زبان سے مامی کی تسکین کی جبریں کھوٹ
تیں جو کچھ کا وہ ماحول اور حالات کے جیش نظر قابل درگزر
رہ سکتا تھا لیکن ماورئی نے بھی جلیب کے خیال کی تائید کی
تو انھیں مڑھوٹی مامی کی مددنی کا تصور میرے لیے ناقابل
تہ تھا۔ جلیب نے اسے بکری عقاب پر دیکھ کر کہا انجات دہندہ
مالور دینا کے بدبخت جہاد گرو کاروں نے بھی مامی کو لینے
رہے لکھ کر اسے درمیان سے ہٹا ناچا مامی کا سیاب نہ ہو سکا مگر
ہو مامی کو نہیں گیا۔

”رفیق! میسر ذہن میں رفیق کا نام گونجنے لگا۔ میں نے
 بالکل تصویریں آواز دی تو اس کا بیولا میرے سامنے اہلنے
 پری دشت بڑھ گئی۔
 تم....“

”سیدی ! اس نے مجھے بولنے کا موقع نہیں دیا“
 ہوں کہ تم نے مجھے کس لیے یاد کیا ہے؟
 ”تم نے کہا تھا کہ میرا نامی...“
 ”ہاں سیدی ! وہ جس خانوار اس سائے تک پہنچ گیا جس

”مجھے کسی سائے کی نہیں۔ اپنی درخشاں کی تلاش ہے۔“
 ”حقیقت جب ننگے ہوں سے اوجھل ہو جائے تو اسے
 رک نامہ۔ ایک اہم امت

”میں نے تم سے درخشاں کپڑا دریافت کیا تو تم نے کہا: اب میں تم سے اپنے نامی کاشان دریافت کر لیوں گی۔
 مرنے کا یہ تصور میری نظر آنے والے اس ہیرو کے کونچا غلبہ پر جو اس میں لڑکی کی مانند بھی لکھا ہوا تھا۔
 ایک ہی بات ہے: یہ سچ تھی کہ جواب دیا: ”وہ جس جانور“

طنزو مزاح

100/-	اعتبار ساجد	انگور کٹے ہیں
80/-	اعتبار ساجد	غالب کی آبرو
80/-	اعتبار ساجد	ایمر جنسی وارڈ
75/-	اعتبار ساجد	منہ دکھانیاں
75/-	اعتبار ساجد	جائیل اسے مار
80/-	اعتبار ساجد	اس طرح تو ہوتا ہے
100/-	اعتبار ساجد	غالب ہمیں بھی چھیڑ

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

”رفیق! میں ہاتھ ملتے ہوئے بولا: ”تم نے کہا تھا کہ مجذوب نے تمہیں میری نگرانی پر مامور کیا ہے۔“

”نہ کیا ہوتا سیدی تہو میں اس وقت تمھاری آواز پر کبھی
حاضر نہ ہوتا“

”کیا فائدہ تمہارے آنے سے؟“ میں جھٹکیا۔ ”مغربی
میں درخشاں کی نہیں کسی مہر انسان کی ممتی رکھی ہے۔ لیکن
وہ زندہ ہے۔“

”میں جانتا ہوں۔“
”کون ہے وہ؟“

”جیسے افوس ہے تندی کہ میں تمہارے اس سوال کا جواب
نہیں دے سکتا۔ اس کے لہجے میں حقارت تھی۔ یہ کام کالی اور
ناپاک قوتوں کا ہے۔“

”جینی کا بیان تھا کہ یہاں کھنے جنگلات میں معمور و طویل العمر

کو غور تے ہوئے کہا پھر زمین پر زور دیتے ہوئے تھوڑے وقت سے بولا "مجھے یقین ہے کہ اس بوڑھے کی خیمت روح نہی کو...."

اس بار جب بھی اپنا جملہ مکمل ذکر کرنا، وہ آوازانی شریہ گھن گرج کی تھی کہ سادری ایک بار پھر چیخ مار کر مٹ کے دوسری ہو گئی۔ میں نے تیزی سے پیٹ کر دیکھا۔ غار کے اوپر والے چھپے کا ایک بڑا ہلکا پرتو آواز سے ٹوٹ کر دہانے سے تھوڑے فاصلے پر گرنا تھا۔ میرے دل میں پھر یہی خیال ابھر آیا کہ شاید بخوری پہاڑ پر بسنے والی نادیدہ قوتیں مقبرے میں سوتے ہوئے معرخص کے بارے میں کوئی غلط بات سننے کو تیار نہیں۔ اور میں ہر شے کر کے وہاں سے چلے جانے پر مجبور کر رہی تھیں۔

"یہ۔ یہ دھماکا کیسا تھا؟ جب تک نے خوف زدہ آواز میں پوچھا۔

"روہا کی بے چین روح تھیں دوبارہ ہوش میں دیکھ کر خوشی سے پاتے چھوڑ رہی ہے۔" کیلاش نے سب پرانی کا مظاہرہ کیا۔

"کیا تم سنجیدگی سے میری بات کا جواب نہیں دے سکتے؟" سنجیدگی موت کا دوسرا نام ہے فادر جب تک! اور فی الحال میرا مرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔"

"میں۔ میں اس مقبرے کی بات کر رہا ہوں جہاں مٹی نہیں۔" کیلاش کے تیرہ کیلخت بدل گئے جب تک کو غور تے ہوئے اس نے انتہائی مردہ لہجے میں کہا "تم اب اپنی گندی زبان سے دیوی دیوتاؤں کی شان میں کوئی ستائی نہیں کرو گے۔ میں اپنے دھرم کے بارے میں کوئی غلط بات نہیں سنوں گا۔"

"کیلاش!"

"تم درمیان میں مت آؤ جمال! یہ میرا اور فادر جب تک کا مسئلہ ہے۔"

میں نے کیلاش کو غور سے دیکھا پھر خاموشی اختیار کر لی۔ شاید وہ ایک وقت میں دو کام انجام دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ جب تک کو قوتی طعنے پر اصل موضوع سے دور رکھنا اور ان نادیدہ قوتوں کو بھی مطمئن کرنا جو مقبرے میں سوتے ہوئے معرخص کے بارے میں کوئی غلط بات سننے کو تیار نہیں تھیں۔

جب تک جیسے شہر بھری نظروں سے کیلاش کو دیکھنے لگا۔ شاید اسے کیلاش سے ملتے جلتے جنموں کی توقع نہیں تھی۔ میں نے حالات کے پیش نظر غلط فہمی رہنا ہی مناسب سمجھا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد ہم آرام کی غرض سے لیٹ

کر دی۔ تم نے شاید اس کے لباس اور اس گرد پر نظر نہیں ڈالی جو اس کے جسم پر موجود تھی۔"

"اگر وہ اور نیکیا ہی ہے تو لازماً ان قوتوں کا مالک بھی ہوگا کیا یہ ممکن نہیں کہ اس نے ہمیں بعض غریب نیٹے کی خاطر...؟ میں اپنا جملہ مکمل ذکر کرنا، ایک ناکامی تھی زور کا کڑا ہوا کہ بخوری پہاڑوں کا پورا علاقہ لرز اٹھا۔ ابھی میں منہج بھی نہ پاسے تھے کہ غار کے اندر روشنی کا اتنا تیز جھکا ہوا کہ ہم ششدر رہ گئے۔ سادری چیخ مار کر کیلاش سے پیٹ گئی۔ اس کا پورا جسم خوف اور دہشت سے تھر تھکا رہا تھا۔

کیلاش اور میں ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگے۔ ہم نے اس گر جدار آواز اور روشنی کے چمک کر غائب ہو جانے پر کوئی تبصرہ نہیں کیا لیکن شاید کیلاش کے ذہن میں بھی ایک ہل کوئی خیال ابھر تھا جو میں سوچ رہا تھا۔ مقدس اور نیکیا کی روح کو اپنے بوسے میں ہماری رائے زنی پسند نہیں آتی اور وہ پراسرار علامتوں میں اس کے ٹھکانا چاہتا تھا۔

سادری کی حالت اس معصوم پرندے سے مختلف نہیں تھی جو شکاری کی گولی سے بال بال نکلا ہو، کیلاش اسے ہلانے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ چپ چاپ، خاموش اور سچی بیٹھی رہی۔ ہم نے سادری کے خیال سے مقبرے کے موضوع کو بدل دیا۔ کیلاش کا اندازہ درست تھا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد جب تک نے گارہ لڑکھیں بھول دیں، کچھ دیر تک وہ پلکیں جھپکا کر ناگوار پھر اس نے کیلاش کو مخاطب کیا۔

"ہم اس وقت کہاں ہیں؟"

"پریشان مت ہو۔ تم جیسے قریب آدمی اتنی سمانی سے بروک نہیں مددھا سکتا۔ فی الحال تم خود کو زندہ سمجھو۔ جہاں! میں۔ میرا مطلب ہے کہ میں یہاں کیسے آ گیا؟ جب تک نے میری صمت گھورتے ہوئے گری سنجیدگی سے سوال کیا۔

"کیا کچھ بڑے پتھر تم زمین دوز مقبرے میں... ہاں... تمہارا نامی کہاں ہے؟ جب تک سے ہوئے انداز میں اٹھ کر کھڑا ہوا۔

تیکو؟ تمہیں یہ نامی اتنی شدت سے کیوں یاد آ رہا ہے؟ کیلاش نے مجھے ہاتھ کے اشارے سے خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہوئے سہاٹ آواز میں کہا "کیا تمہیں نامی کے ساتھ کوئی رشتہ داری کرنا ہے؟"

"تم۔ تم نے کہا تھا کہ اسے ہوش میں لایا جاسکتا ہے۔"

"کے۔ نامی کو؟"

"مجھے ملنے کی کوشش مت کرو مگر میں کیلاش! میں پوری

طرح ہوش و حواس میں ہوں۔ جب تک نے ناگوار لہجے میں کیلاش

"وہی جو اور کے مجھے کے نیچے مو خواب ہے؟ اور نیکیا کا نام دے رہی ہو؟"

"کیا۔ کیا تم مجھے دیکھا ہے اس نے کہا مارا پڑا ہوا رہی ہے۔ اس کے سر پر جو ٹوپی ہے اس میں شیش ٹوپی اور موتی شے ہوتے ہیں؟"

"ہاں۔ ہاں۔" کیلاش کا جیسے بڑھنے لگا میں بھی کے جسے کوجہرت سے دیکھنے لگا۔

"اور کیا۔ اس کی داڑھی اور سر کے بال بے حد دراز روٹی کے گائے کی طرح سفید ہیں؟"

"جھکوان کی سوگند۔ تم جو حلیہ بتا رہی ہو وہ جھڑا درست ہے۔"

"لیکن تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا؟ میں نے تیزی پوچھا۔ ایک لمحے کو میرے دل میں یہ شبہ پیدا ہوا کہ شاید میرا نے چھپ کر جہاں۔" کتاب کیا ہو پھر مقبرے کے اندر کوئی حالہ واقع ہو گئی ہو لیکن میرا اندازہ غلط ثابت ہوا۔

"ایک بار تم کوگوں کے جزیسے پر قدم رکھنے۔" ہمارا دل پیش کی بات ہے، جب سو کر دوسرے بڑے جادو نے اپنے جادو کے زور سے مقدس اور نیکیا کو دیکھ لیا تھا۔

نے اور نیکیا کی ایک تصویر بنائی، رہا کا خیال تھا کہ قید کار اور دوسرے لوگ اور نیکیا کی شکل تصویر پر کی صورت میں دیکھ کے بعد اس کی بڑائی کو تسلیم کریں گے لیکن... سادری نے ہونے کہا۔ اس کا انجام بڑا ہی ناگوار ثابت ہوا۔ اس تصویر کے بعد سردار اور بڑے بھائیوں نے جو اندازہ لگا یا وہ ز قوت کے خلاف تھا۔ ان کا خیال تھا کہ رہا نے مقدس کا مذاق اڑانے کے خاطر اس کی فرضی تصویر بنائی ہے اور پھر بڑے نے سنا ماکے حکم پر رہا کو اور کے قدموں میں ڈال کر نیزول کا جم چھلنی کر ڈالا۔ رہا اپنی آخری جھپکا کر لوگوں کو یقین

رہا کہ اس نے جو تصویر بنائی ہے وہ فرضی نہیں ہے۔" کیلاش۔ اب تم کیا کو گے؟

"ہو سکتا ہے رہا کا خیال اپنی فکر درست ہو لیکن کہ جسم کا اتنی طویل مدت تک تروتازہ رہنا ناممکن سمجھتا ہے۔" میرے دوست، ہم بار بار اس بات پر کیوں اصرار کر ہو کہ وہ ایک طویل مدت سے مو خواب ہے؟

"کیا مطلب؟" کیلاش نے مجھے حیرت سے دیکھا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ اس غار میں چلا جاتا ہو یا وہ دیکھ کر..."

"نہیں۔" کیلاش نے تیزی سے میرے خیال کا

جادو گردن کا بلیا ہے؟ میں نے کچھ سوچ کر کہہ دیا۔

"ہاں۔ اس نے غلط بلیائی نہیں کی تھی۔"

"وہ۔ وہ مجھے نظر کیوں نہیں آتے۔ میں انہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"مجھے اس منکشرسی کو بھی چوم لیا کہ دوسری جو تم نے خدا کے برگزیدہ بزرگ سے حاصل کی ہے حالانکہ تم اس کے اہل نہیں تھے۔"

"تم شاید مجھے ملنے کی کوشش کر رہے ہو۔ مجھے مہی اور درختال کا پتا درکار ہے۔ میرے لیے میں کتنی مہی رفیق کی باتیں ملیں دلا رہی تھیں اس کے اشارے میری نگاہ سے باہر تھے۔"

"میں مجبور ہوں سیدی! تم جو کام مجھ سے لینا چاہتے ہو وہ میرا نہیں۔ ماہ اور گندی طاقتوں کا ہے۔"

"دور ہو جاؤ میری نظروں سے۔ میں برداشت نہ کر سکتا ہوں اختیاری چیخ اٹھا۔

رفیق کا نقصان میں لہروں کی طرح بل کھاتا جو اسایہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا لیکن کیلاش اور سادری میری آواز سن کر چونک اٹھے۔ شاید میں اپنی آواز اور اپنے جذبہ بات پر قابو نہیں رکھ سکتا تھا۔

"جمال! کیلاش نے مجھے سنجیدگی سے گھورا۔" تم کس سے مخاطب ہو؟

"وہ۔ وہ۔" میں کیلاش کے سوال پر ایک لمحے کو گھڑبڑا گیا پھر ہاتھ سے ہونے اسے ملانے کی کوشش کی وہ میرا اپنا دم تھا جو مجھے بھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ شاید میرا ہمزاد ہو۔ میں نے اسے بھگا کر دیا۔

"تمہیں آرام کی ضرورت ہے جمال؟"

"نہیں۔ میں بالکل ناز ہوں۔" میں نے کیلاش کو یقین دلایا

میرے ملنے میں کانٹے سے پڑنے تھیں نے تھوڑا پانی پیا تو میری وضو میں کچھ کی گئی۔ سادری میری کیفیت کا اندازہ لگا رہی تھی، میں نے سنا کہ اپنی کر چٹان سے ٹیک لگائی تو اس نے دبی زبان میں کہا۔

"اور وہی کا ہماری رہنما تھا، ابھی میں کہا تھا کہ مقدس اور نیکیا اپنے آرام میں کوئی فعل برداشت نہیں کرتا۔"

"مجھے یقین ہے کہ میں اسے بہت جلد زندہ جانوں کی طرح ہوش میں لے آؤں گا کیلاش نے غلط میں گھورتے ہوئے کہا۔

"تم! بس کی بات کر رہے ہو؟ سادری نے چونک کر دریافت کیا۔

مجھے جیکب اور کیلاش کے درمیان اس وقت تک گفتگو کا سلسلہ دوبارہ نہیں شروع ہوا، ساڈی کے چہرے سے بدستور خوف و دبشت کے تاثرات جھلک رہے تھے، کیلاش اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں کچھ دیر تک ان کی باتیں سننا رہا پھر کرٹ بدل کر اٹھیں بند کر لیں، ذہن ٹھکا ہوا تھا اس لیے میں جلد ہی سو گیا۔

وہ کئی دور کی آواز تھی جو مجھے نیند سے بیدار کرنے کی کوشش کر رہی تھی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے کان کے نزدیک کوئی چیز منگلاٹ زمین پر سرسرا رہی ہے لیکن اس کی آواز بہت دور سے آرہی تھی۔ میں نے اپنی دشت کو دور کرنے کی خاطر انھیں کھول دیں اور پھر کچھ دیر سے صحن کے اندر ہی گھٹ کر رہ گئی۔

میں جیٹھی چٹھی خوف زدہ نظروں سے اس سیاہ رنگ کے بھجھو کو دیکھنے لگا جو سامت میں کسی بڑے پھوسے کی مانند نظر آ رہا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں اتنا بڑا بھجھو پہلے کبھی نہیں دیکھا، وہ میرے قریب میں چند فٹ کے فاصلے پر درنگ رہا تھا، میری آنکھ کھلی تو وہ تیزی سے میری طرف پلٹا، حملہ کرنے کے انداز میں اپنا ڈانک فضا میں نیم دائرے کی صورت میں بند کر کے میری جانب برق رفتاری سے بڑھا مگر یکلخت یوں رک گیا جیسے اس کی قوت بنیانی اس کا ساتھ نہ دے رہی ہو۔ چند ثانیہ وہ بے حس و حرکت رہا پھر اچانک اس نے پٹ کر قتل بازی کھائی اور جھیر جھیر سٹگا ہوں نے جو کچھ دیکھا اس نے میرے رہنے سے حواس بھی گم کر دیے۔

میں نے بزرگوں کی زبانی سنا تھا کہ سانپ جب ایک بڑا ریل کی غم آفتاب تیرا پتی ہون بدل سکتا ہے اور ایک طالب سے دوسرے طالب میں جانے کی طاقت پالتا ہے لیکن کسی بھجھو کو جون بدلتے نہیں سنا تھا۔ میرا جسم سرتاپا کانپ اٹھا۔ میں خوف زدہ نظروں سے اس طویل القامت اور درگاہ صورت شخص کو دیکھنے لگا جو میرے سامنے کھڑا مجھے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا، اس کے جسم کی رنگت گہرے چھوڑے ہوئے رنگ کی تھی۔ اس کے بدن پر اگے بڑے بڑے گھنیری بالوں نے سر پوشی کر رکھی تھی اس کے ہاتھ اس کے جسم کی مناسبت سے کچھ زیادہ ہی بڑے نظر آ رہے تھے۔ ناخن بے حد غلیظ اور بڑے بڑے تھے، چہرے پر بڑے بڑے بالوں کی لٹکیں تھیں۔ انھیں آنکھوں کے حلقے کی طرح ان غار کی مانند تھے اور پتلیوں کی جگہ آگ کے شعلے دیکھتے نظر آ رہے تھے۔ بے جان ہوگا اگر میں یہ کہوں کہ اس وقت میں دنیا کا آٹھواں، سب سے زیادہ قبیاح

اور پراسرار عجوبہ دیکھ رہا تھا۔

مجھے اپنی رگوں میں دوڑتا ہوا خون ٹھہر جوتا محسوس ہوا۔ دل کی دھڑکنیں ہلہکتی ہوئی جاری تھیں، چند ثانیہ وہ عجیب و غریب غنوی مجھے قہر آلود شعلہ بار نظروں سے گھونکی۔ جی بھراس کے وٹے اور دھتے سے موتوں کو جنبش ہوئی اور کسی بالکل باقی کے چنگھاٹنے کی آواز سے ملتی جلتی ایک انسانی آواز میرے کان کے پردوں پر کاری ضرب کی طرح آئی۔

”میرا نام سانگا ہے۔“ سانگا، کے قہر و غضب سے بھوری پٹائی کے سنگ ریزے بھی پناہ مانگتے ہیں۔
”تم۔۔۔ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میں نے دیکھا کہ آواز میں پوچھا۔

”تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے ہمارے سکون کو برباد کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم یہاں ہزاروں سال سے اس سٹکڑے کیے ہوئے ہیں اور اپنی ریاضتوں میں مگن ہیں۔ تم نے اسے درجہ بدرجہ کرنے کی حسرت کی ہے؟ اس کا لہجہ کرسٹ ہو گیا۔
”تم نے ہمارے عظیم دیوتا اور گی کی شان میں بے ہودگی کی ہے۔ اسے نیند سے بیدار کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہو۔
”کیا۔۔۔ وہ قہر شخص..... پوچھا۔

”ہاں۔۔۔ وہی ہمارا مقدس دیوتا ہے۔ اس نے سانگا کو ہمارا علوم کی تعلیم دی ہے۔ ہم کتنے جنگلات کے باسی اس کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ ہمارے درمیان نہ ہوتا تو ہمارا وجود نہ جانتے کہ کب کب بھوری پٹائیوں کے علاقے سمیت متحدہ کی تھوں میں غرق ہو چکا ہوتا۔ وہ بولتا رہتا۔ اسی نے ہمیں دنیا کے تمام جادو سکھائے ہیں، دشمنوں سے ڈاؤ پیچ کے کرتاتے ہیں۔ اور تم! ہمارے اسی مقدس دیوتا کو پریشان کرنے کی خاطر پہلے آگئے۔ سنو! جتنی جلدی ہو سکے اپنے منحوس ساتھیوں کو لے کر یہاں سے دھان ہو جاؤ، تمہاری حقیقت ہمارے نزدیک زمین پر لیٹنے والے حقیر اور درگاہیوں سے زیادہ نہیں۔ سانگا چلبے تو اس کی پکوں کی ایک جنبش ہو لٹا، اور تباہ کن طوفان کو بیدار کر سکتی ہے۔ سوچو، اس وقت تمہاری حیثیت کیا ہو گی؟“

میں اپنی جگہ سما بیٹھا اس کی توہین آمیز باتیں سننا۔ ہر معامی سے توہین میں وہ نام گنٹا اٹھے جنھوں نے مجھے پہلے ناہ اور لڑنے وال قوتوں کا یقین دلایا تھا۔ مجھے اپنے جسم پر درنگ کی آنکھیں اور دیریک کا خیال آیا تو میری تھر تھرا ہٹ میں کی آنا ضرورت ہو گئی میرے کانوں میں زلغی کا ایک جھل جھلے رنگت کی طرح گونجنے لگا، کبھی اس آنکھنری کوئی چوم لیا کر دیتی۔

مجھے بھگت لالسا لگا جیسے جبراً خوف تیزی سے رن ہو رہا ہو۔ میں نے سنا کھلی کھجوا تو میرے امیر کا انسان جاگ اٹھا۔
”سانگا!“ میں نے اسے دکھارتے ہوئے کہا کیا تم میری حیثیت کا اندازہ لگا نا پسند کر سگے؟

”مجھے اے وہ مجھے تحارت سے گھورتے ہوئے سکھایا۔“ تم شاید ریک کے بل بوتے پر اچھل رہے ہو۔ مجھے یاد آیا، ایک بار جتیر پوگا ایک معصوم لڑکی کو ہمارے رحم و کرم پر لاکر یہاں پھینک گیا تھا۔ میں اس جادو گردوں کے نام بھی جانتا ہوں جنھوں نے جیوتی کو اتنا باہر تفسیر بنا دیا تھا اور اسے ایک کا حتمہ دیا تھا۔ لیکن ریک سانگا کے سامنے ایک جتیر پھر نے ہادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ تم اسے منہ میں رکھ کر دیکھو، سانگا کی نظریں جیسے گھبراہٹ میں ہیں بھی تلاش کر لیں گی!

”میں تمہیں پہل کرنے کی دعوت دوں گا، میں نے سپاٹ آواز میں جواب دیا، ہر ذلوں پر درکار کا میرے اصول کے خلاف ہے۔ سانگا میرا جیسے کر آپ سے باہر ہو گیا، اس نے جھلکا کر زمین پر ہلا تو بھوری پٹائیوں کے جنگلوں کی مانند تھرتھرائیں میرے اذہن پر گزرنے لگیں، وہاں لیتنا وہ مجذب کی آنکھوں کی کلاست تھی جس نے مجھے ہر خوف سے بے نیاز کر دیا تھا۔

”پکھل تماشہ خشم کو سانگا لکھیں زہر خند سے بولا، اور پکا نے تھیں دشمنوں سے ڈاؤ پیچ کرنے کے جوہر سکھاتے ہیں وہ سارے کے سارے آواز ڈالو۔ جب تھک جاؤ تو مجھے ملنے کر دینا۔ چہر میں جیسے باتوں کا بکھو کی جنبش کی قوت کیا ہوتی ہے؟ وہ غضناک ہو گیا، اس کے منہ سے جھاک اٹھنے لگے چند لمحے وہ شعلہ بار نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک ہاتھ بند کیا اور اسے میری جانب دلا کر رکھے لگا۔ اس کے نوکیلے ناخن نیزوں کی کانی کے مانند میری سمت بڑھ رہے تھے۔ سانگا کی کھارت آہیں لگنا ہیں میرے چہرے پر کوز تھیں اسے یقین تھا کہ وہ بہ آسانی مجھے اپنے آہنی پنجوں میں دبا کر سرے کی طرح پھینک لے گا لیکن اچانک ایک شعلہ مارا لگا اور سانگا نے تیزی سے پلٹا ہاتھ پوچھے کر لیا۔ اس کی آنکھوں میں شعلوں کی لپٹ شرت اختیار کرتی تیزی سے نظریں گھما کر اس کے اطراف کا جائزہ لیا۔

اپنے غصے کے اظہار کے طور پر اس نے دوسرا ہاتھ بند کر کے پوری قوت سے چھینے پر مارا، چٹان کا وزنی جھٹکڑ کر تیزی سے پیچھا لگایا۔ اس کا ایک دایرہ سے اوپر خالی گیا، دوسرا وار کر کے سے پیشتر شاید وہ مجھے مرحوب کا چہرہ تھا جو ہاتھ اس نے میری سمت بڑھایا تھا اسے وہ بار بار جھٹک رہا تھا، تکلیف کے احساس نے اس کے جنوں کو اور ہوا دے دی، اس کی

دشت آہستہ آہستہ جنوں کا رنگ اختیاری کرتی گئی جہانے وہ اپنے ارد گرد کس نے کی تلاش میں تھا جو پھر سے اس کی توجہ ہٹ گئی۔ اس کے صحن سے کان پھاڑ دینے والی خوف ناک آواز بند ہو کر رہی تھیں۔

”تم۔۔۔ تم کہاں ہو؟ اچانک میری صحت پلٹ کر وہ پوری آواز سے چیخا، مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے اپنی جگہ سے ایک آنکھیں اٹھا کر دھر بٹنے کی کوشش نہیں کی تھا اس کی نگاہوں کے سامنے سینہ تانے کھڑا تھا لیکن شاید آنکھنری کی کراست ہمارے درمیان پردہ نہ کر جانے ہوئی تھی۔ میں اس کے سامنے ہونے کے باوجود اس کی نظروں سے اوجھل تھا۔

”سانگا! غور سے دیکھو، میں تمہاری نظروں کے سامنے موجود ہوں!“ میں نے بیچ کر جواب دیا۔ اپنی شیطانی قوتوں کو آواز دو۔ ان حروں کو کہیں نہیں آراتے جو تمہیں مقدس اور پکا نے سکھائے ہیں؟

”نہیں۔۔۔ تم مکار ہو، سانگا، ڈاؤ پیچ ہوئے بولا شاید تم نے ریک کو زندہ میں دیا ہے لیکن میں تمہیں بہت جلد بیرون تلے روند دوں گا!“

وہ میری آواز کی سمت کا تھیں کر کے دیوانوں کی طرح جھپٹا لیکن پھر کراہ کر رہ گیا۔ بلاشبہ ہمارے درمیان کوئی نادیہ دو بار حائل تھی جو مجھے خونخوار سانگا کے جنوں سے محفوظ کیے ہوئے تھی۔ وہ اسی پر اسرار قوت سے مجھ کو کراہتا تھا جو نیسی طور پر میسر پٹ پٹا ہی کر رہی تھی۔ کچھ سوچ کر میں نے ایک ذلتی پھراٹھالیا اسے ہاتھوں پر قولا پھر خدا کا نام لے کر سانگا کی سمت اچھال دیا وہ ہاتھوں کی طرح دونوں ہاتھوں سے سینہ کو پی کر رہا تھا۔ برسوں کی ریاضت کو ناکام ہوتا دیکھ کر وہ بھجھو لگا یا اس کی قوت بنیاتی اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی جو میرے پھینکے ہوئے پتھر کو نہیں دیکھ سکا۔ جیو کی بلراج نے مجھے یقین دلا ہاتھ اور گی کی قوت بھی میرا بال بکا نہیں کر سکتی گی، اس نے غلط نہیں کیا تھا۔

میرا پھینکا ہوا پتھر سانگا کی پیشانی سے ٹکرا تو وہ تڑپ کر بدلتا لگا۔ خون فواسے کی صورت میں اس کے ہاتھ سے تیل را تھا اس نے ایک بار پھر غضناک انداز میں چاروں طرف دیکھا پھر کچھ سوچ کر اس کے خود کو زخموں پر لگا دیا اور لوٹ لگا کر میری نظروں سے غائب ہو گیا، اپنے مقابلے سے سانگا جیسے دیو زاد وحشی دردمند کو فرار دینے دیکھ کر مجھے اپنی بے پناہ قوتوں کا یقین آنے لگا۔ میں نے اپنا ہاتھ بند کیا اور اس کی آنکھوں کو بار بار صحتیت سے چومنے لگا جو میں نے مجذب و ب کی اصلی سستاری تھی۔

”جمال! جمال! ہوش میں آؤ، کیلاش کی آواز میرے کانوں میں گونجی تو میں ہلڑا کھڑکھٹیا۔“

”وہ۔۔۔ وہ مردوں کا گناہ نہیں لے لے کیلاش سے پوچھا۔“

”وہ کون ہے؟“

”سانگہ جس نے مجھے مقابلے کے لیے لے لکا تھا لیکن فریٹ ڈر کر بھاگ گیا۔“

”جمال! تم نے شاید سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہے؟“

کیلاش بولا: ”تم بار بار کس ساٹھ کو آواز دے رہے تھے اور اپنا اگلی کوچہ رہے تھے؟“

میں نے ہنک کر دیکھا، سادری اور جیکب بھی بیدار ہو چکے تھے اور حیرت سے مجھے گھور رہے تھے۔ میں نے انگوٹھی والا ہاتھ جلدی سے ایک طرف کر لیا اور خالی خالی نظروں سے کیلاش کو دیکھنے لگا۔

”مامی کی گمشدگی نے تمہارے دل و دماغ پر شدید بہت گہرا اثر ڈالا ہے۔“

”ہاں۔۔۔ غالباً تم ٹھیک کہہ رہے ہو، میں نے ایک سرواد بھر کر کھانا اور سانگہ کے بارے میں سوچنے لگا۔ میرے ذہن میں رہ رہ کر ایک ہی سوال گونج رہا تھا۔ کیا میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ سچ سچ خواب ہی تھا؟“

شام کے سامنے پہلے کر طویل ہونے لگے تو میری جھنجھوٹ میں نماز ہو گیا۔ کوئی قوت تھی جو مجھے بار بار زمین و آسمان کی سمت جانے پر اکسارتی تھی جیسے کیوں میرا دل وہ کہ مجھے یقین لانے کی کوشش کرتا کہ وہی مقبرہ میری منزل ہے۔ وہاں مجھے اپنی گمشدہ مسرتوں کا سراغ ملے گا اور مامی۔۔۔ وہ درخشاں کو جید عزیز تھا، اس کے اچانک غائب ہوجانے کی وجہ سے میری وحشتیں و دہشتیں گونجی تھیں، اگر بد قسمت سو کا روز نہ ہوتا تو میں مامی کی گمشدگی کو اس کی جہتوں کا نتیجہ سمجھتا لیکن وہ کار ڈوبا کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔

میرے ذہن میں سانگہ کا سکر وہ چہرہ ابھرا، وہ انسان نہیں بلکہ دیوتا و لگتا تھا لیکن میں نے اسے سبھا گئے پر غیب کر لیا تھا مامی کے حواس سے مجھے اس بات کا یقین آ گیا کہ سانگہ کا قتل بھی طویل العمر جادو گروں کے اسی قبیلے سے ہو گا جو بیوری پہاڑی کے جنگلات میں آباد تھے اور وہ عمر شریف جو مقبرے کے اندر کا مدار جاپنے عورتوں کا تھا شاید اور گیارہ ہی تھا جسے اس گناہ پر میرے کے دشمن لوگ اچانک دانا سمجھ کر اس کی پرستش کرتے تھے۔ میں چلنے کا مانگ باتیں لیے اپنے خیالوں میں گم ہوتا جیکب

میرے سامنے بیٹھا ناشر کر رہا تھا اس کے چہرے پر مصومیت کا نور پھیلا ہوا تھا۔ سادری کی بار بار کو ذر ذرہ نظروں سے دیکھ چکی تھی کیلاش ایک چٹان سے ٹیک لگائے کسی گہری سوجی میں غرق تھا، شاید اس کا ذہن بھی مقبرے کے اندر اس جھوبے میں الجھا ہوا تھا جو پتھر کے چوڑے پر بڑھانے کے لیے موقوف تھا۔ کیلاش کا خیال تھا کہ روز نہ ہے اور طویل زندگی کی کیفیت سے دوچار ہے۔ اس نے بھی افسوس ظاہر کیا تھا کہ اگر اس وقت اس کے پاس میڈیکل ایمرجنسی بیگ ہوتا تو وہ اسے بیدار کرنے کی کوشش ضرور کرنا لیکن مامی کے ذکر پر جیکب کی بوکھلاہٹ نے ہمارا تمام پلان جو پٹ کر دیا۔

میں نے چاہئے کہ ایک گھنٹ لیا اور غار کے اندر پھیلے ہوئے اندھیروں کو دیکھنے لگا پھر میرے ذہن میں ایک خیال تیزی سے ابھرا، اگر کیلاش اور بیگا کو نیند سے بیدار کرنے میں کامیاب ہوجائے تو وہ مامی کے سلسلے میں ہماری رہنمائی کر سکتا ہے اور کیا عجیب کہ وہ درخشاں کے متعلق سبھی کچھ جانتا ہو۔ ”یقیناً ایسا ہی ہوگا۔“ میرے دل نے گواہی دی۔ ”یقینی نے مجھے یقین دلایا تھا کہ میں جس کی تلاش میں ہوں وہ اچھی بیوری پہاڑیوں پر موجود ہے۔ مامی نے رشتہ کی پریشانی کے مطابق میں مقبرے تک پہنچا دیا۔ وہاں اس کا نام ختم ہو گیا اور اب مجھے میری منزل کا کھنڈ اور بیگا سے مل سکتا تھا شاید اور بیگا کی۔ پھر امداد قوتوں نے مامی کو اسی وجہ سے ہماری نگاہوں سے ابھل کر دیا تھا کہ ہم اسے بیدار کریں۔“

میرا ذہن جتنا سنگ کرتا رہا پھر میں نے اس خیال سے آنکھیں بند کر لی کہ میرے دوست کہیں میری وحشتوں کا اندازہ لگا کر ہزاری کا اظہار نہ کر سکیں اور تب میں نے محسوس کیا کہ جیکب کا مافوق چہرہ میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ اپنا کے مخصوص لوگوں کی طرح جیکب نے سبھی اپنے چہرے کو پرامن اور خوبصورت بنانے کے لیے مختلف رنگوں سے رنگ لیا تھا۔ اس کے سر پر ایک رنگین ٹوپی موجود تھی جس میں ریڈ انڈین قبائل کے انداز میں مردہ پرندوں کے بڑے بڑے پر لگے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے سیدھے کندھے پر بیگا روکے سا خوردہ ڈھلچے کو بڑی عقیدت سے جھرا رکھا تھا اور میری طرف دیکھ کر عجیب مٹنی غیر انداز میں مسکرا رہا تھا۔

”جیکب!۔۔۔“

”یہ تم ہو، میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے

”تم۔۔۔ اتنے دنوں تک کہاں غائب رہے؟“

”آپ کے قریب قریب بیٹھتا رہا۔ اس کا جواب مٹنی غیر متاثرہ ”کیا مطلب؟“ میں نے وضاحت طلب کی۔

”ہاں میرے عزیز!۔۔۔“ کچھ فنی قوتوں نے آپ کے اطراف ایک دائرہ شیعہ دیا ہے۔ جب تک آپ مجھے آواز نہ دیں یا بدل میں یاد رکھیں میں اس دائرے کی کیروں کے حال کو نہیں توڑ سکتا۔“

”اس وقت۔۔۔“

”آپ نے لاشوری طور پر عمارت کو یاد کیا تھا۔ میں آگیا۔“

”جیکب!۔۔۔“ میں نے جیکب کے انداز خطاب سے اپنی برتری کا اندازہ لگایا تو میرے لب و لہجے میں قدرے سختی آگئی۔ ”خیر، مجھے حق بات پر مامی کو ہمارا انجات دہندہ قرار دیا جتنا لیکن وہ اچانک نہیں گم ہو گیا ہے۔“

”میں جانتا ہوں میرے عزیز! آپ نے خادم کو ہی مقصد سے یاد کیا ہے۔“

میں نے اس بار جیکب کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اسے تیز نظروں سے گھورتے لگا۔ وہ جس دائرے اور اس کی انجھی ہوئی کیروں کے جال کا ذکر کر رہا تھا وہ غالباً وہ حصار تھا کہ رشتہ نے میرے ارد گرد قائم کر رکھا ہوگا۔ میں سانگہ کے مقابلے میں اپنی پناہ قوت کا ایک کرشمہ دیکھ چکا تھا اس لیے میں نے جیکب کو محض وضاحت طلب نظروں سے گھورتے رہا کٹھن کی۔

”مامی گم نہیں ہو امیرے عزیز! وہ جس کی تلاش میں بھٹک رہا تھا اس نے اسے پالیا ہے۔“

”جتم۔۔۔“ متوں میں باتیں کر رہے ہو جیکب۔! کھل کر بتاؤ۔ میرا نامی کہاں ہے اور میری نگاہوں سے دور کیوں ہے؟

”میرے عزیز۔۔۔“ آپ جیکب کی باتوں کو شاید مذاق سمجھیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ آپ کا نامی آپ پر سبقت لے گیا۔ جیکب نے سمجھ لیا کہ مامی اس وقت اس عزیز خاتون کے قریب موجود ہے جس کی تلاش میں آپ بھٹک چکے ہیں۔

”کیا۔۔۔“ میں حیرت سے بولا۔ کیا مامی میری درخشاں کے پاس ہے؟

”میں نے کہا تھا میرے عزیز! کہ وہیں ایک خاص حد سے بڑھنے کی حیرت نہیں کر سکتیں۔“

”مجھے صرف یہی بتانا چاہیے۔“

”کیا۔۔۔“ میں حیرت سے بولا۔ کیا مامی میری درخشاں کے پاس ہے؟

”میں نے کہا تھا میرے عزیز! کہ وہیں ایک خاص حد سے بڑھنے کی حیرت نہیں کر سکتیں۔“

”مجھے صرف یہی بتانا چاہیے۔“

”کیا۔۔۔“ میں حیرت سے بولا۔ کیا مامی میری درخشاں کے پاس ہے؟

”میں نے کہا تھا میرے عزیز! کہ وہیں ایک خاص حد سے بڑھنے کی حیرت نہیں کر سکتیں۔“

”مجھے صرف یہی بتانا چاہیے۔“

میں نے بے چینی سے سوال کیا درخشاں کے تصور نے میرے اندر پہل پید کر دی

”بیگا رو کی روح غلیظ ہے میرے عزیز۔۔۔“ اس نے ہڈیوں کے سال خوردہ ڈھلچے کو بڑی عقیدت سے پوتے پھٹے جواب دیا۔ اس نے مجھے یہی بتایا ہے کہ مامی محفوظ ہے اور آپ کو اپنی منزل کا چتر دریافت کرنے کی خاطر اس شمع شرف کو بیدار کرنا ہوگا جو مقبرے میں طویل زندگی کی حالت سے دوچار ہے۔

”ممن ہے آپ میری بات پر ہنس دیں مگر بیگا رو کی روح نے یہی بتایا ہے کہ وہ تقریباً چالیس سال سے اسی انداز میں محو خواب ہے۔“

”کیا وہ۔۔۔“ مقدس اور بیگا ہے؟

”بیوری ہمارے میں پر جو جاوگر آباد ہیں انھوں نے اسے یہی نام دے رکھا ہے۔“

”حقیقت جاننے کے لیے آپ کو اسے بیدار کرنے کی زحمت اٹھانا پڑے گی میرے عزیز! اور یہ کام سر جتن کیلاش پر آسانی کر سکتا ہے۔“

کیلاش کے نام پر میں نے آنکھ کھول دی۔ وہ میری نگاہوں کے سامنے موجود تھا اور جیکب۔۔۔ شاید وہ میرے شعور کے بیدار ہونے ہی زحمت پرگنا تھا لیکن اس کی باتیں میرے کانوں میں گونج رہی تھیں۔ میں نے مگ میں بھیجی ہوئی چائے کو ایک ہی گھنٹ میں حلق کے نیچے اتارنا پھر کیلاش کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

”کیا تم میرے ساتھ چلنے کو تیار ہوئے؟“

”کہاں جانے کی بات کر رہے ہو جیکب نے سوال کیا۔“

”اسی زمین و آسمان میں جہاں درخشاں میرا انتقال کر رہی ہے۔“

”جمال!۔۔۔“ تم۔۔۔“

”میں نہیں جیکب نہیں۔۔۔“ اب تمہاری کوئی ویل میرے راستے کی دیوار نہیں بن سکتی۔ میں تیزی سے اٹھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا پھر میں نے اپنا ضروری سامان اٹھا لیا اور کیلاش کی طرف دیکھا۔ ”تمہارا کیا فیصلہ ہے؟“

”مجھے یقین ہے کہ میں دنیا کے اس کھنڈ میں جو بے ہوش میں لانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔“ کیلاش مسکراتا ہوا اٹھا پھر اس نے بھی اپنا ساز و سامان اٹھا کر کا ندھوں پر لادنا شروع کر دیا۔

”کیلاش۔۔۔“ تم مامی کا انجام دیکھ چکے ہو جیکب

”کیلاش۔۔۔“ تم مامی کا انجام دیکھ چکے ہو جیکب

”کیلاش۔۔۔“ تم مامی کا انجام دیکھ چکے ہو جیکب

”کیلاش۔۔۔“ تم مامی کا انجام دیکھ چکے ہو جیکب

”کیلاش۔۔۔“ تم مامی کا انجام دیکھ چکے ہو جیکب

”کیلاش۔۔۔“ تم مامی کا انجام دیکھ چکے ہو جیکب

”کیلاش۔۔۔“ تم مامی کا انجام دیکھ چکے ہو جیکب

”کیلاش۔۔۔“ تم مامی کا انجام دیکھ چکے ہو جیکب

”کیلاش۔۔۔“ تم مامی کا انجام دیکھ چکے ہو جیکب

انسان کی طرح شروع ہو گئی ہیں اور اب یہ کسی لمحے بھی بیدار ہو سکتا ہے۔“

آواز میں بولا
 "عظیم، ہم سب پرانی محبتیں نازل کرے گا جیسا کہ بلند"

ہم سب کی نگاہیں معمر شخص پر مرکوز تھیں۔ گزرتے وقت کا ایک ایک بل باری بے چینی میں اضافہ کر رہا تھا پھر ہم چونک اٹھے۔ معمر شخص کے چوٹوں کو جنبش ہو رہی تھی۔

”جمال۔ اب یہ ہوش میں آ رہا ہے۔ کیلاش نے مجھ سے سرگوشی کی پھر جیکب سے بولا۔ بھگوان کے لیے کچھ دیر کے لیے اپنی زبان پر قہور کھینچا۔

کریا کش کی بات سنکر جبک کے ہونٹوں کی حرکت
اودھنڑ ہو گئی۔ میں پلکیں جھپکائے بغیر مگر شخص کو نہتا رہا پھر
اس وقت اگر میں نے اپنا ہونٹ و آنتوں تلے نہ بھیج لیا ہوتا
تو خوشی سے میری جینج تلج لگ جاتی جب مہم اگرمی نے آہستہ
آہستہ پلکیں جھپکانے کے بعد یک دم اس طرح اپنی آنکھیں
کھول دیں جیسے کوئی خواب دیکھتے دیکھتے اچانک بیدار
ہو گیا۔ ۵۶۔

چند لمبے وہ آنکھیں کھول کر صحت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ دیکھ کر وہ بولیں جیسے کوئی بھولی بھری یا داناہ کر رہا ہو پھر چاٹنا نہ کرے۔
ہواؤں کی طرح تیزی سے اس کے گرد گھومتے ہوئے یہ بدلیے گیا۔ بظاہر ہر لمحہ
بلے عموں کی نظر آ رہا تھا لیکن ہم پر نظر پڑتے ہی اس کے لبوں
سے مسکراہٹ کے نشانات مٹ گئے، وہ ہمیں حیرت اور
دشمنی سے گھورنے لگا۔ شاید اسے وہاں ہماری موجودگی
ناگوار لگ رہی تھی۔

میں دروغ گوئی سے کام نہیں لوں گا۔ سناٹا جیسے
 زاد کو دیکھ کر مجھے اتنا خوف نہیں محسوس ہوا جتنا اس ستم
 شخص کو دیکھ کر ہوا۔ میں تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا
 جیکب کے حلق سے سبھی گھسی گھسی چیخ بلند ہونے لگی۔ لیکن
 کیلاش نے ہماری بو کھلا مٹیوں پر کوئی توبہ نہیں دی۔ جلد
 سے تھوڑا سا انکار اس نے گرم گرم چلتا ایک پیلے لٹین کھائی
 اور لوٹنے کے آگے بڑھا دیا۔

وہ کیلاش کو کثرتِ نظروں سے گھورتا رہا پھر اس نے
چائے کا پیالہ ہاتھ پر رکھا کرے لیا ایک تانبے کو اسے بعد
وہ مختارہ اس کی بیٹی پر مصلوب نمایاں جو کر گریہ
میں گئیں۔ کچھ توقف کے بعد پیالے کو ہونٹوں
سے ٹکھا کر چکھا، چائے کا ذائقہ شاید اسے پسند آگیا
ایک ہی سانس میں اس نے پیالہ خالی کر کے کیلاش کو

”ایک بار پھر غور کرو: جب تک نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔
 ”دو بتاؤں سے چھیڑ خانی اچھے نتائج نہیں برآمد کرے گی“

کیلاش نے ہٹ کر جیکب کو گھورا، غالباً وہ اس وقت
سنجیدگی کا چہرہ تھا تاکہ پوری وجہ سے اپنا کام کر سکے۔ میں نے
جلدی سے سمر تھیں کی کلائی پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ اس کا
ہاتھ روٹی کے کالے کی طرح نرم اور ملائم تھا۔ کیلاش نے
نہایت چابکدستی اور مارت سے ابھری ہوئی میں نے ایک قبض
کی سوتی ڈالی اور دو اکوڑے آہستہ آہستہ شریانوں کی منتقل کرنا شروع
کر دیا۔

پانچ منٹ تک مقبرے میں موت کا سناٹا طاری رہا پھر
کیلاکش لے گا۔

”اگر یہ دوا ہم اس کے دل میں براہ راست انجکٹ کرتے تو براہ اثر ہوتا۔۔۔۔۔۔ بہر حال میرا خیال ہے کہ اسے یہیں سے کہیں منٹ کے اندر اندر کوئی نہ کوئی حرکت ضرور کرنی چاہیے۔“

”اگر یہ کوئی ناشائستہ حرکت کر بیٹھا تو ہم لا بنام کیا ہوگا؟“
ہم نے جب تک کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا کیلاش
نے اپنی گھڑی پر ہنگامہ ڈالی پھر کراؤں سے آکر لنگا کر عمر شخص
کے دل کی دھڑکنوں کا جائزہ لینے لگا۔ ایک لمبے کراؤں کے
پھرے پر تفریق کے اثرات نمایاں ہوئے تو میرے دل کی
دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ میں نے سستی سے اپنا ہونٹ دانتوں
تسلے دیا یا۔ عمر شخص میری منزل کے نشان کے لئے سنگ میل
کی حیثیت رکھتا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں اس کی زندگی
کی دعا میں مانگنا شروع کر دی۔ کیلاش نے جلدی سے جب تک
کراؤں جیسی بیک سے ایک لمبے نیلے رنگ کی کیشیفی
نکالی پھر اس کی دھاروں پر ڈالی اور دوئی کے آں ٹھٹھے
کو عمر شخص کے ناک کے قریب رکھ دیا۔ جب تک حیرت
سے آنکھیں پھاڑے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہونٹ
بدستور متحرک تھے تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد وہ
اچھے سینے پر صلیب کا نشان بھی بنانے لگا۔
کیلاش بار بار اپنی دستی گھڑی دیکھتا رہا۔

کیلاش نے دوبارہ اکرانے سے نکل کر بوڑھے کے دل
وہ کنوں کا احوال معلوم کرنے کی کوشش کی پھر ایک منٹ
بعد ہی میں نے کیلاش کے چہرے کو خوشی سے دیکھ دیکھا
جہاں ۱۹ اس نے ہٹ کر مجھ سے کہا بھگوان کی
سوگند۔ اس کے دل کی وجہ تئیں بائبل کسی نامزد

کے نام پر ساری سے دوبارہ ملنے کے امکانات کا اظہار نہیں کیا تھا۔

”میں نے اس غریب کو محض دلاس دینے کی کوشش کی تھی!“
 ”اور اب اسی غریب کی دعائیں تمہاری شہمی سب جان کی حفاظت کریں گی۔“

”کیلاش!“ — جبکب نے احتجاج کیا تو کیلاش نے موضوع بدل دیا۔

اور دو کے مجھے کے بیوہ ترے پہنچ کر ہم نے غصہ
راستے کے لیے پھروا ہی پامال دہرایا اور دین دوز مقرے
میں اتر گئے۔ ہمارے بیچے اترے ہی مقبرے کا راستہ نہ ہو گیا۔
کیسویں نیچے کا سیکڑم مقبرے کا ٹوڑ پکے ہوئے تھا۔ کپکپلاش نے
پنپاسان فقر پر رکھ دیا، ابرجبسی بیک کھول کر صندوق
واپس اور آلات نکالنے لگا جبک کے ہونٹ مٹھ کر نظر
آئے تھے شاید وہ ہم سب کے لیے وعائے خیر بانگ رہا تھا
سب کی خیر کے لیے کپکپلاش کی جانب دیکھتا رہا۔ اس نے دو تین
واؤں کو مل کر ایک بڑا انجشن تیار کیا پھر اٹھتے ہوئے بولا۔
جملہ! تم اس شخص کی کھانسی کو مضبوطی سے تمام لو
گرتے اسے انجشن لگا سکوں۔

طنزو مزاج

100/-	ضیاء ساجد	منتخب مزاح پارے
120/-	ضیاء ساجد	سمتاز ادیبوں کے منتخب خاکے
200/-	ضیاء ساجد	منتخب شگفتہ شہ پارے
100/-	ضیاء ساجد	سر جیکل وارڈ
150/-	ضیاء ساجد	مزاح مزے کا
90/-	ضیاء ساجد	منتخب شاہ کار شخص خاکے
120/-	ضیاء ساجد	منتخب مزاحیہ مضامین

مکتبہ القریش اُردو بازار - لاہور نمبر 2

نے بوکھلائے ہوئے لمبے میں کہا ”کیا اس کے باوجود۔۔۔“
 ”ہاں میرے دوست۔۔۔“ کیلاش نے بڑے

پر مکون انڈاز میں جواب دیا، ہم جمال کے ساتھ ہی اس سفر پر نکلے تھے پھر اسے تنہا کیسے چھوڑ دیں؟

”لیکن جان بوجھ کر موت کے اندھے کنوئیں میں —“
”تم کو اپنی زندگی عزیز ہے فادر جیکب تو میں تمہیں صاف بتا رہا تھا۔“

چلنے پر مجبور تھیں کروں گا میں نے قدرے خشک اور ناکوار
 لمبے میں تیزی سے کہا تو جبک بھی تلملاتا ہوا اکھڑا ہو گیا۔

”میرے لیے۔۔۔ کیا حکم ہے بچہ ساری نے دریافت کیا۔ تنہا رہ جانے کے خیال نے اسے خوفزدہ کر دیا تھا۔

”ہمیں۔۔۔۔۔“ جب تک نے فیصلہ کن الفاظ میں جواب دیا یہ ہم ایک خاتون کو ویدہ و دانستہ موت کے منہ میں نہیں دھکیل سکتے۔۔۔۔۔ تم یہیں رک کر ہمارا انتظار کرو۔۔۔۔۔

اگر مقدس باپ نے کرم کیا تو ہم دوبارہ ملیں گے۔
ہم نامہ روح کی روشنی میں غار کے اندر داخل ہو گئے۔ جب

بیحد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ اس میں چونکہ اپنے خیالوں میں گم تھا اس لیے میں نے اسے پھیرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جیسا کہ مجھے سیکڑوں

میل دور تھا لیکن اس کی پراسرار فوٹوں نے مجھے جس بات کا یقین دلایا تھا اس نے میری وجہوں میں جہاں اس بات کی کمی کر دی کہ میں شامی کی طرف سے مطمئن ہو گیا وہاں مسرینہ

وہ کلید کا میاں بنا تھا جس کے ذریعے میں اپنی درخشاں تنک

”کیا بات ہے فادر جیکب — تم اس قدر چپ

”مرنے سے پہلے اپنے عظیم رب سے اپنے تمام کردہ

اور ناکردہ گناہوں کی معافی مانگ رہا ہوں یہ جیکب نے غلط
 کر جواب دیا۔

”بھراؤ مت۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ تم زندہ رہو گے۔“
 ”کسی خطرے کے وقت زندہ دلی کا ثبوت پیش کرنا یقیناً
 ہر آدمی کی علامت ہے۔ لیکن کیا تم کسی زندہ کی ضمانت

”بات اگر صرف تمہارے حشر تک محدود رہتی تو شاید

میں اتنے یقین سے کہیں نہ سکتا۔
 ”میں سمجھا نہیں۔“

"یاد کرنے کی کوشش کرو — کیا تم نے مقدس باپ

کر دیا۔ نظریں گھما کر کھلے ہوئے ایمر ہنسی بیک اور دواؤں کو بغور دیکھتے لگا۔ اس کے بعد اس جگر کا بغور جائزہ لینا رہا جہاں آنکھیں لگا گیا تھا، اس کی خاموشی اور گناہوں کا جیس تبار ہا تھا کہ وہ حالات کی نوعیت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے۔

ہم خاموش کھڑے اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیتے رہے۔ خامی ویرنگ وہ گہری خاموشی سے دوچار رہا کبھی اپنے جسم کو دیکھتا کبھی ہمارے چہرے اور خاموشی پر اس کو عجیب نظروں سے دیکھتے لگتا اور کبھی غلا میں گھورنے لگتا پھر اس نے کیلاش کے گلا میں پرٹے ہوئے آگے کو بہت غور اور دلچسپی سے دیکھا۔

”راگورافز کو۔۔۔“ وہ کسی نامعلوم زبان میں بولا۔ اس کا لب و لہجہ نہایت نرم، صاف اور سست تھا۔ ”ہم تمہاری زبان نہیں سمجھ سکے پورے دوست! کیلاش نے اسے اشاروں کی مدد سے سمجھایا۔

”جیم آگو۔۔۔“ اس کو بھیما۔۔۔ اس نے غالباً کوئی دوسری زبان بولی۔

کیلاش نے دوسری بار بھی ہاتھ کے اشارے سے اپنی معذوری کا اظہار کیا، بوڑھے کو غالباً مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا، پتھر سے پتھر سے وقفے سے وہ مختلف زبانیں بولتا رہا پھر جب اس نے اوروینا کی مقامی زبان میں ہمیں مخاطب کیا تو ہمارے چہرے خوشی سے گھل اٹھے۔

”میں سرجن ہوں۔۔۔ سرجن کیلاش۔۔۔“

”سرجن۔۔۔ ماہر فلکیات! اس نے وضاحتیابی ڈاکٹر۔۔۔ ڈاکٹر سرجن! کیلاش نے سنجیدگی سے اسے اشاروں کے ذریعے بتایا۔

”اوہ۔۔۔ علم جراحی۔۔۔“ بوڑھا زیر لب مسکرایا

”یہ میرے ساتھی اور دوست ہیں! کیلاش نے باری باری ہمارا تعارف کر لیا! اور جب ایک اور بڑا بڑا ہوا۔۔۔“

”تم لوگوں سے مل کر خوشی ہوتی تھیں! وہ ایک

ٹانچے کو رکھا پھر کیلاش سے بولا ”تم نے مجھے ہوش میں لانے کی خاطر جو طریقہ کار اختیار کیا وہ بہت قیمتی ہے!“

”کیا میں اپنے معزز بزرگ دوست کا نام دریافت کر سکتا ہوں؟ کیلاش کے بجائے میں نے دریافت کیا۔

”میرا نام۔۔۔ وہ سکا دیا۔۔۔ غلاؤں میں گھورتے ہوئے

بولتا ”تم مجھے اور گنا کے نام سے مخاطب کر سکتے ہو!“

”کیا مطلب۔۔۔“ چپے نہیں تیرت سے پوچھا ”کیا تمہارا نام کچھ اور بھی ہے۔۔۔“

”ہاں۔۔۔ میرے بہت سے نام ہیں لیکن اس وقت میں جس چیز سے پرہیز کر رہا ہوں وہاں کے لوگ مجھے اور گنا کے نام سے جانتے ہیں!“

”میرے دوست۔۔۔؟ کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔

”کیا میں نے تمہیں نیزہ سے بیدار کرنے کے لیے۔۔۔“

غلا طریقہ اختیار کیا ہے، وہ تیزی سے گزرم تھلا سے بولا ”میں جانتا ہوں تمہاری سامنے سے بہت ترقی کر لی ہے لیکن تمہارے ماہرین نے پرانے طریقوں کو یکسر فراموش کر کے غلطی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ عمارت جو اصل بنیاد پر کھڑی ہو زیادہ مضبوط اور پائدار ہوتی ہے لیکن تم لوگوں نے بنیاد پر غور کر کے زحمت نہیں اٹھائی اس لیے

قدرت کے نظام سے دور ہوتے جا رہے ہو! وہ بولتے بولتے خاموش ہوا پھر پتھر سے وقفے کے بعد بڑی سنجیدگی سے کہا ”تم نے۔۔۔ ہاں میرے دوست۔۔۔“

”مرجن۔۔۔ کے۔۔۔ لاش! تم نے مجھے جس طریقے سے بیدار کیا وہ کامیاب ضرور ثابت ہوا مگر یہ طریقہ کار جو کہ قدرتی نہیں تھا اس لیے میری زندگی کو بے امدادی نہیں

سے کہا ”تم نے۔۔۔ ہاں میرے دوست۔۔۔“

”مرجن۔۔۔ کے۔۔۔ لاش! تم نے مجھے جس طریقے سے بیدار کیا وہ کامیاب ضرور ثابت ہوا مگر یہ طریقہ کار جو کہ قدرتی نہیں تھا اس لیے میری زندگی کو بے امدادی نہیں

سے کہا ”تم نے۔۔۔ ہاں میرے دوست۔۔۔“

”مرجن۔۔۔ کے۔۔۔ لاش! تم نے مجھے جس طریقے سے بیدار کیا وہ کامیاب ضرور ثابت ہوا مگر یہ طریقہ کار جو کہ قدرتی نہیں تھا اس لیے میری زندگی کو بے امدادی نہیں

سے کہا ”تم نے۔۔۔ ہاں میرے دوست۔۔۔“

”مرجن۔۔۔ کے۔۔۔ لاش! تم نے مجھے جس طریقے سے بیدار کیا وہ کامیاب ضرور ثابت ہوا مگر یہ طریقہ کار جو کہ قدرتی نہیں تھا اس لیے میری زندگی کو بے امدادی نہیں

سے کہا ”تم نے۔۔۔ ہاں میرے دوست۔۔۔“

اس کی تلاش میں بیٹھ رہے ہو۔۔۔ تم اس حسین سامنے کو کیا نام دو گے؟ میں بتاتا ہوں۔۔۔ در

رخ۔۔۔ شال، کیوں میرے عزیز دوست! کیا اور گنا کا علم غلط بول رہا ہے۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ میں نے جلدی سے کہا، ”تم ایک ایک لفظ درست کہہ رہے لیکن۔۔۔“

”میں سمجھ گیا۔۔۔ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟ اس نے میری بات پھر کاٹ دی۔ بدستور میری نگاہوں میں لگا رہی، ”میرے ماضی، میرے حال اور میرے مستقبل کو کھل کتاب کی مانند پڑھتا رہا۔۔۔“

”پہلے اس کا نام۔۔۔“ ”جیل۔۔۔ تھا۔۔۔ پھر وہ دنشاں بن گئی۔۔۔ تمہارے دشمن تمہیں موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش

کرتے رہے لیکن وقت۔۔۔ ہاں میرے دوست! وقت سے پہلے وہ تم کو زیر نہیں کر سکیں گے۔۔۔ تم نے بحری سفر کیا۔۔۔ دیوتاؤں کے روپ اختیار کیے۔۔۔ جیکسن

نے دعوں کے ذریعے تمہارے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا۔۔۔ اور۔۔۔ لیکن نہیں، میں جانتا ہوں کہ کچھ باتیں ایسی ہیں جو بلا نہیں کی سکتیں۔۔۔ میں اکیلے ہی تم کو۔۔۔“

تفصیل سے بتاؤں گا کہ اب تک تم کتنے غیبی و فراز سے گزر کر یہاں تک پہنچے ہو۔۔۔ باز داری شرط ہے

کیوں۔۔۔ جیم۔۔۔ ال! جیکب اور کیلاش بھی اور گنا کو بھرت بھری لگا ہوں

سے دیکھ رہے تھے۔ وہ باری باری ان دونوں کے بارے میں بھی تفصیل سے بتاتا رہا۔ اس نے غلطی نہیں کی۔ اس کی نظریں اور اس کا علم ہماری پوری زندگیوں پر محیط تھا۔ وہ

اپنی جگہ بیٹھا ہماری زندگیوں کو کھل کتاب کی مانند پڑھ رہا تھا۔ ہماری کردی سے روانگی سے لے کر مقبضے تک پہنچنے کے تمام واقعات اس کے علم میں تھے، اسے یہ بھی معلوم تھا کہ

نے کن باتوں کو بھی تک اپنے ساتھیوں سے لایا رکھا ہے۔ اسی لیے اس نے بھی ان باتوں کے سلسلے میں راز داری شرط ہے،

والا جملہ کہتا تھا لیکن ایک چیز جو اسے ابھار بھی لکڑی کی وہ انگریزی تھی جسے میں نے مجھ سے حاصل کیا تھا۔

اور گنا کی نظریں بار بار میری آنکھوں کی جانب اٹھ جاتیں پھر وہ گہری سوجھ میں غرق ہو جاتا۔ اس کی نگاہوں کا جیس بڑھنے لگا۔۔۔ ہول جیج کتاب کھانے لگتا جیسے اس کے

اور انگوٹھی کے درمیان کوئی دیوار محال تھی جو اور گنا کے لیے بھی ناقابلِ موجود تھی۔ وہ بولتا رہا ہم سنتے رہے، وہ خاموش

بہن سکتا۔۔۔ جو سکتے ہیں دوبارہ پھر سوجھاؤں یا

شاید۔۔۔“ وہ کتنے کتنے رک گیا پھر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی ہنسی پڑھنے لگا۔

”مقدس بزرگ۔۔۔“ جیکب نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا، یہ کیا یہ درست ہے کہ تم دیوتاؤں کے دیوتا۔“

اس نے تیزی سے ہاتھ بلند کر کے جیکب کو خاموش کر دیا۔ تیز نظروں سے اسے گھورتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔

”ناوریک۔۔۔“ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی

کہ تم ایک ٹھوس انسان ہو اور اپنے مذہب پر ڈٹے رہنے کے عادی ہو لیکن یہ جان کر دکھ ہوا کہ اوروینا کی پُر اسرار

فضا نے تمہیں بھی جھٹکا دیا ہے۔“

ہمیں حیرت ہوئی کہ اور گنا کو جیکب کے بارے میں معلومات کہاں سے حاصل ہوئیں۔ سبھی میں یہ سوال کرنے ہی والا تھا کہ اس نے تیز نظروں سے میری جانب دیکھا۔

مجھے ایسا لگا جیسے اس کی نگاہیں میرے وجود میں پورست ہو رہی ہوں ایک لمحے بعد وہ بڑے دل آویز انداز میں مسکرا رہا تھا۔

”دتم۔۔۔ بریس۔۔۔ ٹ۔۔۔ جیم۔۔۔“

آل! تم بھی عجیب و غریب ہو۔۔۔ وقت کے لحاظ سے

پر تنکے کی طرح بے جا رہے ہو اور۔۔۔“

”اور کیا۔۔۔“ چپے میں نے تیزی سے پوچھ لیا۔

”ایک خوبصورت تصویر اور ایک جانور کی محبت

نے تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے۔۔۔“ وہ مجھے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ”تم کون ہو؟“

”تمہارے اندر کیا صلاحیتیں پوشیدہ ہیں؟“ کس قدر بے پناہ قوتیں

تمہارے اندر بارے کی مانند تڑپ رہی ہیں مگر تم ان سے ناواقف ہو۔۔۔ نہیں، درمیان میں بولنے کی

بری عادت سے پرہیز کرو۔۔۔ مجھے کئے دو کروقت

نے تمہیں اپنا غلام بنالیا ہے۔۔۔ تم راتے سے جھنگ

کے دور نکل آئے ہو۔۔۔ حالات نے فی الوقت تمہیں

بہت بلند کر دیا ہے لیکن کل کیا ہوگا۔۔۔؟ نہیں۔۔۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں کل کی نہیں، آج کی فکر ہے۔۔۔

میں اور گنا کو بتا رہا ہوں کہ تم وقت کی باگ ڈور کو جس

طرف چا چو موڑ سکتے ہو، پوری دنیا پر حکومت کر سکتے ہو

لیکن تمہاری قوت کے نشے کو دو آتشہ کرنے کے لیے

ایک شخصیت اور بھی تمہارے ساتھ ہوگی۔۔۔

وہ۔۔۔ جسے تم نے پایا۔۔۔ کھو دیا۔۔۔ اور پھر

مکتبہ القریش اُردو بازار۔ لاہور نمبر 2

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوا تو میں نے تھم کر دیکھا مٹاے طاق رکھ کر دریافت کیا۔
 ”اور کیا۔۔۔ میرے معزز دوست! کیا تم مجھے درختال کا چتا جانتے ہو؟“
 ”میں جانتا ہوں۔۔۔ تم اسے مرتے دھنک فرا موش نہیں کر سکتے۔۔۔ اس کی پرچھائیں کو بھی تم درختال کے نام سے پکارو گے اور وہی تمہاری قسمت کے ستاروں کو رُوح کی بلند یوں تک پہنچا دے گی۔ میری رفاقت، نے اسے ناقابل تفسیر بنا دیا ہے۔۔۔ وہ تمہارے لیے ایک خوبصورت اور انمول نقد ثابت ہوگی اور۔۔۔“
 ”کیا میرا نام بھی درختال کے پاس ہے؟“ میں نے بے چینی سے سوال کیا۔
 ”اوہ۔۔۔ سمجھا، جیکسن نے تمہیں یہاں تک بتا دیا مگر میں جانتا ہوں، وہ ابھی طفل مکتب ہے، ہنگامہ کی رُوح اس مقبرے کے اندر نہیں داخل ہو سکتی۔۔۔ نہ حال، اس کا قیاس و سرت ہے۔۔۔ تمہارا نام بھی محفوظ ہے۔“
 ”وہ۔۔۔ وہ دونوں کہاں ہیں؟“
 ”اتنی جلد بازی سے کام مت لو میرے نادان بچے! اس نے پہلی بار مجھ سے اپنی شفقت کا اظہار کیا۔ تمہاری امانت میرے پاس محفوظ ہے۔“
 ”مقدس اور کیا! کیا تمہیں علم تھا کہ ہم تینیں طویل نیند سے بیدار کر کے یہ کیلاش نے پوچھا۔“
 ”نہیں۔۔۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔۔۔ میرے حساب میں ممکن ہے کہ میں کوئی بھول رہ گیا ہو۔۔۔ سوتے وقت مجھے محض اس بات کا احساس ہوا تھا کہ ایک بار درمیان میں کوئی غفلت مزور واقع ہوگا لیکن یہ کہ تم مجھے بیدار کرو گے، یہ بات میرے حساب میں نہیں اسکی تھی۔“
 ”تمہارا کیا ارادہ تھا میرے دوست۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ اگر ہم تینیں بیدار نہ کرتے تو تم کب تک محو خواب رہتے؟“
 ”یہ بایں صمت دراز رفت کہ دوسرے عزیز! تم شاید میری بات پر اعتبار نہ کرو وہ کیلاش نے مخاطب تھا۔
 ”تم نے پہلی گما تھا کہ میں نے جو طریقہ۔۔۔“
 ”ہاں۔۔۔ وہ درست نہیں تھا۔۔۔“
 ”کیا تمہارا درمیان تھا میرے اختیار کی بات ہے؟ جیکب نے سوال کیا۔
 ”نہیں فادر جیکب۔۔۔ موت اور زندگی انسان کے اختیار کی بات نہیں البتہ ہم وقت کو فرود قابو کر کے جیتی ہیں۔ ایک سوال اور دریافت کرنا چاہتا ہوں۔“

”میں جانتا ہوں تم کیا پوچھو گے۔۔۔ وہ مسکرا دیا اس کے انداز سے بزرگی و دانشمندی جھلک رہی تھی۔
 ”تمہارا تعلق کس مذہب اور کنیت سے ہے؟“
 ”مذہب۔۔۔ اور کیا ایک نعت سنجیدہ ہوگا، مجھے معلوم ہے کہ تمہاری دنیا میں سیکڑوں مذہب موجود ہیں، ہزاروں انداز ہیں اس کی پرستش کے جس نے دنیا کو پیدا کیا لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ہائے سروں پر آئے دن موت کے سائے تباہی و بربادی کی شکل میں کیوں منڈلاتے رہتے ہیں؟۔۔۔ کہیں ہم ایک دوسرے کے اور پھو کے عقاب اور وحشی جنگلی درندوں کی طرح جھپٹ پڑتے ہیں؟۔۔۔ ہمارے درمیان آئے دن بے ہنگامے اور فساد کیوں ہوتے ہیں؟۔۔۔ کیا انسان کا خون جو اس کے جسم میں خدا کی امانت ہے محض آپس کی درغش اور عداوتوں کی خاطر بہا دیا جاتا ہے؟۔۔۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟۔۔۔ صرف اس لیے کہ ہمارے اندر مذہبی جہد نہیں رہا۔۔۔ ہم جانوروں سے زیادہ بدتر ہو گئے۔۔۔ مذہب اور اصولوں کے نام پر ایک دوسرے کو موت سے بہکنار کرنے کی تحریک سوچتے رہتے ہیں۔۔۔ کیا تمہیں یوگا اور سمرنا نہیں یاد۔۔۔ ان کے درمیان جو گہری دوستی تھی وہ دشمنی کیوں تبدیل ہو گئی؟۔۔۔ صرف اقتدار حاصل کرنے کے لیے

طنز و مزاح		
انگو رکھنے ہیں	اعتبار ساجد	100/-
غالب کی آبرو	اعتبار ساجد	80/-
ایمر جنسی وارڈ	اعتبار ساجد	80/-
مٹے ڈگایاں	اعتبار ساجد	75/-
جائیل اسے مار	اعتبار ساجد	75/-
اس طرح تو ہوتا ہے	اعتبار ساجد	80/-
غالب ہمیں بھی چھیڑ	اعتبار ساجد	100/-

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

”مگر تمہی کیا ہوا۔۔۔ مکالمات شیطانی کی صورت میں بڑے کے بیچ اگیا اور دوسری جنگ ایک صحنہ دو شیرازہ کے لیے دی گئی۔۔۔ سلوری کی خاطر تو ہمارے ساتھ موجود ہے۔
 ممکن ہے میں غلط کر رہا ہوں لیکن میرا ذاتی خیال یہ ہے جب تک ہمارے اندر اخوت، محبت اور بھائی چارے کا بند نہیں پیدا ہوگا ہماری ترقی ناممکن ہے، انسان کا خون۔۔۔ بدیوں کو مکروہ آسانیت کا خون اس طرح بہتا ہے گا۔۔۔ یوں فادر جیکب، ایک کوئی مذہب یہ سمجھتا ہے کہ دوسرے کے مذہب کو برا کہو،۔۔۔ نہیں نا۔۔۔ پھر آج جو یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔۔۔ کیوں ہو رہا ہے۔۔۔ یہ سلسلہ لبت تک جاری رہے گا؟
 اور کیا کسنا فاضل قدر کی طرح بولتا رہا، وہ علم اور ذہانت کا سمندر تھا، اگر کوئی اور وقت ہوتا تو میں اس سمندر سے کچھ موتی ضرور حاصل کرتا لیکن میرے ذہن پر اس ایک ہی صحنہ سوار تھی لہذا میں اس کی باتوں سے کہتا گیا، اس کی تھکن کا خیال نہ ہوتا تھا شاید میں اس کی زبان بکڑنے کی جرات بھی کر بیٹھتا اس لیے کہ وہ صبح کچھ جاننے کے باوجود آجماں بن رہا تھا۔۔۔ اگر اس کی نگاہیں دلوں کا جھینڈ پڑھ سکتی تھیں، اس کی نگاہیں کا کائنات کا احاطہ کرنے کی صلاحیت رکھتی تھیں اور وہ ماضی، حال، مستقبل کی باتیں جانتا تھا تو پھر اسے یہ کہیے گا کہ اندازہ کیوں نہیں تھا؟
 ”مجھے تمہاری بے چینی کا اندازہ ہے۔۔۔ ایک نعت اس نے مجھے غلط کیا تو میں حیرت سے اچھل پڑا۔ جو میں نے سوچا ہیں کی زبان پر آگیا۔۔۔ میں نے شرمندگی کے اظہار کے طور پر کچھ گستاخا لیکن اس نے صدمت نہیں دی، میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولاتا یہی تو ہماری بنیادی غلطی ہے۔۔۔ ہم ایک دوسرے کے بارے میں برا سوچتے ہیں، برا کہتے ہیں اور جب باتیں سرے سے گور جاتا ہے تو معافی تلافی شروع کر دیتے ہیں۔۔۔ کیا یہی تلافی عافیات ہے؟۔۔۔ لیکن نہیں۔۔۔ تمہیں شاید ان باتوں سے کوئی غرض نہیں بلکہ اپنی درختال سے ملنا پاتے ہو۔“
 ”ہاں میرے بزرگ دوست؟“ میں نے صاف گوئی سے جواب دیا۔ اگر تمہارا علم اتنا ہی وسیع ہے تو تم میرے دل کا حال بھی مزید جانتے ہو گے۔“
 ”میں جانتا ہوں۔۔۔ وہ شاید انداز میں آہستہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ قدم بڑھا کر چہرے پر کچھ اٹکے پڑے۔
 ”میرے قریب آکر بولا۔۔۔ میں تمہیں تمہاری درختال سے ملانے

دیتا ہوں لیکن دو شرطیں ہیں۔۔۔“
 ”دو شرطیں؟ میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔
 ”پہلی شرط یہ ہوگی کہ تم مجھے تفصیل سے اس کڑی کی کھنڈی کے بارے میں بتاؤ گے جو تمہاری انگلی میں پڑی ہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ تم درختال سے پہلی ملاقات میں کوئی گفتگو نہیں کرو گے۔۔۔ بلکہ وہی تمہیں میری شرائط منظور ہیں؟“
 ”بڑھے نے مجھے عجیب شخص دیکھ کر کیفیت سے دھجھکا کر دیا تھا۔ بزرگ کی کھنڈی کے بارے میں مجھے مبنی، جیکسن اور درختال نے بھی اشاروں کنایوں میں منع کیا تھا کہ میں اس کے بارے میں ہمیشہ اپنی زبان بند رکھوں اور اسے ایک لمحے کے لیے بھی اپنی انگلی سے علیحدہ نہ کروں، ایسی حالت میں یہ کہہ سکتا تھا کہ میں اس مقدس راز کا اظہار نہ دیتا اور درختال، یہ کیوں کر ممکن تھا کہ میں ایک مدت بعد اسے دیکھوں اور اس سے ہمکلام نہ ہوں۔
 دونوں شرطیں میرے لیے ناقابل قبول تھیں۔۔۔ میں ابھی کوئی کئی حالت سے دھجھکا رہا تھا اور کیا نے میرے خیالات پڑھ لیے مٹھوس آواز میں بولا۔۔۔ میں اپنی بیٹی شرطوں پس لیتا ہوں۔ لیکن دوسری شرط اپنی جگہ اصل ہے گی۔“
 ”مقدس اور کیا؟“ میں نے بحث کرنا چاہی لیکن اس نے میرا حملہ کاٹ دیا۔
 ”نہیں۔۔۔ میں دوسری شرط کا مذکورہ ایک کوئی رعایت نہیں کر سکتا اس لیے کہ۔۔۔ اگر تم نے درختال کے بیدار ہونے کے بعد سے ہمکلام کرنے کی کوشش کی تو اس کے ذہن پر روج پڑے گا اور۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ اس ذہنی جھٹکے کی تاب نہ لاکر یا تو اپنی یادداشت کھو بیٹھے یا بیشک کے لیے ابدی نیند سو جائے۔ کیا تم یہ پسند کرو گے؟“
 ”نہیں۔۔۔ میں بیچ بچا تھا۔“ مجھے تمہاری دوسری شرط منظور۔“
 اور کیا کے ہونٹوں پر فخرانہ مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی۔
 ”اور کیا؟“ کیلاش نے تجسس سے میرے لیے میں دریافت کیا۔
 ”کیا درختال بھی مخو خواب ہے؟“
 ”کچھ دیر بعد کہ میرے عزیز! ابھی تم سب کچھ اپنی نگاہوں سے دیکھ لو گے۔“
 اور کیا نے جھٹ کی سمت ایک نگاہ ڈالی پھر آہستہ سے ٹوک گیا، اس کا رخ دوبارہ اس چہرے کی سمت ہو گیا جس پر کچھ دیر پیشتر وہ مخو خواب تھا۔ چند لمحے دو تیز نظروں سے اس پتھر کی چوکی کو دیکھتا رہا پھر ہم چوٹک اٹھے، چوکی اپنی جگہ سے ابھر کر ایک جانب سرک رہی تھی۔ ہم حیرت سے ایک اور زمین دوز سے

یا کروں

”ہاں۔ شاید میں خواب میں... اس سے ملتی رہی ہوں“
 ”اب تم حقیقت میں جمال سے ملو گی۔ وہ بہت مہذب
 آنے والا ہے۔ ایک سو دو غروب ہونے کی دیر باقی رہ گئی ہے
 بہتر تم طویل عرصے تک ایک دوسرے کے ساتھ رہو گے اور۔
 اور کیا کا سایہ بھی تمھارے ہم کاب ہو گا۔ اب تم دوبارہ سجاؤ۔
 کل تمھاری زندگی میں ایک نیا اور خوشگوار سورج طلوع ہو گا“
 درخشاں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آہستہ سے پلکیں
 موند لیں اور ایک کچھ دیر تک اسے گھورتا رہا پھر میری جانب
 مڑ کر مخاطب ہوا۔

”اب تم اور تمھارے ساتھی واپس جا سکتے ہیں۔ نہیں“
 فی الحال میں شدید نکان محسوس کر رہا ہوں اس لیے تم لوگوں
 کی کسی بات کا جواب نہیں دوں گا۔ کل دوبارہ ہماری ملاقات
 ہو گی۔“

ہمارے پاس سولے تھیلے حکم کے کوئی دوسرا راستہ نہیں
 تھا، اور کیا کے پیچھے پیچھے ہم اوپر والے مقبرے میں پہنچ
 گئے۔ ٹائی پڑھتے ہوئے رہے تھے، ہمارے اوپر آتے ہی پتھر کی
 چوکی دوبارہ سرک کر اس طرح اپنی جگہ اٹھ گئی کہ اس کے پیچھے کسی
 زمین دوز تہ خانے کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، ہم نے
 وہاں رکنا یا اور کیا سے مزید کوئی بات کرنا مناسب نہیں
 سمجھا، زینے کی طرف بڑھے تو اور کیا گانے، ہمیں روک کر بڑے
 سردیے میں تاکید کی۔

”کل ہماری ملاقات غار کے دہانے پر ہو گی تم اور وہ کے
 مجھے کے جوڑے کے قریب آنے کی کوشش نہ کرنا“
 ہم نے کوئی جواب نہیں دیا، خاموشی سے زمین دوز مقبرے
 سے باہر نکل آئے اور کیا کی گزارشات شخصیت اور اس کی گزارشات
 باتوں نے ہم پر جو کیفیت طاری کر دی تھی وہ بہت دیر تک
 برقرار رہی۔

✱

وہ رات میرے لیے بے حد مہربان اور شاد مٹی مرگ کی
 رات تھی۔

درخشاں کے حصول کے لیے میں نے جو مصو بہت امثال
 معین وہ ریشگان نہیں گئیں، میری کوششیں بار بار ثابت ہوئیں
 میں نے جو دکھ درد سے جو چمکے برداشت کیے وہ بہت
 تکلیف دہ تھے لیکن درخشاں کے مل جانے کے بعد میں نے کسی کی
 تمام باتیں جلا دیں، جو کچھ ہوا تھا اس کی خاطر ہوا تھا ادب میری
 درخشاں نے جو نئی صورت اختیار کی وہ بھی اسی کے دم سے تھی۔

میرے جنون کی حالت قابل دیدنی تھی، بھر اور وصال کی تمام
 کیفیتیں نے میری درخشاں کو ایک نیا رنگ نیا روپ بخش دیا۔
 مجھے جس کی تلاش تھی میں نے اسے پایا تھا لیکن اور کیا نے ہمارے
 درمیان ایک رات کی دیوار کھڑی کر دی، وہ میرا عرس تھا، اس
 نے درخشاں کو کوئی زندگی کی تھی۔ وہ مجھے میرے ذہن کے پرفے
 پر ابھرے تو میں مزید اٹھا کیلاش نے معاملے کے بعد اسے
 موت سے بھنا دکھا رہا تھا کہ تو بسنے میں میرا دم گھٹے لگے، اور کیا کا
 موجودگی مانع نہ ہوئی تو شاید میں کیلاش کا منہ فوج لیتا یا پتھر کی
 چوکی سے سڑکوار کراپاں پاش پاش کرتا لیکن بوڑھے اور کیا نے کیلاش
 کی بات غلط ثابت کر دی، اس نے موت کو زندگی کے حسین مدد
 میں بدل دیا۔ وہ جس کی نگاہیں پوری کائنات پر محیط تھیں میرے
 دل کی کیف و حو کنوں سے بھی مزبور واقف ہو گیا، بھگا، اس
 نے جان لیا ہو گا کہ حال اعتراف کی زندگی درخشاں کے بغیر ناممکن
 ہے، مادھوی جیسی لیے اپنی پراسرار قوتوں کو بڑے کارآمد بنائے
 درخشاں کے اور مندرجہ ذیل میں میری اور حرارت کی لہر چوک دی،
 اسے قوت بھارت اور قوت گوانے سے ڈھانپا، سب کچھ اور کیا
 کا کرم تھا، اس کی نوازش تھی لیکن اس نے مجھے دیاں بندی کا
 حکم دیا تھا میں درخشاں کے ساتھ کھل کر رہا اپنا سینہ دکھار
 کر نے خواہشمند تھا مگر اور کیا نے مجھے سختی سے مٹا دیا۔

درخشاں میری زندگی تھی میری روح تھی، اس نے آنکھیں
 کھولیں تو مجھے یوں لگا جیسے کائنات کے کھپ اندھروں میں
 نور کی ایک کرن نے بھوت کرنا بھی کا بین چاک کر دیا۔ اس نے دہڑا
 اُنھیں بند کر لیں تو میں مزید اٹھا پھر اور کیا نے ہمیں تھکانے
 سے باہر جانے کا حکم دے دیا، اس نے کہا تھا کہ تم دوبارہ اور
 کے مجھے کے قریب ملنے کی بھارت نہ کریں اس نے مجھے یقین
 دیا تھا کہ رات گزرنے کے بعد صبح کے اگلے ملے میں وہ درخشاں
 کے ساتھ ہم سے غار کے دہانے پر ملاقات کرے گا۔

مگر بھر کی بدولت اسی طویل مٹی گزرنے کا نام نہیں ہے میری
 تھی، میرے اختیار کی بات ہوئی تو میں جنون کی ان درخشاں کو
 ضرورت نہ تھی، مختصر اتنا کہوں گا کہ میری کیفیت ماہی بے آب
 کے مانند تھی، مجھے درخشاں سے ایک ہلکی جلدانی بھی منظور نہیں تھی
 اور کیا کی مہربانیوں اور اس کی ہدایت کا خیال نہ ہوتا تو وہ رات
 میں مجھے کی میز میز پر گزار دیتا اور اس محکم سے اپنے جنون
 کو تسلیاں دیتا جو میری دوزخ میں سے بھوت رہی تھیں۔
 مجھے اپنے نامی کی قسمت پر رشک نہ تھا، اس نے مجھ
 سے پہلے درخشاں کا قرب حاصل کر لیا اور اس دقت بھی جب

رومانی ناول

لڑکی اس گلی کی	اسلم راہی ایم۔ اے۔ 100/-
اس جلتے جہاں میں	اسلم راہی ایم۔ اے۔ 100/-
خدا کہاں ہے	اسلم راہی ایم۔ اے۔ 75/-
جلتے بھگتے لوگ	اسلم راہی ایم۔ اے۔ 75/-
میرا	اسلم راہی ایم۔ اے۔ 75/-
روتے کنول	اسلم راہی ایم۔ اے۔ 75/-

”در... در... رخ... شاں“

اس کی آواز تہ خانے میں گونجی تو جیسے جلتے رنگ رنگ
 اٹھے ہوں، چھوڑنا دی مرگ کی کیفیت طاری ہونے لگی۔ وہ وہ
 درخشاں کی آواز تھی جسے میں لاکھوں میں آنکھیں بند کر کے
 پہچان سکتا تھا۔

”تم... ہاں درخشاں! تم ایک طویل عرصے سے کسی کی
 منتظر تھیں؟“

”ہاں... ہاں... درخشاں نے کھوئے کھوئے لیے میں جواب
 دیا جیسے کوئی بھولی بھری بات یاد کر رہی ہو۔

”وہ... جسے تم یاد کر رہی نہیں۔ اس کا نام کیا ہے؟“
 ”جہم... جہم... آج... اس نے رک رک کر

جواب دیا۔
 اس کی زبان سے اپنا نام سن کر میری حالت غیر ہونے لگی

کیلاش اور حیکم بھی دم بخود کھڑے ان دونوں کی باتیں حیرت
 سے سن رہے تھے۔

”تم نے اپنے جمال سے جدا ہونے وقت کوئی فرائض کی
 تھی؟“ اور کیا پلکیں جھپکاتے بغیر درخشاں کی آنکھوں میں

جھانک رہا تھا۔
 ”ہاں... میں نے کہا تھا کہ... ہم دوبارہ ملیں گے۔“

”اور...“
 ”اور نہ وہ اپنی یادداشت کر دیتے ہوئے بولی تھیں۔“

جمال سے کہا تھا۔ مجھے حاصل کرنے کے لیے اسے طویل سفر
 کرنا پڑے گا۔ میں آج تک اس کی لہ نہ دیکھ رہی ہوں۔

”کی تم نے کبھی جمال سے ملنے کی کوشش کی تھی؟“

ہو رہی تھیں۔ اور کیا نے اپنا عمل باری رکھا، اس کے ہاتھوں کی
 حرکت بند کی تیز چوڑی مٹی، پھر ہم نے محسوس کیا کہ درخشاں
 کے سینے میں ہلکا سا توج پھیل رہا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ
 جسم کی حرکت سے آواز ہونے لگا کہ وہ زندہ انسانوں کی
 طرح سانس لے رہی ہے۔ میرے جسم میں خوشی کی ایک لہر
 دوڑ گئی۔

کیلاش اور حیکم کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا
 پھر اس وقت کیلاش حیرت سے اچھل پڑا جب درخشاں نے
 اچانک اپنی آنکھیں کھول دیں، میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔
 اس کی نگاہ میری نگاہوں سے ٹکرائیں تو میرے جسم میں
 برقی مد دوڑ گئی۔ میں ان آنکھوں کے تحریریں ڈوبنے لگا۔ وہ
 سرفیدہ درخشاں کی حسین آنکھیں تھیں جو میرے چہرے پر مرکوز
 تھیں۔ میں ان آنکھوں کی گہرائیوں میں کھویا جا رہا تھا کہ درخشاں
 نے اپنی آنکھیں بند کر لیں، میرا دل دھک سے دھک سے دوچار تھا کہ
 لرزہ برپا نہ ہو گیا، میں ابھی سکنے کی حالت سے دوچار تھا کہ
 اس نے دوبارہ آنکھیں کھول دیں، مجھے دیکھ کر اس طرح جلدی
 جلدی اپنی دراز پلکیں کو جھپکانے لگی جیسے پچھاننے کی محسوس
 کر رہی ہو پھر اس کے گلابی ہونٹوں پر ایک سا لہر بسم بھیل
 گیا جیسے اس نے مجھے پہچان لیا ہو۔

مجھ پر بے خودی کا عالم طاری ہوا تھا، میں نے اس کے گھرنے
 کی کوشش کی لیکن کیلاش نے ایک کر میرا بازو قلم دیا، تب
 مجھے یاد آیا کہ اور کیا نے ہمیں سختی سے مختار بننے کا سہرا دیا
 تھا۔ میں نے کیلاش کو استغناء میں نظروں سے دیکھا، اس کی
 نگاہوں میں بھی حیرت اور استغناء موج دھکا۔ شاید اسے ابھی
 تک درخشاں کی زندگی پر یقین نہ آ سکتا۔

”جیسے سیکھا مٹھوں، آؤں یا سہا ہو گا“

اور کیا نے اپنی زبان میں اسے نئی طلب کی تو درخشاں چپک
 کر اس کی جانب دیکھنے لگی، میں نے محسوس کیا کہ وہ کیلکٹو بنیہ
 ہو گئی۔ اس کے گلابی ہونٹوں پر کھینچنے والا شریخ تبسم غائب ہو
 چکا تھا، اس نے اور کیا کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا، پلکیں
 جھپکاتے بغیر دیکھتی رہی اور تب اور کیا نے اپنے ہاتھ نیچے
 گرا لے اور اور فینا کی قلمی زبان میں بولا۔

”میری معصوم بچی، کیا تم مجھے اپنا نام بتاؤ گی؟“

اس نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا، حیرت سے اور کیا
 کو دیکھتی رہی، اس کے چہرے پر بنیہ کی طاری تھی۔

”مفتدس اور کیا تم سے مخاطب ہے؟“ اس بار اور کیا
 کا لہجہ سخت ہو گیا، ”میں نے تمھارا نام دریافت کیا ہے۔“

— 258 —

”وقت کی بساط طبع اپنا رخ پلٹے گی اس وقت ہمیں بھی
پچھتاوا دہن کا شکار نہ ہونا چاہیے۔ گاہ حالات یحییٰ تانویں قدرت کے
آگے گھٹنے کیلئے مجھ پر کڑی کر اور تم....“
”مجھے صرف اپنے سوال کا جواب دے گا رہے“ میرا الجھوشت
ہو گیا۔ ”کی اور ایگ اپنا وعدہ پورا کرے گا؟“
”مفروضہ کرے گا سیدی، لیکن میرا مشورہ ہے کہ تم جی مسرت
سے منہ موڑلو۔ جو کچھ تم محسوس کر رہے ہو وہ سب کے سوا
کچھ نہیں۔“
”ایک اور سوال۔ میں نے رفیق کے جھاکے پھر نظر اٹا کر
ہوئے دریافت کیا۔ کیا اور ایگ میری انجنتی کا راز جان

دوستوں کی جانب ہے پکا
”موت برحق ہے میرے عزیز زاروح اور جسم کا تعلق بہر حال
عارضی ہے“

”تم تم جانتے ہو میں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے نفرت
سے کہا تو جیکسن کا قصور میری نظروں سے اوجھل ہو گیا، میں نے
جیکب اور کلاش کی سمت دیکھا۔ میرے عزیز دوست ابھی تک
اپنے اپنے خیالوں میں گم تھے، تب میں نے خود کو ہلانے کی خاطر
سادری کو زمین دوڑ مقبروں کے حالات سنانے شروع کر دیے،
اس طرح میں اپنے وہیں پہلے ری جاں گسل احساسات بھی کم
کرنا چاہتا تھا۔“

سادری حیرت سے میری زبانی حالات کی تفصیل سنتی رہی،
وہ پوری طرح ہر من گوش تھی، اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے
تھے کہ وہ اس دردناک و خفزدہ ہے، میں نے درخشہ کی بات
اسے بتایا تو وہ مجھے بھی نظروں سے دیکھنے لگی پھوٹنے جیب
ایک سوون غروب ہونے والی شرط بیان کی کہ سادری کے چہرے
پر تھری ٹکڑ پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے، یوں انھیں چھڑ
کر مجھے محو کرنے لگی جیسے اسے میرے بیان کی صحت پر یقین نہ
آ رہا ہو، میں کچھ دیر تک اس کے چہرے کے بدلنے بے نقوش غور محو
کرنا رہا پھر بولا۔

”کیوں نہ تھی میری بات کا یقین نہیں آیا ہے کیا اور مجھ
آشنا طاقت نہیں ہو سکتا کہ میں سے کوئی درخشاں کاٹھا گئے؟
مکالم ہے، جیکب نے کہا تم بلا وجہ اس غریب کو کیوں
پریشان کر رہے ہو؟“

”ہو سکتا ہے لوگ اس مسئلے میں ہماری کوئی بہتر رہنمائی کر
سکے، کیلاش نے رانے پش کی خبر خود ہی نقلی کرتا ہوا بولا لیکن
نہیں۔ اور وینا کا سردار اور دیکھا کہ باری ہونے کے نالے اپنی اپنی
کھولنے کی حماقت کبھی دے کر گئے؟“

”تم لوگ اسے کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟“ میں نے تیزی
سے پوچھا۔
”مکن ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن اور دیکھ لو میں نے جس
انداز میں بدلا کر کیا ہے وہ اس طریقہ کار سے مطمئن نہیں۔ اس نے
کہ تھا کہ شاد دہ دوبارہ گمراہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔“
”ما کے بد اس نے خاموشی اختیار کر لی تھی“ جیکب نے
سپاٹ لیجے میں کہا۔

”اور وہ خاموشی جید پراسرار اور منہ خیر تھی کیلاش بولا۔
”وہ جس کی نگاہیں ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں سب کچھ
بتا سکتی ہیں، کیا وہ خود اپنا انجام سے بے خبر ہو گا۔ نہیں جیکب!

لے ہوئے پوچھا۔

”وہ آنے والے کل کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہے۔“
”مطلب پکا مہر جو نکلا“ آنے والے کل سے تمھاری کیا
پکا

”جس نے اپنی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو تین از وقت نہیں
ہیں، جیکسن نے قدسے تامل سے جواب دیا، ”اگر دیکھا
کا مالک ہے اس کی تیز نظریں بہت دیر تک دیکھنے
کرتی ہیں۔ وہ آپ کے مستقبل کے بارے میں بہت کچھ
بین کڑی کی انگلیوں نے اسے اچھا دیا ہے، آج رات۔
کہ وہ اپنا حساب پھیلانے کو سعی کے معنی کو مل کرنے کی
سے بچیں پورے وقت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ لا دیکھا
مدر میں کامیابی نہیں ہوگی اور۔۔۔“

”من کچھ کہتے کہتے کہ گیا پھر ایک نظر نہ کارو کے پیچہ کی
اکر لولا۔“

قدس مدح کا خیال ہے کہ لاوریگی کی زندگی میں زیادہ دنوں
ہو سکتے گی۔“

”ہا ہ مہر جا دگر دوس سے رجوع نہیں کرے گا پکا“

”وہ دیتا ہے میرے عزیز! دیوتاؤں کا دیتا ہے اپنے بھاریوں
ب کرنا اس کی شان اور روایت کے خلاف ہو گا۔“

”ان کا کیا بنا پکا میں نے کچھ سوچتے ہوئے دریافت کیا۔“ کیا
نزدہ ہے پکا

”میرے عزیز! مقدس اور دیکھنے اسے یہاں لیکن اسے سنا گا
کے چیلے کا کوئی فرد آپ کے راستے میں آنے کی کوکھش
کا۔“

”دیکھنے اپنے معر بہاریوں کو یہی تاکید کی ہے۔“
”یہ بھی میں درخشاں کو کہہ کر ان گناہ ملاقہ سے واپس
کا سیاب بھجواؤں گا پکا میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے

قینا ایسا ہی ہو گا میرے عزیز لیکن۔۔۔“

”یہ کیا پکا میں تیزی سے جلاتے خاموش کیوں ہو گئے؟“
”یہی کہ لاوریگی روح اپنا انتقام پورا کر کے آسمانوں کی جانب
بکار ہو گا کا انجام بھی وہی ہو گا جو مردوں نے چاہا تھا، ایک
ن وقت کے ہاتھوں خاک میں مل جاؤں گا۔ جو آسمانوں پر
لاہے اسے کوئی نہیں ٹال سکتا میرے عزیز! زماوی قوانین
اور محسوس ہوتے ہیں۔ انسان کو کچھ پانے کے لیے کچھ
ڈرنا ہے۔“

”جیکسن؟“ میں کچھ دیر کے بیچ اٹھا، کیا تھا ارادہ

ناز کفیل گیلانی کا نیا رومانی، معاشرتی، سماجی

ناول

تین پیلا سے درشن کے

قیمت = 150/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

منزل کا سراغ نہیں گئے۔ ”قدس روحوں کا کبھی غلط ثابت نہیں
ہوتا ہے۔“

”درخشاں کے بارے میں ہنگامہ کی طرح کیا کہتی ہے پکا
نے سپاٹ آواز میں سوال کیا۔“

”میں میرے عزیز! نہیں۔ جیکسن یگانہ جگہ سے ہون۔
روح کے بارے میں دل میں شک و شبہ نہ مانتا مناسب نہیں۔“

”یہ درست ہے کہ زندہ انسانوں کی طرح روحوں پر بھی کچھ پابندیاں
عائد ہوتی ہیں لیکن مقدس ہنگامہ کی روح ہواؤں کے ساتھ پرواز
کی طاقت رکھتی ہے۔ اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ کلاش کی

تاریکی دور ہوتے ہی آپ کا گوہر مقصود آپ کو دوبارہ مل جائے گا۔“

”جیکسن کا جواب میرے لیے تسلی بخش ثابت ہوا اس نے
میں وہی بات کہی جو اور دیکھنے کی تھی، میں نے اپنے پیوہل

لیے۔ میرے لیے یہی زندگی تھی۔“

”جیکسن؟“ میں نے دوستانہ انداز اختیار کیا، ”کیا تم میری
ایک الجھن دور کر سکتے ہو؟“

”میں روحوں سے سب کچھ دریافت کر چکا ہوں میرے عزیز!
جیکسن نے میری نگاہوں میں جھانکتے ہوئے سفیدی کے جواب
دیا، ”کڑی کی انگلیوں کا راز دنیا کی کوئی طاقت نہیں جانتی“

”اور دیکھنے ایک رات کی محنت کیوں حاصل کی ہے؟“ میں

لے گا؟“

”تم پھر ایک سہ ہوسیدی اشیطان طاقیتیں رحمانی قوتوں
کے آگے زیادہ عرصے تک نہیں ٹھہر سکتیں، رضی نے سنجیدگی سے
جواب دیا، یہ لے آرائش کے ہیں خود کو ثابت قدم رکھنے کی
کوشش کرو۔۔۔“

”سناٹا کیا حالت ہے؟“ میں نے رفیق کا جھکاٹے ہوئے
مسکرا کر پوچھا، ”کیا وہ میری ضرب سے باہر ہونے میں کامیاب ہو گیا

یا موت کے انتظار میں پڑا؟“ ”جی ہاں رگڑا رہا ہے۔“

”میری! اس پر فٹے کو چاک کر دو جو جھساری آنکھوں پر
پڑا ہے۔“

”تم جانتے ہو؟“ میں نے برہمی کا اظہار کیا تو رفیق کا مہرولا
نظر دل سے اوجھل ہو گیا۔

”میں درخشاں کے علاوہ کوئی اور بات سننے تو تیار نہیں تھا اس
لیے میں نے رضی کو نصیحت کر دیا لیکن ابھی کچھ باتیں ایسی تھیں جو

مجھے الجھا رہی تھیں۔ میں نے کچھ سوچ کر جیکسن کو یاد کیا، اس کا قصور
پل بھر میری نگاہوں کے سامنے موجود تھا، میں نے ایک نظر
ہنگامہ کے ساتھ خود دھانچے پر ڈال کر جیسے جیکسن نے نہایت

عقیدت سے اپنے اٹلے کا نہ سے پرجا کر لی تھا۔

”جیکسن!“ میں نے اسے سنجیدگی سے مخاطب کیا، ”جانتے
ہوئی نے تمہیں کیوں طلب کیا ہے؟“

”میرے عزیز! میں آپ کے چہرے پر الجھن کے تاثرات
دیکھ رہا ہوں، جیکسن نے میرے چہرے پر نظر جماتے ہوئے

جواب دیا تو مجھے اور دیکھنے کی بات یاد آگئی، اس نے گفتگو کے درمیان
جیکسن کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ ہنگامہ کی روح بلاشبہ پناہ

قوتوں کی مالک ہے اور مستقبل کے بارے میں پیشگوئی کرنے کی
عبر لو طاقت رکھتی ہے لیکن اور دیکھنے کے ہلال کے خوف سے وہ

زمین دوڑ مقبروں میں داخل ہونے کی جسارت نہیں کر سکتی، شاید
اسی لیے جیکسن واقعات سے پوری طرح باخبر نہیں تھا۔

”کیا تم اپنی دوسرا سرتابین روحوں سے میری پریشانی کا سبب
نہیں معلوم کر سکتے؟“ میرے لیے میں خاموشی میں جھانک رہی تھی۔

جیکسن نے فوراً ہی میری بات کا جواب نہیں دیا۔ اس
کی نگاہیں ہستو میرے چہرے پر مرکوز تھیں اور میرے ہاتھ ہنگامہ

کے ساتھ وہ ہڈیوں کے پیچھے ہر رنگ رہا تھا، کچھ بڑا خاموش
رہا پھر اس کے ہاتھوں پر ہنسی خیز مسکراہٹ عبرا آئی اس کی محسوس

آواز میرے کانوں میں گونجی۔

”میرے عزیز! میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، بنگامہ
کی منعم روح نے اسی بات کی پیش گوئی کی تھی کہ آپ بہت جلد اپنی

مجھے یقین ہے کہ اور کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا ہے، شاید وہ ہیں اپنے سلسلے میں آنے والے حالات سے لاعلم رکھنا چاہتا ہے؟

”کیا تم اپنی دلیل کے سلسلے میں کوئی معقول حوالہ پیش کر سکتے ہو؟“

”اور لگتا ہے کہ ایک خاموشی کی تلاش ہے، جیسے نیک کی سے کہا ہے جو کہ سب سے بڑا اندازہ غلط ہو لیکن ایک لمحے کو تم کہتے ہو کہ آپ کا دل کی حیثیت میں محسوس کرو۔ اگر تعصبات علم ہو جائے کہ تمہاری زندگی کے دن گئے جتنے وہ گئے ہیں تو کیا تم اپنے بچاؤ پر بر ملا اس راز کا انکشاف کر سکتے ہو؟“

”میں ان باتوں کو دوسرے سے تسلیم ہی نہیں کرتا، جیکب بڑا سادہ دماغی کر لہو! اس قسم کی بنیادیں انسان کو اس کے راستے سے ہٹا دیتی ہیں؟“

”بھروسہ ہو کہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو اسے کیا رنگ دو گے؟ کیا وہ سب کچھ محض ایک خواب تھا جسے ایک دقت تمہارے دوست ایک ساتھ دیکھ رہے تھے؟ نہیں میرے قریب دوست! ہم نے ابھی دنیا کے بہت سے ایسے علاقے بھی نہیں دیکھے جہاں ہر وقت ناقابل یقین باتیں ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں؟“

”تو مجھے یہ کہنا چاہیے ہو کہ تمہارا اور لگتا زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہے گا؟ جیکب نے یوں ہی ایک سوال پوچھ لیا۔

”ہاں، میرا ذاتی خیال یہی ہے؟“

”تمہارا خیال تھوڑی قیاس ہے۔ دروازہ اور لگتا کی خاموشی کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ میں نے کیلاش کے خیال کی تائید کی، میرے ذہن میں جیسے کہ جملہ گونج اٹھا، اس نے بھی مجھے یہی یاد کرانے کی کوشش کی تھی کہ اور لگتا کی زندگی زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہے گی۔

”سو تم اور زندگی خدا کے اختیار کی بات ہے؟ جیکب نے تیزی سے کہا۔

”ہم سب جانتے ہیں کیلاش بھلا گیا، تمہاری مذہبی معلومات محدود ہیں، اگر تم نے دوسرے مطلب کا مطالعہ کیا ہوتا تو شاید تمہاری عقل دنگ رہ جاتی کیا تم دشمن اور باری کے بارے میں جانتے ہو؟“

”دشمن و ماراچ اور باری دھڑکی اور بات ہے، ہمارے درمیان اور لگتا کی مٹھکو ہو رہی تھی، جیکب نے کٹ جھنکی کی؟ کیا تم کسی ایسی کتاب کا حوالہ دے سکتے ہو جس میں اور لگتا کو لڑکا کا ذکر ہو یا اللہ دوستاں کے بارے میں تفصیل سے کچھ لکھا گیا ہو؟“

”تمہاری فضول باتوں کا میرے پاس صرف ایک ہی جواب ہے۔ وہ سفر نامہ جس میں کسی ایسے قبیلے کا تذکرہ موجود ہے جہاں کے دشمن اور جنگی لوگ باہر دیوں کا گوشت بڑے ذوق و غور سے کھاتے ہیں، کیلاش نے سب بات اچھا اختیار کر لیا، یہ کیا تم مجھے تڑاؤ کے اگر کہ بات محض فخری ہے تو دنیا کی کسی حکومت نے اس سفر نامے پر پابندی

کیوں نہیں عائد کی؟
”وہ سفر نامہ ذہنی اختراع بھی ہو سکتا ہے۔ تم کہہ سکتے ہو؟“

”اور دوسرے معجزے میں تمہاری آنکھوں نے؟“
”اُسے تم کیا کہو گے؟“
”رب عظیم کی قسم میری عقل ابھی تک کام نہیں کر چکی ہے نہایت سنجیدگی سے کہا۔ یہ حقیقت ہے کہ ہماری درخشاں بھائی ہیں یا ان کی ہم شکل ہیں لیکن کسی مرد یوں زندہ ہو جانا۔ حیرت انگیز بات ہے؟“

”ہم شکل نہیں جیکب! میں نے سب کچھ جواب دے دیا، میری زندگی، میری درخشاں کے سوا کوئی اور میں نے اس کی آنکھوں کی وہ چمک خاص طور پر محسوس کی جو میدان ہونے کے بعد اس کی سینے آنکھوں میں پیدا ہوئی، میرے دل کی دھڑکنیں گواہی دہی کر رہی درخشاں ہے جو مجھ سے جدا ہو گئی تھی؟“

”درخشاں بھائی نے مرے وقت جو وصیت کی؟“
”کہ باوجود...“
”نہیں کیلاش! نہیں! میں نے بڑی شدت سے کہا۔ اس کے آگے ایک لفظ بھی نہ کہنا۔“
”تم غلط سمجھ رہے ہو چھائی، میرا مطلب یہ نہیں تھا کہ کوئی اور بات کر دے دوسرے دوست؟ میں نے تیز کہا۔ میں درخشاں کے سلسلے میں کوئی امکانی بات بھی گوا کر سکتا۔ تم چاہو تو اسے میری وحشت، میری دیوانگی، ہر جنوں سے تعبیر کر دینا وہ جو میں نے محسوس کیا، وہ محض نہیں ہو سکتا۔“

”سادی ابھی تک تم صدمہ بھیجی ہو میری باتیں نہایت سن رہی تھی، مجھے نہ بات کی روش میں سے دیکھ کر لہو۔“

”نور کو آسمانوں کی سمت واپس لوٹ جائے گا؟“
”جیکب کے ہونٹوں پر ایک طنزیز مسکراہٹ پھیل گئی۔“
”انے چونکہ کر سادی کو کوکھا، جو بات اس کی زبان ہوئی اس کا ذکر جیسے بھی ہو سکتا ہو کہ اس کے حوالے کیا تھا۔ یہی وجہ تھی جو اور لگتا نے میدان ہونے کے بعد کہنے کا تھا کہ اسے غلط طریقے سے میدان کر لیا ہے۔“

”کیا رہا اس بات کی تصدیق مناسبت سے بھی؟“ کیلاش نے کہا۔
”نہیں۔ رہا پر قبیلے کے سردار اور بڑے بچاؤ کیوں کا قاتل؟ ایک ایک اور بھائی ثابت ہوا کہ کسی نے زبان کھولنے کی نہیں کی؟ سادی نے اپنا نچلا ہونٹ چبھتے ہوئے کہا، دیر خاموش رہی پھر اپنی زبان میں بولی؟ حال! کیا الفاظ یا دہی ہو اور لگتا نے درخشاں کو میدان کرنے کے

تھے؟“
”وہ زبان ہماری سمجھ سے بالاتر تھی؟ جیکب نے کہا۔“
”یہ کہ وہ زبان جزائر افریقہ کے ان علاقوں میں بولی جاتی ہو یا اسی ملک کسی انسان کا گزرنہ ہو گا؟“

”اس کے باوجود تم نے ایک یقینی بات کر دی؟“ کیلاش نے ٹوکا۔
”صرف اس لیے کہ وہ گفتگو اور جملے ہمارے لیے تھے؟“

”تم وہ بات کیوں دریافت کرنا چاہتی ہو؟ میں نے سادی یافٹ کیا۔ یہ کیا رہا اور دینا کسی مذہبی رہنما نے اس کی کوئی پیشگوئی کی تھی؟“

”ہاں مجھے یاد ہے کہ وہ بات بھی بد نصیب رہا کی زبان! ابھی تھی؟ سادی نے اپنے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا۔“
”سے قبیلے والوں کو یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ تمہیں دینا توں کا سردار ہے اور مختلف قوتوں کا مالک ہے۔ میں دن اور لگتا نے ان قوتوں کو کسی اور کو بخش دیا اس دن ماہی کوئی حیثیت باقی نہیں رہے گی۔ اب ہی باتوں نے قبیلے کوں پر مشتمل کر دیا تھا۔ رہا کا انجام بڑا ہونا کہ ہوا؟“

”لیکن رہا کی بات کا اس جملے سے کیا تعلق جو اور لگتا نے اس سے کہا تھا؟ میں نے اچھے ہوئے کہا۔“

”کاش مجھے ان لازوال قوتوں کا نام یاد ہو تا جتن کا ذکر رہا تھا؟ سادی نے اچھے ہوئے جواب دیا۔“

”میرا خیال ہے کہ اور لگتا نے درخشاں کو میدان کرنے کے بعد یہ کہ... مقدوش... اور۔ اور اسی قسم کے کچھ الفاظ ادا کیے

تھے؟“ کیلاش نے رک رک کر کہہ کر سادی کا چہرہ دمک اٹھا۔
”ہاں۔ رہا نے بھی یہی الفاظ کہے تھے۔ جیسے کہ مقدوش! آرم! یا سادی نے تیزی سے کہا، وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتی لیکن ابھی تک سر ہٹا پا کر ابھی اس کے چہرے کی رنگت بدلی کی مانند زرد پڑنے لگی، آنکھوں سے خوف جھلکنے لگا، اس نے اپنے ہونٹ سختی سے پیچھے لیے اور بوری قوت سے مٹھیاں بند کر لیں، اس کی آنکھیں ہماری جانب سے ہٹ کر غار کے اندر تاریکی میں کچھ دیکھ رہی تھیں۔“

”سادی؟“ کیلاش نے اس کی کیفیت کو محسوس کرتے ہوئے تیزی سے کہا۔ ”تم اس دقت کی محسوس کر رہی ہو؟“
”اس طرف، گھپ، اندھیروں میں کی دیکھ رہی ہو؟“
”جہاں تاریکی کا راج ہو اور افسانوی قوتیں...“

”جیکب! بھٹکانے کے لیے اپنی زبان بند رکھو؟ کیلاش نے سخت لہجے میں کہا پھر سادی کی جانب متوجہ ہو گیا جس کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی۔“

”مجھے بتاؤ سادی! ایسے میرا، مقدوش اور آرم ہا کے کیا معنی ہیں؟“ میں نے سادی کو جھجھکوتے ہوئے دریافت کیا مگر شاید وہ ہماری آواز نہیں سنی رہی تھی۔

”وہ یقیناً کوئی نادیدہ اور بڑا سردار قوت تھی جس نے سادی کی تمام تر قوت اپنی جانب منڈول کر لی، اسے ٹوکھا، بہرہ اور اندھا کر لیا تھا کیلاش کے چہرے پر بھی گہری تشویش کی علامتیں موجود تھیں، اس نے لپک کر اپنا پیر چھٹی بگ کھولا لیکن قبل اس کے کہ سادی کو جوش میں لانے کی خاطر کوئی طعن ادا کر دیتے ہیں کا یا سب ہوتا۔

”وہ مذہبی انداز میں چہنچہنے لگی۔“
”اور لگتا کی قسم۔ میں اس سلسلے میں اپنی زبان بند رکھوں گی۔“
”رہم۔ ہم میں تم سے رگ کی بھیک مانگتی ہوں۔ مجھے بخش دو۔“

”معاذ کرو؟“
”وہ مذہبی انداز میں چہنچہنے لگی، اس کے منہ سے جھانک مٹھنے لگے، آنکھوں کی پتلیاں اپنا دائرہ وسیع کرنے لگیں پھر اس نے ایک کرناک چیخ مادی اور سرسبز علاقہ میں بڑے بڑے ٹرنے لگی جیسے کسی بکری کو ذبح کر کے دم توڑنے کے خاطر آواز دھونے لگا ہو۔“

”خدا ہمارے اوپر اپنی رحمتیں نازل کرے؟“ جیکب نے آسمان کی سمت دیکھتے ہوئے غور غور لہجے میں کہا۔

”کیلاش نے مجھے اشارہ کیا، میں نے پوری قوت سادی کا ایک ہاتھ چکڑوا کر اور کیلاش کو دیکھنے لگا جو نہایت مستعدی سے کوئی جھٹکنے بنا کر رہا تھا، جیکب نے مذہبی منہ میں کچھ غامض پڑھ کر کہیں کاشف کردہ کر پھر سادی کو اسی وقت پہنچا یا جب کیلاش

اسے انکشت لگانے میں کامیاب ہو گیا۔ دوا کے شریان میں داخل ہوتے ہی وہ بی تھریں دنیا دماغ سے بے خبر ہو گئی۔

”تم سادری کی اس کیفیت کو کیا نام دو گے؟“ میں نے کیلاش سے دریافت کیا۔

”دونتاؤں کا غلاب کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر کان میں آکر لگا کر سادری کے دل کی دھڑکنیں سننے لگا۔ میں کیلاش کے چہرے کے بدلنے تاثرات سے سادری کی کیفیت کا اندازہ لگنے کی کوشش کرنے لگا۔

جیسے میکاش - قتلوش - آرام با۔
الہ یوں الفاظ کے معنی یقیناً بہت اہم ہوں گے، مشاہدہ سادری نے ان کے ہاں میں بھی رسائی کی زبان کی کچھ سن رکھا تھا۔ وہ یہیں اس دماغ سے آگاہ کرنے کی خواہش نہ تھی لیکن شیطانی طاقتوں نے اس کی زبان بند کر دی۔ لیکن یہ رسائی کی موت کی اصل وجہ بھی وہی تھی الفاظ نہ ہوں جو ادا لگاتے درخشاں کو بیدار کرنے کے بعد کے تھے۔ لیکن اور لگاتے وہ الفاظ درخشاں سے کیوں کہ جب میں ان کے مطلب سے ناواقف تھا تو پھر درخشاں ان کے ہاں میں کیا بیان سکتی تھی؟ میرا ذہن الجھنے لگا، سادری کی حالت نے باب بار پھر فضا کو کند کر دیا۔ کیلاش نے کان سے آکر علیحدہ کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ کسی گہری فکر سے دوچار ہے۔

”کیوں؟ کیا دل کی حرکت تسلی بخش نہیں ہے؟ میں نے آہستہ سے پوچھا۔

”جمال! شاید جگہوں کو یہی منظور ہو کہ ہمارا بوجھ کچھ ہلکا ہو جائے۔“
”تم۔ کیا کتنا جاہل ہے ہو؟ میں نے حیرت سے دریافت کیا۔
”مہم جس سفر کی طرف رواں دواں ہیں شاید سادری اس میں ہمارا ساتھ دے سکے؟“ کیلاش نے ہونٹ چبائے ہوئے جواب دیا پھر سادری کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے بولا: ”یہ بد نصیبی ہی کچھ لمحوں کی ممان ہے۔“
”لیکن اسے کیا ہوا؟ میں نے تعجب سے کہا: ”کچھ دیر چتر تیرے بالکل نازل تھی۔“

”میں نے اسی لیے تم دونوں کو جبر سے دور رہنے کی تاکید کی تھی۔“ جیکب نے سادری کے قریب آتے ہوئے سنجیدگی سے مذاکرہ عظیم اس بے گناہ پر اپنی ہمتوں کا سایہ برقرار رکھے۔

”کیلاش؟“
”مجھے افسوس ہے جمال! فی الحال میرا ذہن بھی بکرا رہا ہے۔ کیا تم یقین کرو گے کہ سادری کے دل کی حرکت بند ہو چکی ہے لیکن فیض کی رفا صحت مندانہ نون جیسی ہے۔ یہ میری زندگی کا سب سے

حیرت انگیز اور ناقابل یقین مشاہدہ ہے۔“
میں نے سادری کی جانب غور سے دیکھا، وہ منگھلا پر سے جس حرکت چپ چڑی تھی، جیکب نے کیلاش کی بار بار جلدی سے جیب سے دعاؤں کی کتاب نکال لی لیکن اسے نہ بڑھنے کا موقع نہیں مل سکا۔ سادری کے جسم نے اپنا کھمبہ پور جھٹکے کھانے شروع کر دیے جیسے اسے بھلے کے ننگے ناولں جلا کر اس میں کرکٹ چھوڑ دیا گیا ہو، کیلاش نے اس کی کٹڑ کی خاطر ہاتھ بڑھایا مگر جیکب نے سختی سے کیلاش کا ہاتھ پکڑ کر آواز میں بولا۔

”اب تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ عالم کی شدید کیفیتوں سے دوچار ہے، اسے آرام سے ابد کی زندگی میں جانے دو۔ خدا کی رحمتیں اس کی شکل آسان کر لیں گی۔“
”جیکب! کیا تم ہوش میں نہیں ہو؟ کیلاش تیز تیزی سے سادری کو فوری طبی امداد کی ضرورت ہے۔“
”جس کا کالی شیطانی قوتوں کا عمل دخل ہو وہاں طبی کارگر نہیں ہوتی۔“ وہ سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے

الماں ایم اے کے ایمان افروز قلم۔

نور الدین زندگی

600 سے زائد صفحات

قیمت = 250/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار لاہور

میں بولا: ”جو ہوتا تھا ہو چکا۔ اب تمہاری کوئی دوا کام نہیں آتی۔“
کیلاش نے جیکب کو ہتھ سے گھرا لیکن جیکب اسی وقت ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی، اس کی آنکھیں کھل گئیں انظار ایسا ہی تھا جیسے کوئی نادیدہ قوت اسے کٹر دل کر ہو، اس کا جسم بدستور اکڑا ہوا تھا، جیکب خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹا، کیلاش اور میری کیفیت بھی غبر ہونے لگی۔
”بابو کا! بابو کا! بابو کا! میں تیرا سہم سن رہی ہوں۔ تم۔ میں ہوں۔ ہاں دنیا کی کوئی قوت میرے قدم نہیں روک سکتی۔ تیری باتیں میرے جرنوں میں آ رہی ہے۔“

پھر جیکب سادری نے برقی رفتار سے ساحل کی جانب ناشروع کر دیا، کیلاش تاراج دین کرنا ہوا تیزی سے اٹھ کر سادری کے ہاتھ میں دوڑنے لگا، میں نے بھی بوکھلا کر اس کی پیروی کی لیکن دل کی رفتار حیرت انگیز تھی، ساحل سے ذرا ہٹ کر جو بلند چٹان تھیں وہ ان کے کمرے پہنچ کر رک گئیں پھر دوسرے کمرے میں اسے پہنچا دیا، کافرہ بلند کیا اور خود کو بندھی سے سمندری جھیل کی آب و حوض کے حوالے کر دیا۔ کیلاش اور ایک دوسرے کی صورت بچہ رہ گئے۔

”کیلاش! میں نے منہ سے آواز میں کہا: ”کیا تم ان ناقابل یقین حیرت انگیز واقعات پر یقین کرو گے؟“

”خود کو منہ سے کی کوشش کرو میرے دوست! وہ مجھے دیتے ہوئے بولا: ”شیطانی قوتوں کے آگے انسان پیشہ نہیں آتے، یہ کیا تم عقل کے ہاں سے نہیں جانتے یا تم اپنی نگاہوں سے ان سے لہنا پاؤ گے؟“ مگر منہ نہیں دیکھ سکتے؟ میں ابھی ہی کچھ بہ تو کوں نے سادری کی زندگی کو موت سے بھنکار دیا۔ شاید وہ مجھے جانتے تھے کہ ہم اس دماغ سے واقف ہو سکیں جو مقدس اور بیگانی تانک محو وہ ہے۔“

”تو کیا اور کیا.....؟“
”حالات یہی ظاہر کر رہے ہیں۔ سادری کی حالت میں اس ت مجرماً شروع ہوئی جب وہ ہمیں میں ممل الفاظ کے بارے میں بتاتے جاری تھی، کیلاش نے ہونٹ چبائے ہوئے سپاٹ آواز کا کیا؟ رسائی کی موت بھی مجھے اسی سلسلے کی ایک کڑی نظر آتی ہے۔“
”لیکن....“

”تمہیں آرام کی ضرورت ہے میری دوست! جو باتیں فہم اور لاگت سے بالآخر میں ان کے بدلے میں نہ سوچنا ہی بہتر ہے۔ یہ کیا حاصل آگیا، میں اس سے؟“
میں نے کیلاش کو بغور دیکھا، وہ کسی ہارے ہوئے جواری یا

تھکے ہوئے مسافر کی طرح دل گرفتہ نظر آ رہا تھا، میں اس کی تقلید میں غار کے دہلے کی جانب قدم اٹھانے لگا، سادری کی اہمیت موت نے ہماری عقل خط کر دی تھی۔ اما ایک میرے ذہن میں بیگن کا ٹکڑا گونج اٹھا، ”میرے عزیز! انسان کو کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا بھی پڑتا ہے۔“

دہرات سادری کی موت کے سبب ہمارے لیے اور دشمنانک بن گئی، جیکب کو اس کی موت کا سب سے زیادہ صدمہ تھا، اس نے ایک بار پھر یہی کہا کہ میرے جوتاباں آ کر ہی بی بی آئے دالی ہیں وہ صاب اس بات کا تہیہ یہ کہ ہم اپنے عقیدے سے دور ہو گئے ہیں، سادری کی موت کی اطلاع کو اس نے نہایت صبر و ضبط سے سنا پھر بولا۔

”یہ سب کچھ اور بیگن کی وجہ سے ہوا۔“
ہمارے ذہن پر اسرار واقعات کی وجہ سے تھکے ہوئے تھے اس لیے ہم نے اس وقت جیکب کی بات کا کوئی جواب نہ دیا مناسب نہیں سمجھا، سادری کی موت نے ہماری ہموک پیاس اڑا دی تھی چنانچہ اس رات ہم بھوکے پیاسے ہی لیٹ گئے اور جلد ہی نیند کی آغوش میں پڑ گئے۔

دوسری صبح خاصی خوشگوار تھی۔ ہم تقریباً ایک ساتھ ہی بیدار ہوئے، ہمارے چہروں پر سادری کی ایک جگہ جدائی کا احساس ابھی تک موجود تھا، مجھے اس وقت ایک پیالہ گرم پانی کی خواہش تھی خذت سے غصے ہو رہی تھی لیکن میں نے اس کا انکار نہیں کیا، کچھ سوچ کر اٹھا اور ساحل کی جانب لیے لیے قدم اٹھانے لگا۔

”مہم بھی آگے ہیں جمال! اتنی جلدی کس بات کی ہے؟“
جیکب کی آواز میں نے بے لطف کر دیکھا۔ وہ بھی کیلاش کے ساتھ تیر خیز قدم چڑھا کر تیزی سے اٹھا، ان کے چہرے پر تشویش کے تاثرات نمایاں تھے، مجھے ہنسی آئی، ”وہ کچھ بے ہمتے کوشاں سادری کی موت سے دل برداشتہ ہو کر میں نے بھی خود کو کشا کا ارادہ کر لیا ہے، انھیں شاید یاد نہیں رہا کہ آج اور لگاتے ہم سے غار کے دہلے پر طاقات کا دھندہ کیا تھا اور اس کی وہ پابندی بھی صورت غروب ہوتے ہی ختم ہو چکی تھی کہ میں درخشاں سے گفتگو نہ کروں، درخشاں کو پانی لینے کے تصور ہی میرے لیے بے حد محبت جاں اور خوش کن تھا۔“

میں نے کیلاش اور جیکب کو قریب آنا دیکھ کر اپنی رفتار کم کر دی۔ اس وقت تم ساحل کی طرف مس غرض سے جا رہے ہو، جیکب نے میرے قریب آتے ہوئے جگہ سنجیدگی سے دریافت کیا۔
”مکرمات کرونا درجیکب ابی الحال میرا خود کشی کرنے کا کوئی لڑا

نہیں۔ اگر کسی ذہن میں ایسا کوئی فعل پیدا ہوا تو تعین جو میں گھنٹے قبل آگاہ کروں گا تا کہ تم اطمینان اور سکون سے میرے لیے دعلے خیر کر سکو۔ میں نہیں کر سکتا۔

”نہیں رہے ہو کیلاش! جمال کی خودکشی کی اطلاع سن کر مجھے اطمینان اور سکون حاصل ہوگا۔“ جبیک کے لیے میں شکوہ تھا۔

”میرا خیال ہے کہ تم جس وقت ساحل تک پہنچیں گے بوگا دہا موجود ہوگا۔ میں نے موصوفہ بدلا تو کیلاش چونکا اٹھا۔

”کیا تم بوگا سے آج کسی خاص مقصد سے ملاقات کا ارادہ رکھتے ہو؟“

”ہاں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس پر سادری کی موت کا کیا رد عمل ہوتا ہے۔“ میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ وہ بین الفاظ جو سادری کی موت کا سبب بن گئے۔ ممکن ہے بوگا ان کے بارے میں کچھ جانتا ہو۔

”کیا تم بوگا سے پوری تفصیل بیان کر دے گے؟“

”نہیں۔ صرف ان بھم الفاظ کے بارے میں دریافت کروں گا۔“

”جمال!“ جبیک سنجیدہ ہو گیا۔ ”کیا تم ان مخصوص الفاظ کو بھول نہیں سکتے؟“

”کیوں؟“

”وہ چیزیں، ساتیں اور باتیں جو ہمارے لیے غمناک ہوں ہمیں انھیں کس قدر اوش کر دینا چاہیے۔“ مجھے یقین ہے کہ اگر بوگا کچھ علم ہوا بھی تو وہ ان زبان کو کہنے کی طاقت نہیں کرے گا۔

”میں نے کوئی جواب نہیں دیا، ہم ساحل کے قریب پہنچے تو حسب معمول بوگا اپنے ایک بھائی کے ساتھ کشتی میں بیٹھا ہمارے لیے نڈلے لارہا تھا، اس نے دور سے ہاتھ بند کر کے ہمیں دوش کیا جواب میں میں نے اور کیلاش نے بھی ہاتھ بند کر دیے۔ جبیک خاص کھڑا کسی گری سوچ میں متفرق رہا۔

”بوگے ساحل پر قدم رکھنے کے بعد ہم سے بڑی گر خوشی سے مہا فرمایا، اس کے ہرہ جو بھاری تھا وہ کشتی پر بار بار سامان کا تار کرکٹ پر پرکھنے لگا، کچھ دیر تک ہمارے درمیان دسی گفتگو ہوتی رہی پھر میرے بجائے کیلاش نے اچانک کہا۔

”بوگا! میرا خیال ہے کہ سادری کی موت کی خبر سن کر تعین یقیناً دکھ ہوگا۔“

”کیا؟ بوگا کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اس نے کیلاش کو گھورتے ہوئے حیرت سے پوچھا کیا سادری اس دنیا میں نہیں رہی؟“

”ہم نے یہاں کی ہر گئی کو کشتی کی ٹیکن اس نے چند منٹوں سے جھیل میں پھلانگ لگا کر خودکشی کر لی۔“ میرا اچھا سپاٹ اور

شک تھا۔

”نہیں۔ نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ یا پھر... بوگانے جو نیکی نظر سے دیکھی تھی کہ تم نے نہیں کہا تھا کہ اسے تعین اور پناہی خدمت کے لیے پسند کر لیا ہے۔“

”ہاں۔ آں۔ میں نے ہی کہا تھا مگر...“

”تم نے بوگا سے جھوٹ کہا تھا؟ وہ تمہارا ایک مقدس اور پناہی قوتوں کا سرچشمہ ہے، وہ زندگیوں کا خالق ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس نے اپنے انتخاب کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہو۔“

”جو ممکن ہے کہ سادری سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو۔“ کیلاش نے کہا۔

”ناممکن۔“ بوگا بڑے اصرار سے بولا۔ ”تم نے یا تو پہلے ہی اس سے کام لیا تھا یا اب۔“

”ہوش میں رہ کر گفتگو کرو بوگا! کیلاش کا لہجہ سرد ہو گیا۔ تو اپنی اوقات بھول رہے ہو۔“

”نہیں۔“ بوگا کے لیے میں احتجاج تھا۔ میں ابھی تک اپنے ہر قائم ہوں لیکن تم نے بعد کی کثرت پیش کیا ہے۔ سادری تھا کہ پاس اور قیدنا قبیلے کے سردار کی ایک مقدس امانت تھی۔ تم نے اسے مار ڈالا۔“

”اپنی حد سے تجاوز کرنے کی کوشش مت کرو بوگا! میں گڑے کر بولا۔ ”کیا تمہارے بزرگوں نے تعین میں نہیں بتایا تھا کہ میری یہ پراسرار قوتیں مقدس اور گنا کے مقابلے میں بھی کمزور ہیں۔ کیا تم سمجھا اور اس کے بدبخت ساتھیوں کا انجام اتنی جلدی فراموش کر بیٹھے۔“

”سمجھا۔“ غدار کی تھی اس لیے کبھی گوارا نہ دے گا۔

”بوگا کی نیت میں کوئی خیر نہیں جو وہ حالات سے غور نہ ہو۔“

”تم کیا کہنا چاہتے ہو؟“

”بوگا صرف حقائق بتانا چاہتا ہے کہ وہ غمناک آدمی تھا۔“

”میں بولا۔“ مجھے بتا دیا میرے محرم دوست! سادری کی موت کس طرح واقع ہوئی؟“

”میں۔“ تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے سادری کے سلسلے میں عملیت ایک جھوٹ بولا تھا۔ میں نے تھوڑے عرصے کے بعد کہا۔ اسے اور گنا نے اپنی خدمت کے لیے پسند نہیں کیا تھا لیکن میں پورے وقت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ سادری کی موت میں اور گنا کے ارادے کا دخل ضرور ہے۔“

”میں۔“ سمجھا نہیں۔“

”میں بھی نہیں سمجھ سکا۔“ میں نے اس بار بار راستہ لوگا کو آنکھوں میں جھانکے ہوئے کہا۔ ”کیا تم مجھے بتانے کی زحمت گوارا کر

گئے کہ جیسے سکا۔ تعیش اور آرام کے کیا معنی ہیں؟“

”بھائی جو کشتی سے جھیلوں کی ٹوکریاں اٹھا رہا تھا اگر پناہی ٹوکری اس کے ہاتھ سے گری تو جھیل میں ترسے گئے، وہ پناہی جھیل کی گناہوں میں بھی خوف و دہشت کے اثرات نمایاں ہو گئے، اس کے چہرے کی رنگت یکوقت زرد ہو گئی جیسے وہ بین الفاظ اس کے اعصاب پر کسی ہی طرح ایک ہولناک دھماکے سے جھٹکتے تھے۔“

”کچھ دیر تک ہم ایک دوسرے کو حیرت بھری نگاہوں سے دیکھتے رہے پھر بوگانے مشکل اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

”تم نے بین الفاظ کہاں سے سنے تھے؟“

”یہ الفاظ دیر تو ہواؤں کے دیوتا مقدس اور گنا کی زبان سے ادا ہوئے تھے۔“

”تو کیا۔ کیا۔ تم وہاں تک پہنچ گئے۔“ بوگا سہماتا پناہی کانپ اٹھا۔

”سادری مجھے ان غفلتوں کا مطلب بتانے جاری تھی کہ نڈلے قوتوں نے اسے جنوبی ساحلوں سے دوچار کر دیا اور...“

”اس نے اچھا کیا۔“ بوگا لڑکتے ہوئے بولا۔ ”اگر وہ اپنی قربانی پیش نہ کرتی تو بھری پناہیوں کا یہ اطلاع دوئی کے گالوں مانند بھٹ کر فضا میں بکھر جاتا۔ سب۔ سب کچھ برباد ہو جاتا۔“

”مجھے یقین تھا بوگا کہ تم بحیثیت سردار کے بہت کچھ جانتے ہو گے۔ کیا تم...“

”نہیں۔ نہ۔ نہیں۔“ وہ چیخ اٹھا۔ ”میں کچھ نہیں جانتا۔“

”کچھ نہیں جانتا۔“

”آشور غفا۔“ رامو بکار۔ ”میں گوارا نہیں دے سکتا پھر ہوا بھاری بنیانی انداز میں چلائے لگا۔

”ایش۔“ میں گوارا۔ ”راگو۔“

”جواب میں بوگانے بھی جھلا کر کچھ کہا پھر ایک کرکشی میں پھلانگ لگا دی، اتونہند بھاری کے کشتی کو تیزی سے واپس قبیلے کی جانب کھینچنا شروع کر دیا، بوگا نڈلے دور سے اپنا منہ پیٹ رہا تھا، اندازاً ایسا ہی تھا جیسے وہ نڈلے قوتوں سے معافی مانگ رہا ہو میں نے اور کیلاش نے انھیں آواز دے کر روکنا چاہا تو بھاری کے ہاتھ چپو کو مٹینگی انداز میں چلا رہے تھے۔ ہمارا درمیانی فاصلہ بڑھتا گیا۔

”میں نے پہلے ہی کہا تھا۔“ جبیک بددیا۔ ”وہ باتیں جو منموں ہوں انھیں بھلا دینے میں میں عافیت ہے۔“

”میرا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا۔“ میں نے جبیک کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کیلاش کو مخاطب کیا۔ ”سادری کی طرح بوگا

بھی ان لفظوں کے بارے میں واقف ہے لیکن یہ بھی جانتا ہے کہ زبان کو کہنے کا انجام کیا ہوگا۔“

”کیا تم اسی مقصد سے ساحل کی طرف آئے تھے؟“

”ہاں۔“

”تم نے سخت طاقت اور انعامت اللہ کی کا ثبوت دیا ہے۔“ جبیک نے تلمی کا اظہار کیا۔ ”مجھے امید نہیں کہ اب بوگا اور اس کے ساتھی کل سے ہمارے لیے نڈلے یا کھانے کا سامان لائیں گے۔“

”وہ جو کچھ لاتے ہیں اپنے دیوتاؤں کے لیے لاتے ہیں۔“ جبیک نے سہل لہجے میں جواب دیا۔ ”انہیں ہماری ذات سے کوئی دلچسپی نہیں۔“

”جو ممکن ہے کہ وہ بین الفاظ جو ابھی تک ہمارے لیے معصوم بنے ہوئے ہیں دی ہمارے تباہی و بربادی کا سبب بن جائیں۔“ جبیک نے کہا۔ ”مکن ہے نڈلے قوتوں کی جانب سے وہ کوئی ایسا اشارہ ہو جو جس مصیبتوں میں گھبرنے کی خاطر پہلے سے طے کر لیا ہو۔“

”جبیک نے یقیناً ایک احمقانہ بات کہی تھی، کیلاش پلٹ کر کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا لیکن اسی وقت ٹامی کے زور زور گھونکے کی آواز سنائی دی۔ ہم تیزی سے غار کے دہانے کی جانب دوڑنے لگے اور پھر مجھ پر شاوئی مرگ کی کیفیت طاری ہونے لگی۔

”اور کیا اپنے وعدے کے عین مطابق غار کے دہانے کے قریب کھلے آسمان کے نیچے کھڑا ہماری سمت دیکھ رہا تھا، اس کے جسم پر دی لباس تھا، جو ہم نے قہرے میں دیکھا تھا لیکن درخشاں کے آسمانی رنگ کے لباس میں بدلتی تھی، اس کا چہرہ خوشی سے دھمک رہا تھا، اس کے رخساروں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹیں تھیں کر رہی تھیں اور انھیں میرے اوپر بھی ہوتی تھیں، میں ان آنکھوں کے عروج و زبے لگا۔ ٹامی نے ہمیں دیکھ کر بھونکنا بند کر دیا اور تیزی سے دم ہانے لگا۔

”میں نے قریب پہنچ کر اور گنا کی جانب دیکھا، درخشاں کے حصول کے سلسلے میں، میں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا لیکن اور گنا کے چہرے پر نظر پڑتے ہی مجھے جھجھکی آگئی، اس کی آنکھوں میں میرے لیے تو غور و غضب تھا۔ نفرت تھی۔ حقد میں اہل رہی تھیں۔ میں نے ان نگاہوں سے بچنے کی خاطر درخشاں کی جانب متوجہ ہونے کی کوشش کی لیکن مجھے اپنے ارادے میں مایوسی کا شکار ہونا پڑا۔

”اور تب۔“ کسی انجانے خوف کے احساس سے میں سہماتا پناہی لڑنے لگا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

”اوریگا!“ میں نے کچھ سوچ کر جلدی سے پوچھا کیا درختان اس دنیا سے واقف ہے جس میں تم نے اسے مقبرے میں بیل کر کے وقت مخاطب کیا تھا؟“

”ہاں..... دنیا کی..... بہت..... تمام زبانوں پر..... عبور رکھتی ہے..... تم..... میں نے سب کچھ اس کے..... لاشعور میں محفوظ..... کر لیا ہے..... بل لیکن..... تم..... تم اسے کچھ بتانے کے..... کوشش نہیں کرو گے..... وہ اوریگا کا..... غج..... خواب ہے..... دنیا کوئی طاقت..... درختان کو زیر نہیں کر سکتی..... تم..... میں نے اسے وقتاً فوقتاً کا وہ..... خاص شوبہ بلا دیا ہے..... جو..... اسے زندہ رکھے گا..... اور..... اس کا سن میں مدد برقرار رکھے گا“

اوریگا کا وجود اس کے قدموں پر لرزے لگے میں نے درختان کی سمت دیکھا اس نے اپنی آنکھیں موند کر دیکھیں شاید اوریگا اسے قوتوں کے وقتی طور پر اسے آنکھیں بند کر کے پرمجور کر دیا تھا کہ گروں؟ میں پوچھنا چاہتا تھا لیکن اس وقت اوریگا زمین پر جت لیٹ گیا اپنے ہاتھ جھپٹتے ہوئے اس نے بڑی تعاقبت سے جیکب کو مخاطب کیا۔

”فادر جیکب! اہم..... اپنی نگاہوں سے دیکھو گے۔ اوریگا کو اپنی موت پر بھی..... اختیار ہے..... لیکن تم..... تم لوگ جو کچھ دیکھو گے..... اس کا تذکرہ میرے گلوں سے..... نہیں کرو گے“ پھر اوریگا نے ہماری جانب باری باری دیکھا اس کے بعد اس نے آسمان کی سمت نظر اٹھا کر تین بار بڑی عقیدت سے باہو گاوا، باہو گاوا، باہو گاوا، کہا پھر آنکھیں بند کر لیں۔

ہم خاموش کھڑے لیکن ہچکے کے بغیر اوریگا کو دیکھ رہے تھے۔ اس کے آنکھیں بند نہ تھیں ہی ہماری نگاہوں نے جو نظر دیکھا وہ عقل سلیم تسلیم نہیں کر سکتی۔

اوریگا کا جسم تیزی سے اڑنے لگا پھر لوں لگا جیسے اس کے جسم کا گوشت اور ہڈیاں پھر پھر کی مٹی میں تبدیل ہو رہی ہیں، جگہ جگہ دائریں سی پیدا ہونے لگیں اس کے بعد ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا اور اوریگا کے وجود کو مٹی کے ذرات کی شکل میں میٹ کر گروں کی طرح تیزی سے چکراتا ہوا انگوٹھا سے اوجھل کر لیا۔

ہم پرستگڑی ہو کر کچھ دیر اس وقت چرنگا جب درختان جمال کتے ہوئے بے ساختہ میری طرف پلک۔

میری اس داستان انکاک کو پڑھنے والے ممکن ہے ان وقت پر یقین نہ کریں جو میں پچھلے صفحات میں بیان کر چکا ہوں۔ کچھ تاثر میں ایسے بھی ہوں گے جو میری آپ بیتی کو محض میرے ذہن کی تخلیق تصور کریں گے لیکن میں یہی کہوں گا کہ میں نے بڑی یادداشتی سے اپنے مشاہدات قلمبند کیے ہیں۔ میں بیان یہ بھی تسلیم کروں گا کہ کہیں کہیں میں

کیا تم درختان کے جسم کو کہاں اٹھا لائے تھے؟ کیا شل سے پوچھا پھر کچھ اچھے ہوئے بولا، لیکن شریر کو جو منتر کر دینا.....“

”سب کچھ تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے تم جاہلوں کے ایک خواب سمجھ لو“ اوریگا ہماری ہولناکیوں پر مسکرایا پھر مجھے مخاطب کر کے نیچے گئے بولا، جمال اصغر! میں نے تمہاری درختان کو اپنی تمام قوتیں سوپ دی ہیں۔ میرے سر کے بعد وہ لازوال قوتوں کی مالک ہوگی پھر تم دونوں ناقابلِ تخریب بن جاؤ گے“

”کیا اس شخص جزیرے سے ہماری زندہ واپس بھی ممکن ہوگی؟“ جیکب نے پوچھ لیا۔

”ہاں، تم بہت جلد یہاں سے واپس لوٹ جاؤ گے“

”اوریگا!“ کیا شل نے کہا؟ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ.....“

”نہیں میرے دوست! ابھی تو میں تین الفاظ کے معنی نہیں سمجھ سکے جو مادری کی موت کا سبب بنے تھے۔ ہر کتا بے کچھ جیکب! خدو اور آدم باکے بارے میں جان جاؤ لیکن جس نے تمہیں یہ بات بتانے کی کوشش کی وہ موت کے چنگل سے خود کو نہیں بچا سکے گا“

”کیا درختان کو بھی اس کا مطلب معلوم نہیں؟ میں نے جلدی سے پوچھا۔“

”وہ شوری ہلو پر ہر بات سے بے خبر ہے“ اوریگا نے کہا۔

”کیا سمجھ کر پھر حقوڑے توقف سے بولا“ میری بات غور سے سنو۔

میں نے درختان کا ماضی اس کے ذہن سے کھینچ کر نکال دیا ہے۔ نہیں درمیان میں مت بولو میرے پاس وقت کم ہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے ذہن نشین کرتے جاؤ۔ درختان صرف تمہیں اور تمہارے ان دونوں دھتوں کو جانتی ہے لیکن وہ ماضی کے بارے میں سب کچھ بھول چکی ہے تمہیں وقت اور موقع کے ساتھ ساتھ اسے احوال اور حالات سے روشناس کرنا ہوگا۔ ایک خاص بات کا خیال رکھنا۔ درختان پہلے بھی تمہاری تھی اور اب بھی تمہاری ہے لیکن.....“

”لیکن کیا؟“ اوریگا خاموش ہوا تو میں نے بے صبری سے پوچھا۔

”تم کچھ کہتے ہو کہ لوگوں کو گئے؟“

”مجھے افسوس ہے میرے بچے! اگر ایسا نہ ہوتا تو تمہاری درختان موت کی بادی نیند سو جائے۔ میرے خواب اور صدمہ جاتے“

”میں تمہارا مطلب نہیں سمجھ رہا؟“

درختان کی طرح پر ہیوہ میرا تسلط ہے گا اور اسی لیے تمہاری نسل میں افضلے کے تمام امکانات ختم ہو چکے ہیں“

میں نے اوریگا کو گھور کر دیکھا اس کی آواز میں ہلکی ہلکی گنت پیدا ہو رہی تھی۔ بار بار وہ لوں دو لگے لگتے جیسے دموں پر اپنا بوجھ سنبھالنے میں اسے دشواری پیش آ رہی ہو۔ کیا شل بھی اس کی کیفیت کا بخیر جائزہ لے رہا تھا۔

بولے خود سننے کی قوت سے محروم کیا ہے“

”میری جگہ تمہارے ہوتے تو تمہارا تو عمل کیا مجھ سے مختلف ہوتا؟“

”میں یقین کے ساتھ تمہارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا، لیکن میں تم سے اس کی وجہ و وجہ یافت کرنا اس لیے کہ ہر عمل کا ایک دور عمل ہوتا ہے۔ کوئی عمل بلا سبب نہیں ہوتا کوئی مذکورہ عمل خود ہوتا ہے“

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ خوبصورت الفاظ سے کھیل رہا تھا۔

”نہیں، نہیں، نہیں“ اوریگا میری سوچ پڑھ کر تھلا اٹھا۔ غصے کی شدت سے اپنے ہونٹ لہو لہا کر نہ لگا۔ کچھ دیر تک وہ جنوں کی کیفیت سے دوچار رہا پھر خود پر قابو پاتے ہوئے بولا۔

”جمال اصغر! مجھے تمہاری درختان اور تمہارا مستقبل عزیز نہ ہوتا تو چلتے ہو کیا ہوتا؟ تمہارا بیعت جہاز تمہیں اور تمہارے سازد سامان کے لئے اور دنیا کے ساحل پر کبھی نہ آتا۔ سمندر کے بڑا لٹا طوفان تمہیں بھی دھند کرنا چمک رہا ہو سکتا تھا“

”اوریگا!“ میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے خیمہ گ سے پوچھا۔

”کیا یہ غلط ہے کہ تمہاری ان مہربانیوں کے پیچھے تمہاری اپنی بھی کوئی خواہش کارفرما ہے؟“

”ہاں، اب تم نے ایک قائدے کی بات کہی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں مرنے سے پیشتر کسی کو اپنی تمام قوتیں سونپنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ میری نظر پر ارض پر اپنے کسی مہاشین کو تلاش کر رہی تھیں کہ تم اور درختان میری نگاہوں میں آگے آئیں۔ تمہاری درختان کا انتخاب کر لیا اور پھر تمہارے وہ دشمن کا مایاب ہونے کو جابک حوسے سے دور بے آزار تھے۔“

”تو کیا..... وہ تمہیں جس نے میرے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کر دیے تھے؟“ میں نے اوریگا کو حقارت سے گھورا، میری نگاہوں میں خون اڑا کر ابد میں نے درختان کی سمت دیکھا۔ وہ بدستور معصوم صورت بنائے خاموش کھڑی ہلکے چہرہ کو دیکھ رہی تھی۔

”جو کچھ تمہاری درختان کے ساتھ ہوا وہ میری نظروں کا ایک اشارہ تھا“ اوریگا نے پر سکون لہجے میں جواب دیا۔ اس کے بعد وہ الفاظ جو مرنے وقت درختان کی زبان سے ادا ہوئے وہ بھی میری لاشوں کو قوت کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ تھا۔ میرے سر پر کیا پراش نے تم سے وعدہ لیا تھا کہ تم اسے پانے کے لیے ایک طویل سفر کرو گے اور اس سفر کے دوران جو واقعات اور حادثات پیش آتے ہیں یہی تم ان کی تفصیل بھی سننا پسند کرو گے؟“

”رب عظیم کی قسم، تمہاری بایں میری کھوپڑی میں نہیں سادھی ہیں“ جیکب نے دم آواز میں کہا۔

”میں جانتا ہوں، تم میری باتوں پر یقین نہیں کرو گے اس لیے کہ تمہاری سانس باقی ہے ہزاروں سال پیچھے ہے۔ وہ بایں جو تمہاری سمجھ سے بالاتر ہوں تمہیں نہیں شہدہ بازی یا فریب نظر تصور کرتے ہو۔ کچھ دہائیوں بعد تمہیں میرا وجود بھی ایک دھمکے محسوس ہوگا لیکن اس میں تمہاری غفلت نہیں، تمہارا علم ابھی تلی پڑ رہا ہے۔ تم دلوں کے سرایت واز نہیں پڑھ سکتے تو ان علوم اور اذلال قوتوں کو کیا سمجھو گے جو مجھے حاصل ہیں۔ تمہارے شعور اور ان کے محدود ذہن میری عقل و دانش کی ایک معمولی کل بھی برداشت نہیں کر سکتے، اگر تم نے خشوک بن لوں کو تخریب کر لیا ہوتا تو مجھ تک پہنچنے کی خاطر آنا تاویل اور پریشان کن بحرِ سفر نہیں نہ اختیار کرتے“

”کیا یہاں تک پہنچنے کا کوئی مختصر راستہ بھی ہے؟ کیا کیلاش نے خیمہ گ سے پوچھا۔“

”نہیں“ اوریگا ٹھوس آواز میں بولا۔ ”بہتر تھا اگر ہماری طرح تم بھی اپنے جسم چھوڑ کر خلا میں سفر کرتے ہوئے یہاں آجاتے“

”کیا مطلب؟“ جیکب چونکا، کیا جسم کے بغیر نفس میں سفر کرنا ممکن ہے؟“

”ہاں، وہ جو روحانی طور پر بہت بلند ہوں وہ جسم کے بغیر بھی ہزاروں میل کی مسافت میں بھر میں طے کر لیتے ہیں“ اوریگا نے یوں گھومتے ہوئے دس دس حقارت سے کہا۔ ”یہ وصف آج سے ہزاروں سال پہلے کے انسانوں میں موجود تھا۔ اب تم باتوں کو کیا کہتے ہو؟“

”میں سمجھ رہا ہوں“ جیکب نے بڑا انداز میں تائید کی۔ ”منا“

سے گرا بیٹے میں پستی کی طرف مائل کر دیا ہے“

میں خاموشی سے اوریگا کی فلسفیانہ باتیں مٹا دیا مگر مجھے ان باتوں سے کوئی چسپی نہیں تھی۔ میرا ذہن اس کی باتوں سے لچھ رہا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ جب تک وہ زندہ ہے درختان کو بھی ابدی رہی ہے۔ گ۔ یہ اگر حقیقت تھی تو میری زندگی کا سب سے بڑا المیہ تھی۔ وہ جو میری زندگی تھی، میری نگاہوں کے برابر جسے مجھ میں ہی کھڑی تھی لیکن ہم ایک دوسرے کے گفتگو کرنے سے قاصر تھے۔ ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات سمجھنے سے قاصر تھے۔

مجھے اوریگا کی علمی قابلیت یا مددگار برتری سے بھلا کر لگاؤ ہو سکتا تھا۔ مجھے تو صرف اس کی موت کا انتظار تھا جس کے بعد درختان کی قوت گویا ان اور سماعت اسے واپس مل سکتی تھی۔

”جمال اصغر! میرے بچے! تم جو کچھ سوچ رہے ہو اسے کیا نام دو گے؟ خود مرضی؟ مطلب پرستی یا مجھ اور اند؟“

”تم اگر دلوں کا حال پڑھ سکتے ہو تو جذبات میں لٹھنے والے طوفانوں کا اندازہ بھی لگا سکتے ہو“ میں نے صاف گوئی سے کہا۔

”تم مجھ سے شاک ہو“ اس لیے کہ میں نے تمہاری درختان کو

دیکھ کر تھوڑے سے بول۔

"یہ.... یہ تو کم سن بچہ ہے ہو؟"

میں نے اسے بخود دیکھا، اور دیکھنے کے ساتھ کہتا تھا کہ درخشاں دنیا کی بیشتر زبانوں پر بخود کہتی ہے اس نے اپنا تمام علم اور قوتوں کے تمام خزانے درخشاں کے سینے میں اتار دیے تھے لیکن درخشاں کے چہرے کی مصورتیت بتا رہی تھی کہ اور دیکھنے کے جو کما تھا وہ جھوٹ تھا میں بڑی سنجیدگی سے سوچنے لگا اور دیکھنے کے ساتھ جھوٹ کیوں بولا؟

"تم کیا سوچ رہے ہو؟" درخشاں نے دوبارہ مجھے مخاطب کیا۔

"مجھے بتاؤ جہاں! ابھی تو کیا کہہ رہے تھے؟"

"یہ آپ پر اپنی قابلیت کا سکہ جمانے کی کوشش کر رہے ہیں؟"

جیکب نے بھونڈے انداز میں بات نہانے کی کوشش کی۔

"بھائی! آپ دلواس کر سکتی ہیں کہ انسان اور جانور پر جھوٹ کر

کہیں جاسکتا ہے؟" کیلاش نے سنجیدگی کے سوال کیا اور درخشاں کو بڑبڑاتی

"کیلاش جی! یہ.... یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟" درخشاں

نے حیرت سے کہا پھر چونک کر ماحول پر ایک نگاہ ڈالنے پر سوئے بولی۔

"یہ.... یہ ہم لوگ کہاں ہیں؟ کیا یہ بھی ہماری جاگہ کو کوئی حصہ ہے؟"

میں اور کیلاش ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔

"جیکب بھائی! آپ بتائیے، ہم یہاں کیسے آئے اور ہماری

سلاوا بھائی.... دل.... لیکن شاید وہ...." درخشاں کہنے کہتے

خاموش ہو گئی پھر موندت طلب لہجے میں بولی "میں مانی چاہتی ہوں

میں بھول گئی تھی کہ میری سیلی خدا کو پیاری ہو چکی ہے؟"

"آپ ابھی اس جگہ کے بارے میں دریافت کر رہی تھیں؟"

کیلاش نے نہایت سنجیدگی سے درخشاں کو مخاطب کیا تو وہ چونک

اٹھی۔ حیرت بھری نظروں سے اطراف کا جائزہ لیتی رہی پھر میری نگاہوں

میں نگاہیں ڈال کر مصورتیت سے بولی۔

"کیوں جہاں! یہ کون سی جگہ ہے؟ ہم یہاں کب آئے؟"

"لگاڑیوں نے تمہیں آرام کا مشورہ دیا تھا...." میں نے درخشاں

کی ذہنی حالت کو محسوس کرتے ہوئے جلدی سے کہا۔ تبدیلی آپ ہوا

تمہاری صحت کے لیے ضروری تھی اس لیے ہم یہاں آ گئے؟"

"اس مقام کا نام کیا ہے؟ کوئی بڑا ہی علاقہ دکھائی دیتا ہے

لیکن یہاں آبادی بالکل نظر نہیں آ رہی ہے۔" درخشاں نے اچھٹے ہوئے

گھبراہٹ سے کہا، "ہاتھ پیسے وہ اپنی بھول بیری یادداشت کو کریدنے

کی کوشش کر رہی ہو۔ میں نے اسے باتوں میں بھلائے کی کوشش کی

لیکن کیلاش نے مجھے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا پھر درخشاں

کے چہرے کو بخوبی دیکھتے ہوئے غصے سے آواز میں بولا۔

بلیں گے؟"

"پھر وہ کون ہیں جو ہمیں اور ہماری محبت کو نظر لگاتے ہیں؟"

"یہ ہمارے دوست ہیں" میں نے ہستے سے کہا۔

دوست کے نام پر وہ چونکی۔ پٹ پٹ کر اس نے جیکب اور

بلاش کو دیکھا۔ اس کی نگاہوں میں اجنبیت کا احساس دیکھ کر

بڑے دل کو ایک دھچکا لگا۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ کس

تھیں "میرے دیرینہ دوستوں کو نہیں پہچان سکی لیکن درخشاں

وہ کیفیت زیادہ دیر برقرار نہیں رہی۔ اس کے یا قوتی ہونٹوں

زندگی سے بھر پور دستم آجھڑا کی اساس نے کیلاش کو بخوبی دیکھنے لگے

اپنے پیار سے کہا۔

"کیلاش جی! آپ...."

"مجھے خوشی ہے کہ آپ مجھے پہچان لیا اور مجھے اپنی شناخت

کر لے...." کیلاش نے اپنا جملہ نامک چھوڑ کر جیکب کی سمت

بھاڑا اور درخشاں کی نظر بھی اڑھڑا گئی۔ ایک پل کو وہ سنجیدہ ہو گئی

ہر بولی۔

"جیکب بھائی! مجھے آپ کے دوبارہ مل کر بے حد خوشی ہوئی۔"

"فدہ نوازی ہے آپ کی دوز...."

"یہ بھول بھلا سکتی ہے مولی ہے؟" کیلاش نے جیکب کا

لاٹھلٹھ کیا۔

"مجھے یاد آگیا۔" درخشاں نے زیر زبانی کرتے ہوئے کہا۔ آپ

لے ایک بار جیکب بھائی کو کٹھن پر ہمارا کام بھی دیا تھا؟"

"آپ کی یادداشت قابلِ داد ہے؟" کیلاش نے معنی خیز لہذا

پا جواب دیا۔

"آپ اپنی ساری کیلاش جی! آپ نے کس کو اپنا جیون

ماخذ بنایا یا ابھی تک مریضوں ہی میں زندگی گزار رہی ہے؟"

"آپ کا کیا خیال ہے؟"

"مجھے یقین ہے کہ آپ نے ابھی تک شادی نہیں کی؟" درخشاں

نے کہا۔ بقول جیکب بھائی کے آپ ابھی تک لٹھلٹھ سے سر جرن

ہنے ہوئے ہیں؟"

"یہ بولنا بات؟" جیکب بولا۔

میں حیرت سے درخشاں کو دیکھتا ہوں۔ وہ ماضی کی باتوں کو اس

لڑاؤ پر ہزار ہی تھی جیسے بھی کئی بات ہو۔ اور دیکھنے سے ہی کہا تھا

لاس نے درخشاں کے لاشعور میں ماضی کو سودا ہے اور مجھے خوشی

تھی کہ اس کی یادداشت واپس لوٹ رہی تھی۔ مجھے اور دیکھنے کی کسم پوٹی

بازار باتیں یاد آئے تھیں چنانچہ میں نے درخشاں کو آگے ماننے کے لیے

اور دیکھنے کی زبان میں مخاطب کیا۔ بھل مارا اس نے مجھے حیرت سے

وہ میری درخشاں تھی، میں اسے تسلیم کرنے سے کیسے انکار کر دیتا؟

ہم ایک دوسرے کو دل کی دھڑکنوں کی زبانی جڈان کی دھڑکن

داستان مناتے ہیں۔ وہ اس طرح مجھے جلائے ہوئے تھی جیسے موت

کے آخری لمحوں تک ایک پل کو بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہو کر خود میرا

حال بھی ہی تھا۔ میرے اختیار میں ہوتا تو ہفتا کی رفتار کو اس کی ایک

نکتے پر سوک دیتا اور دو صال کی ان گھڑیوں کو ابھی سکون میں بدل

دیتا لیکن جیکب کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ وہ سرگوشی کے عالم میں

کیلاش سے مخاطب تھا۔

"کیلاش! کیا تم یہ سب کچھ دیکھ رہے ہو؟"

"ہاں، ہم جو دیکھ رہے ہیں وہ خواب نہیں حقیقت ہے

لیکن...."

"لیکن کیا؟"

"کیا ہماری آنکھیں جو دیکھ رہی ہیں ہم اس پر اعتبار کر سکتے ہیں؟"

"اور دیکھنا کہ جو دیکھ رہے ہیں حیرت انگیز تھا۔" جیکب

نے کہا۔ تب غلیظ قسم مجھے ابھی تب ہے کہ کھل آنکھوں سے

درخشاں بھائی کو دوبارہ زندہ دیکھ رہے ہیں۔ ممکن ہے اور دیکھنے کی

پراسرار قوتوں نے ہمیں کس سوچ میں مبتلا کر دیا ہو؟

"ہمیں وقت کا انتظار کرنا ہوگا۔ حقیقت کیا ہے یہ راز جلد

ہی کھل جائے گا؟"

میرا خیال تھا کہ درخشاں جیکب اور کیلاش کی گفتگو نہیں سُن

رہی ہوگی۔ میں اس کے جذبات کی شدتوں کو اپنے دلی محسوس کر رہا تھا۔

میں نے درخشاں کے کان میں آہستہ سے کہا۔

"خود کو سنبھالو میری زندگی! کچھ آنکھیں ہمارے پیار کو نظر

لگا رہی ہیں؟"

"ان آنکھوں کو بھڑو دھال! وہ نشے سے سرشار لہجے میں

گنگناٹے میں تھیں میری آواز ماشوں کے بعد بایا ہے۔ وقت ظالم

ہوتا ہے اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے؟"

"درخشاں! اذرا دیکھو سو؟" یہ دونوں.... میں جیکب اور

کیلاش کا نام لیتے لیتے یکھنٹ بھنٹھل گیا، اور دیکھنے کے لیے تکیہ کرتی

کہیں خود سے اسے جیتی ہوں باتیں یاد دلانے کی کوشش نہ کروں۔

میں نے جلدی سے جھلکے کی ممانعت کو بدل دیا۔ دیکھو تو سو؟ یہ کون

لوگ ہیں؟"

"ہمارے دشمن ہوں گے جو ہمیں پھر ایک دوسرے سے جدا

کرنا چاہتے ہوں گے لیکن اب یہ ایسا نہیں کر سکیں گے؟" اس نے

سربراہ آکا میں کہا۔ تمہاری درخشاں اب قیامت تک تمہارے

ساتھ ہے گی؟"

"مجھ کو نہیں میری مدد! اب ہمارے دشمن ہیں زیر زمین

نے حقیقت کے لحاظ میں مبالغہ آرائی کی ہلکی سا چاشنی بھی شامل کر دی

ہے لیکن یہ آئینہ سُن آئے میں تمک سے زیادہ نہیں۔ اگر میں ایسا کرتا

تو شاید میری کمان ہی نہ تھا خشک لہجے سے مزہ ہو جاتا۔

قادر بن کر میری یاد رکھنا چاہیے کہ یہ زمین عمارت کا ایک

مجموعہ ہے کائنات کے لاکھوں سورتے راز لیے ہوں گے جو ابھی تک

انسانی دسترس سے دور درگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے۔ کل تک

ہمارے لیے جو باتیں ناقابلِ فہم اور نونہیں آج وہ باتیں حقیقت کے

نوپ میں ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ خلا کی گنج اور انسانیت کو

باقی لوگوں کے ذریعے ہر ذریعہ میں دور درگاہوں میں لوگ ان ہلکے مذاق

سیجھتے تھے لیکن سائنس کی ترقی نے سناج ان باتوں کو ممکن بنایا ہے آج

جو چیزیں محض کاغذات تک محدود ہیں اور لوگوں کے بارے میں سُن کر

انہیں معتمد خیر قرار دیتے ہیں کیا عجیب کہ وہ کل حقیقت بن جائیں۔

بہر حال درخشاں کو پالنے کے بعد سادگی کی موت کا غم میرے

دل و دماغ سے چھٹ گیا۔ یوں بھی وہ میری کوئی عزیز یا رشتہ دار نہیں

تھی۔ وقت اور حالات نے اسے ہمارا مسافر ضرور بنایا تھا۔ مجھے انکار

نہیں کر سکتے ہماری زندگی بچانے کے لیے ہماری مدد بھی کی لیکن وہ

جن حالات سے دوچار ہو کر موت کے چنگل میں جا پھنسی تھی، اس نے

نجات دلانا ہمارے اختیار کی بات نہیں تھی۔ میری طرح کیلاش اور

جیکب کو بھی ایک ماضی کے پھڑپھڑ جانے کا صدمہ ضرور تھا لیکن درخشاں

کے معمول نے ہمارے ذہنوں کا تکان کو بڑی حد تک دور کر دیا تھا۔

اور دیکھنے جس پراسرار اور ناقابلِ یقین انداز میں آسمان کی جانب

سفر کیا اس نے ہماری عقل کو گم کر دی تھی۔ مٹی کے وہ ذرات ابھی

تک ہمارے ذہنوں میں پکڑا رہے تھے لیکن درخشاں کی انوس آواز

نے ہمیں ہم کو اس کی جانب متوجہ کر دیا کیلاش جو بنیادی طور پر ایک

سرجن تھا اور میڈیکل سائنس میں خاصی سوچ بوجھ کا مالک تھا درخشاں

کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا شاید اسے یقین نہیں آ رہا

تھا کہ وہ جو ایک طویل عرصے بعد جڈان کی شدتوں کو وصال کے رنگ

سے ہم آہنگ کر رہی تھی، وہ میری درخشاں ہی تھی۔

جیکب بھی احمقوں کی طرح دیمے بچا تھا اور درخشاں کو دیکھ

رہا تھا وہ پادری تھا، آکا لوگ کے عقیدے پر اسے مطلق یقین نہیں

تھا مگر کے دوران اس نے اکثر مجھ سے کہا تھا کہ میں جس راستے

پر آگے بڑھ رہا ہوں وہ خوابوں کی وادی کی طرف جاتا ہے میری درخشاں

مجھے داغ مخالفت سے مل چکی ہے۔ مجھے اسے بھول جانا چاہیے خود

میں بھی ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان باتوں کو تسلیم کرنے کو

تیار نہیں تھا۔ وہ سفر میں نے معنی درخشاں کی روح کی تسکین اور

ماحول سے وقتی فراہم کا خاطر اختیار کیا تھا لیکن میں اس حقیقت کو

کیے بھلا دیتا جو اپنے وجود کی تمک سے مجھے سرشار کر رہی تھی۔

علاقہ بھوئی بہاڑیوں کے نام سے دیکھا جاتا ہے اور یہاں اودھ کے سوا کوئی نہیں رہتا۔

”لو... وی... گا“ درخشاں نے اپنی ٹھیکیں بھینچیں کیلاش کے جانب دیکھتے ہوئے غلامیہ لہجے میں بولی۔ ”ہاں... ہاں... مجھے یاد آ رہا ہے میں ہسپتال میں تھی۔ نہیں... تم نے حویلی کے اندر اٹھنا کہہ لیا ہے۔ میں... میں ماں بیٹے والی تھی لیکن میری کپڑاں گھونٹنے نے ہنگامی طور پر آپریشن کر کے مجھے پھانسی کی کوشش کی لیکن... میری شاید بیہوش ہو گئی تھی۔ پھر... مجھے ہوش آیا تو وہ... وہ میرے قریب کھڑا تھا اس نے مجھے اپنا نام اور گیارہ بتایا تھا وہ طویل القامت پورٹھاجس کے سر اور داڑھی کے بال دونوں کے گلے کی طرح سفید اور نرم تھے مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ میں نے انکار کرنے کی کوشش کی، مگر اس کی آنکھوں کی کوشش نے میری زبان گنگا کی سی پھر وہ مجھے بچوں کی طرح ہاتھوں میں اٹھا کر فضا میں پرواز کر کے لگا۔ اودھ... اودھ... اور اس کے بعد کیا ہوا... کیا ہوا تھا اس کے بعد...؟“

”درخشاں اپنا جملہ مکمل ذکر کیا، مگر میں نے ایک کر کے ہاتھوں میں بندھنا چاہا تو شاید وہ تیرا کار سنگلاخ زمین پر گر گئی ہوتی جبکہ نے سم کر اپنے سینے پر حلیہ کا نشان بنانا شروع کر دیا۔ کیلاش نے میرا ہاتھ لیا اور درخشاں کو زمین پر اڑایا۔ میری حالت دیوانوں جیسی ہو رہی تھی۔ میں نے کیلاش کو گھور کر شکایت آمیز نگاہوں میں دیکھا۔ میں جانتا ہوں میرے دوست! تم مجھے سے خوفناک! اس نے سنیگدے سے کہا۔ مجھے شاید اودھ کا نام نہیں لینا چاہیے تھا لیکن میں نے سوچا کہ وہ انسانی طریقہ علاج ہے۔ میں تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ وقت نے ہمیں کن حالات سے دوچار کر رکھا ہے۔ ”اب تم لو اکیلا خیال ہے؟“ میں نے نفرت سے ہنسنے چاہتے ہوئے پوچھا یا تبسیر ابھی تک یقین نہیں کیا کہ قدرت نے تم کھا کر درخشاں کو میری جھولی میں چلایں ڈال دیا ہے؟“

”ہمت سے کام لو جمال! ابھی ہمیں اپنی کامیابی کے سلسلے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔“

”... شاید بیہوشی کی کیفیت سے دوچار ہیں؟“ کیلاش نے مشکل کیلاش سے کہا کہ کیا تم انھیں ہوش میں لانے کی کوشش تدبیر اختیار نہیں کرو گے؟“

”نہیں“ کیلاش نے ٹھوس اور سرسبز لہجے میں جواب دیا۔ یہ فرض بھی اور گیارہ کی مدد کو ادا کرنا ہوگا۔

میں نے کیلاش کے جواب پر اسے صداقت میری نظروں سے گھورا پھر پوچھا کہ اپنے ہنسنے والوں تلے پہنچنے لیے۔ درخشاں کے چہرے پر نگاہیں جمادیوں جو کھلے آسمان کے نیچے سنگلاخ

فرش پر بے سندھ پڑی تھی۔

”جمال! کیا میں یاں لاؤں؟“ جبکہ نے میری دلجوئی کی غفلت

کہا۔ ”تم پر پانی کے چھینٹے دینے سے...“

”کیا تم اپنی زبان کچھ دیر کے لیے بند نہیں کر سکتے؟“ کیلاش نے کڑختہ آواز میں جبکہ کو مخاطب کیا۔

”تم کیسے استعقول سرجن ہو۔ ایک مریض تمہاری نگاہوں کے سامنے بیہوش پڑی ہے اور تم ڈر کر لگا جیسے انداز میں ہیں آنکھیں

دکھا رہے ہو۔ مقدس باپ اپنا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھا اگر

درخشاں بھائی کو...“

”مجھے نہیں ہو گا نادر جبکہ کیلاش سپاٹ آواز میں بولا۔

”تمہیں یاد نہیں ہے کہ اور گیارہ نے آسمانوں کی سمت پرواز کرنے سے

پیش کش کیا تھا؟ اس نے کہا تھا کہ درخشاں نے دیوتاؤں کا وہ خاص

مشراب پی لیا ہے جو اسے زندہ رکھے گا۔“

”کیلاش! میں نے تم کو کہہ کر اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔ تم... کیا کیا چاہا ہے؟“

”میں اور گیارہ کی بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں۔ ہاں جمال! کیلاش نے میرا شانہ تعجب تھیاتے ہوئے سنیگدے سے کہا۔ میں

نے تمہاری درخشاں کو شدید ذہنی جھٹکا پہنچانے کا ایک طریقہ

آزمایا ہے۔ اگر اور گیارہ کی پراسرار قوت نے اسے دوبارہ نادل کر

دیا تو میں اسے درخشاں بھائی کی حیثیت سے قبول کر لوں گا۔“

”خدا کی قسم جو کچھ ہو رہا ہے وہ کم از کم میری سمجھ سے بالاتر

ہے۔“ جبکہ بولا۔

”میں ایک باہر تمہیں خاموش رہنے کا نیک مشورہ دوں گا۔“

کیلاش نے نرمی سے جبکہ سے کہا پھر ہاتھ ٹھاکر درخشاں کی زمین

دیکھنے لگا۔ میں خاموش بیٹھا سرجن کیلاش کے چہرے کے تاثرات کا

جائزہ لیتا رہا۔ درخشاں کی بیہوشی اور کیلاش کی باتوں نے مجھے بڑی طرح

الجمادیا تھا۔

”کیوں؟“ کیلاش نے کھانسی کا اشارہ کرنا تو میں نے قدرے

خشک آواز میں دریافت کیا۔ ”تمہیں ذکاوت کے تھما لیا خیال ہے؟“

”دل اور بعض کی رفتار بالکل نادل ہے اور...“

”کیلاش! میں نے اسے بولنے کا موقع نہیں دیا۔ تمہیں مجھ

سے ایک وعدہ کرنا ہوگا۔“

”کیا؟“

”اگر میری درخشاں کو ہوش آ گیا تو تم آئندہ اس کے بارے میں کوئی شک نہیں کرو گے۔“

”جمال! تم...“

”اگر درخشاں کی مدد کی میرا مقصد ہے تو میں وعدہ کرتا ہوں

میں سے کوئی کھوکھو نہیں کروں گا۔“ میں جذباتی ہو گیا۔ دوسری صورت

میں میرے معاملے کے درمیان نہیں آئے۔“

”میں وعدہ کرتا ہوں کہ جیسا تم چاہتے ہو ویسا ہی ہو گا۔ کیلاش نے سنیگدے سے میری بات مان لی۔

جبکہ بدستور تصویر صبرت نادر درخشاں کو دیکھتا رہا لیکن

سب تقریباً آدھے گھنٹے بعد درخشاں نے دوبارہ آنکھیں کھول

لیں تو میرے علاوہ جبکہ کے چہرے پر بھی خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

بلاش بدستور سنجیدہ رہا۔

”جمال! درخشاں نے مجھے دیکھتے ہوئے بڑی معصومیت

سے پوچھا۔ ”تم مجھے چھوڑ کر کہاں نکلے گئے تھے؟“

”میں نہیں جانتا۔“ میں نے تیزی سے کہا۔ ایک پل کے لیے

میں تمہارے قریب سے دور نہیں ہوا۔“

کیلاش نے جبکہ کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا پھر چل قدمی کے

مذا میں قدم بڑھاتا ہوا ساحل کی جانب چلا گیا۔ جبکہ نے ہونٹوں

کی طرح نرم کھول کر اس کی تقلید کی تھی۔ پھر جب ہم تنہا گئے تو درخشاں

نے بڑی راز داری سے کہا۔

”جمال! تم آئندہ میری خاطر اپنے دوستوں سے کبھی کوئی ٹکرا

کرنا۔“

”درخشاں! میں چونکا اٹھا۔ کیا تم؟...“

”ہاں جمال! میں تم لوگوں کی باتیں سن رہی تھی۔ کیلاش کو تاثر

لے کر اس کی خاطر میں نے اپنی بیہوشی کا ٹکڑا دکھا دیا۔ اگر ایسا نہ کرتی

تو تمہارے عزیز دوستوں کو میرے وجود پر کبھی یقین نہ آتا۔“

درخشاں نے مجھے ایسی سحر انگیز نگاہوں سے دیکھا کہ میں ان

کی متعاطی کشش میں ڈوب کر رہ گیا۔ مسرت کی ایک لہر پوری شدت

سے میرے وجود سے نکلائی۔

درخشاں کو دوبارہ حاصل کرنے کے بعد مجھے کسی سو دویاں

کا احساس باقی نہ رہا۔ میں نے اپنے سامنے کوئی سرخ روشنی کر دینے کی

کوشش کی۔ اس کی جاگیر کے بارے میں مجھے اطمینان تھا کہ جب تک

دیوان جی کی سانس باقی ہے جاگیر کے معاملات اسی طرح چلتے رہیں گے

جس طرح میں انہیں چھوڑ کر آیا تھا۔

رہے میرے عزیز واقارب تو میں پہلے ہی تاج کا ہوں کہ کوئی

میرا گناہ تو ہی مٹنے والا رہا نہیں تھا جو میری موت پر بیٹھ کر آنسو بہا

یا میری خوشیوں پر کسی مسرت کا اظہار کرتا۔ البتہ میری موت پر انہیں

خوشی مزید ہوئی اس لیے کہ میرے بعد میری میری جائداد کے وارث

ہوئے۔ غلبہ والد صاحب کی موت کے بعد بھی میرے اسی سوتیلے بھائی

بندوں نے میرے قریب آنے کی کوشش کی تھی۔ میرے لیے

کئی لوگوں کے دشتے آئے لیکن میں نے ان سب کو رد کر دیا۔ میں جانتا

تھا کہ ان رشتوں کے پیچھے لالچ اور خود غرضی کا فرما تھی۔ وہ مجھ سے

ناتا جوڑ کر میری جائداد کے حقدار بننا چاہتے تھے لیکن جب میں نے

ان سب کی طرف سے ہنسنے پھیر کر درخشاں کو اپنا یا تو ان کے ارمانوں پر

اوس پر گئی۔

میری شادی کے بعد سانپ کی طرح کٹلی مارے ہوئے میرے

سوتیلے رشتے دار کچھ دنوں تک اپنا سر پٹنے پہ پھر خاموش ہو گئے

لیکن میں جانتا تھا کہ وہ میری موت کے خواہاں ہیں۔ ان کو میری ذات

سے نہیں میری کرداروں کی جائداد سے پیار تھا۔ وہ مجھ سے بغیر

نہیں تھے۔ میری موت کے انتظار میں گھات لگاتے بیٹھے تھے۔

میرے سامنے میں دھرا بھی کیا تھا جس کی سمت میں پلٹ کر

دیکھا۔ ایک درخشاں تھی جو مجھ عرصے کے لیے مجھ سے قدر بڑھ کر

دل کی تھی میری زندگی میں اس کے سوا اور کیا باقی رہ گیا تھا۔ دولت کی

مجھے کوئی کی نہیں تھی۔ میں نے بڑی سز پر دلائی سے پیشتر کیلاش

کے منیادونیک مشورے پر جا کر دیکھ بھال اور کسی وقتی ضرورت

کے پیش نظر اٹھ دس لاکھ روپے منامی بینک میں جمع کر دیے۔ باقی

تمام روپے دنیا کے مختلف بینکوں میں منتقل کر دیا جو اب میرے کام

آ سکتا تھا۔ میں درخشاں کو لے کر کسی ملک میں نہایت آرام و سکون

سے رہ سکتا تھا میں نے سوچا بھی یہی تھا کہ اب اپنی جاگیر کو طرف بھول

کر کسی طرح نہ کروں گا صرف اپنے دیرینہ اودھ کا وفاق و اخلاص دیوان جی کو

اپنی زندگی سے باہر کر دوں گا لیکن کسی اودھ کو مطلق یہ اطلاع نہیں

ہوئے۔ دونوں جاگیر میں زندہ ہوں۔

میری جاگیر میں ابھی میری زندگی کے بہت سے دشمن موجود

تھے۔ پریم ناتھ جو درخشاں (کا جیل) کا باپ تھا اور اس کے ساتھی

جنوں نے میری شادی کو اپنی مذہبی آکا کا مسئلہ بنایا تھا وہ سب میرے

دشمن تھے۔ ایسے بزدل گروہ خط ناک دشمن جو باقاعدگی سے سوار کرنے

کے عادی تھے یا دوست بن کر مجھے ہر کام دینے کو ہر لمحہ تیار

رہتے تھے۔

غرض کہ درخشاں کے حصول نے مجھے زندگی کے تمام خدایوں سے

بے نیاز کر دیا۔ میری زندگی کے بہترین ساتھی میرے دوست جبکہ

اور کیلاش میرے ساتھ تھے۔ انہوں نے دکھ درد اور پریشانیوں میں میرا

ساتھ دیا تھا۔ میں نے طے کر لیا کہ انہیں بھی اپنی خوشیوں میں برابر کا

حصہ دار بنانے لگوں گا۔ درخشاں بھی مجھے پارکے بعد مراد تھی۔

شاید اس نے بھی اپنے سامنے کوئی سرخ روشنی کر دیا تھا لیکن اکثر ہنسنے

ہنسنے وہیں خاموش ہو کر خلاؤں میں گھورتے مگنی جیسے کسی آنے

والے طوفان کا اندازہ لگا رہا ہو یا اپنے گم گشتہ ماضی کو تلاش

کرنے کی کوششوں میں مصروف ہو۔

طرف متوجہ تھی۔ شاید اس نے میرا جملہ بھی نہیں سنا تھا، نہ جانے کتنے خیالوں میں مستغرق ہو گئی تھی۔ یہ کیفیت اس پر اکثر ظاہری ہوتی تھی۔ درختوں! میری زندگی! تم کتنے خیالوں میں گم ہو؟

میری آواز سن کر وہ چونک کر پھر سے ہنسے انداز میں میرے قریب آتے ہوئے بولی۔ جمال! مجھے ایسی آوازیں سنائی دے رہی ہیں جیسے یہاں بہت سارے لوگ دوہرے ہوں۔ یہ.... یہ کون لوگ ہیں جو نظر نہیں آ رہے ہیں۔ یہ.... یہ آوازیں کس کس قسم کی ہیں؟

”یہ سب تمہارا دماغ ہے۔“ میں نے چاروں طرف نگاہیں جھانکیں کود دیکھتے ہوئے کہا۔ یہاں ہمارے سوا اور کون نہیں؟

”کوئی نہیں ہے تو پھر یہ روئے دھوئے کے آوازیں؟“ درختوں نہ جلنے کس ناویدہ خوف سے کانپ رہی تھی۔ میں فوراً ہی واپس کے خیال سے پٹا لٹکیا اس لئے مجھے رفیق کی بات کا خیال آ گیا۔ اس نے کہا تھا کہ میں کبھی کبھی انگوٹھی چوم لیا کروں کسی فردی جذبے کے تحت میں نے پانی یا سہا ہاتھ بلڈ کر لیا اور کڑی کی انگشتی کو نہایت عقیدت سے چوم لیا اور تب میری آنکھیں حیرت سے کھلیں کہ کھل رہ گئیں۔ میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

ہم جہاں کھڑے تھے وہاں چاروں طرف بلند مادوں کے کھنڈرات نظر آ رہے تھے۔ کبھی وہ جگہ یقیناً ایک خوبصورت شہر کی طرح آباد رہی ہوگی لیکن اب وہاں ہر سمت ویران کاری دکھائی دیتی تھی۔

تو یہ مادہ مجھے شرمندہ نہیں کرے گا۔
”تم خواہ کچھ بھی سوچو لیکن مجھے جنگلوں کی سمت نہیں جاناؤں گا۔“ جنگب اپنے ٹیبلے پر اڑا رہا۔

”ہمت ڈھکیٹ معلوم ہوتے ہو؟“
”اور میں جو تڑپ میں آئے ایک کھلاؤ میں برا نہیں مانوں گا۔“
”جنگب! سچا تم نہیں بیٹھے ہو۔ ہم کچھ دیر تک یہ کر سکتے ہیں۔“
”میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ درختوں بھی مسکراتی ہوئی مٹری ہو گئی۔ جنگب اپنی جگہ سے ٹپ سے نہ ہوا، کیلاش ابھی تک اسے غصیل نظروں سے گھور رہا تھا۔

”کیا تم شرافت سے نہیں اٹھو گے؟“
”نہیں۔“ جنگب فیصلہ کن انداز میں بولا۔
”پھر میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گا۔“ کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔ میں اب سمجھ گیا کہ تم یہاں سے جانا کیوں نہیں چاہتے؟

”کوئی حماقت سوچھی ہوگی؟“
”حماقت نہیں، بہت دور کی جو جگہ ہے تم شاید یہاں بیٹھ کر سوندری بے چین لہروں میں دوہرا پاکی پتے تاب دھوکے کو تلاش کرنے کی کوشش کر دو گے۔ پھر تمہارا خیال ہے کہ ہمارے جلنے کے بعد ساواری کی دھوکے تمہارا دل بھلانے کے لیے اچھلے گی؟“
جنگب کسی طبع ہمارے ساتھ چلنے کو آمادہ نہ ہوا تو کیلاش نے بھی محنت کر لی۔ وہ شاید اخلاق طور پر ہماری ہمت شکنی میں نکل نہیں ہونا چاہتا تھا۔ میں نے زیادہ اصرار نہیں کیا اور درختوں کے ساتھ قدم راکھانے لگا۔ طاعی چند قدم ہمارے ساتھ آیا پھر وہ بھی دم ہلاتا ہوا واپس لوٹ گیا۔

درختوں بے حد مسرور نظر آ رہی تھی۔ ایک طویل عرصے بعد تنہائی ملی تھی۔ ہم باتیں کرتے، ایک دوسرے کو چھیڑتے جنگل میں داخل ہو گئے۔ وہاں سولے دیرانیوں کے اندر کچھ نہ تھا۔ ہر سمت گہرا سکوت نظر آتا تھا۔ ہم گھٹے جنگل میں دوڑ تک چلے گئے لیکن نہ تو ہمیں کوئی بندہ نظر ملا نہ ہی کسی حشرات الارض کا وجود نظر آیا۔ اس خیال سے کہ ہمیں ہم راستہ نہ جنگل جہاں میں لے واپس کا ارادہ ظاہر کیا تو درختوں نے نہایت معصومیت سے پوچھا: ”کیا تمہارا دل اتنی جلدی بھر گیا؟“

”تم سے؟ نہیں درختوں ایسا نہ کہو۔“
”تم یہاں کیا دیکھتے تھے؟“

”جین نے کہا تھا کہ اس گھٹے جنگل میں....“ میں نے جملہ مکمل نہیں کیا۔ مجھے فوری طور پر اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ درختوں کی موجودگی میں مجھے ان باتوں کا ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں نے بات نہ لانے کی کوشش کی۔ درختوں کی سمت دیکھا لیکن وہ دوسری

لیکن جنگب اس بات کے خلاف تھا کہ ہم جان بوجھ کر خود کو خطرات کے حوالے کریں۔ چنانچہ اٹھتے ہوئے بولا۔
”آؤ تمہیں بیٹھے ٹھکانے ان گھٹے جنگلوں کا خیال کیوں لگتا؟“
جنگب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اس لیے کہ ان میں ایک جگہ بے کار بیٹھے بیٹھے لگتا جاتا ہے۔“
کیسوٹی کا شکار ہونے لگتا ہے۔ میں نے دلیل پیش کی۔
”لمبے لمبا ہوں، لیکن گھٹے جنگل کیوں؟ ہم ہمارے ہی اوپر جا کر ان کھنڈرات کی بھی یہ سر کر سکتے ہیں جو آج بھی میدانوں پر ان تار مار ہوتے نظر آتے ہیں۔“

”اور اگر میں یہ کہوں کہ ہمیں تاریخ سے زیادہ جزائے سے لگاؤ ہے تو؟“ کیلاش نے کہا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ جنگل کے نام پر تمہاری دھوکے کیوں فنا ہونے لگتی ہے؟ ہم ایک بار پیلے بھی اس کے قریب سے ہو کر گزر چکے ہیں؟

”اس لیے تو اب دو دو دہرے ہونے کا مشورہ دے رہا ہوں۔“
جنگب سنجیدگی سے بولا۔ ”دشمن اگر سامنے ہو تو انسان اپنے ہموار کے لیے کچھ کر سکتا ہے اور کچھ نہیں تو محالے کا خیال ترک کرنے کا۔“
”اور فرار اختیار کر سکتا ہے لیکن گھٹے جنگل کا وہ حصہ بالکل برعکس ہوتا ہے۔ ہم چلے جا رہے ہیں نظر اٹھائے آسمان پر۔“
”اودے اودے ہمارے کان کا نظارہ کرتے ہوئے اودے نیچے سے کسی حشرات الارض کے قبیلے کے کسی نمبر پلے باشندے سے نہ ملے۔“
”ہوئے خیریت دیانت کر لی تو گئے کام سے۔“
”جنگب! تمہارے بھی من اور لوگوں کو موت کا علم بھی اس وقت ہوتا ہے جب لاش سے تھن پھوٹے لگے۔“

”میں، کیلاش اور درختوں بھی تمہارے ساتھ ہوں گے۔“
میں نے کہا۔

”میں جانتا ہوں لیکن....“
”تم نہ بڑے احمق اور گاؤں کی ہو یا کیلاش بولا۔ کیا غصہ ہو کہ موت ان گھٹے جنگلوں میں صرف تمہارے انتظامیں بیٹھی ہوگی؟“

”نہی لیکن میں دیدہ و دانستہ خطرے میں کوئی نہ تیرا نہیں۔ تم کوئی نہیں چلے جاتے جمال اور درختوں جہاں کے ساتھ؟“
”اور تم یہاں اکیلے بیٹھ کر کیا کھیاں مارو گے؟“
”کھیاں مارنے میں اگر زندگی کی ضمانت موجود ہو تو مجھے یہ بھی منظور ہے۔“

”مجھنے کی کوشش کرو نا در جنگب! کیلاش نے اسے آمادہ کرنے کی خاطر کہا۔“ اگلا آدمی کسی شادی شدہ جوڑے کے درمیان ایسا ہی بچھا جاتا ہے جیسے کباب میں ہڈی۔ تم ساتھ جو

دیر لگاتے تھے سے یہی کہتا تھا کہ اس نے درختوں کے ماضی کو اس کے خود سے نکال کر لا شور میں محفوظ کر دیا ہے۔ شاید وہ اکثر اپنے لا شور کو دیکھنے کی کسی میں شوری طور پر کچھ دیر کے لیے بالکل گم صدم ہو جاتا کرتی تھی میرے علاوہ کیلاش نے بھی اس کی خاموشی اور رکھوئے کھوئے انداز کو بڑی شدت سے محسوس کیا لیکن یہ کیفیت زیادہ دیر تک برقرار نہیں رہی تھی۔ چند لمحوں کے لیے وہ اپنے خیالوں میں غور چھلکا مگر پھر فوراً ہی چونک کر دوبارہ ہنسنے ہوئے یوں محض ہوجاتی جیسے اپنے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہو۔

ایک مسلمان ہونے کے ناطے درختوں کی موت کو میں نے بھی تسلیم کر لیا تھا۔ کیلاش ہندو ہونے کے باوجود آداگوں کے عقیدے پر یقین نہیں لگتا تھا۔ جنگب خالصتاً مذہبی آدمی تھا، لیکن اس کے باوجود ہم نے درختوں کے وجود کو قبول کر لیا تھا، اس لیے کہ وہ اپنے خواب کی تعبیر میں کڑھادی نگاہوں کے سامنے موجود تھی۔ اس کی مصمت شکل، چال ڈھال، عادت و اطوار اور طریقے کچھ بھی تو نہیں بدلتا تھا جو ہمیں کسی شعبے میں بدلتا کرنے کی خاطر ہمارے شکوک و تعویذ دیتا۔ میرا خیال تھا جنگب! درختوں کو زندہ قبول کرنے میں سب سے زیادہ پس منظر میں کرے گا لیکن میرے اندازے کے برخلاف اس نے سب سے پہلے درختوں کے وجود کو قبول کر لیا اور بہت جلد اس سے مکمل مل گیا۔ بظاہر کیلاش نے بھی اپنے انداز میں کوئی ایسی نمایاں تبدیلی نہیں پیدا کی جو میں اس کے بارے میں کچھ سوچتا لیکن میں نے یہ بات اکثر محسوس کی کہ درختوں کی طرح کیلاش بھی کبھی نہ جانے کتنے خیالوں میں غرق ہوجایا کرتا تھا۔ میں اسے یوں غرق نظر نہیں آتا تھا۔

درختوں کے جلنے کے بعد ہماری جدوجہد میں وقتی طور پر ایک بڑھاپا آگیا، ایک جمود پیدا ہو گیا۔ جنگب کا خیال تھا کہ اب ہمیں متنبہ دینا کہ جسے میں سوچتا تھا کہ وہ پانچ پانچ آدمی بڑے میں ہی دو دو باش اختیار کر لیتا ہے کیلاش ایسے وقتوں پر جنگب سے اچھے پڑتا، مجھے بھی یقین تھا کہ ہم جس طرح ایک ایک حادثے سے دوچار ہو کر اس گم نام جزیرے تک پہنچ گئے کسی طرح کوئی دوسرا اچھا حادثہ ہمیں ان علاقوں سے نجات بھی دلا سکے گا۔ اور لگاتے بھی موت سے پیشتر اس بات کی جنگلوں کی تھی کہ ہم دوبارہ مذہب دنیا میں واپس لوٹ جائیں گے اور ہمارے ہی لیکن قبل اس کے میں مجھری بہنوں سے اپنی واپس کا احوال بیان کروں ان گھٹے جنگلوں کے بھی کچھ واقعات مختصر قلم بند کرنا چاہتا ہوں جن کا ذکر سب سے پیشتر میری لکھا تھا۔

میں نے اپنے ساتھیوں سے جنگل کی سر کر کے کی خواہش کا اظہار کیا تو کیلاش اور درختوں نے فوراً اپنی آگاہی کا اظہار کر دیا

ایم اے راحت کے طلسماتی قلم سے

تاریکے وادی

دو جلدوں میں

حصہ اول = 150/-

حصہ دوم = 150/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

جن کا ذکر میں ترتیب وار کروں گا اس کی مدد میں شاید میرے قارئین اس بات کا بہتر طور پر اندازہ لگا سکیں کہ وہ سب کچھ کیا تھا؟ اور اب میں بھوری پہاڑیوں سے اپنی واپسی کے واقعات کی طرف آتا ہوں۔

❖

بھوری پہاڑی پر چاندنی رات کا وہ منظر بے حد حسین اور دلغریب تھا۔ اگر ہم نے وہاں کے علاقوں کی سیر پہلے سے نہ کر لی ہوتی تو میں اس رات کو یقیناً عجیب اور پُر حیرت اس لیے کہ چاندنی کے باوجود پہاڑی کے اوپر ہی تھے کہ کھنڈرات اور منہدم مینا بے حد پراسرار اور بڑے بھیاںک نظر آ رہے تھے۔ اس رات کھانا کھانے کے بعد ہم نے حسب معمول ساحل تک چل قدمی کی پھر واپس غار کے دانے پر آگئے اور لیٹ کر باتوں میں مصروف ہو گئے۔ ہمارے پاس بستر ناگونی چیز نہیں تھی اس لیے کہ ہمارا ذہنی سامان ہمارے نصف حصے پر گیا تھا۔ بہر حال ہم نے درخشش کے آرام کے پیشوا نظر کچھ لباس سنگلاخ چٹان پر ترتیب سے کراس طوطا اس پر چادر ڈال دی کہ وہ بستر کی شکل میں نظر آ رہا تھا۔ ہمارے بعد اصرار پر درخشش نے اس پر بڑبڑا منظر کیا اور نہ وہ بعد تھی کہ ہماری طرح وہ بھی ننگی چٹان پر بیٹا رہا۔

خاموشی سے الجھتے ہوئے دریافت کیا لیکن اب وہ میری سمیت نہیں، طویل العمر بڑھوں کی طرف دیکھ رہی تھی میرا سر نے انہیں بلند آواز میں مخاطب کیا "بے سکا، باجوگا، ایش، ایش" اور تب میں نے دیکھا کہ وہ معرکوں کی گنت خاموش ہو گئے۔ انہوں نے چونکہ درخشش کی جانب دیکھا پھر جلدی سے دوڑنا شروع ہو کر اپنے سر زمین پر ٹیک ڈیے۔ میں نے درخشش کی سمت غور سے دیکھا۔ مجھے اس کی نگاہوں میں موت کے بھیاںک سامنے منڈلاتے نظر آ رہے تھے۔ ان حسین آنکھوں میں زندگی کی ایک معمول سی جھلک بھی نہیں تھی۔

"درخشش!" میں نے اُسے آواز دی لیکن اس نے میری آواز پر کوئی توجہ نہیں دی۔ ہاتھ بلند کیے انہیں دلاسہ دیتی رہی جو اس کے سامنے بار بار اپنے سر زمین پر ٹیک مٹے تھے۔ "درخشش!" میں پوری قوت سے جلتا پھراس کا بازو تھام کر جھنجھوٹے رنگ، میری تمام توجہ درخشش کے چہرے پر مرکوز تھی۔ میں نے اُسے زندہ سمجھنا شروع کیا کہ چونکہ میری طرف دیکھنے لگی۔ اب ان آنکھوں میں زندگی کی تمام علامتیں موجود تھیں۔ وہ میری درخشش کی نیکیوں اور حسین آنکھیں تھیں جو میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"کیا بات ہے حال! تم کس بات سے غمزہ ہو کر بیٹھ رہے ہو؟" اس نے بڑے پیار سے مجھے مخاطب کیا۔

"درخشش! یہ سب...."

میری آواز میرے مطلق تیر گھٹ کر رہ گئی، وہ منظر جو میری آنکھیں دیکھ رہی تھیں شاید کوئی بھیاںک خواب تھا جو درخشش کے چونکتے ہی میری نگاہوں سے اوچل بیٹھا۔ میں نے تیزی سے اس طرف کا جائزہ لیا پہلے ہر سمت مجھے جھانپ کر خاموشی سے سر اٹھا کر کھڑی میری دشت کا مٹا مٹا دیکھ رہی تھیں۔

"تم کیا محسوس کر رہے ہو حال؟" درخشش نے میری آنکھوں کو محسوس کرتے ہوئے بڑی معصومیت اور لگاؤ سے پوچھا کیا بقول جیکب کے کسی شہرت الارض نے تمہیں خوفزدہ کر دیا؟

"آں.... ہاں.... ہاں شاید ایسا ہی ہوا ہے" میں نے جلدی سے اپنے دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے کہا پھر میں نے وہاں کھنڈرات کی حماقت نہیں کی۔ درخشش کا ہاتھ تھام کر گھٹنے جھک سے باہر آگیا اور اس سمت قدم اٹھانے لگا جہاں غار کے دانے پر جیکب اور کیلاش ہمارے منتظر تھے۔

آج بھی میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ بھوری پہاڑیوں کے گھٹنے جھک میں میری نگاہوں نے جو کچھ دیکھا وہ خواب تھا یا حقیقت لیکن اس کے بعد میری زندگی میں جو حیرت انگیز واقعات رونما ہوئے

منزل دنیا میں نہیں ہے"

میں نے درخشش کی جانب غور سے دیکھا اس کی نظریں بدلتی جیسے پرچی ہوئی تھیں۔ وہ پھر کس خیال میں گم ہو گئی تھی۔ میں نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی لیکن روئے دھوئے کس آواز میں کھوت تیز ہو گئیں۔ میں نے ان آوازوں کو توجہ سے سنا پھر قدم اٹگے بڑھا دیے۔ زندگی کے جیسے کے عقب میں بے شمار ننگ دھڑنگ اور طویل العمر بوڑھے ملحقہ بنائے بیٹھے ہیں کہہ رہے تھے۔ وہ بڑے دراز قد نظر آتے تھے اور ان کی عمروں کا اندازہ ان کے چہروں کی جھریوں سے لگا جاسکتا تھا جس کے اندر جھلنے لکتے اسرار پند تھے۔ میں جھک کر ان کے قریب چلا گیا۔ ان کے دیرین آگ روشن تھی۔ انہوں نے میری جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ گردن جھکائے بیٹھے ہیں کہ میں نے مصروف ہے۔ میں نے کچھ سوچ کر انہیں اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ ان سے فرار ہونے کا سبب دریافت کیا لیکن شاید وہ گنگے بہرے اندازہ سے تھے جو مجھے دیکھ سکتے تھے نہ میری آواز سن رہے تھے میری آنکھوں میں اضافہ ہونے لگا۔ میں نے درخشش کی جانب دیکھا۔ وہ خالی خالی نظروں سے ان بڑھوں کی سمت دیکھ رہی تھی۔

"درخشش! یہ کیوں لوگ ہیں اور اس طرح کیوں ہیں کہ یہ ہیں؟" ان کے سوگ کی وجہ تو تمہیں حال! "میں؟ میں نے حیرت سے کہا۔

"ہاں حال! تم؟" درخشش نے میری طرف کھوئے کھوئے انداز میں دیکھتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا "یاد کرو، جین نے تم سے کیا کہا تھا۔ یہ وہی طویل العمر جاوڑ ہیں جو ایک طویل مدت سے ادیر لگا کر پوجا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ اپنے علاقے میں امن اور سکون کے خواہاں تھے۔ انہوں نے اور دنیا قبیلے کے لوگوں کو خوفزدہ کر کے بھوری پہاڑیوں کی طرف آنے سے روک دیا۔ یہ چاہتے تو ان کی نیکیوں کی ایک جنبش قبیلے کی تمام آبادی کو نیست و نابود کر سکتی تھی لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ لیکن تم نے.... تم نے ان کے ساتھ کو پتھر مار کر ان کے دلوں کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ ہاں حال! یاد آگیا ان کا ساتھی ہے۔ یہ چاہتے تو تمہیں بھی، مگر ادیر کا حکم تھا کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو کوئی گزند نہ پہنچے لہذا یہ خاموش ہو گئے اور اب یہ دردور اور ادیر گسے فریاد کر رہے ہیں"

"ادیر گسے" میں نے اپنا ٹیلا ہونٹ جباتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"ہاں حال! اور ادیر کا کہہ چوٹہ تمہاں کی تھاری خاطر.... صرف تمہاری خاطر...."

"میری خاطر کیا کیا اس نے؟" میں نے درخشش کی پراسرار

منہدم دیواروں اور ستونوں کے انہار نظر آ رہے تھے۔ میں نے درخشش کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھنا شروع کیا۔ ابھی ہم نے چند قدم کا فاصلہ طے کیا تھا کہ میرے کانوں میں بھی دسنے دھونے کی گولڑیں آنا شروع ہو گئیں۔ میں نے برق رفتاری سے پلٹ کر دیکھا۔ ہم اس وقت کسی وسیع عمارت کے شکستہ صحن میں ایک چوڑے کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے اس چوڑے کو غور سے دیکھا جس پر کسی عورت کا جھنڈا نصب تھا۔ اس جھنڈے کا چہرہ حسن و جمال کا ایک حسین مرقع تھا جس پر تمکنت اور عہد و جلال جھلک رہا تھا۔ اس کی حسین آنکھیں آسمان کی سمت اٹھی ہوئی تھیں اور تراشیدہ ہونٹ نیم دائر نظر آ رہے تھے۔ اس کے خند و خال اپنے اندر یقیناً بے پناہ کشش رکھتے ہوں گے جس سے ایک خوبصورت لباوے کے اندر چھپا دیا گیا تھا۔ مجھے اس کے دونوں ہاتھ نضایں اوپر کی جانب بلند تھے۔ میرے ہاتھ میں سفید پتھر کا ایک نقشین پالا تھا اور لٹے ہاتھ میں بھی سیاہ رنگ کا ویسا ہی پالا موجود تھا۔

میں اس جھنڈے کے حسن میں کھو گیا۔ ہر چند وقت کے ہاتھوں نے اُسے جگہ جگہ سے میلاد گرد آؤ کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود اس کے اندر ایسی کشش تھی جو میرے دل کو اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ محبت کی دیوی ہو۔

"درخشش! کیا تم اس حسن کے خوبصورت مجھے کو دیکھ رہی ہو؟ میرا خیال ہے کہ یہ مجھے اس بے کافر کا پھر گنا جو کبھی ان دیران کھنڈرات کی بنیستی بولتی آبادی کے دلوں پر راج کرتی ہوگی لیکن یہ یہاں کی ملکہ ہی ہوگی"

"تم نے غلط نتیجہ اخذ کیا ہے حال!" درخشش نے سپاٹ آواز میں جواب دیا "تم جسے جنت کی دیوی سمجھ رہے ہو وہ زندگی کی علامتوں کی ایک نایاب جھلک ہے۔ اسے غور سے دیکھو، مجھے کی کوشش کہ تو تمام حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اس کے جسم کو دھسا پھنے سے یہ سارا ہے کہ ہم ہمیشہ زندگی کا صرف چہرہ دیکھتے ہیں بقیہ حقیقت ہماری نظروں سے اوچل اور پوشیدہ رہتا ہے۔ اس کے ہاتھ اس لیے نمایاں اور آسمان کی جانب بلند ہیں کہ زندگی کی حرکت اور حقیقت کا تصور پیش کرتی ہے اور انسان کو اس بات کی طرف راغب کرتی ہے کہ جو کچھ طلب کرنا ہو اپنے خدا سے ہاتھ پھیلا کر طلب کرو"

"اور یہ سفید و سیاہ پیالے کس بات کی ترجمانی کرتے ہیں؟" یہ نیکی اور بدی کے پیالے ہیں جو انسان کے اپنے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ وہ جسے چاہے بھرے اور جسے چاہے خالی رکھے"

درخشش نے بدستور فرامیدہ مجھے میں کہا "یہ نظریں جو آسمان کے جانب مرکوز ہیں انسان کو اس حقیقت سے آگاہ کر رہی ہیں کہ حقیقی

ایم اے راحت کے قلم سے

کائنات

دو حصوں میں مکمل

جلد اول = 50/

جلد دوم = 50/

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

غزیکہ وہ مات بے حد خوشگوار تھی۔ جمیل کے دوسری سمت مسند طوق تھا جس کی سرکش جو میں ماحول سے جھکا کر بار بار غریبا شہد پر گریہ کر رہی تھیں۔ ہمارے درمیان کچھ دیر ادھر اُدھر کی گفتگو ہوتی رہی۔ پھر جبک نے درخشاں کو بے حد تنبیہ کی سے مخاطب کہتے ہوئے کہا: ”کیا جھوٹی سی باتوں سے ہمارے دل میں بکری بکرتی ہے؟ یہ سب تو آپ مجھے کیوں کہتے ہیں؟“ درخشاں مصیبت سے بولی: ”میں اس سے پاس کے لیے بھلائی کی کسکتی ہوں؟“

”کیوں نہیں کر سکتیں؟“ مقدس اورنگ نے کہا: ”ہمیں بتایا تھا کہ اس نے تمام قرین آپ کو سوپ دی ہیں اور....“

”اور کیا؟“ درخشاں نے عجیب سے پوچھا۔

”اور یہ کہ اورنگ کی طرح آپ بھی جسم کے بغیر فضا میں سفر کرنے کی طاقت رکھتی ہیں۔“

”آپ شاید اس وقت مذاق کے موڈ میں ہیں؟“ درخشاں نے مسکراتے ہوئے کہا: ”میں اگر جسم کے بغیر فضا میں پرواز کرنے کی طاقت رکھتی تو سب سے پہلے آسمان کی بلندیوں پر جا کر اپنی سہیل ملوایا کر لاتی۔“

کیلاش چونکہ جبک کے برابر لیٹا ہوا تھا اس لیے سب سے پہلے اس نے جبک کو تنبیہی نظروں سے گھورا۔ اورنگ نے ہی کہا تھا کہ ہم درخشاں کو کوئی بات یاد دلانے کی کوشش نہ کریں لیکن جبک اپنی توجہ میں کہنے لگا: ”تو کیا اورنگ نے یہ بات غلطی تھی کہ اس نے آپ کو دیو تاون کا خاص مشروب پلا کر ہمیشہ کے لیے زندہ جاوید کر دیا ہے اور....“

”جبک! کیلاش بھلا گیا؟“ تم نے اس وقت یہ کیا ہوئی کہ تنبیہ شروع کر دیں؟“

”میں بھی نہیں سمجھ سکی کہ آپ کس اورنگ کی بات کر رہے ہیں؟ میں مسلمان عہدت ہوں۔ میرا بھلا دیو تاون یا ان کے مشروب و دینرو سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟“ درخشاں نے لہجے ہوئے کہا۔

اس کے مصموم چہرے پر پہلے پناہ سادگی تھی البتہ جبک کی باتوں نے اس کی حسین آنکھوں میں ایک تجسس سا پیدا کر دیا تھا۔ میں نے اپنے ہنر تضحیتی سے چھپنے لگے، اگر گھنے جھلکی میری نگاہوں نے جو دیکھا وہ خواب نہیں تھا تو پھر درخشاں کے بارے میں اورنگ نے جو کچھ کہا تھا اس میں سے ایک بات کی تصدیق ہو چکی تھی۔ پھر جاوید گردوں نے درخشاں کی آواز سن کر سجدے کرنا شروع کر دیے تھے۔ وہ درخشاں سے بے حد غور فرما رہے تھے۔

آرہے تھے شاید اس لیے کہ درخشاں نے بھی وہی الفاظ دہرائے تھے جو اورنگ نے کہے تھے اور جس کی ترجمانی کے مجرم میں سادگی

دیو تاون کے عقاب کا شکار ہو چکی تھی۔

میں نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا۔ وہ بے حد مصموم نظر آ رہی تھی۔ اورنگ نے یہی کہا تھا کہ اس نے درخشاں کے مشاہیر میں اسے دل کے لکڑی کو محفوظ کر دیا ہے اور اپنی تمام قویں سوچ کر اسے ناقابل تسخیر بنا دیا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ درخشاں جیسا طرد پر میری ملکیت ہے کہ لیکن اس کی مدد پر ہمیشہ اورنگ کا تسلط ہے گا۔ ایسے حالات میں درخشاں کے نازک ذہن کو چھپنا اس کی زندگی کے لیے خطرناک بھی ہو سکتا تھا۔ شاید اسی لیے اورنگ نے تاکید کی تھی کہ ہم از خود اسے خاصی کے بارے میں کہیں نہ کہیں کوشش سے پرہیز کریں۔

کیلاش کے سرخس کرنے پر جبک کو بھی اپنی حماقت کا احساس ہو گیا چنانچہ اس نے جلدی سے بات بدلنے کے لیے کہا: ”تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو۔ چاندنی راتوں میں اکثر میں ہنسی ہنسی بائیں شروع کر دیتا ہوں۔“

”آپ نے کس اورنگ کا نام بھی لیا تھا؟“ درخشاں نے بدتمیز اچھٹے ہوئے کہا: ”میں آپ کا شاہ اس طویل القامت صبر اور سفید ریش بزرگ کی جانتی ہوں۔ تو نہیں جس نے مجھے آپریشن کے وقت اپنے....“

”آپ بھی کس کی باتوں میں آ رہی ہیں؟“ کیلاش نے درخشاں کی بات کاٹتے ہوئے نہایت خوشی سے کہا: ”آپ کو شاید حالات کا علم نہیں ہو سلیا موت کے بعد ہمارے نیک دل اور فرشتہ خصلت لادریک جبک میری صفت کے دوران اپنا کے جزیے پر ڈال دیا تھا ایک حسینہ پر بری طرح فریفتہ ہو گئے تھے لیکن اس کی سرودھری نے ہمارے دوست کو خفتنا کیفیت سے دوچار کر دیا چنانچہ چاندنی راتوں میں اس قسم کے بے سوچاؤ سے....“

”مقدس باپ تم پر رحم کرے؟“ جبک نے کیلاش کو گھورتے ہوئے کہا: ”ڈکلا پر کن عاشق ہوا تھا۔ میں؟“

”بھال! اتنا لایا کیا خیال ہے؟ کیا میں فادر جبک کے بارے میں کوئی غلط بیان کر رہا ہوں؟“

”چوہا بھائی غرہ کٹ؟“ جبک نے تھلا کر کہا: ”جھوٹ اور وہ بھی اس قدر شدید کہ اس تصدیق بھی ہو رہی ہے؟“

”دوسری شادی کر لینے میں بظاہر کوئی ہرج بھی نہیں ہے؟“ میں نے مسکراتے ہوئے درخشاں سے پوچھا: ”تمہارا کیا خیال ہے جبک کے بارے میں؟“

”کوئی ہرج نہیں! بشریک جبک بھائی بھی آمادہ ہوں؟“ درخشاں نے مصمومیت سے جواب دیا تو جبک جونٹ

ہٹ کر چپ ہو گیا۔ پہلے بھی اس نے کبھی درخشاں کی کسی بات پر اراض ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس وقت بھی وہ بات درگزر کرنے کے ارادے سے دوسری طرف منکسٹ لینے کو برقل رہا تھا کہ کیلاش نے اس کا بازو تھام لیا۔ نہایت سنجیدگی سے بولا: ”بڑی بات ہے نادرا! درخشاں بھائی نے تم سے کچھ دریافت کیا تھا۔“

”بات میری اور درخشاں بھائی کی ہے۔ تمہارے پیٹ میں اس قدر موزوں ہو رہی ہے؟“ جبک نے جھٹکا کر بولا: ”مجھے کوشش کرو میرے دوست! بات میرے پیٹ کے موزوں کی نہیں، تمہارے مستقبل کی ہے اور جہاں تک میری رائے ہے میں بھگوان کی سوگند کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ گو کیلا بڑی ملائی نہیں۔“ کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا: ”نادیل کا پانی پلا کر کسی کا دل ٹھنڈا کرنا کوئی عیب تو نہیں؟“

”یہ نادیل کے بانی کا کیا قصہ ہے؟“ درخشاں نے دلہنیاں میں پوچھ لگتے ہوئے دیکھ کر مسرت ہوئی کہ کیلاش کی باتوں نے اس کی پیشانی پر نمودار ہونے والی سلوٹوں کو ختم کر دیا تھا اور اب وہ جبک کی جھٹلاہٹ سے بددی طرح لطف اندوز ہو رہی تھی۔

”بات داخل یہ ہے کہ گو کیلاش انہوں کو نادیل کا پانی پلا کر اپنا گزارا کرتی ہے اور اس میں کوئی شرم کی بات نہیں ہے۔“

”شرم کی بات کا تم مجھے سے شرموں سے دوڑا بھی کوئی تعلق نہیں ہو سکتا؟“ جبک نے کیلاش کو گھورتے ہوئے تدمے درشت لہجے میں کہا: ”کیا تم اپنے بھگوان کی قسم کھا کر درخشاں بھائی کو بتاؤ گے کہ گو کیلا کو دیکھ کر کس کی رال چلتی تھی؟“

”میری؟“ کیلاش نے جھجکے بغیر جواب دیا پھر ایک سرو آہ بھر کر بولا: ”میں ایک مقدس شخص کا نام ہے میرے دوست! اور اسی جذبے کے تحت میں اس چاندنی رات کو گواہ بنا کر عہد کرتا ہوں کہ گو کیلا سے میں تمہارے حق میں دستبردار ہوتا ہوں۔“

”مم.... میں عنایت سمجھتا ہوں گو کیلا پر؟“

”یہ تمہارا فعل ہے۔ میں اپنے قول پر قائم ہوں گو کیلاش نے اس قدسے سا خشکی سے جملہ ادا کیا کہ خود جبک بھی اپنی مسکراہٹ نہ دھوکا۔

”میں سمجھ گئی۔“ درخشاں نے جبک کی دلجوئی کی خاطر سنجیدگی سے کہا: ”گو کیلا کا چور کیلاش جی کے من میں چھپا بیٹھتا ہے اور بلاوجہ ہمارے جبک بھائی کو پریشان کی جا رہا ہے۔“

”رت! عظیم! آپ پر اپنی رشتوں کا سایہ قائم رکھے۔ اب آپ نے کج بات کہی ہے۔“

”چلو گو کیلا کے سلسلے میں اس تسلیم کرتا ہوں کہ وہ لڑکی مجھے بے حد مصموم اور سادہ لوح لگی تھی لیکن تم تو پا کے سلسلے میں

کیا کو گئے؟“

”وہ مکہ عورت بھی تم دونوں کے دماغ کا خلل تھی۔“

جبک پھر ہنسنے سے کھٹنے لگا۔ میری طرف دیکھ کر بولا: ”کیا یہ جھوٹ ہے کہ گو کیلا تعلق تم دونوں کی ذات سے تھا اور تم دونوں نے اس شخص عدت کو مجھ سے تھی کرنے کی کوشش کی تھی؟“

”تم چاہتے تو اس شخص کا اس کی نبضت سے دوڑ کر جا سکتی تھی؟“ کیلاش نے برہنہ کہا کہ تم میں سے کوئی بھی اپنی ہنسی پر قابو نہ پا سکا۔ جبک نے مسکرتے ہوئے جلدی سے دوسری طرف کٹ لے لی۔ کیلاش بڑی مصمومیت سے آسمان پر چٹکی چاندنی دیکھنے لگا۔ میں نے درخشاں کی طرف دیکھا۔ وہ کیلاش کے جملے پر ابھی تک غمزہ دبائے اپنی ہنسی مد کے کوشش میں مصروف تھی۔

نصف رات گئے تک ہم اس طرح خوش گپوں میں مصروف رہے پھر ہماری آنکھ لگ گئی، ہم سب تین دیر تک سوئے مجھے آس کا کوئی اندازہ نہیں البتہ اتنا ضرور یاد ہے کہ دوسری بار جب میری آنکھ کھلی تو میں نے کیلاش کو لپٹے سنا، کس قدر خطرے کے پیش نظر میں پڑا کہ آٹھ لیکن اس لمحے کوئی سخت سی شے میری پشت پر جا دی گئی اور ایک سرو آواز میرے کانوں سے نکلا۔

”اگر تم نے کوئی حماقت کرنے کی کوشش کی تو تمہارا جسم بے دریغ گریوں سے چھلکی کر دیا جائے گا۔“

میں کتنی یقین سے بیدار ہوا تھا اس لیے میں نے خطرے کا احساس ہوتے ہی دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیے پھر حالات کا جائزہ لینے لگا۔ جبک اور درخشاں مجھے آس پاس نہیں نظر نہ آئے۔ کیلاش ایک سیاہ خام جیش کے بازوؤں پر مجھ کو خاطر آیا۔ غالباً میرے دشمنوں نے اس کو قابو کرنے کے لیے اس کے سر پر کوئی کاری ضرب لگائی تھی اور وہ کراہ کر بے ہوش ہو گیا تھا۔ قبل اس کے کہ میں پوری طرح معاملے کی نوعیت سمجھ پاتا میری پشت پر موجود شخص نے جوب دلیجے سے کوئی اگر د معلوم ہوتا تھا اپنے سیاہ خام ہاتھوں کو زخمت۔ میں مخاطب کیا۔

”اسے بھی لے جا کر موڑ بوٹ میں ڈال دو لیکن آنکھیں کھل رکھنا، اگر کوئی فرار ہو گیا تو اس کا انجام خطرناک ہوگا۔“

شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس کی دشمنی میں معافی کا کوئی لفظ نہیں ہے۔

سیاہ خام جیش نے جس کی آنکھیں بے حد چمکیں تھیں اور جو قد قامت اور ڈیل ڈول کے اعتبار سے بہت زیادہ طاقتور اور بے رحم نظر آ رہا تھا اشیاء میں سرکوب جیش دی۔ کیلاش کے یہوش جسم کو ایک جھٹلے سے اٹھا کر اپنے کندھے پر

باغسہ تھا اور پانچویں شخصیت دریا سے قد اور جھڑی رنگت کے مالک بیٹر کی تھی۔ سیاہ فام کو مارٹن نے ایک بار ڈی۔ آر کے نام سے پکارا تھا، ممکن ہے وہ اس کے نام کا مخفف رہا ہو۔ مجھے ہوش میں آنادیکھ کر سیاہ فام جتنی ایک کر میرے قریب آیا۔ چند ثانیے مجھے کسی غلام قصاب کی طرح کیڑے توڑ لگا ہوں سے گھومتا رہا پھر اس نے ایک ہاتھ سے گھسیٹ کر مجھے کیلاش کے رابر بٹھا دیا۔ اس کے جسم میں ہلاک کی قوت تھی۔ میں نے اطراف کا جائزہ لیا۔ ہم کھلے سمندر میں سفر کر رہے تھے جہاں دور دور تک کسی دوسری موٹر بوٹ یا جہاز وغیرہ کا کوئی نام و نشان نظر نہیں آ رہا تھا۔

میں نے سب سے پہلے اُن سے پانی طلب کیا، سورج کی بلندی دیکھ کر میں نے اندازہ لگا لیا کہ میری بیوشی کی مدت آٹھ نو گھنٹے سے کم نہیں تھی، میرا خیال تھا کہ وہ پیاس کی شدت کو میری کمزوری سمجھ کر فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے لیکن میرا اندازہ غلط ثابت ہوا۔ مارٹن کے اشارے پر دو موٹر بوٹوں نے آگے بڑھ کر پھر مرس میرے منہ سے نکال دیا لیکن مجھے دو تین گھنٹے سے زیادہ نہیں لینے دیے۔ پھر اس نے درختوں کو گھومتے ہوئے مثنیٰ خیز لہجے میں پوچھا: سینور تیا ایک اتم پیاس نہیں محسوس کر رہیں؟

”نہیں“ درختوں نے رکھاٹے کہا۔
”انکار مت کرو۔ ہمارے پاس تمہیں پلانے کے لیے زیادہ فالتو پانی نہیں ہے اور ابھی ہیں اپنے جہاز تک پہنچنے میں جو بیس گھنٹے اور لگیں گے۔“
”ڈی جون!“ مارٹن نے خشکیوں نظروں سے گھورا۔ کہا تمہیں نہیں معلوم کہ ڈیوٹی پر ہونے کے سزا کیا ہوتی ہے؟“
”ہم اس وقت جہاز پر نہیں ہیں موسیو!“ اس نے مارٹن کی طرف پلٹتے ہوئے بڑے ڈھیٹ انداز میں کہا۔ ”فرانس کے قمارخانے آج بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ ڈیوٹی جون نے جب چاہا کسی کے منہ کا نواز بھی چھپٹ لیا اور راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو ہمیشہ کے لیے فیش کر دیا۔ اگر یہ میری کمزوری نہ ہوتی تو شاید پیاس....“

”بکواس نہیں!“ مارٹن تیزی سے بولا۔ ”میں تمہیں پہلے بھی تیار کر چکا ہوں کہ جانیوں کی موجودگی میں باس کا ذکر مت کیا کرو۔“
”سودی موسیو!“ ڈیوٹی جون نے نہایت فرمانبرواری سے جواب دیا پھر جیکٹ کی اندر دلی جیب سے شیش نکال کر دو گھونٹ حلق کے نیچے آمارے اور بڑے اطمینان سے ایک

کردی کے نام سے مشہور ہے۔ میں وہاں کے سدا کی اپنی مثال میں سرجن رہ چکا ہوں اس کے بعد....“
”اس کے بعد البوریا میں کی چرب زبانی نے تمہیں یقیناً سبز باغ دکھا کر شیش میں اتار لیا ہوگا۔ مارٹن کے لہجے میں گہر طنز اور تلخی شامل تھی۔ میں جانتا ہوں کہ تم بندوستان کے کالے لوگ عربوں کو اپنا دوست اور بھائی سمجھتے ہو۔“
”میں ایک بار پھر تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ البوریا میں کا نام میں پہلی بار تمہاری زبان سے سن رہا ہوں۔ تمہیں ہمارے سلسلے میں....“

”نہیں!“ مارٹن گرج کر بولا۔ ہمیں کچھ یقین دلانے کی کوشش مت کرو۔ ہمارے پاس تفتیش اور چھان بین کے اپنے ذرائع ہوتے ہیں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ایک رات میں لوڑچی بیٹے کا خواب، بڑے بڑے پراساؤں کو بھی ڈانوا ڈال رو دیتا ہے۔ کیوں نادر جیکب، ایک میں غلط کہہ رہا ہوں؟“
”مکن ہے تمہارا تجربہ اپنی جگہ درست ہو لیکن ریتِ نظم کی قسم....“
”بکو مت!“ مارٹن کے دوسرے ساتھی نے ڈیوٹی کر سخت آواز میں کہا۔ ”ہم نے مثنوی ڈاڑھیوں سے بھی بیسے خواہرات برآمد ہوتے دیکھے ہیں۔“
”مقدس باپ ہمارے سروں پر اپنا سایہ قائم رکھتے۔“

جیکب نے دلی زبان میں کہا۔
میں پوری طرح بیدار ہو چکا تھا۔ موٹر بوٹ کے ہیکوئلے بھیگوان گڑھے تھے اس لیے میں نے انہیں گرا کر آنکھیں کھولیں۔ اب اور تب میں نے تینان کا سانس لیا۔ کیلاش اور جیکب نے درمیان درختوں جھمبے سے مٹی کی سیٹی پھینکی نظر آگئی پھر میں نے اپنے دشمنوں پر نظر ڈالی۔ وہ تعداد میں پانچ تھے ایک ہی سیاہ فام جتنی جس نے کیلاش کو بے بس کیا تھا، دوسرا رٹ تھا۔ اکہرے بدن کا مالک ہونے کے باوجود اس کی غالب نگاہیں اس کی سخت گیر طبیعت کی ترجمان کر رہی تھیں۔ بالور ہاتھ میں لیے وہ درمیان تھے پر نہایت اطمینان سے بٹھا ہمارے طرف دیکھ رہا تھا۔ سیاہ فام جتنی نے اپنے بدھے ہاتھ میں اسٹین گن سمیٹا رکھی تھی۔ وہ اپنے سرے ساتھی کے قریب انجن کے اوپر سی حصے پر بیٹھا ہوا نا، امیر شخص جو موٹر بوٹ چلانے کا کام سر انجام دے رہا تھا۔ قد اور گھٹے ہوئے جسم کا مالک تھا اور صورت کل کے اعتبار سے پشہ درفلاخی نظر آ رہا تھا۔ اس کا نام لیورا تھا۔ چوتھی شخصیت ردیو ڈیوٹی جون کی جی جوزف انیس

ہوئی۔ میرے جسم کا زیریں حصہ سرور محسوس ہو رہا تھا لیکن چہرہ اور سینہ جل رہا تھا۔ میں کچھ دگرگوں کیفیت سے دوچار رہا پھر مجھے یاد آیا۔ وہ کوئی سخت اور مضبوط چیز تھی جس کو اچانک اور سحر پور ضرب نے مجھے بیوش کر دیا تھا۔ وہ کیلاش کو میرے سامنے لے گئے تھے لیکن جیکب اور درختوں کا کیا بنا تھا نہیں وہ زندہ تھے یا معلوم دشمنوں کی بربریت کا نشانہ بن گئے تھے۔ وہ کچھ اجنبی لوگ تھے جو شاید اپنے جتنے بڑے ٹوٹے کسی ڈاکٹر اور البوریا میں نامی افراد کو تلاش کر رہے تھے اور ان کے کسی باس کی جانب سے انہیں یہ حکم ملا تھا کہ کسی کے ساتھ نرمی کا برتاؤ نہ کیا جائے لہذا میں بھی ان کی وحشت اور درندگی کا شکار ہو گیا۔

میری غنودگی بتدریج دور ہوتی گئی کسی انجن کے چلنے کی آواز اور پانی کے شور نے مجھے باور کرایا کہ میں کسی موٹر بوٹ پر سفر کر رہا ہوں۔ مجھے یاد آیا۔ مارٹن نامی شخص نے اپنے سیاہ فام جتنی ساتھی کو یہ حکم دیا تھا کہ کیلاش کو اٹھا کر موٹر بوٹ میں ڈال دیا جائے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کے احوال جاننے کی خاطر خود کو پوری طرح بیدار کرنا چاہا۔ مجھے یقین تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے مفروضات میں کا مددگار سمجھے ہے تھے تو سب کو ایک ساتھ ہی پر غمال بنایا گیا ہوگا خدا جلنے نہ جیکب اور درختوں پر کیا جیتی ہو۔

”میرا خیال ہے کہ اسے اب ہمہ ہوش میں آجانا چاہیے تھا۔“ مارٹن کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔
”ہو سکتا ہے تمہارا ہاتھ زیادہ قوت سے پڑا ہو اور یہ....“
”حقائق کی باتیں کم کیا کرو!“ مارٹن نے دوسرے بولنے والے کو سختی سے ڈانٹ دیا۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کی نبض نہ چل رہی ہوتی۔“

”میں سرجن ہوں!“ کیلاش کی آواز ابھری۔ ”تم اگر میرے ساتھ کھول دو تو میں اپنے ساتھی کو ہوش میں لانے کی کوشش کر سکتا ہوں۔“
اور کیلاش کی آواز سننے کے بعد مجھے ایسا حس ہوا کہ میرے ہاتھ بھی کلائی سے جبرٹے ہوئے ہیں۔
”تم سرجن ہو؟“ مارٹن نے تیزی سے دریافت کیا۔
”تمہارا نام؟“

”سرجن کیلاش۔“
”کہاں سے تعلق ہے؟“
”ہندوستان میں جتہ کوٹ کے قریب ایک بڑا قصبہ

ڈالا اور پہاڑی کی اس سمت قدم اٹھانے لگا جہاں کھلا سمندر تھا۔ اپنے فائز میں کی معلومات کے لیے میں یہاں یہ واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جھڑی پہاڑی کا مکمل وقوع کچھ اس قسم کا تھا کہ اس کا دو تہائی حصہ اور فینا قبیلے کی جانب تھا جس کے درمیان سمندری جھیل واقع تھی اور باقی حصہ کھلے سمندر سے ملا تھا۔ ہمارے دشمن یقینی طور پر کھلے سمندر کی جانب سے آئے تھے جس کا اندازہ مجھے سیاہ فام جتنی کو کھٹے واسے حکم کے بعد ہوا۔ وہ کون تھے؟ اچانک جھڑی پہاڑیوں تک کسی طرح آگئے؟ اور انہیں ہم سے کیا دشمنی تھی؟ میں ابھی ان باتوں پر غور کر رہا تھا کہ میرے نادیہ دشمن نے جو میری پشت پر موجود تھا، بڑے سفاک لہجے میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا: کیا تم ہیں ڈاکٹر اور البوریا میں کا پتا بتانا پسند کرو گے؟“

”مہم.... میں....“
”ہم سے کسی رحم کی امید فضول ہوگی!“ وہ گرفت اور بڑی آواز میں بولا۔ ”ڈاکٹر اور البوریا میں کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو آزاد کر دیں گے۔ یہ مارٹن کا وعدہ ہے۔ دوسری صورت میں تمہاری موت بڑی غیر عار ہوگی۔“
”میرے دوست! تمہیں یقیناً ہمارے بارے میں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔“ میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ”یقیناً، ہم کسی ڈاکٹر یا البوریا میں سے واقف نہیں ہیں۔“

”پھر، تم لوگ اس دوران پہاڑی پر کیا کر رہے تھے؟“
”یہ ایک لمبی داستان ہے لیکن شاید....“
”مارٹن کو فرضی کمانڈر ٹاکر ہلانے کی کوشش فضول ہوگی!“ اس نے پستول یا دیو اور کی نال میری پسلیوں میں چھوٹے ہوئے تیزی سے کہا۔ ”میں ہمیشہ دو ٹوک فیصلہ کرنے کا عادی رہا ہوں۔“ ڈاکٹر اور البوریا میں پھر اذیت ناک موت۔
”میں بتا چکا ہوں کہ ہم کسی ڈاکٹر.... آہ.... ہاں....“
”پچھلے سے میرے سر پر جو ضرب لگائی گئی وہ اتنی شدید تھی کہ میرا حلق میں گھسٹ کر گراہ میں تبدیل ہو گیا مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ اگر ایک مضبوط ہاتھ نے مجھے سہارا نہ دیا ہوتا تو میں کسی کے ہوئے تناور درخت کی مانند منگلاخ چٹان پر گرا ہوتا۔“

میں کسی سخت اور محسوس شے پر پڑا تھا۔ ڈوبتے دہن سے غنودگی کے بادل چھٹنے لگے تو کچھ عجیب سی کیفیت محسوس

انداز میں ہیں گھومتا رہا پھر سٹاؤں میں بولا۔
"کیا تم شرافت سے نہیں آؤ گے اور اوریا میں آتا نہیں
بتاؤ گے؟"

"ہم کسی آگاہی اور یا ض سے واقف نہیں ہیں بے پڑائی
سے جواب دیا۔

"تمہیں شاید حالات کا علم نہیں ہے" مارٹن نے کچھ سوچتے
ہوئے کہا۔ "پندرہ بیس لاکھ کا نقصان باس کی نگاہوں میں کوئی
وقت نہیں رکھتا لیکن غداروں کو معاف کر دینا ہمارے اصول کے
خلاف ہے۔ آج نہیں تو کل یا کچھ عرصے بعد وہ دونوں ہمارے
دھم دھم پر ہوں گے۔ ذرا سوچو اس وقت تمہاری حیثیت کیا ہوگی؟
"تم ابھی تک غلط فہمی میں مبتلا ہو" کیلاش نے کہا۔ "ہماری
شخصیت کیا حوں کی ہے۔ ایک اتفاقی حادثے سے دو چار
ہونے کے بعد ہمارا جہاز...."

"مختصر بات کرنے کی عادت والو سر جن کیلاش! مارٹن
نے سرسری آواز میں کہا۔ "تم ہمیں ان دونوں کا پتا بتا دو ہم تمہارا
نقصان پورا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں"

"میں تمہاری اپنی کیا حیثیت ہے؟" میں نے اپنے
ذہن میں ایک اسکیم مرتب کرتے ہوئے سوچیں گے سے سوال کیا۔
"مم.... میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا؟" مارٹن چونکا جیسے
لب و لہجے کا اچھا کنج تہذیبی سے موڑ پوٹ کے دوسرے لوگوں کو
بھی چونکا کر دیا۔

"تم نے کہا تھا کہ تمہارے باس کی اہمیت میں معافی کی کوئی
گنجائش نہیں"

"ہاں۔ میں نے یہی کہا تھا لیکن...."

"بیرا مطلب بہت واضح اور صاف ہے مگر مارٹن! میں نے
تمہیں اس آواز میں جواب دیا کہ تم چونکا اپنی پادری کا ہم رکن
ہو اس لیے یہ بھی جانتے ہو گے کہ کسی بھی سودے بازی کے
آخری فیصلے کا اختیار صرف اور صرف باس کو ہوتا ہے"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن ناٹ ہونے کی حیثیت سے
کچھ اعتبارات مجھے بھی حاصل ہیں"

"ہو سکتا ہے تمہارا بیان درست ہو لیکن میں جھوٹے
مصلحت سے کہنے کا عادی نہیں اس لیے معاملے کی گفتگو صرف
تمہارے باس سے ہوگی"

"گو یا" تم جانتے ہو کہ وہ دونوں اس وقت کہاں ہیں؟
"اس کا جواب بھی تمہارے باس کو دیں گے" میں نے
بے پروائی کا مظاہرہ کیا پھر تیزی سے بولا "مگر مارٹن! کیا تم
اب میرے ہاتھوں کی بندشیں کھولنے کی زحمت گوارا کرو گے یا

دیکھ کی انگوٹھی اور رفیق نے خیال نے مجھے بڑی حد تک
نوت اور دلیر بنا دیا تھا۔ میں نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی
نیں توڑنے کی کوشش یوں بھی نہیں کی کہ سیاہ فام جھنڈی
بیشک ہاتھوں میں لیے ہوئے خطرناک اسلحہ کا رخ ہماری
ہاتھ تھا۔ ٹریگر پر انگلی کا ایک معمولی سا دباؤ بھی ہم میں سے کسی
دروغ موت کا سبب بن سکتا تھا۔ لیکن ایک بات میں نے
ملی تھی کہ ڈی جون کو اس کی گستاخی اور یہودی کی سزا ضرور
ہوگا۔

جیکب قسمت کی اس قسم نظریں پر بڑی طرح پرچہ قلاب کھا
ناجس نے اسے بھوری پہاڑیوں سے نجات دلانے کے
بانی آدھا شش سے دو چار کر دیا تھا۔ کیلاش بنیادی طور پر
ن تھا اس لیے موت اور زندگی کا کھیل اس کے لیے کچھ زیادہ
ت نہیں رکھتا تھا لیکن اس وقت میں جو مصیبت حال
نہ تھی اس نے کیلاش کو الجھا دیا تھا اور درخشاں۔ اس کے
مچھلے پر خوف و دہشت کے طے جھلنے آثارات تھے۔
میں ہوں فاختہ کی مانند وہ جیکب اور کیلاش کے درمیان
بیٹھی تھی۔

مارٹن کچھ دیر تک ڈی جون کی دھماکا اور بے غیرتی پر
نہایت سنا رہا تھا۔ گھومتے ہوئے کچھ وقت کے بعد بولا "تم
بھی نکال پنا تعلق نہیں کرنا"

"میں بیرسٹر اور مجاہد راہبوں جمال اصغر" اس بار میں
بے پروائی سے جواب دیا۔

"تمہارے دوستوں نے بھی یہی بتایا تھا" اس نے
باری ہمارے چہرہ کا جائزہ لیتے ہوئے کہا پھر معنی خیز
یہ بولا "اچھی تم ترتیب دی ہے تم لوگوں نے"

"کیا مطلب؟" میں چونکا۔

"ایک سرجن، دوسرا بیرسٹر، تیسرا ہی پشوا اور چوتھی
سین و جیل عودت"

"میں مذہبی پشوا نہیں صرف پادری ہوں خداوند جیکب"
"تم پادری ہونے کے ساتھ ساتھ اداکاری بھی خوب
تے ہو" مارٹن نے بدستور معنی خیز لہجے میں کہا۔ "قانون کی
ر میں دھول جھونکنے کے سلسلے میں تمہاری اور بیرسٹر
حیثیت خاصی کارآمد ثابت ہوتی ہوگی۔ کیوں؟ میں غلط
نہ کہہ رہا؟"

"انجیل مقدس کی قسم تمہاری بے سرو پا تیں میری سمجھ
میں آ رہی ہیں" جیکب نے ہزوری سے جواب دیا تو
کے تہور کی گنت خطرناک ہو گئے۔ کچھ دیر تک وہ تہر کا لود

چاکر رہ گیا، اگر میرے ہاتھ کھلے ہوتے تو میں ریکٹ منہ میں رکھ
کر انہیں ایسا مزہ چکھا نا کہ وہ تھک کر مر جاتے۔

دیر تک کے خیال کے ساتھ ہی میرے ذہن میں جھنڈی کی
انگشتی کا خیال بھی ابھلا۔ مجھے اور دیکھ کے وہ الفاظ بھی یاد آئے
جو اس نے درخشاں کے بارے میں کہے تھے۔ اس نے یقین
دلایا تھا کہ درخشاں لازماً تو قوں کی مالک ہے اور ہم دونوں مل
کر ایک ایسی طاقت بن جائیں گے جو ناقابلِ تسخیر ہوگی۔ لیکن ابھی
تک میں اس کا کوئی تجربہ نہیں ہوا تھا۔

مجھے رفیق اور جیکب کا خیال آیا تو میری بولکھلاہٹ کھفت
کا فور ہو گئی۔ مجوزوب کی مقدس انگوٹھی کا کمال میں پہلے بھی دیکھ
چکا تھا۔ سمجھتا ہوں اس کے سر پھرے ساتھیوں نے ہمیں سوتے
میں لے کر دیا تھا لیکن بزرگی انگشتی نے میری آنکھوں کی
کوری۔ رستوں کا جال ٹپٹے ٹپٹے ہو کر میرے قدموں میں پھر
گیا تھا۔ ساگھ کی مٹی سے اپنے دلالتوں میرے ذہن میں محفوظ
تھا۔ وہ طاقت یقیناً میری اپنی نہیں تھی جس نے ایک فذنی پھرے
ساگھ کو نشانہ بنایا تھا۔

وہ جو پراسرار قوتوں کے مالک تھے انہوں نے بھی مجھے
بے پرواہ قوتوں کا مالک بنایا تھا۔ اور دیکھ جس کی دھم میں نظریں بند
تک دیکھنے کی طاقت رکھتی تھیں وہ بھی کڑی کی انگشتی کا بھید
نہیں پاس تھا۔ میں جانتا تو رفیق کو لاکھ اپنے دشمنوں کی سرکوبی
کا حکم دے سکتا تھا۔ جیکب کے ذہنی مصلوح کر سکتا تھا کہ وہ لوگ
کون تھے جنہوں نے ہمیں یہ خیال بنایا تھا۔

ایک لمحے کو میرے دل میں یہ خیال ابھرا کہ رفیق کو آواز
دوں اور اسے حکم دوں کہ ڈی جون کو ہزاروں فٹ بلندی پر لے
جا کر دو گہرے سمندر میں پھینک دے۔ وہ یقیناً مارٹن اور اس
کے مجرم ساتھیوں کو میرے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتا مگر
میں نے جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

مارٹن اور اس کے ساتھیوں کی موت ہمارے لیے مزید
دشواریاں پیدا کر سکتی تھی چنانچہ میں نے اس وقت تک کے لیے
اپنا ارادہ ملتوی کرنے کا فیصلہ کر لیا جب تک ہم کسی جہاز یا
جزیرے کے قریب نہ پہنچ جاتے۔ یہاں میں اپنی کوتاہی اور
انسانی فطرت کا اعتراف بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ میرے قارئین
کے ذہن میں یقیناً یہ سوال پیدا ہوگا کہ جب رفیق میرے دشمنوں
کی موت کے سلسلے میں میرے احکام کی بجا آوری کر سکتا تھا تو
میرے پاس پردہ ہمیں کسی محفوظ جزیرے تک بھی پہنچا سکتا تھا۔
لیکن اس وقت اچانک حالات نے ہمیں جس انداز میں لے لیں
کیا تھا اس نے میری عقل بھی کسی حد تک ضبط کر دی تھی بہر حال

کوئی سے بیٹھ کر درخشاں کو گھولنے لگا۔
"بھلا! کیلاش نے مجھے اورد دنیا کی زبان میں مخاطب
کرتے ہوئے سرگوشی کی۔ یہ لوگ اپنے دو ساتھیوں کی تلاش
میں ہیں اور ہم پر شبہ کر رہے ہیں کہ ہم نے ان کے ساتھیوں کو
چھپا رکھا ہے"

"تمہارا کیا خیال ہے ان کے بارے میں؟"
"بظاہر یہ بدتماش ہی نظر آتے ہیں، ممکن ہے غیر قانونی
تجارت کا کوئی چکر ہو"

"کیلاش! کیا انہوں نے درخشاں کے ساتھ کوئی یہودی گ
تو نہیں کی؟"
"نہیں" مارٹن ان معاملات میں ڈیوٹی اور اصول کا پکا
نظر آتا ہے لیکن ڈی جون...."

"خیر وار" اچانک مارٹن کا لہجہ بے حد سرد اور شفاک
ہو گیا کہ اگر تم نے کسی دوسری زبان میں بات کرنے کی کوشش کی تو مجھ
مجموعاً تمہاری تعداد گھٹانا پڑے گی۔ اس طرح موڑ پوٹ کا
بوجھ بھی بھکا ہو جائے گا"

"تمہیں ہمارے بارے میں کیا شبہ ہے؟" میں نے
مارٹن سے سوال کیا۔

سیاہ فام جھنڈی اپنی جگہ بیٹھا عقاب نظروں سے ہمارے
چہرے کے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔ ڈیوڈا بدستور پوٹ
چلانے کا فرض انجام دے رہا تھا۔ بیٹری نظریں بھی ہلکی جھانپ
تھیں، وہ مسلح نظر آتے تھے۔ مارٹن نے میرا سوال
نہایت خاموشی سے سنا پھر میرے ساتھیوں پر اچھلتی ہوئی
نگاہ ڈالتے ہوئے بولا "ہمیں آؤ گے اور اوریا میں ہر قیمت
پر درکار ہیں خواہ اس کے لیے ہمیں ہزاروں خون کیوں نہ
کھٹنے پڑیں"

"ہماری زبان پر اعتبار کرو۔ ہم تمہارے ساتھیوں کو
نہیں جانتے"

"مارٹن! ہمیں سننے کا عادی نہیں۔ یا تو یہی طریقہ کھل
جاؤ ورنہ...."

"نہیں توسیو! انہیں" ڈی جون نے شیش نکال کر مزید
دو گھونٹ لیتے ہوئے احتجاج کیا۔ "اس بات مر ٹکی پر کوئی نہیں
چلاؤ گے۔ دام جو لیا کی موت آج بھی ڈی جون کو راتوں کو دفن
پر اس کا رہتی ہے۔ وہ بے گناہ تھی"

مارٹن نے اپنا جملہ ادھر اچھڑ کر ڈی جون کو تیز نظروں سے
گھورا لیکن ڈی جون نے اس کا کوئی نوٹ نہیں لیا۔ اس کی
نگاہیں بدستور درخشاں کے وجود پر پھیل رہی تھیں میں پوٹ

"کسوئی سے تمہاری مراد کیا ہے؟"

"مقدس زندگی کے ذریعہ بازو و سانس انگوٹھی کے گرد نور کا ایک ہار بنادیا ہے اس لیے کوئی بھی گندی یا نجس قوت اس ہار کے اندر نہیں داخل ہو سکے گی، اگر ایسا نہ ہوتا تو میرے عزیزا تو شاید....." وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا تو میرا تعجب بڑھ گیا۔

"تم چپ کیوں ہو گئے؟"

"میری درخواست ہے میرے عزیز! اگر آپ اس انگوٹھی کی حفاظت اپنی جان سے بھی زیادہ کریں۔ کچھ تو میں اسے آپ کے پاس برداشت نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ جس دن یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے نکل گئی وقت کا بھنور آپ کو پوری طرح سمیٹ کر لیے گا۔ یہ اور بات ہے کہ اس وقت بظاہر آپ کے ہاتھ آج سے زیادہ مضبوط ہوں گے۔"

"میں تمہاری بات کا مقصد نہیں سمجھ سکتا۔"

"مجھے افسوس ہے۔ اس سے زیادہ میں آپ کو بتا بھی نہیں سکتا۔"

"بتا نہیں سکتے یا گریز کر رہے ہو؟"

"میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا میرے عزیز! ابدوحوں کی ایک حد مقرر ہوتی ہے اس سے آگے وہ بھی پرواز سے قاصر ہوتی ہیں۔"

"آج تم انگوٹھی ابھیں باتیں کر رہے ہو موعوتوں کا شاؤن جیسی ذومعنی باتیں۔"

"میں مجبور ہوں میرے عزیز!۔"

"ہماری ملاقات کب ہوگی؟" میں نے موضوع بدل دیا۔

"ہم عتفریب ایک دوسرے سے ملیں گے اور پھر یہ خادم آپ کی نگاہوں کے سامنے ہوگا۔"

"میں نے جبکس کو رخصت کر دیا میرا خیال تھا جبکس ہنگامہ کو روک کے دیرلے اور لگا کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو "ڈی کوڈ" DE-CODE کرانے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ انگوٹھی کے بارے میں اس نے بھی اسی خدشے کا اظہار کیا کہ میرے دشمن اس کی برکتوں کے سامنے سے مجھے محروم کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آسکتی کہ انگوٹھی کے چلے جانے کے بعد میرے ہاتھ کس طرح زیادہ مضبوط ہو جائیں گے؟"

"میں اپنے خیالوں سے اٹھتا رہا پھر میرے ذہن میں رفیق کا جلد اٹھ آیا۔ اس نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ کبھی کبھی میں انگریزی کو چوم لیا کروں۔ خدا کے برگزیدہ بزرگ نے رفیق کو

بلیق قوت کا نام ہے۔ کیا جیسی نے آپ کو اس کی روحانی کے بارے میں آگاہ نہیں کیا تھا؟"

"مجھے یاد ہے اور اس لیے آج میں تمہاری اس عظیم قوت خزانہ لےنا چاہتا ہوں۔"

جبکس نے جواب نہیں دیا۔ اس کے ہنڑوں پر طنزیہ ہنٹ ہنٹا کر شاید وہ میرے چلنے کی گہرائی نہیں پاسکا میں اس کی مسکراہٹ کی کیندہ خاطر نہیں ہوا۔ غصوں لہجے لاٹ پیارے جیسن! کیا ہنگامہ کو عظیم روح تمہارے ذہن سے بڑھتا سکتی ہے کہ میرے سیکھا، مقلووش، آدم باور ہو گا ماما بلب ہوتا ہے؟"

میری نگاہیں جبکس کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ اور لگانے سرار الفاظ کے بارے میں غلط نہیں سمجھتا۔ میرا جلد مکمل ہی جبکس کی ہنسی کا نور ہو گیا۔ وہ یکدم پریشان ہو گیا ہنگامہ چلنے پر اس نے اپنی گرفت اور مضبوط کر لی۔ خاموشی سے اکی جانب پریشان اور خوفزدہ نظروں سے گھورنے لگا۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا پیارے جیسن!۔"

"اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔"

"آپ کا خیال درست ہے میرے عزیز!۔ لیکن اس کی انگوٹھی میں جھپٹتے ہوئے مہینہ کی گے جواب دیا۔ میں دل کے بارے میں کوئی توضیح نہیں کر سکا۔ آپ اسے بعد کی سمجھ لیں، البتہ میں اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ آپ کی یہ مزید اضافہ ہو گیا ہے۔"

"شاید اسی لیے میں اور میرے ساتھی اس وقت دشمنوں غی میں گھرے ہوئے ہیں۔" میں نے تلخ لہجہ اختیار کیا۔

"میں اسے قدرت کی ستمگر لہجے میں کہوں گا میرے عزیز!۔"

لے ہنڑ کھٹکتے ہوئے جواب دیا پھر میری انگوٹھی کی دیکھتے ہوئے بولا: ہتھیار پاس ہو لیکن انسان اس کے لے نہ ادا قاف ہو تو اسے حالات کی ستمگر لہجے ہی کہیں گے۔

"تمہارا اشارہ بزرگ کی انگشت کی جانب ہے۔ کیوں؟"

"ہ ہو گیا۔"

"میں آپ کے خیال کی تردید نہیں کروں گا۔"

"کیا تم اس کے استعمال سے واقف نہیں؟"

"نہیں میرے عزیز!۔" جبکس نے جانے کیوں ایک سرز جواب دیا۔ اور لگا کی دور رس نگاہیں بھی بزرگ کے عکس بنی ہیں تک نہیں پہنچ سکتی تھیں لیکن میں اتنا ضرور لک کر یہ انگوٹھی آپ کے لیے پارس پھر اور کوئی سے زبانت ہوگی۔"

کرنے کی کوشش کی۔ اتنا بڑا اور سفید جھوٹ۔ خدا کے غوغ سے ڈرو۔"

مارٹن چونکا، سیاہ فام جیش کی پیشانی بھی شکن آ ہوئی لیکن اس نے قوت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے تیزی سے پلٹ کر جبکس کو انتہائی کثرت آواز میں تنبیہ کی۔ "نہیں نا تم مجھے میرے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتے۔ میں ان نقصان بہر حال پورا کرنا ہے اور آئندہ کے لیے اپنا فائدہ دیکھنا ہے۔ ایک بات اور دوبارہ تم مجھے انگریزی کے کسی اور زبان میں مخاطب کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ میں تمہاری زندگی کی ضمانت نہیں دے سکتا۔"

جبکس کے علاوہ کیلاش بھی مجھے حیرت سے لگا لگا لیکن مارٹن اور اس کے ساتھی میرے بتاؤ سے کس تک مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر قبل اس کے کہ مارٹن مجھ کو ٹھٹھکو کرتا میں نے ایک لمبی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مائی ڈیئر مسٹر مارٹن! اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو دس پندرہ منٹ آرام کروں۔ تم نے جو شدید ضرب دے کر مارٹن لگائی تھی اس کا اثر ابھی تک برقرار ہے۔"

مارٹن میری حرکات و سکنات کا بخود جائزہ لے رہا اس نے سر کی حقیقت جیش سے مجھے اجازت دی تو میر پاؤں پھیلا کر اپنا سر ہاتھوں میں لٹکایا اور آنکھیں بند کر مجھے وہ مہلت جیسن سے حالات جاننے کے لیے درکار چنانچہ آنکھ بند کرتے ہی میں نے جبکس کو یاد کیا اور اس اڈگر اور اوریاض کے علاوہ مارٹن اور اس کے گروہ کے با میں ضروری معلومات حاصل کرنے لگا۔

"تم نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔" میں نے معلومات حاصل کرنے کے بعد جبکس سے دریافت کیا۔

"آپ کی دعا ہے میرے عزیز! میں خیریت سے ہوں۔" تم نے کہا تھا کہ ہماری ملاقات جلد ہوگی لیکن تمہارا پورا نہیں ہوا۔"

"میں نے امکانی بات کا اظہار کیا تھا۔ اس میں بڑا کپڑا کوئی گودخل نہیں تھا۔"

"جبکس!۔" اچانک میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہنگامہ کی صلاحیتیں پر عمل اعتماد ہے؟"

"کوئی اور بات کریں میرے عزیز!۔" جبکس نے میرے چلے سے گھبرا کر بڑی عقیدت سے مجھ کو اس خبر پر پھیرتے ہوئے جواب دیا۔ ہر وہ شے جو انسان کی سمجھت ہو اس کے بارے میں شبہات کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔

مجھے خود ہی تکلیف کرنا پڑے گی؟"

"نہیں۔" پیٹر نے سر دھیرے میں مجھے لالکا لگا۔ اگر تم نے کوئی چالاک دیکھا ہے تو کوشش کی تو میں بے دریغ گولی ماروں گا۔"

"بہت خوب۔" میں بے پروائی سے مسکرایا پھر کھینچوں سے مارٹن کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "اب میں کیا کہوں؟ اس وقت موثر ہوٹ کی کنکس کے ہاتھ میں ہے اور اصل ناٹک کون ہے؟"

"پیٹر!۔" میرا تیر ضائع نہیں گیا۔ مارٹن نے اپنی سمجھوری رنگت والے ساتھی کو غصیل لگا ہوں سے دیکھا۔ کیا تم میری اجازت کے بغیر گولی چلانے کی جرأت کر سکتے ہو؟"

"تہا سے دیرینہ تنکی حالت میں ہمیں پرکھو آنکھیں کھل لیکن کیا بات کی گئی ہے؟" پیٹر نے تیزی سے جواب دیا۔

"کیا تم بھول گئے کہ میری حیثیت کیا ہے؟" مارٹن کا لہجہ سرد اور شفاک ہو گیا۔

"تم..... تم ہاں کے نائب ہو لیکن خطرے کی صورت میں....."

"شٹ آپ۔" مارٹن چیخ اٹھا پھر اس نے سیاہ فام جیش کو اشارہ کیا جو بدستور کسی آدم خور جیش کی مانند اپنی جگہ محتاط جان و چونہ نظر کر رہا تھا۔

مارٹن کا اشارہ پاکر سیاہ فام جیش نے اپنی اسٹین گن ڈیسولز کے سامنے رکھ دی اس نے انتہائی خاموشی اور سنجیدگی سے تارے قریب اگر ہماری بندشیں کھولنا شروع کریں۔ اپنے کام سے فارغ ہو کر وہ دوبارہ اپنی جگہ جا کر بیٹھ گیا۔ اسٹین گن اٹھا کر وہ ایک بار پھر ہماری طرف محتاط نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس کے تیرے تارے سے مجھے کہ اگر ہم نے مارٹن کی دی ہوئی غایت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا خیال بھی کیا تو وہ پلک جھپکتے ہی ہمارے جھول کو چھلنی کرے گا۔

پیٹر نے جیش کے کام میں کوئی مداخلت یا مارٹن کے اشارے پر احتجاج کرنے کی ہمت نہیں کی لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ اسے مارٹن کا وہ طرز عمل گراں گزرا ہے۔ دوسری طرف جبکس اور کیلاش میرے طرز عمل پر حیران نظر آ رہے تھے البتہ درشتان کا دھڑلے مان دونوں سے مختلف تھا وہ اٹھوں کی بندشیں کھل جانے کے بعد مطمئن نظر آ رہی تھی۔

"مجھے خوشی ہے مارٹن! اگر تم نے مجھ پر اعتماد کیا اور ہماری جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ دوسری صورت میں تمہارے فرشتے بھی اڈگر اور اوریاض کے سلسلے میں ہماری زبان نہیں کھولا سکتے تھے۔"

"جمال!۔" جبکس نے اندویشناک زبان میں مجھے سزناش

پیڑنے سفاک انداز میں جواب دیا پھر ملٹن کو گھومتے ہوئے بولا "اب تمہارا کیا مشورہ ہے؟"

"نہیں" مارٹن نے پیڑ کا اشارہ سمجھتے ہوئے تیزی سے ہاتھ اٹھائے کہ تم سب جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرو گے۔ ڈی، آکر! تمہارا کیا مشورہ ہے؟"

آخری جلسہ سیاہ فام جمعیہ کو مخاطب کئے گیا۔ میں نے اپنی توجہ ڈی آر کی جانب مبذول کر دی جس کی نگاہیں میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔ میں اس بات کا اعتراف کرتے ہیں جو عمل سے کام نہیں لوں گا کہ وہ سیاہ فام جمعیہ حیرت انگیز قوت برداشت کا مالک ہوئے کے ساتھ ساتھ نہایت زیرک اور پوشیدار بھی تھا۔ جس انداز میں مارٹن نے اس سے شورہ طلب کیا اس سے بھی صاف ظاہر تھا کہ مارٹن کے بعد اس وقت موثر بوٹ پراسی کو اہمیت حاصل تھی۔

جمعیہ نے مارٹن کی بات کا فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ بڑی گہری نگاہوں سے مجھے گھورتا رہا پھر سناٹ آواز میں بولا۔ "میرا مشورہ ہے کہ ان کا فیصلہ باس پر چھوڑ دینا چاہیے۔" میں بھی تائید کرتا ہوں لیکن اتنی جلدی کی ضرورت ہے؟ پیڑنے مجھے قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "تم اپنے ساتھ صرف ایک اہم آدمی بھی لے جا سکتے ہیں۔ باقی لوگوں کا قہقہہ پاک کر دینا زیادہ مناسب ہوگا۔"

"میرا مشورہ ہے کہ فیصلہ باس پر چھوڑ دینا چاہیے کہ وہ کے اہم سمجھتا ہے اور....."

"گروہ میں میری بھی کوئی حیثیت ہے۔" پیڑ سیاہ فام جمعیہ کی طرف پلٹ پڑا "تم ہر معاملے میں میری بات کی....."

"نہیں پیڑ! انہیں جمعیہ نے بجلی کی طرح حلق کر اسٹین گن کا گرج پیڑ کی جانب کیا پھر نہایت ٹھہرے ہوئے لیکن سفاک لمحے میں بولا "تم ڈی، آکر سے اونچی آواز میں بولنے کی کوشش مت کرو۔ میری حیثیت کیا ہے؟ تم بھی جانتے ہو۔ باس نے مجھے خون کی ہولی کھیلنے کی کھل اجازت دے رکھی ہے اور میں باس کے سوا کسی اور کو جواب دینے کا پاند نہیں ہوں۔" پیڑ کو شاید اپنی جلد بازی اور جمعیہ کی حیثیت کا احساس ہو گیا۔ اس نے اپنی توجہ جلدی سے مارٹن کی جانب مبذول کر لی۔

"میری ذاتی رائے بھی یہی ہے مارٹن فیصلہ کن آواز میں بولا "ہم انہیں باس کے سامنے پیش کرنے کے بعد ہی کوئی عمل کریں گے۔"

"تم نے عقلمندی کا فیصلہ کیا ہے مارٹن! اس لیے کہ ابھی تمہیں میرے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہوا کہ میں کون ہوں؟ جو

میں نے صغیر خیر انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا "ہم اور تم جس کا بار میں ٹوٹ پڑا میں ہر قدم ایک سوچے سمجھے منصوبے اور طے شدہ اسکیم کے تحت اٹھایا جا رہا ہے۔ ذرا اپنے ذہن پر زور دینے کی کوشش کرو۔" اوگر اور پورے پلے بھی فرار ہونے کی کوشش نہیں کیوں؟ اس لیے کہ پہلے ان پر اتنا زیادہ اعتماد نہیں کیا گیا تھا۔ کیا میں غلط کر رہا ہوں؟"

مارٹن میرا جواب سن کر ہونٹ چبانے لگا جیسکس نے مجھے جو مختصر معلومات فراہم کی تھیں اس کے مطابق مارٹن اور اس کے گروہ کے افراد غیر قانونی تجارت میں ٹوٹتے اور متقولے معاوضے پر میرے جواہرات، افیون اور دیگر ملکی مال ایک دوسرے کے ہاتھ فروخت کرتے تھے۔ ان کا سرگزشت کون تھا یہ بات گروہ کے کسی فرد کو نہیں معلوم تھی۔

اوگر اور اوریاض کو اس گروہ میں شامل ہونے تین سال لڑ چکے تھے۔ وہ دونوں بے حکم کار آمد اور فائدہ مند تھے لیکن ایک موقع پر سائیکلوں کو چوروں میں ایک معمولی سی غلطی پر ان کے ساتھ ایسا نادر اسلحہ کیا گیا جس نے ان دونوں کو ہم خیال اور باغی بنادیا۔ انہوں نے طے کر لیا تھا کہ اپنے گم ہاں کو کوئی ایسا شدید نقصان پہنچائیں گے جو اسے تمام زندگی یاد رہے۔ وہ کسی مناسب موقع آتاں میں تھے پھر انہیں وہ موقع مل گیا۔ ایک ملک نے کوڑوں روپے کے لیے جواہرات طلب کیے اور یہ ذمے داری اوریاض اور اوگر کو سونپ دی گئی جس گروہ کو مال ڈے کر دواڑ کیا گیا وہ پار آدمیوں پر مشتمل تھا، ان کی کان چوکر اوگر کے سپروختی اس لیے اس نے نہایت آرام سے اپنے باقی دونوں ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور اوریاض کے ہمارے کسی جزیے کی سمت نکل گیا۔ اس کی اطلاع گروہ کے سرخو کو تین روز بعد ملی چنانچہ اس نے مارٹن اور اس کے ساتھیوں کو یہ ذمے داری سونپی کے دونوں کو ہر قیمت پر تلاش کیا جائے جیسکس نے مجھے یہ بھی بتا دیا تھا۔ ران میرے جواہرات کی اسلگنگ کے لیے ایک ایسا طریقہ اختیار کیا تھا کہ اگر وہ قانون کے ہاتھ لگ جاتے تو بھی مال راکہ نہیں ہو سکتا تھا۔ میں ان ہی معلومات کی بنا پر مارٹن اور اس کے ساتھیوں کو جبران کرنے میں مہر دفت تھا۔

"میرا خیال ہے کہ تم ہمارے گروہ کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟ پیڑ نے سناٹ پر بھیجی کہا۔

"میں تمہارے اس خیال کی تردید نہیں کر سکتا۔ میں نے یہ نیازی کا مظاہرہ کیا۔

"باس ایسے لوگوں کو برداشت کرنے کی اجازت نہیں دیتا جو ہمارے کاروبار کے سلسلے میں کھوج لگانے کی کوشش کریں۔"

"تم ابھی طفل کتبہ ہو پیڑ!" میں نے درشت بولنا شروع کیا "مجھے تمہارے بچپن پر غصہ بھی آ رہا ہے اور ہنسی بھی۔" مارٹن! "پیڑ آپ سے باہر ہو کر چلتا ہے اس سے اپنی گندی زبان بند کر کے ورنہ مجھے مجبوراً اسے خاموش کر دے گا۔"

"تمہارے فرشتے بھی ایسا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔" میں نے جواباً گرج کر کہا "کیا تمہیں مارکر اپنا کرداروں کا فائدہ برداشت کر سکو گے؟"

"کیا مطلب؟" مارٹن چونک اٹھا۔

"تم نے صرف پندرہ بیس لاکھ کی بات کی تھی باڈی ڈیڑ مارٹن! لیکن میں جانتا ہوں کہ ان بیروں اور جواہرات کی قیمت کوڑوں سے بھی زیادہ ہے۔" میں نے جیسکس سے حاصل کی ہوئی معلومات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سرد آواز میں کہا "لو! تم میری معلومات پر شبہ کر سکتے ہو؟"

"ہیں واپس سمجھو یہ ہمارے بیس لاکھ چلتا چلے گا۔" میں نے پھر ذہانت کا ثبوت دیا۔ اوگر اور اوریاض کو بیڑنے کے بعد ہم باس کو زیادہ خوش کر سکتے ہیں۔"

"میں نے کہا تھا پیڑ کہ تم ابھی طفل کتبہ ہو۔" میری فوری طور پر دوسرا پانس پھینکا "اگر اوگر اور اوریاض بھی پہاڑیوں پر ہوتے تو میں میرے جواہرات اور اس کی مال کا اظہار کر کے حماقت کا ثبوت نہ دیتا۔ تمہیں یقین نہیں آ رہے شوق سے بوٹ بوٹ کا رخ موڑ لو۔ ہو سکتا ہے ذہن برباد کرنے کے بعد تمہیں اس بات کا احساس ہو جائے۔ یہ سڑ بھال! اصغر تمہارے لیے کتنی اہمیت کا حامل ہے؟ مارٹن اور سیاہ فام جمعیہ کی آنکھیں میرے چہرے پر جمیں۔ پیڑ کا چہرہ غصے سے تھما اٹھا۔ شاید اسے کوڑوں مالیت کے لیے جواہرات سے زیادہ اپنی عزت پیارے ڈیوڈز اور گنگنا نامور بوٹ کا اسٹیرنگ سنبھالے رہا۔ وہ ڈی جون کی گرفت رہا اور کے دستے پر مضبوط ہو گئی لیکن کی نگاہیں بدستور درخشاں رہیں۔

سکلاش اور جیکب مجھے حیرت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔

"اگر وہ دونوں سمجھو یہ پہاڑیوں پر نہیں تو پھر کہا مارٹن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "تمہیں ان کے فرار ہو جانے کا علم کس طرح ہوا اور یہ کہ ان کے قبضے میں کوڑوں کی مال کے لیے جواہرات ہیں؟"

"لاسلکی نظام بہت زیادہ ترقی کر گیا ہے جیڑ

میری حفاظت اور نگہانی پر مامور کیا تھا۔ معا میرے دل میں یہ خیال اٹھ کر رفتی کو طلب کے کاس سے حالات کے بارے میں دریافت کیا جائے۔ میں نے اسے یاد کرنے کی کوشش کی لیکن اسی وقت پیڑ کی تلخ آواز میرے کانوں میں گونجی۔ وہ مارٹن سے کہہ رہا تھا "کیوں ایسا تو نہیں کر یہ ہیں، یہ قوت یافتہ کی کوشش کر رہا ہو۔"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ یہ سب ہمارے دم و دم کو کم رہا ہے اگر انہوں نے ہمیں اتنا نہانے کی کوشش کی تو ہم ایک چمکے ہوئے ان کے جسم چھین کر دیں گے اور پھر ان کا لالہ ذیہ گوشت کھا کر یقیناً ہمیں دفاعی کا مستحق سمجھیں گے۔"

"میرے سامنے تو تم سے کچھ دیر ستانے کی مہلت طلب کی تھی لیکن تم... کیلاش نے ہونا چاہی کہ پیڑ پھٹ گیا۔

"تم اپنی زبان بند رکھو! اس کے لیے سے دشمنی اور حقارت کی بو آ رہی تھی۔ دوبارہ ہمارے معاملے میں مداخلت سے گریز کرنا۔"

"باس کا یہ خیال درست ہے پیڑ! اگر تم ذہین بھی ہو لو کہ گرم مزاج بھی لیکن جب حالات کی کڑیاں ابھی ہوں تو اسٹین کوٹھڑے دل سے انہیں ٹھیکھانے کی کوشش کرنا چاہیے۔"

مارٹن نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"کیا یہ ممکن نہیں کہ یہ محض وقت برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہوں؟ پیڑ کا اوجہ بدستور خشک تھا۔

"اگر یہ ثابت ہو جائے تو مجھے تو حیرت کر دے گا؟"

"دودا دلش کا قہقہہ میں نے کیا تو ہم ان کی زبانیں کھلاؤں یا پھر جہاز تک پہنچنے سے پیشتر انہیں ٹھکانے لگا دیں۔" پیڑ نے تیزی سے جواب دیا "کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہلا جہاز ان کی نظروں میں آجائے اور ہمیں کچھ حاصل بھی نہ ہو؟"

پیڑ نے یقیناً بڑی دوراندیشی کی بات سوچی تھی۔ اس کی جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی اسی "لائن آف ایکشن" میں ACTION پر عمل کرتا جو اس وقت پیڑ کے ذہن میں کھل رہا تھا۔ شاید اسی لیے مارٹن نے فوری طور پر اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میرے لیے اب آنکھیں کھول دینے کے حاکوئی چارہ نہیں تھا چنانچہ میں نے رفتی کو طلب کرنے کا ارادہ ترک کر کے آنکھیں کھول دیں اور پیڑ کو نفرت بھری نگاہوں سے گھورنے لگا جیسکس سے گفتگو کے بعد مجھے یقین ہو گیا تھا کہ مارٹن اور اس کے ساتھی میرا اور درخشاں کا کچھ بھی نہ لگاڑ سکیں گے۔

"تم مجھے ایسی نظروں سے کیوں گھور رہے ہو؟ پیڑ غصے سے بولا "اپنی نگاہیں نرمی رکھو ورنہ....."

عظیم صدر عظیم قائد (زاہد حسین انجم) - 150/-
 (قائد اعظم محمد علی جناح کے حالات زندگی)

قائد ملت لیاقت علی خان (زاہد حسین انجم) - 150/-
 (پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کے حالات زندگی)

مکتبہ القرآن اُردو بازار - لاہور 2

”تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا؟“ میں نے اپنا سوال دہرایا۔

”تمہارا انداز غلط ہے۔ میں اپنے خیالوں میں گم تھی اس لیے شاید تم نے....“
 درخشاں کب ولبھے سے بار و محبت کی چاشنی ٹپک رہی تھی، میں نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا: تمہاری چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔“

”مجھے چائے کی مطلق خواہش نہیں۔“ وہ بے پروائی سے مسکرائی پھر قبل اس کے کہ میں اصل کر تا درخشاں نے اپنا ہاتھ گھمایا اور چائے کو ڈونگے سمیت سمند کی لہروں پر اچھال دیا۔
 مارٹن کی نگاہوں کے زاویے بدل گئے سیاہ فام جمجمہ کی خوفناک نگاہوں میں بھی غصے کی شدید کیفیت نمودار ہونے لگی۔ درخشاں کی حرکت نے میرے دشمنوں کے اعصاب میں ایک بار پھر ترسناؤ پیدا کر دیا تھا۔ ان کے سر دھل رہے تھے۔
 ”تم نے یہ کیا حرکت کی؟“ میں نے درخشاں کو موقع کی نزاکت کا احساس دلانے کی خاطر قدرے خشک اور درشت لہجہ اختیار کیا۔

”مجھے انفوس ہے لیکن....“ درخشاں نے کچھ کہہ کر چاہا لیکن پیٹر نے اس کی بات کاٹ دی۔

”کوئی فرق نہیں پڑتا مادام درخشاں!“ اس نے مارٹن کو جلالے کی خاطر بڑے بڑا اخلاق انداز میں مسکراتے ہوئے کہا: ”باس! اگر کروڈوں کا نقصان برداشت کر سکتا ہے تو بھلا اس کی نظروں میں پلاسٹک کے ایک حقیر ڈونگے کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ پھر وہ یکدم میری طرف پلٹ کر بولا: کیوں مڑ رہا ہے؟ کیا میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کہی؟“
 ”بات نقصان یا فائدہ کے نہیں، اصول بہر حال اصول ہوتا ہے۔“

”پھر آپ مادام درخشاں کے لیے کیا سزا تجویز کرتے

کا مقصد نہیں سمجھ سکے۔ لیکن تمہارے اپنی اس حرکت سے میں مرعوب کرنے کا خواہشمند رہا پھر باور پانے غصے کو تسکین پہنچانے کے خاطر بلا مقصد ایک شغل میں مشغول ہو گیا۔

تھرمس کھولنے کے بعد مارٹن نے بیگ سے پلاسٹک کے بیکر ٹاؤنگے نکالے اور سب کو چائے تقسیم کرنے لگا۔ جمجمہ کی وہ مہمان نوازی بھی کچھ عجیب تھی۔ باس کا نائب ہونے کی حیثیت سے وہ چائے کی تقسیم کا کام اپنے کسی ساتھی سے بھی لے سکتا تھا لیکن اس نے خود ہی باری باری ہر ایک کو چائے دینا شروع کر دی۔ پہلا ڈونگہ پیٹر کے حصے میں آیا۔ شاید اس طرح مارٹن اسے یقین دلانا چاہتا تھا کہ وہ گزری ہوئی باتوں کو بھول چکا ہے۔ پیٹر ڈونگے لے کر مسکرایا پھر چائے پینے میں مصروف ہو گیا۔ مارٹن کے ساتھیوں کے علاوہ ہم نے بھی خاموشی سے چائے پینا شروع کر دی۔ تقریباً دس گیارہ گھنٹے کے آٹ دینے والے سفر نے ہمارے اعصاب کو بوجھل کر دیا تھا۔ چائے کے پہلے ہی گھونٹ سے مجھے تقویت کا احساس ہوا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا وہ ابھی تک کسی سوچ میں مبتلا تھے۔ ساتھ ساتھ چائے کے کھنڈ بھی لے رہے تھے لیکن درخشاں اس نے ابھی تک ڈونگے کو فونہ سے نہیں لگایا تھا۔ ایک عورت ہونے کی وجہ سے شاید گڑبے ہوئے پریشان کن لمحات سناس کے اعصاب پر گہرا اثر کیا تھا۔ اس کی آنکھیں تباہی تھیں کہ اس وقت اسے چائے سے زیادہ کچھ دیر آرام کی شدید ضرورت تھی۔

موٹر بوٹ اتنی بڑی نہیں تھی کہ ہم کھل کر بیٹھ سکتے۔ درخشاں نیچے تختوں پر بھی نہیں لیٹ سکتی تھی۔ میں کچھ دیر تک اس کے چہرے پر تھکن اور تفکرات کے طے جملے تاثرات دیکھتا رہا پھر اہستہ سے پوچھا۔

”درخشاں! کیا تم تکان محسوس کر رہی ہو؟“
 وہ میری بات سن کر اس طرح چوکی جیسے کچی زندہ سے بیدار ہوئی پھر میری آواز نے اس کے خیالات کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ میری جانب اس نے بنظر نظروں سے دیکھا ان میں بے پناہ گفتگوئی اور تناؤ کی تھی۔ تھکن یا اعصاب داؤ کا ڈور ڈونگے کوئی سراغ نہیں تھا۔ میرا دل چاہا کیلاش سے اپنی جگہ تبدیل کر لوں۔ مجھے یقین تھا کہ میرے قریب کا احساس اس پر خوشگوار اثر مرتب کرے گا۔ خود مجھے بھی اس کی دہری شاق زدہ تھی لیکن میں نے اپنی خواہش کا ٹھکانہ طے کیا، حالات کے پیش نظر ہماری ایک معمولی سی لغزش بھی بنا بنایا کھیل گاڑ سکتی تھی۔

”میرے دشمنوں کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ مارٹن مجھے بنظر نظروں سے دیکھ رہا تھا ان میں تجسس اور غصے کی مل جلجلی کیفیت شامل تھی۔“

”جہاں!“ کیلاش نے سرگوشی کی۔ ”میں تمہیں آئندہ محتاط بننے کا مشورہ دوں گا۔“
 ”نہیں!“ میں نے بلند آواز میں جواب دیا۔ ”اب ہمارے درمیان اس وقت تک کوئی گفتگو نہیں ہوگی جب تک ہم سی ہاگ (SEA HAWK) پر نہیں پہنچ جاتے۔ اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ ہو سکے گا۔“

سیاہ فام جمجمہ کی آنکھیں حیرت انگیز انداز میں جھپکنے لگیں۔ اس بار مارٹن کے علاوہ ڈی جون بھی چونکا تھا۔ شاید اس لیے کہ میں نے اس جہاز کا نام لے دیا تھا جس پر ڈیوڈ کی اطلاع کے مطابق ہم جو عیس گھنٹے بعد پہنچنے والے تھے۔ میں نے مارٹن کو مزید الجھنے کی خاطر اپنی دستی ٹھنڈی پرنٹرز والی پھر نہایت اطمینان سے آنکھیں بند کر لیں۔

شام تک ہم کھلے سمندر میں سفر کرتے رہے۔ ہمارے درمیان گفتگو کا سلسلہ بالکل ختم ہو چکا تھا۔ ایک بار جبکہ نے پانی مانگا اس کو پانی دے دیا گیا۔

مارٹن اور اس کے ساتھی شاید مجھے اپنا نادیدہ باس سمجھ کر خاموش تھے لیکن وہ غافل نہیں تھے اپنی اپنی جگہ بے حد محتاط نظر آتے تھے۔ دو یو ڈی جون کی بیوڈگی کچھ کم ہو گئی کہ کبھی کبھی وہ دزدہ نظروں سے درخشاں کی جانب دیکھنے لگتا۔ وہ سب میری شخصیت کو سمجھنے اور بے نقاب کرنے کی اذیت پر بن میں نظر آ رہے تھے لیکن سیاہ فام جمجمہ اس وقت بھی خام نگرہوں سے بے نیاز نظر آ رہا تھا شاید اسے مرنے اور مارنے کے سوا کسی اور کام سے کوئی غرض نہیں تھی۔

پیٹر کچھ دیر تک گایاں بکتا رہا پھر تھک مار کر خود ہی نڈھال ہو گیا۔ شام کو جب مارٹن نے بیگ سے چائے کا تھرمس اور بیگٹ کے بیگٹ نکالے تو پیٹر کے ہاتھ پیر کھول دیے گئے۔ میرا خیال تھا کہ آزادی یسٹر آج ہی ہے وہ سب سے پہلے ڈی آڈ کو ختم کرے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس کے چہرے سے بظاہر ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ تمام چرائی باتیں غرضاموش کر چکا ہو۔ مارٹن نے اسے بیگٹ کی بجائے دوسرا ڈیوڈ نکال کر دے دیا جسے پیٹر نے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھا۔ اس کے راؤنڈریک کے پھر نہایت بے پروائی سے انگلی میں پھنسا کر اسے تیز تر تیز دائرے کی صورت میں گھمانے لگا۔ میں اس کی حرکت

سکتا ہے کہ میں ہی....“ میں نے دیدہ و دانستہ اپنا جملہ نامکمل چھوڑ دیا۔ ”مجھے باور نہیں ہوئی مارٹن کے علاوہ سیاہ فام جمجمہ بھی چونکا اٹھا۔“

”بلکواس مت کرو!“ پیٹر نے مارٹن اور جمجمہ کا غصہ مجھ پر اتارنے کی کوشش کی۔ ”اب اگر تمہاری زبان سے ایک لفظ بھی نکلا تو.... مم.... آہ.... آہ.... ہا....“

پیٹر نے اپنا رولر بلنڈ کرنے کی کوشش کی لیکن سہے اس کا ارادہ محض مجھے خوفزدہ کرنے کا ہو لیکن میں نے پل بھر میں ایک فیصلہ کر لیا، کسی آدم کو خور چیتے کی سی پھرتی سے میں نے اپنا تیز تبدیل کر کے جست لگانا پھر میری ملات اتنی تیزی سے گھومی کہ پیٹر کو سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا۔ رولر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر سمندر میں جاگرا اور خود پیٹر لڑکھڑاتا ہوا ڈیسوزا سے ٹکرا کر دوسری جانب الٹ گیا۔ اس کے ہونٹ پھٹ گئے تھے خون کو اپنے چہرے پر محسوس کر کے وہ دیوانہ ہو گیا۔ تیزی سے تھلا بازی لکھا کر اپنے دھڑکنے پر دوبارہ کھڑا لیکن قبل اس کے کہ وہ کوئی جواب کا دہائی کرنا مارٹن تک پہنچ سکے وہ درمیان میں آگیا۔

”ہٹ جاؤ میرے راستے سے۔“ پیٹر غور آواز میں میں چلایا۔ میں اس کا خون کروڈوں گا۔“

”ہوش میں آؤ پیٹر! بات سمجھنے کی کوشش کرو۔“
 ”نہیں، میں اس کو فائدہ نہیں چھوڑوں گا۔“

پیٹر مارٹن سے الجھ گیا۔ اس کے سر پر خون سوار تھا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ڈیسوزا اور دو یو ڈی جون کے لیے بھی حیرت انگیز ہی ثابت ہوا، سیاہ فام جمجمہ مارٹن کا اشارہ پا کر کسی تیزدے کی طرح جھپٹا پھر اس نے محض چند لمحوں میں پیٹر کو پس کر کے اس طرح ریلوں میں جکڑ کر نیچے تختے پر ڈھیر کر دیا کہ وہ اپنے جسم کو حرکت دینے سے بھی قاصر تھا۔

پیٹر کی زبان سے مارٹن اور سیاہ فام جمجمہ کی سٹان میں مغفلت اور اتنا ہی غش گایاں نکل رہی تھیں لیکن مارٹن نے اس کا کوئی نوٹ نہیں لیا۔ جمجمہ نہایت اطمینان سے اپنی جگہ جا کر بیٹھ گیا۔ دو یو ڈی جون اس وقت بھی درخشاں کو دیکھنے میں مصروف تھا شاید اسے دوسری باتوں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

میں نے ایک رنگہ مارٹن پر ڈالی پھر پلٹ کر اپنی نشست پر براجمان ہو گیا۔ مجھے خود بھی اپنے غمزہ عمل پر تعجب ہو رہا تھا۔ میں نے پیٹر پر اچانک حملہ کرنے میں جس پھرتی کا مظاہر کیا کہ اس میں میرے ارادے کو بھی دخل تھا لیکن اس ارادے کے پیچھے کون سی قوت کار فرما تھی میں نے کوئی نام نہیں لے سکتا۔ بہر حال جیسکس کی معلومات سے میں نے جس انداز میں فائدہ اٹھایا اس

جناب صادق حسین صدیقی کی تاریخی کتب

80/-	سعید و فلپانہ
80/-	حور مراکش
100/-	عربی دو شیزہ
50/-	دامس ابو الہول
100/-	دو شیزہ کابل
80/-	ہمارہ کرد
95/-	خلیفہ اعظم
69/-	فوج الشام
75/-	غیاث الدین بلبن
100/-	دکن کے چار چاند
75/-	فتح ایران
105/-	حور ایران
80/-	جنگ جرمین
150/-	معرکہ روم و یونان
150/-	نقاب پوش پیغمبر

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

”میرا خیال تھا کہ میں نے جو اٹھاسے تھیں دیے ہیں وہی تمہارے لیے کافی ہوں گے“
”نہیں“ مارٹن جھنجکی سے بولا۔ ”تم نے جو باتیں کہیں وہ ہمارے جیسے کا دوا بار میں فٹ کوئی آدمی بھی کر سکتا ہے۔“
”یہ بات تم پہلے بھی سوچ سکتے تھے“ میں نے اسے حقارت سے گھورا۔

”اب بھی کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا“
”اگر میں کوڈ ڈھرانے سے انکار کر دوں تو؟“
”تو پھر تمہارا فیصلہ میرے ساتھیوں کی مرضی سے ہوگا“
”تم نے کہا تھا کہ تمہیں گروہ میں ناش کی حیثیت حاصل“
”میں نے غلط نہیں کہا تھا لیکن تم نے اپنی باتوں سے ہمارے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے تمہاری زندگی اور موت کا انحصار اب میرے دوستوں کے مشورے پر ہوگا۔ یہ مارٹن کا آخری فیصلہ ہے۔“
”موج لو۔ ہماری موت کے بعد تم آؤ گے اور اوریاض کی گروہ کو بھی نہ پاسکو گے اور شاید تمہارا پاس اتنا بڑا نقصان نہ ہوتا کر سکتے۔“

”یہ پہلا ذاتی معاملہ ہے تم ٹکرت کر دو“
”ایک بار پھر غور کرو مارٹن!“ میں نے بدستور سپاٹ لیجے میں کیا کہ تم نے آج تک اپنے پاس کی شکل نہیں دیکھی، تمہیں جو احکامات موصول ہوئے ہیں وہ برقی اور لاسکی نظام کے ذریعے موصول ہوئے ہیں۔“
”تم وقت ضائع کرنے کی کوشش کہہ رہے ہو مارٹن پوٹ جلتے ہوئے ٹھٹھا کہ لیجے میں بولا کوڈ یا موت۔ دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لو۔“

”کوڈ؟ میں نے لفظ غلط جانتے ہوئے کہا۔
”کان قریب بلاؤ لیکن اتنا یاد رکھنا کہ تمہیں بعد میں بچھتا نا پڑے گا۔“

مارٹن نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مشکوک نظروں سے گھونٹا ہوا اپنا چہرہ میرے قریب لے آیا۔ ایسا کرتے ہوئے اسے اپنی نگاہوں کے زاویے بھی بدلتا پڑے۔ مجھے اسی ایک لمحے کی تلاش تھی۔ موت کو سر پر منڈلاتا دیکھ کر میں نے زندگی کا جو اکیلے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ مجھے بالواس نہیں ہونی۔ مارٹن کی نظر جھٹکتے ہی میں نے گھٹنے کی ایک شدید ضرب اس کے پیٹ میں لگا دی۔ وہ کراہ کر جھکا اور میں نے ہلک جھپکتے میں اس کا دیوار لپٹے قبضے میں کر لیا۔ میں نے مارٹن کو ڈھال بنا کر اس کے ساتھیوں کو اپنے حکم پر چلنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ میرے

خاموش ہو کر بڑے فحشے کی حالت میں اپنا پھیلا ہوا ہڈ کاٹنے لگا۔
”لیکن کیا؟ تم چپ کیوں ہو گئے؟“
”تمہارا کوڈ کیا ہے؟“ مارٹن نے اس بار میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سرد لہجہ اختیار کیا۔

میرے پاس مارٹن کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اس نے کمال ہوشیاری سے سلسلہ پلٹ دی تھی۔ میں سمجھ رہا تھا کہ اس کے اندر گروہ کے پاس کے درمیان کوئی ایسا اتحادی کوڈ یا اشارہ ضرور ملے ہوگا جو غیر یقینی حالات میں ایک دوسرے کا نشانہ کرا سکے، مجھے پہلے اس بات کا خیال ہوتا تو جیکسن سے اس ضمن میں بھی ضرور دریافت کر لیتا۔

”کس سوچ میں گم ہو؟“ مارٹن گرج کر بولا۔ اگر تم ہمارے اپنے ہوتو اپنا کوڈ یا اشارہ دے دو۔ ہمیں مجبوراً تمہارے ساتھ ہستی کا بتنا ڈکنا پڑے گا۔“

”سودی“ میں نے منہ نکال لیتے کی کوشش کی۔ ”میں مدد کی موجودگی میں اپنا کوڈ نہیں بتا سکتا۔“
”کوئی خاص وجہ؟“

”ہاں۔“ میں نے جلدی سے اپنے سوچے ہوئے منہ پر عمل کر ڈالا۔ وہ کوڈ جو ہمارے درمیان طے ہے وہ کسی تیسرے کے علم میں نہیں آنا چاہیے ورنہ ہمیں اپنا سپاٹ آپ سنے سرے سے قریب دینا ہوگا۔“

مارٹن نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میری بات نے اسے ایک بار پھر الجھا دیا۔ کچھ دیر تک وہ اپنی جگہ خاموش بیٹھا میرے چہرے کے تاثرات پڑھتا رہا پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر گھڑا ہو گیا اور سرسرائی آواز میں بولا۔ ”ٹھیک ہے۔ میں تمہارے قریب آتا ہوں۔ تم وہ کوڈ میرے کلن میں کر دو۔“

”مجھے کوئی اعتراض نہیں“ میں نے بظاہر سر پر پندار کا مظاہرہ کیا لیکن جب مارٹن نے اپنے قدم آگے بڑھائے تو میری حالت دگر دوں ہونے لگی۔ کہنے والا اٹھ ہمارے حق میں کیا فیصلہ کرنے والا تھا اس کا مجھے مظاہرہ کوئی علم نہیں تھا۔ مارٹن دو قدم اور آگے بڑھ کر میرے بالکل قریب آ گیا۔ اس کی انگلیاں جو تک کی طرح آؤٹ کیٹک دیوار کے ساتھ لڑ لڑ کر برچی ہوئی تھیں۔ میری ایک معمولی سس فٹل میرے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے میں بہت کافی ثابت ہوتی لیکن میں نے بہت نہیں باری۔ ابھی میرے جسم پر چند بک کی اکثریت اور جینی کا دیا ہوا ایک کا تحفہ باقی تھا۔ میں نے فوری طور پر خود کو حالات سے تبرک آزما ہونے کے لیے تیار کیا پھر مارٹن کو گھونٹا ہوا اٹھا۔

”ہیں؟“ پٹر کے لیے میں متحیر کی کاٹ تھی۔ میں چونکا۔ فوری طور پر میرے ذہن میں یہی خیال ابھرا کہ پٹر مارٹن پر طنز نہیں کرے گا بلکہ اس بار میری شخصیت کے نقاب کشی کے کوشش کر رہا ہے۔ شاید وہ اپنے ساتھیوں کو اس بات کا احساس دلانا چاہتا تھا کہ میں وہ نہیں جو وہ لوگ سمجھ رہے تھے۔

پٹر کے حملے کے اختتام کے ساتھ ہی مارٹن اور اس کے ساتھیوں کی نگاہیں بھی میرے چہرے پر مرکوز ہو گئیں۔ پٹر نے لہجہ بڑی آزمائش کا تھا۔ میں ایک پل کے لیے گھبرا سا گیا لیکن دوسرے لمحے میرے چہرے پر ایک معنی خیز مسکراہٹ ابھر آئی۔ ابھی میری جھولی میں جیکسن کی ذرا کم کردہ معلومات کا کچھ ذخیرہ باقی تھا۔ چنانچہ میں نے پٹر کو گھور کر دیکھا پھر سپاٹ آواز میں بولا۔ ”میں تمہاری باتوں کا مقصد سمجھ رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تم اپنے ساتھیوں کو کیا یاد کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔“

”آپ نے سچا معاذ بات کو طول دے رہے ہیں جناب! میں نے تو یہی باتیں مذاق میں ایک بات کہہ دی تھی۔“ پٹر شانے اچھکاتے ہوئے بولا۔

”گروہ میں تمہاری شمولیت کو بہت زیادہ عرصہ نہیں پڑا۔“

”میں نے پٹر کو کچھ پڑا دیا۔“
”کیا مطلب ہے تمہارا؟“ پٹر لیکھوت سنجیدہ ہو گیا۔

”میں جانتا ہوں یہی تھا کہ اس کو غصہ دلا کر دوبارہ اس کے ساتھیوں سے الجھا دوں۔“
”مجھے یقین تھا کہ میری بات سن کر تم پھر غیر منسوب ہو جاؤ۔“

”میں نے بھی یہی مشورہ دیا تھا لیکن پہل تمہاری جانب سے ہوئی ہے۔“ میں نے بے پروائی سے جواب دیا۔

”پٹر کی بات کو تو کون ہو؟“ مارٹن نے سوال کیا۔ اس کا لہجہ اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہ ابھی تک میری شخصیت کے بارے میں کوئی آخری اور حتمی فیصلہ نہیں کر سکا۔ البتہ مجھے مرعوب کہنے اور میری زبان کھلوانے کی خاطر اس نے اپنی پیشانی پر کچھ نلگوں ضرور پیدار کر لیں۔

”تمہارا کیا خیال ہے؟“ میں نے سپاٹ آواز میں پوچھا۔
”کیا تم ابھی تک موصول حالتوں اور ذہنی طور پر متغیر کیفیتوں کا شکار نہیں ہو؟“

”اپنی زبان قابو میں رکھو مٹرا“ مارٹن کے توجہ بدل گئے۔
”تمہاری چرب زبانی نے مجھے الجھا ضرور دیا تھا لیکن....“ وہ

میں منجھل بھی نہ تھا کہ اس نے پتیرا بدل کر دوسرا فارغ کیا اور اس بار میرا بایاں شانہ اٹھ کر رہ گیا۔ وقت کی سیٹھ میرے حق میں مخصوص ثابت ہوئی۔ میں نے منجھل کی کوشش کی لیکن اس نے مارٹن نے اپنا رولڈ میرے ہاتھ سے چھپ لیا پھر اس نے سیدھا ہاتھ بند کر کے کہنی کا اتنا بھر لوہ دار میری گردن پر کیا کہ میری ہمت جواب دے گئی۔

پل بھر میں بازی ملت گئی۔ میں تو راکھ موڑ لوٹ کے تختوں پر گرا۔ میرے کانوں میں جیسی کا خوشخوار جملہ گونج رہا تھا۔ اس نے شاید میرے ساتھیوں کو کور کرنے کے بعد تیرنہیمہ کی تھی۔

”خبردار! اگر کسی نے ذرا بھی جنبش کی تو اس کا جسم پھلنی کر دوں گا“

مجھے اتنا یاد ہے کہ گرتے وقت میں نے درخشاں کی جانب دیکھا تھا۔ میرا خیال تھا کہ وہ پیش آنے والے احکامات سے خوفزدہ اور ندوس ہوگی لیکن ایسا نہیں تھا۔ ممکن ہے وہ میرا وہم ہو، مگر جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے درخشاں کے یا قوتی ہونٹوں پر اس وقت بھی ایک مٹنی خیر ترمیم موجود تھا۔ میں نے اس مسکاسٹ کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کی لیکن وقت نے میرا ساتھ نہیں دیا اور میرا ذہن گھپ اندھروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

وہ ایک نہایت پرسکون اور آرام دہ بستر تھا۔ کمرے کا ماحول خواہناک تھا، وہاں کی ہر چیز میں ایک حسن ایک سادگی موجود تھی۔ میں نے تیزی سے پکیں جھپکا نا شروع کر دیں۔ میں شاید کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔ میں نے اپنے بوجھل ذہن کو کرینا شروع کیا۔ مجھ پر غنودگی کی حالت طاری تھی لیکن مجھے یاد آگیا۔ وہ مارٹن کی شدید ضرب تھی جس نے مجھے موڑ لوٹ پراؤد سے منہ گم کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ میری نگاہوں کے سامنے سیاہ فام جیسی کا چہرہ ابھر آیا۔ اس نے فائر کے میری داہنی ران اور بائیں شانے کو زخمی کر دیا تھا۔

میں نے نظر اٹھا کر بائیں شانے کی سمت دیکھا جہاں نہایت سلیقے سے پٹی بندھی ہوئی تھی۔ ہاتھ کو جنبش دینے کی کوشش کی تو درد سے تڑپ اٹھا۔ میری داہنی ران بھی چوڑے کی طرح دکھ رہی تھی۔ میں شاید دشمنوں کی قید میں تھا۔ وہ میرے زخموں کی مرہم پٹی کر کے میری زندگی بچا نا چاہتے تھے اس لیے کہ انہیں مجھ سے ڈر کر لوہا بلیا

کا کھوج نکالنا تھا لیکن میرے ساتھی؟ میرے ذہن کو تھکا لگا۔ کہیں ان درندوں نے کیلاش اور جیکب کو مار تو نہیں ڈالا اور میری زندگی.... میری مروج.... میری درخشاں کا کیا بنا؟ میرے دماغ میں پریشان کن سوالات ابھرنے لگے۔ ”مٹر جھال! کیا آپ خود کو پہلے سے بہتر محسوس کر رہے ہیں؟“ ایک مہذب نسوانی آواز میری قوت سماعت سے ٹکرائی۔ میں نے فوراً گردن اٹھا کر دوسری سمت دیکھا۔ وہ ایک پیشہ ور نرس نظر آ رہی تھی، اس کے جہرے پر مریم کا قدس سر تھا۔ نگاہوں میں ہمدردی تھی۔ مفید لباس میں وہ بے حد حسین معلوم ہو رہی تھی۔ میں ایک شانے سے ٹھک اسے سرتاپا دیکھتا رہا۔ وہ مجھے میری خیریت دریافت کر رہی تھی۔ بحیثیت نرس وہ اپنے پیشے کے فرائض انجام دے رہی تھی لیکن شاید وہ بھی میرے دشمنوں کے جتنے کی ایک فرد تھی، ایک خوبصورت اور حسین ناگن۔ میرے چہرے کے تاثرات بدلتے لگے۔ میں نے قدسے تنجہ جیمے میں دریافت کیا۔

”کون ہو تم اور میں اس وقت....“

”پلیز مٹر جھال! نرس نے تیزی سے میری بات کاٹتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر نے آپ کوئی الحاح صرف آرام کا مشورہ دیا ہے“

”ڈاکٹر!“ میں چونکا۔ ڈاکٹر کیلاش کہاں ہے اور....“

”پریشان مت ہوں۔ وہ جلدی سے مسکراتے ہوئے بولی۔ آپ کے ساتھی خیریت سے ہیں۔ ڈاکٹر کیلاش اور قادر جیکب بس آتے ہی ہوں گے ملاقاتیوں کی آمد کا وقت ہو چکا ہے۔“

”کیا؟“ میں نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔ میں.... اس وقت کہاں ہوں؟“

”اسپتال میں“

”اسپتال؟“ میں نے دل ہی دل میں کہا پھر بولا، ”نرس! کیا یہ اسپتال....“

میں اپنا جملہ مکمل ذکر کا کیلاش اور جیکب کے آجانے سے میری توجہ ان کی طرف مبذول ہو گئی۔ کیلاش مجھے ہوش میں دیکھ کر تیزی سے میرے قریب آیا پھر نرس سے مخاطب ہو گیا۔ ”سسر! کیا اب میرے دوست کو دوبارہ....“

”حالات پر منحصر ہے۔“ نرس نے مجھے مٹنی نظروں سے دیکھا پھر زریب مسکرائی واپس چل گئی۔

”مست عظیم کا احسان ہے کہ اس وقت تم پوری طرح ہوش و حواس میں ہو۔“ جیکب نے خوشی کا اظہار کیا۔

”ہم اس وقت کہاں ہیں؟ میں نے کیلاش سے پوچھا۔“

”امریکہ کے ایک اسپتال میں“

”امریکہ!“ میں نے حیرت کا اظہار کیا۔ ”ہم یہاں کیسے پہنچے؟“

”میں تم سے درخواست کروں گا میرے دوست! کہ اپنے ذہن پر زیادہ بوجھ مت ڈالو۔“ کیلاش نہایت اپنائیت سے بولا۔ ”دو چار روز کے مکمل آرام کے بعد تمہاری کیفیت اور زیادہ بہتر ہو جائے گی۔“

”وہ.... میری درخشاں کہاں ہے؟“ میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے سوال کیا۔

”وہ بھی خیریت سے ہے۔“ کیلاش نے جلدی سے کہا پھر بات کا رخ بدلتے ہوئے بولا۔ ”اب تم ذاتی طور پر خود کو کیسا محسوس کر رہے ہو؟“

”ہم موڑ لوٹ میں تھے کیلاش!“ میں نے نجیدگی سے کہا۔ ”مارٹن میرے قبضے میں آجاتا تو اس کے ساتھی ہمارے رحم و کرم پر ہوتے لیکن وہ سیاہ فام جیسی زیادہ چالاک ثابت ہوا۔“

”مجھے یاد ہے۔“ اس کی گولیوں نے مجھے شدید زخمی کر دیا تھا۔ مجھ پر ناقص طاری ہو گئی تھی پھر....“

”بھگوان کی کرپا ہے کہ گولی نے تمہارے صرف گوشت کی خیریت دریافت کی۔ ہڈی کا کوئی حصہ یا جوڑ متاثر نہیں ہوا اور....“

”کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ مارٹن کے ساتھیوں نے ہمیں آزاد کیوں کر دیا؟“

”جمال! تمہیں فی الحال....“

”نہیں۔“ میں تیزی سے بولا۔ ”میری ذہنی حالت پوری طرح بحال ہے۔ تم مجھے تفصیل سے بتاؤ میرے ہوش ہونے کے بعد کیا ہوا تھا؟“

”مارٹن اور اس کے ساتھی ہمیں اپنے جہاز پر لے گئے لیکن وہاں پہنچنے کے بعد اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ ہمیں بھوکے سے پکڑ لیا گیا ہے۔ دراصل انہیں کچھ دوسرے لوگوں کی تلاش تھی۔ پھر بھی انہوں نے ہمیں تین چار روز تک مزید اطمینان کے لیے جہاز پر ہی قید رکھا۔ جب

زود کے سرخند کی طرف سے ہمارے بے گناہ ہونے کی تصدیق ہو گئی تب ان کا سلوک ہمارے ساتھ قدسے بہتر ہو گیا۔ پھر انہوں نے ہمیں زبان بند رکھنے کی سختی سے

تاکید کی اور....“ کیلاش نے اپنا بیان مختصر کرنے کی خاطر ایک لمحے کی خاموشی کے بعد کہا۔ ”میں تمہارے بہتر علاج کے لیے تمہیں امریکہ لے آیا۔ بھگوان کا شکر ہے کہ آج تم....“

”کیا تمہارے بیان سے میں یہ سمجھوں کہ آج میں بہت دنوں بعد ہوش میں آیا ہوں؟“ میں نے کیلاش کو حیرت سے تکتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ تمہارے زخموں کی حالت خراب تھی اس لیے ڈاکٹروں کے مشورے سے ہمیں زیادہ تر ہوش ہی دکھا گیا۔“

”اور میں تمہیں مقدس مسیح کے نام پر یہی مشورہ دوں گا کہ پرانی باتوں کو خواب سمجھ کر بھولنے کی کوشش کرو۔“ جیکب نے سرد آہ بھر کر کہا۔ ”یہ سمجھ لو کہ ہم نے کھل آنکھوں سے جو کچھ دیکھا وہ سب فریب نظر تھا۔ سرب تھا اور حقیقت صرف اتنی ہے کہ رب عظیم نے ہمیں دوبارہ مہذب دنیا میں واپس پہنچا دیا۔ مارٹن کے کردہ کے لوگ ہمارے لیے آزادی کا وسیلہ ثابت ہوئے۔“

”درخشاں کہاں ہے؟“ میں نے جیکب کے چہرے کے تاثرات سے الجھتے ہوئے کیلاش سے دریافت کیا۔

”تم اسے ساتھ کیوں نہیں لا آئے؟“

”وہ.... دراصل.... مجھے یقین نہیں تھا کہ تم اتنی جلدی....“

”کیلاش!“ میں اسے گھورتے ہوئے بولا۔ ”تم مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہو مجھے بتاؤ، میری زندگی کہاں ہے؟“

”تم کو آرام کی ضرورت ہے میرے دوست!“

”نہیں۔“ میں تلملا اٹھا۔ ”مجھے صرف درخشاں کی ضرورت ہے۔“

”خداوند تم پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔“ جیکب نے آہستہ سے کہا۔ ”درخشاں تمہاری کے سلسلے میں بھی تمہیں اپنے دل کو سمجھانا ہو گا۔ وہ....“

”وہ کہاں ہے؟“ میں نے جیکب کا جملہ مکمل نہیں ہونے دیا۔ اس کے بچے میں مایوسی کا جو انداز تھا اس سے میری دشتیں دو چند ہونے لگیں۔ میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو کیلاش نے میرے بازو تھام لیے۔ وہ مجھے بچھلتے ہوئے بولا۔

”ہوش میں آؤ جمال! یہ کیا دیوانگی ہے۔ ابھی تم اس قابل نہیں ہو کہ اپنے پیروں پر....“

”کیلاش!“ میں نہیں تمہارے بھگوان کی قسم دیتا

میں دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے۔ یہی ایک مسلمان کا عقیدہ ہے۔
 ”ہاں“ میں جانتا ہوں لیکن وہ.... وہ اگر فریب بھی
 تھی تو میری درخشاں کی ہوتی تو اور جیتی جاگتی تصویر تھی۔
 سوچو رفیق! اگر میری جگہ تم ہو تو تم پر کیا کرتی؟“

”شاید میری حالت بھی تم سے مختلف نہ ہوتی؟“ رفیق
 نے سہاٹا لیجے میں جواب دیا۔ ”کچھ لیو سہاٹے ہوئے ہیں
 جو اصل سے زیادہ پرکشش اور جاندار نظر آتے ہیں اور
 انسان کو راہ راست سے گمراہ کرنے کے لیے گندی اور کال
 قوتوں کی پیداوار ہوتے ہیں۔ یہی قدرت کا امتحان ہے
 میرے عزیز! جو ثابت قدم رہا اس نے منزل کو پایا اور
 جس کے قدم ڈھنگ گئے وہ تائید کیوں میں جھٹک رہا ہے۔
 کیا تم نہیں جانتے سیدی! وہ اپنے نیک بندوں کو وقت
 اور حالات کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ امتحان لیتا رہتا ہے
 اور....“

”ممکن ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تمہاری باتیں دل
 کو گنتی پس لیکن میں کیا کروں؟ اسے کیسے فروخ کر دوں جو
 دل و دماغ میں خوشبو بن کر بس گئی ہے؟“
 ”سچے دل سے خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤ۔
 وہی تمہاری مدد کرے گا، وہی تمہارے قلب کو سکون
 اور ایمان کی دولت سے مالا مال کرے گا۔“

”رفیق!“ میں نے ذی زبان میں درخواست کی تھی
 تم میری خاطر اسے دشمنوں کی قید سے رہائی دلا سکتے ہو؟“
 ”تم مجھ جھٹک رہے ہو، سنبھلو سیدی سنبھلو!“
 ”میں جانتا ہوں کہ وہ میری نظروں کا فریب ہے،
 وقت اور حالات کی پیداوار ہے لیکن ہے تو میری درخشاں
 کی جیتی جاگتی تصویر؟“

رفیق نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کا
 ہوا فضا میں تیرتا رہا۔ میرا آخری جملہ سن کر اس کے تئور
 بدل گئے پھر وہ ٹکڑے فضا میں تحلیل ہو کر میری نگاہوں
 سے اوجھل ہو گیا میرا اضطراب بڑھ گیا۔ رفیق کی باتیں میرے
 ذہن میں گونج رہی تھیں۔ صدمہ باز گفت بن کر میرے
 دل و دماغ پر آہن ضربیں لگا رہی تھیں۔

تب مجھے جیسن یاد آیا۔ میں نے اسے دل ہی دل
 میں آواز دی لیکن جیسن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔
 میرے جنون اور دیوانگی کی کیفیتوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔
 گزری ہوئی باتیں ایک ایک کر کے مجھے یاد آ رہی تھیں
 پھر مجھے جنوب کی یاد آئی جس کی انگشتی اس بات کی

کرے گی، تم زندگی کے ہر بچک راستوں پر بھٹکتے رہو گے۔“
 رفیق کے لہجے میں جانے کیسا سحر تھا کہ میں چاہنے
 کے باوجود اسے بولنے سے نہ روک سکا۔ کم مہم اس کی
 باتیں سنتا رہا، اس نے یاد کر لیا کہ درخشاں کی محبت اور
 اس کی قربانی نے وقتی طور پر ایمان قوتوں کو کمزور کیا تھا جس
 کے سبب گندی اور سیاہ قوتوں نے مجھے شکار کرنے کا
 منصوبہ بنایا۔ مجھے اپنے جال میں پھانسنے کی خاطر اس طرح
 حسین اور پُر فریب دادوں کے سوا دیگر ماحول میں بھٹکا دیا کہ
 میں ہر فریب کو حقیقت سمجھنے لگا۔ رفیق نے کہا۔

”کیا تمہیں یاد نہیں کہ جمہوری رہائشیوں پر سمر جادوؤں
 نے درخشاں کو دیکھ کر اسے سجدہ شروع کر دیا تھے۔ غور
 کرو سیدی! تم ایک کلمہ گو مسلمان ہو کیا خدا کے سوا کسی
 اور کو سجدہ جانتے ہو؟ نہیں۔ تم نے ایک فریب کو اپنی
 زندگی، اپنی روح سمجھ کر وقت کے ہاتھوں سے لوٹوں گے
 کھائے ہیں سوچو میرے عزیز! کیا اس فریبی عورت نے
 جو تمہارے سامنے درخشاں کا لوپ اختیار کیے ہوئے تھی
 ایک موقع پر خود اقرار نہیں کیا تھا کہ وہ تمہارے دوستوں کو
 اپنے وجود کا یقین دلانے کی خاطر بے ہوش کا ٹانگ کھیل
 رہی تھی۔ اگر وہ تمہاری درخشاں ہوتی تو اسے تمہارے
 دوستوں کے ساتھ مکر فریب کی کیا ضرورت تھی؟ کوئی جواب
 ہے تمہارے پاس؟“

”اگر وہ فریب ہے تو اسے میرے دشمنوں نے
 یہ خیال بنانے کی حماقت کیوں کی؟“ میں نے دھڑکتے ہوئے
 دل سے پوچھا۔

”اس لیے قدرت کو اب ان بدکاروں کی سرکوبی
 منظور ہے؟“ رفیق نے یقین سے کہا۔ تم مجذوب کی
 مہربانوں سے بچو گے لیکن وہ جو درخشاں کو اپنے لیے
 مال غنیمت سمجھ رہے ہیں، قدرت کے ہاتھوں اذیتناک
 تباہیوں اور بربادوں کا شکار ہوں گے۔ ان کا انجام
 عبرت ناک ہوگا۔“

”رفیق! تم.... تم کہیں میرے ساتھ کوئی مذاق تو
 نہیں کر رہے ہو؟“ میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے
 ٹوٹے لہجے میں پوچھا۔

”اب بھی وقت ہے سیدی!“ اس کی آواز میں
 میرے لیے ہمدردیاں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں۔ ہوش
 میں آنے کی کوشش کرو۔ تمہاری درخشاں مریض ہے،
 خداوند کریم کو بھی منظور تھا اور زیادہ کھو وہ جو مرجلتے

سے میرے دماغ سے ٹکرایا اور دوسرے ہی لمحے میرا ذہن
 ایک بار پھر تاریکیوں میں غمٹے کھانے لگا۔

رفیق کا چہرہ میری نگاہوں کے سامنے فضا میں لہراتا
 بل کھاتا اُبھرا تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ خدا کے نیک
 اور گزیدہ بندے نے اسے میری نگہداشت پر مامور کیا تھا
 رفیق نے مجھے بتایا تھا کہ وہ جذوب کے اشارے پر میرے
 کام آ رہا ہے اور ایک حد تک میری رہنمائی کرتا رہے گا۔ اس
 وقت اسے نگاہوں کے سامنے دیکھ کر میرے لیے قواصل
 کو قرار آ گیا۔ کیلاش نے درخشاں کے بارے میں جو کچھ کہا تھا
 وہ میرے لیے ناقابل برداشت تھا۔ مجھے جگر ریز ہوش کا
 انجکشن لگانے کا عمل ممکن ہے ڈاکٹروں کے فیصلے کے
 مابین مطابق رہا ہو لیکن کیلاش کی اس حرکت نے مجھے متحیر
 کر دیا تھا چنانچہ میں نے رفیق کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”مجھے یقین تھا کہ تم اس آٹے سے وقت میں ضرور میرے
 کام آؤ گے۔ تمہیں یقیناً حالات کی ستم نظری کا عالم ہوگا اور
 یہ بھی کہ میرے سنگ دل دشمنوں نے درخشاں کو بطور ریٹھال
 اپنے قبضے میں رکھا ہے اور....“

”میں اور بھی بہت کچھ جانتا ہوں سیدی لیکن....“
 ”لیکن کیا؟“ میں نے تھلکا کر کہا۔ کیا تم درخشاں کے
 حصول میں میری مدد نہیں کرو گے؟“

”یاد کرنے کی کوشش کرو میرے عزیز! میں نے
 ٹھیک کچھ لفظوں میں پہلے بھی تمہیں یہی یاد کرانے کی
 کوشش کی تھی کہ تم ایک پرچہ میں کے تعاقب میں اپنا
 وقت برباد کر رہے ہو، جسے تم درخشاں سمجھ رہے ہو وہ
 گندی قوتوں کا ایک حسین فریب تھا جسے وقت نے
 تمہارے دل سے بے پروا کیا۔ سیدی! تمہیں خدا کا شکر
 ادا کرنا چاہیے کہ ایک بزرگ کی سفارش نے تمہیں بربادی
 کے راستوں پر بہت دور نکل جانے سے پہلے ہی ہچکایا۔
 ذہن کو کربدنے کی کوشش کرو، عقل سے سوچو کیا اور کیا
 نے تم سے یہ درخواست نہیں کی تھی کہ تم ایک خاصے
 وقت تک طلسم کدے کے تہہ خانے میں سوئی ہوئی شج
 سے بات نہیں کرو گے؟ اس فریبی بوڑھے نے جو
 شیطان قوتوں کا مالک تھا مجذوب کی انگشتی کو اندھے
 کی لالچی کہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وقت کے حسین گدو پیش
 نے تمہاری آنکھوں میں جو چکا چوند پیا کر دی ہے وہ
 تمہیں بزرگ کے لازوال تسخیر کی جانب سے غافل۔“

ہوں اپنی دوستی اور محبت کا واسطہ دیتا ہوں مجھے بتا دو کہ
 میری درخشاں کہاں ہے؟ اس کے بغیر میں ایک لمحے بھی
 زندہ نہ سکوں گا۔“

کیلاش نے کوئی جواب نہ دیا۔ آنکھوں سے جھپک کر
 اشارہ کیا تو وہ مجھے دیکھتا ہوا تیزی سے کمرے سے باہر
 نکل گیا۔ میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔ مجھے کیلاش
 کی حرکتیں اور باتیں عجیب لگ رہی تھیں۔ میں اسے دیوانوں کی
 طرح ٹھوٹا رہا۔ جھپک کے کمرے سے چلے جانے کے بعد
 اس نے آہستہ سے کہا کہ درخشاں ہمارے ساتھ نہیں ہے
 لیکن وہ بہت جلد....“

”تم؟“ میرے ذہن میں چنگاریاں سلگنے لگیں، میرے
 لہو کی گردن میں تیز ہو گئی۔ ”تم اب بھی جھوٹ بول رہے ہو؟“
 ”میری بات کا یقین کرو جلال! مارٹن اور اس کے
 ساتھیوں نے درخشاں بھائی کو بطور ریٹھال اپنے پاس جہاز
 پر روک لیا ہے۔ کیلاش نے سہاٹا آواز میں کہا۔ انہوں
 نے وعدہ کیا ہے کہ اگر ہم نے اپنی زبان بند رکھی تو وہ بہت
 جلد تمہاری امانت تمہیں واپس کر دیں گے۔“

”گویا تم میری درخشاں کو دشمنوں کے زرخ میں جھوٹ
 کر چلے آئے۔ شاید اس لیے کہ تمہیں اپنی زندگی میری
 درخشاں سے زیادہ پیاری تھی لیکن میں.... میں درخشاں
 کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا.... تم.... میں
 اسے واپس لاؤں گا خواہ اس کے لیے....“

میں نے پاگلوں کے انداز میں اٹھنے کی کوشش کی
 تو کیلاش پوری شدت سے مجھ سے پلٹ گیا۔ وہ مجھے
 سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ میری حالت ابھی خطرے
 سے باہر نہیں لیکن میں اس کی گرفت سے آزاد ہونے
 کے لیے پوری جدوجہد کر رہا تھا۔ میں نے کیلاش کا مٹہ
 بھی نچوڑا اس کے بالوں کو جکڑ کر اکھاڑنے کی بھی کوشش
 کی، چیخا پچھلایا بھی مگر اس کی گرفت سے آزاد نہ ہو سکا پھر
 جب تک دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ ایک
 امریکی ڈاکٹر اور اسپتال کا دوسرا عملہ بھی موجود تھا۔ مجھے یہ
 سمجھنے میں دینے لگی کہ کیلاش نے جب تک کو باہر جانے کا اشارہ
 کیوں کیا تھا۔ میں نے خود کو آزاد کرانے کی ایک آخری
 کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ غلے کے لوگوں نے
 مجھے جکڑ کے پسے کر دیا پھر مجھے زبردستی کوئی انجکشن
 دیا گیا جس کے بعد میری قوت مدافعت لمحوں میں ختم ہو گئی۔
 رگوں میں دوڑتا ہوا کوئی نندہ اثر معمولی تیزی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

دلیل تھی کہ میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا۔

”خبردار پلٹ کر مت دیکھنا..... جا.....“
ہو جا..... تھان پر جا کر اوندھا ہو جا..... سرزمین پرانا
سیکھ لے..... بیٹھ پار ہو جائے گا..... حق اللہ.....
یا ہو..... یا ہو..... یا ہو.....“

میں نے مجذوب کو روک دینے کی بہتری کو شش کی لیکن
وہ ”حق اللہ“ اور ”یا ہو“ کے فورے بلند کرتا ہوا میری
نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور پھر میں ہڑبڑا کر جاگ اٹھا۔
اپنا تیل میں بستے کے قریب کیلاش اور جیکب کے
علاوہ علی کے دوسرے لوگ بھی موجود تھے۔ میں انہیں
خالی خالی نظروں سے دیکھتا رہا۔ ان کی نگاہوں میں میرے
لیے تشویش کے تاثرات تھے۔

”جمال! کیلاش نے مجھے نرم لہجے میں مخاطب کیا۔
”اب تم کیا محسوس کر رہے ہو؟ ڈاکٹروں نے مجھے یقین
دلایا ہے کہ تم بہت جلد رو بصحت ہو جاؤ گے۔“

”اب اس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ میں ہوش میں
آ گیا ہوں۔“ میں نے بنیدگ سے کہا پھر جیکب کی طرف
دیکھ کر بولا ”تم آج ہی میری جہاگ کی طرف والپس لوٹ جاؤ۔
دیوان جی سے کہنا کہ وہ سارا حساب کتاب تمہیں سمجھا دیں۔
کیلاش کچھ دنوں بعد تھلا ہاتھ بٹانے کے لیے پہنچ جائے گا۔“
”رہت عظیم تم پر اپنا سایہ برقرار رکھے۔“ جیکب
پُر مسرت لہجے میں بولا ”مجھے یقین تھا تم بہت جلد ٹھیک
ہو جاؤ گے۔“

”تمہارا کیا پروگرام ہے؟“ کیلاش نے میرے چہرے
کے تاثرات دیکھتے ہوئے دلی زبان میں سوال کیا۔

”مجھے اپنے آپ کو پانے کے لیے ابھی ایک سفر
اور کرنا پڑے گا۔“ میں نے اداک ندامت بھاتے ہوئے
جواب دیا ”یہ سفر میری زندگی کا آخری سفر ہو گا۔“
”کیا مطلب؟“ کیلاش چونکا ”تم کس سفر کی بات کر
رہے ہو؟ ابھی تو تمہاری حالت.....“

”میں جس سفر کی بات کر رہا ہوں اس میں جسم کی نہیں
روح کی قوت دکار ہوتی ہے۔“

”میں سمجھا نہیں؟“
”تم نہیں سمجھ سکو گے کیلاش! میں نے مسکرا کر جواب
دیا پھر ایک طویل سانس لے کر انھیں موند لیں۔
میری نگاہوں کے ملنے مجذوب کا چہرہ ابھر آیا جو
پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا میں نے اس کے
تغائب میں قدم آگے بڑھا دیے۔

انگشتی کا خیال آتے ہی میری نگاہیں ککڑی کی اس
انگوٹھی پر جم گئیں جو میں نے مجذوب کے ہاتھ سے اتاری
تھی۔ میں نے محسوس کیا جیسے خدا کے اس نیک بندے
کی بخشش ہوئی انگوٹھی سے بھینسی جھینسی نمک اٹھ کر میرے
دل و دماغ کو موطر کر رہی ہے، مجھے سکون پہنچا رہی ہے۔
اور پھر میں لکھنوت چونک اٹھا۔ قہقہے کی وہ آواز اچانک
ابھری تو میری توجہ انگشتی کی جانب سے ہٹ گئی۔ میں
نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ مجذوب میرے قریب کھڑا دواڑ
قہقہے لگا رہا تھا۔ میں اسے آنکھیں پھاٹے دیکھتا رہا۔
”کیا دیکھ رہے ہے؟“ اس..... کیا میں تیری محبوبہ ہوں؟“
مجذوب نے لکھنوت سنبیدگ اختیار کر کے سرسراہی آواز
میں مجھے مخاطب کیا۔

”بابا! وقت نے میرے ساتھ دغا کیا ہے۔“

”میری بات ملنے لگا؟“ مجذوب نے دے نہ جلتے
ہوئے بڑی رازداری سے کہا پھر ادھر ادھر دیکھ کر آہستہ
سے بولا۔ ”تو بھی دنیا کی پشت پر ایک ٹھوکر مار کر اپنے
تھکان کی طرف سر ہٹ دوڑ لگا دے۔ آئی سمجھ میں؟“
”تم آسمان کی بلندیوں تک پہنچ گئے ہو بابا! کچھ میری
رہنمائی بھی کر دو۔“ میں نے التعلیم۔

”اوپنی اوپنی جھلانگیں مارا کر۔ تو بھی اڑنا سیکھ لے
گا لیکن تیری دم..... کیا ہونے لگی تیری دم؟“ وہ عجیب نظروں
سے مجھے گھورنے لگا۔

”میری دم کٹ گئی ہے بابا! وقت نے اسے مجھ
سے چھین لیا۔“

”مرثی میں لوٹ لگا کے کپڑے جھاڑ لے۔ سارے
دلہندہ دور ہو جائیں گے۔“

”بابا! میری درخشاں کی حقیقت.....“
”دم کٹ گئی تو اسے پلانا بند کر دے۔“ مجذوب
نے میری بات کاٹتے ہوئے بڑے جلالی انداز میں کہا۔
”مٹھنکی بانٹھ کر اوپر والے نیلے گنبد کی طرف دیکھ۔ وہاں
تجھے ہر جز درخشاں نظر آئے گی۔“

”مجھے تمہاری رہنمائی کی ضرورت ہے۔“ میں گڑبگڑانے
لگا۔ ”مجھے بالوس نہ کرو بابا!“
”دم کٹ جانے کا طلال نہ کر پنگے! اوغنی بھی ہے
اور قسمت کا دھنی بھی..... جا..... والپس لوٹ جا۔“
”بابا! تم مجھے سہارا دے سکتے ہو۔“